TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

missing pages

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222102

UNIVERSAL
LIBRARY

بعونہٖ تعالیٰ

جلد اوّل

Created 1974

وقایع شاہزادۂ منصور زمان

من تصنیف شاعر نازک خیال ناثر بے مثال کاشف رموز خفی و جلی سیّد اصغر علی اکبر آبادی

حسب فرمایش

خلاصۂ خاندان مصطفوی نقاوۂ دودمان مرتضوی بدیع تفضلات

مربی جناب سید عنایت علی صاحب جرنیل فوج ریاست پٹیالہ اعال اللہ مراتبہ

موصوف

مطبع اعجاز محمدی آگرہ میں سیّد محمد علی کے اہتمام سے چھپی

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

بجوں رنگین نمای ریاض رضوان و خندان نمای بستان جہان
کتاب لاجواب نور بخش دیدۂ نظارگیان رونق گلزار جنان یعنے

دقایق شاہزادہ منظور الزمان

از تصنیفات افضل الشعرا ناشر نکتہ کاشان دقایق اصلی و نقل سید اصغر علی
مرحوم و مغفور حسب فرمایش کمل نحو نکتہ سنج جناب سید عنایت علی صاحب مدرس فارسی مدرسہ عالیہ

در مطبع اعجاز محمدی آگرہ باہتمام محمد مطیع علی سلمہ

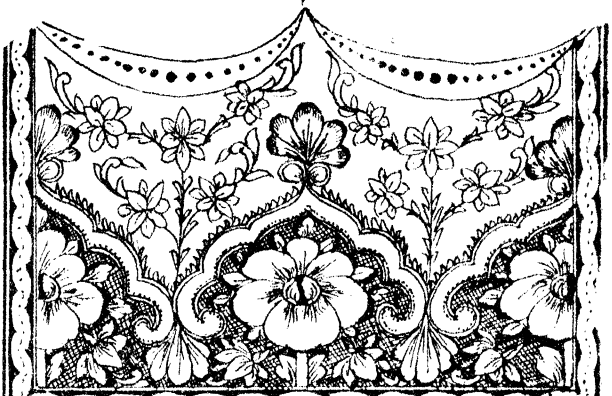

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد اوس خالق ارض و سما کو سزاوار ہے کہ جسنے اپنے نام نامی کی عظمت سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو قرآن مجید کا دروازہ بنایا اور جسنے اول رونازل کو اسی جامع جمیع اسماء سے کھلنے کا قلم ارادت رقم کو حکم فرمایا جیسا کہ اکثر کتب معتبرہ مین مرقوم ہے اور درود نامحدود اوس خاتم الانبیا شافع روز جزا احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کے واسطے لایق ہے کہ جسکے عہد نبوت مین اوس آیۂ رحمت نے نزول اجلال فرماکر امت مرحومہ کو غضب الٰہی سے محفوظ رکھا کیونکہ قبل نازل ہونے اس کلام واجب الاعتصام کے بقول اکابران دین ہر ایک عنصر اپنی اپنی قوت سے انسان ضعیف البنیان پر غلبہ کرنا چاہتا تھا جیسا کہ حضرت نوح کے وقت مین پانی کی طغیانی نے تمام عالم امکان کو سطح آب بنادیا اور حضرت ہود کے زمانہ مین سیلان باد نے ساری قوم نامراد کو برباد کر ڈالا اور حضرت ابراہیم خلیل کے عہد جلیل مین نار گلزار کی گرمی سے اعیان نمرود و نظارگیان نابہود خاک سیاہ بنکر رہگئے اور حضرت کلیم کے دور سلیم مین مشت خاک نے ایسا سونہ پھیلایا کہ قارون مع مایہ المقرون کے ایکہی لقمہ ہوگیا پس جبکی امت عاصی اِس رحمت خاص سے مخصوص کی گئی ہو اوس سرور کائنات کی نعت

آدم خاکی نژاد سے کیونکر ادا ہو سکتی ہے بہتر یہی ہے کہ انہین دو کلمون پر اکتفا کرکے اپنا مطلب لکھنا شروع کردون تاکہ بسم اللہ کی برکت سے حسب مراد انجام کو ہونچے اور شایقین بدل وجان اوسے پسند فرمائین واللہ ولیہ والمستعان بالاتمام **التماس مؤلف** مین ایسا خیال کرتا ہون کہ فن قصہ گوئی خاص علم تواریخ سے اخذ کیا گیا ہے کیا معنی پہلے کسی زمانہ مین رؤسا عظام کو علم تواریخ سے اسقدر شوق تھا کہ ہر روز بلا ناغہ بعد فراغت امور سلطنت سوتے وقت باوشاہان گذشتہ کا حال خاص اپنے کسی ملازم کی زبانی استماع فرمایا کرتے تھے تاکہ انتظام ریاست اور قواعد سیاست مین دخل تسخیر بلاد وتسکین قلوب عباد و دفع مضرت وجلب منفعت وغیرہ کے) ہر وقت نیا تجربہ حاصل ہوتا رہے اور حتی المقدور کوئی امر خلاف عقل ونقل جو باعث تخریب مملکت ہو ظہور مین نہ آوے اسیوجہ سے اکثر وقایع نگاران جادہ درستی نے پوشیدہ ہر ایک باوشاہ کا حال اپنے اپنے زمانہ مین تحریر کیا ہے اور اخیر کو وہ سورخین کی ہمت سے جمع ہوکے کتب تواریخ مین شامل کردیا گیا ہے لیکن جب سے وہ کتب تواریخ شعرائے نازک خیال کے ہاتھ مین آئین بالکل پایۂ اعتبار سے گر گئین کیونکہ ان حضرات نے ازراہ تعلی بعض بعض مقام پر اپنی تصانیف مین اسقدر مبالغہ کیا کہ اسکو ہرگز بعقل سلیم تسلیم نہین کرسکتی لیکن اس تقریر سے میری غرض اون بزرگوار پر الزام دینے کی نہین ہے بلکہ صرف تقلید کے عیوب بیان کرنا چاہتا ہون کیونکہ شعرا پر اس قسم کا اعتراض عاید نہین ہو سکتا وہ پہلے ہی مبالغہ کی تین قسمین کرگئے ہین ایک **تبلیغ** جو قریب القیاس اور دوسرا **اغراق** ممکن الوقوع ہو جیسے مولانا نظامی کسی حبشی کی تعریف مین فرماتے ہین شعر

سیاہی بکردار شکل لبت	ہلاسان ازدیدۂ شب لیب

دوم **اغراق** جو قریب القیاس اور غیر ممکن الوقوع ہو جیسا کسی شاعر نے کہا ہے **شعر**

گر چرد در چمن حسن تو نوروز بہار	چہ عجب گر ز گل شعر بگیرند گلاب

تیسرا **غلو** جو بلحاظ قیاس اور غیر ممکن الوقوع ہو جیسا زلالی نے کہا ہے **شعر**

ز ہیبت چستن او سایہ در رشت	چو زاغ آشیان گم کردہی گشت

غرض اون حضرات نے جو کچھ فرمایا درست فرمایا اور صاحب دانش باسانی اونکی تصانیف سے اپنا مطلب

حاصل کر سکتا ہے البتہ رفتہ رفتہ اوس مبالغہ کا نتیجہ ہم تقلدین کے واسطے یہ نکلا کہ از سر تا پا اوس مضمون ہی کو باتھ سے دے بیٹھے یعنی مختلف رنگین عبارتون مین اسا نمدہ کا صحیح حال بیان کرتے کرتے جب کوئی لباس نیا شاہد مدعا کیواسطے باقی نرہا یا ہاتھ نہ لگا تو بقول شخصے ہر کہ آمد بران مزید کرد ناچار فرضی بادشاہون کی جھوٹی تاریخین بنانا شروع کردین اگرچہ (مین جانتا ہون) اس قسم کی سب سے پہلی تالیف مین مولف نے اصلی غرض نوت نہونے دی ہوگی بلکہ بہ نسبت تواریخ صحیح کے کسیقدر زیادہ اوسے نصیحت و پند سے آراستہ و پیراستہ کیا ہوگا جیسا کہ کلیلہ دمنہ وغیرہ کتابون سے ثابت ہے لیکن جب اصلی تواریخ کو حضرات نے بگاڑتے بگاڑتے نقلی بنا دیا تو اوس طرز نو ایجاد کو کب قایم رہنے دیتے تھے یہہ تو سوچے نہین کہ خاص نشار موجد کا اسکے بدلنے مین کیا تہلبے محاورا جو کچھ زبان پر آیا نوک قلم کے حوالے کرنے گئے خصوصاً جب یہہ ثابت ہوگیا کہ عشق و محبت کی داستان ہر کہ و مہ کی طبیعت پر زیادہ اثر کرتی ہے تو تمام مطالب چھوڑ چھاڑ صرف اس مضمون پر آگئے کسی ملک مین کوئی بادشاہ تھا اوسکے لڑکا نہوتا تھا بعد ہزار ہا آرزو و تمنا کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ لڑکا سن تمیز کو پہونچکر کسی تقریب سے فلانی شاہزادی یا کسی اور حور شمایل پر عاشق ہوگیا جب اوسکی تلاش مین گھر سے نکلا تو قضا عند اللہ راستہ مین کوئی پری اوٹھا لیگئی یا کسی اور مصیبت مین مثل جادو وغیرہ کے پھنس گیا آخر شق بمشکل تمام درجانان تک رسائی ہوئی اور اوسے اپنے قبضہ مین لاکر وطن مالوف کو واپس آیا" غرض کوئی قصہ ایسا نہین کہ جسکا خلاصہ (تمام فضولیات چھوڑ کر) کیا جائے اور میری ان دو تین سطرون کے مضمون سے نہ ملجائے البتہ دوری کی نشانی مہجوری کی حکایت عشاق کی گریہ وزاری معشوق کی جفاشعاری حسن کی تعریف باغون کی توصیف وغیرہ تمام کتاب مین نئی نئی بندشون سے بھری ہوئی ہوگی سو اوسے ہر ایک انشا پرداز موافق اپنے زور قلم کے گھٹا بڑھا سکتا ہے قصہ مختصر اس طور سے کتب تواریخ کے عوض قصے کہانیان تالیف ہونے لگے ہین اور عوام ایسے اون کہانیون کے عادی ہوگئے ہین کہ ہرگز کسی سچے حال کیطرف یک بیک اپنی طبیعت کو مایل نہین کرسکتے ہان اگر آہستہ آہستہ اونکے خیالات اوسیطرح بدل دیے جائین

جسطرح کہ وہ بگاڑے گئے ہین تو ممکن ہے کہ چند روز بعد طبیعت کو اون پرانے مضمونون سے نفرت اور کتب تواریخ کے دیکھنے کی رغبت حاصل ہوجائے چنانچہ بالفعل خاکسار ہیچمدان سید اصغر علی (خلف جناب قبلہ و کعبہ جہان و کعبۂ دین و ایمان مقبول بارگاہ لم یزلی جناب سید ارشد علی صاحب اکبر آبادی دام ظلہم) ایک افسانہ اپنے انہین خیالات کے سوانح حسب فرمایش اپنے عنایت فرماے تھلبی خلاصۂ خامدان مصطفوی نقاوہ دودمان مرتضوی جناب سید عنایت علی صاحب جرنل فوج ریاست پٹیالہ تحریر کرتا ہے گو اوسمین بھی واسطے ترغیب عوام کے نئے نئے ڈھنگ سے عشق و محبت کی داستانین بیان کی جائین گی لیکن مطلب اصلی وہی ہے جو اوپر گذارش کیا گیا یعنے خیالات کا بدل دینا اسی لحاظ سے ازابتدا تا انتہا کئی امر کا التزام کیا گیا ہے **اول** یہ کہ ہزار سال پیشتر کی جنتری تیار کرکے تاریخ ہجری و عیسوی کو یوم بہ یوم مطابق کردیا ہے تاکہ واقعات گذشتہ بطور تواریخ کے سامعین کو یاد رکھنے پڑین **دوم** ہر ایک ملک اور ہر ایک شہر کا پتہ اور نشان صحیح صحیح و مشرح درج کیا گیا ہے جسکے باعث خواہ مخواہ شایقین کو جغرافیہ پر عبور ہو اور طبیعت کا خلجان رستے کے واسطے نقشہ وغیرہ دیکھنے اور اوسکے سمجھنے کی بھی ضرورت پڑے **سوم** کوئی مضمون خلاف قیاس اور غیر ممکن الوقوع نہین لکھا گیا تاکہ آہستہ آہستہ سچے حالات دیکھنے کی رغبت بڑھتی جائے **چہارم** قواعد ضرب و ضرب اسطور سے بیان کئے گئے ہین کہ وقت پر کام آسکین اور عوام اون سے مستفیض ہون **پنجم** حسب موقع و محل نصیحت و پند کی بھی چھیڑ چھاڑ چلی گئی ہے تاکہ جو لوگ ناصح کو بالطبع برا جانتے ہین اور خوشامد کرنے والونکو عزیز رکھتے ہین بخوبی اپنے عیوب سے واقف ہوجائین **ششم** بعض بعض مقام پر مختلف قسم کے علوم کا بھی مباحثہ کردیا گیا ہے اور ارادہ ہے کہ قصہ ختم ہوتے ہوتے اکثر علوم خصوصاً مسائل علم طبعی اس خوبصورتی سے تحریر کئے جائین کہ خواہ مخواہ لوگونکو اونکے دیکھنے کی خواہش پیدا ہو اور ہوتے ہوتے رواجی قصون سے بالکل طبیعت متنفر ہوجائے آیندہ خداوند کریم کے اختیار ہے اور بندہ ہیچمدان مجبور و ناچار۔ اب حسب وعدہ داستان شروع کیجاتی ہے کان لگاکر سنئے اور ہمہ تن گوش بانداز دیجئے گا

متوجہ ہوجئے شعر

رجب وہ ہوشیار ہو

گلشن داغ دنسیم آہ و سروش شعلہ آبش خون	بیا سامان بستان محبت را تماشا کن

حملہ کرنا عبد الباقی کا جزیرۂ سیلان پر اور بعد فتحیابی کے پیدا ہونا شاہزادۂ منصور الزمان تاج بخش گیتی ستان کا موافق ارشاد ایک حکیم کوہ نشین کے

مورخان صادق البیان اور راویان شیرین زبان نے کتب تواریخ سے یون نقل کیا ہے کہ زمانہ سابق مین جسکو گذرے ہوا ایک ہزار برس کا عرصہ منقضی ہوا ایک بادشاہ عبد الباقی کشور کشا نام جزیرہ سیلان کا حاکم گذرا ہے جسے سراندیپ اور سنگلدیپ بھی کہتے ہین اور اہل ہند لنکا کے نام سے مشہور کرتے ہین یہ جزیرہ ہندوستان کے جنوب مین راس کماری سے پچیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے طول اسکا دو سو ستر میل کا ہے اور عرض ایک سو چالیس میل کا اور قدیم سے آدمیان کے آدمی اس جزیرہ مین آباد ہین پہلے یہان صرف سنگمالی جو بدھ مذہب رکھتے ہین بستے تھے مگر عبد الباقی کے تشریف لانے کے بعد عرب چینی پارسی وغیرہ بھی آن بسے اور مذہب بتپرستی جا بجا پھیل گیا کیونکہ اصل اس بادشاہ کی ملک روم سے ہے جو فرنگستان کا ایک جنوبی حصہ شمار کیا جاتا ہے جسکے جنوب مین یونان اور شمال مین ملک آسطوریا اور مشرق مین بحیرہ اسود اور مغرب مین بحیرہ شام واقع ہے مفصل حال اسکے خاندان کا اسکے باپ عبد الوحید گردون رکاب کے زمانہ تک جسنے شہر قسطنطنیہ کو اپنا دار الحکومت قرار دیا تھا اور ملک شام بھی اوسکے تحت تصرف مین تھا وحید نامہ مین مرقوم ہو چکا ہے جو انشاء اللہ تعالے تقریبًا کسی مقام پر حسب موقع و محل شائقین کو سنایا جائیگا بالفعل صرف عبد الباقی کشور کشا کے جزیرہ سیلان تک پہونچنے کا سبب لکھا جاتا ہے تاکہ ناظرین کو شاہزادہ منصور الزمان کے ہمراہ حالات ملاحظہ فرمانے مین کسیطرح کا تکلف کرنا نہ پڑے اور دوار باب تواریخ نے اسطرح تحریر فرمایا ہے اور علوحید گردون رکاب کے دو لڑکے تھے بڑے کا نام عبد الباقی کشور کشا اپنی طبیعت کو مانند عبد المعالی ہمایون بخت چونکہ بڑا بیٹا شکیبر و دریغ مغلوب الغضب اور

شکار دوست تھا اسواسطے بادشاہ گردون رکاب اپنے چھوٹے بیٹے کو بسبب اوسکی حسن لیاقت
اور علم و متانت اور رقوف آئین ملک داری کے ازبس عزیز رکھتا تھا بلکہ اخیر عمر میں حسب تجویز ارکین
سلطنت روم اور شام دونون ولایتون کی حکومت اوسکے نام لکھدی یعنی ۳۳۲ھ ہجری نبوی
مین اپنے چھوٹے بیٹے عبد المعالی کو ولیعہد سلطنت بنالیا یہ امر عبد الباقی کو ازبس ناگوار
گذرا اور خفا ہوکر بغیر اطلاع اپنے باپ کے مع چند رفقا و ملازمین ۱۸ صفر ۳۳۳ھ ہجری نبوی روز دوشنبہ
کو خاص براعظم افریقہ کیطرف اودھر گیا اور عرصہ دراز تک اس امید پر کہ شاید بادشاہ سے حال
سے آگاہ ہوکر بسر رحم آئے اور طلب فرمائے اوسی ملک مین سرگردان پھرتا رہا لیکن عبد الباقی کے چلے
جانے کے بعد بادشاہ نے یکایک مرض ذات الجنب مین مبتلا ہوکر ہفتم رجب ۳۳۳ھ ہجری روز دوشنبہ
مطابق یکم اپریل ۹۴۴ء کو رحلت فرمائی اور ہمایون بخت اوسی روز اوسکی جگہ تخت پر بیٹھ گیا جب
عبد الباقی کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو ایک آہ سرد سینہ پُر درد سے کھینچکر کہنے لگا مثنوی

چرا دل نہد کس بہ ہر مہربان	کہ ناپایدار است و نامہربان	منہ دل بہ ین گردش چرخ دون	کہ دون پرور آرد ین ہر دو کون

اور اوسیوقت عروس مملکت کا خیال دل سے نکالکر ترک علایق کا ارادہ کرلیا یعنی چاہا دنیاے دون کو
چھوڑ چھاڑ کسی گوشہ عافیت مین بیٹھیون اور اللہ اللہ کرکے یہ چند انفاس باقی عالم باقی کی تدبیر
تسخیر مین کاٹ ڈالون مثنوی

ظلمت چہ بہ کہ ظلمت اے خلق	تعریف چہ گزید ہر کو عاقل ست	نا نکہ در ظلمت صفا دل ست

لیکن رفقا کو معلوم تھا کہ مادر اپنے اس فرزند سے
آگاہ نہ کیا کہ شاید منع کرین اور براہین قاطع پیش کرکے مجھے اپنے اس ارادے سے باز رکھین اسلئے
ایکروز دو گھوڑے کیکر یہ تقریر کہکر شکار کوہ لقوتا پر جو حدود استوا سے جنوب مین واقع ہے تشریف لے گیا
اور دلمین مصمم ارادہ کرلیا کہ کسی مقام پر پہونچکر رفقا کو جواب دیدونگا اور آپ وہین رہ جاونگا بیت

خلوتے خواہم کہ در چرخ اگر چون گزرد	خانۂ آن دہر را ہیزم دنیا بہ گردن	

اتفاقیہ اوسی پہاڑ کی کسی چوٹی پر رفقا سے جدا ہوکر ایک ایسے مقام پر پہونچا جو بلا تشبیہ بہشت
برین کا نمونہ معلوم ہوتا تھا مثنوی

لطیف و دلکشا آبوہوائے | سپارکہ منزلے فرخندہ جائے | ریاحین برکنار جوی سرشتہ | آب تراں دست در روئے سرشتہ
درختان چون جہان مدکشیدہ | زیکدیگر بخوبی خدکشیدہ | فراز شاخ مرغان خوشنوا | بالحان مختلف باکردہ بانے

نہاں سروکہ جنت سبق داشت | خطوطی لعل بر برگ ورق داشت

عبد الباقی اوس قطعہ دلپذیر رشک کشمیر کو دیکھکر از بس محظوظ ہوا اور ایک حالت وجد مین آہستہ آہستہ ہر سمت گلگشت کرنے لگا ناگہان اوسی باغ کی ایک روش پر ایک **بزرگ** فقیر بصورت فرشتہ سیرت سے دوچار ہوگیا سمجھا یہ بیشک کوئی ولی ہے اس سے نمرود عنہ یہ طلب کرنا چاہئے چنانچہ اوس بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوکر باوب تمام پہلے اپنا حسب و نسب ظاہر کیا بعدہ لوازمات درویشی کی ہدایت کا خواستگار ہوا وہ بزرگ اصل مین یونان کی نسل مین سے تھا اور رسایل حکمت کی تفتیش اور اونکے ثبوت کی تشویش مین کوہ و بیابان کی سیر کرتا ہوا وہان بھی آن پہونچا تھا **عبد الباقی** کی سرگذشت سنکر پہلے نہایت متامل ہوا پھر گردش کواکب پر نظر کرکے کہنے لگا تیرا برج طالع استد رصاحب قوت اور تحویل کواکب اس مرتبہ محمود و مسعود واقع ہوئی ہے کہ باوجود اس سن و سال کے آجتک سیری نظر ہے نہین گذری بلکہ سننے مین نہین آئی اگر دورۂ زحل مین ایک دقیقہ کا وقفہ پڑجاتا تو آج تو ہفت اقلیم پر حکومت کرتا ہوتا لیکن افسوس آفتاب خانۂ شرف سے نکلنے نہین پایا کہ زحل برج حمل مین داخل ہوگیا جسکے باعث تیرا عظم اپنا پورا اثر نکر سکا اب بھی یہ سعادت تیرے نطفہ کے ذریعہ سے تجھ کو یا تیری اولاد کو منتقل ہوسکتی ہے بشرطیکہ ایسی عورت سے عقد کیا جائے کہ جسکے خانۂ اصلی یعنی برج اسد مین زحل کو بہ نظر دشمنی دیکھ رہا ہو جسے اہل نجوم کی اصطلاح مین مقابلہ کہتے ہین ہندوی جرثقیل اسکے خانہ ہفتم مین واقع ہوتا کہ وہ نحوست جو زحل نے کمال شرف آفتاب مین پیدا کی ہے دور ہوجائے۔

عبد الباقی نے عرض کیا جسکو اپنے برج ولادت کی خبر نہو۔ ۔ ۔ ۔ کا حال کیا جانے ہان اگر آپ کی دستگیری اور رہنمائی سے منزل مقصود تک پہونچ جاؤن تو عجب نہین فرمایا اسکا جواب شافی انشاء اللہ تعالے ہم کل تک دینگے آپ جب تک اسی پہاڑ پر سیر و شکار سے دل بہلائین اگر اس قسم کی عورت فی زمانا پردۂ دنیا پر موجود ہے تو بیشک جوشاہزادہ آپکے اختلاط کامل کے بعد اوسکے بطن سے پیدا ہوگا وہ

وہ ہی شاہزادہ ہے جسکی نسبت **افلاطون** الٰہی نے اپنے ملفوظات مین اشارہ کیا ہے اور ہم لوگ جسکے دیدار فیض آثار کے مدت سے مشتاق ہین **عبد الباقی** اگرچہ اس کنایہ کو مطلق نہ سمجھا لیکن دست عرض کیا اب بغیر اپنے مقصد دلی کے بہوچے آپکے قدم سر اپا کرم چھوڑ کر ہرگز کہین آنے جانیکو جی نہین چاہتا امیدوار ہون کہ آپ ہی باوجود اس لطف و عنایت کے غلام کو اس آستانۂ فیض کا شانہ سے باہر جانے کا حکم نفرمائین شعر

این عنایت ازلی بود کہ رہ بردیم	اوین ہدایت ابدی گشت کہ روبت دیدیم

اوس بزرگ نے فرمایا مجھے صرف آپکی تکلیف کا خیال تہا ورنہ این خانہ خانۂ شماست شوق سے اپنے خادم کی سر آنکھون پر تشریف رکھئے اور کلبۂ تاریک کو سورج فرمائیے یہہ کہکر کچھ تر و خشک میوہ اپنے ایک ملازم سے منگاکر **عبد الباقی** کو کھلایا اور آپ فرش خاک پر انگلی سے زایچے کینچکر مٹانے لگا یہانتک کہ صبح سے شام تک ہزارون زایچے بنائے اور مٹائے بعد غروب آفتاب کے خوش ہوکر فرمانے لگا لو مبارک ہو ایک عورت کامنی برن نام **راجہ نبچے** کے خاندان مین جسکا زایچۂ ولادت انہین صفات سے موصوف ہے شہر **کاندی** مین جو جزیرۂ **سیلان** کے وسط مین واقع ہے بالفعل موجود ہے اب آپ انشاء اللہ تعالے تشریف لیجائین اور بزور شمشیر جزیرۂ **سیلان** کو فتح کرکے اوس عورت کو اپنے تصرف مین لائین انشاء اللہ تعالے جو لڑکا اوسکے بطن سے پیدا ہوگا ہفت اقلیم پر حکومت کریگا بلکہ یقین یون ہے کہ جو مہمات بعد فتح ہونے ہفت اقلیم کے وہ دیکھے گا وہ آجتک پیر فلک کی نظر نے نہ دیکھے ہونگے **عبد الباقی** نے عرض کیا اگرچہ التماس کرنا بے ادبی مین داخل ہے لیکن **مصرع** کرم ہائے تو ما را کرد گستاخ اگر آپ بچشم عنایت تشریف لیچلین اور جزیرۂ **سیلان** کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمائین تو عین غلام کی سرفرازی ہے فرمایا مین بیشک آپکے ساتہ چلتا اور شاہزادۂ گردون وقار کے دیدار سے اپنی آنکھین روشن کرتا لیکن بالفعل ایک ایسے سخت کام مین مبتلا ہون کہ سر اوسنانے کی فرصت نہین انشاء اللہ تعالے زندگی ہے تو پھر کبھی ملاقات ہوگی ہان میرے عوض میرے ہاتہ کی انگوٹھی الیتہ لیجائیے نافتح جزیرۂ **سیلان** اسے اپنے ہاتھ مین رکھئے گا بعد فتح جزیرۂ **سیلان کامنی برن** کے بازو پر باندہ دیجئے گا جب اوسکے بطن سے کوئی لڑکا پیدا ہو تو تبرکاً و تیمناً اوسکے گلے مین ڈال دیجئے گا اور جب وہ ہوشیار ہو

تو ہدایت کردیجئے گا کہ ہمیشہ انگشتری کو اپنی انگلی مین بہ حفاظت رکھے یہہ کہکر اپنی انگوٹھی اوتار دی اور
عبد الباقی کو اپنے پاس سے رخصت کیا **عبد الباقی** یہہ مژدہ سنکر اسقدر خوشی سے پھولا
کہ پیرہن مین سمانا اور دہان سے قدم اوٹھانا مشکل ہوگیا لیکن بموجب حکم شاہ صاحب کے بخوبی
تمام گرتا پڑتا پہاڑ کے نیچے اوترا دامن کوہ مین تمام رفقا و ملازمین سے ملاقات ہوگئی سب نے دیکھتے
ہی نذرین گذرانین اور عرض کیا آج حضور کی تلاش مین غلام اپنی زندگی سے ناامید ہوچکے تھے مگر
شکر خدا و ند کریم کا کہ ایسے دوبارا حال جہان آرا سے طالبان دیدار کی آنکھین روشن فرمائین
عبد الباقی نے فرمایا بڑا تعب ہے مین تو اسی پہاڑ کی چوٹی پر فلانے قطع دلپذیر مین جو شاید یہان سے
دکھائی بھی دیتا ہوگا صبح سے اسوقت تک ایک بزرگ کی خدمت مین حاضر رہا تم ڈھونڈتے کہان پہرے
بعدہ تمام قصہ اول سے آخر تک اوس بزرگ کی ملاقات کا رفقا کے روبرو بیان کیا سب نے ایک
زبان ہوکر عرض کیا خداوند نعمت اس پہاڑ کی چوٹی پر تو ایک ایک ملازم کرکے دس دس مرتبہ گیا
ہوگا مگر کوئی اس قسم کا قطعہ نظر نہین آیا بلکہ اس سے پہلے بھی بارہا اوہر آنے کا اتفاق ہوا ہے نہ کبھی
دیکھا نہ سنا شاید یہہ بھی اونہین بزرگ کے تصرفات سے ہوگا امیدوار ہین کہ حضور کے طفیل سے
ہم بھی اون بزرگ کے قدم آنکھون سے لگائین بلکہ ایک بات دریافت طلب رہ گئی ہے وہ بھی پوچھ لیجائے
یعنی **کامنی برن** کو حبالہ عقد مین لانے کے بعد جو انگوٹھی شاہ صاحب نے عنایت فرمائی ہے سیدھے
بازو پر باندھی جائے یا بائین پر **عبد الباقی** نے فرمایا بیشک مین بھی یہہ دریافت کرنا بھول گیا
اور اسوقت شاہ صاحب کو تکلیف دینا سراسر بے ادبی ہے کیونکہ تمام دن جناب ممدوح نے محض اپنی
عنایت سے میرے باعث وہ محنت شاقہ اوٹھائی ہے کہ مین کچھ بیان نہین کرسکتا ہان آج شب کو یہین
مقام کیجئے صبح تم سبکو اپنے ساتھ لیچلون گا چنانچہ رات کو اوسی دامن کوہ مین استراحت فرمایے علی الصباح
اوٹھ کر مع حشر و خدم پہاڑ کی چوٹی پر پہونچا لیکن اوس خلد برین کے عوض کسی جگہ ایک درخت کا بھی
نشان نہ پایا سمجھا شاید راستہ بھول گیا ہر چہار طرف خدام کو روانہ فرمایا اور دور دور تک مع رفقا
آپ بھی تلاش کرتا رہا لیکن کہین پتہ نہ ملا آخر رفقا نے عرض کیا اب حضور زیادہ تصدیعہ نہ فرمائین

اور بموجب ہدایت شاہ صاحب کے بتعجیل تمام جزیرہ **سیلان** کو تشریف لے چلین معلوم ہوا وہ تمام
کرشمہ شاہ صاحب ہی کی کرامات کا تھا اور اب یکبارگی نظر سے غایب ہوجانے کا صرف یہہ سبب ہے
کہ جناب اقدس کو ہم لوگون کی ملاقات منظور نہین پہر ناحق تکلیف دینے سے کیا حاصل غرض **عبدالباقی**
نے حسب صلاح رفقا اوسی روز تہیہ سفر کا کرکے کوچ کیا اور آٹھہ دس روز مین خشکی کا راستہ طے کر
دوازدہم شوال ۱۲۳۴ ہجری بروز پنجشنبہ جہاز پر سوار ہوکر **سیلان** کیطرف روانہ ہوگیا کہتے ہین
جہاز ہوا پاکر چند روز بعد **گنیلی** نامی بندر پر جو جزیرہ کے جنوبی حصہ مین واقع ہے لنگر کیا
شخص **نرپل** نامی **راجہ کنجے** کی اولاد سے اوس جزیرہ کا حکمران تہا اور
رہتا تہا لیکن فوج مین سوائے **سنگھالیون یا مالابار یون** کے
جزیرہ کے ہین اور کسقدر ضعیف و ناتوان ہی ہوتے ہین دوسری قوم
ر **عبدالباقی** کے ساتھہ اگرچہ سوآدمی سے زیادہ کسیطرح جمعیت
وہ کار اور قوی ہیکل تھے اسواسطے سیدان کارزار مین مقابلہ کے
لے نہ جم سکے یعنی سکے سب دو چار حملون مین پیٹھہ دکہا گئے اور
سیت بند رامیشور کی راہ ہوکر ہندوستان کو بہاگ گیا یہہ سیت بند
جسے ہندو **راجہ رامچندر** کا باندہا ہوا پل بتاتے ہین قصہ مختصر **عبدالباقی**
پر قبضہ کرنے کے بعد **کنو لمبو** نامی ایک شہر کو جو جزیرہ کے مغربی کنارہ پر جنوب
واقع ہے اپنا
دارالخلافت قرار دیا اور ۲۹ ذی الحجہ ۱۲۳۳ ہجری مطابق ۲۸ ستمبر ۱۸۱۸ع رو
حکومت پر جلوس
فرمایا بعد فارغ ہونے مہمات ملکی و مالی کے دو مہینے بعد یعنی سیوم ربیع الثانی ۱۲۳۴ ہجر
روز پنجشنبہ کو حسب نشاندہی جناب شاہ صاحب کو دلنشین **کامنی بران** کو اپنے حبالہ
یہہ عورت فی الواقع حسب ارشاد جناب شاہ صاحب **راجہ کنجے** کے خاندان مین پائی گئی اور
مکہ بروہ مذہب رکہتی تہی لیکن بادشاہ کے محل مین داخل ہونیکے بعد مذہب خدا پرستی اختیار کرلیا تہا اور
نازک بدن اور **عمدۃ المحل** کا خطاب پایا تہا عقد ہونے کے تہوڑے ہی دن بعد خدا کے فضل سے

لکہ نازک بدن کو حمل رہا بعد نو مہینے کے ساتوین ربیع الاول ۹۵۳ ہجری مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۵۴۶ء
روز یکشنبہ کو ایک لڑکا نہایت حسین صاحب جمال از سر تا پا صورت اقبال پیدا ہوا جسکا نام حسب تجویز
منجمان جزیرہ سیلان شاہزادہ منصور الزمان تاج بخش گیتی ستان رکھا گیا بعد
پیدا ہونے شاہزادہ کے عبد الباقی نے اپنے بھائی ہمایون بخت والی ملک شام کو بھی
اپنے حال سے مطلع کیا خدا کی قدرت سے اوسی زمانہ مین ہمایون بخت کے بھی ایک لڑکی عزت
مآب بیدر رشک ماہ و خورشید پیدا ہوئی جسکا نام بصلاح اختر شناسان ملک شام حسن آرا نور خورشید
طلعت رکھا گیا جسوقت ہمایون بخت نے حسن آرا کی ولادت کا مژدہ شنا نہایت یاس سے
اپنے بھائی عبد الباقی کو یاد کیا اور کہا کاش اگر وہ زندہ ہوتا اور خداوند کریم اوسے کوئی لڑکا
عنایت فرماتا تو گہری گہری دونون کا سابقہ ہو جاتا اب دیکھئے اس لڑکی کے مقدر مین کہان کا لڑکا
لکھا ہے اسکے دو ہی دن بعد عبد الباقی کا نامہ پہونچا ہمایون بخت یکایک اپنے بھائی کے
زندہ ہونے کی خبر اور منصور الزمان کے پیدا ہونے کا مژدہ سنکر اسقدر خوش و شاد مان ہوا
کہ تحریر و تقریر مین نہین آسکتا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے لیکن زمانہ مفارقت کا رنج والا اکسیر
کی خاصیت دکھا گیا حکم دیا کہ آج ہی شہر کو آئینہ بند کرو اور ہر چہار سمت خوشی کی نوبتین بجائی جائین
اور چالیس روز برابر جشن شادی ہر ایک امیر و فقیر کے گھر اسی خوشی کی تقریب مین ہوتا رہے اور ایک
نامہ بہت طول و طویل مع چند تحفہ تحائف اوسیوقت بھائی کی خدمت مین ابلاغ کیا اور حسن آرا
کے پیدا ہونے کا حال بھی تحریر فرمایا عبد الباقی کو یہ مژدہ سنکر بھائی سے بھی زیادہ خوشی ہوئی
اور شہ ہمایون بخت کے چالیس روز تک جشن شادی اپنے ملک مین بھی برپا رکھا بعدہ
منصور الزمان کی نسبت کا پیغام خورشید طلعت کے ساتھ بھیجا ہمایون بخت کو تو پہلے
ہی منظور تھا فوراً بسر و چشم قبول کیا اب صلح ہو جانے کے بعد عبد الباقی کو اوس بزرگ کو نسبت
کے قول کا زیادہ تر اعتماد اور اعتقاد ہو گیا بلکہ اس امر کو بھی اونہین کے تصرفات مین سے سمجھکر مہد صاحب
شاہزادہ کی پرورش مین مصروف ہوا تھوڑے عرصہ مین شاہزادہ منصور الزمان نے سن تمیز

کو پہنچ کر ہر فن مین اسقدر کمال حاصل کیا کہ وحید عصر اور علامۂ روزگار ہوا اور علی الاتصال حسن وجمال مین بھی اپنا ثانی نرکھتا تھا پندرہوین سال یعنی ۲۲ شوال ۱۲۷۹ھ ہجری مطابق ۱۸ اپریل ۱۸۶۳ء روز جمعہ کو وہ انگشتری علیہ شاہصاحب **منصور الزمان** کے گلے سے کہولکر بانتہ مین پہنائی گئی اور اس تقریب مین کئی مہینے برابر جزیرۂ **سیلان** بلکہ **ملک روم وشام** مین بھی جشن شاہانہ ہوتا رہا اس عرصہ مین کئی بار عبد الباقی کشور کشا نے کہ لقومانا پر شاہ کو ما حب کی تلاش مین آدمی روانہ کئے لیکن کہین پتہ نملا جب بفضل خدا شاہزادہ نے سولھوین سال مین قدم رکھا تو بادشاہ **ہمایون بخت** کیطرف سے شادی کا تقاضا ہونا شروع ہوا اور ادہر عبد الباقی کو بھی اسی عرصہ مین شادی کرونیا بدل منظور تھا اسواسطے طرفین سے شادی کا سامان ہونے لگا اور دور دور سے تجار ہر قسم کا اسباب شادی کے لالچ لے لیکر جزیرۂ **سیلان** مین حاضر ہونے لگے اظہار اسی تقریب سے ایک سوداگرزادہ ملک **امریکہ** کا رہنے والا کچھ اسباب نفیس لیکر جزیرۂ **سیلان** مین وارد ہوا اور ایک مرقع شاہان **امریکہ** کی تصاویر کا بھی اپنے ہمراہ لایا یہ مرقع ۱۸ اونی انچہ ۱۲۵۱ھ ہجری مطابق ۳۱ جنوری ۱۸۶۶ء روز یکشنبہ کو شاہزادۂ **منصور الزمان** کے حضور مین پیش کیا گیا اور شاہزادہ کمال ذوق وشوق سے اوسکے ایک ایک پرچہ کو ملاحظہ فرمانے لگا کبھی دیکھتے دیکھتے مرقع کے اخیر مین ایک ورق اولٹا کسی پشت تصویر سے ایسا چسپان نظر پڑا گیا جیسے اکثر اوراق بسبب نمی کے آپسمین چپک کر رہ جاتے ہین شاہزادہ نے جو باحتیاط اوسے علیحدہ کیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت حسین پانزدہ سالہ کی ناتمام تصویر نکلی یعنے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی مصور نے بناتے بناتے اسے چھوڑ دیا ہے یا ضایع ہو جانے کے خوف سے چسپان ہو جانیکے بعد پھر جدا نکیا اوس تصویر کو دیکھتے ہی شاہزادہ ہزار جان سے عاشق ہوگیا اور ادسیوقت اوس سوداگرزادہ کو تخلیہ مین بلا کر دریافت فرمایا کہ یہ کسکی تصویر ہے کیونکہ بسبب ناتمام رہ جانے کے کارگر نے حسب قاعدہ ذیل مین اسکا نام ونشان درج نہین کیا اوسنے بغور دیکھکر عرض کیا خداوند نعمت اس تصویر کی اصلیت سے غلام مطلق واقف نہین اور عرصے آجتک اس مرقع مین اس تصویر کو کبھی دیکھا ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس مصور نے ان تصویر

کی مرمت کی ہے اوسنے اسے بھی بنایا ہے بلکہ شاید بناتے بناتے اس مرقع مین رکھکر بھول گیا ہے جو نادانستہ
ساتھ چلی آئی ہے اگر میرا زعم درست ہے تو وہ مصور بیشک صاحب تصویر سے واقف ہوگا اور جو نہین
تو جس شخص نے یہہ مرقع مجھے حضور کی نذر کیواسطے عنایت کیا ہے اوسے تو خواہ مخواہ ہی اس راز سربستہ
سے آگاہی ہوگی شاہزادہ نے فرمایا وہ کون شخص تھا جسنے یہہ مرقع میری نذر کیواسطے تجھے دیا ہے
سوداگرزادہ یہہ سنکر سوچا کہ اب کل اپنا حال بے کم وکاست بیان کردینے کا موقع ہے تاکہ اپنے مونہہ
سے اپنے مطلب کا سوال بھی نکرنا پڑے اور شاہزادہ آپ ہی میرے حاضر ہونے کا سبب سمجھ جائے سو ادب
گذارش کیا کہ خداوند نعمت یہہ امر قصہ طلب ہے اگر حضور کو تصدیعہ نہو تو مفصل عرض کرون کیونکہ مختصر
مین اکثر مطلب اصلی فوت ہوجاتا ہے فرمایا بیان کر ہم ہمہ تن گوش ہو رہے ہین

بیان کرنا سوداگرزادہ کا اصلیت مرقع کی بعد اپنی داستان تعشق کے

عرض کیا خداوند نعمت کہ ہین اصل باشندہ براعظم امریکہ کا ہے جو دنیا کے سب حصون سے ایک بڑا حصہ ہے
یہہ شمال مین اوسکے بحر منجمد ہے مشرق مین بحر ظلمات مغرب مین بحر الکاہل اور دونون مین بحر
جنوبی چونکہ مدت دراز تک اس قدر قطعہ سے کوئی شخص واقف نہ تھا اسلئے اکثر لوگ اوسے نئی دنیا
بھی کہتے ہین اور اہل یورپ مغربی براعظم کے نام سے مشہور کرتے ہین یہہ براعظم شمال سے جنوب
کو بہت دور تک پھیلتا چلا گیا ہے اور دو حصون پر منقسم ہے ایک ٹکڑے کو شمالی امریکہ کہتے ہین اور
دوسرے کو جنوبی امریکہ ان دونون ٹکڑون کو ایک خاکنائے پانامہ جسکا عرض بعض بعض
مقام پر صرف چودہ کوس کا ہے ملاتی ہے اور اوسکے ذریعہ سے خشکی کی آمد و رفت بھی ہوتی ہے
لیکن اس خاکنائے کے سبب ان دو ٹکڑون کی صورت مثل جزیرہ نما کے بنگئی ہے اور دونون
ٹکڑے علحدہ علحدہ شمار کئے جاتے ہین جنمین سے شمالی امریکہ بہ نسبت جنوبی امریکہ کے زیادہ
وسیع ہے اور آب و ہوا مین بھی بہتر سمجھی جاتی ہے اسکے گوشہ شمال و مشرق مین ایک چھوٹا سا جزیرہ
ہے گرین لینڈ کے نام سے مشہور وہی کمترین کا خاص وطن مالوف ہے اور وہین سے غلام کے
آباؤ اجداد کی بنیاد قایم ہوئی ہے اگرچہ اپنے وطن کی سیر طرح ہو کر اتنا سب نہین لیکن

مین آیا ہے کہ گرین لینڈ مین سوا یخ برف اور پتھر کے کوئی شے پیدا نہین ہوتی اور عمدہ غذا باشندگان جزیرہ کی صرف مچھلیان ہین یا اور دودھ دریائی جانور انہین دو جوہاتھ سے وہان کے رہنے والے اکثر پست قد اور بدصورت ہوتے ہین اور عقل و شعور مین بھی کچھ واجبی ہی حصہ اونکے ہاتھ لگا ہے لیکن شکر خداوند کریم کا کہ قبل میری پیدایش کے ۱۸۳۳ع مین میرے باپ جنیوا نے گرین لینڈ کو چھوڑکر اپنی بود و باش خاص شہر کوئی بک مین اختیار کرلی تھی جو ملک کینیڈا کا دارالسلطنت ہے اور دریاے سینٹ لارنس پر واقع ہے کیونکہ ابتدا مین اوسکی تجارت صرف جہاز کے تختون اور پوستین وغیرہ پر منحصر تھی جو خاص اس ملک مین بہ کثرت پیدا ہوتا ہے اور آب و ہوا بھی یہان کی بہ نسبت گرین لینڈ کے بدرجہا نفیس اور فرح بخش ہے طول اس ملک یعنی کینیڈا کا چودہ سو میل کا اور عرض دو سو سے چار سو میل تک کا ہے اور شاید آدمی بھی قریب بیس لاکھ کے آباد ہین رفتہ رفتہ خاک عنایت سے بعد میری ولادت کے ۱۸۴۹ع مین اسقدر ترقی میرے باپ نے حاصل کی کہ پانچ تاجر اپنی طرف سے شمالی امریکہ کے مختلف اضلاع مین مقرر فرمائے یعنی گرین لینڈ و نووا اسکوشیا و نیو فنلینڈ و نیکیگو اور کوئیما لا مین جہان سے مختلف قسم کا مال آنے جانے لگا اور تمام تاجر حد سے زیادہ عزت و توقیر کرنے لگے چنانچہ اسیواسطے اگرچہ اصلی نام میرا سلیوا ہے لیکن ماباپ پیار سے ویلکم ویلکم کہتے ہین اور خاطرداری مین بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتے کیونکہ علاوہ اس مبارک قدمی کے ہون کبھی مین اکیلوتا اور ماباپ کی عدول حکمی مین بھی دانستہ کبھی کسیطرح کی جرأت نہین کی غرض جبکہ سن تابعدار کا قریب پانچ برس کے ہونچا اور کچھ قابلیت قبولیت کی حاصل کی تو اگرچہ طبیعت خاکسار کی بہ سبب زیادتی سردی کے ملک کینیڈا مین علیل رہنے لگی اور باوجود اسقدر نفاست کے ہرگز آب و ہوا وہان کی میرے مزاج کے موافق نہ پڑی ناچار میرے باپ نے بہ سبب میری محبت کے ۱۸۵۲ع مین اپنی بود و باش شہر نیو یورک مین جو ملک نووا کے بڑے شہرون مین سے خاص ملک کینیڈا کے جنوب مین واقع ہے اختیار کرلی کیونکہ یہ ملک بہ نسبت کینیڈا کے کسیقدر زرخیز اور سیراب ہے اور ہر ملک کی اجناس اور فواکہات

بھی یہان پیدا ہوتی ہے باشندے یہان کے جفاکش مہمان نواز اور ہر قسم کے آلات بنانے مین نہایت ہوشیار ہین اور عمارتین یہان کی نفیس پوشاک معقول اور دستکاریان سب کی سب قابل تحسین و آفرین ہین - یہان پہونچکر خدا کے فضل و کرم سے میرے باپ کو اور بھی زیادہ عروج حاصل ہوا یہانتک کہ اکثر حکام ترپ و جواز سبب جنگ و جدل باہمی کے جو ہمیشہ سرحدات پر واقع ہوتی رہتی ہین میرے باپ کے مفروض ہوگئے اور ملک التجار کے خطاب سے نزدیک و دور ہر ایک شخص مشہور کرنے لگا جب یہہ نوبت پہونچی تو مجھہ سے اور ملک التجار نے اپنے چھوٹے بھائی وینچورا کو جنوبی امریکہ کیطرف روانہ کیا اور فرمایا اگر کوئی صورت بہبودی اور ترقی کی نظر آوے تو کسی مقام دلکش مین قیام کرکے ہمین اطلاع دینا تاکہ وہان کے مختلف اضلاع مین بھی کماشتے بٹھاکے اپنا کاروبار جاری کیا جائے چنانچہ بموجب ہدایت اپنے بھائی کے وینچورا نیویورک سے روانہ ہوکر گوانا مین پہونچا جو جنوبی امریکہ کے شمال مین ہے اور جہان سوائے روئی کے کوئی اور چیز تجارت کی نہین پیدا ہوتی وہان سے کولمبیا گیا جو گوانا کے مغرب مین ہے اور کولمبیا سے پیرو بولیویا لاپلاٹا چلی ریاستی گرنیڈا پانڈا اریکو وغیرہ اضلاع کی سیر کرتا ہوا برنیزل مین آیا اور برنیزل سے ریجانا مین جو اس ملک کا دارالخلافت اور بڑا مشہور بندرگاہ بحر اوقیانوس پر واقع ہے پہونچکر ۱۸۰۸ء مین ایک کوٹھی مختلف اشیا کی جیہوا کے نام سے قایم کردی کیونکہ اس ملک مین جواہرات اور سونا چاندی بکثرت پیدا ہوتا ہے اور تاجر ہر ایک سمت کے ہمیشہ آتے جاتے رہتے ہین قصہ مختصر تھوڑے ہی دن مین وہان بھی دس بارہ کوٹھیان قایم ہوگئین اور بخوبی کاروبار چل نکلا اس عرصہ مین میرا سن وسال بھی قریب پندرہ سولہ برس کے ہوچکا تھا اور میری شادی میری چچازاد بہن فومینم سے کردی گئی چونکہ صورت شکل میری بی بی کی گو وہ باکیزہ تھی اور وطانت سے بھی کسیطرح کا قصور نکرتی تھی اسواسطے مجھے اور سکے ساتھہ ایک طور کی دلبستگی ہوگئی لیکن وینچورا یعنی میرا چچا ہمیشہ ملک برنیزل مین رہتا تھا اور سوائے اس لڑکی کے کچھہ آل واولاد بھی نرکھتا تھا اسلئے فومینم یعنی میری بی بی آٹھہ مہینے نیویورک مین رہتی تھی اور چار مہینے کیواسطے

اپنے باپ کے پاس چلی جاتی تھی چنانچہ وہ ایکمرتبہ مجھے بھی بسبب دل بستگی کے اپنی زوجہ کے ساتھ جانا
پڑا اور اسی آمد و رفت میں اکثر اہل برمزنل سے ربط و ضبط بھی بہت سا بڑھ گیا خصوصاً باشندگان
ملک حبش سے جو خاص ہمارے کارخانوں میں بکثرت کاروبار کرتے تھے اور ہمارا دن سے سونا
چاندی نکالتے تھے ازبس اُنس ہوگیا کیونکہ ملک برمزنل میں کارکنی کا کام انہیں لوگوں سے لیا جاتا
ہے اتفاقیہ ایک روز ایک حبشی نے جو فخفرہ نام سے مشہور ہے اور اپنی قوم پر بطور افسر ہمارے چاکیطرف
سے مقرر ہے بسبیل تذکرہ مجھ سے بیان کیا کہ اگر آپکے والد ماجد ملک اخرقہ وغیرہ میں بھی اپنی کوٹھیاں
قائم کریں تو حد سے زیادہ فائدہ اور ٹھائیں اور نام بھی دور دور پھیل جائے یہ سنکر اوسوقت تو میں
خاموش ہو رہا لیکن جسوقت اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ملک برمزنل کا کچہ ذکر آیا تو فخفرہ کی
تجویز کا بھی بیان کر بیٹھا غرض کہ اوسنے سنتے ہی کمال تجربہ کے سبب دوسرے ہی دن کچہ اپنے
ملازمین ملک افریقہ و فرنگستان و ایشیا وغیرہ کیطرف روانہ فرمائے اور کہہ دیا کہ ہر ایک ملک کی
تجارتی چیزیں جسقدر فائدہ متصور ہو بخوبی دریافت کرکے ہمکو مطلع کرو چنانچہ چھ مہینے کے عرصہ
تمام ملازمین ہر ایک ملک سے واپس آگئے اور ایک فہرست اشیاء تجارتی کی ملک التجار کی خدمت میں
پیش کی گئی جسکی نقل میرے پاس موجود ہے اگر حکم ہو تو نظر فیض اثر سے گذرانی جائیگی بالفعل غلام اپنا
حال گذارش کرتا ہے کہ بعد واپس آنے ملازمین کے خاکسار نے حکم دیا کہ ہر ایک ملازم ماموره اقالیم
باری باری ہر شب حاضر ہوکر ہر ایک ملک کی کیفیت بطور قصہ عرض کیا کرے اور روزگذری ہمارا دل بہلایا
کرے اس تقریب میں ایک شخص نے ملک فرنگستان کی آب و ہوا اور حسن و خوبی کی اس شد و مد سے
توصیف بیان کی کہ خواہ مخواہ دلکو اوسکے دیکھنے کی آرزو پیدا ہوئی اور تا بدرجہ بیشکل والد بزرگوار
سے رخصت لیکر یکم مئی ۱۷۶۴ء کو ملک فرنگستان کیطرف چل نکلا پہلی ہی بسم اللہ خلیج بسکی میں ہوکر ملک
اسپانیہ میں پہونچا اور آسطوریس و گلیشیا و لیون و کنیتائل وغیرہ عمالی اطراف کی سیر
کرتا ہوا ۱۷ نومبر ۱۷۶۴ء کو شہر مینڈرید میں جو دریائے منزنیس پر واقع ہے اور اوسے
ملک کا دارالسلطنت ہے وارد ہوا باشندگان شہر کو اگرچہ کینہ ور بد وضع متعصب اور بالکل جاہل پایا

لیکن وہانکی شاہزادی لارڈلی کے حسن وجمال کی حد سے زیادہ تعریف سننے مین آئی تھی کہ دلکو اوسکے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور خیال آیا کہ ضرور شاہزادی کو ایکنظر دیکھہ چلنا چاہیے تاکہ صنعت سفر کی دور اور طبیعت مسرور ہوجائے یہہ سوچکر اکثر تاجران ہسپانیہ سے جنسے ملاقات ہوگئی تھی تدبیر اوسکے دیکھنے کی پوچھنے لگا اور اپنے دوستون سے صلاح ومشورہ لینے لگا لیکن ہر ایک نے یہی جواب دیا اوسکے دیکھنے سے کیا حاصل اور ناحق دردسر خریدنے سے کیا فائدہ وہ تو اسقدر متکبر اور بیباک مغرور حسن ہے کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم کی بھی اپنے روبرو کچھہ اصل نہین سمجھتی خود بینی خودنمائی کو اپنا فخر جانتی ہے اور عشق ومحبت کے نام سے برا مانتی ہے بلکہ اسی سبب سے نہ کبھی کہین سیر وتماشے کو نکلے نہ محفل اور شاہزادیون کے اپنی خواصون سے ہنسے بولے ایک باغ وسیع مین جو لب دریا واقع ہے رات دن تکیہ بنائے پڑی رہتی ہے اور ہمیشہ نئی نئی جفاکاریان اپنے دل سے ایجاد کیا کرتی ہے ہان سنا ہے کہ صبح شام دریا کنارے دوگھڑی کے واسطے ہواخوری کو نکلتی ہے اور دو تین گھنٹہ دوگھنٹہ بیٹھہ کر پھر چلی کا شکار ہی کھیلتی ہے کیونکہ پھلی کا فکی مین تڑپنا جفاکاری کے سبب اوسے کیسا معلوم ہوتا ہے باقی باغ کے دونون طرف ایک دستہ سوار وسکا مقرر ہے تاکہ اوس طرف سے پرندہ بھی پر نہ مارسکے اور کوئی کشتی دریا کی راہ بغیر اجازت عبور یا مرور نکرنے پائے مین نے کہا ہم تو سیاح آدمی ہین اوسکے غرور یا تندمزاجی سے کیا غرض صرف اتنا مطلب ہے کہ کوئی چیز کسی ملک کی جو قابل دیدہو نظر سے نہ جائے اور وطن واپس جاکر کہوا وسکا افسوس نکرنا پڑے یہہ سنکر ایک شخص نے کہا اگر زیادہ ہوس نہین تو باغ کے مقابل دریا کے اوس پار کسی درخت کی آڑ سے ایک دو رین عمدہ لگا کر دیکھہ لیجئے اور ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گھر کو چل دیجئے یہہ بات مجھے بھی پسند آئی دوسرے ہی دن کچھہ رات سے ایک دو رین عمدہ لے دریائے مینزمی نیرس کے پار پہونچا اور خاص شاہزادی کے باغ کے مقابل ایک درخت کے غنچہ مین پوشیدہ ہو بیٹھہ رہا اتفاقیہ اوس روز صبح کو شاہزادی کسی سبب سے تشریف لائی تمام روز انتظار ہی مین گذر گیا شام کو غروب آفتاب سے پہلے یکایک باغ کا دروازہ جو دریا کیطرف تھا کھلا اور چند خواصون نے جھٹ پٹ نکل ایک چبوترہ سنگین پر جو لب دریا فصیل باغ

سے ملا ہوا تھا فرش پر تکلف بچا چوکی جواہر نگار بچھا دی اور آپ شست ڈال ڈال زیر جھوترہ در یا کے
کنارے بیٹھ گئیں بیٹے تو بیٹے جانا شاہزادی ابھی تشریف نہیں لائی اگر آئی تو وہ ہی اس کرسی
پر جلوس فرمائیگی اور یہاں سے انشاء اللہ تعالے بخوبی دکھائی دیگی اتنے مین شاہزادی بھی
دس بیس سہیلیون کے ساتھ تشریف لائی اور آتے ہی ایک بڑی تمکنت سے اوسی چوکی جواہر نگار
پر جو بیٹھی اگرچہ اوسکے ناز و انداز سے بینے عقلیہ جان لیا کہ یہہ ہی شاہزادی لاڈلی ہے لیکن رنگ
و روغن اور نقش و نگار مین بخوبی تمیز نہو سکی اسواسطے فوراً دوربین کو اوٹھا مین نے اپنی آنکھ
سے لگایا اور شاہزادی کے حسن و جمال کی اوسکی شہرت کے ساتھ مطابقت کرنے لگا بس ادہر
دوربین کو آنکھ سے لگایا ادہر ہاتھ سے دل جاتا رہا اور ایک حالت بیخودی مین سر زانو پر رکھہ
کر تھوڑی دیر کے لئے ایسا غافل ہوگیا کہ مطلق دین و دنیا کی خبر نرہی

شعر

خواستم کز گلشن دیدار او چینم گلے	چشم وا کردن در حیرت بر و بر بازکرد

تھوڑی دیر بعد جب وہ
کیفیت دور ہوئی تو بمشکل ایک ہاتھ سے کلیجہ کو تھامنا اور دوسرے ہاتھ سے دوربین کو اوٹھا
پھر آنکھہ سے لگا لیا لیکن اوسکے لگاتے ہی پھر آگ لگ اوٹھی اور اوسی طرح بدستور دل سینے مین
بر ہمی کرنے لگا مگر مین بھی مانا ہی نہین ایک درخت کے سہارے سے تو لگ گیا اور شام تک بہ حسرت
و یاس اوسکے جمال جہان آرا کی سیر بیٹھا دیکھا کیا شعر چشم ما نشناد بیکار از غمزہ ساخت ہر دہ چون کہ تیر بلا
راشد م ہدف ٭ جب شام ہوئی اور بعد غروب ہو جانے آفتاب کے وہ غیرت شمشاد وہی فتنہ خوابیدہ
کیطرح اوٹھکر باغ مین تشریف لیگئی تو مینے بھی اپنے گھر کوچ کرنا چاہا لیکن ہاتھ پاؤن نے مطلق یاری
نہ دی اور حضرت دل نے وہان سے اوٹھنا گوارا ہی نہ کیا ہر چند زور لگا کر ہاتھہ پاؤن کو اوٹھانا
تھا مگر دل بیٹھا جاتا تھا اور یہی خیال آتا تھا آخر گھر ہی جا کر پڑی رہنا ہے اس سے بہتر ہے یہین بارہ
تمام سو رہو اور انہین درختو کو اپنا گھر سمجھ لو شعر خدا را دگرائے باد سوے من مگذر ٭ کہ من بعد ہے
کسے خاک آستان شدہ ام ٭ آخر سے زیادہ خبط کی بات ایک اور سنئے صریحاً جانتا تھا وہ سرو
خرامان باغ مین تشریف لیگئی اور اب بسبب تاریکی کے نظر بھی کام نہین کر سکتی لیکن بار بار دوربین

کو آنکھوں سے لگاتا اور نہایت غور کر کے باغ کی طرف دیکھتا جب کچھ نظر نہ آتا تو جھنجلا کر دوربین کو پھینک دیتا اور کہتا بھلا اس سے دکھائی کیا خاک دے یہ کاتا تو آدمی کو پہلے ہی بنا دیتی ہے اور دوربین کے عوض ایک آنکھ تو اسکے ہاتھ میں آتے ہی رہ جاتی ہے جہاں چاہے آدمی پیدا کر لے چشم بد دور دو آنکھوں کی عوض کیطرح دو ہزار آنکھیں پیدا کر لے شعر

ہزار دیدہ کے تو اے رشک سیر بینم ‖ دو ہزار دیدہ خواہم کہ بہ کنم نظارہ ‖

اتنے ہی میں بیگم صاحب جنہوں نے شاہزادی کے خوف سے میں دوربین چھپا آتا تھا تلاش کرتے کرتے اوپر درختوں میں آن پہنچے اور جونہی میرے ہاتھ میں دوربین دیکھتے ہی لے گئے کہ اب یقینی سیان کو دوربین کی سوجھے گی اور بیگم شیشہ دل دوربین کے سوراخ پر آ لگا لیکن مجھ پر اس خدا کے مطلق ظاہر نہ ہونے دیا بلکہ سو کھا سا سونہ ناک کہنے لگے حضور اب رات زیادہ گئی اور سردی بیچ میں حائل ہے اگر مکان پر تشریف لے چلیے تو نہایت ہی مناسب ہے یہ سنتے ہی میری زبان سے نکل گیا شعر

ناتوان سر شکست خود بگردانے گرفتارم ‖ کہ عزم نوش گیرایم تحمل روے ساقی را ‖

اور ٹکر کر بولا میں تو تمہارے ہی انتظار میں بڑی دیر سے بیٹھا ہاتھ پاؤں پیٹ رہا تھا کیونکہ دن ایکدم نشست پتے پتے پاؤں سن ہو گئے ہیں ہر چند اوتھتا ہوں مگر اوٹھا نہیں جاتا اچھا تماشا دیکھنے آئے کہ آپ ہی تماشا بنکے رہ گئے اس فقرہ پر تو اوتھنیں اور بھی بند ہو گئیں میان ہاتھ سے گئے اور اب خدا جانے حضرت کیا کیا پاؤں پسارینگے غرض بمشکل دو آدمیوں نے ڈنڈا کر مجھے کشتی میں ڈالا اور بدشواری بارادر تر اوسیطرح تمام گاہ تک لے ہوئے اتفاقاً جو صورت سے آتے دیکھا کہنے لگے لو حضرت کو لقوہ ہو گیا یا خدانخواستہ مرطوب جگہ میں بیٹھے فالج کے سب بدہواس میری طرف دوڑ پڑے لیکن جب ملازمین کو مسکراتے دیکھا تو سمجھ گئے یہ عشق میں لقوہ ہے نہ فالج ہے اور اس مرض خاص کا دنیا میں کوئی طبیب نہ معالج ہے دانتوں انگلیاں دبا دبا کر کمال افسوس سے نصیحت کرنے لگے اور نہایت دلسوزی سے مجھے چاروں طرف گھیر کر ہو بیٹھے لیکن غلام کو تو افشا کرنا اس راز کا کسیطرح منظور ہی نہ تھا جنجلا کر کہنے لگا شعر

وہ کون اور ادھر کی جو کا بھے خیال | کانٹو نہین کیون گسیلتے ہو مجھہ غریب کو | کیسا عشق کہان کی
محبت ہین اپنی مصیبت ہین گرفتار ہون تمکو دل لگی سوجھی ہے اتنا نہین سمجھتے آدمی کا دل ٹوٹ جاتا
ہو تو خوش طبعی بھی اچھی معلوم ہوتی ہے نہ موقع دیکھو نہ بے موقع اپنی بر ہانک اوٹھتے ہو گردہ
میری اس خفگی کو خیال ہین بھی نہ لائے ہنسکر کہنے لگے ہم بھی تو یہی چاہتے ہین کسی طرح آپکا دل بہل
ہو یکبارگی دور ہو خار محبت کلیجہ سے نکل جائے راز محبت کے چھپانے کا انجام بُرا ہے ابھی آپکو خبر کیا ہے
شعر تفصیل ہے کہہ پیارے حال دل دیوانہ | جسنے نہ چھپایا ظالم ہم یار ہین یارون کے | قصہ مختصر
ہر چند ہمین نے اخفاے راز محبت کی کوشش کی مگر ظالمون نے ایک نہ مانی آخر جھاتی پر ہڑدے کے قبول
کرنا ہی پڑا اور سچ کہا ہے جو قبول ہی دنیا بڑا شعر چہان از ہمہ ہان دارم نہان راز دل خود را
کہ چون نے نفس در سینہ من نالہ نگردد ہے جب بات کھل گئی تو مینے کہا صرف اتنی تمنا تو ہمارے
دل مین ہے کہ ایکبار قریب سے پیٹ بھر کر دیکھ لیجیے اور طبیعت خوش کر کے ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کو چلے جائیے
یہ سنکر دیکھ لیا دل شاد کیا خوش ہوئے اور چل نکلے ہاں سنون نے کہا کیا آپ پہلے نہین سے چلے
جائین تک پھر ہونا محال ہے اور بالفرض محال کوئی پہونچ بھی گیا تو زندہ واپس آنا مشکل ہے شعر
دلبر ان ہے کہ بے بلائے گئے | اور بے خبر آیا ہے تو پھر جانے نہ پاوے | مینے کہا جو ہو سو ہو
جان رہے یا جائے مگر اگر کوئی تدبیر ہو سکتی ہے تو یہی ہے کہ ضرور نکالو خالی باتون ہی باتون مین مشتاق دیدار
کو ٹالو وہ بیچارہ سکڑ ایک دو روز تو بھاتے رہے مگر جب دیکھا کہ نصیحت کچھ اثر ہی نہین کرتی اور دل
کی اسکی حالت روی ہو جاتی ہے تو باسبانان متعینہ اطراف بوستان سے ملاقات پیدا کی اور
رفتہ رفتہ ربط ضبط بڑہا کر اپنا منشا راس تمید سے ظاہر کیا کہ ہم سواے باغ شاہزادی کے کل مکانات
شاہی کی سیر کر چکے اب دو چار دن مین وطن لوٹ جانے کا ارادہ ہے لیکن اس باغ کا داغ لالہ
کیطرح کلیجہ پر لیے جاتے ہین ہر چند تدبیر کی اوسکے دیکھنے کی کہین مگر کوئی پیش نہین گئی حتی کہ
تفصیل باغ بھی نظر سے نہین گذری ہان اگر تمہاری مدد و عنایت سے ایک کشتی پر سوار ہو کر دریا
کی جانب سے کچھہ دیکھ لین تو تمام عمر تمہارے ممنون احسان رہین کیونکہ سُنا ہے عمدہ مکانات دریا

ہی کی جانب واقع ہین وہ یہ سنتے ہی کانپ اوٹھے اور کہا کہ اگر ہم ایسا کرین تو شاہزادی ہمارے
تن و بچہ کو کولہو مین پلوا ڈالے اور صفحہ دنیا پر نام و نشان ہی باقی نہ رہنے دے میرے رفقانے
یہ سنتے ہی ایک آہ سرد بھر کر کہا پھر تم ہی کوئی تدبیر بتاؤ ہمارے آقا کو تو از خدا اس باغ کے دیکھنے کا شوق
ہے بلکہ فرمایا ہے جسکی مدد سے ہم اس باغ کو صرف دریا کی جانب سے ایک نظر دیکھ لین ایک لاکھ روپیہ
نقد عنایت فرمائین لاکھ روپیہ کا نام سنکر تو سپاہیون کے مونہہ مین پانی بھر آیا اور کہا اچھا
آپ تشریف لائین ہم آپس مین مشورہ کر کے کوئی تجویز نکالین گے غرض دوسرے روز اونہون
نے قبول کر لیا مگر اس شرط سے کہ کشتی مین صرف ایک ملاح اور ایک آپکا آقا ہو اور ملاح کو شراب پلا کر
مطلق بیہوش کر دیا جاوے تاکہ دانستہ کشتی اودھر لیجانے کا الزام عاید ہو اور تمہارا آقا جسوقت
قریب باغ کے پہونچے ظاہرا کشتی کے روکنے مین نہایت کوشش کرے لیکن چونکہ دریا کی اوس
مقام پر ازبس تیز ہے اور باغ کے چبوترہ سے ٹکرا کر جاتی ہے اسواسطے کشتی ہرگز نہ رک سکے گی اور
خواہ مخواہ قریب باغ کے ہو کر گذر جائیگی اگر قضا عند اللہ شاہزادی طلب فرما کر کیا استفسار فرمائے
تو اپنی ناواقفی اور ملاح کی مدہوشی بیان کر دے اور جہانتک ممکن ہو ہم لوگون پر آنچ نہ آنے دے
یہ رائے سبکے پسند کی اور مین جی سنکر ازبس خوش ہوا قصہ مختصر رفقانے اوسیوقت لاکھ روپیہ
نقد اونکے افسرونکو پہونچا دئے اور ایک ملاح کو بمشکل ایک ہزار روپیہ کی طمع سے راضی کیا دوسرے
روز شام کو کہ شاہزادی کے نکلنے کا یقینی وقت تھا بندہ نہا دہو پوشاک بدل کشتی مین سوار ہو
باغ کیجانب روانہ ہوا ملاح نے تھوڑی شراب پیکر کچھ اپنے کپڑون پر چھڑک لی اور کہا اگر زیادہ پیکر
مدہوش ہو جاؤن تو خدا جانے کشتی کدہر کی کدہر نکل جائے غرض جب دور سے باغ دکھائی دیا تو
ملاح کشتی کو چھوڑ خود بخود ناچنے لگا اور قریب پہونچتے پہونچتے دانستہ بیہوش ہوا ایک کونے مین گر پڑا
بندہ ظاہر اسکی حرکت عملی سے کشتی کو روکنا شروع کیا مگر جون جون آگے بڑہتا تھا تون تون تھر تھر کانپتا تھا اور
کلیہ قابو سے نکلا جاتا تھا جب نزدیک پہونچا تو دیکھا شاہزادی اوسی جلوس سے شراب حسن مین مست
آستین چڑہائے بیٹھی ہے دیکھتے ہی آنکھون مین چکا چوند آگئی ہاتھہ پاؤن پھول گئے مشدر رسکا

کشتی کو پکڑ کھڑا کا کھڑا رہ گیا محافظان دریا نے غل مچانا شروع کیا بلکہ دو ایک تیر بھی باد ہوائی چلا دئے لیکن یہاں کسکو ہوش تھا جو اونکا جواب دیتا یا کشتی کو روکتا ملاح شراب سے مست مین مئے عشق سے سرشار آخر سب جھک مار کے خاموش ہو رہے اتنے مین کشتی نے اوسی باغ کے چبوترہ سے ٹکر کھائی اور بموجب حکم شاہزادی کے پکڑے گئے خواصون نے فوراً میری شکین بانده شاہزادی کے روبرو کھڑا کر دیا ارادہ تھا کہ اگر اوس دریائے حسن کے تریب ہو سچا تو جان سے ہاتھہ دہو کر جو زبان پر آئیگا کہہ گذرونگا لیکن وہ حسن خداداد تریب سے دیکھتے ہی ہوش باختہ ہو گئے اور زبان پر گویا کسی نے قفل جڑ دیا شاہزادی نے کئی بار سے بار دن تک مجھے دیکھکر ایک خواص کیطرف دیکھا اوسنے آگے بڑھکر مجھ سے کہا بلکہ آفاق اس جرم بے معنی کا سبب دریافت فرماتی ہین میری زبان سے نکلا بلکہ آفاق کہ خداوند کریم تا قیامت سلامت رکھے اور اس سے زیادہ رحم و کرم عنایت فرمائے وہ تو کچھہ نہین فرماتین بلکہ میری پریشانی اور سرگردانی ملاحظہ فرماکر کچھہ انعام مرحمت فرمائین تو تعجب نہین مگر تو ناحق کی شخصیت بگھارتی ہے یہہ سنکر شاہزادی نے مونہہ پھیر لیا مین قیاساً کہتا ہون کہ شاید اس بات پر اوس فہم محبوبی کو ہنسی آئی ہوگی مگر اوس خواص قطامہ نے آنکھین نکالکر کہا بس بس یہہ بادشاہون کا دربار ہے زیادہ بیہودہ بڑ بڑ مکر جو بات پوچھی گئی ہے اوسکا جواب دے اتنے مین شاہزادی نے جو مونہہ پھیرا تو پہلے سے زیادہ میری آنکھون مین سرخی معلوم ہوا تب تو میرے اوسان خطا ہو گئے عرض کیا جہان پناہ مین غریب الوطن امریکہ کا رہنے والا تجارت پیشہ اس شہر مین نووارد ہون واسطے سیر دریا کے اس کشتی پر دو روپیہ ملاح کو دیکر سوار ہوا تھا اور جسوقت سوار ہوا تھا یہہ ملاح بھلا چنگا ہوش مین تھا مگر بعد سوار ہونیکے اور تھوڑی دور نکل جانے کے معلوم ہوا کہ یہہ شراب حد سے زیادہ پیئے ہوئے ہے کیونکہ جون جون ٹھنڈی ہوا دریا کی اسکے جسم کو لگتی گئی نشہ بڑھتا گیا حتی کہ کئی بار اسنے مجھے ڈبکیل دینے کا ارادہ کیا لیکن کچھہ حیات مستعار باقی تھی اور حضور کے دیدار سے مشرف ہونا لکھا تھا نتیجے مین اسکا ہاتھہ پورا نہ پڑا آخرش جب تریب اس باغ کے کشتی پہونچی اور محافظان دریا نے شور و غل مچانا شروع کیا تب خیال آیا کہ فاید ادہر سے کسی کشتی کے گذرنے کا حکم

نہین اگرچہ فن ملاحی سے واقف نہتا مگر مجبور پتوار لیکر کھڑا ہوگیا اور ملاحونکی نقل کرنے لگا اتنے مین پاسبانان باغ کا ایک تیر اسقدر قریب ہوکر نکلا کہ جسکے سنسناٹے سے پتوار ہاتھ سے چھوٹ پڑا اور مین سکتے کے عالم مین سکان کشتی کو پرکے کھڑکا کھڑا رہ گیا بنجا پہونچی مین جب آیا ہون جنیفہ کے قدمون تک پہونچ چکا ہون اب حضور مختار مین اس جرم کیواسطے جو کچھ سزا تجویز فرماین یہ تمام مصیبت نامہ سنکر فرمایا ملاح کو صرف چوبیس بیت لگاکر چھوڑ دیا جائے اور کشتی کو اسی جگہ آگ لگا دیجائے اور میری نسبت نہایت رحم سے ارشاد ہوا اسکے واسطے اسیقدر کافی ہے کہ تین شبانہ روز اس چبوترہ کے نیچے گلے گلے پانی مین کھڑا رہے اگرچہ یہ حکم میرے حق مین تخفیف دینے کے لئے کچھ کم نہتا لیکن مین یہ سوچکر نہایت خوش ہوا کہ بلاسے پانی کی آفت سہی لیکن اوس دریاے حسن کی زیارت تو بلاتشویش تین روز تک دونون وقت میسر آئیگی اور کیون نہ خوش ہوتا لاکھ روپیہ صرف کرکے یہہ آفت مول لی تہی غرض بموجب حکم اوس فتنہ عالم کے ملاح کو جو بیس بیت لگاکر چھوڑ دیا اور کشتی اوسیوقت جلاکر خاک کردی گئی اور مجھکو دو شخصون نے پکڑکر گلے گلے پانی مین کھڑا کردیا وہ رات بمشکل ہوکے بیاسے تڑپ تڑپ کر اس امید پر کاٹی کہ علی الصباح وہ جمال جہان آرا خوب سیر ہوکر دیکھین گے لیکن اللہ رے ستم ایجادی ہواخوری ہی چھوڑ دی جب قریب پہر بھر کے دن چڑھ گیا اور بالکل تشریف آوری سے مین ناامید ہوگیا تو ایک خواص کو سامنے ایک دریچہ مین کھڑا دیکھکر باواز بلند مینے کہا آج ملکہ آفاق ہواخوری کے واسطے تشریف نہ لائین جو ہم اسیر اپنے آب و دانہ کی نسبت کچھ گذارش کرتے یہہ سنکر خواص نے جواب دیا جہان پناہ نے حکم دیا ہے تین روز تک ہم ہواخوری کو نہین جائینگے یہہ سنکر بے اختیار میرے آنسو نکل پڑے اور چاہتا تھا کہ باواز بلند اس شعر کا مضمون ادا کرون شعر

نصیب ما زباغ آفرینش میوۂ غم شد | نہالے را کہ پرورد یم آخر نخل ماتم شد

لیکن خواص نے رحم کہا کر انگلی سے داہنی طرف اشارہ کیا کہ خبردار شہزادی بیٹھی ہے کچھ بے محابا بول نہ اوٹھیو مینے جو گردن پھیری دیکھتا کیا ہون آفتاب جہانتاب کیطرح دریچہ سے گردن نکالے میری طرف دیکھہ رہی ہے مگر میرے دیکھتے ہی پیچھے ہٹ گئی اور ایک خواص کی معرفت حکم دیا خبردار

اگر اب گردن اونچی کی تو سر اوتر دیا جائیگا یہ سنتے ہی خاموش ہو رہنا بہتر سمجھا کر لیا تھوڑی دیر بعد وہ ہی خواص ایک گلاس پانی کا لبریز بھرا ہوا لیکر میری طرف آئی مین نے اپنے دل مین کہا دیکھئے اب کیا گل کھلتا ہے خدا خیر کرے کیونکہ منع کرنے کے بعد بھی دو ایک مرتبہ ذرہ گردن اونچی کر کے کن آنکھون سے دیکھا تو بیشک ہے شاید اسی تعویز مین زہر ملا ہو گھولکر تیرے پینے کے واسطے بھیجا ہو ورنہ خالی پانی کی کیا ضرورت تھی دریا مین تو مین آپ ہی کھڑا ہون اتنے مین اوسی خواصہ نے پاس آکر وہ گلاس کو دیا اور کہا اسے جاکر اس شخص کے سر پر رکھ دے اور سمجھا دے کہ اگر ایک قطرہ اسمین سے نیچے پیمانہ عمر تیرا چھلکا دیا جائیگا مگر خاطر جمع رہے رات کو یہ گلاس اوتار لیا جائیگا اب مجھے مجبورًا یہ تو فرمانے خاموش کھڑا رہنا پڑا لیکن جب کھڑی ہین سے معشوق کی آواز آتی تھی بے اختیار یہ ہی جی مین آتا تھا جو ہو سو ہو ذرا گردن اوٹھا کر دیکھ تو لون چنانچہ قریب شام کے ایسا خیال جانان مین مدہوش ہوا کہ بے اختیار گردن اوٹھ گئی اور گلاس پانی مین گر پڑا اوسوقت شاہزادی تنہا دریچہ مین بیٹھی کچھ لکھ رہی تھی گلاس کے گرتے ہی میرا ایسا حال ہوا جیسے کوئی سوتے سوتے چونک پڑتا ہے فورًا غوطہ مار کر گلاس کو آدھی دور سے پکڑ لیا اور چپٹ پانی سے لبریز کر سر پر رکھ لیا غرض اسی جانکاہی سے بمشکل شام ہوئی کچھ اندھیرا ہو جانے کے بعد وہ گلاس میرے سر سے اوتارا گیا اور دروازہ باغ کا بند ہو گیا اگرچہ ایک شب اور ایک دن مجھے فاقہ سے گذر گیا لیکن شاہزادی کے تصور مین اور وصل جانان کی امید بیٹھ رہنے مین مطلق بھوک کی خواہش نہ معلوم ہوئی اور پانی بھرے رہنے کے باعث کچھ نیند بھی اوڑ گئی تھی جسوقت آدھی رات ہوئی آہستہ سے کسی نے باغ کا دروازہ کھولا اور کنارہ پر آکر مجھے آواز دی مین ڈرتے ڈرتے کنارہ پر آیا دیکھا ایک عورت نقاب پوش میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے ایک سینی مین کھانا لئے بیٹھی ہے جب مین پاس پہونچا تو آہستہ سے کہا مین شاہزادی کی کابک ہون تیری بیکسی اور بے بسی پر رحم کھا کر شاہزادی سے پوشیدہ یہ کھانا لائی ہون چپکے سے کھالے اور اسی چبوترہ پر سورہ صبح اوٹھکر پھر پانی مین کھڑا ہو جائیو ہماری شاہزادی لاڑلی بہت دن چڑھے آرام فرما کر اوٹھتی ہین اور بغیر اونکی اجازت کسیکی مجال نہین کہ اسطرف کے کواڑ کھولے یا ادھر

مین آیا ہے کہ گرین لینڈ مین سوا یخ برف اور پتھر کے کوئی شے پیدا نہین ہوتی اور عمدہ غذا باشندگان جزیرہ کی صرف مچھلیان ہین یا اور دریائی جانور انہین دو چیزون سے وہان کے رہنے والے اکثر پست قد اور بدصورت ہوتے ہین اور عقل و شعور مین بھی کچھ واجبی سی حصہ اونکے ہاتھ لگا ہے لیکن شکر خداوند کریم کا کہ قبل میری پیدائش کے ۱۸۲۴ء مین میرے باپ جنیوا نے گرین لینڈ کو چھوڑ کر اپنی بود و باش خاص شہر کوپن ہیگ مین اختیار کر لی تھی جو ملک کینیڈا کا دار السلطنت ہے اور دریاے سینٹ لارنس پر واقع ہے کیونکہ ابتدا مین اوسکی تجارت صرف جہاز کے تختون اور پوستین وغیرہ پر منحصر تھی جو خاص اس ملک مین بہ کثرت پیدا ہوتا ہے اور آب و ہوا بھی یہان کی بہ نسبت گرین لینڈ کے بدرجہا نفیس اور فرح بخش ہے طول اس ملک یعنی کینیڈا کا چودہ سو میل کا اور عرض دو سو سے چار سو میل تک کا ہے اور شاید آدمی بھی قریب بیس لاکھ کے آباد ہین نہ رفتہ رفتہ خدا کی عنایت سے بعد میری ولادت کے ۱۸۲۹ء مین اسقدر ترقی میرے باپ نے حاصل کی کہ باپنے نائب اپنی جان سے شمالی امریکہ کے مختلف اضلاع مین مقرر فرمائے یعنی گرین لینڈ و نووا اسکوشیا و نیو برنسوک اور کوئیما لا مین جہان سے مختلف قسم کا مال آنے جانے لگا اور تمام تاجر حد سے زیادہ عزت و توقیر کرنے لگے چنانچہ اسیواسطے اگرچہ اصلی نام میرا سملیوا ہے لیکن ماں باپ پیار سے ویلکم و یلکم کہتے ہین اور خاطر داری مین بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتے کیونکہ علاوہ اس مبارک قدمی کے ہون بھی مین اکلوتا اور ماں باپ کی حد دل تمنا مین بھی دانستہ کبھی کسیطرح کی جرأت نہین کی غرض جبکہ سن تابعدار کا قریب پانچ برس کے ہو پہنچا اور کچھ قابلیت قبولیت کی حاصل کی تو اکثر طبیعت خاکسار کی بسبب زیادتی سردی کے ملک کینیڈا مین علیل رہنے لگی اور باوجود اسقدر نفاست کے ہرگز آب و ہوا وہان کی میرے مزاج کے موافق نہ پڑی ناچار میرے باپنے بسبب میری محبت کے ۱۸۵۲ء مین اپنی بود و باش شہر نیو یورک مین جو ملک نووا کے بڑے شہرون مین سے خاص ملک کینیڈا کے جنوب مین واقع ہے اختیار کر لی کیونکہ یہہ ملک بہ نسبت کینیڈا کے بیقدر زرخیز اور سیراب ہے اور ہر ملک کی اجناس اور فلزات

دوستانہ سمجھاتی ہون خبردار یہہ ذکر زنہار کسی اگر زندگی ہے تو تا دم واپسین اسکا شکوا دا کرنا نہ
تو زندہ زمین مین گڑوا دیا جائیگا کیونکہ ہماری رکاش صدداغ دگرمی بود بر بالاے او | تیہ
استغفر اللہ مین کیا ایسا دیوانہ ہون جو ہر کس وناکس تمام رفیق وملازم میری زندگی سے مایوس
تو صرف اسواسطے بیان کیا ہے کہ آپ میری شکستہ حالی رٹنہ کہرے ہوئے اور کہا آج تین روز سے
جی معلوم ہوتی ہین فرمایا نیہہ سے بھی بیان کہ نلہون کے آنسو خشک ہوگئے دل قابو مین نہین
راز خود ایسا صاحب بینش کمن زنہار فاش شم سب پتہرون سے سر پھوڑ پھوڑ کر مرجاتے اب یہہ تو فرمائیے
آج چونکہ زیادہ عرصہ تک گفتگو کی نوبت معاملہ پیش آیا تب مینے ابتداسے انتہا تک موبموا پنا سب
بھی اتفاقیہ سن پائی تھی مجھے اوس وجمال کی حد سے زیادہ تعریف کی سنتے ہی سر پیٹ لیا اور کہا
معلوم ہوئی مینے پوست کندہ بلا اتفاقی ہے | دل نگر ایسے کو دے بیٹھنا نادانی ہے | استغفر اللہ
مقال شاہزادی لاڑلی آج دیکھنے مین کیا سننے مین نہین آئی جو شعر و ہو کر تیر کا کلیجہ رکھے اوس سے
کونی مجھے تبدیل ذرا ل لگائے اور آپکی عقل پر تعجب آتا ہے کہ باوصفیکہ اوسکی بیوفائی کا حال
بھی سن چکے تھے پھر اوسکے دیکھنے کا قصد کیا اور دیدہ ودانستہ مصیبت مین مبتلا ہوئے اب یہہ
مو شہر مین رہنے کی صلاح نہ دینگے شب بخیر کل یہان سے کوچ کیجئے مین نے کہا بتہ مجھہ
ملکہ نے دو خدا خدا کرکے اوس بت کافر کے ظلم وستم سے جان بچی ہے سو تا دوستی کے پردہ محبوبی
تباہ تمام کرڈالو یون نہ مرے یون گئے ہمارا تو ہر طرح قل ہوا اونہون نے جواب دیا ہمین ہزار بار
یہان درست ہوگا فضل الٰہی سے آپکی کلفت بھی دور ہوجائیگی ہم دوست نہ آج شام کو پہر
اگر کرلیا ہوتو سے دانا ہین جو کام کرینگے سمجھہ بوجھہ کر کرینگے غرض دوسرے روز سے تیہ کر بہر
لیکن افسوس ہفتہ بعد سامان درست کرکے آن گیرا کہ بس اب کل یہان سے تشریف لے چلئے مینے
سخت عمے واسطے ذرا میری داستان تو سن لو تمکو معلوم ہے کہ مینے یہہ آٹھہ دس روز محبوب
تو بیچارگی مین کس عذاب سے کاٹے ہین نہ دنکو آرام ملا ہے نہ رات کو نیند آئی ہے روتے روتے
اب سے صبح ہوگئی ہے تڑپ تڑپ صبح سے شام کر ڈالی ہے نہ کھانے کو جی چاہتا ہے نہ ہوا خورسی سے

دل ہلتا ہے چلنے کا ذکر گو تم دل لگی سے کرو مگر میرا سنکر کلیجہ دہلتا ہے آج تک تمہاری غرض سے اگر چہ منہ
اُن کا کالا۔ زبان سے نہین نکالا مگر جگر پارہ پارہ ہوگیا صدمۂ ہجر اوٹھانے کی طاقت نرہی دل مضمحل
ہوکر نکالا ہوگیا باوجود اس زور شور کے جی ناتوان فقط اتنی آرزو ہے کہ ایکبار اور سیر ہوکر وہ
جمال جہان آرا دیکھ لوں۔ اور کیا تم نہین جانتے کسی قیامت قامت کے روبرو پہلے ہی پہلے جانا
دانستہ دم دیدہ کو سولی پر چڑھانا ہے بیچارہ عاشق دل روکے باطبیعت کو ہمائے بیہوشی کا کالا نشہ
ہو معشوق کی شکل کس صورت سے دیکھنے پائے دوسری مرتبہ البتہ کچھ دیکھا بھالی کی نوبت آئی ہوگی
سو اسادہ ہے ہمین بی آزما دیکھو لیکن مشکل یہ ہے تمکو کیونکر سمجھاؤن رحم وکرم اس ملک مین
عنقا ہے وہ تمہارے واسطے کہان سے لاؤن شعر

نکو رسش نامی بیرطی شور جسمنون آئی	ہوا ہے خندۂ احباب جنبہ جیب و دامن مین
سنجا نون نیک ہون یا بد ہون پر سبت مخالف ہے	جو گل ہون تو ہون گلچین مین جو خس ہون تو ہون گلشن مین

رفقا یہ سنکر کہنے لگے کسی نے سچ کہا ہے۔ دیوانہ بکار خویش ہوشیار۔ ماشاء اللہ ابھی دیدار یار سے
کملی کی طبیعت سیر نہین ہوئی حالانکہ دریاے حسن مین غوطے کھائے کچھ دیر نہین ہوئی آپ بُرا نامین یا
باغ کا یا تو ہرگز صلاح نہ دینگے کہ ایکے دشمن تکلیف اوٹھائین اور ہم بیٹھے تماشا دیکھا کرین مین نے کہا
مین جہان لاہے ظالم کے نیچے سے نکلا تو پیٹھ چھکے کیے چوکین اول سے آخر تک زلیخا سن کے عورت
داخل ہونے کے لائق تو فرمائیے مین شکایت کس بات کی کرتا ہون شکر تو یہ کی یا ایام دوری کی اس
چشم انتظار کیطرح کے عرصہ مین کبھی تنے میری زبان سے یہہ بھی سُنا اون نوتین روز دریا مین
جاتا ہون بڑے لڑکے میرا ناک مین دم آگیا اور کیا مین ایسا بادلاتا جو یہ کلمہ زبان پر لاتا سننے والے نہ کہتے
ماشاء اللہ کیا آپ تک لاہوری کے اوگالدان تھے کالے باغ کے بنے ہوئے یا دیوالی کے کھلونے تھے
شکر کے ڈلے ہوئے جو سیلاب پاتے ہی بہہ گئے یا پانی کے صدمے سے گھل کر رہ گئے اور تم اتنا غنیمت
نہین سمجھتے کہ ابتک مین سب کا لحاظ و پاس کیے جاتا ہون یعنی چلنے کو تیار ہون صرف ایک بار دیکھنے
کی آرزو بیان کرتا ہون ورنہ تم جانتے ہو معشوق کا شہر چھوڑنے کو میرا جی چاہتا ہوگا شعر

چنان از دام عشق اوپریدن ننگ میدانم | کہ رنگے گرز رخسارم پرد محبوب بسگردم

یہ سنکر تو وہ اپنے دل مین قایل ہوئے کہ فی الواقع اگر یہہ چلنے سے انکار کردے تو ہم کیا کرسکتے ہین آخرتا بعدار ہی ہین اس لحاظ سے کہنے لگے خیر اگر ایسا ہی جی چاہتا ہے تو شکل سابق کے بارسے دوبارہ لگا کر دیکھہ لیجے بلکہ ایک روز کے عوض دو روز مین سیری حاصل کرلیجیے مینے کہا اور کیا تنے مجھے بالکل ہی سودائی مقرر کرلیا کیا مین یہہ چاہتا ہون کہ کشتی مین سوار ہوکر اودہر پہونچون اور اپنے ہاتھون اپنے اوپر آفت برپا کرون شعر شنید رسوا شدم از عشق من شیدائے | عشق خوبست ولیکن نہ باین رسوائے

غرض یہ ہزار شکل یہہ دم دے سبکو راضی کیا اور دوسرے روز علی الصباح پارچا آدمیون کو تو وہ ایک گوشہ مین بیٹہا دیا اور آپ اونہین درختون کے غنچہ مین جا چہپا جسوقت آفتاب نے دریچہ مشرق سے سر نکالا اور اوس ماہ پارے مہر نے خورشید جہانتاب کی مانند باغ سے طلوع فرمایا بس دیکھتے ہی زخم جگر ہرے ہوگئے اور یہہ ہی خیال آیا ہزار رفیق جمک مارین ایک نہ مانو اسی شہر مین اسی باغ کے تلے جان دو غرض دیر تک شاہزادی تو بیٹہی شکار کھیلا کی اور مین اپنے دل مین یہہ ہی منصوبے گانٹہا کیا اتنے مین آفتاب تیز ہوگیا اور شاہزادی لاڈلی بہار بوستان کیطرح باغ مین تشریف لیگئی جسکے اوٹہتے ہی بے اختیار میری زبان سے نکلا شعر

صبر در چشم زدن صحبت یار آخر شد | بوئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

آخرش اوس غنچہ مجہول کے تشریف لیجانے کے بعد مین نے بہی اوتہکر گہر کو جانا چاہا مگر پہر سوچا رفیق بری بلا ہین ہزار پاؤن پہیلاؤن لیکن ایک نہ مانین گے زبردستی کہینچکر وطن کو لیجائین گے اس سے بہتر ہے آج شام کو پہر زیارت کرلو اور دلکو سمجہاؤ ایسے ستم شعار سے آنکہہ لڑانا جانکر قضا کو مہمان بلانا ہے یہہ سوچکر پہر بیٹہہ گیا اور شام تک واہی تباہی مباحثہ دل سے کرتا رہا جب تہوڑا سا دن باقی رہا تو شاہزادی بوے گل کیطرح پہر باغ سے باہر تشریف لائی اوسوقت سرخ پوشاک سر سے پاؤن تک پہنے ہوئے تہی جسکے دیکہتے ہی آفتاب مشرق کا راستہ بہول گیا سیری آنکہون مین شفق پہول گیا وہین بیٹہے بیٹہے سر سے پاؤن تک بلائین لین اور کلیجہ پکڑکر بیقرار ہوگیا ایک کانٹا سا سینے کے پار ہوگیا جب کچہہ

دل کی تپش کم ہوئی تو بے سوچے سمجھے کپڑوں سمیت دھم سے پانی مین کود پڑا اور وہان سے ترچھا
شاہزادی کی آنکھ بچا بلاخوف وخطر تیرتا ہوا اوسی چبوترہ کے نیچے آنکلا ابھی پیٹ مین سانس ہی
نسمائی تھی کہ دل کی اضطرابی کے سبب اوسیطرح بھیگا بھاگا سر سے پاؤن تک تربتر کپڑے پانی
مین شرابور دونون ہاتھ بغلون مین مارے ہوئے ضعف سے ہانپتا سردی سے کانپتا حاضر
شاہزادی کے روبرو خاموش صورت تصویر جا کھڑا ہوا اوسوقت شاید میری کچھ عجیب ہیئت ہوگئی
ہوگی کہ یکایک تمام خواصین کھلکھلا کر ہنس پڑین اور وہ کان ملامت بھی اپنے ہونٹھ دانتون
دبا کر رہ گئی اونکو دیکھکر مین بھی اپنی بغلین جھانکنے لگا اور چاہا کچھ بولون مگر زبان نے بالکل
یاری نہ دی ناچار وشیون کیطرح ہر ایک کا مونہ گھورنے لگا اور خود اپنی اس حرکت پر بہت
نادم ہوا اوہر تو میرا یہ حال تھا اوہر شاہزادی نے تھوڑی دیر سے پاؤن تک کئی بار بغور
مجھے ملاحظہ فرمایا پھر ایک خواص کو حکم دیا اس غریب کے چارون طرف خوب آگ روشن کرکے صبح
تک اسی جگہ کھڑا رہنے دو تاکہ یہ چارے کے کپڑے اچھی طرح سوکھ جائین صبح کو ہمارے باغ
کی سرحد سے باہر نکالدینا اور کہہ دینا پھر ایسی حرکت نکرے لینے چاہا جواب دون کیا اس آشنائی
کا یہی انعام تھا یا صرف یہہ شعر سنا دون شعر

تنم زار است وجان محزون جگر پر درد دل پر خون	ترحم کن کہ دیگر نیست تاب تندی خویت

گرسردی کے مارے زبان سے بولا نہ گیا فقط ہکلا کر رہ گیا اور دانت بجنے لگے اسپاور ہی بے
قہقہہ لگایا اور شاہزادی لاڈلی مسکرا کر اوٹھ کھڑی ہوئی اوسکے اوٹھتے ہی خواصون نے
میرے چارون طرف لکڑیون کا انبار لگا بلاخوف وخطر اوسمین آگ لگادی اگرچہ آگ کے شعلے
میرے جسم تک نہین پہونچ سکتے تھے مگر پھر بھی معاذ اللہ منھا اوسکی لپیٹ سے تھوڑی دیر بعد مین
کیا بے کیطرح سکنے اور شعلے کیطرح تھرانے لگا ہر چند کروٹین بدلتا تھا مگر کسی پہلو آرام نہ آتا تھا
اور نہ کسیطرف راستہ پاتا تھا کہ بلا سے نکلکر بھاگ ہی جاؤن صبح تک مجبور رہا ہی بے آب کیطرح اوپر
انگارون پر تڑپتا رہا اور باغ کیطرف نگاہ حسرت ویاس سے دیکھہ دیکھہ کر یہہ شعر پڑھتا رہا شعر

بگذار محبت آشیان بستم تماشا کن	چمن بر آتش و من تکیہ بر کشت خس دارم	جستجوئے سبیدہ

سحر نمودار ہوا اور سینۂ سپہر کے مرہم آفتاب سے پھپھولے پھوٹنے لگے خواصون نے باغ سے نکلکر اور آگ کو ٹھنڈا کیا اور میرا ہاتھ پکڑ سیدہا گھر کا راستہ بتا دیا مین مجبور اوس آگ سے باہر آکر جسکو فی الواقع گلزار خلیل سمجھے ہوئے تھا بہ ہزار دقت گھر پہونچا اور تسکین خاطر کے لئے تمام راستہ یہ شعر پڑھتا گیا شعر

چون توان گفتن کہ جوش کاش ہوش اندکے	اندکے بودہ تقدیر بسیار بودے کاشکے

جب گھر پہونچا تو رفقائے میرا حال دگرگون دیکھکر سر پیٹ لیا اور کہا افسوس ہر چند ہنتے آپکو سمجھایا مگر مطلق ہمارا کہنا آپکی سمجھ مین نہ آیا بھلا ایسے معشوق ستمگر سے کوئی بھی دل لگاتا ہے اور کسیکو بھی آپنے معشوق کے ہاتھسے جور و ستم اوٹھاتے سُنا ہے شعر

یار ہر چند کہ رعنا و سہی قد باشد	چون بعشاق نکوئی نکند بد باشد	آبد تو اے آبروئے

اپنی جانفشانی کا ثمرہ حاصل ہو گیا اور اپنی سینہ کاوی کا اچھی طرح انعام بھر پایا یقین ہے دوبارا یہ سودا جوش نکلے اور دل کی آرزو پورا کرنے کی ہوس باقی نرہے یہ ناحق کے طعن و تشنیع سنکر مین بالکل گنگی سادہ گیا اور خاموش پلنگ پر پڑا ورہ تان جو ٹھنڈا موٹھنڈا کھانے لینے لگا مگر آگ نے دل و دماغ تک اسقدر اثر کیا تھا کہ اوسی رات کو سرسام ہو گیا اور صبح ہوتے ہوتے نوبت جانکنی کی ہو چکی رفقانے جو دیکھا اب انمین کچھ بھی باقی نہین ہے لہذا کر والد بزرگوار کو لکھ بھیجا اور اطبا حاذق کا علاج معالجہ شروع کر دیا لیکن ایسا سہل علاج پذیر تو یہ مرض تھا ہی نہین دو مہینے کامل مین بدقت مینے آنکھ کھولی اور بمشکل بات چیت کرنے کی طاقت حاصل ہوئی ابھی پلنگ سے اوٹھنے کی نوبت نہین آئی تھی کہ رفیقون نے چاہا اسی حال مین اسے یہان سے لے چلین اور اسی حالت نزع مین اوٹھا کر اسے پلنگ سمیت جلکر اسے پلنگ دین لیکن مینے انکار کیا اور کہا اب تکلیف ہے کہ مین یہ صدمہ اوٹھا کر پھر دریا تک جانیکی ہوس کرون گا ذرا مجھ مین طاقت آجانے دو مین خود چلنے کو تیار ہون بلکہ زندگی ہے تو انشاء اللہ تعالے پھر کبھی اسطرف کا نام بھی میری زبان سے نسنوگے شعر

میروم از در تو باز بتو رو نہ کنم	گر درت قبلہ شود سجدہ بآنسو نہ کنم	

وہ بولے بیشک حضور کی عقل بشعور سے تو ہمین سب طرح اطمینان ہے لیکن اوس ستمگر کو بیٹھے بیٹھے کیہ
اوچنگ اوٹھہ کھڑی ہو تو اوسکا کیا علاج بینے کہا اوچنگ کیسی کہا آپکے تشریف لانے کے پندرہ دن بعد
آدھی رات کے قریب ایک سوار آپکو پوچھتا ہوا آیا تہا مگر اوسکی آواز انداز سے ایسا ثابت ہوتا تہا کہ
یہ عورت ہے مرد اوبیس کئے ہوئے ہم نور آتا رگئے کہ یہ اوسی جفاجو تندخو کی کوئی خواص
بیبی ہوئی ہے اور اس بہانہ سے آپکی خبر منگائی ہے کہ آیا زندہ ہے یا نہین اگر زندہ ہے تو کیہہ
اور سزا تجویز کیجائے کیونکہ زندہ رہنے پر خوف ہے کہ بادا پرادہ ہر کا قصہ کرے اور ہمارا عیش
منغص کرے اسواسطے ہمنے بات بنادی کہ آج ایک ہفتہ ہوا اوسکے رفقا اوسکو لیکر گئے کیونکہ پیار تو
سے تہا اور کوئی صورت بچنے کی نظر نہ آتی تہی اب ہمین یہ خیال ہے کہ اگر خدانخواستہ آپکو کسی نے اوسکے
ملازمین مین سے دیکہہ پایا اور رفتہ رفتہ اوس ظالم کو خبر ہوجائیگی تو کیا آفت برپا ہوگی مین نے کہا
تمنے بڑی غلطی کی اگر ایسا ہی تہا تو بتا دیا ہوتا شاید اسی بہانہ سے ایک بار اور آنکھین سینک لیتے شعر

سپند آسا اگر پیش خودم در آتش انداز د	وزان بہتر کہ دور از خویش چون شمعم بدم سازد

وہ یہہ سنکر بہت ہنسے اور کہا شاید وہ عہد و پیمان جو ابہی کیا تہا یاد نہین رہا یعنی تابہ زیست پابرسر
موند نگ پینگے کہا ابہی یہ قول و فعل کا کچہہ اعتبار نہین کیونکہ ہوش و حواس اچہی طرح درست نہین ہوئے ہونگے کہا ہین نہین بیہوش ہی
درست ہونیکے بعد بھی کہا پابند نہین شعر

نیست در دعشق خویش از ابدیان احتیاج	اگر طبیب این در دبیند ترک درمان میکند

غرض اسی بیماہ تہ مین آٹہہ سات روز گذر گئے اور مجھہ مین بخوبی چلنے پہرنے کی طاقت آگئی پلنگ سے اوترتے
ہی برادرن کلیمنون کا خیال دل سے جاتا رہا اور ہر طرح رفقا سفر کی تیاری کرنے لگے اوہر مین دربار مین
پہونچنے کی تدبیرین سوچنے لگا مگر کوئی بات سمجھہ مین نہ آئی آخر ناچار رفقا پر اپنا عندیہ ظاہر کردیا کہ اگر
ایکبار اور کسیطرح اوس رشک مسیحا کی زیارت کرادو تو مین ابہی تمہارے ساتہہ جہان کہو چلچلون یہہ
سنتے ہی دانتون مین انگلی دبا کر کہنے لگے افسوس کیا تنے کبہی عشق کا افسون اور محبت کا افسانہ نہین سنا

ہی سے ہی کا طرایش باش	ہی سے ہی غم بلبلو نکی معاش	ہی وغ چہاتی پہ لاکے ہے	ہی طوق گردن مین ہالکے ہی
ہی سے ہی کا طرایش باش	ہی کو کن کا ہی خواب گران	لگا یا گلے اسنے قمری کے طوق	دیا اسنے نہم غمر کو جنون پہ فوق

غرض اسقدر عشق و محبت کے عیوب بیان کئے کہ نہ تحریر مین آسکین نہ تقریر مین وہ دس مین اکیلا ہلاکس کسکا
جواب دیتا آخر زبردستی قایل ہوجانا پڑا اور اس راز کے افشا کردینے کا نتیجہ یہ کلا کہ ہردم رفقا میرے
ساتھ رہنے لگے تاکہ پوشیدہ کوئی دلدار کا قصد نکرے بیٹھون اور بیٹھے بٹھائے کوئی آفت اپنے واسطے
مول نہ لے لون چند روز مین اس قید شدید سے گھبراکر میرا بھی ناک مین دم آگیا اور مجبور چلنے پر راضی
ہوگیا رفیق تو تیار ہی بیٹھے تھے کہا بسم اللہ کل تشریف لے چلیے مگر اس خوف سے کہ کہین صبح ہوتے ہوتے
راے نہ بدل جائے مجھکو جیاتا اوسیوقت احباب کی ملاقات کو لے نکلے قضاعند اللہ پہلے ہی پہل ایک
سودا گر ترک کی کوٹھی پر پہونچے جسنے بیٹھنے ہی بعد مزاج پرسی کے پوچھا آپکے پاس مرض یرقان کا تو
کوئی مجرب نسخہ ہوگا مجھے کہا نہیں باشد کیجیے گا کہا آپکو نہین معلوم یہان کی شاہزادی مس لارڈلی
ایک مہینے سے اسی مرض مین مبتلا ہے ہر چند اطبا حاذق علاج مین مصروف ہین مگر کوئی صورت فایدہ
کی نظر نہین آتی بلکہ جون جون دوا ہوتی ہے مرض ترقی پکڑتا جاتا ہے اور بادشاہ نے فرط محبت کے
سبب تمام سلطنت کا کاروبار چھوڑ رکھا ہے چنانچہ ہمارے اسباب کی فہرست بھی دفتر شاہی مین پڑی
جھک مار رہی ہے بادشاہ کا مزاج ٹکانے ہو اور کاغذات پر دستخط کرے تو فیصلہ کاروبار ہاتھ آئے یہ
فقرہ سنتے ہی میرا دل دھک سے ہوگیا اوسیوقت گھبراکر وہان سے اوٹھ کھڑا ہوا راستہ مین رفقا سے
کہا تا صحت شاہزادی لارڈلی کے مین تو اس شہر سے قدم باہر نکالتا نہین اگر تمکو میرے ساتھ رہنا
منظور نہین تو خیر آپ امریکہ کو چلے جاؤ وہ بیچارے یہ سنکر خاموش ہورہے مگر والد بزرگوار کو تو پہلے
ہی کلمہ پہنچ چکے تھے وہ میری بیماری کا حال سنتے ہی امریکہ سے چل نکلے اور تھوڑے دن بعد ملک شام
مین آپہنچے آپنے ساتھ نیویورک کو لیگئے بعد پہونچنے نیویورک کے جو زاق یار مین میرا حال ہوا وہ کچھ
عرض نہین کرسکتا اور ظاہر ہے جسقدر عشق سے دوری ہوتی جائیگی اوسیقدر دل کا انحطاب
بڑھتا جائیگا شعر

جدائی از تو بنا چار در اول عشق	چنان بود کہ بحسرت کسے جوان میرد

غرض مجبور اندر ہی اندر طبیعت پر ضبط اور خاموشی سے ربط کرنا پڑا آخرش رفتہ رفتہ حال دگرگون
ہوگیا دل قابو سے جاتا رہا جگر خون ہوگیا قطعہ

دل خون شد از امید دلشد یار من	اے وای بر من و دل امیدوار من
از جور روزگار گریم کہ در فراق	ہم روز من سیہ شد و ہم روزگار من

اتفاقیہ ادھی عرصہ مین ایک حکیم یونانی مسمّی **اسکیاس الامراض** نام بطور سیاحت شہر نیویورک مین آئے اونکے ہاتھ سے اکثر ایسے مریضون نے شفا پائی جنکی زندگی کی امید بالکل منقطع ہوچکی تھی بلکہ اطبا حاذق جواب دے چکے تھے باوجود اسکے نہ کبھی نبض وقارورہ ملاحظہ کرتے دیکھا نہ کبھی کوئی نسخہ بدلتے سُنا چند عرصہ مین گرگھراد کی شہرت ہوگئی اور میرے کان تک بھی بھنک پہونچ گئی مین سنتے ہی دوڑا گیا اور مرض یرقان کے جو بانسخہ کا طلب گار ہوا وہ سنتے ہی یکایک حالت وجد مین آکر کہنے لگی روحی فداک یا اوستاد میرے اپنے دل مین کہا یہ حکیم صاحب تو ہم سے بھی زیادہ کسی خبط مین گرفتار معلوم ہوتے ہین علاج کیا خاک کرتے ہونگے اور کوئی انکے ہاتھ سے شفا کیا پاتا ہوگا لیکن اونکے خون سے دم نہ مارا پھیکا پیمار ہا تو ابھی دیر ہا جب خوشی وجوش وخروش کم ہوگیا تو میری طرف مخاطب ہوکر فرمانے لگے اس مرض کیواسطے سنگ یرقان سے بہتر کوئی علاج نہین فقط اسکا گلے مین باندہ دینا کفایت کرتا ہے لیکن جزیرہ سیلان کے سوائے کسی اور ولایت مین یہ پیدا نہین ہوتا اگر حکما نے اسکے بہم پہونچانے کی سوتدبیر نکالی ہے کہ فتح الالقا کے چھوٹے بچہ کو جسے گدبھی کہتے ہین ہلدی سے رنگکر اوسکے اشیا مین ڈال دیتے ہین جب وہ اگر بچو کو زرد رنگا ہوا دیکھتا ہے تو مرض یرقان کے شوق مین جزیرہ سیلان کیطرف پرواز کرتا ہے اور **سنگ یرقان** لاکر اپنے آشیانہ مین رکھدیتا ہے جسکو حکما تلاش کرکے نکال لیتے ہین لیکن یہ امر کچھ قابل اعتبار کے نہین کیا معنی فتح الالقا جانور ہے اگر سنگ یرقان نہ دستیاب ہوا تو خالی لوٹ آئیگا سوائے اسکے یہ امر مشروط ہے اوسکے چھوٹے بچہ ہونے پر جو خاص ملک اور خاص موسم مین ہی سکتا ہے ہان اگر تو خود جزیرہ سیلان کا قصد کرے تو ایک سہل ترکیب اوسکے میسر آنیکی بتادی جاے مین یہ سنتے ہی قدمون پر گر پڑا کہ خدا کے واسطے کوئی تدبیر بتائے مین ابھی سر آنکھون سے جانے کو موجود ہون فرمایا بادشاہ سیلان کے دو افاعی ہین یہ تیر سینے پر چشم خود دیکھا ہے ایک سونے کی ڈبیہ مین زرد مخمل کا شانی مین لپٹا ہوا دائین ہمت ایک صندل

کی الماری مین رکھا ہے لیکن بسبب اسکے کہ وہ ایک ہی مکالمہ رہ گیا ہے شاید بادشاہ دینے مین انکار
کرے ہان وہان کا شاہزادہ جسکا نام نامی منصور الزمان تاج بخش گیتی ستان ہے بادشاہان
روے زمین کی تصویرون سے ازبس شوق رکھتا ہے مین ایک مرقع اوسکی نذر کے واسطے دے
دیتا ہون تو خود لیجاکر اوسکی خدمت مین پیش کریگا یہ ملاحظہ فرماکر نہایت محظوظ ہوگا اور
حسب الطلب اوسکے صلہ مین سنگ یرقان عنایت فرمائیگا مینے کہا اگر وہ مرقع جلد مرحمت فرمائے
تاکہ آپکی عنایت سے اپنی مراد کو پہونچون حکیم صاحب اوسیوقت اپنے جزودان سے یہ ہی مرقع
جو حضور کے روبرو رکھا ہے اور جسمین تمام اون بادشاہان ملک آمریکہ کی تصویرین ہین جو
بالفعل حکمرانی کررہے ہین نکال کر دیا اور فرمایا کہ اسکی مرمت کسی کامل مصور سے کرالینی چاہیے
کیونکہ طوفان نوح مین اکثر تصویرین بھیگکر کسیقدر خراب ہوگئین ہین بعد تیار ہوجانیکے ایک
نظر بکدو پر کرلینا مین یہ سنکر حیرت سے حکیم صاحب کا مونہ دیکھنے لگا اور اپنے دل مین سوچا
بادشاہان حال کو طوفان نوح کے زمانہ سے کیا نسبت شاید حکیم صاحب کی جھک ابھی طرح نہ
نہین لیکن بسبب لحاظ کے کچھ بول نہ سکا آداب عرض کرکے دم بخود چلا آیا گھر آتے ہی ایک مصور
پینٹر نامی کو کہ فی الجملہ اس فن مین کمال رکھتا ہے بلاکر یہ مرقع درست کرنے کو دیا اور خود
والد بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوکر گذارش کیا غلام کی طبیعت دو چار دن سے ازبسکہ پریشان
رہتی ہے اگر حکم ہو چند روز کے واسطے ملک برزیل اپنے چچا کے پاس ہوآؤن شاید آب وہوا کی
تبدیلی سے کچھ دل محزون سنبھل جائے فرمایا اگر یہ علاج اپنے حق مین بہتر جانتے ہو تو بسم اللہ جاؤ
آؤ ہم بخوشی اجازت دیتے ہین مینے ادہر سے اطمینان حاصل کرکے مصور سے تصویرون کا تقاضا
کرنا شروع کیا اوسنے آٹھ دس روز مین حسب دلخواہ مرقع درست کرکے میرے حوالہ کیا مین وہ
مرقع لیکر حکیم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا فرمایا ہان اب شاہزادہ منصور الزمان کے پیش کرنے
کے قابل ہوگیا مگر بالفعل ہمارے پاس چھوڑ جاؤ جس روز کوچ کی تیاری ہو لے جانا مین نے
عرض کیا صبح کو انشاء اللہ تعالے مصمم ارادہ ہے فرمایا خیر رات کو ہم دیکھ رکھین گے صبح ادہر ہی سے

اسے لیتے ہوئے چلے جانا مین بموجب حکم کے مرقع چھوڑ کر گھر چلا آیا سامان سفر کا تو پہلے ہی سے درست کر رکھا تھا علی الصباح والدین سے رخصت ہو کر حکیم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا وہ میرے منتظر ہی بیٹھے تھے دیکھتے ہی مرقع حوالہ کر دیا مینے اوسیطرح رومال مین لپٹا لپٹایا بغیر دیکھے صندوق مین رکھ لیا اور کوچ در کوچ چند روز مین ملک برزیل اور روہان سے رسیجانا اپنے چچا کے گھر پہونچا چچا یکایک مجھے دیکھ کر گھبرا گیا اور آنے کا سبب پوچھنے لگا مینے کہا والد بزرگوار سے کسی معتبر شخص نے بیان کیا ہے کہ جزیرہ سیلان مین موتی اور موگا بکثرت پیدا ہوتا ہے اور بادشاہ ہمیشہ پانچ سال کے واسطے ان چیزون کا ٹھیکہ رعیت کو دیتا ہے جسنے یہ ٹھیکہ ایکبار لیا ہی تمام عمر کو نہال ہو گیا ہے اب پہلے ٹھیکہ کی میعاد قریب الاختتام ہے اور شاید دو سے مہینے کے اندر پھر نیلام جدید ہوا چاہتا ہے اسواسطے بتعجیل تمام مجھے روانہ فرمایا ہے تاکہ خود موقع پر پہونچکر اپنے نام سے یہ نیلام خریدلون چونکہ آپکی قدمبوسی کو ایک عرصہ دراز گذر گیا تھا اسواسطے ادہر ہو کر چلا آیا کل انشاء اللہ تعالے جزیرہ سیلان روانہ ہو جاؤن گا آپ بہبودی حکم دیدین کہ دو جہاز میری ہمراہی کیواسطے تیار رہین چچا مرے اس فقرہ مین ایسا آیا کہ خود دو سے دن تاکید مجھے جہاز پر سوار کرا سطرف کو روانہ کر دیا خدا کی عنایت سے ہوا موافق تھی غلام چند روز مین بہان پہونچ گیا اور ریاوری طالع سے دو سے ہی دن قدمبوسی حاصل ہو گئی اصل کیفیت اس مرقع کے ہاتھ آنے کی یہہ تھی جو خدمت اقدس مین گذارش کی گئی اب نہین معلوم پیغمبر اسکو مرقع مین رکھکر بھول گیا ہے یا حکیم مقیاس الامراض نے دانستہ رکھدی ہے شاہزادہ نے یہہ داستان استماع فرماکر چاہا کہ اپنے سوز باطنی سے وبلکم کو بھی آگاہ کر دے لیکن معاً خیال آگیا کہ ہر کس و ناکس کے روبرو اپنا راز افشا کرنا مناسب نہین اسلئے سنگ برقان کی ڈبیہ اوسی پتہ سے جو حکیم مقیاس الامراض نے بیان کیا تھا نکالکر مع خلعت بیش بہا اور زر نقد کثیر وبلکم کو عنایت فرمائی وبلکم نہایت شاد و خرم شاہزادہ منصور الزمان کی خدمت مین آداب بجالاکر رخصت ہوا ؛

شاہزادہ منصور الزمان کا ولولہ عشق سے بیتاب ہو کر امرکیہ کیطرف روانہ

ہونا اور وہان سے ایک امید موہوم پر تکیہ کی جانب کوچ فرمانا راست
مین جہاز کی تباہی ہے اور صرف غم مفارقت کی ہمراہی - رباعے

آنا نکہ ز عشق بیخبری دارند	از آب دو دیدہ آبروی دارند
چون غنچہ بصد زبان خموشند ولے	در پردہ بگوش گفتگوی دارند

لکھا ہے کہ وہ ملکہ کے چلے جانے کے بعد شاہزادہ کئی دن متواتر شب و روز اپنی طبیعت سے مباحثہ کرتا رہا لیکن انجام کار طبیعت عقل پر غالب پڑی اور شاہزادہ اندیشہ ہاے دور دراز مین مبتلا ہو گیا رفتہ رفتہ چہرہ کی رونق کم ہونے لگی تنہائی سے انس ہوا ہنسنا بولنا چھوٹ گیا سیر و شکار کی ہوس دل سے جاتی رہی رفیقون کی صحبت سے جی گھبرانے لگا کھانے کے نام سے کلیجہ مونہہ کو آنے لگا اور ایسی جلد طبیعت کے بگڑ جانے کا سبب یہ ہوا کہ اندر ہی اندر دم کو گھونٹا نالہ کو روکا اپنا حال کسی سے بیان نکیا آخر کار چھپاتے چھپاتے کلیجہ مین درد ہو گیا رنگ زرد ہو گیا اور ظاہر ہے کہ جب بہت سی سلگتی ہوئی آگ ایکدم خاک سے دبائی جائیگی تو خواہ مخواہ دھوان دیکر ہمایون تک ظاہر ہو جائیگی شعر

چند بسینہ در کشم آہ جگر شکاف را	ضبط چسان کند کسے غنچہ خوش خلاف را

کہتے ہین شاہزادہ مصور الزمان کی خدمت مین امرا زادگان سلطنت ہر وقت کمر بستہ حاضر رہتے تھے اون سب مین ایک رئیس عمادون عمید نام جسکا باپ عبد الباقی کی رفاقت مین ملک شام سے آیا تھا اور اب جزیرہ سیلان مین عہدہ وزارت سے سرفراز ہے شاہزادہ کے مزاج مین حد سے زیادہ دخل رکھتا تھا اور شاہزادہ بھی اوسپر بسبب اوسکے حسن لیاقت کے نہایت عنایت فرماتا تھا بلکہ اکثر اوقات نوبت دل لگی اور ظرافت کی بھی پہونچ جاتی تھی رفقا کو شاہزادہ کی یہہ حالت دیکھکر ازبس تشویش پیدا ہوئی لیکن بسبب اسکے کہ شاہزادہ نے کئی روز سے خود بخود بات چیت کرنی چھوڑ دی تھی سب کے دل پر اسقدر خوف غالب ہو گیا تھا کہ کوئی عرض معروض کی جرأت نہ کر سکتا تھا ایک دن عمادون عمید نے تنہائی مین موقع پاکر سر قدمون پر رکھدیا اور دست بستہ گذارش کیا قطعہ

ی ہو	تا بستر تو بدست صبا دایہ چمن		گو از جبین لالہ و رخسار ارغوان
۔ سو	گلزار دولت تو کہ دار نسیم خلد		محفوظ باد از اثر غارت خزان

خداوند نعمت راے مہرانجلاے پر بخوبی روشن ہے کہ ملازمین صرف اسواسطے ہوتے ہین کہ خدانخواستہ اگر آقا کو کوئی مہم سخت پیش آئے تو اپنی جان و مال سے دریغ نکرین اور آقا کو بھی واجب ہے کہ جو راز چھپانے کے قابل نہو وہ اپنے جان نثار سے پوشیدہ نرکھے تاکہ خود اندیشہاے دور دراز مین مبتلا ہو کر کسی تشویش مین نہ گرفتار ہو جاے جسکے باعث تمام کاروبار سلطنت کے معطل ہو جائین مفصل یون ہے کہ آج کئی روز سے خدام حضور کو مشوش دیکھکر اپنی زندگی سے تنگ ہین اور کھانا پینا مطلق اپنے اوپر حرام کر رکھا ہے آجتک بسبب خون کے کسی نے عرض معروض کی جرات نہین کی اسوقت غلام اپنی جان پر کھیل کر حاضر ہوا ہے اور اس خوض و تعمق کا سبب زبان فیض ترجمان سے سنا چاہتا ہے شاہزادہ نے فرمایا مین اس خوض و تعمق مین پڑا ہون کہ اگر اپنی تشویش کا سبب تمسے روبرو بیان کرتا چاہون تو کیا بیان کرون اور سناتا چاہون تو کیا سناؤن ایک ایسی پوچ حکایت اور لغو داستان ہے کہ جسے مین خود اپنے دل مین سوچکر شرمندہ اور نادم ہوتا ہون ابن عمام نے عرض کیا اگر بہ نظر پرورش یہ عمدہ ندامت خادم کو تفویض فرمایا جاوے تو سب سے زیادہ مناسب ہے شاہزادہ یہ فقرہ سنکر مسکرانے لگا اور ایک آہ سرد کھینچکر فرمایا رباعے

عشق آمد و گرد فتنہ بر جانم ریخت	عقلم شد و ہوش رفت و دانش بگریخت
زین واقعہ ہیچ دوست دستم نگرفت	جز دیدہ کہ ہر چہ داشت در پایم ریخت

بعدہ وہ تصویر تمام مع مرقع کے نکال سامنے رکھدی اور کہا اس پیکر کاغذی نے تمام خاکا اوڑا رکھا ہے اور تیر سے نقش دیوار بنا دیا ہے لیکن نہین معلوم یہ کسکی شبیہ ہے اور کس نے بنائی ہے ایک سوداگرزادہ نے اپنی داستان کے ضمن مین صرف اتنا بیان کیا ہے کہ یہ مرقع آپکی نذر کیواسطے ایک حکیم مقیاس الامراض نے دیا ہے اور ان تصویرون کی مرمت پینٹر نامی مصور نے کی ہے جو ملک آمریکہ کے ایک شہر نیویورک مین رہتا ہے اب نہین معلوم پینٹر نے اس تصویر کو مرقع مین ہو کر رکھا دیا ہے یا سوداگرزادہ کی کارستانی ہے یا صرف اون حکیم صاحب کی مہربانی ہے اور نا تمام رہ جا ہی کوئی سبب سمجھ مین نہین آتا علاوہ برین یہ بھی نہین کہا جاتا کہ یہ تصویر خیالی ہے یا

شخص کی شبیہ ہے اسکے حسن وجمال از خط وخال کا آدمی تو آج تک ہماری نظر سے نگذرا نہین یون اوسکی قدرت ہے اور فضلنا بعضکم علی بعض ہمارے تو بہات کا جواب شافی ہو سکتا ہے یہانتک بیان کرکے شاہزادے نے ابن عماد سے فرمایا کچھ سر پیر اس کہانی کا سمجھے یا نہین عرض کیا خوب سمجھ گیا حضور کا صرف اتنا مطلب ہے کہ عقلمندون کو ایسے خیالی نقش ونگار پر اعتبار کرنا نچاہئے اور نہ تصویر کی خوبیون کو اپنے دل مین جگہ دینی لازم کیونکہ اسکی برائی بھلائی صرف مصور کے اختیار مین ہے اور ظاہر ہے کہ تصویر کا حسن وجمال قابل تعشق کے نہین ہوتا اور نہ آجتک کسیکا تصویر سے دل لگا تے سنا کیا معنی اسکے نقش ونگار مصنوعی ہوتے ہین اور اسیواسطے دل پر اثر نہین کر سکتے البتہ معشوق کی تصویر جو بعد عاشق ہونے کے کھچوائی جائے بہ سبب ہیجان ہونیکے کسیقدر طبیعت کو تسکین بخشتی ہے کیونکہ اسکے ذریعہ سے عشاق کے خیالات پختہ ہوجاتے ہین فرمایا خوب سمجھے بس ہم اسی دلیل سے کہہ سکتے ہین کہ یہ تصویر ہمارے معشوق کی ہے کیا معنی اسکے نقش ونگار دل پر اثر کرتے ہین اور دیکھتے ہی اصلی صورت آنکھون مین پھر جاتی ہے ورنہ آج تک لاکھون تصویرین نظر سے گذریں ہین سوائے بیساختہ تعریف زبان سے نکل جانے کے کبھی دل پر چوٹ نہین لگی اور فی الواقع کوئی کیسی عمدہ خیالی تصویر یا کسی مردہ کی شبیہ ہو طبیعت کو اوس سے مطلق اُنس نہین پیدا ہوتا لیکن اسکے دیکھنے سے خون جوش کھانے لگتا ہے سواے اسکے اور بھی بہت سے جواب تمہارے اعتراض کے ہمارے پاس موجود ہین مگر اونکا بیان کرنا سراسر فضول ہے اور تم بھی اس بے معنی تقریر سے باز آو اور کوئی ایسی تجویز نکالو جس سے بادشاہ ہین امریکہ تک جانے کی اجازت عنایت فرمائے مین یہ سوچتا ہون اصل معاملہ تو بغیر نام ونشان دریافت کئے بادشاہ کی خدمت مین عرض نہین کر سکتا کیونکہ ایکطرح کی حماقت ثابت ہوتی ہے پھر اگر بہانہ سے کہین جانے کی درخواست کرون تو چونکہ شادی کے دن بہت قریب آگئے ہین منظور زمانے کی امید نہین جو خاموش ہو رہا ہون تو رہا نہین جاتا اور نہ یہ خیال دل سے دور ہوسکے بلکہ روز بروز ترقی کرکے سودے تک نوبت پہونچتی نظر آتی ہے اور انجام اسکا یہی ہے کہ جنون کیطرح بدنام ہونا

اور جان کا تلف کرنا۔ رباعی

خواہد دل از سوز درون گشت کباب	کے کر شود از سعی طبیب این تب و تاب
از سوختن ایمن نہ نشیند ہرگز	دریاے چنار با غبان ریزد آب

عماد بن عمید شاہزادہ کی یہہ تقریر سنکر سوچا فی الواقع یہہ مرض علاج پذیر نہین اور اب تو بالکل ہی موقع نصیحت و پند کا نکل گیا پر ناحق شاہزادہ کو آزردہ خاطر کرنا اور اپنے تئین عتاب مین ڈالنا کیا ضرور جانتک ہوسکے زخم بگڑکے التیام کی کوئی تدبیر نکالنی چاہئے یہہ سوچکر فوراً ذہن کی رسائی سے ایک بات پیدا کی اور شاہزادہ منصور الزمان سے پوچھنے لگا خداوند نعمت حضور کو اس انگشتری کی بھی کچھ حقیقت معلوم ہے جو اسوقت دست مبارک مین ہے فرمایا ہان وقایع کشور کشائی مین لکھا دیکھا ہے کہ یہہ انگوٹھی کسی حکیم یا منجم نے کوہ لقوتا پر ظل سبحانی کے نذر کی تھی جو بموجب ہدایت اوسی حکیم کے نوبت بہ نوبت ہمیشہ تک پہونچی ہے اور وقایع نگار نے یون بھی لکھا ہے کہ دو بارا اوسی حکیم سے دو چار دن جہان پناہ نے ملاقات کرنا چاہا تمام پہاڑ پر کسی جگہہ پتہ نہ لگا ابن عماد نے عرض کیا درست ہے بلکہ ابتک ظل سبحانی کو ملاقات کی تمنا باقی ہے اور اس عرصہ مین کئی دفعہ اراکین سلطنت کوہ لقوتا پر حکیم صاحب کی تلاش مین جا بھی چکے ہین مگر بے نیل مرام واپس آئے ہین اگر حکم ہو جہان پناہ کی خدمت مین حاضر ہوکر حضور کیطرف سے کوہ لقوتا پر حکیم صاحب کی قدمبوسی کے واسطے جانے کی آرزو بیان کرون اور یہہ بھی عرض کردون کہ عالیجاہ مین حکیم صاحب نے اپنی ملاقات کی شاہزادہ گردون وقار کو بشارت دی ہے یقین ہے کہ ظل سبحانی حضور کو اس ارادہ سے باز نہ رکھین اور بسر و چشم منظور فرماین بعد اجازت حاصل ہوجانیکے حضور کو اختیار ہے خواہ کوہ لقوتا پر تشریف لیجائین خواہ ملک آمریکا شاہزادہ نے یہہ سنتے ہی ابن عماد کو چھاتی سے لگا لیا اور فرمایا فی الحقیقت خوب ذہن لڑا بسم اللہ جاؤ اور جسطرح ممکن ہو اجازت حاصل کرکے ہمین مژدہ سناؤ عماد بن عمید اوسیوقت مجرا بجا لاکر رخصت ہوا اور تھوڑی دیر بعد بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوکر واپس آیا اور عرض کیا

مبارک ہو درخواست منظور ہو گئی اور چھ مہینے کی اجازت بخوشی عنایت ہوئی ہے اور رفقا میں سے
امیرزادہ تیمور اور شاہجادہ اور والا قدر اور مفتاح الملک اور سہیل یمنی اور
بہرام روی وغیرہ کو ہمراہ رکاب جانیکا حکم ہوا ہے اور افسران فوج بحری کے نام میرے روبرو
پروانجات روانہ کر دیے گئے ہیں کہ بندرگاہ گیلی پر دس جہاز شاہزادہ بلند اقبال کی ہمراہی
کیواسطے تیار رہیں اور تمام افسر بھی موجود رہیں جس جس کے واسطے شاہزادہ گردون وقار
ارشاد فرمائے وہ ساتھ چلوہیں جائے شاہزادہ نے یہ مژدہ سنتے ہی ملبوس خاص عنایت
فرمایا اور حکم دیا کل علی الصباح یہاں سے کوچ کرنا چاہیے جب تک جہازوں پر سامان سفر تیار
ہو ہم بھی سمندر کے مغربی کنارے کنارے شکار کھیلتے ہوئے پہونچ جائینگے چنانچہ دوسرے
دن بروز ذی الحجہ ۹۲۱ ہجری مطابق ۱۷ فروری ۱۵۱۶ء روز یکشنبہ کو شاہزادہ بلند اقبال
نے مع عماد بن حمید و دیگر امرازادگان مذکورہ بالا شہر کولمبو سے بندرگاہ گیلی کی جانب کوچ
کیا اور بندر پر پہونچتے ہی مع الخیر مع رفقا و ملازمین سوار ہو جہازوں کے لنگر اٹھوا دیے
اور رشاد بن رشید کو جو جہازوں کا افسر تھا حکم دیا کہ پہلے حضور انور شہر نیویورک کو جو ملک
امریکہ کے شمالی حصہ میں ہے جانا چاہتے ہیں واپس ہوتے وقت کوہ لقو تا پر تشریف لیجائینگے
اوس نے عرض کیا بہت بہتر اور اوسیوقت جہازوں کے رخ ملک امریکہ کی جانب پھیر دیے
چند روز میں ہوا موافق پاکر لشکر فیروزی اثر قریب شہر نیویورک پہونچ گیا شاہزادہ نے
قریب جزیرہ بمودا کے دو روز مقام کر کے ابن عماد کو پیشتر روانہ فرمایا کہ روبسار شہر والے
استقبال کے حاضر ہوں چنانچہ ۳ ربیع الاول ۹۵۲ ہجری روز دوشنبہ کو حاکم ملک کینیڈا
خود ایک منزل آگے آکے شاہزادہ عالی تبار کو بہ تعظیم و تکریم شہر نیویورک میں لیگیا اور اپنے زیر
ارکین سلطنت اور افسران فوج اور رؤسا شہر سے شاہزادہ کو نذریں دلوائیں اور کوئی
درجہ خاطر و تواضع کا باقی نہیں رکھا شاہزادہ نے بھی موافق مرتبہ اور لیاقت کے ہر ایک کو خلعت
عنایت فرمایا اور اپنی شیرین کلامی سے خوش کیا راوی لکھتا ہے کہ یہ تمام سبب عنایت الٰہی

ہمایون بخت حاکم ملک شام کی پاس خاطر کا تھا ورنہ عبدالباقی سے کوئی تعلق ملک امریکہ کا بسبب ریاست چھوٹی ہونے کے واقف نہ تھا قصہ مختصر شاہزادہ منصور ادہان نے ان امور سے فراغت پانے کے بعد پوشیدہ پیغام منصور کو طلب فرمایا اور معرفت غلام بن عمید کے وہ تصویر مع مرقع کے دکھا کے اصل حال دریافت کیا پیغامبر نے وہ تصویر بغور دیکھکر عرض کیا ظاہر ایسا شبیہ کسی حسین عورت صاحب جمال کی معلوم ہوتی ہے یعنی خیالی نہیں ہے اور کسی کامل دستاد نے اسے بنایا ہے میری مجال نہیں کہ عشر عشیر بھی اس سے بیان بنا سکوں اور نہ پہلے اس مرقع کے ساتھ یہ تصویر دیکھنے میں نظر سے گذری حالانکہ مرقع کا ایک ایک ورق دیکھ چکا ہوں کئی کئی بار میرے ہاتھ سے نکلا ہے شاہزادہ نے یہ کیفیت سنکر بہ تاسف تمام ابن عمید سے فرمایا اب اون حکیم صاحب مقیاس الامراض کو تلاش کرنا چاہیے جنہوں نے اس دروبے درمان میں مبتلا کیا ہے عمید نے بموجب حکم کے عمایدین شہر سے حکیم صاحب کا پتہ دریافت کیا معلوم ہوا کہ چند روز یہاں رہکر جنوبی اور امریکہ کی طرف تشریف لیگئے اور ادہر سے آئے ہی تھے بیوقت شاہزادہ کی خدمت میں یہ کیفیت گذارش کیگئی بے اختیار آنسو جل نکلے مایوس ہوکر فرمایا مصرع

کف دریا نشود پنبہ داغ ماہی	بہ کہ مفلس نہ نہد تکیہ برار باب کرم

بھلا ایسے سیاح آدمی کا کیا ٹھکانا خدا جانے کہاں سے آئے تھے اور کہ یہ عازم ہوگئے اب تک ایک امید موہوم دل کی جاتی تھی کہ شاید ان دونوں میں سے کسیکے ذریعہ سے صاحب تصویر کا پتہ لگ جائیگا سو ایک نہ دھان لاعلمی بیان کردی دوسرے دانستہ مفقود الخبر ہوگئے اب سوائے اسکے کہ دادی نجد آباد کریں یا بیابانوں پر چلکر بیٹھ رہیں کوئی علاج نہیں سوجھتا کیا ہماری قسمت میں یہ ہی لکھا ہے کہ غریب الوطن ہوکر حسرت و دیدار میں جان ضایع کریں ایسے حکیم کو قابض الارواح کا خطاب دیا جاتا تو بجا تھا خدا جانے مقیاس الامراض کسنے نام رکھا ہے یہ کہکر زار زار رونے اور اس رباعی کو پڑھ پڑھ کر جان کھونے لگا رباعی

جانا رفت و زرفت و دلم کاہوں رفت	آگاہ نہ شد کہ ہیچ ازو ہا نہ ہنوز
اگرچہ رسیدیم بمنزل ما ما	آسایش منزل است در راہ ہنوز

عمادین عمید یہہ حالت دیکھکر ڈرا اور دست بستہ گذارش کرنے لگا خداوند نعمت یہہ تو غلام عرض نہین کرسکتا کہ یہہ پیکر خیالی قابل اعتبار نہین اور ایک امر موہوم کیواسطے جان ضایع کرنا یا اپنے تئین ضیق مین ڈالنا عقلمندی سے بعید ہے لیکن اتنا جانتا ہون کہ مذہب عشق مین کلمہ یاس زبان پر لانا یا ابتدا مرض مین علاج سے ناامید ہوجانا بالکل منع بلکہ حرام ہے اگر کرامت باذنہی ہے تو چندے کوشش کیجیے عنان صبر و استقلال ہاتھ سے نہ دیجیے اور مین یقینی عرض کرسکتا ہون کہ اگر حکیم صاحب یہہ تصویر حضور کی خدمت مین بھیجی ہے تو خالی از اسرار نہین انشاء اللہ تعالے خود بخود چند روز مین نتیجہ اسکا ظاہر ہوجائیگا اور جو صرف سودا گزیدہ کی چالاکی ہے تو انجام کار سوائے شقاوت اور ندامت کے کچھ حاصل نہوگا سوا اسکے بالفعل ملاحی وقت یہہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ حضور جنوبی امریکہ کی سیر کرتے ہوئے جزیرہ سیلان کو تشریف لیجائین اور ملاقات نبی کے امیدوار رہین ع تا چہ خواہد کرد آید ز پردہ بیرون ہی آید شاہزادہ نے فرمایا بڑی حماقت ہے یہہ ہوگی کہ ولیکم کو اپنے ساتھ نہ لیجاکر جزیرہ سیلان ہی سے رخصت کردیا اور ناکردہ کار ہمراہ مین اوس سے مدد ملتی اور آخر کار جو شہ سیج ہی اوسی کے روبرو کھل جاتا اب اگر یہہ صاحب بھی توہم اونکی صورت شکل سے تو واقف ہی نہین ہیچا نین گے کیونکر اور نہ ملے تو الزام کس کو شعر افسوس کہ کار مشکل افتاد قسمت بقضاے قاتل افتاد عماد نے عرض کیا حکیم صاحب کا بھیجنا تو کچھ مشکل نہین کیا معنی یقول ولیکم کے ایک نامی گرامی شخص ہین جس شہر مین تشریف رکھتے ہونگے آفتاب سے زیادہ مشہور ہونگے اور ہر کہ ومہ اونکی صورت اور شکل سے واقف ہوگا البتہ اونکا پتہ لگنا دشوار ہے اور ولیکم کا حال اگر حکم ہو اوسکے باپ ملک التجار سے دریافت کردون اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب اوسکا باپ سلام کو حاضر ہوا ہے حضور نے کچھ ولیکم کا ذکر کیا تو تہا زمانہ ہین پوچھا تھا ولیکم تمہارا کہ کا کہان ہے جواب دیا چند روز سے ملک برنیزل اپنے چچا کے پاس چلا گیا ہے ظاہرا اوسکا پتہ سوائے ملک ہسپانیہ کے کہین نہ لگے گا اب تو ہماری طرف سے رشید بن رشید کو حکم دو کہ بحر ظلمات مین ہوکر جازون کو جنوبی امریکہ کو لیجلے اور بندرگاہ پر جو ملاحی ولیکم

مین واقع ہے حاضر رکھے ہم خشکی کی راہ اضلاع جنوبی کی سیر کرتے ہوئے اوسی مقام پر آکر سوار ہونگے
چنانچہ دوسرے روز یعنی ۱۰ ربیع الاول ۱۲۵۲ ہجری مطابق ۲۶ اپریل ۱۸۳۶ء روز دوشنبہ
کو نیو یورک سے جہازون کے لنگر اوٹھائے گئے اور شاہزادہ مع رفقا مسکیگوا اور گوٹیالا کو
دیکھتا بھالتا سے پانامہ کی راہ وینی زیولا کو روانہ ہوا بیان ہوچکا رفقا کو حکم دیا ہر ایک
شخص جنوبی امریکہ کے مشرقی اضلاع مین حکیم نقیاس بالامراض کو تلاش کرے اور عند الملاقات جناب
ممدوح کو ہمراہ لیکر شہر ریجانا مین حاضر ہو خود بدولت بھی ملک برزیل کی سیر کرتے ہوئے عنقریب
شہر مذکور مین پہونچتے ہین راوی لکھتا ہے کہ آجتک رفقا مین سے کسیکو سوائے عمادبن عمید کے اس
سفر دور دراز کا سبب معلوم نہ تھا ہرچند خوض کرتے تھے مگر مطلق ذہن نہ لڑتا تھا آج سب پر عقدہ
کھل گیا کہ شاہزادہ لمبنا قبال کسی حکیم کامل کی تلاش مین یہانتک پہونچا ہے لیکن یہہ اب بھی
کسیکو ثابت نہوا کہ ایسا کونسا ضروری کام اوس سے متعلق ہے جسکے سبب شاہزادہ نے یہہ تکلیف
شاقہ اپنے اوپر گوارا کی ہے کہتے ہین سہیل یمنی ان سب مین علم نجوم سے خوب واقف تھا اور جبتک
گردش فلکی پر نظر نکر لیتا تھا کبھی کسی کام مین ہاتھ نہ ڈالتا تھا چنانچہ جسوقت طالع شاہزادہ
عالی تبار حکیم صاحب کی تلاش مین روانہ ہونے لگا تو اصطرلاب کو آفتاب کے مقابل کرکے دیکھا معلوم
ہوا کہ عنقریب کسی حکیم سے شاہزادہ منصور الزمان کی ملاقات ایک مقام بلند پر ہونے والی ہے جسکے
ملنے سے درد باطنی کو کسیقدر ترقی ہوگی مگر یہہ وحشت جاتی رہیگی سہیل یمنی نے تمام رفقا کو جمع
کرکے یہہ ماجرا بیان کیا اور کماظاہر اشاہزادہ کسیکے خنجر نگاہ کا مجروح معلوم ہوتا ہے خدا غیر کرے
ایسا نہو ہم سبکو ظل سبحانی کے روبرو شرمندہ ہونا پڑے جسطرح ممکن ہو سمجھا بجھا کے شاہزادہ کو
جزیرہ سیلان کیطرف لیچلو ورنہ مرض نے ترقی کی تو ایک تدبیر پیش نہ جائیگی شعر

کہ مشکل میشود دل کندن از خوبان پس انداخت	ہنوز آب از غم یوسف بچشم چاہ می آید

یہہ سنتے ہی عمادبن عمید کے کان کھڑے ہوئے اسواسطے کہ اگر شاہزادہ کے روبرو کسی تقریب سے
یہہ داستان بیان کی گئی تو وہ یقینی سمجھیگا کہ عماد نے میرا راز افشا کردیا کیونکہ سوائے اوس کے

آجتک کوئی اس حال سے واقف نتھا اسلئے تمہین سمجھی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ یہ وہم تمہارا سراسر غلط ہے کیا سمجھی اگر شاہزادہ مرض عشق مین مبتلا ہوتا تو ضرور ہم لوگون سے ظاہر کر دیتا کیونکہ محبت کی آگ دبانے سے دوگنی سلگ اوٹھتی ہے اور بالفرض نہ ظاہر کرتا تو عشق کے آثار ایسے بھی ہین جو اب تک پوشیدہ رہ سکتے میری دانست مین بغیر تحقیق اس قسم کا ذکر زبان پر لانا مناسب نہین آگے تم جانو شعر

چراغ مجلسم نبود مرا تاب جدل با کس	اگر در پیش من دم میزنی خاموش مینگرم

سوہن سمجھی نے کہا کیا تمکو یاد نہین کہ اوہر آنے سے بیشتر شاہزادہ کے حرکات و سکنات سے اس قسم کی تشویش پائی جاتی تھی کہ ہم سب نے بالاجماع محبت کا حکم لگا دیا تھا اور اب بھی کہانے کا ہوش ہے نہ پینے کی پرواہ رات رات بھر جاگتے گذر جاتی ہے مطاعجون سے کبھی بات نہین کرتے لب خشک رنگ زرد آنکھین ایک طور کے نشے مین سرشار زبان پر عاشقانہ اشعار اس سے زیادہ اور کیا محبت کے آثار ہوتے ہونگے شعر

دل خستہ را تمیز آہ و فغان کنند	ظرف شکستہ را بہ صدا امتحان کنند

ابن عمادنے کہا ایسا معاملہ تو اکثر ہم لوگون پر بھی گذر تا رہتا ہے یعنی بلا سبب کبھی کبھی رونے ہنسنے بولنے کو جی نہین چاہتا نیند اوچٹ جاتی ہے ایک قسم کی تشویش ہر وقت لاحق حال رہتی ہے بلکہ سوداوی حکمت کی رو سے بھی غم و اہم دونون ثابت ہین جو کسی سبب سے ہو اوسے غم کہتے ہین جو بلا سبب ہو اوسے اہم پھر اگر شاہزادہ بغیر کسی وجہ کے چند روز مشوش رہا تو کیا تعجب ہے اور ہم کس منہ سے محبت کا الزام اوسپر لگا سکتے ہین اور آجکل سفر کے ایام قابل اعتبار کے نہین شاہزادہ تو شاہزادہ ہی ہے ذرا اپنی ہی صورت دیکھئے خدا کے فضل سے کیا خاک اوڑتی ہے اور کیسی مشق پرستی ہے پھر کیا ہم سب ہی ایکبار اس مرض مین مبتلا ہو گئے علاوہ ازین فرض کیجئے کہ شاہزادہ کسی پر عاشق ہے لیکن جب اوسنے کسی وجہ سے اپنا راز ہم لوگون سے افشا نہین کیا تو ہمکو خواہ مخواہ دخل در معقولات دینا اور اپنی حماقت جتانا کب زیبا ہے ہان کسی پیرایہ مین سمجھاؤ اور جزیرہ سیلان کی طرف لے چلو دل ما خوش شد مارد شن شعر

واضطراب اندر سخن عیب است و ناچون بلال	مصرعہ بجست باید گوپس تا بی رسد

یہ بات سب کو پسند آئی اور سہیل یمنی نے شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوکر اسطرح گذارش کیا خداوند نعمت اسوقت کی گردش کو اگر دیکھا جائے تو ایسا ثابت ہوتا ہے کہ عنقریب کوئی شخص دانشمند منصور سے کسی مقام بلند پر ملاقات کریگا میری دانست مین مقیاس الامراض اونمین حکیم صاحب کا لقب ہے جنہون نے ظل سبحانی کو انگشتری عنایت فرمائی ہے اور مقام بلند کوہ لقوتا سے مراد ہے جو خاص حکیم صاحب کا مسکن ہے اس صورت مین عجب نہین کہ واپس ہوتے وقت ملک افریقہ مین جناب حکمت مآب کی زیارت نصیب ہوجائے شاہزادہ نے فرمایا یہ تو ہم پہلے ہی حکم دے چکے ہین کہ لوٹتے وقت چند روز کوہ لقوتا پر مقام کرینگے لیکن یہ کیا ضرور ہے کہ مقیاس الامراض اونہیں حکیم صاحب کا لقب ہے اور وہ ہی جہان مین دانشمند ہین اور مقام بلند خاص کوہ لقوتا ہی سے مراد ہے دنیا کے پردہ پر ہزارون دانشمند ہین سیکڑون پہاڑ ہین چنانچہ اسی جنوبی امریکہ مین ایک پہاڑ کارڈلی نام سے مشہور ہے جو اس براعظم کے مغربی کنارہ پر شمال سے جنوب تک پھیلتا چلا گیا ہے اور جسکی بعضی چوٹیان پچیس ہزار فٹ سے بھی زیادہ زیادہ بلند ہین اگر اسی پہاڑ پر کوئی حکیم ہم سے ملاقات کرے تو تم منع کرسکتے ہو ہماری دانست مین تم سب پہلے اسی پہاڑ پر شمال سے جنوب تک حکیم صاحب کو تلاش کرو اور ریسمانا مین حاضر ہوکر بابدہ کو اطلاع دو ہم براہ راست صرف عمادون عمید کو ہمراہ لیکر آگے چلتے ہین سہیل یمنی نے اپنے دل مین کہا ع اے روشنی طبع تو برمن بلاشدی یہ اور آکر سمجھائے اور سچ ہے جزیرہ سیلان کو لیجائے سچ ہے شعر نمی آید بکار تیز طبعان جوہر ذاتی ۔ ز آب خود دلب شمشیر ہرگز تر نمیگردد

غرض حکیم ہنرمند مفاجات بلاعذر تمام مصاحبون سمیت روز یعنی ۲۸ جمادی الاول ۱۲۵۲ھ بروز دوشنبہ کو کوہ کارڈلی کی جانب روانہ ہوگئے اور شاہزادہ نے ریسمانا کیطرف کوچ کیا لکھا ہے کہ شاہزادہ حکیم صاحب کو ایمیزونیا دپارا دسیرا دبا ہیا دسن پازگو دپرانا وغیرہ شہرون مین تلاش کرتا ہوا ۳ رجب ۱۲۵۲ھ ہجری روز دوشنبہ کو بندرگاہ ریسمانا مین جو

ل ملک کا دار السلطنت ہے وارد ہوا موافق دستور کے حاکم وقت نے مع عمایدین شہر ایک منزل تک استقبال کیا
ور شاہزادہ نے شہر مین داخل ہونے کے بعد شہ نیو یورک کے دربار عام کر کے ہر ایک کو انعام واکرام سے سرفراز فرمایا
ونجورا نے جو سنا یہ جزیرہ سیلان کا شاہزادہ ہے اور پایا ہی خلیق دو سے ہی روز دربار کے تنہا کچھ تحفے سوغات
اوس ملک کے لیکر اس غرض سے دربار مین حاضر ہوا کہ شاید کچھ خیر خبر پتا و یلکم کی معلوم ہوجائے اور شاہزادہ کو
خود خیال تھا کہ سیطرح ونجورا سے و یلکم کا حال پوچھنا چاہیے جسوقت غرض یکجا سے ونجورا کا نام سنا فوراً
بلوایا اور نزدیک بیٹھتے ہی فرمایا شہر نیو یورک مین ملک التجار نے بسبیل تذکرہ تمہارا حال گذارش کیا تھا اور اپنے
لڑکے و یلکم کو بھی اسی جگہہ بتایا تھا وہ کیون نہین حاضر ہوا عرض کیا جہان پناہ وہ اس جگہہ موجود نہین ہے
چند روز ہوئے جزیرہ سیلان کیطرف گیا ہے ابتک واپس نہین آیا ورنہ کون ایسا شخص ہے کہ حضور کے دیدار
فیض آثار کا دل وجان سے مشتاق نہین جسدن سے حضور پر نور کی تشریف آوری کی دھوم ملک آمریکا مین مچی ہوئی
ہے اور حسن اخلاق اور دریا دلی کا غلغلہ مچا ہے ہر گھر و ہر شب و روز دعا کرتا تھا کہ خداوند کریم کوئی ایسا سبب ہی
کہ ایسے شاہزادہ بلند اقبال کی زیارت سے ہم محروم نہ رہین ہزار ہزار شکر کہ ہم غریبون کی دعا نے
ور بر قبولیت کا پایا اور حضور کے قدم سراپا کرم آنکھون سے لگائے شعر قناعت کہ بر دلگذ کنی جان بخشید | لگے کہ در نظر شش
شہزادے نے فرمایا اس شہر مین کس کس ملک کے آدمی سکونت رکھتے ہین عرض کیا سو ملکی آدمیون کے اہل از یقہ اور
پرتگیز بہ کثرت رہتے ہین باقی ہر ایک ملک کا آدمی بطور تجارت آتا ہوا اور چلا جاتا ہے فرمایا آجکل کوئی تازہ خبر ملک ہسپانیہ
کی تو سنتے نہین آئی عرض کیا ابھی دو چار دن ہوئے ایک سوداگر بچہ ملک پرتگیز سے آیا تھا اوسکی زبانی ہے
کہ ہسپانیہ اور پرتگیز مین سامان جنگ ہو رہا ہے شاہزادے نے فرمایا آخر سبب اس لڑائی کا کیا بیان کرتا ہے
عرض کیا یون سنا ہے کہ یہ دونون بادشاہ ایک طرف ہو کر شاہ فرانس سے لڑنا چاہتے ہین تفصیل اس اجمال کی
اسطرح ہے کہ ملک ہسپانیہ اور پرتگیز برابر برابر یورپ یعنی فرنگستان کے گوشۂ جنوب و مغرب مین واقع ہین
پرتگیز ہسپانیہ کے مغرب مین ایک چھوٹا سا ملک ہے جہان کی شاہزادی بیٹیم نام جسکا ترجمہ خورشید لقا
ہو سکتا ہے اسقدر حسین اور صاحب جمال ہے کہ فرنگستان کے اکثر ملکون مین اوسکی رعنائی اور دلربائی کی شہرت
ہو رہی ہے اور بہت بادشاہون اور شاہزادون نے اوسکی درخواست بھی کی مگر چونکہ اوسکا عقد حسب رواج

ملک نرنگستان فاصلہ اوسی کی مرضی پر منحصر ہے اب تک کوئی کامیاب نہین ہوا بالفعل شاہ نرلیس والی ملک نرانس نے اپنے شاہزادہ فیلیپ سن کی نسبت درخواست کی تھی مگر چونکہ خورشید لقانے منظور نفرمایا اسواسطے ویلیرسن شاہ پرتگیز نے صاف جواب دیدیا یہ جواب نرلیس کو ناگوار گذرا حتی کہ ارادہ جنگ وجدل کا کر بیٹھا لیکن ملک نرانس چونکہ ہسپانیہ کے گوشۂ شمال و شرق مین واقع ہے اور پرتگیز کا راستہ خشکی سے ہسپانیہ مین نہین ہو کر ہے اسواسطے نرلیس نے شاہ ہسپانیہ سے اپنی فوج لیکر جانے کی اجازت چاہی لیکن چارلس شاہ ہسپانیہ نے بسبب عہد نامہ قدیم کے جو پرتگیز کے ساتھ ہے ایک حیلۂ شرعی کر دیا یعنی لکھدیا کہ زبردست کو زیردست سے مقابلہ کرنا فضول ہے مین روا نہین اور جو افواسکو اپنی ہتک ہی جانتے ہین کیونکہ اگر فتحیاب ہوئے تو قابل تحسین و آفرین نہین ہو سکتے اور جو شکست کھائی تو سونہ دکھانے کی کوئی جگہ باقی نہین رہی یہ ہی معاملہ آپ مین اور پرتگیز مین واقع ہے کیا مضائقہ اگر آپکا ملک اسقدر وسیع ہے کہ بیس تین کرور ساٹھ لاکھ آدمی بستے ہین اور پرتگیز مین صرف ۳۵ لاکھ کی مردم شماری ہے پر کہان آپ اور کہان پرتگیز اور جو زر ماہی منظور ہے تو خیر خلیج بسکی مین ہوکر پرتگیز مین اور تر جائیے ہم راستہ نہین دیسکتے اور سنتے ہین کہ خلیج بسکی فرانس کے مغرب مین اور پرتگیز کے شمال مین ہے اور اودہر سے حملہ کرنا ہی آسان ہے لیکن چونکہ شاہ فرانس اپنی بہادری کے زعم مین پر دہ دنیا پر کسیکی اصل نہین سمجھتا اسواسطے شاہ ہسپانیہ کو کلمہ بھیجا ہر اپنے حکم کو رد نہین کر سکتے اگر آپکو رستہ دینا نہین ہے تو روکنے کا سامان کیجئے چنانچہ طرفین سے لڑائی کے سامان ہو رہے ہین دیکھئے کسکو فتح نصیب ہو کون شکست کھائے عمادبن عمید نے عرض کیا پرتگیز کو یہہ دخداداد ملگی کیونکہ جزیرہ نما ہسپانیہ بھی کچھ فرانس سے کم نہین گو وہان تین کرور ساٹھ لاکھ آدمی بستے ہین اور یہان صرف ڈیڑھ کرور کی آبادی ہے لیکن یہ لوگ اہل فرانس سے زیادہ شجاعت کا دم بھرتے ہین کیونکہ کینہ ور اور جاہل ہین شاہزادہ نے یہ قصہ استماع فرما کر وزیر اکو خلعت فرصت عنایت فرمایا اور عمادبن عمید سے تخلیہ مین ارشاد کیا خوبصورتی کی تعریف سنکر بے اختیار دیکھنے کو جی چاہتا ہے اور عجب نہین کہ یہہ ہی شاہزادی صاحب تصویر ہو کیونکہ ملک نرنگستان مین جسکی اسقدر دھوم ہے وہ کیا کہہ حسن و جمال نہ رکھتی ہوگی شعر

زہے سعادت طالع اگر شبے آن ماہ	بہ کلبۂ من بے خانمان فرود آید

عمادبن عمید نے اس موقع پر تمام

قصہ سہیل یمنی کے سیاحہ کا عرض کر دیا اور گذارش کیا کہ اب اگر اختیار رائدہ منتظر ہے تو حضور حسب اجزیرہ سیلان کے کسیطرف تشریف نے چلیں ورنہ صاحبین کو سہیل یمنی کے قول کا یقین کامل ہو جاویگا اور انجام کار مجبور ہو کر ظل سبحانی کو خبر کر دینگے پھر اپنی آزادی جو جواب حاصل ہے جاتی رہیگی اور تا قیامت تمارک اسکا نہو سکے گا شاہزادہ یہ سنکر بہ تبسم خاموش رہا بعدہ فرمایا ہماری صلاح ہے کہ جب تک مصاحبین کو وہ کاروبار دلی سے واپس آوین ہم بطور سیر پنگیز بمک ہوا آوین خورشید لقا کے دیکھنے لینے کے بعد مطلق ہوس اس تصویر کی دل سے نکال ڈالینگے اور رسیدہ جزیرہ سیلان کو چلے چلینگے بمکو بھی کسیطرح منظور نہین کہ ظل سبحانی کو ہمارے تعشق کی خبر ہو اور ہمین اپنی حماقت پر نادم ہونا پڑے شعر

وصلے کہ در وبال باشد	ہجران بہ ازان وصال باشد

غلاونے عرض کیا غلام بہر طور تابع فرمایشہے

ار تسیطرف حضور خورشید وار تشریف لیجائیں سایہ کیطرح ہمراہ ہی	ور نہ خیزم ز سر کو پیتو تا جان دارم

یہ سنتے ہی شاہزادہ نے رشاد ین رشید کو طلب فرما کر حکم دیا کہ کل علی الصباح ایک جہاز تیار رہے تا بدولت بطریق ہوا خوری دو رکعت نماز ظلمات جنوبی مین قضا استوا کیجانب تشریف لیجائین گے چنانچہ دوسرے روز ۱۷ ربیع الثانی سنہ ۱۰۲۵ ہجری روز یکشنبہ کو سبع عنابین عمید جہاز پر سوار ہو توکلت علی اللہ باد بان اوٹھادے اور ارشاد فرمایا جب تک ہم حکم نہدین سید ہا شمال کیطرف چلتے رہو چونکہ ہوا موافق تھی جہاز بہت جلد بحر جنوبی سے نکلکر بحر شمالی مین پہونچ گیا ابھی بحر شمالی کی دو چار ہی منزلین طے کی ہونگی کہ یکبارگی ابر شروع ہوئی اور ہوا تیز چلنے لگی آسمان ابر سیاہ سے محیط ہو گیا تین روز تک علی الاتصال یہی حال رہا لیکن شاہزادہ چونکہ خورشید لقا کے اشتیاق مین بھی بے آپ کیطرح ہر وقت تڑپتا تھا اور چاہتا تھا اگر پر ہوتے تو ابھی پنگیز اڑکر پہونچ جاتے ناچار اسواسطے اس حال مین بھی جہاز رکوا نہگیا بذریعہ قطب نما کے چلتا رہا چوتھے روز غروب آفتاب کے وقت کہ شانیہ ۲۵ شعبان سنہ ۱۰۲۵ ہجری روز دوشنبہ تھا ناخدا نے عرض کیا جہان پناہ یہہ جو ابر تیرہ و تار دیہم پڑ رہا نظر آتا ہے یہہ شدت ہوا کا اجتماع ہے اور یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ آج شبکو شام طوفان برپا ہوگا جہاز کی نسبت کیا حکم ہوتا ہے فرمایا خدا حافظ ہے بدستور چلے چلو جو گذریگا دیکھا لیا اور جو گذریگا دیکھ لینگے ناخدا اس حکم سے مایوس ہو کر بطور خود جہاز کا انتظام کرنے لگا یعنی اوپر کے درجہ کو سراسر تختون سے بند کر دیا اور نیچے کے کردون مین جہان جہان کہ کیلین

تین اونین ایک قسم کا دبیز شیشہ چڑھوا کر بادبان اور رسّے والے اور بغیر اجازت شاہزادہ کے جہاز کو لنگر کروا دیا
فی الواقع جون جون رات زیادہ ہوتی گئی ہوا کی تیزی بڑھتی گئی یہانتک کہ بسوقت قریب پہر بھر رات کے گذری جہ
نے مستول کے جو کو آپنے مست سر شار کیطرح جھومنا شروع کیا نیچے کے کمرون مین جو آدمی نہ تھے وہ ہر چوکے کے
ساتھہ دائین سے بائین کو گرتے تھے اور بائین سے دائین کو اور تمام اسباب کمرہ کا اونکے اوپر ہوتا تھا اپنے
نے اس صدمے سے اپنی جان ضایع کی اور بعضے اسقدر اغ مین مبتلا ہوکر مرگئے ناخدا نے شاہزادے کے واسطے ایک علیحدہ
کمرہ مین بطور پالنے کے ایک کو بی زنجیرون کے ذریعہ سے کمرہ کی چھت مین لٹکا دی تھی وہ اوسمین پڑا جھولا
جھول رہا تھا لیکن خود رشید لقا کی تصور مین ایسا محو تھا کہ مطلق اس حادثہ جانکاہ کی خبر نہ رکھتا تھا بلکہ جب ناخدا
حاضر ہوتا تھا یہی پوچھتا تھا اب جہاز کسقدر دور نکل گیا ہوگا لیکن اور لوگون کی جان پر بنی ہوئی تھی
اور ناخدا جہاز کے سلامت رہنے سے مایوس بار بار درگاہ کبریا مین دعا کرتا تھا کہ خداوندا کسیطرح شاہزادہ
بلند اقبال کو جزیرۂ سلیمان تک صحیح وسلامت لے جو نچون آخرش جب اور بھی ہوا تیز ہوئی تو ناخدا نے شاہزادہ
سے اجازت لیکر نصف سے زیادہ اسباب سمندر مین پھینک دیا اور مستول کے گرا دینے کا حکم دیا تو بہ نصف
شب کے تمام اہل جہاز کی مدد سے مستول گرایا گیا لیکن اوسوقت اسقدر ہوا کی شدت تھی کہ اکثر جہاز رانون کے
گوشت پھٹ پھٹ گئے کیونکہ وہ بیچارے اوس ہوا مین بھی ایک ایک سی پر دوڑتے پھرتے تھے اور کبھی
مستول کے اوپر ہوتے تھے اور کبھی نیچے البتہ مستول گرائے جانے سے کسیقدر جہاز کی کروٹین بدلنے مین
کمی ہوئی لیکن یکایک ہوا کے صدمہ سے لنگر ٹوٹ گیا اور جہاز پہل مست کی مانند شتابے مہار ایک طرف کو
چل نکلا اس واردات سے اور بھی لوگ سراسیمہ ہوگئے لیکن ناخدا نے سبکا اطمینان کیا اور کہا حتی المقدور
ہم لوگ ہوشیاری کرتے ہین اور جہاز کو اوسکی مرضی پر چلنے دیتے ہین جب ہوا کم ہوجائیگی راہ پر آجائیگے
اس ترکیب البتہ وہ صدمہ تلاطم کا جاتا رہا اور جہاز تیر کی مانند خدا جانے ایک پہر کے عرصے مین کہانکا
کہان جا پہونچا اتفاقیہ نیر شمال سے ایک بڑا ٹکڑا برف کا برف کے پہاڑ سے ہوا کے جھکولون کے سبب
جدا ہوکر سطح آب پر تیرتا پھرتا تھا کہ یکایک جہاز نے اوسی سرعت مین اوس سے ٹکر کھائی اور ٹکر کھاتے ہی چور چور
ہوگیا اوسوقت کسیکو کسیکی خبر نہ تھی کہ کون کہان گیا اور کون جیتا رہا اور کون مرگیا راوی لکھتا ہے کہ

ایک چھوٹی پنسوئی جسکے ذریعہ سے اکثر اہل جہاز ٹاپوؤن کے کنارے تک آتے جاتے ہین اور بعد کام لینے کے جہاز کے پہلو مین زنجیرون سے لٹکا دیتے ہین قبل جہاز ٹوٹنے کے ہوا کے جھکولون سے کھل کر جہاز کے قریب تیرتی تھی خدا کی قدرت سے جہاز کے ٹوٹتے ہی شاہزادہ اپنے ہنڈولے مین سے نکل کر متعلق اوس پنسوئی مین گرا اور گرتے ہی تختون کے صدمے سے بیہوش ہوگیا یہ تو نہین معلوم کس وقت تک اوسمین بیہوش پڑا رہا لیکن جب آنکھ کھلی تو پنسوئی کو ایک جزیرے کے کنارے سے لگا پایا اور اوس بلوفان کا کہین نام ونشان بھی نہ تھا البتہ بدن کے ضعف و نقاہت سے ثابت ہوتا تھا کہ کئی روز بعد آنکھ کھلی ہے اوٹھتے ہی سجدۂ شکر ادا کیا کہ پھر خورشید لقا کے جمال جہان آرا دیکھنے کی امید قایم رہی لیکن تنہائی سے کلیجہ مونہ کو آگیا مخصوصاً عہاون عیسیٰ کیواسطے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا کہ ایسا یار راز دار اور سچا جان نثار قیامت تک ہاتھ آنا دشوار ہے تھوڑی دیر بعد جب رو رو کے دل کا غبار کم ہوگیا تو پنسوئی کو ایک پتھر سے اٹکا دیا اور آپ اوس جزیرہ کی سیر کرنے لگا دیکھا کہ جنگل انگور و انجیر لدا کھڑا ہے مگر آبادی کا نشان کہین نظر نہ آیا اور بھی دل پر صدمہ ہوا لیکن مجبور تھا مثل مشہور ہے خود کردہ را علاجے نیست دل کو سمجھا کر توڑے سے انگور توڑے اور اوتھے اپنی اشتہا کو رفع کرکے ایک درخت کے سایہ مین سو رہا پھر رات گئے جب آنکھ کھلی تو یکا یک اوٹھکر شاہزادی خورشید لقا کے تصور مین اوہر اودھر ٹہلنے لگا اور ستارونکو دیکھکر اپنے دل مین سوچا اب ملک برنزال سے مین بہت گوشہ شمال و مشرق مین ہونگیا ہون یقین ہے ملک پرتنگیز یہان سے بہت قریب رہ گیا ہوگا کہ اتنے مین ایک سمت سے آواز آئی بھلا اب تیرے دیوانہ ہونے مین کیا شک رہا کہان ملک پرتنگیز کہان یہ جزیرہ بلا خیز یہ سنتے ہی شاہزادہ کی آنکھین سی کھل گئین اور سمجھا یہ علم غیبی سے ہدایت ہوئی ہے یا کوئی فقیر صاحب باطن اس ویرانہ مین رہتا ہے یہ سوچکر اوسی آواز کیطرف چل نکلا تھوڑی دور آگے بڑھکر دیکھتا کیا ہے ایک شخص وجیہ حسین لباس مکلف پہنے ہوئے وہ ہی کلمات متواتر کہتا چلا آتا ہے شاہزادہ کو دیکھتے ہی موافق راہ و رسم اوس ملک کے سلام کیا اور کہا اے شخص تو ہی کچھ مجھسا ہی مصیبت زدہ معلوم ہوتا ہے جو اسوقت ایسے ویرانہ جنگل مین تن تنہا پھر رہا ہے شاہزادہ نے فرمایا مین تمہاری ہی تلاش مین پھرتا تھا تم اس سرزمین کا حال پوچھو اور ان کلمات کی جو تم متواتر فرما رہے ہو شان نزول دریافت کرون کہ آیا

یہہ کیا کہتے ہو اور کسکی شان مین کہتے ہو اوسنے جواب دیا جو کچھہ مین کہتا ہون اپنی ہی شان مین کہتا ہون
یہہ سنکر شاہزادہ کو اور بہی زیادہ تشویش پیدا ہوئی کہ کہین یہہ بہی اوسی شمع کا پروانہ اور اوسی پری
کا دیوانہ نہو ماسوا تمام اوسکا حال پوچھنے لگا اور اوسنے بہی بیان کرنے مین کسیطرح کا عذر پیش نہ کیا

مفصل حال گذارش کرنا اوس جگر افگار کا روے بروے شاہزادہ عالی تبار کے

یعنی عاشق ہونا ایک سیحاے روزگار پر اور بذریعہ پیشہ طبابت کے پہونچنا
در دولت تک بعدہ تپ مہاجرت مین مبتلا ہونا اور جان شیرین سے ہاتھہ دہونا

عرض کیا اے ابر کرم بیچارہ نوال جہہ مبتلاے اندوہ وملال کا نام فیوزن آشفتہ حال ہے اور میرے باپ
گولڈن وائین مرچنٹ کہتے ہین یہہ سرزمین جزیرہ مڈیرہ مین سے ہے جو مراکو کے مغرب مین
واقع ہے اور مراکو ملک افریقہ کے گوشہ شمال و مغرب مین ہے یہان انگور بکثرت پیدا ہوتا ہے اور اکثر باشندگان
جزایر کی یہہ ہی وجہ معاش ہے یعنی شراب انگوری نکالنا اور جمع کرکے بیچنا ڈالنا گریہہ جزایر چونکہ شاہ
پرتگال سے متعلق ہین اسواسطے یہانکی شراب شراب پرتگالی کے نام سے تمام جہان مین مشہور ہے میرا باپ
یہان کے بڑے تجارون مین سے ہے حتی کہ والی ملک کو تمام جنگل کی تہیت ایکمشت ادا کرکے اپنے طور پر شراب
کلوانا ہے اور مختلف ملکون مین بہیجدیتا ہے اسی سبب سے اکثر شاہان یورپ میرے باپ کے نام ونشان سے بخوبی
واقف ہین اور حال خال صورت آشنا بہی ہونگے میری طبیعت عہد طفلی سے فن سپہ گری کیطرف اسقدر مائل
تہی کہ لکھنا پڑہنا چہوڑکر جہانتک ممکن ہوسکا اس فن کو حاصل کیا اور جس جگہہ اس فن کا کوئی کامل سنتے تہے
آیا بغیر نشیب وفراز سمجھے خود دوڑا گیا یا اوسکو اپنے پاس بلالیا ایکبار ایک دوست کی زبانی سنا کہ شاہ پرتگال کا
سپہ سالار اسمعیل ترک نام فن نیزہ بازی مین آجکل دور دور یکتا جواب نہین رکہتا سنتے ہی موافق عادت
کے ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا اور والد سے پرتگیز جانے کی اجازت چاہی وہ تو میری خوبو سے واقف ہی تہا
بخوشی اجازت دیدی بلکہ اسمعیل کو بسبب تعارف قدیمی کے سفارشی ایک خط بہی لکھدیا مین اونہین جہازون
پر جو ملک یورپ کو شراب لیکر جانیوالے تہے ۱۲ فروری ۱۶۶۶ء روز یکشنبہ کو سوار ہوکر پرتگیز پہونچا اور یکم مارچ
۱۶۶۶ء روز دوشنبہ کو شہر لزبن مین جو وہان کا دارالسلطنت ہے اور دریاے ٹیگس پر واقع ہے اوتر

پڑا جسوقت مین شہر مین داخل ہوا قریب پہر بھر کے دن باقی تہا اوسیوقت جلدی جلدی منادی ہونے لگا نہ
سا پلا کے مکان پر پہونچا سنا کہ ابہی حسب الطلب سرکار دولتمدار ایوان شاہی کی جانب تشریف لیگئے ہین
مگر اونکا ایک شاگرد شمعون نام موجود ہے مینے اوسے ملاقات کرکے طلبی کا سبب دریافت کیا اوسنے جواب دیا ایک
شخص ایڈورڈ نام شاہ ریونیجر والی ملک الیمان نے جسے جرمن بہی کہتے ہین واسطے آزمایش فن
نیزہ بازی کے بڑے دعوی سے بہیجا ہے اسواسطے بادشاہ نے اسمعیل کو طلب فرمایا ہے اسمیہ ہے اسوقت استاد
دونون کا مقابلہ کیا جائے یہہ سنکر مینے تمام قصہ اپنے آنیکا بیان کیا اور کہا خدا کی قدرت سے مین یہان
توصین موقع پر لیکن جلدی ہے ٹہہرنا کیا معنی ایوان شاہی تک ہمارا گذر کیونکر ہوسکتا ہے اور یہہ نیا دستور
اسی ملک کا دیکہنے مین آیا کہ فن سپہ گری کا امتحان ایوان شاہی کے اندر لیا جاتا ہے یہان تو ایسے
موقع پر ایک میدان وسیع مقرر کرکے چند روز پیشتر اہل شہر کو بذریعہ اشتہار کے مطلع کردیا جاتا ہے کہ جو
شایق ہے طرفین کے ہنر کا تماشا دیکہے اور داد دے اسمین بڑا فائدہ یہہ ہے کہ اکثر لوگون کو دیکہا دیکہی سے بڑے کے
کمال حاصل کرنیکا شوق پیدا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ شایستگی ملک کی بڑہتی جاتی ہے اور جہل نادانی کم ہوتی
جاتی ہے اوسنے کہا ہمارے ملک کا بہی یہہ ہی قاعدہ ہے لیکن نصیب دشمنان چند روز سے طبیعت بادشاہ
کی کچہ علیل ہے اور ایڈورڈ کو بموجب حکم اپنے آقا کے زیادہ ٹہرنا منظور نہین اسواسطے مجبور ایوان شاہی کے
اندر بلوا لیا گیا اور اسمعیل ترک ایسا آدمی نہین جسکا ہنر ہزارون مرتبہ اہل یورپ کی نظر سے گذر چکا ہو یا
کوئی شخص اوسکی صورت سے آشنا اور اوسکے کمال سے واقف نہو آپ فرمائے اگر زیادہ مشتاق ہین تو کسی
حیلہ سے ایوان شاہی تک لے چلون مگر وعدہ واثق نہین کرسکتا کہ مقام خاص تک بار مل ہی جاوے کیونکہ
ملازمین شاہی اگرچہ مجہے اچہی طرح جانتے ہین کہ یہہ اسمعیل کا شاگرد اور اوسکے امورات بزدی وکلی کا
مدار المہام ہے لیکن فقرہ کا چل جانا شرط ہے مینے کہا خیر آپ بسم اللہ کرکے تشریف تو لے چلین آیندہ میرا
مقسوم وہ یہہ سنکر کمال مہربانی سے اوٹہا اور کچہہ آلات حرب مثل تیر وکمان وگرز وکمند وغیرہ کے آپ لئے
اور کچہہ مجہے دیکر فرمایا یہہ بوجہہ ایوان شاہی تک آپکو اوٹہانا پڑے گا مین نے کہا اگر زائے تو آپکو بہی لیکر
پر اوٹہا کر لیچلون وہ یہہ سنکر ہنسنے لگا غرض ہم دونون بتعجیل تمام ایوان شاہی تک پہونچے شمعون نے جرأت

تمام دربانان ایوان شاہی سے بیان کیا کہ اسمٰعیل ترک نے آلات خاص طلب فرمائے ہین کیونکہ ایلچی روٹنے سوائے ہنرنیزہ بازی کے اور فنون سپہ گری کے امتحان کی بھی درخواست بادشاہ کی حضور مین کی ہے اور بادشاہ نے منظور فرمالی ہے اسواسطے مین خود یہ ہتیار لیکر حاضر ہوا ہون اور اندر جانا چاہتا ہون کیونکہ یہ تمام آلات عطیہ سرکار مین کسی دوسرے شخص کے حوالہ نہین کرسکتا اور یہ بھی تم سنچکے ہو جانتے ہو کہ اکثر مین اسمٰعیل ترک کے ساتھ معاملات خاص تک جاچکا ہون یہ سنکر چلے تو شامل ہوئے پھر کچھ سوچکر کہنے لگے اگر حضور نے طلب فرمایا ہے تو کیا مضایقہ ہے چلے جاؤ شمعون بلا تشویش مجھے ساتھ لیکر اندر داخل ہوا اور رفتہ رفتہ اوس مقام پر پہونچا جہان چارون طرف محلات شاہی واقع تھے اور بیچ مین ایک چبوترا سا میدان تھا اوسی میدان مین اسمٰعیل ترک اپنے کرتب دکھا رہا تھا اور بادشاہ ایک مقام بلند پر بیٹھا ملاحظہ فرما رہا تھا ہم دونون بلا وقفہ بادشاہ سے اوجھل کیے گوشہ مین جا کھڑے ہوئے اور بفراغت تمام اونکے مقابلہ کی سیر دیکھنے لگے فی الواقع اسمٰعیل ترک کو اس فن خاص مین برق لامع سے زیادہ تیز پایا لیکن افسوس ہر دو مقابل اوسکا اصول فن سپہ گری سے ایسا ناواقف تھا کہ ہر بار سپاہ زنا کی بھون چڑھایا جاتا تھا اور اپنے ہنر کو اپنی طبیعت کے موافق وسعت نہ دے سکتا تھا مینے شمعون سے کہا یہ شخص بادشاہ الیمان کا بھیجا ہوا تو کچھ بھی نہین جانتا اور ایک ہاتھ بھی اسمٰعیل کے مقابلہ مین نہین نکال سکتا واللہ اعلم کس زعم پر بادشاہ نے دعوی اور اس کندہ ناتراش نے جرأت کی ہے اور اسمٰعیل ترک کیون نہین اسکے ہاتھ سے نیزہ گراڈالتا اوسنے جواب دیا شاید حضور انور نے اس بیہودہ سرکا رقص یعنی دیکھکر اسمٰعیل کو اشارہ کردیا ہوگا اسواسطے برائے تمسخر بادشاہ کے ہنسانے کو نچا رہا ہے مین نے کہا تو کو ایسا ناچ پسند نہین آتا یہ کہکر مکانات شاہی کی صنعت دیکھنے لگا اور شمعون سے اونکی تراش خراش کی تعریف کرنے لگا اور حقیقت مین تھے بھی قابل تعریف ہی کے خصوصاً خاص میرے مقابل کے مکان ایسے خوش قطع سنگ پیکر بنے ہوئے تھے اور استادون نے ایسا باریک دلپسند کام قلم فولاد سے اونپر کیا تھا کہ ہر بار نظر اونپر پڑتی تھی نیسری ہی منزل پر اونہین متعدد دریچے تھے اور ہر ایک مین عمدہ نفیس چلمنین چھوٹی ہوئی تھین مینے شمعون سے کہا اونکے مقابل کا تمام ایوان شاہی مین ایک بھی مکان نظر نہین آتا اتنے مین بسبب گرشتہ ہوا کے جو اتفاقیہ اوس روز چل رہی تھی یکایک ایک چلمن بالکل اولٹ گئی اور بموجب قاعدہ کلیہ کے

چلن کے اوڑتے ہی میری نظر اوس دروازہ پر جا پڑی دیکھتا کیا ہون دو عورتین جدا جدا کرسی رنگا پر بیٹھی ہین ایک اونمین سن رسیدہ ہے اور دوسری نوجوان پندرہ سولہ برس کے سن سے بھی کچھ اوپر دیکھتے ہی بے اختیار میری زبان سے نکل گیا ہائے یہ کون۔ شمعون نے فوراً میرے ہاتھ کو دبایا اور کہا خاموش یہ مقام ادب ہے نہ جائے لہو ولعب مینے کہا آخر یہ تو فرماؤ یہ بجلی یکایک کدھر سے ٹوٹ پڑی اور انکا نام و نشان کیا ہے اوسنے کہا یہ عورت جو دائین طرف سن رسیدہ سی بیٹھی تھی یہانکی شاہزادی خورشید لقا کی دایہ ہے جلیسما ئمین اسکا نام ہے اور جو بائین جانب تھی اس دایہ کی لڑکی ہے اسے روزی کہتے ہین ابھی اوس نے یہ فقرہ ختم بھی نہ کیا تھا کہ سپاہ لارنے آیڈ ورڈ کا نیزہ چھین کر زمین مین گاڑ دیا اور بادشاہ کو سلام کر کے چل دیا اب ہمین وہان کون ٹھہرنے دیتا تھا زبردستی باغ بہشت سے نکالے گئے ہمین حسرت کی نگاہ سے پیچھے مڑ مڑ کر اوسی چلمن کو دیکھتا جاتا تھا اور شمعون سے کہتا تھا خدا کیواسطے ظالم ذرا آہستہ آہستہ قدم رکھہ مگر وہ میرا حال دگرگون دیکھکر اور بھی عجلت کرتا تھا اور کہتا تھا اب یہان تو قف کرنا اپنا ہاتھہ اپنے خون مین بھرنا ہے آخر شب بہزار خرابی کھینچے کھانچ کر مجھے ایوان شاہی سے باہر نکال ہی لیگیا اندر تو مین ہی کچھ لحاظ سے کچھ خوف سے دم بخود تھا باہر پہونچتے ہی سر راہ بیٹھہ گیا کہ اب مجھہ سے آگے قدم نہین اوٹھایا جاتا شعر

بسکہ مانند کمان پیکرم از پیری کاست	تا نگیرد کرم کس نتوانم برخاست

اوسنے پوچھا آخر کچھہ سبب بھی مینے کہا کیا تمہین نہین معلوم ایوان شاہی مین چلمن کے اوٹھتے ہی نقد دل ہاتھہ سے چھوٹ پڑا آسمان ظلم وستم کا اس مفلسی اور غریب الوطنی مین ٹوٹ پڑا اب فرمایئے آپکے ساتھہ چلون یا دل گمگشتہ کی تلاش مین پیچھے لوٹ جاؤن شعر

گر رسینہ دلم گمشدہ تمنت بکہ بندم	نویراز تو دونخانہ کسے راہ ندارد

اوسنے کہا سبحان اللہ آپکی بھی وہ ہی شکل ہوئی رہین جو نیچون مین خواب دیکھین محلون کا کہان تم خاک نشین بوریا نے گدائی کہان وہ شہنشاہ کشور دلربائی تم ایک دل صد پارہ کی جستجو مین مضمحل وہ ہزار خون ناحق روز کر ڈالنے کی خوگر کہان گوہر شب چراغ ماہ کہان پانچ چھہ ہاتھہ کی یہ ٹوٹی ہوئی کمبخت آہ تم خنجر افلاس کے شاکی وہ افسر فوج سفاکی اگر یہ ہی عشق کا آغاز ہے تو انجام کا سوز و گداز

بلکہ دل محبت منزل مدت کا رنج والم سے بھر چکا ہوگا اب اوسکو ڈھونڈھ کر کیا کروگے اور اوٹھا کے کیا پھاڑ ڈالوگے

شعر | چشم کریم مادر زشتاں کہ جز خطا | آئینہ ملکتے نہ سکندر نہ دیانت است

مین نے یہ سنتے ہی ٹھنڈی سانس بھر کر کہا واللہ خنجر کرم تیغ ستم سے زیادہ کاٹ کر گیا آپکی شیرین کلامی گو یا میٹھی چھری ہے یہ میری دانست مین سب سے زیادہ بُری ہے آپکو لازم تھا تسکین فرماتے کوئی تدبیر ملاقات کی بتاتے نہ کہ یون خنجر ملال حلال کر کے حرام موت مارنے لگے مشنون یہ سنکر کچھ نادم سا ہوگیا اور کہنے لگا خیر تقصیر ہوئی معاف فرمایئے اب انشاء اللہ تعالے کوئی تدبیر سوچونگا بلکہ حتی المقدور کوشش کرونگا لیکن یہان پڑا رہنا مناسب نہین جسطرح ہوسکے مکان کو تشریف لے چلئے مین بھی سوچا یہان دھونی رمانے سے کیا فائدہ اوٹھکر ساتھ ہولیا راستہ مین اوسنے میرے ہوش وحواس درست دیکھکر کہا اسمعیل ترک اس وادی سے کچھ تعارف قدیمی رکھتا ہے اگر تقریباً کسی پیرایہ مین اس سے اپنا حال بیان کرو تو تعجب نہین کہ کچھ صورت نکل آوے مینے کہا ابھی چلتا ہون اوس نے کہا یہ وقت اوسکی ملاقات کا نہین دوسرے ابھی تھکا ماندہ آیا ہے ملاہی تو بے لطفی سے ملیگا اور یکایک بغیر تکلفی حاصل ہوئے اس قسم کی گفتگو کرنا ہی مناسب نہین پہلے دو چار ملاقاتین کر کے ربط ضبط بڑہاؤ پھر دیکھا جائیگا مینے کہا خیر صبر تو ممکن نہین لیکن جبر کرتا ہون یہ کہکر مین کاروان سرا کو چلا وہ اپنے مکان کو لوٹ گیا جس خرابی سے وہ رات مجھپر کٹی ہے کچھ بیان نہین کرسکتا بار بار کروٹین بدلتا تھا اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کر آسمان کیطرف دیکھتا تھا مگر کسیطرح سپیدۂ سحر نظر نہ آتا تھا اپنے دو دو آہ سے تشبیہ دون تو بجا ہے اوسکی زلف سیاہ سے بڑہاؤن تو روا ہے لیکن اتنی خیر تھی کہ صرف اسمعیل ترک کی ملاقات کا انتظار اور اضطراب ہوتا اگر خدا نخواستہ وصال یار کا خیال یا اوسکے ہجر کا ملال ہوتا تو کاہیکو جان بچتی غرض بمشکل تڑپ تڑپ کر وہ رات کاٹی صبح ہی اوٹھ سیدہا اسمعیل کے مکان پر پہونچا دیکھتا کیا ہون تجہیز وتکفین کی سی تیاریان ہو رہی ہین اور مشنون مضطرب الحال ادہر ادہر پھر رہا ہے مین نے چپکے سے پاس جاکر پوچھا خیر تو ہے یہ کیا سامان ہو رہا ہے اوسنے آہ سرد کھینچکر کہا شب کو پچھلے پہر کے قریب اوستاد نیک نہاد نے سرائے فانی سے کوچ فرمایا یعنی اسمعیل ترک نے یہ سنتے ہی میرے چشمہ ہائے چشم سے دریا خون بہ نکلا سارے منصوبے جو رات بھر مین گانٹھے تھے خاک مین ملگئے تمام امیدین منقطع ہوگئین حیرت

وایس پہلے ہی زیلدہ گیر لیا لوگ جو تجہیز و تکفین کیواسطے جمع تھے وہ سمجھے یہہ کوئی اسمیل کا گاڑہا دوستدار ہیواسواسطے بلک بلک کر رو رہا ہے نہایت شفقت سے یکزبان ہوکر مجھے سمجھانے لگے کہ جو دنیا کے پردہ پر پیدا ہوا ہے ایک نہ ایک روز ضرور فانی ہوجائیگا بلکہ ہمارے نزدیک انسان کا مزا اپنے کمال کو پہونچ جانا ہے کیا معنی انسان کی تعریف یہہ ہے کہ پیدا ہو بولے اور مرجائے اسیواسطے جو شخص وفات پاتا ہے اوسکی نسبت کہا کرتے ہین فلانا آج پورا ہوگیا یعنی ایک مرحلہ موت کا جو اوسکے اوصاف مین باقی رہ گیا تہا وہ بہی حاصل کرلیا مین نے کہا یہہ سہی مگر اسمیل مرگ کو اس کمال حاصل کرنیکی کیا جلدی تہی اور دو چار روز توقف کیا ہوتا یہہ سنکر سبکے سب مسکرانے لگے اور مین بی نادم سا ہوکر خاموش ہو رہا بعد تجہیز و تکفین کے شمعون سے مینے اس مرگ مفاجات کا سبب دریافت کیا اوسنے جواب دیا ایوان شاہی سے لوٹنے کے بعد مجہہ سے ملاقات نہین ہوئی یکایک یہہ ہی سننے مین آیا کہ اسمیل نے وفات پائی گہر والون سے پوچہا گیا تو وہ مختلف روایتین بیان کرتے ہین واللہ اعلم کون سی درست ہے مگر یہہ ظاہر ہے کہ کسی مرض مہلک مین مبتلا ہوکر انتقال کر گیا مینے کہا اب میری نسبت کیا حکم لگاتے ہو اوسنے کہا شعر

کہ رشوکشادہ چو بستہ شود در	انگشت ترمان زبان است اقلار

دیکہو نظر سمندار کہو کوئی اور سبیل نکل جاویگی مینے کہا بیشک جو بندہ یا بندہ شہور ہے مگر مجہے تو اوسکی ہی رات کے کاٹنے مین فلک نظر آگیا سو بہی اسمیل کے سہارے سے گذر گئی ورنہ آج ہی فیصلہ ہوچکا تہا شعر

یعنی یہہ پہلے ہی نذر امتحان ہوجائیگا	ولکو بہروفا سمجہے تہے کیا معلوم تہا

اوسنے کہا یہہ پہلی ہی شب تہی اسواسطے مشکل ہے کئی آیندہ گو شوق بڑہتا جائیگا مگر اضطراب کم ہوتا جائیگا مینے کہا وہ کیا خوب ہو بہی ممکن ہے کہ شوق بڑہے اور اضطراب کم ہو اوسنے کہا آپکو تجربہ حاصل نہین ورنہ یہہ اعتراض نکرتے یہہ مقادہ کی بات ہے کہ ابتدا مین آدمی کسی تکلیف کا متحمل نہین ہوسکتا مگر جیسے عادت پڑجاتی ہے تو وہ تکلیف تکلیف نہین معلوم ہوتی شعر

مشکلین اتنی پڑین مجہپر کہ آسان ہوگئین	رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج

اس جواب سے مین بالکل بند ہوگیا اور سمجہا یہہ بہی میرے طرح کوئی دل برشتہ ہے اسکی صحبت سے بیشک لطف حاصل ہوگا اور یہہ عقدہ بہی انجام کار ایسے ہاتہ سے کہلے گا اسواسطے زیادہ سر ہوگیا اور صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک سایہ کیطرح اوسکے ساتہہ رہنے لگا اور وہ بہی بغیر تعارف سابقہ کمال مہربانی سے پیش آتا تہا اسطرح ایک مہینا کامل

گذر گیا اس عرصہ مین وہ جہاز جسپر مین سوار ہوکر پنگیر گیا تھا واپس آنے لگے اور اہل جہاز نے مجھ سے کہا کہ
بغیر خیریت لنگر اوٹھائے جائینگے آپ بھی اپنی تیاری کر لیجیے رہنے کہا میرا تو ابھی جانا نہین ہوسکتا والد ماجد کی
خدمت مین میری طرف سے دستہ بستہ بہت بہت سلام عرض کر دینا اور کہدینا آیا وہوا وہانکی معافی ہے اسکے
نہین آیا اب کی دفعہ جہاز شراب لیکر آئین گے تو انشاء اللہ تعالے حاضر ہوکر قدمبوسی حاصل کرونگا اونہون نے
کہا ہماری دانست مین تو آب وہوا موافق نہین بلکہ کچھ خلاف معلوم ہوتی ہے کیونکہ بہ نسبت پہلے کے اب ہم
آپکی صورت مین نصف سے زیادہ فرق پاتے ہین اور فی الواقع بیان کی آب وہوا کو خوشگوار پاتے ہین یا یہ مزاج
ہے اسیواسطے آپکی رنگت روز بروز زرد پڑتی جاتی ہے زیادہ قیام کرنا ایسے مقام پر مناسب نہین ہے نے
کہا رنگت کا تو کچھ حال معلوم نہین کیونکہ مدت سے آئینہ نہین دیکھا لیکن طبیعت کو فرحت اور دلکو مسرت
وہان سے زیادہ حاصل ہے غرض ہر چند سب نے اسرار کیا مگر نہ مانی دوسرے روز سب کو رخصت کرکے تنہا رہگیا
فقط دو چار آدمی خدمت کے موافق رکھ لیے جہاز روانہ ہوجانے کے بعد مین نے شمعون سے بڑی شکایت کی
کہ دیکھو اس درد باطنی کے سبب سے روز بروز مین زرد پڑتا جاتا ہون حتی کہ اپنے بیگانے دیکھکر افسوس کرتے
ہین اور تم مطلق خبر نہین لیتے فقط حیلہ وحوالہ کرکے ٹال دیتے ہو اوس نے کہا یہ زردی تو پختگی کی نشانی ہے
جسقدر زرد پڑتے جاوگے خامی دور ہوتی جائیگی اسکی شکایت ہی کیا ہے اور اپنے حیلہ حوالہ کا بھی حال نہ کہا
باقی ہے تو کسی روز بتا دینگے یہہ کہکر پھر دس پندرہ روز کو ٹال گیا مگر مین بدستور نوک جھوک کرتا رہا ایکدن
رات کے وقت بعد فراغت طعام خود بخود کہنے لگا تو آج ایک مہینے کی محنت اور جانفشانی کے بعد کچھ صورت نظر
آئی ہے اگر تم بھی کچھ محنت کرو اور خدا راس لائے مین سنتے ہی اوچھل پڑا اور کہا خدا کیواسطے بیان تو کرو کیا شکل
نکالی اور کیونکر نکالی اوس نے کہا مین مدت تک اسی سوچ مین رہا کہ تمہاری محبت کا حال روزی کے کان تک
کیونکر اور کسکی معرفت پہونچاؤن مگر کوئی وسیلہ اور کوئی حیلہ سمجھ مین نہ آیا ناگہان ایک روز اسمیل ترک کی
قدیمی مالن نامی نگیل یعنی عندلیب نام جو اکثر پھول وغیرہ لایا کرتی تھی سر راہ نظر آگئی اوسکی صورت
دیکھتے ہی میرا ذہن لڑ گیا کہ اسکی معرفت کوئی شکل نکالنی چاہیے کیونکہ یہہی مالن پھول لیکر جیسمائن کے پاس
بھی آتی جاتی ہے یعنی روزی کی والدہ کے پاس یہہ سوچکر نیچے اوسکو سلام کیا اور کہا جب سے اوستاد صاحب کا

انتقال ہوا اُنکی صورت کو بھی ترس گئے کہنے لگی ہمارا آنا جانا تو اونہین کے دم تک تھا بیٹے کہا آخر ہم بھی اونہین
کے کہلاتے ہین اگر براہ مہربانی گاہے ماہے تشریف لے آیا کرو تو کیا مضایقہ ہے ہوا بد یا بہت اچھا مین نے کہا بہت
اچھا نہین کل صبح کو ضرور تشریف لانا اور تھوڑے سے پھول بھی موتیے کے اگر تمہارے باغ مین ہون تو لیتی آنا
کہا انشاء اللہ تعالے کل صبح بسر وچشم حاضر کرونگی جب دوسرے دن بموجب وعدہ کے عندلیب پھول لیکر
آئی مین نے پانچ گنی یعنی انگریزی اشرفیان بطور انعام کے اوسکی نذر کین اور ادہر ادہر کی باتون
مین لگا لیا اثنائے گفتگو مین موقع پاکر بیٹے کہا بڑی سرکار تو تمہاری شہزادی کی دایہ ہے ہم غریب لوگون
کی تمکو کیا پروا اور یہ بھی تمام شہر مین مشہور ہے کہ شاہزادی کی بیشیر رضاعی کو جنکا نام نامی شاید مس
روزی ہے پھولونکے زیور سے اور بیس شوق ہے جوا بد یا ہان جہان سے دو روٹیان کہانے کو ملین وہ ہوش کا بھروسا
نہین کرتا ہے اور مس روزی کو البتہ پھولون سے پہلے بہت شوق تھا مگر اب تو چند عرصہ سے وہ بات بھی نہین رہی ہے
اور اونہین کے ذریعہ سے شاہزادی کی خدمت مین بھی ہار سے پھول پہونچ جاتے تھے سو وہ خود ہی تمام
کی خدمت مین کبھی کبھی دن تک نہین جانین بدون لون لیجائے تمام دن جب جاگو دیکھتی ہون سوتا پاتی ہون
خدا جانے کس غضب کا نیند ہے کہا لڑکپن مین غریبونکے لڑکے تمام تمام دن سوتے ہین سو وہ تو خیر اگر
سے بادشاہ ہیں کہا نہین ظاہر الغیب وشتان کجا بعیت علیل ہے بیٹے کہا آخر کہنے پوچھنے کی بیمار ہی کیا ہے جو
دیا خود ہی دولت سے تو نہین پوچھا مگر محل دار کہتے ہین کچھ بیمار سی رہتی ہے کہا کھانا پینا بھی کم ہو گیا ہے
ہفتہ دس دن ہی ہوئے گیا ہے تمام دن سونہ لیٹے پڑی رہتی ہین بیٹے کہا تو کہو بھی پوچھنا مناسب تھا اور آج
چلون سو ضرور پوچھنا بلکہ مجھے بھی اطلاع کر جانا کیونکہ شاہزادی کو ان سے ازبس محبت ہے جب بسبب کھیلنے
کے ان ہی کی آمد و رفت کم ہو گئی تو خود یہ ہے کہ خدانخواستہ شاہزادی کو تنہائی سے وحشت ہو کر کوئی
بیماری نہ لگ جائے اوس نے کہا سچ ہے آج مین ضرور دریافت کرونگی اور تمکو بھی بتا تو خیر دیجاؤنگی دوسرے
دن مین وقت معین پر منتظر بیٹھا رہا مگر وہ مالن نہ آئی بلکہ کئی روز تک اور بھی خبر نہوئی ایک دن دیکھتا
کیا ہون کہ سامنے سے پھولونکی چنگیر لیے چلی آتی ہے مین بھی اوسیوقت مکان سے برآمد ہوا تمارا ستہی مین
کھڑا لیا اور بعد شکوہ ہاے وعدہ خلافی کے پوچھا کہو دریافت بھی کیا کہا ہان تین روز تو موقع نہین ملا

جب گئی اونہین سوتا پایا اور کسی خواص نے مجھے جگانے کی اجازت نذری کل اتفاق سے لیٹے ہوئے ایک کتاب دیکھہ رہی تہین جاتے ہی مینے سلام کیا اور کچھہ ہار نذر کرکے فرمایا نہین نہین لیجا ؤانکی بوسے تو دماغ پریشان ہواجاتا ہے مین نے عرض کیا پہلے تو حضور کو نہایت شوق تہا اب خدا جانے ہمارے نصیبون کی گردش سے یکایک کیون نفرت ہوگئی کیا نصیب دشمنان کچھہ طبیعت علیل ہے فرمایا ہان کچھہ معدہ کا فساد ہے ہضم طعام کے وقت ایسے بخارات دماغ کو صعود کرتے ہین کہ ہوش بجا نہین رہتے اور اسی باعث تمام دن خیالات فاسد مین مبتلا رہتی ہون مینے جواب دیا لوگ تو کہتے ہین حضور نے کہانا پینا ہی چہوڑ دیا ہے فرمایا ہان تقلیل غذا پر یہہ حال ہے جسقدر کہاتی ہون وہ ہی ہضم نہین ہوتا مجبور ہون چہوڑ نہ دون تو کیا کرون میرے زکمایہا سکا کچھہ علاج ہی کیا جاتا ہے جواب دیا میرے مرض کا علاج دنیا مین پیدا ہی نہین ہوا میرے سونہنے کو ایسا درد ہوتا ہے کہ بیان مین نہین آسکتا جسکی دوا نہونے فرمایا اکثر لوگ میرے مرض کو وہم تجویز کرتے ہین اور وہم کی دوا ظاہر ہے کہ لقمان کے پاس بہی کیا علاج ہے یہہ کہکر اوسی کتاب کیطرف متوجہ ہوگئین مین سمجہی یاوہ گفتگو کرنے سے طبیعت گہبراتی ہے اور ایک ہچولی نے اشارہ بہی نہ کیا اسواسطے خاموش اوٹہکر چلی آئی مین نے کہا آج اتنا جاکر پہر کہیو کہ حضور تیجہ کا مرض تو ایسا لاعلاج نہین جسکی دوا پیدا نہو سکے خدا کے فضل سے ہزارون اطبا حاذق آپکے ملک مین پڑے ہین آپ علاج کرکے تو دیکہنے پہلے سے ناامید ہوجانا کون سی عقل کی بات ہے اور یہہ بہی اپنی طرف سے کہہ دیجیو کہ بالفعل ایک حکیم کامل بطور سیاحت اس شہر مین آیا ہوا ہے جن مریضون پر حکماے شاہی نے خون سے ہاتہہ نہین ڈالا اونہون نے اوسکے علاج سے شفا پائی ہے اور رسوے افرنگ طبابت کے فن سپہ گری مین بہی یکتاے روزگار ہے بلکہ جہان کہین کسی مریض کو مرض مہلک مین گرفتار دیکہتا ہے یا فن سپہ گری کا چرچا سنتا ہے ہزار تدبیرون سے اپنی تئین وہان لے پہونچتا ہے چنانچہ جب اوسکا بہی یہان آنا سنا مین اتمعین کا مرکہ انگریز کے ساتہہ ہوا ہے وہ وہان موجود تہا حالانکہ محلات شاہی کے نیچے گہس کر شہ کا گذر نہین ہوسکتا انسان کی تو کیا مجال ہے عندلیب نے کہا بہت اچہا جاؤنگی مگر یہہ وعدہ نہین کرتی کہ آج ہی جواب لے آؤن جس روز طبیعت حاضر دیکہون گی عرض کرکے آپکے کہہ جاؤنگی مینے کہا بہت اچہا جب تشریف لائے آپکی عنایت ہے اور چلتے وقت پہر خوشامد کے مارے پانچ گنی اونکے حوالہ کردین لیکن طبیعت

کو یقین ہوگیا کہ اب انشاء اللہ تعالیٰ کوئی صورت نکل آئیگی دوسرے تیسرے دن پہر بہر رات گئے کے قریب پھر عندلیب کی شکل سبارک دکھائی دی مینے کہا خیر تو ہے آج بیوقت آپ کیونکر تشریف لائین کہا کیا کہون تجھے تو میرے پیچھے روگ لگا دیا مینے کہا وہ کیا جواب دیا آج گئی روز بعد پھر موقع ملا تھا بدستور پلنگ پر لیٹی کتاب دیکھ رہی تھی مینے تمام قصہ جو تجھے سکھا دیا تھا بیان کیا مگر کچھ جواب نہ دیا پڑے پڑے کتاب دیکھا کیون مین بھی جھک مارا کی جب مینے یہہ کہا کہ وہ حکیم محلات شاہی کے نیچے تک ہو گیا ہے تو یکایک کروٹ بدلکر کتاب ہاتھ سے رکھدی اور فرمایا یہانتک کیونکر پہونچا مین نے عرض کیا یہہ تو نہین معلوم مگر جتنا سُنا تھا گذارش کر دیا ارشاد ہوا اوسکی عمر کسقدر ہوگی اگر سن ہے تو کیا مضایقہ نبض دکھا کر معالجہ کیا جائیگا مینے کہا لونڈی کو تو آجنکے کی زیارت نصیب نہین ہوئی اور نہ کسی سے عمر کا حال پوچھا مگر اب انشاء اللہ تعالیٰ دریافت کرتی آؤن گی فرمایا تو خود جا کر اپنی آنکھون سے دیکھ آوے تو اچھا ہے شاید سن رسیدہ ہو اتنین ایک ایک خط وضاع کا نشان پوچھکر قیافہ کی آسکے اوسکی عادات واطوار کو آپ دریافت کرون گی کیونکہ اکثر بڈھے جنہین پیرانہ سالی سے ضعف کرتے ہین جوانون سے زیادہ ہوس کرتے ہین اور اکثر جوانون مین بڈھون کے سے اوصاف پائے جاتے ہین یہہ باتین کرتی جاتی تھین اور بار بار میرے پھول دئے ہوئے سونگتی جاتی تھین عرض چار گھڑی رات گئے تک مجھے انہین باتون مین ادھر بھائے رکھا اور چلتے وقت فرمایا ظاہرا پھولون کی خوشبو سے دماغ کو کچھ تری پہونچتی ہے اور یہ وقت دور ہونے کے باعث شاید کسیقدر رطوبت بھی کم ہوتی ہوگی اگر دونو وقت تازے پھول تو آپ دے جایا کرے تو اچھا ہے مالن یہانتک حال مجھ سے بیان کر کے کہنے لگی کہ اب آپ چلکر راہ مہانی اون حکیم صاحب کو دکھا دیجئے مینے کہا باولی ہوئی ہے حکیم صاحب کی ملاقات کیا ایسی آسان ہے جب کبھی مین اونکی طبیعت حاضر پاؤن گا تیرے حاضر ہونے کی اجازت لے رکھونگا اب تو کل صبح پھول لیکر جائے تو کچھ اس معاملہ کا ذکر کیجیو دیکھو تو وہ کیا فرماتی ہین یہہ کہکر اوسے رخصت کر دیا دوسرے دن عندلیب پھر بسیقت معمولی پر آن موجود ہوئی مینے کہا کیون آج کیا گل کھلایا کچھ نہ پوچھے صبح مین پھول لیکر گئی تھی دیکھا میری منتظر بیٹھی ہین پھول لیکر ادھر ادھر کی باتین کرتی رہین مینے دانستہ کچھ ذکر حکیم صاحب کا نکالا جسپر عرصہ گذر گیا تو خود بخود کہنے لگین ہان حکیم صاحب سے ملاقات کی مین نے کہا حضور اتنی رات گئے تو مین

یہین سے گئی تھی گھر پہونچتے ہی پڑ رہی صبح ہی اوٹھکر پھول چنے چلی گئی پھر ہار تیار کرکے آپکی خدمت مین حاضر ہوگئی حکیم صاحب سے کسوقت ملتی اب البتہ یہان سے جاکر کہانے پینے سے فراغت پاکر حکیم صاحب کے پاس جاؤنگی حکم دیا اسوقت مند لیب کو یہین کہانا کہلاؤ وہینا پنے روبرو کہانا کہلاکر مجھے رخصت کیا اور فرمایا آج ضرور حکیم صاحب سے ملکر شام تک مجھے جواب دیجو مین وہان سے اوٹھکر آپکے پاس آئی آپ سے ملاقات نہوئی بیٹھے بیٹھے جب تیسرا پہر ہوگیا تو سوچی اب شام کو خلوت مین جاکر اس روزی کو کیا جواب دونگی کہین پتہ لگ جائے تو آپ ہی حکیم صاحب سے ملتی چلون یہ سوچکر ایک ایک گلی کوچہ مین پوچھتی پھری کہ وہ حکیم نوراللہ جو فن سپہ گری مین ہی کمال رکھتے ہین کہان ٹھہرے ہین مگر کسینے کچھ پتہ نہ بتایا بلکہ ہر ایک حیرت سے میرا مونہہ دیکھکر کہنے لگا حکیم کو فن سپہ گری سے کیا نسبت شاید تجھے کسی نے بہکا دیا ہے آخر مجبور قریب شام کے جلدی جلدی دو چار ہار تیار کر محلون مین پہونچی جاتے ہی خواصون نے کہا آج اتنی دیر کہان لگا عرصے سے بیگم صاحب تجھے یاد فرما رہی ہین بلکہ ابھی بیٹھے بیٹھے کوٹھے پر تشریف لیگئی ہین جلدی جاکر وہین پہونچدے آئین سیدھی کوٹھے پر چلی گئی دیکھا تنہا مضطر بانہ ٹہل رہی ہین اور یہہ شعر پڑہتی جاتی ہین شعر

آگہ نشد طبیب ز درد نہان ما	این نبض ما خموش تر است از زبان ما

مین نے جاتے ہی سلام کیا فرمایا کیا خبر لائی اوسوقت سوائے جھوٹ بولنے کے کچھ اور نہ بن پڑا عرض کیا حضور کیا التماس کرون تمام دن پھرتے پھرتے تا لکین تھک گئین مگر کہین حکیم صاحب کا پتہ نہ لگا ہمان گئی یہہ سنتا ہی اوٹھہ کر فلانے امیر کے یہان تشریف لیگئے مین یہہ سنکر فرمایا ہائے کمبخت اتنا سا کام بھی نہو سکا اب خبردار صبح بغیر ملاقات کئے ہرگز نہ آیو صبح ایسی ہونکی بھی ضرورت نہین ہے یہہ کہکر وہ مالن کہنے لگی سچ بتاؤ وہ حکیم صاحب کون سے ہین جس روزی کی باتون سے تو ایسا ثابت ہوتا ہے کہ وہ اون سے ازحد محبت رکھتی ہین بلکہ بغیر اونکے دم بھر بسر نہین کرسکتین مینے کہا دو ایک روز اور صبر کرو انشاء اللہ تعالے ملاقات کرا دیتا ہون وہ یہہ سنتے ہی اچھل پڑی اور کہا للہ ایسا نکرنا اگر صبح جواب شافی نہ پہونچاؤن گی تو وہ جسے جیتا نہ چھوڑین گی جسطرح ہوسکے اسیوقت ملا دیجئے مینے کہا اسوقت تو مجھے رخصت نہین ایسی ہی جلدی ہے تو کل صبح کو آنا غرض جسقدر مین ٹالتا تھا وہ بیحد ہوتی تھی آخر جب حد سے زیادہ منت

وساعت کرنے لگی تو مین نے کہانی الواقع یہہ وقت اونکے ملنے کا نہین ہے مگر تو اس روزی سے یہہ کہدہ کہ بیگو کہ حضور مین حکیم ساحب سلامات کرآئی ماشا اللہ اٹھارہ اونیس ۱۹ برس کا سن ہے صورت شکل مین ایسے چودہوین رات کا چاند میانہ قد کشادہ پیشانی ہیوستہ ابرو سیاہ چشم نازک اندام متحمل مزاج شیرین گفتار ظاہر مین ہنسوڑا باطن مین پرہیزگار جنکی صورت دیکھے سے آنکھون مین روشنی آئے باتین سنے سے کلیجہ ٹھنڈا ہوجائے اور یہہ بھی کہہ دیجیو کہ حکیم صاحب کی میز پر بیٹھے ایک اونہین کی شیشیہ بھی رکھی ہی ہے اگر ممکن ہوا تو انکے آنیکو دکھا جاؤنگی دوسرے روز یہہ بھی اوس نے جاکر بیان کردیا سنتے ہی پہلے تو ایک آہ سرد کھینچی پھر یہہ شعر پڑہا شعر داغ ہی باشد علاج زخم چون ناسور شد درد بدوران مارا چارہ درد دیگر است پھر فرماکر کہنے لگی معلوم ہوا اسی مرض مین گھل گھل کر ہماری جان جائیگی کیا معنی مدت ہوا ایک حکیم حاذق کا پتہ لگا سو شامت اعمال سے جوان نکلا کاش اٹھارہ اونیس برس کے عوض سو ڈیڑھسو برس کی عمر ہوتی تو کیا بے تکلفی سے علاج کیا جاتا اگرچہ تیرے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ آدمی متقی اور پرہیزگار ہے مگر تو جاہل عورت ہے تیری بات کا کیا اعتبار ہان اگر تصویر لاوے تو البتہ مین ٹھیک ٹھیک قیاس لڑاؤن عاریتہ زنہ تو مول ہی لے آئیو عندلیب نے کہا واہ صاحب واہ بس آپکا یہہ ہی عقل و شعور ہے وہ خود رئیس رئیس کے لڑکے ہزار روپیہ روز کی مفت مین دوا تقسیم کرین امیر سے فقیر تک کبھی ایک کوڑی نذرانہ کا نہ لین سو وہ آپکے ہاتھ ایک پیسہ کی تصویر کا بیچین گے بلکہ مین جانتی ہون یہہ سن لینگے تو ہاتھ ہی نہ لگانے دینگے فرمایا تو خیر اس پہلو مین گفتگو نکیجیو غرض دوسرے روز سے عندلیب نے آکر اوس تصویر کا تقاضا کرنا شروع کیا مین سوائے حیلہ حوالہ کے کیا جواب دیتا آٹھ دس روز تک اوسے لاؤنگی مین لگائے رکھا اس عرصہ مین آپکی ایک تصویر ایک نامی مصور سے پوشیدہ تیار کرواکر عندلیب کے حوالے کردی اور تاکید اکید کہدیا کہ اسیوقت تصویر واپس دیجیو مین نے حکیم صاحب کی بغیر اجازت اونکے ایک آدمی سے پوشیدہ اوٹھوا منگائی ہے تصویر لیجانے کے کئی روز بعد مالن نے آکر کہا میان مین تصویر اوسی روز لگی تھی بیگم صاحب کو دیکھا پلنگ پر چت لیٹی ہوئی چھت کو دیکھ رہی ہین اوسی حالت مین مینے تصویر پیش کردی دیکھتے ہی اٹھ بیٹھین اور رہی ہوش و حواس جاتے رہے بلکہ تصویر ہاتھ سے چھوٹکر سینہ پر گر پڑی اور آنکھین بند کرکے زمانے لگین اسوقت تو دل ٹھکانے نہین تصویر رہنے دے اور تو جاکر کے لیجا بعد مینے عرض کیا حضور بمشکل تمام حکیم صاحب کے آدمی کی منت سماجت کرکے گھڑی بھر کے واسطے لائی ہون اوسکو کیا جواب دون اسکا کچھ جواب نہ دیا بلکہ سونہ دوپٹہ سے ڈھانک لیا مین

ناچار غوں کے مارے اوٹھکر چلی آئی پھر متواتر کئی روز جاکر دیکھا اوسی تصویر کو پیش نظر پایا ہر چند تقاضا کیا مگر عنایت نہین ہوئی مینے پھر یہہ بھی پوچھا کہ آپ اسمین ہر وقت کیا ملاحظہ فرماتی رہتی ہین ارشاد ہوا ہر چند مین اسکے خط و خال پر غور کرتی ہون مگر تیاقنی رسے اسکے عادات واطوار کچھ خیال مین نہین آتے یہانتک قصہ بیان کرکے شمعون کہنے لگا اب وہ مالن باہر حاضر ہے آپ جانین اور وہ جانین مین یہہ مژدہ سنتے ہی خوشی سے پھول گیا اور شمعون سے کہنے لگا جانا کیا ہے آج ہی عمل پر کمر لگا کر چڑھ جاتا ہون اوسنے کہا واہ کیا خوب بیگانی معشوقون پر بھی گزر و کمند کا وار چلنے لگا اگر جان ہی دینا منظور ہے تو خنجر سے گلا کاٹ کر کیون نہین مرجاتے مین نے کہا پھر کیا کرون کہا میرے تو یہہ سوجھا ہے کہ کل سے آپ ایک شفاخانہ بناکے عوام کا علاج کرنا شروع کیجئے اور رشتہ ہر ایک کو دوا دیجئے چند روز مین جب خوب آپکی شہرت تمام شہر مین ہوجائے تو کوئی صورت رسائی کی نکالی جائیگی یہہ کہکر عندلیب کو بیقرار دیکھ بلا لیا مین اوسکی صورت دیکھتے ہی خوشی سے ایسا بیحواس اور حیرت سے گم ہوا کہ زبان تک بند ہوگئی ہر چند اوسنے چہچہہ چہکر گفتگو کی مگر مجھ سے کوئی جواب سلیقہ کا نہ بن پڑا القصہ دل مین کہتی ہوگی یہہ بھی کوئی عجب بیوقوف آدمی ہے آخر کار سلام کرکے اوٹھ کھڑی ہوئی اوسوقت اتنا مینے ضرور کہا کہ مہربانی فرماکر آپ روز تشریف لایا کیجئے اور اوسکے جانے کے بعد مین نے شمعون سے کہا اے دوست حقیقت مین تجھے وہ احسان یاد رہا ہوگا کہ اگر ہر موتن میرا زبان کی خاصیت پیدا کرے تو بھی شکریہ ادا ہوسکے اور اب بھی جو کچھ ہوتا ہے آپ ہی کے طفیل ہوتا ہے

شعر

آنچہ بے رنگی است دلطف تو رنگین میشود	از تو ہر کار کہ آید باب تحسین میشود

لیکن یہہ تدبیر جو شفاخانہ کی آپنے بتائی ظاہرا پیش جاتی نہین معلوم ہوتی کیونکہ مین دیکھتا ہون یہان اکثر لوگ اپنا علاج آپ ہی کرلیتے ہین پھر انہین طبیب کی کیا ضرورت ہے اور ہر چند مین نے علم طب مین ایک حکیم یونانی سے کچھ مہارت بہم پہونچائی ہے لیکن بغیر دو چار برس مطب کئے اور ہزار دو ہزار کا خون اپنے سر لئے کیا ہوسکتا ہے بہلا میری شہرت کیا خاک ہوگی اوسنے کہا اس ملک کے باشندے اکثر وہمی ہین اور ہمیشہ کسی نہ کسی مرض مین مبتلا ہی رہتے ہین خصوصا عوام تو رات دن حکیمون کا پیچھا نہین چھوڑتے جب یہان سے دوا مفت کی ملیگی تو خود بخود اسیطرف رجوع زیادہ کرینگے اور ایسے امراض کیواسطے میری دانست مین مرض وہا کا بہانہ کافی ہے اگر سو مین دس کو بھی آپکے ہاتھہ سے شفا ہوئی تو تھوڑے ہی دن مین تمام شہر مین دھوم مچ جائیگی کیونکہ جو مریض تندرست ہوا یا طبیب کے ہاتھہ سے مرگیا

وہ خصوصیت کے نزدیک شمار میں نہیں آتا تقدیر کے حوالے کر دیا جاتا ہے صرف یہ ہی گن لیتے ہیں کہ اتنے بیمار اچھے ہوئے
فلانے کے ہاتھ سے صحت پائی غرض ناچار مجھے یہ ہی کہنا پڑا بہت اچھا اور دوسری روز نجم سی ۲۶ ہر روز
چہارشنبہ سے کچھ دوا خانہ جمع کر کے دوکان طبابت کی گرم کر دی لیکن جب سے یہ سن پایا تھا کہ اوس مکان کو
کو بھی کچھ محبت نہانی میرے ساتھ ہے ہوش کسکے ٹھکانے تھے اور دل کسکا قابو میں تھا نفع سودا کے واسطے جو
کاسنی تخم خطمی گل خیرو بیجو یز کرتا تھا اور صفرا کے واسطے بادرنجبویہ بسفایج اصل السوس وغیرہ بتا دیتا تھا جسکا
رنگ کالا قارورہ سیاہی مایل اور بدن سوکھا ہوا دیکھا کہدیا تجھے صفرا کا غلبہ ہے اور جسنے بیان کیا مجھے پیاس
زیادہ معلوم ہوتی ہے قارورہ کا رنگ زرد ہے اور زبان اکثر خشک اور سخت رہتی ہے اوسکی نسبت بلغم کی زیادتی
تجویز کر دی غرض احتباس بول میں نزول الماء کا علاج چلتا تھا اور مدکے واسطے نقرس کا نسخہ لکھدیتا تھا لیکن
خدا کی قدرت سے کسی نے شکایت نہیں کی جسنے ایکبار میری دوا کھائی دوسرے روز آرام ہو گیا رفتہ رفتہ اسقدر
کامیاب شہر میں میری شہرت ہوئی اور یہانتک لوگوں نے رجوع کیا کہ جمع سے شام تک مجھے سانس لینی مشکل پڑ گئی اور
اکثر سیاہ پس یعنی حکیم شفائی کا مرکہ دمہ میں خطاب ملگیا اس عرصہ میں اوسی مان کی معرفت پیغام سلام کی
بھی نوبت پہونچ گئی تھی جب وہ عزت پوری بخوبی میری شہرت سے واقف ہو گئی تو بیمار از دل شاہزادی سے بیان کیا

بیمار شوخ چشمے بیوفائے فتنہ آئینے	قرار از دست دادم انتظار از کردہ ام پیدا

شاہزادی نے
فرمایا کہ مدت اتنی مدت سے تیرا حال تباہ ہے تو نے آجتک کیوں نہ خبر کی عرض کیا سامان اور سکا نہ ہوا تھا تاحق
عرض کرکے اپکے دشمنوں کو بھی رنج میں ڈالتی اس سے کیا فائدہ تھا اب خدا کی عنایت سے کچھ صورت نکلی ہے صرف
آپکی مدد اور عنایت درکار ہے شعر

احوال دردمندی دل بے نہایت است	ہنگام دستگیری دو وقت عنایت است

حور شید لقا نے اوسیوقت اوسکی ماں جسمانی کو بلا کر کہا تم عجب قسم کی عورت ہو اتنی مدت سے تمہاری لڑکی بیمار ہے اور
بیچاری کا کچھ علاج نہیں کیا جاتا عرض کیا میں کیا علاج کرتی مالک کو خود اپنی لونڈی غلاموں کی خبر کرنی چاہیے فرمایا
آخر اطلاع کرنا تو تمہارے اوپر فرض تھا عرض کیا محض تصدیعہ سمجھکر گذارش نہیں کیا گیا غرض شاہزادی نے اوسیوقت
مسعود خواجہ سرا کو حکم دیا کہ جہان پناہ سے عرض کرکے حکیم تسخیر الزمان کو جو خاص شاہی طبیب ہیں حاضر کرو اوسیوقت
بموجب حکم کے بلایا حکیم صاحب نے آتے ہی نبض دیکھکر فرمایا کہ سیقدر جسم میں حرارت معلوم ہوتی ہے سو موسم کی تبدیلی کا

باعث ہے فقط اطبا شیرخانہ الایچی خود و رب السوس مصری اسکا صفوف بنا کر کاسنی سبز مروق کے ہمراہ صبح و شام پیا کیا کرین دو ایک روز مین انشاء اللہ تعالے حرارت رفع ہوجائیگی چنانچہ تین روز اس نسخہ کا استعمال کیا گیا مگر ذرا فرق نہوا بلکہ اور ترقی ہوگئی بعدہ دوسرے حکیم کو بدلا اونکے علاج نے بھی فائدہ نکیا اسیطرح تمام اطبار و ڈاکٹران شاہی کی باری باری علاج ہوا لیکن کوئی مفید نہ پڑا آخرکار شاہزادی نے فرمایا سوا ملازمان شاہی کے اور بھی کوئی حکیم شہر مین ہے یا نہین یہہ لوگ تو دل دیکھے علاج نہین کرتے جانتے ہین جو وظیفہ سرکار سے مقرر ہے ملا ہی جاتا ہے پہر اخیر خوض کرنا اور اپنے ذمہ تشویش خریدنا کیا ضرور ہے مسعود نے عرض کیا خداوند نعمت چند روز سے ایک طبیب حاذق شفائی نام بطور سیاحت اس شہر مین آئے ہوئے ہین اکثر لوگو سے اسقدر انکی تعریف سننے مین آئی ہے کہ کچھ بیان نہین ہوسکتا اگر حکم ہو انکو حاضر کرون فرمایا بہتر ہے بلا لاؤ مگر والدہ صاحبہ کی خدمت مین میری طرف سے اطبا کی کوتاہی اور مرض کی ترقی کا حال بیان کرکے اجازت لے لینی چاہئے تاکہ پہلے ہی سن چکی ہین کہ مسن روزی کو حکماے شاہی کے علاج سے کچھ فائدہ نہین ہوا کہ خوشی اجازت دیدی غرض ایک دن علی الصباح مین اپنے شفاخانہ مین بیٹہا دوا تقسیم کر رہا تہا کہ یکایک ایک خواجہ سرا نے آکر طبابی کا حکم سنایا سنتے ہی خوشی کے مارے ایسا مسرور بدہ ہوا کہ اوسکی بات کا جواب ہی نہ دے سکا فقط مونہہ تکتا رہ گیا وہ سمجھا شاید میرے ساتھ چلنے مین مال ہے کہنے لگا حضرت سلامت اطبا دونی کرکے کہان پر جانیکو عار نہین سمجھتے مین تو حاکم وقت کیطرف سے پیغام لایا ہون آپ تشویش کیا فرماتے ہین

شعر

سعی بر راحت ہمسایگان کردن خوش است | بشنو و گوش از بر آخر بخواب خویش افسانہا

مین نے دیکہا کہ بغیر سوگند لکہائے تمام کرکہا وہان کا حاضر ہونا تو عین میرا فخر ہے لیکن یہہ کہان ہوتا ہے سر آنکہون سے چلون تو بجا ہے لیکن چند روز سے مین خود دو ایک مختلف امراض مین مبتلا ہون جسکے باعث کسیقدر طاقت بھی سلب ہوگئی ہے اور ہوش و حواس مین بھی اختلال ہے شعر

دواے مردم الا علاج خود نیدانم | چو او آگہ سر از شنگ تر بر زیر سنگ

اوسنے کہا پہر مضایقہ کیا ہے سواری موجود ہے دم بھر کے لئے چلکر نبض دیکہہ لیجیے پہر کچھ ضرورت نہین مین خود حاضر ہوکر مریض کا حال عرض کرجایا کرون گا مینے کہا یہہ ہی تو عجلہ مین ایک بڑا سخت عیب آکر واقع ہوا ہے کہ جب تک خود اپنے مریض کو دونون وقت نہ دیکہہ لیا کرون اور اوسکا حال اوسکی زبان سے سن لیا کرون چین نہین

پڑتا اور جب تک وہ اپنے منہ سے اپنی صحت کا اقرار نکرے دوا نہین موقوف کرتا اور نہ آنا جانا چھوڑون یہہ کہکر بانہ کٹرا ہو گیا اور ہوادار پر سوار ہو چل نکلا راستہ مین سیکڑون طرح کے خیال گزرتا جاتا تھا اور دل ہی دل مین کہتا جاتا تھا خدا خیر کرے وہان ہو نہ چکر کوئی وحشت آمیز کلام منہ سے نکل جائے جو تمام کی کرائی محنت ہی ضایع جائے پھر آپ ہی کہتا تھا احتمال ہو اس کا عذر معقول تو کر ہی دیا ہے آگے تقدیر کے ہاتھہ ہے اتنے مین دور سے ایوان شاہی کا دروازہ نظر پڑا بس دیکھتے ہی ہاتھہ پاؤن مین رعشہ سا آگیا بدن کپکپانے لگا نبض مین سا قط ہو گئین ہر چند دلکو روکتا تھا اور کروٹین بدل بدلکر بیٹھتا تھا مگر قدیم طبیعت بگڑتی جاتی تھی اور صورت پر عجب قسم کے آثار پیدا ہوتے جاتے تھے مین سوچا علاوہ ذلیل ہونیکے آج جوتون سے مارے جاؤ تو کچھہ تعجب نہین لوگ دیکھکر نورا پہچان جائین گے یہہ حکیم نہین کوئی دیوانہ ہے اور ہر خواص سے ملنے جو دیکھا حکیم صاحب خود بخود ہوادار مین بیٹھے سٹکتے جاتے ہین کہنے لگا خیر تو ہے آپکی حالت کچھہ دگرگون نظر آتی ہے بولے کیا کہون آج وقت بد لکر کچھہ بخار کی سی آمد شروع ہوئی ہے خدا خیر کرے گھڑی دو گھڑی کے واسطے طبیعت ٹھہری رہے تو مریض کو اپنے ہوش و حواس مین چلکر دیکھہ لون ورنہ صفت مین تمہاری محنت ضایع جائیگی اور مین تو تمہارا ہی ہون آج نہ دیکھا کل دیکھہ لیا شعر ہمہ ان ہو کے بلا سے جو ہمین اچھے ہین بیٹھے ہین گیا وقت نہین ہون کہ پھر آ ہی نسکون اس فقرہ سے میرا یہہ مطلب تھا کہ آج خواجہ سرا کسیطرح میرا پیچھا نہ چھوڑے تو بہتر ہے مگر وہ مطلق نہ سمجھا اور مین ہمان انکار نکر سکا کہ مبادا انصاف ہو کر میرے عوض کسی دوسرے حکیم کو لیجاے اور وہ وہان پہونچتے ہی رسوئی پیدا کرلے تو ہم تمام عمر ناشدنی بنا رہی مین گرفتار رہین غرضاً وہی حالت مین رفتہ رفتہ ایوان شاہی کے دروازہ تک پہونچا وہان ہوادار سے اوتر آگیا اور پیادہ چلنا پڑا یہہ سب سے زیادہ سخت مصیبت مجھہ پر پڑی کیونکہ مجھے بیٹھنا ہی دشوار تھا چلا کس سے جائے پاؤن ڈگمگاتے کہین تھا پڑتا کہین تھا ایک ہاتھہ مین لکڑی ایک ہاتھہ خواجہ سرا کے مونڈھے پر بدر دقت پھر بھی کر گرتے مرتے کسطرح میرے گھر پہنچے کاسوانگ بنے ہوئے حضرت حکیم صاحب سارا پردہ خاص تک پہونچے وہان سے کے پاس کھڑا کر دیا اور کہا حکیم صاحب بیٹھہ جایئے اگرچہ اوس جگہہ فرش پر بیٹھہ گیا اور اپنی گذشتہ حالت پر اوس رہگیا اسی غم و غصہ مین شام ہو گئی تا پر کاغذ چوکیان ہی پڑی ہوئی تھین مگر آنکھون کے نیچے ایسا اندھیرا

سمجھکر جلین کے پاس اکر بیٹھ گیا اور دونون ہاتھ گھٹنو پر رکھکر ہکا بکا سا ادہر ادہر دیکھنے لگا
اسوقت اپنی وہ قطع یاد کرتا ہون تو بندر کی بہتی نہایت مطابق پڑتی ہے اور مسعود کو میرا نچانے والا
سمجھنا چاہئے کیونکہ جس کل وہ بٹھاتا تھا مین بیٹھتا تھا اور جس کل اٹھاتا تھا اوٹھتا تھا اوسی حال مین کہ خبط
سودا کر رہی تھی بموجب نبض دکھانے کے لیے ہاتھ میری طرف پھیلائے پکڑ کر باہر کینچنے لوا رخوب جھاتی
لگا کر پیار کر رہا یہ خیال یہانتک پختہ ہوا اور اسقدر دلپر اثر کیا کہ مین خوشی سے بغلین بجانے لگا اور خود بخود
ہنسی کے مارے بے اختیار ہو گیا چونکہ جلین کے اندر سے یہہ تمام حرکتین بخوبی دکھائی دیتی تھین اور شاید
اچھی طرح میرے قصد سے آگاہی تھی خود بخود میری صورت دیکھکر مسکراتی تھی اور سر روزی کیطرح اشارے
کرتی تھی کہ ذرا آپکے شیدا یہی ہین وہ ندامت زدہ ایک سکتے کے عالم مین ہم دونون کا مونہہ تکتی تھی خواجہ سرا
شاہزادی کو نہ سنتے دیکھکر ہر چند عرض کرتا تھا کہ حضور حکیم صاحب نے بڑی عنایت فرمائی جو اسوقت ایسی حالت
مین پہلے آئے ورنہ خود بیچارے کسی مرض شدید مین مبتلا ہین مگر وہ کب مانتی تھی اور دونی تمام کرنے مین
لوٹی لوٹی پھرتی تھی غرض بمشکل ہنسی کو روک کر خواجہ سرا سے کہا اگر حکیم صاحب نے عنایت فرمائی ہے تو کچھ حال دریافت
کرنا چاہئے دیکھا ہین بغلین بجا رہے ہین مسعود نے مجھ سے کہا اسیر مونہہ سے بے اختیار نکل گیا مین
تو نبض ہی دیکھنے کی آرزو مین جان سے ہاتھ دھوئے بیٹھا ہون پھر چہ ہو نبض کیا ہوا مگر کیا ہوتا ہے یہہ سنکر
شہزادی بھی مسکرائی اور آہستہ اپنی ایک بھجولی سے کہنے لگی یہہ حکیم صاحب بھی کوئی عجب حواس باختہ
آدمی ہین خدا جانے کس دھن مین بیٹھے ہین ادھر یہہ آواز شیرین میرے کان مین پہونچی ادہر تیور بدلنے
شروع ہوئے آخر عالم تحیر مین ایک دیوار کے سہارے سے لگ کر بیہوش ہو گیا

شعر

نہ ضعف غالب گشت و کار دل بہ بیہوشی کشید	نالہ و فریاد من آخر بہ خاموشی کشید

یہہ حال دیکھکر
خورشید لقا کو بھی رحم آگیا مسعود سے فرمایا بھلا ایسے حال مین تو نے حکیم صاحب کو کیون تکلیف دی جلدی دیکھو جلدی
گلاب چھڑک کر پنکھا جھلو اور کسی سے کہو تلوے سہلائے ایسا نہو یہہ ہمارے سر پر ہمیشہ کو آئے خود وہ تو اتنے مریض کے
دیکھنے کو اور الٹا ہمین اونہین کا علاج کرنا پڑا غرض جب تھوڑی دیر بعد افاقہ ہوا تو مین شرمندہ ہے کہ سا سر جھکا
سہ گیا اور دلمین سوچنے لگا ابھی تو بڑے بڑے مرحلے طے کرنے ہین دیکھئے انجام اس دل کون کی اضطراب کا

کیا ہوتا ہے حکمت کیا کی ایک جان کو عذاب خرید لیا قصہ کوتاہ بمشکل طبیعت کو ٹھہرا کر حکیم کے اندر نبض دیکھنے کے لئے ہاتھ ڈالا جسوقت نبض پر انگلیان رکھین چہرہ کا رنگ فق ہوگیا آنکھین کھلی کی کھلی رہگئین ہاتھ تھرانے لگا اوسپر غضب یہ ہوا کہ مس روزی نے پردہ کے اندر سے فرمایا اے حکیم صاحب ظاہر مین تو مجھے بخار ہے نہ کھانسی ہے نہ زکام ہے مگر خود بخود کچھ دل بیٹھا جاتا ہے بڑے بڑے وسواس اوٹھتے ہین کھانے کے نام سے اُبکائی آتی ہے اور جو کسی کے کہنے سے دو نوالے کھا بھی لون تو ہضم نہین ہوتے ویسے کے ویسے ہی چھاتی پر رکھے رہتے ہین آنکھ لگنا مدت سے خواب و خیال ہوگیا ہے بدن سوکھتا جاتا ہے رنگ زرد ہوتا جاتا ہے سینے سے آگ کے شعلے اوٹھتے ہین ہونٹ خشک ہین آنکھین جلتی ہین ہاتھ پاؤن ٹھنڈے رہتے ہین کلیجا دھڑکتا ہے بات بات پر آنسو ٹپکے پڑتے ہین تنہائی پسند آتی ہے زیادہ بولنے سے طبیعت گھبراتی ہے نبض کبھی سریع ہے کبھی بطی ملس کبھی گرم ہے کبھی سرد غرض ایک طور پر مزاج کا حال نہین اور خاص کر کے یہ حال اوقات دن سے ہے جسدن آمیل اور اٹیک ورڈ کا باہم مقابلہ ہوا ہے اگر ایام بحران وغیرہ کا حساب لگانا چاہو تو اوسی دن سے لگالو اور پہلے سے یہ شعر ہی پڑھ دیا شعر

درد دست طبیب تا علاج بہ بود درد ہ درد کلیم بود ہا زار علاج

اب حکیم صاحب کہان تھے جو کسی بات کا جواب دین یا نبض پر سے ہاتھ اوٹھائین ہمہ تن گوش ہو کر رہ گئے اور کچھ ایسی صورت متوحش بنگئی کہ خود شیدا لقا کے ہنستے ہنستے آنسو نکل پڑے جب دم مین دم نہ رہا تو ناچار اوس کمرہ سے اوٹھکر دوسرے کمرے مین چلی گئی اور اوسکے ساتھ مس روزی بھی اپنا ہاتھ چھوڑا بھاگ گئی مین بدستور چلمن کے اندر ہاتھ ڈالے بیٹھا رہ گیا بڑی دیر بعد مسعود خواجہ سرا نے آکر میرا باز و ہلایا اور کہا حکیم صاحب آپ کو اوپر تکلیف ہوئی مین ایسا جانتا تو ہرگز اسقدر جرات نکرتا خیر گستاخی معاف فرمائے اور دولت خانہ کو تشریف لیجائیے جسوقت آپکو افاقہ ہو وہین سے کوئی نسخہ تجویز کر کے بھیجدیجئے گا اب مین کیونکر کہہ سکتا تھا کہ نہین مجھے یہین پڑا رہنے دو گھر جانے مین میرے واسطے صریح تکلیف ہے مگر البتہ اتنی ہمت پھر بھی کی کہ اپنے پاؤن سے نہین اوٹھاوہین کے دو چار آدمیون نے پکڑ کر پالکی مین ڈالدیا اور رفتہ رفتہ کیطرح میرے گھر پہنچگئے مکان پر پہونچنے ہی نوکر سکتا نہ بیہوشی تھی خاصی طرح ہٹا کٹا اوٹھکر بیٹھ گیا اور اپنی گذشتہ حالت پر لعنت ملامت کرنے لگا گراب کیا ہوتا تھا وہ وقت تو جاتا ہی ہاتھ فقط افسوس رہگیا اسی غم و غصہ مین شام ہوگئی ماسٹر

وہ ہی مان تشریف لائین اور کہا مس روزی نے زبانی ہے افسوس ذرا ہی تمسے دلکو نہ رکھا گیا اسی رہتے پر عشقبازی کا دعوی کرنے اور مجھ سے اگر خواجہ سرا تمہاری بیماری کا بہانہ نکروے یا جناب شاہزادی صاحبہ کو اس راز سے واقفیت نہو تو مین آج تمام محل مین رسوا ہو چکی تہی اور تمکو کیا کہون اب خدا کے واسطے اپنے حواس درست کرکے کوئی نسخہ تجویز کر کہ کنا علی الصباح سعود خواجہ سرا آئیگا ایسا نہو خالی پہر جائے مین نے کہا میری طرف سے بہت بہت ہاتھ باندہکر عرض کر دینا کہ بیمار ہی جگہ تہا جو ایسے مقام پر پہونچکر اتنے ہوش و حواس بہی درست رکھے ورنہ توریت و انجیل مین ملاحظہ فرمایا ہوگا حضرت موسی علیہ السلام کا کوہ طور پر پہونچکر کیا حال ہوا تہا اور حضرت موسی کو بہی جانے دو خود کوہ طور نے کیا کیفیت پیدا کی تہی ایک شاعر لکہتا ہے

شعر موسی سے یون سنا ہے کہ سب خاک ہو گیا | کوہ طور مین بہی آتش حسن تباں لگی

مگر اب انشاء اللہ تعالی ایسا نہوگا اور خواجہ سرا بہی خالی نہ پہرنے پائیگا دوسرے روز علی الصباح میان سعود آموجود ہوئے اور فرمایا مرض تشخیص کرکے کوئی نسخہ تجویز فرمایا ہو تو عنایت کیجیے مین نے کہا ہان مینے اچہی طرح دریافت کرلیا جو مرض مجہے ہے وہ ہی جس روزی کے بہی دشمنون کو ہے مگر میرا مرض انتہائے درجہ کو پہونچ گیا ہے اور اونکے مرض کی ابہی ابتدا ہے خدا کے فضل سے دو چار ہی دن مین افاقہ ہو جائیگا ایک معجون جو مینے اپنے واسطے تیار کی تہی اور کسیقدر اونسے فائدہ بہی بخشا آپ لیتے جائے جناب بیگم صاحب دو چار دن نہار مونہہ قریب چمچہ کے اوسمین سے کہاکر طبیعت کا حال ملاحظہ فرمائین اوسکی کیفیت سنکر جو کمی بیشی کرنی ہوگی اور کر دیجائیگی لیکن یہہ مرض کچہہ غفقان سے بہی تعلق رکہتا ہے اور کسیقدر خلط سوداوی کا بہی فساد پایا جاتا ہے اسکے واسطے سبزہ زار کی سیر کرنا اور دونون وقت ہوا کہانا معجون سے زیادہ مفید ہے اگر آپکی بیگم صاحب چند روز کے واسطے کسی باغ مین جو لب دریا ہو جسمین آبشارین وغیرہ کثرت سے ہون بود و باش مقرر فرمائین تو نہایت ہی مناسب ہے اور اسمہ بات کا تمام اہتمام رکہنا کہ کوئی آدمی غیر بلا اجازت اوس باغ کے دروازہ تک نجانے پائے اور جو خواص یا ہمجولیان خدمت مین ہون وہ کوئی کلمہ خلاف مرضی زبان سے نہ نکالین یعنے خواصون اور ہمجولیون مین بہی وہ ہی اونکے پاس رہین جنکا رہنا وہ خود خوشی سے منظور فرمائین یہہ افسون دم کرکے اور معجون کا مرتبان دے کر خواجہ سرا کو رخصت کیا اوسنے بمجلسہ جو کچہہ سن گیا تہا میری زبانی عرض کیا خورشید لقا

مشکر بہت ہنسی اور فرمایا مناسب روزی حکیم صاحب بھی اسی مرض میں مبتلا ہیں اور اس علاج میں باغی بہاری کی بھی رعایت کرتے چلے گئے ہیں تم دیوانہ کہتی ہو وہ ہم ہوشیاروں کے کان کاٹتے ہیں اور اپنا مطلب پاتھ سے جانے نہیں دیتے مگر ہاں یہ صحیح ہے کہ سیر گلزار تمکو بہت زحمت بخشیگی تم آج ہی دو چار خاصین جنہیں دل لگی کی گون سمجھو اپنے ساتھ لیکر فرح بخش میں جا رہو یہ کہکر فیروز ثمر یری آشفتہ حال نے شاہزادہ منصور الزمان کی خدمت میں عرض کیا اسے خفیف حال مستمندان فرح بخش ایک باغ کا نام ہے جو شاہزادی خورشید لقا نے بحر اعظم کے کنارے پر شہر سے مغرب کی جانب اپنے راستے بڑی تیاری سے بنوایا ہے وہ وہی باغ شاہزادی نے جسمیں میرے ایکا کے تس روزی کیواسطے خالی کرا دیا اور حکم دیدیا کہ کوئی آدمی بغیر منعی تس روزی کے اوس باغ میں بھولنے پاوے اب تس روزی کو بلا تکلف ایک مکان تخلیہ کا ہاتھ آگیا اور کچھ وصل کی بھی امید ہوئی تین دن میں نصف سے زیادہ تندرست ہوگئی چوتھے روز مسعود خواجہ سرا بموجب حکم شاہزادی کے میرے پاس آیا اور تس روزی کا حال بیان کر کے کہنے لگا حضور نے فرمایا ہے آپ براہ مہربانی شہر تشریف فرمائیے اور اپنے کانوں سے تس کی کیفیت سن آئیے میں نے کہا میں دو روز سے تمہارا انتظار دیکھتا تھا اور اب صورت دیکھکر خود یہ ہی درخواست کیا چاہتا تھا بارے تم آپہنچے اسیواسطے آئے ہو چلو بسم اللہ میں بسر و چشم حاضر ہوں یہ کہکر ساتھ ہو لیا اور باغ میں جاکر تس روزی کی نبض دیکھی آپنے اوس روز کچھ کلمات شکر بہ اپنی زبان سے ارشاد فرمائے اور کہا اب آپکی عنایت سے کچھ آثار صحت کے معلوم ہوتے ہیں اگر ایسی ہی توجہ رہی تو یقین ہے شفائے کلی بھی حاصل ہوگی اگرچہ میں اوس دن از خود فراموش نہیں ہوا لیکن تا ہنوز اوسکی شیرین کلامی سے اسقدر محو ہوگیا کہ باوجود غور و تامل کے ایک بات کا جواب نہ بن پڑا اور وہ بھی مسعود کے لحاظ سے زیادہ گفتگو نہ کر سکی اور نہ زیادہ ٹھہر سکی چلتے وقت خواجہ سرا سے فرمایا کہ جناب حکیم صاحب کو اس باغ کی خوب سیر دکھا کر اور مجھ سے ارشاد ہوا یہ باغ ہماری شاہزادی طال عمرہا کا ہے یوں تو آپ ماشاء اللہ سیاح آدمی ہیں سیکڑوں مکان اور ہزاروں باغ آپکی نظر سے گذرے ہونگے مگر یہ بھی قابل دید ہے ایک ایک روش اور ایک ایک مکان اسکا خوب غور سے ملاحظہ فرمائیے اور دیکھئے راستہ ہر ایک مکان کا کس کس نئے انداز سے آگرا واقع ہوا ہے میں نے کہا سبحان اللہ اس طرز و قطع کے مکان میں تو کیا یقین ہے پیر فلک کی نظر سے بھی نہ گذرے ہونگے جس روز سے ایوان شاہی

نکلا گذر ہوا ہے دم بدم حیرت و تعجب بڑھتا جاتا ہے دیکھئے سلسلہ اسکا کہان جاکر ختم ہو یہ کہکر خواجہ سرا کے ساتھ ہو لیا اگرچی یہہی چاہتا تھا کسیطرح جلدی اس خبیث کے ہاتھ سے رہائی پاؤن تو گھر پہونچکر خوب نعرہ ہائے مستانہ لگاؤن کیونکہ طبیعت جوش و خروش سے بھری ہوئی تھی اور میرا حال ضبط کرنے سے دگرگوں ہوتا جاتا تھا لیکن دو ایک مکان دیکھنے کے بعد خیال آیا اس تعلیم مین مس روزی کا دربردہ کچھ دخل معلوم ہوا سواسطے ایک ایک مکان کا نقشہ اور راستون کا موڑ توڑا بھی طرح ذہن نشین کرلیا اور جو سمجھ مین نہ آیا مسعود سے پوچھ لیا بلکہ مسعود خود میری تعریف کرنے سے شیخی کے مارے ایک ایک منٹلی کے مکان اور چور دروازون سے بخوبی آگاہ کرتا پھرتا تھا چنانچہ میرا قیاس صحیح نکلا اور ایسے سخت حکم کی تعمیل کرنا میرے کام آگیا یعنی جب مین اپنے مکان پر پہونچا تو وہ ہی مالن عندلیب کچھ پھول لیکر آئی اور کہا مس روزی نے فرمایا ہے آج سرشام شہر کے جنوبی دروازہ سے نکلکر دریاے ٹیمگس کے کنارے کنارے وہان تک پہونچ جانا وہان ایک چھوٹی سی گشتی ہوا خوری کی کھڑی ہوگی اوسمین سوار ہوکر فصیل باغ کے نیچے نیچے مغربی دروازہ کے راستہ ہوکر زرد کوٹھی کے گول کمرے مین جو باغ کے گوشہ شمال و مغرب مین واقع ہے چلے آنا مین نے کہا الحمدللہ حضور کو ہماری بیکسی پر رحم تو آیا وہ تو یہہ کہکر چلی گئی مین سرشام شہر سے نکل دریا تک پہونچ کشتی مین سوار ہو بموجب ہدایت کے زرد کوٹھی کے گول کمرے مین جا پہونچا وہان دیکھا نہ کوئی آدم ہے نہ آدمزاد مگر جہاڑ فانوس روشن ہین اور تمام کمرے فرش و فروش سے آراستہ ہین خاموش ایک کرسی پر تنہا بیٹھکر خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھنے لگا پہر رات گئے کے قریب ایک جانب سے کچھ عورتون کی آواز آئی اور تھوڑی دیر بعد مس روزی مع چند خواصون کے ہزار بناؤ سنگار کئے ہوئے اوسی کمرے مین آموجود ہوئی مین اوس شمشاد قامت کو دیکھتے ہی سروقد تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوا اور یہہ شعر پڑھنے لگا شعر

ہم وقت پہ آپہونچے نہین ہوی چکا تا	مین ہیر مین مرنیکے قرین ہوی چکا تا

اوسنے مسکراکر فرمایا سچ ہے آپ ہی تو پڑے بستر فراق پر ایڑیان رگڑتے تھے اور مین ہی تو آپکے دشمنون کی نبض دیکھنے دوڑی گئی تھی شاید ہمون کا مرتبان یاد نہین رہا اور خفقان کی تشخیص اور سیر گلزار کی تجویز وہی دن مین ہوگئے یہہ نہین کہتے پہلے ہم ہی پر ہاتھ صاف ہوا ہے اور ہمارے ہی علاج سے حکیم شفائی کا خطاب پایا ہے لیکن شعر

ہے ابھی چراغ باقی زخم کہانیکی ہوس	ہاڑہ کاڑ در انگانے کے لیے

مین نے کہا درست ہے آپ ہی
کے دشمنون کو تو بوش حیرت سے غش آیا تھا اور مین نے ہی تو گلاب چھڑک کر یکہا جلوایا تھا شاید وہ ہنسی جو
مرکے عوض بے اختیار آگئی تھی ہوا گئین اور وہ پیغام جو عندلیب کی زبانی بھیجا گیا تھا عیش مین پڑ کر یاد
نہین رہا باقی رہا حکیم شفائی کا طعنہ اس سے آپکو کیا بحث آخر سرکار سے تو اس یافتہ غلام کو خطاب
عنایت ہوا ہے اسی پہ فخر کرون یا نکرون یہ نہین فرماتین کہ یہہ بھی ایک علاج کا ڈھنگ تھا یعنی مرض کا
بہانہ کرکے شیشۂ عجب کو جلا دینا نرگس بیمار سے لب جان بخش کا کام لینا شعر چاہئے کہ عوض شادی کرین الغیاث
مار ڈالا مجھکو قاتل نے جلانے کے لیے نہ غرض رات بھر اسی سم کے رمز و کنائے رہے اور پاک بازانہ صحبت مین
صبح ہوگئی سپیدہ سحر نمودار ہوتے ہی مین جس راہ سے گیا تھا اوسی راستہ اپنے گھر کو چلا آیا ابھی اچھی طرح
سانس بھی لینے نہین پایا تھا کہ خواجہ سرا نے آکر نکلو و اچلیے نبض دیکھ آئے مین بلا تکلف اوسکے ساتھ ہولیا
اور پھر پہر کے قریب وہان رہ کر پھر واپس چلا آیا قصہ مختصر اسیطرح ایک مہینا کامل گذر گیا یعنی دن کو نبض
کے بہانہ جاتا اور رات کو کبھی کبھی پوشیدہ ہو پہنچکر تخلیہ کا لطف اوٹھاتا لیکن اسپر آمد و رفت سے کچھ سیری
حاصل نہوئی بلکہ اور دن بدن طبیعت کو تعلق بڑھتا گیا ایک روز مینے مجبور ہوکر بادشاہ کی خدمت مین
عرض کیا اس علاج سے تو ظاہرا مرض خاص کا استیصال نظر نہین آتا کوئی ایسی تجویز ہونی چاہئے جس سے سریع
فائدہ متصور ہو اور یہہ شکایت دوری و مجبوری کی بالکل جاتی رہے

شعر

زہجران دیدہ ام حالے کہ کاز ابجل بمینم	خداکوتاہ سازد عمر ایام جدائی را

مسکرا کر فرمانے لگے کل
انشاء اللہ تعالے خوب سوچکر اسکا جواب دونگی اور تم بھی ہوسکے تو کچھ سوچنا مین نے کہا مین تو اپنی عقل
کے موافق بہت سوچ چکا جب کوئی صورت نظر نہ آئی تو ناچار ہوکر آپسے گذارش کیا فرمایا رہتی تو مین بھی
اگر اسی فکر مین ہوں مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا اب ارادہ ہے شاہزادی کی خدمت مین اپنا منشا ظاہر کرکے
کوئی تدبیر پوچھون مینے کہا ہان البتہ یہہ صلاح سب سے عمدہ ہے دوسرے روز مجھے بلا کر فرمایا مین نے شاہزادی
سے عرض کیا تھا مگر ہوا حکیم صاحب اسی خواجہ سرا کی معرفت اپنی شادی کی درخواست بھیجدین پھر
جو کچھ مناسب ہوگا دیکھا جائیگا یہہ سنتے ہی خوشی سے میری باچھین کھل گئین اور ہزارون دعائے اوتریکے

کے جان و مال کو دینے لگا دو سے دن بندہ رہ دن جون ۱۸۳۲ء روز شنبہ کو جیسا خواجہ مراد اپنے معمول کے
موافق میرے پاس آیا تو مینے کہا اے معتمد دیکھو کتنا عرصہ ہوا محنت کرتے ہو چکا اور اب مرتبہ ہی خدا کے
افضال سے اور شاہزادی کے اقبال سے بالکل تندرست ہے بلکہ غسل صحت بھی ہو لیا مگر ہاں کچھ انعام ملنا
اوسنے جواب دیا مخدومنے تو اکثر خلعت بیش بہا مع زر نقد گنیر کے واسطے تجویز کیا تھا مگر تمام محل والے سہیں
ایکہ زبان ہو کر بولے کہ وہ خود رئیس زادے ہین خدا نے سب کچھ اونکو دے رکھا ہے اون آپکا دینا افتخار
مگر محنت کے صلہ مین تو لینا سراسر حلال سمجھین گے اسواسطے صلاح موقوف رہی اب آپ فرمائین تو مین شاہزادی
سے کنایۃً عرض کرون مینے کہا بیشک روپیہ پیسہ کا تو مین محتاج نہین خدا کی عنایت سے میرے کہانے اور
کو بہت کچھ ہو چکا ہے مگر تم کو یونہی بے سبب حسن اخلاق کے ایک ایسا اُنس ہو گیا ہے کہ یہہ دروازہ چھوڑنیکو
جی نہین چاہتا۔ اگر شاہزادی مہربانی فرما کر اپنے مریض کو عنایت فرمائین تو مین بندہ پروری ہے خواجہ
یہہ سنکر مسکرایا اور کہا سچ عرض کرون یا ہنسی کرتے ہو مین نے کہا نہین ہنسی کی کیا بات ہے مین تو
رات دن اسی تمنا مین رہا کرتا ہون چونکہ شاہزادی اسی دو دن کے عرصہ مین کئی بار تمام
محل والون کے روبرو ذکر کر چکی تھی کہ اگر کوئی شخص شریف خاندانی کسی ہنر مین یکتا اسی جگہ کا رہنا
منظور کرے تو مین اپنی مسز روزی کی شادی اوسکے ساتھ کر دون اور یہہ خواجہ سرا بھی سن چکا تھا
اسلئے اوسیوقت خوش خوش شاہزادی کی خدمت مین حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کیا بلکہ عالیجاہ خداوند
دو جہان دولت و اقبال حضور کا روز افزون کرے یہانے ایک شخص شریف مسز روزی کے عقد کیواسطے
تجویز کیا ہے جو ایک شہر چھوڑ دو دو مین یکتا ہے اور یہین کا رہنا بھی بخوشی خاطر منظور کرتا ہے فرمایا کون
عرض کیا وہ ہی حکیم صاحب جو شفائی کے لقب سے تمام جہان مین مشہور ہین اور بالفعل مسز روزی کا علاج
کر کے امتحان مین بھی پورا اتر چکے ہین فرمایا بھلا وہ کیون منظور کرنے لگے نہ یہان کے رہنے والے نہ یہانکے
سہنے والے آج گئے کل دوسرا دن عرض کیا غریب پرور اونہون نے خود اپنے مونہہ سے درخواست کی ہے
شاہزادہ ہوا نہین ہنستے ہونگے آدمی ظریف معلوم ہوتے ہین بیٹھے بیٹھے ایک یہہ ہی دل لگی سوجھ گئی تب تو
یہہ نہین سے تہین کہانے لگا کہ حضور کے قدم مبارک کی قسم غلام جھوٹ نہین عرض کرتا اگر وہ انکار کرے

تو تابعدار کی زبان کٹوا ڈالی جاے غرض جب شاہزادی نے بخوبی محل والوں کا شک رفع کرلیا تو فرمایا اچھا جیسا تم نے کہا ویسا ہی سہی اب جاکر ہماری طرف سے کہو بھئی ایک جگہ مس روزی کی شادی تجویز کی ہے تم کیا کہتے ہو آدمی خدا کے فضل سے شریف اور رئیس زادہ ہے حسن و جمال میں بھی مس روزی سے کچھ کم نہیں علم طبابت میں یکتائے زمانہ گویا مسیحا کا دوسرا نام ہے غرض ایسا کامل ظریف ایسا کہ آجتک سنا نہیں ہنس مکھ ایسا کہ آجتک دیکھا نہیں اگر چراغ لیکر تمام جہان میں تلاش کروگی تو پھر ایسا آدمی ہاتھ نہ آئیگا بلکہ صاف صاف حکیم صاحب کا پتہ کیوں نہ بتادیجو مسعود نے عرض کیا اگر وہ مس روزی کی رضامندی دریافت کرین تو کیا کہوں فرمایا وہ عورت ایسی بیوقوف نہیں جو ایسا پرسوال کربیٹھے کیا جانتی نہیں کہ شاہزادی نے بغیر اوسکی مرضی کے پیغام نہ بھیجا ہوگا اور مس روزی کو ہم آپ راضی کرلین گے غرض خواجہ سرا نے بجنسہ یہ ہی تقریر حکیم صاحب کے روبرو جاکر بیان کردی اوسنے جواب دیا میں بھی شاہزادی کی لونڈی ہون اور وہ بھی اونہین کی کنیز ہے تابعدار کو تو مالک کے حکم کو رد کرسکتے ہین لیکن اجازت ہو تو مین بھی اون حکیم صاحب کو ایک نظر دیکھ لون شاہزادی نے فرمایا ایسا مضایقہ نہین چنانچہ دوسرے دن یعنی ۱۶ جون ۱۸۶۶ء روز چہارشنبہ کو بوجہ حکیم شاہزادی خورشید لقا کے مسعود و خواجہ سرا انکے پاس لیگیا دیکھتا کیا ہون سر سے پاؤن تک سیاہ لباس پہنے ہوئے اس بڑھاپے مین بھی چاند کی طرح جیسے کبھی کبھی رات کے وقت گہرے بادل مین سے نکل آتا ہے بیٹھی چکھا رہی ہے میرے پہونچتے ہی تخلیہ کراکر پوچھنے لگی آپکو مس روزی کے ساتھ شادی کرنا بدل منظور ہے میری زبان سے بہ سبب وفور محبت کے نکل گیا منظور ہوا کیا معنی جان و دل سے خریدار ہون اور فی الواقع وہ موقع ہی یہہ ہی کہنے کا تھا کیونکہ دوسرا کلمہ یہ کہنے مین انکار کردینے کا خوف تھا جسوقت میری زبان سے یہ کلمہ نکلا فوراً کہنے لگی اکثر بوالہوس لوگ بے سوچے سمجھے محبت کا دعوی کربیٹھتے ہین مگر امتحان کے وقت بھاگ نکلتے ہین اور یہہ نہین سوچتے انجام کار شیخی بگھارنے سے نادم ہونا پڑیگا غرض ایسا مجھے سانچے مین ڈھالا کہ مجبور مجھے یہ ہی کہنا پڑا بوالہوس اور عشاق مین زمین و آسمان کا فرق ہے افسوس آپکی اتنی عمر ہونے کو آئی مگر اب تک آپنے ان دونون مین کچھ تمیز پیدا نہین کی یہہ سنکر فرمایا آپ عاشق ہین یا بوالہوس مین نے کہا مین تو کچھ عاشقون سے ہی زیادہ مرتبہ رکھتا ہون کہنے لگی تو بس انشاء اللہ تعالے آپ امتحان مین پورے اوترینگے

بلکہ کچھ امتحان کی ضرورت بھی نہیں تھی لیکن کیا کروں تس روزی کی شادی کی بابت سے ایک شرط پر مشروط ہو چکی ہے
ہیں نے کہا وہ کیا ہے جواب دیا جو شخص عروزید شاہ الیمان کا سر اوسکے مہر میں ادا کردے گا وہ ہی اوسکے وصل
حقیقی سے کامیاب ہوگا میں یہ سنتے ہی سن ہو گیا اگر انکار کرس مونہہ سے کرتا اپنے آپ ہی تو بات خراب کر چکا تھا اچانک
موسکے سے مونہہ سے اقرار کرکے چلا آیا اور اپنے دلمیں سمجھ گیا اس قطامہ نے ایک حیلہ شرعی کر دیا ہے ظاہرا اسکو میرے
ساتھ نکاح کرنا منظور نہیں رات کو تس روزی نے باوا کو پوچھا کیا آئے ہیں کہا شاہ الیمان کا سر آیا ہے والدہ صاحبہ
مہر میں مانگتی ہیں سو انشاء اللہ تعالے اوسکی تدبیر میں جاتا ہوں یہ سنتے ہی دانتوں میں انگلی دبا کر فرمانے
لگی اپنے دوست کے تصدق میں دیا چاہتے ہیں میرا تو اس خیال ہی سے دم گندر و خدا کوئی اور صورت نکالیگا
بیٹے کہا یہ آپنے کیا فرمایا کیا بادشاہ کا سر طلب کرنے میں سوا سے امتحان محبت کے کچھ اور بھی اسرار مخفی ہے فرمایا
ہاں ہے میں ایک غرض نفسانی ہے محبت کے امتحان کا تو کہیں ذکر ہی نہیں بیٹے کہا وہ کیا ہے بھلا ہم بھی تو
سنیں رکھیں شاید وقت ہو تو کام آجائے جواب دیا مجھے بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے سماعت کرو تو بڑی عنایت
ہے ورنہ مجبور کہ کسی تعبیر تو کرنی ہی پڑیگی بیٹے کہا اشتیاق تو آپکی باتوں سے اور زیادہ بڑھتا جاتا ہے مگر زور کسی
آپکو تکلیف بھی نہیں دے سکتا خیر آپ نثار میں فرمایا نہیں میں بیان کئے دیتی ہوں آپ آزردہ نہوجیئے سنئے

اصل کیفیت بیان کرنی مس روزی کی شاہ الیمان کے طلب کرنیکی نسبت

فرمایا اے نیوزن اصل میں ہم لوگ باشندے ملک اطالیہ کے ہیں جو یہاں سے مشرق میں ہے اور ملک فرانسیس
سے گوشہ جنوب و مشرق میں واقع ہے شمال میں اوسکے آسطوریا ہے جسے اور سر بابھی کہتے ہیں مکان ہماری
بود و باش کا خاص شہر روم میں تھا جو اطالیہ کا پایہ تخت ہے اور خلیج جنوا پر واقع ہے آب و ہوا وہاں کی
اگرچہ گرم ہے لیکن نہایت پسندیدہ اور ہر قسم کی پیداواری پیدا کرنے کے قابل ہے اور سب سے زیادہ زرریزا اور
سر حاصل قطعہ زمین کا اس ملک میں وہ ہے جو روم سے شمال میں بائیس کوہ البیس اور کوہ آپی کے واقع ہے
جسے آلپارڈی کہتے ہیں میرا باپ خدا غریق رحمت کرے اسی سرزمین کا رہنے والا تھا میرے نانا جو برگو نام سے تمام
فرنگستان میں مشہور ہیں بڑے عالم اجل اور شاعر بے بدل تھے اگرچہ ملک اطالیہ میں اکثر لوگوں کو شعر گوئی کا
شوق ہے لیکن نانا مغفور کی برابر کسیکو کمال حاصل نہ تھا بلکہ شاہ اطالیہ نے ملک الشعرائی کا خطاب عنایت فرمایا

تہا اور حد سے زیادہ عزت و توقیر کرتا تہا اور دور دور سے لوگ اپنے اشتعار اصلاح کے واسطے میرے نانا کے پاس بہیجتے تہے اور تمام شاہان قزلستان اونکے کمال سے واقف تہے ہمارے پڑوس مین اسی مالن عندلیب کا گہر تہا جو بالفعل ہمارے تمام [illegible] میان ملاقات کا واسطہ ہوئی ہے صرف ایک دیوار بیچ مین حایل تہی لیکن یہ اصل مین رہنے والی خاص روم کی نہین یون سنا ہے کہ اسکی مان قیرینٹ کو کوئی مالی (پوپولیا نام سسلی کا رہنے والا جو اطالیہ کے جنوب مین ہے جزیرہ سارڈینا سے آنکھ لڑا کر اوڑا لایا تہا اور ہمارے محلہ مین پوشیدہ امن کی جگہ سمجہکر آن رہا تہا اور اسیکے نطفہ سے مدت بعد یہ فوات شریف یعنی بی عندلیب پیدا ہوئین یہ لڑکپن مین اکثر ہمارے نانا کے گہر آکر کہیلا کرتی تہی جب اسکی عمر تخمیناً قریب آٹہ سات برس کے ہوچکی تو میری والدہ پیدا ہوئین اور ہوش سنبہال کر ایسی اس عندلیب سے مل مل گئین کہ دم بہر کی جدائی مشکل ہوگئی چونکہ اکثر اہل اطالیہ کو علاوہ فن شاعری کے مصوری اور سنگ تراشی کا بہی زیادہ شوق ہے اسلئے میری والدہ نے چہوٹی سی عمر مین مصوری مین ازبس کمال حاصل کیا اور اپنے ایام طفولیت کی کئی ایک تصویرین اپنے ہاتہ سے تیار کین اور یادگار دو ورق اس قسم کے تیار کے جنمین عندلیب کچہ بہول لئے بیٹہی ہے اور میری والدہ اونمین سے اوٹہا اوڑہا کر سونگہتی ہی ہین اور ایک ایک پرچہ اوسکا اون دونون نے بطور نشانی کے آپس مین تقسیم کرلیا اتفاق زمانہ سے جب عندلیب کی عمر قریب بیس برس کے ہوئی تو ایک سپاہی نرمیون نام سے بیاہی گئی جو لشکر جرمن مین ملازم تہا جسے ملک الیمان جی کہتے ہین اور یہ مین پہلے ہی بیان کرچکی ہون کہ الیمان اطالیہ کے شمال مین واقع ہے اور اسکے شمال مین ڈینمارک ہے اور مغرب مین بیلجیم اور فرانس اور مشرق مین پولینڈ اور سوئت مین اسکے خاوند کی تقرری شہر میونگ مین تہی جو ملک الیمان مین صوبہ بیویریا کا دارالحکومت ہے یہ صوبہ شمالی اطالیہ سے لگا ہوا ہے کیونکہ الیمان کا جنوبی حصہ ہے غرض نرمیون شادی کرنے کے بعد اپنی بی بی عندلیب کو اپنے ساتھ لیگیا میری والدہ اسکے جانے سے بہت رو ئین پیٹین مگر کیا ہوسکتا تہا مجبور صبر کرکے خاموش ہورہین برس روز بعد نرمیون کی تبدیلی بیویریا سے ہنوور کو ہوگئی جو ملک الیمان کا شمالی حصہ ہے اب والدہ صاحبہ کا اور عندلیب کا فصل کالے کا سوسن کا ہوگیا اور فقط خط و کتابت کی ملاقات رہ گئی تقاعدہ اڈلٹ لشکر ہنوور کا یہی ہے کہ سپاہی ترک سپاہ گری کا چند روز ہوئے آیڈورڈ سے مقابلہ ہوا تہا اور اوسی رات کو اوسنے انتقال

کیا یہ شخص اصل میں باشندہ ملک شام کا تھا جو ہمارے وطن یعنی اطالیہ سے مشرق میں واقع ہے صرف بحیرہ ٹھا
بحیرہ میں پڑتا ہے اور سکے مشرق میں بحر اسود ہے اور جنوب میں بحیرہ مارمورا اور شمال میں ملک اسطریا یا انکے
باشندے بہت خوبصورت اور مضبوط ہوتے ہیں چنانچہ سنا ہے جوانی میں اسمٰعیل بھی اسقدر وجیہ و جمال تھا
کہ تمام لشکر شاہی میں اپنا مثل نرکھتا تھا اور فن سپہ گری میں بھی حد سے زیادہ شہرت پائی تھی خصوصاً
نیزہ بازی میں تو اپنے روبرو کسیکی اصل نہ سمجھتا تھا اتفاقاً عندلیب ایکبار اوسکے گل سے دوچار ہوگیا کہ
جوان بے حد عاشق ہوگئی اور در پردہ ملاقات کی تدبیریں سوچنے لگی چونکہ اسکی ماں کے وقت سے اسکے یہاں
یہ ہی پیشہ ہوتا چلا آتا تھا لہذا حیلہ وحوالہ کرکے چند روز میں ملاقات کی صورت پیدا کرلی اور کچھ اشارہ
ڈھنگ جتائے کہ اسمٰعیل ترک ہی اسکے اوپر مفتون ہوگیا اگرچہ از اطالی تو یہ نہیں ہوسکتی لیکن تاہم اسنے دو تین
گھنٹے کم از کم ایکمرتبہ جیب تک نہ دیکھ لیتا تھا پس دیر لگاتا تھا اور اس سے زیادہ بسبب خوف نگہبانوں کے ملاقات میسر
بھی نہیں آسکتی تھی برس روز برابر یہ ہی صورت رہی اتفاقیہ اسی عرصہ میں شاہ الیمان نے ڈنمارک پر
اوسکے شمال میں ہے حملہ کرنے کا ارادہ کیا سبب اسکا یوں سننے میں آیا ہے کہ خاکنائے سلیسک اور ہولسٹین
پہلے دونوں ملک الیمان میں شامل تھے گردش زمانہ سے اہل ڈنمارک نے قوم الیمان کو کچھ پیش وشکست کرکے
زیادہ مشغول پاکر اپنی جرأت اور ہمت مردانہ سے یہ دونوں قطعہ زمین کے دبالئے اب کتنا زمانہ گزرا یعنی شاہ
الیمان نے اپنے خاص ملک کے انتظام سے فراغت پائی تو شاہ ہنیری والی ڈنمارک کو ان قطعات کے چھوڑ دینے
کا پیغام بھیجا لیکن اوسنے منظور نکیا اسلئے فوج کشی کی نوبت پہونچی اور مسٹر وائزر کمن دوم اس مہم کیواسطے
تجویز کیا گیا جسکی ماتحتی میں اسمٰعیل ترک کا لشکر بھیجا گیا اور خود اسمٰعیل کو بھی جانا پڑا اس موقع پر اسمٰعیل نے زیادت
کے خیال سے اور کچھ عندلیب کے ایما سے زیتون کی بھی نوکری بحالی دی جسوقت لشکر روانہ ہوجانیکے بعد سالار
نے اپنے چلنے کی تیاری کی تو عندلیب نے کتنے ملاقات کرکے اس سوز و گداز سے داستان غم مفارقت بیان کی کہ
باوجود سخت دل ہونیکے اسمٰعیل کے بھی آنسو نکل پڑے اور عندلیب کو تسکین دینے لگا عندلیب نے کہا یہ نقطہ بھلانے
کی باتیں ہیں ان سے اور دل امنڈا آتا ہے بلکہ آپکی یادگاری کے واسطے ایک ذخیرہ جمع ہونا چاہیئے انکو اور مہینے
دیجئے اور کوئی نشانی عنایت فرمائیے جس سے کبھی کبھی ایام مہاجرت میں دل بیتاب کو تسکین دے لیا کروں اور سنے

فوراً اپنے ہاتھ کی انگوٹھی اوتار دی اور کہا اسکو اپنے پاس رکھئے اور ہمین بھی کوئی ایسی چیز مرحمت کیجئے جسکو میں تنہائی مین ہم اپنا مونس وغمگسار سمجھین عندلیب نے فوراً دیتیس اپنی رازدار خاص کو مکان پر بھیجکر اپنے جہیز کا صندوقچہ اوٹھوا منگوایا اور وہ ہی ورق تصویر جو میری والدہ سے لیا تھا نکالکر سرپلار کے حوالہ کر دیا اوسنے میری والدہ کی ہی شبیہ کہنچی ہوئی تھی آتھیل اوسے دیکھتے ہی بیہین ہوگیا اور پوچھا یہہ دوسری تصویر کسکی ہے اور کس نے بنائی ہے عندلیب نے کہا یہہ تصویر جیسا مین میری سہیلی کی ہے اور اوسی نے بنائی ہے کہا جیسا مین کون ہوا یہ دیار یہ دیوتا کی لڑکی یہہ سنتے ہی ہاے کا نعرہ مار کر بیہوش ہوگیا جب کچھ افاقہ ہوا تو کہنے لگا شعر

نا گزیر دل بہ شد لیکن ز خون دیدہ دامنم	کہ مرے دامنم در آشیان سینہ مسہل شد

اے عندلیب یہ ہماری زندگی کے دن بہت تھوڑے معلوم ہوتے ہین کیونکہ بیسیون لڑائیان لڑے اور سیکڑون زخم کاری کھائے لیکن یہہ نوبت دل کی آجتک نہین ہوئی اسوقت ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے دل کسی نے پہلو سے نکالکر پھینکدیا یا کلیجہ پر زہر ملاہل سے سہاکر خنجر مارا ان پلکون کی نوک ہموک دیکھکر خود بخود سینہ چھلنی ہوا جاتا ہے اور ان عورت کی خمیدگی تیغ اصفہانی کے وصف دل سے مٹائے دیتی ہے ہزارون مرتبہ کمند گلو بندمین پھنسا کر یار پر نظر کی طرح صاف نکل گیا ہون لیکن نہین جانتا یہہ زلف گرہ گیر کس بلا کی کمند ہے کہ جتنا اسمین سے نکلنا چاہتا ہون اوتنا ہی پھندے پر پھندا پڑتا جاتا ہے شعر

در خم زنجیر زلفش دل نہ تنہا بند شد	غیر ازین ہر چہ بود از پیکرم پابند شد

عندلیب یہہ حالت دیکھکر بہت گھبرائی اور اپنی حرکت ناشایستہ پر اسقدر نادم ہوئی کہ خود اپنے تئین لعنت ملامت کرنے لگی لیکن اب کیا ہوتا ہے جو بات بگڑنی تھی بگڑ چکی ہزار دم دیکر پہلا یا لاکھہ ترکیبون سے سمجھایا مگر کچھہ فائدہ ہوا بلکہ اور بیتابی زیادہ ہوتی ہوگی آخرش آتھیل نے کہا اب کسی کی نصیحت سننے کے قابل یا بات سمجھنے کے لایق میرے ہوش و حواس نہین رہے اور نہ ان سے کچھہ فائدہ ہوتا نظر آوے ہان میری تسکین کی صرف دو صورتین ہین یا وصل ہو کہ وصال ہو سو وصل ہونا تو معلوم اور وصال اپنے ہاتھہ ہے یہہ کہکر خنجر کھینچ لیا اور چاہتا تھا اپنے سینہ مہر گنجینہ پار کر جان جان آفرین تسلیم ہو جاے کہ عندلیب نے دوڑکر ہاتھہ پکڑ لیا اور کہا ایسے بڑے بہادر ہو کر اتنی سی تکلیف کی خوفناکین جھیلی جاتی اور دس پانچ دن بھی ہار فراق کے متحمل نہین ہو سکتے تو تمیہ عرض کرتی ہون آپکو ہم پر رحم کیجاے سیر کر دینا مرا ذمہ۔ لیکن خدا کے واسطے طبیعت کو روکو دلکو تھامو ہمقدر حواس کو منتشر نکرو

اهل خیر سے نوکری پر تشریف لیجاؤ آپکے واپس آتے آتے مین کچھ نہ کچھ ضرور تدبیر کر رکھونگی اس کلمہ سے البتہ کچھ تسکین ہوئی ہاتھ روک کر جواب دیا تدبیر پر کون کے واسطے رکھہ چھوڑی ہے ابھی کیون نہین کر گذرتی دیر لگانے مین سوائے اسکے کہ میری جان جائے تجھکو کیا فائدہ یہ سنکر مجبور عندلیب نے وینس اپنی رازدار کو جو اوس معرکہ مین موجود تھی اور افسون وافسانہ مین عندلیب پر بھی سبقت رکھتی تھی اسمعیل کے روبرو اچھی طرح سکھا پڑھا کر جنیمائن کے پاس روانہ کیا اور ایک تصویر بھی سپاہیار کی تحفتاً بھیجدی اسمعیل نے وینس کو جلتے وقت ابھی طرح تاکید کردی کہ لوٹتے وقت جہان کہین ہمارے لشکر کی خبر لگے سیدھی وہین چلی آیو میری جان تجھمین اٹکی رہیگی اور جب تک تیری زبان سے کوئی مژدہ نہ سن لونگا مُردہ سا بستر فراق پر پڑا رہونگا قصہ مختصر وینس نے اطالیہ کیطرف کوچ کیا اور سپاہیار اور سیدن مہم ہالسٹن کو روانہ ہوگیا عندلیب نہ ادہر کی ہوئی نہ ادہر کی ہوئی تنہا منوور مین پڑی ہوئی کبھی فراق مین یار کے بھوٹ بھوٹ کر روتی تھی اور کبھی اپنے حسبحال یہ شعر پڑہتی تھی شعر

صبا یاد ما بنا سے تم تازہ کردہ است	مرغے کہ پر شکستہ شد آزادی کند

اب وینس کا حال سنیے کہ وہ منوور سے چلکر منزل بمنزل چند روز مین اطالیہ پہونچی اور والدہ صاحبہ سے ملاقات کرکے عندلیب کا خط دیا اور اسمعیل کی تصویر دکہا کر اپنی طرف سے بھی جہان تک بنا خوب نون مرچ لگایا اول تو جوانی کا عالم دوسرے حسین آدمی کی تصویر تیسرے بہکانے والی شیطان کی مرشد زادی بھلا کہان تک بیچاری طبیعت کو روکتی آخر باتون مین آگئی دل دے ہی بیٹھی اور دو بدو ملاقات ہونے کی تدبیرین سوچنے لگی مگر کوئی ترکیب بن نہ پڑی اور وینس کی بھی ایسے نازک مقام مین کچھ پیش نہ چلی حالانکہ مہینہ بھراسی فکر مین وہان پڑی بھی رہی آخر ناچار جنیمائن نے عندلیب کے خط کے جواب مین بعد اشتیاق ملاقات اور جوش محبت کے یہ بھی لکھدیا کہ جز مین تو میرا آنا کسیطرح ہو نہین سکتا گر آسٹور یا چلی آؤ وہان شہر وینس مین میری پھوپھی گوسلنگ رہتی ہے شاید کسی تقریب اور بہانہ سے بن بھی آئے تو بن آئے مگر جنیمائن کے غرض وینس یہ جواب لیکر خالی ہاتھ ملک اطالیہ سے واپس آئی اور سیدھی ہالسٹن کی وہ [illegible] لی۔

اب ملک ہالسٹن کی کیفیت سُننی چاہیئے وہ یون سننے مین آئی ہے کہ ٹوٹیارک اور ایلیان [illegible] کی سرحد پر ایک قلعہ عظیم الشان فراق مرشاہ ہینری نے ریوٹیر کی نیت پہری ہوئی دیکھکر پہلے سے اوس [illegible] کرلیا تھا اور بنکر مقفل میخ کرکے ہر چہار طرف سے راستے غنیم کے آنیکے مسدود کردیئے تھے جسوقت

فوج ہونچی اوسی قلعہ کے مقابلہ مین طرفین کے مورچے جمائے گئے اور لڑائی ہونی شروع ہوگئی اگرچہ ٹیمارک کی فوج لشکر الیمان سے تعداد مین نہایت کم تھی لیکن اول تو وہ غنیم کے حملہ سے پہلے آگاہ ہوچکے تھے دوم ایک معقول بنا کی جگہ اونکے ہاتھ آگئی تھی سیوم سوا اسکے کہ اپنے ملک کو دشمن کی دست برد سے بچائین یا اوسی مقام پر جان نثار کردین دوسری بات کا خیال نتھا اور ادہر اول تو دوسرے کے مکان پر چڑہ کر گئے دوم یہان میدان مین دشمن سے مقابلہ کرنا پڑا سیوم تمام کارخانہ لڑائی کا جسکی ذات پر منحصر تھا وہ اپنے آپے ہی مین نتھا یعنی آمیل تک جو اس فوج کا سپہ سالار ہے اوسکا یہہ حال نتھا نہ لڑائی سے مطلب نہ مقابلہ سے غرض جہان بیٹھا ہے بیٹھا ہے جہان کہڑا ہے کہڑا ہے نہ تن کی خبر نہ بدن کا ہوش دن کو آہ وزاری رات کو اختر شماری ہر وقت معشوق کے خیال مین مستغرق ہر دم شراب محبت مین سرشار جب کبھی کسیکے کہنے سننے سے مقابلہ کا اتفاق بھی ہوا تو دانستہ ناوک مژگان کے خیال مین دس پانچ تیر سینہ کو سپر بنا کر روک لئے اور مرد مقابل کے دست و بازو کو سراہ کر چلا آیا اب فرمائیے فوج کی زبوتی کیا کرتی اور بہادر آدمی کسکے آگے اپنا سر دے مارتا غرض انجام اسکا یہہ ہوا کہ دو مہینے کامل مقابلہ رہا لیکن بجا رائگل زمین دشمن کے قبضہ سے نہ نکالی گئی آخر سر ٹالکر نے دق ہوکر شکایتاً سرکار مین عرضی کر دی کہ آمیل ترک کی چالوتی اور غفلت سے آج تک کوئی نیک نتیجہ لڑائی کا نہین نکلا بلکہ یہہ بھی حال رہا تو سوا اسکے کہ اگر کچھ اور ملک اپنے قبضہ سے نکل جائے تو تعجب نہین بادشاہ نے اوسکے جواب مین اوسی عرضی کی پشت پر لکھہ بھیجا کہ اسباب مین فوراً جو تدبیر مناسب ہو کیجائے کیونکہ پہلے بھی ایسی ہی غفلت اور ایسے ہی نامردسپہ سالار کے باعث یہہ دونون صوبے دب چکے ہین۔ اتفاقیہ جو وقت یہہ پروانہ پہونچا کرکن دویم کے خدمتگارون مین سے ایکخدمتگار جو سپہ سالار سے بھی واسطہ شاگردی کا رکھتا تھا پس پشت کہڑا لگس رائی کر رہا تھا اوسنے بھی یہہ مضمون گوشہ چشم سے دیکھلیا اور غروب آفتاب کے بعد سر ٹالکر سے پوشیدہ آمیل کے پاس جاکر موبمو بیان کر دیا آمیل سنتے ہی آگ ہوگیا اور غضب سے کانپ اوٹھا کیونکہ ترک اکثر مغرور نہایت ہوتے ہین اونکو سخت الفاظ کی کہان برداشت چاہا ابھی جاکر ٹالکر کا سر تن سے جدا کردون کبھی کہتا اوسکا کیا تصور خود بادشاہ سے اسکا عوض لینا چاہیے کبھی سوچتا اگر بادشاہ سے بغاوت کی تو تمام جہان مین نمک حرام مشہور ہوجاؤنگا اور پھر کسیکو مونہہ دکھانیکے قابل نرہونگا اس سے بہتر ہے اپنا گلا آپ ہی کاٹ کر قصہ تمام کر دیجئے اسی سوچ مین بیٹھا بیٹھا

کہ یکایک وہ نیس آن پہونچی اوسکے دیکھتے ہی تمام جگڑے بھول گیا اور خوشی سے ایسا پھولا کہ پیرہن میں سمانا مشکل ہوگیا دو چار قدم بطور پیشوائی بڑھ کر محبوب کا حال پوچھنے لگا اوسنے موبمو قصہ بیان کرکے وہ خط حوالہ کردیا پہلے تو وہ خط آنکھوں سے لگا یا پھر کھولکر دیکھا تو لکھا تھا آسطور یا تشریف لائے تو ملاقات ممکن ہے ادہر سے جلا ہی بیٹھا تھا ادہر سے معشوق کا حکم پہونچا بغیر نشیب و فراز سمجھے ایک عرضی باوشاہ کو دیکر کمینچی کہ ایسے باوشاہ نا انصاف اور بے عقل کی نوکری کرنا ہمارے مذہب میں درست نہیں اور زندگی ہیچ ہے تو انشاء اللہ تعالے اپنی نامردی کے جوہر ہی دکھاوینگے یہ عرضی براہ راستہ روانہ کرکے آپ تن تنہا گھوڑے پر سوار ہوا وسی جوش و خروش میں آسطور یا کیطرف چل نکلا اور رود ایلیب کے کنارے کنارے راستہ ہولیا کہ صوبہ پوہیمیا میں جو آسطور یا کا شمالی حصہ ہے چند روز بعد آن اوترا وہاں کے حاکم کرسٹن نے اسکے آنے کی خبر سنکر نہایت عزت و توقیر کی اور اپنے پاس ٹہرالیا اور باوشاہ آسطور یا کو بھی نام نامی کیو پولس ہے لکھ بھیجا کہ فلانا سپہ سالار شاہ الیمان سے ناراض ہوکر چلا آیا ہے بیٹے دم دلاسا دیکر اوسے اپنے پاس ٹہرا رکھا ہے باوشاہ نے حکم دیا اوسے ہمارے پاس بھیجو چنانچہ اسمعیل ذکر حسب الطلب کیو پولس کے بوہیمیا سے شہر وینا میں جو آسطور یا کا دار السلطنت ہے چلا آیا اور پہونچتے ہی اپنے قدیمی عہدہ پر امور ہوگیا یعنی باوشاہ نے اپنی طرف سے سپہ سالاری کا خلعت اوسے عنایت فرمایا اب سفر کی صعوبت سے نجات ہوکر اسمعیل کو پھر اپنے معشوقہ کا خیال آیا اور دلمیں سوچنے لگا یہ تمنے کیا کیا جسکے کارن یہہ تمام سختیاں اور تکلیفیں اوٹھائیں اوسکو میرے آنے کی کون خبر ہوپہنچائے اگر آتا ہی تھا تو منیر کو یا عندلیب کو اپنے ساتھ لیتا آیا ہوتا اور نی بالواقع بغیان دونوں میں سے کسیکے ہوئے ہرگز میرے کام کی عقدہ کشائی ممکن نہیں یہہ سوچکر عندلیب کو پوشیدہ خط لکھا کہ تیرا خاوند قضائے الٰہی سے تیسے موجب پر زخم کاری کہا کر سراے فانی سے کوچ کرگیا اور میں ادہر آسطور یا کو چلا آیا اب تجھے لازم ہے کہ اس خط کے دیکھتے ہی جسطرح ممکن ہو اپنے تئیں جہت تک پہونچا اگر آنے میں ایک لمحہ کی دیر کی تو یقین ہے زندہ نہ پائیگی یہہ خط اوسکے زخم جگر کیواسطے مرہم کا غذی بنگیا کیونکہ دفعۃً دو رو خرد سے سننے میں آئے ایک خاوند کا مرنا دوسرے معشوق کا طلب کرنا بس خط کے پڑھتے ہی شربت بہار کیطرح دینا کیطرف روانہ ہوئی اور چند روز میں پہونچکر اسمعیل کے قدم آنکھوں سے لگائے اسمعیل بھی اوسکے دیکھنے سے بہت خوش ہوا اور تمام اپنا قصہ بیان کرکے کہنے لگا کہ اسطرح

بیمانن کا دیدار نصیب ہو تو جان بچے عندلیب نے کہا اب اوسکا بیان آنا کیا مشکل ہے چندروز آپ صبر کیجے انشاء اللہ تعالے مین حاضر کے دیدی ہون یہ کہکر دوسرے روز اطالیہ کو روانہ ہوگئی **اب مین کچھہ والدہ صاحبہ کا حال عرض کرتی ہون** سُنا ہے کہ جب عندلیب کو خط دیکر اسٹور یا روانہ کر دیا تو حضرت کا غایہ محبت سے بُرا حال ہوا کیونکہ نہ اپنا راز کسی سے کہہ سکتی تھین اور نہ کوئی بغیر واقفیت کے تسکین دے سکتا تھا اندر ہی اندر دم گھونٹے گھونٹے کلیجہ کے ٹکڑے ہوگئے اور دماغ مین سودا سما گیا جب تک آدمیون مین بیٹھی رہتین لحاظ سے کچھہ بول نہ سکتین جب علحدہ ہوتین تو رو رو کر اپنا بُرا حال کرتین اور زبانتین ؎

شعر

یارب پرواد فریاد دل من بے اثر	ہم دردل فریاد ہا دارم ہم از فریاد رس

ہوتے ہوتے نانا صاحب کو خبر ہوگئی اونھون نے امراض مزمنہ مین سے کوئی مرض سمجھکر علاج معالجہ کا شروع کیا مگر کچھہ فائدہ نہوا بلکہ روز بروز حالت ردی ہوتی گئی آخر بزرگون کی رائے اسپر قرار پائی کہ لڑکی کو کوئی مرض نہانی لاحق ہے اور وہ مرض کیا ہے جوانی کا جوش اور بزرگون کا لحاظ یعنی ماشاء اللہ لڑکی سولہ سترہ برس کی ہونے کو آئی ہے حرارت غریزی بڑھتی جاتی ہے بزرگون کی شرم وحیا سے کچھہ کہہ سکتی نہین اسکا علاج یہہ ہی ہے کہ اسکی شادی جلدی سے کردی جائے خدا کی قدرت سے اون دنون مین سید زید اپا پہہ بھی جس سے والدہ منسوب ہوچکی تھین بیماری کی خبر سنکر روم مین آیا ہوا تھا نانا صاحب کے جو یہہ خیال مین آگیا فوراً دو چار دن مین شادی کا سامان کرکے تیسرے ہی خانمان کے ۲۲ اکتوبر ۱۸۵۵ء روز شنبہ کو دونون کا باہم عقد کردیا جس روز عقد تھا اوسی روز عندلیب بھی بطور رسالت کے وہان پہونچی ظاہر کچھہ اور ہی سامان نظر آیا یکایک کوئی موقع ایسا تو ملا نہین کہ والدہ کے پاس جاکر دل کا حال پوچھے یا عاشق کا پیغام پہونچائے لیکن دو سے اشارے کنایون مین سب کچھہ سمجھا دیا مقصد نے دفعۃً جو اپنے ہمدرد کی صورت دیکھی اور وصال یار کا مژدہ سنا چہرہ بشاش ہوگیا اور یہ ستور گالون پر سرخی آگئی بزرگ اپنی تشخیص پر نازان ہونے لگے کہ دیکھا عقد کے ہوتے ہی بیماری کا نام ونشان بھی باقی نہین رہا غرض عقد کے کئی روز بعد عندلیب کو تخلیہ کی ملاقات میسر آئی تمام حال اپنے آنیکا اور اسمٰعیل کی مصیبت اور بہانے کا بیان کیا اور کہا اب بغیر اسکے کہ آپ تشریف لیچلین کوئی صورت اسکی زندگی کی نظر نہین آتی حضرت نے جواب دیا جس مصیبت سے مین نے ایام مفارقت کی پہاڑسی راتین کاٹین ہین میرا ہی جی جانتا ہے اور جسقدر

مین ملاقات کی تمنا کرتی ہون کچھ بیان نہین کرسکتی لیکن کیا کرون بالفعل تو یہ اجانا کسیطرح ہو نہین سکتا کیونکہ میری پوسی کو ملنگ بھی آجکل میرے دیکھنے کو یہین آئی ہوئی ہے اور چونکہ مدت بعد اوسکے آنے کا اتفاق ہوا ہے یقین ہے اس مہینہ تک لوٹ کر بھی نہین جائیگی اس عرصہ مین کسیطرح سے گھر سے نکلنا میرا ممکن نہین تو جاکر بخوبی میری طرف سے اسمعیل کو یقین دلا دیجیو اور کہدیجیو کہ طرف زندگی کا اوسی دن حاصل ہوگا جس دن ہم تم دونون ملکر ایک جگہ نہ ہین گے قصہ کوتاہ عندلیب رخصت ہوئی اور جو کچھ دیکھا سنا گئی تھی سو بموجب اسمعیل سے جاکر بیان کردیا اسمعیل شادی کا نام سنتے ہی آتش رشک سے جل گیا اور کباب کیطرح دل ہی دل مین بھننے لگا پوچھا سفیر کس صورت شکل کا آدمی ہے عندلیب نے کہا ماشاء اللہ نہایت حسین جوان ہے قوم کا شریف **لمبارڈی** کا رئیس اور ادہ شاعر بھی ہے مین یہ مثال فن تیر اندازی مین شہرۂ آفاق ہے یہ بیان اور رشک برجراحت ہوا کہتے ہی خاموش ہو رہا بیت شعر

نے جور نے عتاب نہ کین میکشد مرا | آہ غیر لطف میکنی این میکشد مرا

اب شاہ الیمان کا ذکر سنئے

بموقتا اوسکے پاس اسمعیل کی عرضی پہونچی دیکھتے ہی مارے دم بریدہ کیطرح ہزار ہزار بل کھانے لگا کیونکہ اول تو ہمیشہ الفاظ سخت رسست دوم القاب و آداب بالکل ندارد سیوم یہ کہ وزیر کی غفلت مین قابو سے نکل گیا دانت پیسکر حکم دیا کہ جواوس نمک حرام کو گرفتہ و بستہ ہمارے روبرو حاضر کریگا ایک کرور روپیہ فقد انعام پائیگا اور جو کوئی صرف اوسکی کسی جگہ موجود ہونے کی خبر دیگا ایک لاکھ روپیہ کا مستحق ہوگا یہ حکم سنکر اکثر لوگ در پردہ اوسکی تلاش کرنے گئے لیکن جب تک سپاہ جنگل مین رہا کسیکو خبر نہوئی جب جنگل و پہاڑ سے نکلکر صوبہ بوہیمیا مین پہونچی تب ہر ایک واقف ہوگیا اور مترادف بادشاہ الیمان کو خبر ہوچکی کہ اسمعیل ملک آسٹوریا مین موجود ہے بادشاہ نے فوراً شاہ کیوپولس کو بپیغام بھیجا کہ ہمارا سپہ سالار اسمعیل ترک بغیر اطلاع رکن دولت سے ناراض ہوکر بھاگ گیا ہے اب سنا جاتا ہے کہ وہ آپکی قلمرو مین موجود ہے براہ مہربانی اوسے دست و کلوبستہ ہمارے پاس بھیجدیجئے اس عرصہ مین شاہ کیوپولس اسمعیل کو خدمت سپہ سالاری سے ممتاز کرچکا تھا اب کیونکر ہوسکتا ہے کہ اپنے ملازم کو بلاسبب شبہ کے مونہہ مین دیدے اسواسطے بغیر اطلاع سپہ سالار کے بادشاہ کو جواب لکھدیا کہ ظاہرا اسمعیل نے کوئی آپکی نمک حرامی نہین کی جسکے عوض اوسکو اسقدر ذلیل کیا جاے اور اصل مین آپکی رعیت سے بھی نہین خاص ترکستان کا رہنے والا ہے اور شاہ ترکستان سے اور ہم سے قدیمی ربط و ضبط چلا آتا ہے ہم کسیطرح زبردستی اوسکو آپکے پاس نہین بھیج سکتے

جب یہہ جواب پہونچا تو شاہ الیمان نے شاہ ڈینمارک کو ایک صلح نامہ شرطی تا انفصال مہم آسطوریا للکہ کر کن وغیرہ کو حکم بہیجا کہ تم مع لشکر و سپاہ اسیطرح سرحد بوہیمیا پر چلے آؤ کچھہ فوج مدد کیواسطے یہان سے براہ راست پہونچتی ہے کہتے ہین کہ اس ملک جرمن یا الیمان مین مع ہنوور اور پرشیا کے ۳۵ صوبے پرنسوک نیسو کیسنی وغیرہ ہین شاہ الیمان نے ایک ایک لاکھہ فوج ہر ایک صوبہ سے لیکر ۳۵ لاکھہ آدمی کا لشکر چنیدہ عرصہ مین سرحد بوہیمیا پر جمع کردیا جب کیوپولس کو وکیل کے ذریعہ سے شاہ الیمان کا ارادۂ فاسدہ معلوم ہوا تو ہمیل ترک سے تمام وکمال حال بیان کیا اوسے سنتے ہی جوش شجاعت آگیا فوراً کیدستنا اوٹھہ کھڑا ہوا اور عرض کیا خداوندنعمت لشکر الیمان کیواسطے خدا کی عنایت سے ۳۵ لاکھہ نہین اگر ۳۵ کروڑ ہون تو مین اکیلا کافی ہون اور آخرش یہہ تمام جہگڑا بھی ہے تو صرف غلام ہی کی ذات کے سبب بادشاہ یہہ ولولہ دیکھکر بہت مسکرایا اور فرمایا بیشک تمہاری بہادری مین کچھہ کلام نہین لیکن جنگ و دسردار د آزمتی مشہور ہے سو رہا چنا بھاڑ کو نہین پہوڑ سکتا اکیلا آدمی ۳۵ لاکھہ کے مقابلہ مین کیا دست نکالے گا ہماری خوشی یہہ ہے کہ مختلف صوبہ جات مین سے کچھہ لشکر جمع کرکے بطور خود تم اپنی ذات سے اس مہم کا انتظام کرو ہمیل یہہ سنکر بیٹھہ گیا اور عرض کی حضور کی قلمرو مین مثل بوہیمیا و بویریا و ٹرول وغیرہ کے ۱۹ صوبہ ہین اگر ہر ایک صوبہ سے قریب چہ چہہ ہزار کے سپاہ طلب فرمایا جاے تو ایک لاکھہ آدمی اس مہم کے واسطے بہہ وجوہ کفایت کرتا ہے بادشاہ نے فرمایا ہان اسکا کچھہ مضایقہ نہین آیندہ کمی بیشی کیواسطے اور مدد پہونچ سکتی ہے غرض چند روز مین ایک لاکھہ آدمی جمع کرکے ہمیل نے سرحد بوہیمیا کیطرف کوچ کیا لیکن چلتے چلتے کچھہ رقابت کا جو خیال آگیا کیوپولس کی خدمت مین عرض کیا ایک شخص سیزر نامی لمبارڈی کا رہنے والا جو بالفعل شہر رڈم مین برٹیو و پوٹ کے مکان پر موجود ہے فن تیراندازی مین ازبس کمال رکھتا ہے اگر اس موقع پر وہ بھی ملازم رکھہ لیا جاے تو نہایت مناسب ہے، بادشاہ نے سنتے ہی منظور کرلیا اور اوسوقت میرے باپ کو نوکری کا پیغام بہیجا وہ بیچارہ اس حال سے کچھہ واقف نہ تھا حکم شاہی پہونچتے ہی آسطوریا کو روانہ ہوگیا اور وہان سے مع بوہیمیا پر بھیجدیا گیا سنتی ہون اوسوقت والدہ کو دو مہینے کا حمل تھا اخیر کو جسکا نتیجہ مین کمبخت حاصل ہوئی غرض میرا باپ اپنی بی بی کو حاملہ چھوڑ کر دشمن کے پنجہ مین جا پہنسا ہمیل کو اس سے بہتر بدلا لینے کا کونسا موقع ہاتھہ آتا ہمیشہ سیزر کو اول مورچہ پر بہیجا کرتا اور رات دن خدا سے اوسکے قتل ہونیکی دعا مانگتا رہتا اگرچہ میرا باپ بھی نہایت جوانمرد

آدمی تھا لیکن جب اپنا انسری دشمن جانی ہو جائے تو جانوری کیا خاک کام آئے چھ سات مہینے تک داد شجاعت دیتا رہا آخرش کمانک ایک روز دشمنون کے ہاتھ سے بیچارہ شہید ہو گیا جس روز اوسکے انتقال کی خبر روم مین پہونچی مین صرف پندرہ روز کی تھی میرے نانا کو اس خبر کے سننے سے اپنی لڑکی کے بیوہ ہو جانیکا ازبس ملال ہوا کیونکہ میری نانی والدہ کو چھ ہی مہینے کا چھوڑ کر مر گئی تھی اور نانا نے خود جیسا ان کو پرورش کیا تھا اسواسطے اوسکے ساتھ حد سے زیادہ محبت رکھتا تھا اور کسیطرح کسی رنج مین اوسے مبتلا نہین دیکھ سکتا تھا لیکن تقدیر الٰہی سے کیا چارہ ہے سو آخر صبر و شکر کے کچھ بن نہ پڑا رو پیٹ کر خاموش ہو رہا مگر اسی دن سے کچھ ایسا صدمہ اوسکے دل پر بیٹھ گیا کہ دن بدن غمگین و نزار ہونے لگا اور ہنسنا بولنا مطلق بھول دیا کہتے ہین بادشاہ اطالیہ پر تو رپوٹ پرازبس مہربانی رکھتا تھا اور کبھی کبھی کسیقدر خلافت بھی کر بیٹھتا تھا اب اسکی انسوگی سے اوسکا عیش بالکل منغص ہو گیا ہر چند غریب نوازی کی راہ سے سمجھاتا مگر کچھ تسکین نہوتی آخرش اسی غم مین نانا صاحب ۲۲ راگست ۱۸۳۶ء روز جمعہ کو انتقال کیا اور مرتے دم اپنی لڑکی کو بادشاہ کے سپرد کر دیا اور نہین دنون مین کنگ ولیم بورن شاہ پرتگال کے گرشاہزادی خورشید لقا پیدا ہوئین اور ایک والی کی ضرورت پڑی چونکہ ملک اطالیہ کی آب و ہوا اچھی ہے اور یہان کی عورتین تندرست اور عقلمند ہوتی ہین اور ماما اور دسرا اپنے لڑکون کو نکو دودھ پلانے کے واسطے ہمیشہ دائیان اشراف قوم کی بلواتے ہین اسلئے شاہ برگنزے نے بھی مسٹر ہنری دوم والی ملک اطالیہ کو ایک والی کی فرمایش لکھی اوسنے میری ہی والدہ کو چہ اپنے دلمین مناسب سمجھکر بھیجدیا یہان پہونچکر صیغہ بادشاہ ہونیکے گھر مین دایلون کی خاطر تواضع ہوتی ہے ہونے لگی اور بڑی ہو کر جو شاہزادی صاحبہ نے میرے حال پر عنایت فرمائی اوسکا فکر ہی تو تمام عمر ہی ادا نہین ہو سکتا بلکہ خود آپ اپنی آنکھون ہی سے ملاحظہ فرماتے ہین یہ قصہ تو میرے یہانتک پہونچنے کا تھا اب باقی حال مع آسطور یا کا سنا چاہیے کہتے ہین کہ برس روز تک برابر شاہ ایمان سے لڑائی ہوتی رہی اور اسمیل ترک نے اسقدر اپنی شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھائے کہ تمام ملک جرمن مین اوسکی دھاک بندہ گئی کوئی دن ایسا نہتا کہ ایک دو موربے غنیم کے فتح کر لیتا ہو اور کروس دو کروس پیچھے دشمن کو نہ ہٹا دیتا ہو رفتہ رفتہ بوہیمیا و سیلیسیا وغیرہ کی صوبے جو ایمان کے جنوب مین واقع ہین شاہ آسطوریا کے قبضہ مین آگئے اب تو مسٹر بونیچی کی آنکھین کھل گئین اور اپنی حرکت سے بہت نادم ہونے لگا آخرار لکین دولت کے

مشورے سے مسٹر گارڈین اپنے وزیر اعظم کی معرفت ایک صلح نامہ دوامی کیپولس کی خدمت مین روانہ کیا اور لڑائی ہوتی رہی اور ہر روز وزیر اعظم نے زبانی گفتگو کرکے ۱۰ر فروری ۱۸۵۶ء روز شنبہ کو دستخط کرائے اسمعیل ترک کو اس صلح کی اوسوقت خبر ہوئی جب لشکر کے واپس ہو آنے کا حکم پہونچا یہہ امر اوسکو اسقدر ناگوار گذرا کہ فوراً بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر استعفا داخل کر دیا ہر چند بادشاہ نے سمجھایا مگر ہرگز اوسنے نوکری منظور نکی اور یہہ ہی عرض کیا جسوقت حضور کسی مہم کیواسطے طلب فرمائینگے بسر و چشم حاضر ہو جاؤنگا اب ایک لمحہ ٹھہرنے کو جی نہین چاہتا غرض وہان سے استعفا دیکر مع عندلیب کے ملک اطالیہ مین آیا جب شہر روم مین پہونچکر یہہ سنا کہ جیمس فلانے سب سے ۲۴ر فروری ۱۸۵۶ء روز جمعہ کو پرتگیز چلی گئی تو کھنے لگا چلو خوب ہوا مجھے خود اس جگہہ زیادہ قیام کرنا منظور نتھا کیونکہ اس ملک کا ناڈ ابھی آلیمان سے ملا ہوا ہے شاید یہان رہنے مین کوئی اور فساد کھڑا ہو جاتا یہہ کہکر پرتگیز کو روانہ ہو گیا جب پرتگیز پہونچا تو کنگ وملبورن نے بخوشی تمام اپنی فوج کا سپاہ بنا لیا اب دونون عاشق و معشوق ایک شہر مین پہونچ گئے مگر کوئی تدبیر ملاقات کی نہین پڑتی تھی اسواسطے عندلیب کو چند روز بعد اپنا وہ ہی قدیمی پیشہ گل فروشی کا حکماً اختیار کرنا پڑا اور اس ذریعہ سے اسمعیل کی معرفت محل شاہی مین آنے جانے لگی بارہ تیرہ برس سے مین یہی اسے آتے جاتے دیکھتی ہون مگر اصل حال سوا ان تین آدمیون کے جو تے کوئی نہین معلوم نہین خدا جانے کیا ہوا اور کیونکر وصل حقیقی کی نوبت پہونچی یا نہ پہونچی شاہ الیمان البتہ مرتے دم تک اسمعیل کے خون کا پیاسا رہا اور اس بارہ تیرہ برس کے عرصہ مین ہزارون تدبیرین اوس نے اسمعیل کے مار ڈالنے کی کین لیکن کوئی پیش نہ چلی اب مدت سے جہان پناہ کو پیغام آتا تھا کہ ایک شخص ہم نے فن نیزہ بازی مین اسمعیل کے مقابلہ کے واسطے تیار کیا ہے یقین ہے ان دونون کی جنگ دیکھکر آپ نہایت محظوظ ہونگے چنانچہ چار مہینے کا عرصہ گذرا کہ ایک شخص ایڈورڈ نامی ایسے موقع پر یہان پہونچا کہ جہان پناہ کے دشمنون کی طبیعت کچھہ ناسازی تھی اوسنے آتے ہی جلدی کرنی شروع کی بادشاہ نے جمیع رایوان شاہی کے اندراوسکے مقابلے کے لئے دن و تاریخ مقرر کیا یعنی یکم مارچ ۱۸۵۶ء روز دوشنبہ کو دنگل کا حکم دیا گیا جب والدہ صاحبہ کو یہہ خبر لگی تو نہایت محظوظ ہوئین اور عندلیب کی معرفت اسمعیل ترک کو کہلا بھیجا کہ ایکے انشاء اللہ تعالے فلانے مقام سے ہم بھی آپکے کرتب کی سیر دیکھینگے چنانچہ خاص موقع پر میرے

بہادر سے بس پردہ بیٹھکر اپنے دوست کی زیارت کرنے لگیں قضا عند اللہ ہوا سے پردہ جو اوٹا یکایک اسمعیل کا خیال اودھر پڑ گیا بلکہ بشوق دیدار مین گردن بھی پھر گئی حریف نے موقع پاکر فوراً گدی پر نیزہ مارا فیزہ کھاتے ہی اسمعیل کے قلب پر چوٹ لگی اور ہاتھ پاؤن تھرانے لگے سوائے اسکے کچھ نہ بن پڑا کہ حریف کے ہاتھ سے نیزہ چھوڑا بادشاہ کو سلام کرچلتا ہوا لیکن گھر پہونچتے پہونچتے کہنی تک ہاتھ سبز پڑ گیا کیونکہ اوس نیزہ کی پیکان زہر ہلاہل مین بجھائی ہوئی تھی اسمعیل نے شرم کے مارے کسیکو خبر نہ کی اپنے طور پر مرہم پٹی کرتا رہا اس بیوقوفی سے پھر بعد تمام ہاتھ پانی کیطرح گل کر بہہ گیا اور آدھی رات سے پہلے پہلے اوسی زہر کے اثر سے خود بھی جان بحق تسلیم ہو گیا ستے ہین مرتے وقت گھر والون کو وصیت کر مرا تھا کہ یہہ راز ہرگز کسی پر افشا نہونے پائے لیکن عندلیب کو تو اچھی طرح معلوم ہی تھا اوسنے آنکر والدہ صاحبہ سے ذکر کیا والدہ نے اوسی روز سے لباس ماتمی پہنا اور عہد کیا کہ جب تک شاہ الیمان کا سر دھڑ سے علیحدہ پڑا ہوا نہ دیکھ لونگی یہہ لباس نہ اتارونگی یہہ باعث ہے جسکے واسطے آپنے سر کی زیبائش کی گئی اور یون بھی سنا ہے کہ شاہ الیمان نے اس کارنمایان کے صلہ مین آیڈورڈ کو صوبہ بنوور کی حکومت عنایت فرمائی ہے اور شاید یہہ ہی اوسکے ساتھہ وعدہ بھی تھا +

روانہ ہونا نیوزن کا الیمان کیطرف اور واپس جانا مڈیرہ کو بنیل مراد مقید ہوکر

فیوزن اشفتہ حال شاہزادہ منصور الزمان کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ تمام سرگذشت سنکر مین سن ہو گیا یکایک نیت نے یہہ گوارا نہ کیا کہ الیمان کا قصداس کہانی پر ملتوی رکھون اور ریوینجر کے سر کا خیال سر سے نکال ڈالون ہر چند مس روزی نے سمجھایا اور منع بھی کیا مگر میری طبیعت مین کچھ ایسا جنون سمایا کہ ایک نہ مانی اور کلمات زجر زبان پر لا فوراً اوٹھہ کھڑا ہوا اور اوسی زور شور مین گھر آتے ہی ایک نیچہ کرسے باندھ اٹھارہ جون ۱۸۶۶ء روز جمعہ کو الیمان کی طرف چل نکلا راستہ مین ہزارون تدبیرین عمدہ بادشاہ تک پہونچنے اور اوسکے سر کاٹنے کی سوچ تا گیا لیکن جب ۵ ار جولائی ۱۸۶۶ء روز دوشنبہ کو شہر مینونگ مین پہونچا جہان اون دنون مین بادشاہ مقیم تھا ایک بھی تدبیر پیش نگئی بلکہ مکانات شاہی تک بھی گذر نہوا اور فی الواقع وہ تمام تدبیرین خیالی صرف سودے کی جھک مین اپنے مطلب کے موافق سوجھ گئی تھین اور ایک سے ایک عمدہ معلوم ہوتی تھی وہ پیش کیا خاک جاتین اور اون سے کاربرآری کیا پہونچ سکتی اچنا امید ہوکر مس روزی کی نصیحتین یاد آنے لگین اور اس ناامیدی سے دصل دلدار بلکہ دیدار یار کی بھی امید منقطع

ہوگئی جب یہ نوبت پہونچی تو بدستور غم مفارقت کی زیادتی سے قدیمی مرض نے خود کیا اور آہستہ آہستہ فصل سابق کے جنون کی نوبت پہونچ گئی نہ کوئی یار نہ مددگار نہ مونس نہ غمگسار رات دن رونا اور چلانا یا وحشیوں کی طرح پریشان صبح سے شام تک دربدر پھرتے رہنا یہی فقط دو کام رہگئے اور ہر تو مزاج کی یہ کیفیت اور ہر پردیس کا مقدر سو آدمی ایک سے ایک زیادہ سنگدل جب دیکھئے خلقت کا میرے سر پر ہجوم ہے جب سنئے چار دن طرف لڑکوں کی ہو ہو سے مین مفارقت مین کیا ہنسا اونکا ایک تماشا ہاتھ آگیا رو تا تھا تو لوگ ہنستے تھے ہنسا کر بیٹھ جاتا تھا تو نکر یاں مار مار کر بدن سجا دیتے تھے شعر

از سنگ کودکان سرما لالہ زار شد	خط شکستہ بود مگر سرنوشت ما

غرض کہ پھر تو مین دیوانہ تھا ہی کچھ شہر والون نے چیڑ چھیڑ کر اور رُلا تو بنا دیا بلکہ یہہ آشفتہ حالی کا خطاب بھی اوسی جگہ سے عنایت ہوا ہے یعنی تھوڑے ہی دنون مین نیوزن آشفتہ حال نیوزن آشفتہ حال ہر ایک کی زبان پر جاری ہو گیا اور امیر سے لیکر فقیر تک اور جوان سے لیکر بچہ تک سب میری صورت سے آشنا ہو گئے بلکہ دربار خاص تک روز مرہ میری دیوانگی کے تذکرے ہونے لگے قضا عند اللہ ایک روز ایک شخص نے جو ظاہرا اوس شہر کا نہین معلوم ہوتا تھا میری خستہ حالی پر رحم کھا کر میرا مولد اور منشا دریافت کیا مجھے کچھ نیک و بد کا تو خیال تھا ہی نہین صاف کہدیا نیوزن میرا نام ہے جز ایر مڈیرہ کا پینے والا ہون اور شاہ آلیمان کا سر خاص اپنے علاج کیواسطے لینے آیا ہون شعر

از کسے پنہان نمیدارم راز خود چو شمع	ہر چہ در دل ہست ما را بر زبان می آوریم

اتفاقا سیہ گفتگو ایک خاص ملازم شاہی اوسی مجمع مین جو ہر وقت میرے سر پر جمع رہتا تھا کھڑا ہوا سن رہا تھا اوسنے جاتے ہی تقریبا میرے تذکرے مین یہہ بھی ذکر بادشاہ کی خدمت مین عرض کر دیا بعد استماع فرمانے کے حکم ہوا کہ اوسے ہمارے روبرو حاضر کرو فورا دو چار آدمی دوڑے اور مجھے گرفتار کر کے بادشاہ کی خدمت مین لے چلے راستے مین زمانسو دا کیا ضبط میرے دل مین سما کہ یہان کا بادشاہ ظاہر جم دل اور خدا ترس معلوم ہوتا ہے آج کسی تقریب سے میرا ذکر سن پایا ہو گا فرمایا ہو گا سر کیا بڑی چیز ہے لاؤ دے ہی ڈالو اسیواسطے اپنے روبرو بلوایا ہے ورنہ میرا دربار شاہی مین کیا کام تھا اب تو ذرہ بھی اوسکی طرف سے اشارہ پالے تو ہرگز دریغ نہ کیجیو فورا چھاتی پر چڑھ کر کاٹ ہی لیجو ورنہ یاد رکھہ ایسا ہرگز قیامت تک ہاتھ نہ آئیگا یہی منصوبے باندھتا چلا جاتا تھا کہ ناگہان بادشاہ کے روبرو جا کھڑا کر دیا مین نے نہایت تعظیم سے پہلے تو ادا بکو سر جھکایا پھر سیدھا کھڑا ہو کے اسطرح دعائین دینے لگا خداوندا کریم ایسے بادشاہ عادل کو قیامت

سلامت رکھے اور ایک سر کے عوض ہزار عنایت فرمائے جو ہم غریبوں پر رحم کرتا ہے اور للہ سر دینے میں کسیطرح دریغ نہیں کرتا **شعر** آنانکہ در مقام رضا ایستادہ اند | سر چون بہند بزیر پیش پر دہ اند بادشاہ یہ سنکر پہلے تو بہت مسکرایا پھر حکم دیا ابھی اسی پاگل خانہ میں پہونچا دو کیونکہ یہ شخص پاگل دیوانہ ہے اور آیندہ اس سے اظہار رسائی کا بھی خوف ہے لوگ یہ سنکر فوراً کشان کشان دربار سے مجھے پاگل خانے میں لیگئے اور داروغہ کے سپرد کرکے چلے آئے اتفاقیہ پاگل خانہ کا داروغہ مسٹر جیلز نام میرے باپ سے از حد ربط و ضبط رکھتا تھا اور خط و کتابت کے ذریعہ سے میرا نام بھی سن چکا تھا جب میں پاگل خانے میں داخل ہوا تو اوسنے موافق ضابطہ کے کتاب رزنامچہ میں درج کرنے کو میرا نام مع ولدیت و سکونت دریافت کیا میں نے کہا مجھے فیوزن کہتے ہیں باپ کا نام **گولڈن** ہے قوم کا پروٹیسٹینٹ پیشہ تجارت شراب عمر تخمیناً اٹھارہ برس کی رہنے والا جزیرہ مڈیرہ کا یہ سنکر اوسنے مجھے پاس بٹھالیا اور پوچھا تم اس شہر میں کیونکر ہوا میں نے کہا سوائے خشکی دماغ کے اور کیا سبب بیان کروں چند روز ہوئے مالیخولیا ہوگیا تھا اطبار مڈیرہ نے تبدیل آب و ہوا کا حکم دیا والد ماجد نے مع چند ملازمین خاص مجھے پرتگال بھیجدیا وہاں وہ کیفیت تو جاتی رہی لیکن ایک مشکل دورہ کی پیدا ہوگئی چنانچہ اوسی کیفیت حالی میں بغیر کسیکی اطلاع کئے پرتگال سے تنہا میں اوپر کو چلا آیا اور رفتہ رفتہ اپنی دیوانگی کی بدولت میں آپکی خدمت تک پہونچ گیا اوسنے یہ سنکر میرے حال پر نہایت رحم فرمایا اور بادشاہ کی خدمت میں خود حاضر ہوکر عرض کیا کہ یہ شخص فیوزن نام جو بالفعل پاگل خانہ میں بھیجا گیا ہے گولڈن وائن مرچنٹ کا لڑکا ہے پرتگال علاج کیواسطے آیا تھا وہاں سے سودے کی زیادتی میں اسطرف چلی نکلا لوگ خراب خستہ جانے کہاں کہاں ڈھونڈتے پھرتے ہونگے خصوصاً گولڈن کا والد اللہ اعلم کیا حال ہوگا کیونکہ یہ ہی اوسکے ایک لڑکا ہے اور یوسف سے زیادہ اسے عزیز رکھتا ہے اگر حکم ہو بہتر است اسے جزیرہ مڈیرہ کو روانہ کردیا جاوے اور درصورت ضرورت ایک چٹھی بطور فصل نامہ کے گولڈن سے فیوزن کی بابت لکھوا لیا جاوے آخر وہ بھی اپنے تئیں اسی آستانہ بوسی کا ملک خانہ قدیمی شمار کرتا ہے البتہ اگر وہ اسکے افعال کی نگرانی کا اقرار نکرے تو بدستور واپس لاکر پاگل خانہ شاہی میں علاج کیا جائے چونکہ بادشاہ میرے باپ سے بخوبی واقف تھا داروغہ کی اس عرض کو مناسب سمجھکر فوراً منظور کرلیا مسٹر جیلز نے اوسی دن یعنی ۱۳ جولائی ۱۸۶۶ء روز شنبہ کو ایک جہاز پر سوار کرکے مجھے مڈیرہ کیطرف روانہ کردیا اور

گولڈن میرے باپ کو تمام قصہ از الف تا یا لکھہ بھیجا بلکہ اپنی طرف سے یہہ اور پیغام لگادی کہ فیوزن کو جزائر
ٹیرہ سے ہرگز باہر نہ نکلنے دینا ورنہ بجائے اسکے افعال کے تم ملزم سمجھے جاؤگے غرض اس شکل سے چند روز میں
دائرہ کیطرح پھر کر میں اپنے مرکز اصلی پر پھر پہنچگیا جسوقت باپنے مجھے اس حالت سے دیکھا اور جیسا کہ حفظ مراتب
فرمایا پوچھا تم تو پھر گئے تھے جزیرین کیونکر پھر پہنچگئے اور یہہ مرض خاص کیونکر لاحق ہوگیا میں عرض کیا پہلے تو
بطریق سیر جہاز پر نکلا تھا اور فرانس ہوتا ہوا جزیرین کو چلا گیا تھا وہاں مسٹر ریوبیرت اتفاقاً ملگئے وہیں تنہا
ملاقات ہوگئی تجھکو معلوم نہتھا کہ یہہ میاں کا بادشاہ ہے گفتگو کے وقت دادا پر دادا کا کچا چٹھا بیان کیا وہ تو کہا
یہہ شخص دیوانہ ہے یا شاید دانستہ دیوانگی کا بہانہ کیا غرض مجھے پاگل خانہ بھیجدیا مسٹر جیلیٹ بسبب رابطہ قدیمی
کے سفارش کرکے اوس بلا سے نجات دلوائی اور حضور کی خدمت میں روانہ کردیا ورنہ کہاں کا سودا اور کہاں کا
جنون اگر میں دیوانہ ہوتا تو جیسے بادشاہ کے روبرو پہنچا تھا فوراً چھاتی پر چڑھکر سر ہی کاٹ لیتا استقدر تامل
اندیشی ہی کیوں کرتا اور آپ تک پہونچنے کی نوبت ہی کیوں آتی واللہ آپ بھی خوب سمجھے اور اچھا سمجھے سوال کیا شعر

عیب رندان مکن اے زاہد پاکیزہ سرشت	کہ گناہ دگران بر تو نخواہند نوشت

تیہ سنکر بہت کچھ شک رفع ہوگیا اور تمام راہی ٹیرہ کو حکم دیدیا کہ یہہ ہرگز ان جزایر سے باہر نہ نکلنے پاوے غرض ایک مہینہ کامل اسی مصیبت میں گرفتار رہوں جب کبھی کسی جہاز یا کشتی میں سوار ہوکر یا ہر بہانے کا قصد کرتا ہوں لوگ پکڑکر
والد ماجد کی خدمت میں پہونچا دیتے ہیں آج خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ گویا میں اپنے مکان کی چھت پر ٹہل رہا
ہوں ناگہان کسی شخص نے زیر دیوار سے نام لیکر پکارا وہ آواز بعینہٖ مس روزی کی معلوم ہوئی جھانکا کر جو
دیکھا تو فی الحقیقت وہ ہی پر باد کنندہ خانمان رشک شیرین غیرت لیلی مردانہ لباس پہنے ہوئے ایک گھوڑے پر سوار
کھڑی ہے اور کہتی ہے شعر

آہ تا کے ز سفر باز نیائی باز	اشتیاق تو مرا سوخت کجائی باز

اوکھنٹے میں تیرا انتظار کرتے کرتے تھک بھی گئی مگر افسوس تو خواب غفلت سے نہ چونکا یہہ کلمہ سنتے ہی میں نہایت اشتیاق سے
نیچے اترا اور چاہا کہ جھک کر اوسکے قدم مبارک کو بوسہ دوں کہ یکایک اوسنے گھوڑے کو جولان کیا اور میں اوندھے
مونہہ زمین پر گر پڑا اگرچہ ہی صدمہ سے آنکھہ کھل گئی دیکھا تو نہ گھوڑا ہے نہ مس روزی ہے مگر طبیعت حد سے زیادہ
بیقرار ہے شعر

شب کہ یک جلوہ بخواب آئینۂ یار شدم	طفیل دانستہ کرد کہ بیدار شدم

غرض اوسی حالت

مین پلنگ سے اوٹھکر باہر نکل آیا اور یہہ خبط دل مین سمایا کہ شاید مس روزی تشریف لائی ہو اور آزردہ ہوکر واپس چلی گئی ہو دو قدم آگے بڑہکر تلاش تو کرنا چاہیے اسی خیال مین سر و پا برہنہ مین بھی اوسی راستہ ہولیا جس راستے خواب مین اوسے جاتے دیکھا تہا لیکن کمین پتہ نہ لگا رفتہ رفتہ جب قریب کنارۂ سمندر کے پہونچگیا تو یہ آواز میری زبان سے یہہ نکل گیا اب تیرے دیوانہ ہونے مین کیا شک رہا کہان پرتگیز اور کہان یہہ جزیرۂ بلا انگیز اتنے مین آپسے ملاقات ہوگئی اور بموجب فرمان کے تمام قصہ اول سے آخر تک آپکی خدمت مین عرض کرنا پڑا اب آپ براہ مہربانی اپنے حال سے مطلع فرمائیے شاہزادۂ منصور الزمان نے فرمایا مین ایک سیاح آدمی ہون ملک عرب کا رہنے والا قوم کا مسلمان بالفعل پرتگیز کا قصد رکہتا ہون اگر تو بہی صدق دل سے کلمۂ طیبہ زبان پر لائے تو اپنے ساتہہ پرتگیز لے چلون اور انشاء اللہ تعالے تیری شرط پوری ہونیکی بہی کوئی صورت نکال دون فیروزن نے کہا مین خود سن تمیز سے خدائے بزرگ کی وحدانیت کا قایل اور حضرت خاتم الانبیا کے رسالت کا معتقد ہون مگر ماں باپ کے لحاظ سے ابتک اپنا مسلمان ظاہر نکرسکا اور بالفعل سوا سطے قبول نہین کرسکتا کہ مس روزی جسکو اپنی جان شیرین سے زیادہ عزیز رکہتا ہون خداوند یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ سمجہتی ہے اور تمام خاندان اوسکا اسی دین مسیحی کا پابند ہے اگر وہ دین اسلام قبول کرلے تو مین بہی فورا اپنے اعتقاد دین کو ظاہر کرون شاہزادہ نے یہہ شرط منظور فرمائی اور فیروزن کا ہاتہہ پکڑکر اپنی کشتی کے پاس لیگیا اور کہا یہہ دریائی گہوڑا موجود ہے اگر جان شیرین عزیز نہین تو بسم اللہ بیٹہہ جاؤ اور رجد ہر خدا لے چلے چلو ورنہ خیر بندہ جاتا ہے آپ اسی جزیرہ کی ہوا کہائے فیروزن نے کہا اول قیومت سے ڈرنا ہے سراسر فضول ہے کیونکہ جب یہہ آتی ہے نہ خشکی مین چہوڑے نہ تری مین دوسرے مین اس حالت کی زندگی سے ہزار درجہ موت کو ترجیح دیتا ہون پہر خون کرنے کے کیا معنی آپ سے دو قدم آگے چلنے کو موجود ہون اور یقین ہے بہ نسبت آپکے مین کشتی کو بہی بآسانی چلا سکونگا کیونکہ ہم لوگ جزیرون کے رہنے والے اکثر اس فن خاص مین زیادہ مہارت رکہتے ہین یہہ کہکر دونون سوار ہوے اور توکلت علی اللہ ایک سمت کو چل نکلے ؛

پہونچنا شاہزادۂ منصور الزمان کا کوہ اطلس پر اور ایک حکیم سے ملاقات کرکے تقریبا اپنا حال بیان کرنا ؛

شادی و نشاط دربی اور مسرت		شادی و نشاط باکے غرض نہ ہے	ربا عی

آنکس کہ درین زمانہ اورا غم نیست | یا آدم نیست یا درین عالم نیست | راوی لکھتا ہے کہ شاہزادہ منصور ازمان

کی کشتی جزیرہ مذکورہ سے چھوٹکر کچھ ہوا کے جھوکون سے کچھ زمین کی کشش سے سیدہی مشرق کیطرف بہتی ہوئی
تین چار روز بعد دہم شعبان ۱۰۳۵ ہجری روز دوشنبہ کو ایک پہاڑ کے داسن سے جالگی شاہزادہ نے اوس مقام
پر اوترکر فیروزن کو کشتی کے پاس بٹھایا اور آپ واسطے تلاش آبادی کے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا تاکہ کسی آدمی سے
اوس جگہ کا نام ونشان دریافت کرے اور پرتگیز کا راستہ پوچھے جب چوٹی پر پہونچا تو دیکھا دوسری طرف دامن
کوہ کے وسط مین دو شخص دو رہین کے ذریعہ سے پہاڑ کی جانب دیکھ دیکھ کر کچھ کاغذ پر لکھہ رہے ہین شاہزادہ
نے فوراً نزدیک کوہ سے اپنے تئین اون دونون کے قریب پہونچایا اور رسوافق دستور اہل اسلام کے سلام علیکم
کہکے پوچھا اس پہاڑ کا کیا نام ہے اور پرتگیزیان سے کتنی دور ہے اونہون نے سلام کا جواب دیکر کہا
کوہ اطلس کے شمالی سلسلہ مین شمار کیا جاتا ہے جو براعظم افریقہ کے گوشہ شمال ومغرب مین سنا ہوگا کہ فلانا پہاڑ
اطلس مراکو کے مشرق مین ہے اور یہ چھوٹا سا ٹکڑا عین وسط سمندر مین واقعہ ہے کہکر رہے تھے اور کچھ
چھپ بھی جاتا ہے اور پرتگیز یہان سے بہت قریب سید ہا شام کیا اور سمندر کے رو بجزیرہ تہ بازہ کر پہنچگیا
پہاڑ پر کیونکر تشریف لائے اور کس نام ونشان شاہزادہ کو سمجھے پاؤن تک ملاحظہ فرمایا اور پھر اپنے نقشہ کو دیکھا
اسقلیمون صاحب کے شاگردان مشائیون کی عنایت سے عقلمند تھا اپنے دلمین سوچا کہ انکو انہین کے ذہن کا
والے ہین جناب حکیم صاحب محمد دہ کہنے جب بہت تن ہوجائین تو جو چاہنا سو کہہ گزرین اپنے محرر پر رات
ہوا ہے شاہزادہ یہ تقریر سنکر جواب دیا خاص بر اعظم افریقہ کے تغیر تہا ما ہوا معلوم ہوتا ہے شاہزادہ نے کہا یہ
مقیاس الامراض سے سمجھکا امتحان کر رہا ہون کہ آیا ہم مین دونیا کا مارہے صاف خداوند کریم زمانہ کا
کا پتہ پوچھا چاہیے سو زمین پر کسقدر بر اعظم ہونگے خدا فرماتا ہے لتعلموا عدد السنین والحساب یعنی وہ
پہاڑ کی چوٹی پر سے کیا ان پانچون مین ملک کہتے ہو سکو تنزلین تاکہ پہچانو تم گنتی برسون کی اور حساب ہر مین
حاصل کیے وعدہ ۱۱ آمریکہ مین ۷ اوسٹریلیا ہے ساکن حکیم صاحب نے فرمایا قدرہ کی ضمیر احد راجع ہے صرف تم کیطرف
درخواست کی بکہ وبا دشاہتین تہین ایرکیے لیتے ہو شاہزادہ نے جواب دیا خیر اسکی تاویل یونہین سہی مگر سورہ
کہف دیتے ہین آر صفت اقلیم کے معنی کیا سمجھے کہ جعل الارض قرارا (بھلا کسنے بنایا زمین کو ٹھہرا) یہان کیا معنی

آنکس کہ درین زمانہ اورا غم نیست | یا آدم نیست یا درین عالم نیست | راوی لکھتا ہے کہ شاہزادہ منصور ازبان

کی کشتی جزیرہ ٹیرہ سے چھوٹکر کچھ ہواکے جھوکون سے کچھ زمین کی کشش سے سیدھی مشرق کیطرف بہتی ہوئی
تین چار روز بعد دیم شعبان ۵۵۲ ہجری روز دوشنبہ کو ایک پہاڑ کے دامن سے جا لگی شاہزادہ نے اوس مقام
پر اوترکر فیروزن کو کشتی کے پاس بٹہایا اور آپ واسطے تلاش آبادی کے پہاڑ کی چوٹی پر چڑہ گیا تاکہ کسی آدمی سے
اوس جگہ کا نام ونشان دریافت کرے اور پرتگیز کا راستہ پوچھے جب چوٹی پر پہونچا تو دیکھا دوسری طرف دامن
کوہ کے وسط مین دو شخص دو رہین کے ذریعہ سے پہاڑ کی جانب دیکھہ دیکھہ کر کچھ کاغذ پر لکھہ رہے ہین شاہزادہ
نے نوراً فراز کوہ سے اپنے تئین اون دونون کے قریب پہونچایا اور موافق دستور اہل اسلام کے سلام علیکم
کرکے پوچھا اس پہاڑ کا کیا نام ہے اور پرتگیز یہان سے کتنی دور ہے اونہون نے سلام کا جواب دیکر کہا
کوہ اطلس کے شمالی سلسلہ مین شمار کیا جاتا ہے جو بر اعظم افریقہ کے گوشۂ شمال و مغرب مین سنا ہوگا
اطلس مراکو کے مشرق مین ہے اور یہ چھوٹا سا ٹکڑا عین وسط سمندرین واقعہ ہے کہ
چھپ بھی جاتا ہے اور پرتگیز یہان سے بہت قریب سید ہا شاہزادہ
پہاڑ پر کیونکر تشریف لائے اور کس نام ونشان
استقلیمون صاحب کے شاگردان شائین
والے ہین جناب حکیم صاحب محمد
ہوا ہے شاہزادہ یہہ تقریر
مقیاس الامراض سے
کا پتہ پوچھنا چاہیے
پہاڑ کی چوٹی پر
حاصل کئے وعدہ
درخواست کی لیکا
کئے بیٹے ہین آ

کھلنے لگا جون جون آگے بڑھتا تھا طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی جاتی تھی اور دنیا و مافیہا کا خیال دل سے
مٹتا جاتا تھا کیون علیران خوش الحان کے پیچھے کیون کیک و بسکٹ کے قطعے کیون بلبل کی چہچہی آواز
کیون ہزار داستان کا سا لطف نرالا انداز غرض یہ کیفیت دیکھتا ہوا شاہزادہ اک بیر علیشان کے قریب
پہونچا بغور دیکھا تو وہ بیر از سر تا پا خشخاش رنگ کے تازہ پھولون سے بنا ہوا تھا رہا میں خوشبو تھی
کسی اوستاد نے بنایا تھا کہ بعینہ مثبت کا کام معلوم ہوتا تھا تا غوچہ شہد کی مکھیان پھولون پر بیٹھ رہی تھیں
وہی تھوڑی دیر میں خود بخود دروازہ اوس برج کا کھل گیا دروازے کے کھلتے ہی ایک خوشبو فرحت انگیز
اوسمین سے نکلی کہ تمام باغ مہک اوٹھا اور سارے پھولون کی خوشبوئین مکس ہو کر وہ عطر بیز ہوا تھی
سے کہ امین بغیر اجازت برج کے اندر قدم نہین رکھ سکتا آپ بھی اوسی ہوا کے تشریف لیجانے سے اندر
آگے قدم بڑھایا اندر کی جو سامان فرش فروش وغیرہ کی قسم سے نظر آیا سب پھولون ہی سے ترتیب دیا ہوا تھا
اور حکیم صاحب بھی برج کے بیچ مین تنہا پھولون کی مسند پر بیٹھے ہوئے ایک نقشہ کو ملاحظہ فرما رہے تھے اور کسی
پر کار سے ناپتے جاتے تھے آپکے جاتے ہی نہایت آداب سے سلام کیا اور مودب مسند کے روبرو رہا تھا بارہ کہ حکیم
حکیم صاحب نے سلام لیکر کہی با خوب خوبے شاہزادہ کو سر سے پاؤن تک ملاحظہ فرمایا اور پھر اپنے نقشہ کی
متوجہ ہو گئے اسمین اور ان ہی خدا کی عنایت سے عقلمند تھا اپنے دلمین سوچا کہ انکو اتنا موقع کیا
مین لگا کر اپنی طرف متوجہ کرنا چاہئے جب بہت دن رہ جاوینگے تو جو چاہینگے سو کہ گا
حضور کیا ملاحظہ فرما رہے ہین جواب دیا خاص یہ نقشہ
مین بیمانہ کی رو سے اسکا امتحان کر رہا ہون کہ آیا وہ
نے عرض کیا تمام کرہ زمین پر کسقدر رہ ظہور ہوئے
اوسٹریلیا عرض کیا ان پانچون مین ملک
۱۰ افریقہ مین ۱۵ امریکہ مین ۷ اوسٹریلیا
زمین پر صرف دو بادشاہتین تھین ایر
سے عرض کیا ہفت اقلیم کے معنی کیا ہین

نہ با دشاہتین سات یہہ سنتے ہی نقشہ کو چھوڑ دیا اور زمانے لگے خط استوا کو جانتے ہو کسے کہتے ہین عرض کیا
ہان ایک فرضی خط ہے جو تمام کرہ زمین کے گرد مشرق سے مغرب کو بطور دائرہ کے قطب شمالی اور قطب جنوبی
سے برابر دوری پر مان لیا گیا ہے جسکے باعث کرہ زمین برابر کے دو حصون مین منقسم ہو جاتا ہے اوسمین سے
ایک کو نصف الارض شمالی اور دوسرے کو نصف الارض جنوبی کہتے ہین اور اس خط سے جتنے خط برابر دوری
پر شمال یا جنوب کو کھینچے جائین وہ خطوط متوازیہ کہلاتے ہین یا خط الارض کے نام سے مشہور ہین اب اس
دائرے کے فرض کرنے کے سبب دوسرا دائرہ شمال سے جنوب کو فرض کرنا پڑا جسکا نام معدل النہار
رکھا گیا اور خط معدل النہار ہر ایک سرزمین کے واسطے ہونا لازم ہے کیونکہ آفتاب خط
استوا کے مقابل ۲۴ گھنٹہ مین ۔ نہ گردش کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے پس ضرور ہوا کہ
رات دن مین ایک مرتبہ ہر ایک ۔ ہو کر گذر جایا کرے اور جو حصہ جسوقت مقابل
پر ہوا وسیکو معدل ۔ النہار فرض کیا جائے ممکن ہے
لیکن شمار کیواسطے ۔ جاہیے تاکہ خطوط متوازیہ
اور خطوط ۔ دے کی تقدیر

اسبق خط استوا سے خطوں تک بہت سے منطقے ہو سکتے ہیں لیکن اونکی آب و ہوا کے تبدل و تغیر میں ہر ایک بخوبی تمیز نہیں کر سکتا اسواسطے حکمائے متقدمین نے سب تقاسیم سبعہ سیارہ تمام کرہ زمین کو سات معمول یعنی منطقوں پر تقسیم فرمایا ہے جنمیں سے ایک منطقہ استوائی ہے دو منطقہ معتدلہ اور دو منطقہ باردہ اور ہر ایک منطقہ کو ایک اقلیم قرار دیا خواہ اوسمیں پانی ہو خواہ زمین خواہ آباد ہو خواہ غیر آباد اور چاہے ایک ملک یا ایک سلطنت اوسمیں آباد ہو اور چاہے کئی ملک یا کئی سلطنتیں کیونکہ حکما کو نہ کسی ملک کی سرحد سے کچھ مطلب تھا جو اپنی تقسیم میں اوسے قایم رکھتے اور نہ کسی سلطنت سے غرض تھی جو کرہ زمین کے حصے کرتے وقت اوسکی رعایت ملحوظ خاطر رہتی اور فی الواقع کسی ملک یا سلطنت کی رعایت جو در اصل ایک زوال پذیر شے ہے کیونکر کر سکتے تھے اور وہ کہانتک قایم رہ سکتے تھے غرض اون ہی منطقوں کی رعایت سے تمام کرہ زمین ہفت اقلیم کے نام سے مشہور ہوا اور آجتک مشہور ہے اس صورت میں تمہارا اعتراض ہمارے کلام پر عاید نہیں ہو سکتا اور جو کچھ مصنفین نے بلا تحقیق اقالیم کی نسبت لکھا ہے وہ سب غلط ہے شاہزادہ نے کہا لفظ اقلیم کی نسبت اب بخوبی میرا اطمینان ہو گیا شعر زہے تقریر دلچسپ تماشا گاہ روحانی بیان شافی نزہت روح انسانی لیکن اکثر حکمانے فرمایا ہے کہ آفتاب زمین کے تقابل ۲۴ گھنٹہ میں ایکبار ہمیشہ گردش کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے ان الفاظ سے کچھ ایسا سمجھ میں آتا ہے کہ شاید در اصل آفتاب گردش نہیں کرتا بلکہ میرے ہی ذہن کا قصور ہے فرمایا ہے زمین کی گردش محوری سے یہ صورت پیدا ہوتی ہے یعنی در اصل زمین اپنے محور پر رات دن میں ایک بار گردش کرتی ہے جسکے سبب سے اہل زمین کو آفتاب چکر کھاتا ہوا معلوم ہوتا ہے شاہزادہ نے کہا یہ بات تو طبیعت قبول نہیں کرتی کیونکہ کلام مجید میں جسپر تمام دین و دنیا کا مدار ہے صاف خداوند کریم فرما چکا ہے هو الذی جعل الشمس ضیاء و القمر نورا و قدره منازل لتعلموا عدد السنین والحساب یعنی وہ ہے جسنے بنایا سورج کو اور چاند کو اجالا اور ٹھہرائیں اوسکو منزلیں تاکہ پہچانو تم گنتی برسوں کی اور حساب پھر میں کیونکر مان لوں کہ زمین متحرک ہے اور آفتاب ساکن حکیم صاحب نے فرمایا قدرہ کی ضمیر واحد راجع ہے صرف تم کو یا تم خواہ مخواہ اوسمیں شمس کو بھی شامل کر لیتے ہو شاہزادہ نے جواب دیا خیر اسکی تاویل یوں نہیں سہی مگر سورہ نمل کے پانچویں رکوع میں بجا رشاد ہوا ہے ... جعل الارض قرارا (جسنے بنایا زمین کو ٹھہراؤ) یہاں کیا معنی

لگا کیونکہ اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے والشمس تجری لا مستقر لہا یعنی کام میں لگا یا سورج اور زمین کو ہر ایک چالیس برس ایک ٹھہرے وقت پر اسکا کیا جواب بجھے گا یہ سنکر حکیم صاحب نے فرمایا افسوس تم نہیں سمجھے یہ آیتیں موافق اعتقاد تمہارے جو تم نازل ہوئیں ہیں کیونکہ وہ لوگ پہلے زمین کو ساکن اور آفتاب کو متحرک خیال کرتے تھے اسلئے اگر حکم موافق انہیں کی عقل کے سمجھانا لازم آیا تھا تو ارشاد ہوا اگر بفرض محال موافق تمہارے خیال کے آفتاب متحرک بھی ہے تو اسکو کوئی حرکت دینے والا ضرور ہوگا پھر حرکت دینے والا اپنا سچا معبود کیوں نہیں مانتے تاحق اللہ ہونکی طرح تمہارے سمجھانے سے کیا فایدہ یہ کہکر مصافحہ کے واسطے ہاتھ پہلے کے قبول کیا مرے تو صاحب اسلام اور پابند احکام خدا اور رسول معلوم ہوتا ہے اور ہے شاہزادہ نے بھی ہاتھ بڑھا کر مصافحہ کیا اسیکا تو حکیم صاحب کو نہایت بے اعتمائی سے باتیں کرتے تھے لیکن مصافحہ کرتے ہی دونوں ہاتھ شاہزادے کے آنکھوں سے لگائے اور سر و قد تعظیم دیکر اپنے برابر مسند پر بٹھا لیا شاہزادہ کو یکایک اس التفات سے نہایت تعجب ہوا اور بے اختیار زبان سے نکل گیا کہ شاید آپکو میری نسبت کچھ شک واقع ہوا جو اسقدر تعظیم و تکریم مین مبالغہ فرمایا گیا ارشاد ہوا یہ تو ہم پہلے ہی از روے قیافہ کے جان گئے تھے کہ تم کہین کے شاہزادہ ہو ورنہ اسقدر اپنا سفر خالی کرتے لیکن یہ اب معلوم ہوا کہ آپکا نام نامی منصور الایمان ہے اور شاہ عبد الباقی کشور کشا اور جزیرہ وسیلان سے تشریف لائے ہین یہ سنکر شاہزادہ کو اور بھی زیادہ تحیر پیدا لگا سبحان اللہ یہ بھی کرۂ زمین کی تقسیم ہوگئی کہ دلایل عقلی سے گذرے حق

کس دست آویزے فرماتے ہین آیا میرے چہرہ پر نام لکھا ہوا ہے

سا دیا نہین لیکن یہ انگوٹھی جو آپکے ہاتھ مین ہے زبان حال

تقریر سے شبہ ہوا کہ شاید ہمارون ہی نے یہ انگوٹھی

ٹھی آپ ہی کی ہے جواب دیا میری تو نہین لیکن

حضرت حکیم اقالیموس الٰہی ہے اور اہل عرب

ن سے مرکب ہے ایک اقالیم سے جو جمع ہے اقلیم کی

ہ مین اونہین کے خزین فیض کا خوشہ چین

ہون یعنی حضرت افاضت پناہی کے شاگردان اشرافین مین میرا نام درج ہے ابھی ہے صدچند روز کا ہوا کہ جناب فضیلت مآب نے کوہ کارٹولی پر جو بنوبی امریکہ کے غربی کنارہ پر واقع ہے تقریبا تمام داستان آپکے والد ماجد عبدالباقی کشمیر کشائی کی کوہ نقوتا پر آنیکی اور انگشتری خاص عنایت فرمانے کی اور آپکے پیدا ہونیکا سال اور سن تمیز تک پہونچنے کی کیفیت بیان فرمائی تھی شاہزادہ نے جو امریکہ کا نام سنا تو خیال گذرا نہین حضرت حکیم دوراندیش الامراض مقیاس الامراض نہو کیونکہ اپنے استاد کے بھی یہہ دو نام بتاتے ہین ایک اقلیموس الٰہی دوسرا سلطان الحکما آپکو سب اقلیمون کہکے اور بھی کہتے ہین جواب دیا ہان جنابِ استاد و پیر و مرشد ناحضرت اقلیدس الٰہی دام اقبالہ فیوضہم نے خدمت پیمایش کرہ زمین میرے سپرد کی ہے جو امر مجھے تمامتر شاق گذرتا ہے کہ کوہ بکوہ صحرا بصحرا گشت کرتا پھرتا ہے شاہزادہ نے کہا حکیم مقیاس الامراض بھی آپکے وقت مین دکھائی دیتے ہین یا نہین یہہ سنکر حکیم اقلیمون نے بڑی دیر تک سوچکر جواب دیا مقیاس الامراض تو کوئی نہین البتہ مقیاس الحکمت جناب فضیلت مآب کے ایک شاگرد رشید کا خطاب ہے جو کوہ کارٹولی سے چند روز کیواسطے ہو جب حکم حضرت افادت پناہی اطبا کے بھیس مین شہر نیویارک کو تشریف لیگئے تھے اگر وہان تمکو ملین تو مقیاس الامراض مشہور کیا ہو تو خبر نہین لیکن آپ اپنے اصلی مطلب پر ارشاد فرمائین کہ اونکے نام پر پہنچنے کیا غرض ہے شاہزادہ نے یہہ سنکر تمام رکمال اپنا قصہ ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اور وہ تصویر جسکے نکالنے کو روبرو رکھدی کہ اسکی تلاش مین امریکہ ہوتا ہوا یہانتک پہونچا ہون اور جو جو صورتین سفر کی اونمین سے کچھ عرض نہین کرسکتا اور یہہ بھی یقین جانتا ہون کہ یہہ تمام کارستانی اونہین حضرت یعنی مقیاس الحکمت کی ہے اگر آپ صاحب تصویر کے نام سے واقف ہون تو مطلع فرمائین کہ جنکے ہجر کی کشاکش سے جان حزین کو آرام ملے اور جو نہین تو حکیم مقیاس الامراض کا پتہ بتائے کہ اونکی خدمت مین حاضر ہوکر اپنے مرض لاعلاج کا علاج پوچھون یا اپنے خون ناحق کی اونکے ذمہ تہمت رکھون

شعر

دل کہ افسردہ شد از سینہ برون باید کرد	مردہ ہر چند عزیز است کہ نتوان داشتا

حکیم اقلیمون نے اوس تصویر پر نہایت غوص کرکے فرمایا اتنا مین البتہ کہہ سکتا ہون کہ یہہ تصویر جسنے کھینچی حکیم مقیاس الحکمت ہی کی بنائی ہوئی ہے لیکن یہہ نہین جانتا کہ کسکی ہے اور اسکا نام کیا ہے ملک واللہ ثم باللہ یہہ عقدہ وہی آج

آپ ہی کی زبانی سے عمل ہوا ہے کہ جناب حکیم مقیاس الحکمت صاحب اس غرض سے شہر نیویورک کو روانہ فرمائے گئے تھے ورنہ آجتک میں اس راز سے آگاہ نہ تھا اور اب یہ فتوی بھی یقینی دے سکتا ہون کہ حکیم مقیاس الحکمت بھی شہر میرٹھ مطلق اس اسرار سے واقف نہونگے کیونکہ میرے روبرو جناب فیض آب حضرت حکیم ذکا الیوس صاحب سلطان الحکمائے کوہ کارمڈلی سے اونکو شہر نیویارک کی جانب روانہ فرمایا تھا اور چہرہ خاص ہیں دیکھکر دیر تک کچھ تعلیم فرماتے رہے تھے اس سے عیان ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خاص کوئی نکتہ حضرت محمد رسول باجاء استاذ الاستاذ الحکیم کا ہے اور حضور کے نکتہ سے بغیر اسکے کہ خود مطلع فرمائین ممکن نہیں جو کرامات کا تعین ہو آگاہ ہو جائین شاہزادہ نے کہا جب آپ فرماتے ہین کہ بیشک اس تصویر کو جناب حکیم مقیاس الحکمت نے بنایا ہے تو پھر اسکے کیا معنی کہ وہ صاحب تصویر سے واقف نہون جواب دیا علم استراق کے زور سے جناب فضیلت مآب صاحب تصویر کو حکیم مقیاس الحکمت کے روبرو کر دیا ہوگا اس صورت مین بیچارہ مصور صاحب تصویر کے نام و نشان سے کیا واقف ہو سکتا ہے بلکہ تعجب نہین کہ وہ خود اس تصویر کو نہ پہچان سکین کہ آیا مین نے ہی کھینچی ہے یا کسی اور نے اور کس تقریب سے اور کس مقام پر کھینچی گئی کیونکہ علم استراق کا ایک یہ بھی قاعدہ ہے کہ اگر عامل عمول سے کوئی کام لیکر حکم دیدے کہ تو اس امر کو مطلق یاد نہ رکھنا تو وہ فوراً بھول جائیگا پس اگر حضرت افادت پناہی سلطان الحکما کو اخفاء اس راز کا منظور ہے تو از سر تا پا تمام اس قصہ ہی کو حکیم مقیاس الحکمت کے صفحہ خیال سے مٹا دیا ہوگا شاہزادہ نے پوچھا علم استراق کیا شے ہے جواب دیا مقناطیس حیوانی کے اثر سے جو کام لیا جاوے اوسے استراق کہتے ہین اور اوسکے اثر کو جواب مقناطیسی لیکن صوفیہ صافی مزاج کی اصطلاح مین اسیکا نام علم مکاشفہ ہے اور اسکے عمل کو مراقبہ کہتے ہین ہم لوگ اشراقین اسی عمل کے ذریعہ سے ہزارون کوس کے فاصلہ پر وقت خاص مین اپنے اوستاد سے بلا تکلف گفتگو کر سکتے ہین اور اوستاد سے بھی بخوبی ہر ایک قسم کی تعلیم دے سکتا ہے اور یقین ہے آپکو بھی کسی موقع پر اس علم کے سیکھنے کی ضرورت پڑے یا حضرت محمد رسول سلطان الحکما خود تعلیم فرمائین شاہزادہ نے کہا بالفعل حضرت کہان تشریف رکھتے ہین جواب دیا چند روز سے ممالک مشرقی کیجانب تشریف لیگئے ہین عرض کیا جب آپکو اپنے اوستاد سے فاصلہ بعیدہ پر گفتگو کر لینے کی قدرت حاصل ہے تو براہ مسافر نوازی میرے معاملہ مین بھی دو ایک باتین پوچھ دیجئے کہنے لگے یاد نہین وقت خاص کی مین پہلے ہی تیاری کر چکا ہون کیونکہ اس عمل کیواسطے طرفین کی توجہ شرط ہے اسلیئے جناب

تمام آتش نمرودی سرد ہوکر گلزار بنگئی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ بفضلہ تعالے صحیح وسالم اوس آگ سے باہر نکل آئے وہ حلہ ایک پارچہ حریر کی قسم سے تھا جو میراث حضرت یعقوبؑ کے قبضہ مین آیا اور حضرت نے اوس کپڑے کو بطور تعویذ کے حضرت یوسفؑ کے بازوے مبارک پر باندہ دیا جب حضرت یوسفؑ اپنے بھائیون کی دشمنی سے ملک مصر مین پہونچکر بادشاہ ہوئے اور اپنے والد بزرگوار حضرت یعقوبؑ کے بصیر ہونیکی خبر سنی تو اوسی پیرہن کو بازوے مبارک سے کھولکر یہودا اپنے بھائی کو دیا کہ اسے لیجاکر حضرت کے چہرہ انور پر ڈالدو خداوند کریم اپنا فضل وکرم کریگا چنانچہ ویسا ہی کیا گیا اور حضرت یعقوبؑ کی آنکھین بدستور روشن ہوگئین وہ پارچہ حریر کسی تقریب سے حکماے یونان کے ہاتھ لگ گیا اور مدت دراز تک اوسکے استعمال مین مباحثہ ہوتا رہا آخر کار یہ تجویز ٹھہری کہ اس پارچہ حریر کی نقاب تیار کرنی چاہیے تاکہ ہمیشہ تمام جسم سے باندہ اور بوسہ گاہ لب ودندان اور منظر چشم عاشقان رہے اور اس تقریب سے حضرت یوسفؑ کے حکم کی تعمیل بھی پوری ہوجاے یعنی آپنے یہودا کو حکم دیا تھا اسے لیجاکر چہرہ پر ڈالدو ان وجوہات سے اوس پارچہ حریر کی نقاب بنائی گئی اور نقاب یوسفی اوسکا نام رکھا گیا یہ وہی نقاب ہے جو آجتک حکماے یونان کے خاندان مین تبرکاً وتیمناً چلی آتی ہے اور یہ بھی امتحان کی رو سے ثابت ہوچکا ہے کہ یہ نقاب بجاے خود ایک قلعہ فولادی کا حکم رکھتی ہے کیونکہ کوئی حربہ کسی قسم کا اسپر اثر نہین کرسکتا اور صاحب نقاب حرق وغرق وغیرہ تمام آسمانی اور امراض جسمانی سے محفوظ رہتا ہے یہ سنکر شاہزادہ نے اوس پارچہ حریر کو آنکھون سے لگایا اور نور آبطور نقاب کے چہرہ پر ڈال لیا فی الواقع چہرہ پر ڈالتے ہی دل ودماغ روشن ہوگیا اور ہاتھ پاؤن کی طاقت کہین کی کہین بھاگگئی یہ حال دیکھکر شاہزادہ اپنے دلمین سوچا اب کسیطرح مہینا بہر حکیم صاحب کا پیچھا چھوڑا سمجھنا چاہیے یقینی انکی خدمت سے عظمت حاصل ہوگی اور جواب چھوڑکر مین کہین چلا گیا تو خدا جانے پھر انکو یاد رہے نہ یاد رہے اور ملاقات نصیب ہو یا نہ نصیب ہو یہ سوچکر کہنے لگا امید وار ہون کہ جناب اقدس براہ مہربانی مجھے بھی منجملہ تافرج وماغرج کے اپنے قدم مبارک سے جدا نفرمائین انشاء اللہ تعالے ان دونون سے زیادہ ہر وقت خدمت مین مستعد رہونگا یہ سنکر حکیم صاحب قبلہ گبرائے اور سوچنے لگے کہ بغیر حکمت عملی اب شاہزادہ سے پیچھا چھوڑانا دشوار ہے نرا اگر تافرج وماغرج اس امر پر راضی ہوجائین تو کیا مضایقہ عرض کیا اونکا راضی کرلینا کیا مشکل ہے اگر حکم ہو ابھی

روبرو لاکر اقرار کرادون فرمایا بہت اچھا یہ سنکر شاہزادہ خوشی خوشی اوٹھا اور فوراً تاخیر و تامل کے رتھی اگیکو
بیچ کے باہر نکل آیا جسوقت اوس قبۂ ریاحین کے باہر قدم رکھا دیکھتا کیا ہے جزیرہ سیلان مین کاخ سلطانی کے
روبرو کھڑا ہون بس نگاہ اوٹھاتے ہی دل بیٹھ گیا موتہہ زرہ سا نکل آیا رنگ فق فق کرنے لگا کہ جہان پناہ
یہہ قطع وضع دیکھکر کیا فرمائین گے اور اراکین سلطنت کیسی نفرین کرینگے یہہ حکیم تھے یا کوئی یہان متی کا تماشا
کرنے والے تھے زبان سے کچھہ کہا آنکھون سے کچھہ دکھایا یہہ نیک کہین دیا اب اونکا کیا بگڑا یہین تو مصیبت مین
پھنس گیا اگر کسی نے دیکھہ لیا اور ظل سبحانی تک خبر ہوگئی تو سوا اسکے کہ سودائی تصور کیا جاؤن اور کیا کہکر
ہے اس سے بہتر یہہ ہے کہ مونہہ کو ڈوپٹے سے چھپا کر کسیطرح شہر کے باہر نکل چلو یہہ سوچکر گلی کوچہ مین ہوتا ہوا جلدی
جلدی چوروں کے مانند شہر پناہ کے باہر پہونچا چونکہ بہاگتے بہاگتے دم پھول گیا تہا ایک درخت سایہ دار کے نیچے
بیٹھہ کر سانس لینے لگا ابہی ہوش وحواس قایم نہوئے تھے کہ ایک سوار نے آکر جسکو شاہزادہ بہی بخوبی پہچانتا
تہا بیگار مین پکڑ لیا اور ایک بہاری بوجہہ سامنے رکہکر کہنے لگا اسکو بندرگاہ گیلی مک پہونچا دے کیونکہ آج
شام کو مع اخیر شاہزادہ منصور الزمان واسطے سیر کوہ لقوتا کے جہاز پر سوار ہونیوالا ہے اور مجہے اوسکے ہمراہ رکھا
جانیکا حکم ہے شاہزادہ یہہ سنکر عجیب حیرت مین پڑا کہ واللہ اعلم یہہ ملعون کیا بک رہا ہے کون شاہزادہ منصور الزمان
کیسا کوہ لقوتا مجہے مدت ہوئی خدا جانے کہان کہان پہرکے حکیم صاحب کی عنایت سے پہر واپس بہی آگیا اور یہہ
ابہی اوسی پہلے ہی نشہ مین سرشار ہے علاوہ ازین گیلی بندر اس مقام سے قریب تیس کوس کے ہے اور دن
پہر بہر سے زیادہ معلوم نہین ہوتا مین یہہ بوجہہ اوٹھاکر پیادہ شام تک اوس جگہہ پہونچ کیونکر سکتا ہون
لیکن انکار مین عورت جانیکا خوف تہا اور نام بتانے مین قلعی کہلتی تہی ناچار وہ بوجہہ اوٹھاکر سر پر رکھا چاہتا
تہا کہ ناگہان سامنے سے شاہزادہ منصور الزمان کی سواری نمودار ہوئی وہ سوار تو جلوس خاص دیکھکر
کسی طرف کو کھسک گیا شاہزادہ اوسی درخت تلے متحیر کھڑے کا کھڑا رہگیا جسوقت سواری قریب پہونچی شاہزادہ
نے ایک ایکہ اپنے جلودار کو پہچان لیا اور منصور الزمان کو بعینہٖ اپنے ہمشکل پایا اور تمام رفقا مثل سہیل کمینی
وغیرہ کے بدستور ہمراہ رکاب دیکھے البتہ عمادبن عمید کا کہین پتہ نہ تہا اب شاہزادہ اور بہی حیرت سے مثل تصویر
بنگیا تہوڑی دیر بعد آہستہ آہستہ دونون منصور الزمان ایک جگہہ جمع ہوگئے اور تعجب سے ایکدوسرے کا مونہہ

لگنے لگا جب اسی صورت سے چند ساعت کا عرصہ گذر گیا تو سواری مین سے کسی شخص نے باواز بلند کہا کیا حضور نے
پہچانا نہین یہہ وہ ہی شخص سبحان نام ہے جسکو بارسال ظل سبحانی نے حضور کے بہشکل سمجھہ کر ایک سودا گر ملکم
نام سے خریدا تھا منصور الزمان یہہ فقرہ سنکر کہنے لگا این گل دیگر شگفت اور شاہزادہ طلسمی نے فوراً آکر اسپ
صبا رفتار پر سوار کرکے اپنے ہمراہ لیلیا اور حکیم دانا کہ یہہ شخص چونکہ ہمارے بہشکل ہے اسواسطے آج سے تمام خاص
عام اسے بھی شاہزادہ سبحان کہا کرین قصہ مختصر دونون شاہزادہ منصور الزمان اور شاہزادہ سبحان اور
تزک وشان سے شامون شام بندرگاہ گیلی پر پہونچے اور مع رفقا جہاز پر سوار ہوکر کوہ القوتا کی جانب روا
ہوگئے راستہ مین بعد خلا ملا ہوجانے کے اصل مطلب معلوم ہوا کہ یہہ منصور الزمان ہی اوسی صاحب تصویر
کی تلاش مین ملک امریکہ کیطرف جاتا ہے جب یہہ ظاہر ہوا تو آتش رقابت شاہزادہ سبحان کے سینہ مین جوش زن
ہوئی اور بے نشیب وفراز سمجھے ایک شب موقع پاکر منصور الزمان کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور چاہتا تھا کہ خنجر اپنا
نکالکر سینہ تا ناف چاک کرڈالے ناگہان وہ ہی خواب غفلت سے چونک پڑا اور زور آزمائش کرکے شاہزادہ سے
چمٹ گیا چونکہ اہل جہاز اوسوقت بے خبر پڑے سو رہے تھے دونون صبح تک خوب دل کھول کے لڑتے رہے
مگر غلبہ ایک کو دوسرے پر حاصل نہوا قریب سحر شاہزادہ اپنے دلمین سوچا کہ اب ضرور اہل جہاز خواب غفلت سے
بیدار ہوکر اسکی مدد کرینگے اور مجھے سوا جان دینے کے کچھہ بن نہ آئیگی پھر مطلق یہہ ہی اوس شاہنشاہ خوبان کے
وصل حقیقی سے مسرور رہوگا اور خاطر خواہ اپنے دل کے حوصلے پورے کریگا اس سے بہتر یہہ ہے کہ اسے کسیطرح زندہ
نہ چھوڑے جاہے اپنی ہی جان ساتھہ جاتی رہے یہہ سوچکر شاہزادہ طلسمی کو زور کرتا ہوا جہاز کے کنارے پر
لے گیا اور قلابچنگ کرکے مع اوسکے سمندر مین کود پڑا بس پانی مین گرتے ہی صدمۂ طلاطم سے بیہوش ہوگیا جب
آنکھہ کھلی تو اپنے تئین اوسی پہاڑ کی چوٹی پر پایا جہان کشتی سے اوترکر آبادی کی تلاش مین ملک پر تگیز کا
راستہ پوچھنے گیا تھا لیکن ہنوز کیفیت طلسمی کا اثر زائل نہوا تھا کیونکہ اوس پہاڑ کو سمندر کی تہ سمجھکر
ہاتھہ پاؤن کو جنبش نہ دیتا تھا اور چپکے چپکے یہہ رباعی پڑھتا تھا **رباعی** درود اذشمار وزگذشتہ وبرتر ہر محفل کہ ہست
این واقعہ در جہان شنیدہ است کسے ۔ پن قشنۂ آب وآہم از سر گذشت ؛ **اب شاہزادہ کو اسی کیفیت**
طلسمی مین مبتلا رکھکر کچھہ حال عادبن عمید کا بیان کیا جاتا ہے مکلما ہے کہ جس مقام کا

شاہزادہ منصور الزمان تاج بخش گیتی ستان کا جہاز تباہ ہوا ہے اوس جگہ چند قدم کے فاصلہ پر ایک جزیرہ سمندری
ٹوکیتوں کا سر شام سے لنگر کئے کھڑا تھا اور سبب اوسکا یہ واقع ہوا تھا کہ ایک شخص وارث نام گبری نژاد ایران
کا رہنے والا گروہ ترسایان جسکے بزرگون مین سے کوئی شخص بعد زوال سلطنت قوم زردشتی وطن مالوف چھوڑکر
برّ اعظم افریقہ کی مغربی جزایر مین آن بسا تھا اور پراگندہ روزی ہوکر ہمیشہ ترسایی اختیار کر لیا تھا بالفعل کچھ
غلام حبشی واسطے فروخت کرنے کے ایران و توران کیطرف بجرہ شام کی راہ سے لئے جاتا تھا جب اس مقام پر پہنچا
اور آثار طوفان کے بدنظر آئے تو جہاز کو لنگر کر دیا اور درگاہ کریم کارساز مین یون ملتجی ہوا کہ اگر اس غریب
عصیان سرا پا نسیان کا جہاز اس طوفان بلا خیز اور ورطۂ آفت انگیز سے صحیح و سالم بچ رہے تو نوکر قطار ان
جہاز سے ایک آدمی تیرے نام پر رہا کردون قضا عند اللہ اسی مقام پر پہونچکر اوس قطب الاقطاب یعنی شاہ
گردون رکاب کے جہاز نے مرتبہ ابدال حاصل کیا اور عمادین عمید غوطے کھاتا ہوا ایک لکڑی کے سہارے بہتا
بہتا قریب جہاز دار آب کے جا نکلا چونکہ ابھی رشتۂ حیات مضبوط تھا ناگہان لنگر کی زنجیر اسنہ مین آگئی اور عماد
بہزار خرابی اوسکے سہارے لکڑی پر کھڑا ہو کر جہاز پر چڑھ گیا لیکن بسبب اسکے کہ پیٹ مین پانی حد سے زیادہ
سما گیا تھا اور صدمۂ طلاطم سے ہوش و حواس بالکل نشفتہ ہو چکے تھے جہاز پر پہنچتے ہی بیہوش ہو گیا اور
صبح تک اوسی حالت سے بے حس و حرکت پڑا رہا جسوقت زیب بحر طوفان کی شدت موقوف ہوئی اور اہل جہاز
اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہوئے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص نور کی صورت حسن کی مورت جہاز کے کنارے
جان بلب پڑا ہوا سسک رہا ہے بس دیکھتے ہی سبکے سب متعجب ہو کر کہنے لگے خدا جانے یہ کون ہے اور ایسی حالت
زار اور شدت طوفان مین اتنے اونچے جہاز پر کیونکر چلا آیا کوئی بولا شاید سمندر کی موج نے اوٹھا کر پہنچا دیا ہے
کسیکا ذہن لڑا ہوا کے جھوکے سے اوڑ کر آن پڑا ہے واہ رے آپ کیا اسقدر تفریر کو طول دینے سے کیا فایدہ دیوانون
کیون نہین سمجھ لیتے کہ یہ صرف میری نیک نیتی کا ثمرہ ہے کیونکہ آج رات کو مین نے صدق دل سے ایک غلام کے
آزاد کرنیکا اقرار کیا تھا اور باوجود وساوس شیطانی کے اپنے اپنے قول پر قایم ہون حالانکہ بعد زوہو جانے
طوفان کے غلام کا آزاد کرنا صریح نقصان مین داخل ہے اسیواسطے یزدان پاک نے اوسکے عوض مجھے ایسا غلام
عنایت فرمایا کہ جو شاید دو چند قیمت کو فروخت ہو سکے اور مجھے اپنے قول کے پورا کرنے مین کسیطرح کی فکر لاحق نہو ہیہ

کہ کہ عماد کو اولٹا لٹکا دیا اور آہستہ آہستہ ہاتھ سے دبا کر تمام پانی اوسکے پیٹ کا نکال ڈالا اس علاج سے البتہ عماد
کو اسقدر افاقہ ہوا کہ آسکے کہو کر اہل جہاز کا مولد و منشا و دریافت کیا اور حسب موقع و محل کچھ اپنی بیتی بھی کہہ سنائی
اسکے بعد پھر یکایک غش آکر ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے اور چہرہ پر مردنی چھا گئی راوی کہتا ہے یہ صرف سمندر کے
پانی کا اثر تھا کیونکہ اوسمین مختلف قسم کے نمک آمیز ہین اور وہ اگر معدہ مین پہونچکر سمیت پیدا کر دیتے ہین پس
امتحاناً اگر سمندر کے پانی کو جوش دیا جاے یا تقطیر کیا جاے تو کسیقدر نمک حامل ہین نہ نشین ہو کر رہ جائینگے جو بذریعہ
آلات کیمیا گری علحدہ علحدہ ہو سکتے ہین غرض عماد بن عمید کئی روز برابر اسی کیفیت مین مبتلا رہا اور باوجود رات
دن کی محنت و جانفشانی کے کوئی صورت افاقہ کی نظر نہ آئی آخر تمام رفقا نے تنگ ہو کر داراب سے عرض کیا کہ اب
یہ شخص کسیطرح بچتا نظر نہین آتا اور بموجب احکام ترندواشتا کے اسکی میت کو ہم لوگ ہاتھ نہین لگا سکتے کیونکہ
ظاہر ایہ ترک معلوم ہوتا ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ جیتے ہی جی اسکو سطح آب پر لٹا کر ٹھنڈا کر دین تاکہ ہم بھی رات
دن کی دردِ دہو سے نجات پائین اور اس بیچارے کی بھی مشکل جلدی آسان ہو جائے یہ سنکر دو روز
تک داراب نے کچھ جواب نہ دیا کیونکہ وہ اوسکے دام سیمیں کرنا چاہتا تھا اور بغیر امتحان کامل پھینکنے مین اپنا
نقصان صریح سمجھتا تھا اس عرصہ مین جہاز بحر ظلمات شمالی سے نکلکر بحیرۂ شام مین پہونچگیا اور راس میریا جو
جزیرہ نماے پرتگیز کے جنوب مین واقع ہے قریب بائین ہاتھ کو نظر آنے لگی یہانتک پہونچتے پہونچتے اور بھی حالت
عماد کی ردی ہو گئی اور علاوہ بیہوشی کے خود بخود دست آنے لگے جب یہ نوبت پہونچی تو داراب کو بھی امید عماد کی
زندگی کی جاتی رہی اور مجبور ہو کر رفقا کو حکم دیا کہ اس شخص کو کسیطرح جیتے جی خشکی تک پہونچا کر تمام للہ چھوڑ دینا
چاہیے کیونکہ مینے تو گرفتاران جہاز سے ایک شخص کے آزاد کرنے کی منت مانی ہے اور اب جو خیال کرتا ہون تو نوگرفتار
کا لفظ سوا اسکے کسی اور پر صادق نہین آسکتا یہ بات تمام رفقا کو بھی پسند آئی اور آخر ش ایسا ہی کیا گیا یعنی
دہم شعبان ۱۰۸۵ ہجری روز دوشنبہ کو جسوقت جہاز راس میریا کے قریب پہونچا عماد کو ایک کشتی پر سوار کیا اور
مین خالد یار اور آپ براہ راست ترکستان کیطرف چلے گئے لکھا ہے کہ راس میریا کے قریب ایک شہر قیرو نام ہے مین
ہے اور اکثر عمائد مین شہر نفر سمندر کے کنارے شام کو ہوا کھانے آیا کرتے ہین اتفاقیہ ہوا خوری کی تقریب پر وہ
کسی رئیس کا عماد کیطرف بھی گذر ہو گیا اور اوسکی بیکسی اور بے بسی پر رحم کھا کر شفاخانہ قیرو مین جو سرکار

مقرر تھا بچا دیا لیکن نجار کے حق مین اون دستور کا آما ہی سو علاجون کا ایک علاج ہو گیا تھا کیونکہ جسقدر
اسمال کی راہ سمیت معدہ کی دور ہوتی جاتی تھی خود بخود آنکھین کھلتی جاتی تھین حتی کہ بعد دو پہر کے بخوبی
بات چیت کرنے لگا اور اپنا تمام وکمال حال اپنی زبان سے ڈاکٹر کے روبرو بیان کیا چنانچہ اوسنے اصلی کیفیت سے
واقف ہو کر دوگرین اپیکاک اپیکاک اپیکاک یعنی سفوف مقی عاد کو کہ ملایا جسکے باعث دس پانچ استفراغ ہو کر بہی سکی طوفان
امعا کی نکل گئی اور نجار خدا کی عنایت سے بالکل تندرست ہو گیا بعد صحت کے جب اوسکو یہ معلوم ہوا کہ یہ شہر
فیرو ہے اور مین کسی سبب سے ملک پرتگیز تک پہونچ گیا ہون تو شاہزادہ کو یاد کر کے اپنی زندگی پر نہایت افسوس
کرنے لگا کہ جہاز مین بدون شہنا زاجل کے نیچے مین گرفتار ہو کر سلامتی نہ رہون اور وہ ہمارے دولت جسکو
بدل فور شید لقا کے دیکھنے کی آرزو تھی اسطرح باغ بہشت کو پرواز کر جاے اب مین یہ صورت شخص کسکو دکھلاؤنگا
گا اور یہ میری زندگی بدتر از مرگ کس کام آئیگی یہ سوچکر زار زار رونے لگا لیکن تھوڑی دیر بعد خود بخود
دل ٹھہر گیا اور اپنے ہی آپ یہ خیال آیا کہ ابھی سہیل یعنی نے ملک امریکہ مین علم نجوم کی راہ سے بیان کیا تھا کہ شاہزادہ
شاہزادہ گردون وقار کی ملاقات کسی حکیم سے مقام بلنہ پر ہونیوالی ہے اوسکا نتیجہ جہاز کے تباہ ہونے تک
کچھ ظہور مین نہین آیا حالانکہ اوسکے کسی حکم نے آجتک غلطی نہین کی اور نہ وقایع کشور کشائی کی پیش گوئیون
مین سے کوئی بات پوری ہونے پائی علاوہ ازین طبیعت کو بھی ایکقسم کا اطمینان حاصل ہے اس سے ثابت ہوتا
ہے کہ شاہزادہ طال عمرہ کی جان کو کسیطرح کا صدمہ نہین ہو پہنچا اور ان شاء اللہ تعالے بشرط زندگی ایک نہ ایک دن
مجھے بھی قدمبوسی حاصل ہوگی لیکن بہ نسبت اس شہر کے دارالسلطنت لزبن مین قیام کیا جاے تو بہتر ہے کیونکہ
شاہزادہ یقینی مرغ قبلہ نما کیطرح ہر چہار طرف پھر کر اوس جگہ تشریف لائیگا اور وہان کے رہنے مین کسی کسی
طلع خورشید لقا کے حالات سے بھی کماحقہ آگاہی ہو جائیگی کہ آیا در اصل یہ صاحب تصویر ہے یا نہین تاکہ شاہزادہ
کیون تشریف آوری کے زیادہ تر قصد یہ نہ اوٹھانا پڑے یہ سوچکر فوراً لزبن کیطرف چل نکلا اوس وزیر شاید
آزاد کرتے مین شعبان کی تہی راستہ مین اور دو چار آدمیون سے جو اوسیطرف کے جانیوالے تھے اتفاقیہ ملاقات
طوفان کی نکالنے باتون باتون مین اون سے مہم بہسانیہ کا حال دریافت کیا کہ جسنے ملک امریکہ مین سنا تھا کہ در اثر
عنایت فرمانیہ پر عمل کیا جا چاہتا ہے لیکن کانجام کار نہین معلوم کیا فیصلہ قرار پایا آیا معرکہ آرائی ہوئی یا صرف بیگانہ زدگی

باہم صلح ہوگئی اونہون نے جوابدیا ہم لوگ سب قوم کے مالی ہین بہار وخزان کا حال پوچھے تو البتہ بخوبی بتا سکتے ہین باقی انتظام ملکی وملی سے ہمکو کیا مطلب اور رسحات جنوبی وشمالی سے ہمین کیا غرض دن بھر باغ کے کاروبار مین پھنسے رہتے ہین رات کو تھکے تھکائے غنچہ پژمردہ کیطرح جاکر گھر پڑ رہتے ہین خلاصہ یہ کہ صحیح اخبار تازہ بتانا جیسا آپ چاہتے ہین ہم تک نہین پہونچ سکتا لیکن ہان افواہ سنتے ہین کہ فراسیسی برابر چڑھا ئیہ کی چلے آتے ہین اور عنقریب پرتگیز کو صاف کرکے لزبن مین بھی ہل چل مچایا چاہتے ہین چنانچہ اسی واسطے ہم لوگ بھی اپنے قبایل لزبن سے شہر فیرو مین پہونچانے آئے تھے کیونکہ جب دارالسلطنت پر غنیم کا قبضہ ہوگیا تو خواہ مخواہ ہنگامۂ عظیم برپا ہوگا اور راستے چارون طرف کے مسدود ہوجاوینگے پھر سوا اسکے کہ ہری ہری پہلواری اپنے زور بروکر لڑو اور دیکھے کچھ اور بن نہ پڑیگا اسواسطے ہمنے پہلے ہی سے کنارہ کیا یہ قول شیخ خس کہ جہان پاک مٹادنے پوچھا بالفعل اراکین سلطنت سے کون کون لزبن مین موجود ہے اونہون نے کہا سوائے حکام ضلع کے جنسے شہر کا انتظام متعلق ہے تمام عمایدین مملکت بادشاہ کے ساتھ گئے ہوئے ہین بلکہ چند روز ہوئے ملکہ معظمہ بھی تشریف لیگئی ہین یہان صرف شاہزادی خورشید لقا ہی خورشید لقا باقی ہین مٹادنے کہا جسنے مجھے اس لڑائی کا حال سنایا ہے خورشید لقا کے دیکھنے کو جو بانی سہانی اس لڑائی کی ہین نہایت ہی جی چاہتا ہے کہ ایا ایسا کیا حسن وجمال ہے جسکے باعث اسقدر بندگان خدا ناحق حلال کیے جاتے ہین بھلا تمہاری دانست مین کوئی صورت اوسکے دیکھنے کی ممکن ہے اونہون نے جواب دیا شاہزادی نے ایک باغ فرح بخش نہایت ذوق وشوق سے تیار کروایا ہے اور اکثر اوسیطرف ہوا خوری کے واسطے تشریف لیجایا کرتی ہین اگر سٹر گارڈنر کے ذریعہ سے جو اوس باغ کا داروغہ ہے کچھ دانو گمات لگ جاے تو کچھ تعجب نہین سوائے اسکے تو کوئی اور صورت ہماری سمجھ مین نہین آتی مٹادنے اپنے دل مین کہا چاہے کسیکا کام ہو چاہے نہو مگر تمکو اپنی روش چھوڑنا منظور نہین خیر یون ہی دیکھا جائیگا غرض بمشکل پانچوین دن یعنی ۱۶ شعبان ۱۲۵۲ ہجری مطابق ۲۶ نومبر ۱۸۳۶ عیسوی یکشنبہ کو عاذبن عمید دارالسلطنت لزبن مین داخل ہوا کیونکہ شہر فیرو سے یہ قریب ڈیڑھ سو میل کے ہے اور وہان پہونچتے ہی اونہین مالیون کی رہنمائی سے سید الماسٹر گارڈنر کے مکان پر چلا گیا اور بیان کیا کہ مین سیاح آدمی ہون آپکے اوصاف حمیدہ مسکر شہرۂ شہر سے یہانتک صرف ملاقات کیواسطے آیا ہون اور در پردہ

ایک غرض بھی رکھتا ہون یعنی آپکے طفیل سے باغات شاہی کی سیر کرنا چاہتا ہون گارڈ نر نے جو اشراف صورت دیکھا
نہایت اخلاق سے اپنے پاس بٹھالیا اور بغیر صرف سابقہ سقدر خاطر و تواضع سے پیش آیا کہ جسکے بیان کو ایک
دفتر چاہیے غرض سنکو بعد فراغت طعام جب وہ نواب اپنے اپنے پلنگ پر لیٹے اور ہر شہر و دیار کی باتین ہونی شروع ہو
تو عمادنے کہا آجکل فرانسیس کا از حد زور شور سننے مین آتا ہے بلکہ مشہور تو یون ہے کہ ہسپانیہ کا کسیقدر ملک
فتح بھی کر چکا ہے اور اب پرتگیز کا ارادہ رکھتا ہے گارڈ نر نے کہا اوسکے زور آور ہونے مین تو کسیطرح شک ہی نہین
لیکن یہ افواہ جو آپ بیان کر رہے ہین بالکل غلط ہے بازاری لوگ جو چاہتے ہین بغیر سوچے سمجھے بک اوٹھتے ہین
اور سننے والے بے وجہ حیثیت سے زیادہ اوسپر یقین کر بیٹھتے ہین ہم ہی ماندن اپنے یار و دوستون سے اسی قسم کی غیر
سنا کرتے تھے اور بہ سبب ناواقفی کے بلا سابقہ اونمین صحیح سمجھتے تھے لیکن پرسون مسعود خواجہ سرا کی زبانی جو
شاہزادی خورشید لقا کے محل کا داروغہ ہے مفصل حال سنا تو معلوم ہوا کہ یہ تمام باتین جو کی تک بندیان ہین
اور در اصل انمین سے ایک بھی درست نہین عماد نے کہا فی الحقیقت مین بھی یہ خبرین سن سنکر نہایت تعجب
کرتا تھا لیکن بسبب اسکے کہ مجھے حال سے واقف نتھا کچھ دم نہ مار سکتا تھا اب البتہ کسیقدر اطمینان ہوا اور
زیادہ تر تسکین جب ہو جب آپکی زبان مبارک سے اسکا خلاصہ ابتدا تا انتہا بخوبی سن لون اگر کچھ تصدیع
نہو تو براہ مہربانی ارشاد فرمائے گارڈ نر نے کہا ابتدا اسکی یون ہوئی ہے کہ بادشاہ فرانس نے اپنے لڑکے کیواسطے
شاہزادی خورشید لقا کی درخواست کی تھی لیکن شاہ پرتگیز نے بہ وجوہات منظور نفرمایا اسواسطے اوس نے کمال
بے عقلی سے بزور شمشیر اس مہم کا سر کرنا چاہا اور بادشاہ ہسپانیہ سے اپنی فوج کے کل جانیکا راستہ مانگا لیکن وہ بسبب
رابطہ قدیمی کے جو مابین ہسپانیہ اور پرتگیز کے ہے اسکا سوال نکر سکا تب فرانسیس نے ناچار اطراف و جانب سے
لشکر بے انتہا جمع کر کے بقصد جنگ و جدال ہسپانیہ کیطرف کوچ کیا اور ادہر سے شاہ پرتگیز و شاہ ہسپانیہ دونون
آمادہ و مستعد ہوکے غنیم کے جواب دینیکو بہ حد کیطرف روانہ ہوئے جب یہ تینون لشکر کوہ پرنیز پر پہونچے جو
ہسپانیہ کے شمال مین اور فرانس کے جنوب مین بطرز سرحد کے واقع ہے اور نصفا نصفی دونون کے قبضہ مین
ہے تو مابین سلسلہ کوہ کے ایک میدان وسیع طرفین سے بواسطے جنگ کے تجویز کیا گیا اور دونون طرف سے
سامان مورچہ بندی کا ہونے لگا اوسوقت بادشاہ پرتگیز نے شاہ ہسپانیہ سے کہا کہ اس جنگ و پیکار کا چونکہ

بانی سبانی مین ہون اسواسطے مناسب یون ہے کہ ہماری لشکر غنیم کے مقابلہ مین رہے اور آپ صرف لڑائی کا تماشا دیکھین جسوقت خدانخواستہ کچھہ ضرورت پڑیگی آپ حمایت کیواسطے موجود ہی ہین اگر چہ شاہ ہسپانیہ کو یہ امر ہرگز منظور نتھا لیکن ناچار بادشاہ کے بضد ہونے سے قبول کرنا پڑا بلکہ خود بادشاہ پرتگیز نے شاہ ہسپانیہ کے خیمے کو دہ پرتگیز کی ایک چوٹی خوش فضا پر میدان جنگ سے علحدہ لگوادیے اور اپنے لشکر کو خاص اوسی سمت اوسی جنوبی ہمت اوترنے کا حکم دیا جسمین پہلے سے شاہ فرانس کے خیمے شمالی جانب برپا ہو چکے تھے غرضکہ اسی بات پر تین بادشاہون کا باہم نفاق ہوگیا اور یہانتک نوبت ہوگئی کہ بعد مورچہ بندی کے آپسمین خون ریزی ہونے لگی لیکن شمار کی رسے فرانسیس کے مقابلہ مین یہہ دونون لشکر یعنی پرتگیز اور ہسپانیہ دسوین حصے بھی کیقدر کم ہونگے یعنی دس آدمیون کے مقابلہ مین ایک آدمی اور تنہا پرتگیز کا لشکر تو قریب پچاسوین حصے کے سمجھنا چاہیے تاہم سپاہ لاران لشکر پرتگیز نے اس تدبیر اور ترکیب سے اپنی فوج کو لڑایا کہ مدت تک مخالفین سے غالب و مغلوب کی کچھہ تمیز نہوئی بلکہ بہ نسبت فرانسیسیون کے اوسکے آدمی ہی بہت کم ضایع ہوئے لیکن کمان رفتہ رفتہ جب لشکر نہایت ماندہ اور خستہ ہوگیا تو کمی مورچہ متواتر فرانسیسیون نے مارلے کیونکہ شاہ فرانس نے اپنی فوج کے دس حصہ کردے تھے اور ہر روز ایک حصہ کو جنگگاہ مین مقابلے کیواسطے بھیجتا تھا اس حساب سے اوسکے ہر ایک سپاہی کو نو روز تک بلا دغدغہ نو روز رہتا تھا اور دسوین روز بمشکل میدان جنگ کی نوبت نصیب ہوتی تھی اور ادہر ہر روز تمام لشکر کو بلا ناغہ صبح سے شام تک غنیم کے مقابلے مین اپنی جان لڑانی پڑتی تھی اور رات کو مورچہ بندی وغیرہ کے سامان مین دوگھڑی کوئی آرام نہ کرسکتا تھا انمین وجوہات سے شاہ ہسپانیہ کو مدد دینی پڑی اور انجام کار رات دن کی دوا و دوش سے اوسکی عافیت بھی تنگ ہوگئی آخر دونون لشکر مصلحتاً میدان جنگ چھوڑ کر پیچھے ہٹے اور اوسی پہاڑ کی ایک چوٹی کوہ خاص ہسپانیہ کے علاقہ مین واقع ہے خندق وغیرہ کھود کر اپنا ملجا و ماوا بنالیا اور درہ کوہ کا اس طور سے انتظام کرلیا کہ بغیر جان نذر کیے پرندہ بھی اوس طرف سے پر نہ مار سکے اسی اخبار کو عوام برعکس سمجھکر خیال کرتے ہین کہ لشکر ہسپانیہ و پرتگیز میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گیا حالانکہ جب سے یہہ تدبیر کیگئی شاہ فرانس اوسوقت سے بلکہ اپنی جان سے عاری ہوگیا ہے کیونکہ اول تو وہ بخوبی اوس پہاڑ کے راستون سے واقف نہین دوم جو متعارف راستہ ہے وہ اسقدر تنگ اور

قلعہ واقع ہوا ہے کہ یکایک غنیم اودہر سے حملہ نہین کرسکتا سوم ہمارا لشکر ایک بلند مقام پر نہایت محفوظ جگہ مین مقیم ہے اور اوسکو شبیہ کیطرف سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے جسکے باعث کوئی حربہ اوسکا کارگر نہین ہوسکتا اور ہم صرف پتھرون سے غنیم کی فوج کو سنگسار کرسکتے ہین تا ہم کبھت اپنے ارادہ سے باز نہین آتا اور متواتر حملے کئے جاتا ہے بلکہ رات دن اسی فکر مین ہے کہ کسیطرح اس چوٹی کو اپنے قبضے مین لے آئے اور ہمارے ہاتھ سے اس مقام محفوظ کو چھوڑا دے مگر اب تک اوسکی عنایت سے کوئی تدبیر پیش نہین گئی اور نہ کسی حملہ مین وہ کامیاب ہوا آیندہ خدا مالک ہے دیکھئے کسکو فتح نصیب ہوا در کون شکست کھائے یہانتک بیان کرکے مسٹر گارڈنر نے کہا اب رات زیادہ گئی ہے آپ آرام فرمائین صبح انشاء اللہ تعالے مین آپکو اپنے ہمراہ خاص شاہزادی کے باغ مین جسکا نام فرح بخش ہے لے چلونگا یہ کہکر دونون سو رہے علی الصباح گارڈنر نے عماد کو حمام کرا کر پوشاک بدلوائی اور اپنے ساتھ تمام باغات کی سیر کراتا ہوا فرح بخش مین لیگیا اتفاقیہ اوس جگہ مسعود خواجہ سرا سے ملاقات ہوگئی عماد نے آہستہ گارڈنر سے پوچھا یہ کون صاحب ہین اوسنے کہا یہ ہی تو جناب شاہزادی صاحبہ طال عمرہا کے وارد فہ ہین جنکا ذکر خیر شب کو مین دیر تک آپسے کرتا رہا تھا یہ سنتے ہی عماد نے مواضع ہفتو اوس ملک کے مسعود سے ہاتھ ملایا اور کہا جب مسٹر گارڈنر کی زبانی مینے آپکی تعریف سنی تھی از حد قدر بہی کا مشتاق تھا الحمد للہ کہ بغیر تردد زیارت نصیب ہوگئی فی الواقع جیسا سنا تھا ویسا ہی خلیق ولیق پایا خداوند کریم آپکو ہمیشہ خوش وخرم رکھے شعر

می شنیدم کہ راحت جانی	چون بدیدم ہزار چندانی

مسعود بھی اوسکی باتون سے محظوظ ہوا اور سیاح سمجھ کر دیر تک ہر ایک ملک کا حال پوچھتا رہا آخر جب اوٹھکر چلنے لگا تو عماد عمداً گارڈنر سے اجازت لیکر مسعود کے ساتھ ہولیا اور دور تک باتین کرتا ہوا چلا گیا جب خوب اپنی طرف مخاطب کرلیا تو کہنے لگا مجھے آپسے علیحدہ کچھ عرض کرنا ہے وہ فوراً اسکو اپنے پاس سے ہٹا کر کھڑا ہوگیا اور کہا فرمائیے کیا ارشاد ہوتا ہے عماد نے کہا مینے اب تک جو کچھ اپنی نسبت آپکی خدمت مین عرض کیا وہ بالکل غلط اور محض مصنوعی قصہ تھا اب سنئے کہ در اصل مین شاہزادہ فیچرسن یعنی ولیعہد ملک فرانس کا نمک خوار قدیم اور مصاحب خاص ہون لیکن کسی سلطنت کا کسی وجہ سے بگڑنا یا بگاڑنا نہین چاہتا خواہ دشمن ہو خواہ دوست اور بدل باد شاہان روے زمین سے فائیانہ ایکقسم کی الفت رکھتا ہون اور فتنہ وفساد کو

ہرگز پسند نہین کرتا چنانچہ اس مہم کا ابتدا سے جسقدر مجھے رنج ہے کچھ بیان نہین کرسکتا اور جہانتک میری زبان نے یاری دی آجتک شاہزادۂ عالی تبار کو سمجھاتا رہا لیکن اول عاشق دوم بادشاہ مطلق میری نصیحت و پند نے کچھ اثر نہ بخشا اور نوبت قیل و قال سے جنگ و جدال تک پہونچگئی اب بمشکل تمام سپر راضی کیا ہے کہ اگر شاہزادی خورشید لقا اپنی اکیلی صحیح تصویر اس زمانہ کی عنایت فرمائین تو اسیکو مرہم زخم جگر سمجھا جائے اور عاشق خنجر ظلم رستم سے بندگان خدا کے گلے نہ کٹوائے جائین اسیواسطے مین پوشیدہ بہ تبدیل لباس یہان تک آیا ہون اگر آپ بھی اس بات کو بہتر سمجھتے ہین تو بسم اللہ شاہزادی سے جاکر عرض کردیجئے تاکہ مین اپنے ہاتھ سے حسب دلخواہ ایک تصویر بنا کر لیجاؤن اور جاتے ہی تمام قصے جھگڑے موقوف کراؤن ورنہ جو چندنگاہ اس مہ کی آرائی کا ظہور مین آئیگا آپ خود ہی ملاحظہ فرمالین گے یہ سنکر پہلے تو مسعود بڑی دیرتک کچھ سوچتا رہا بعد عمار کو اپنے سامنہ لیجاکر قریب ایوان شاہی کے ایک دوکان پر بٹھادیا اور آپ شاہزادی کی خدمت مین حاضر ہوکر مو بمو اس قصے کو کہسنایا خورشید لقا نے سنتے ہی کمال دانائی سے تمام اپنی سہیلیون کو جمع کرکے اس بارہ مین مشورہ طلب فرمایا اونمین سے بعض بعض نے مثل مس روزی وغیرہ کے جو عقل و خرد سے کچھ بہرہ رکھتی تھین بعد غور و تامل کے عرض کیا اگر یہہ سچ ہے اور صرف اتنی سی بات پر رفع شر ہوا جاتا ہے تو ہماری دانست مین کچھ مضایقہ نہین بلکہ مناسب یون ہے کہ حضور فوراً پیغام آور کو طلب فرماکر موافق اوسکی مرضی کے تصویر تیار کرادین لیکن حتی المقدور کسی پر یہہ راز افشا نہو تو بہتر ہے کیونکہ عوام تھوڑی سی بات کو اسقدر طول دیتے ہین جسکا کچھ حد و حساب نہین یہہ سنکر شاہزادی نے مسعود کو حکم دیا کہ جاؤ رمل کے راستہ ہوکر پوشیدہ اوس شخص کو ہمارے پاس بلالاؤ چنانچہ مسعود وہانسے عمار کو لیگیا اور ایک علیحدہ کمرے مین بٹھاکر شاہزادی کی خدمت مین عرض کردیا کہ فلانا شخص حاضر ہے خورشید لقا سنتے ہی حاذق دستور حسینون کے جیسا کہ اکثر انہین تصویر بنواتے وقت خبط ہوا کرتا ہے بناؤ سنگھار کرکے ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی اور سوسمن مسی مزی کے سبکو اوس جگہ سے ہٹاکے عمار کو اپنے پاس بلوالیا جسوقت عمار در بر دو پہونچا اور خورشید لقا نے چہرۂ انور سے نقاب اوٹھا دیا دیکھتے ہی معلوم کرلیا کہ اسکا کوئی عضو اوس تصویر سے جو شاہزادۂ عالی تبار اپنی چھاتی سے لگائے پڑا ہے نہین ملتا لیکن عجب کیفیت گذری کہ آقا کا علاج کرتے کرتے آپ ہی بیمار بن بیٹھا یعنی خورشید لقا کے عشق

نسوں سامنے ناوک مژگان سے عماد کے طایر دل کو دیکھتے ہی شکار کر لیا اور نیا تماشہ یہ ہوا کہ بسبب آزمودہ کاری کے نشانہ لگاتے وقت آپ ہی تھوڑا سا چرکا کھا گئی غرض ایک ہی نگاہ غلط انداز مین جسکو تیر قضا سے نسبت دینی چاہئے دونون چندکر رہ گئے اور دونون کو منظور یہ ہوا کہ ہما ما حال غیر تو غیر آپس مین ہی ایک دوسرے پر ظاہر نہونے پائے لیکن یہ ممکن کہان تھا جسقدر طبیعت کو ضبط کرتے تھے اوسیقدر زیادہ ظاہر ہوتی جاتی تھی اور جہانتک زبان کو روکتے تھے ایک نہ ایک بات پیار کی نکل ہی جاتی تھی خصوصاً نیچی نیچی نظرون سے دیکھنا اور بھی جتلی کھاتا تھا اور بغیر دیکھے دلمین کوئی چٹکیان سی لیتا تھا حالانکہ عماد بیخبر نہ جانتا تھا کہ دزدیدہ نگاہ سے دیکھنے مین چوری پکڑی جاتی ہے اور سیری چاہو تو اسطرح تمام عمر بھی حاصل نہین ہو سکتی لیکن کیا کرتا طبیعت سے مجبور تھا اور ہر چند نیت بھرکے دیکھ لینے کی تدبیرین سوچتا تھا مگر انتشار طبیعت کے سبب مطلق ذہن نہ لڑایا جاتا تھا آخر شب جب دشت اور دشت کسیقدر گرم ہوئی تو خود بخود ایکایسی عمدہ ترکیب سمجھ مین آگئی جو ہر وقت اوسکے اختیار مین تھی یعنی تصویر کھینچنے کی، اوسیوقت شاہزادی کو ایک انداز معشوقانہ سے بٹھا کے مسودا اور مس روزی دونون کو پس پشت کہڑا کر دیا اور ایک مقام خاص کیطرف اشارہ کرکے تاکید کر دی کہ جب تک مین خاکانہ تیار کرلون اسیطرف دیکھتی رہنا اور آپ بلاوغدغہ خورشید لقا کیطرف ٹکٹکی باندھ کر گلزار حسن کی سیر کرنے لگا لیکن مس روزی ایک داؤ عورت تھی اور تمام مرحلے عاشقی و معشوقی کے طے کر چکی تھی گو نہ اسکے تاکید سے اوسکے دل مین شک پیدا ہوا اور بار بار گوشہ چشم سے امتحاناً عماد کیطرف دیکھنے لگی فی الواقع جیسا دیکھا چپ چاپ بیٹھے رہنے کے عالم مین ایک ہی طور پر دیکھتے پایا سمجھ گئی در پردہ حضرت عشق آہستہ آہستہ اپنا بندوبست کرتے جاتے ہین دیکھئے انجام اسکا کیا ظہور مین آئے مگر یہ تماشا ہے کہ ہر ہی سے جو اس مرض خاص کے طبیب جانفزا ہین و دل چسپایا جاتا ہے یا شاید مجکو بیوقوف سمجھ لیا ہے یہ سوچکر کہنے لگی بی حضرت آپ تصویر بناتے ہین یا خود صورت تصویر بنے جاتے ہین کہین اس بہانہ سے دولت دیدار لوٹنے کا تو ارادہ نہین عماد نے کہا کیا خوب شاید آپکو یہ معلوم نہین کہ ہر ایک کام کیواسطے خوض و تعمق لازم ہے خصوصاً تصویر بنانے کے لئے سب سے زیادہ کیونکہ اسمین صانع حقیقی کی اوس صنعت کاملہ کا مثنی تیار کرنا پڑتا ہے جسکے کامل ہونے مین پورے نو مہینے صرف ہوتے ہین اور پھر یون مشہور ہے کہ سوائے ذات پاک کے کوئی فرد بشر عیب سے خالی نہین یعنی باوجود اسقدر عرصہ

اور تامل کے کوئی نکوئی عیب کا ہو ہی جاتا ہے پھر ہم تصویر بناتے وقت تصویر بن جائین تو کیا کرین باقی رہا دولت دیدار لقا کا طعنہ یہ محض بے معنی ہے کیونکہ حسن و جمال پیدا ہی ہمارے واسطے ہوا ہے بھلا یہ تو زمانے دنیا مین اسکا مصرف کون ہے اور آپ جیسے مغرور لوگ اس خوشی سے سوائے ہمارے کسکی بابت منظور فرماتے ہین گویا فن مصوری نما ض حسینون کا غرور توڑنے کے لئے ایجاد کیا گیا ہے یہ سنکر مس روزی نے نیچی گردن کر لی اور عماد اپنے کام مین مصروف ہوا تھوڑی دیر بعد خورشید لقا کو یہ خیال آیا کہ میری خاموشی کہین باعث مدہوشی نہ سمجھی جاے اور مس روزی میری نسبت بھی کوئی ایسا ہی کلمہ نہ بول اٹھے اسواسطے یک بیک ناک بھون چڑھانے لگی بکو سبب یہ تقاضاے سن کے ایک جگہ جم کر بیٹھنا نہایت گران گذرتا ہے اس شخص سے کہو کہ جب تک تصویر ناک نہ کھین آزاد کرے اگرچہ اوسکو ان الفاظ سے صریح بے اعتنائی جتانا منظور تھا لیکن یہان معنی باطنی کے سبب برعکس کے معنی پیدا ہو گئے اور ہر ایک نے اپنے اپنے مطلب کے موافق سمجھ لیا چنانچہ مس روزی کے کچھ اور ہی خیال مین آیا اور وہ نہایت خوشی سے مسکرا کر کہنے لگی ہے

شعر

گر مصور صورت آن دلستان خواہد کشید	حیرتے دارم کہ نازش را چسان خواہد کشید

نہیں ہنستے ہی ہوئے تصویر کھڑی ہو گئی اور فرمایا اب ہم سے نہین بیٹھا جاتا خود بخود دلکو کچھ وحشت سی ہوتی ہے اور رہ رہ شام بھی ہو نیکو آئی ہے انشاء اللہ تعالے زندہ رہے تو کل پھر دیکھا جائیگا یہ کہکر خواجہ سرا کو حکم دیا کہ انہین گلشن فرح بخش مین لیجا کر ٹھہراو لیکن دیکھو کسیطرح کی تکلیف نہونے پاوے اور آپ مس روزی کا ہاتھ پکڑ کر دوسرے کمرے مین چلی گئی قصہ مختصر سعد خواجہ سرا نے حسب الحکم شاہزادی کے عماد کو اپنے ساتھ لیجا کر فرح بخش کے ایک کمرہ مین جو بحر اعظم کیطرف واقع تھا اتار دیا اور تمام اسباب ضروری مہیا کر کے خورشید لقا کی خدمت مین واپس چلا آیا جب عماد اکیلا رہ گیا اور کسیقدر رات بھی گذر گئی تو چپکے چپکے غم مہاجرت نے کلیجہ چاٹنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ شوق دامن صبر پکڑ کے کوچہ دلدار کیطرف کھینچنے لگا اور سوقت اوسنے نہایت مردانگی سے اپنے دل کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے دل اگرچہ یہ عورت بری تمثال شاہزادہ بلند اقبال کی مطلوبہ نہین ہے اور نہ اوس تقدیر سے جسپر وہ بجان و دل شیفتہ ہے کسی قسم کی مشابہت رکھتی ہے لیکن یہ تو بتا اچھی طرح معلوم ہے کہ شاہزادہ گردون رکاب محض اسکے واسطے ملک امریکہ سے اودھر کو روانہ ہوا ہے اور بغیر خورشید لقا کے دیکھے ہرگز اپنے ارادے کو فسخ نہین کر سکتا باایں

اسکو نظر خریداری سے دیکھنا اور صدمۂ ہجر سے بیتاب ہو جانا کون سے مذہب اور آئین مین درست ہے کیا یہ تیری مخدومہ نہین ہے اور کیا تو آج صبح تک سے اپنے آقائے نعمت کی محبوبہ نہین تصور کرتا تھا ہان اگر کسیطرح ظاہر و باطن شاہزادۂ فلک بارگاہ کو اس طرف توجہ نہوتی تو کیا مضایقہ تھا لیکن مین پھر بھی ایسے وقت مین کہ خداوند نعمت دشت ادبار کی خاک چھانتا پھرتا ہو اور اپنے معشوق کی تلاش مین خواب و خور حرام سمجھتا ہو ہرگز دل لگانے کی صلاح نہ دیتا اب اس نالہ و بکا کے عوض مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہان سے زانس کیطرف کوچ کیجئے اور شاہزادہ فیروز بخت کو اس حور شمایل کی طلبگاری سے باز رکھئے کیونکہ یہانکے قیام مین دو نقصان صریح معلوم ہوتے ہین اول مرض باطنی کا پرہیز ظاہری سے ترقی پاتا اور رفتہ رفتہ درجۂ آخر کو پہونچکر بالکل بیماری کا لاعلاج ہو جانا دوم رقیب روسیاہ کو اوسکے طور پر تلاش دلدار مین سعی کرنے دینا اور انجام کار دشمن اپنے واسطے ایک دشمن قوی پیدا کر لینا یہ سوچکر دل پر جبر کیا اور بغیر اطلاع آدھی رات کے قریب کوہ پرنیز کے راستے

فرانس کو یہ رباعی پڑہتا ہوا روانہ ہو گیا رباعی	بر تیر نظر سان رگیر بہ بند
بر خیز و بجنگ خصم شمشیر بہ بند	در رزم ز اسباب فراغت بگذر
پیرایۂ کش از بالش و بر تیر بہ بند	

یہان دوسرے روز علی الصباح یعنی ۱۰ شعبان ۱۰۵۷ ہجری کو شاہزادی خورشید لقا نے مسعود خواجہ سرا کو حکم دیا کہ جاؤ جلدی کل والے مصور کو بلا لاؤ اور آپ خوشی خوشی سر سے پاؤن تک بناؤ سنگھار کر کے عاد کے انتظار مین تیار ہو بیٹھی کہ یکایک خواجہ سرا نے واپس آکر عرض کیا حضور وہ تو آدھی رات کے وقت خود بخود اوٹھکر کسیطرف کو چلا گیا یہ سنتے ہی زخم جگر مین ٹیس لگی بے اختیار زبان سے ہاے کا کلمہ نکل گیا اور جانہ سے رخسارون پر آنسو بہنے لگے بقول کسی شاعر کے بیت

قاصد کو اور سلام بہ سلامت کیا روان	سامان عیش سب مہیا کئے یہان	آہٹ پہ کان در پہ نظر تھی کہ دوستان
جب یہ سنا کہ یار نہین مہندی لگی ہو یون	بس خون تپک پڑا نگہ انتظار سے	مسعود نے یہ حال دیکھکر التماس

کیا جناب عالی خیر تو ہے بلا سے چلا گیا چلا گیا آپ اسقدر رنج والم کیون فرماتی ہین آخر اپنا ہی کچھ نقصان کر گیا

نوٹ کرکے ارشاد ہوا مجھے اسمین کچھ غریب معلوم ہوتا ہے افسوس نکرون تو کیا کرون نہین سمجھا ہوا آیا تھا اور یہان جو حال پر کیا پتھر پڑ گئے تھے کہ بغیر سوچے سمجھے تمام اپنے حالات کہ گئے تو بغیر دیدم الحمس کئے ہرگز نہ مانون

شعر

گر بار دگر دامن وصلت بکف آرم | تا زندہ ام از جنگ منت کس نہ ہاند | آور رونا اسپر آتا ہے کہ لوگ ہینہ جرا
سنکر سریری نادانی پر کیا کچھ نہ سنین گے تم للہ ہرجا اور جہان سے جسطرح بنے اوسے تلاش کرکے بارگاہ سلطانی
مین حاضر کرو مسعود ناچار پھر دوڑا گیا اور دو پہر تک ہر ایک گلی کوچہ کی خاک چھانتا پھرا لیکن کہین پتہ نہ لگا
آخر مجبور خالی ہاتھہ لوٹ کر جواب صاف دیدیا کہ غریب پرور اوسکا تو کہین نشان نہین ملتا اب شاہزادی کا
دل بالکل اختیار سے نکل گیا اور ایک ہلڈہ کرکے مین جا کر زار زار رونے لگی اور قطعی حکم دیدیا کہ اینیر یرے
بلائے ہرگز کوئی اس کمرے مین نہ آنے پائے ہیچ ہے شعر باخلق آشنا نشود مبتلاے تو با بیگانہ باشد ہمکنار تو
جب عرصہ گذر گیا تو مس روزی کے دل مین ہزارون طرح کے شک پیدا ہوئے کیونکہ وہ پہلے سے ہی کسیقدر
تذبذب مین تھی اسیواسطے دروازے کے پاس کھڑی ہوکر اندر جانے نہ جانے کے باب مین دل سے مباحثہ کرنے
لگی کہ ناگہان شاہزادی کے رونے کی آواز اسکے کان مین پہونچی اور معلوم ہوا کہ اسقدر پھوٹ پھوٹ کر
رو رہی ہین کہ ہچکی کے ساتھہ گلے مین پھندہ پڑ پڑ جاتا ہے پھر تو کسیطرح صبر نہ آگیا بے تحاشا چلمن اوٹھا کر اندر گھس گئی
جسوقت شاہزادی نے اسے آتے دیکھا چاہا کہ آنسو پونچھکر دلکو تھام لے لیکن یہہ کہان ممکن تھا روکنے سے اور
دونا اضطراب پیدا ہوا اور طفل اشک پہلے سے ہی زیادہ مچل مچل کر باہرون پھیلانے لگے شعر

سیل اشکش رفتہ رفتہ در گلوز نجیر شد | طفل دامنگیر او آخر گریبان گیر شد

مس روزی نے جاتے ہی سر قدمون پر رکھدیا اور ہاتھہ باندہ کر عرض کیا حضور لونڈی سے تو شہ اسقدر بیدردہ فرمائے مین ہی تو سون
آخر یہہ ماجرا کیا ہے اور آپ کیون بلک بلک کر اپنی جان ہلکان کیے ڈالتی ہین شعر

سوے ہر کس کہ بایں شکل و شمایل گذری | کے تواند کہ ترا بیند و آہے نکشد | شبنا چار خورشید لقا نے

اصل کیفیت اپنے دل کی بیان کی اور فرمایا جب تک وہ یہان موجود تھا گو میرے پاس نہ تھا لیکن طبیعت کو
ایکطرح کا اطمینان حاصل تھا جب سے سنا ہے وہ چلا گیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے سینے سے دل نکال لیا
ہر چند اپنے طور پر تسکین دیتی ہون لیکن کچھہ اثر نہین ہوتا شعر دل سینہ صد چاک شکل آہ بازہ کہ مرغ رفتہ بسوے قفس
مس روزی نے یہ سنتے ہی کمال افسوس سے دانتون مین انگلی دبا کر عرض کیا خداوند مذمت مین نے نا کہ وہ
شخص صورت شکل مین رشک بتان آذری نہین فخر مہر خاوری سہی لیکن اس قابل تو نہین کہ حضور اوس سے

دل اگلے یہن یا شکوہ غم مفارقت زبان مبارک پر لائین وہ دو پیسے کا مزدور آپ سے شاہ اور اللہ بادشاہان ملک یزدان کی آنکھ و نکا نور کہان خورشید بانور کہان ذرۂ بمقدار آنکھوا وس سے کیا نسبت ذرا کچھ سوچ سمجھکر تو منہ سے بات نکالا کیجیے **شعر** | صد تاب از اندیشۂ آن زلف و کاکل در گذر | گر چون بسیار در دل ماند سودا میشود

شاہزادی نے مسکرا کر فرمایا عشق و محبت کے واسطے ادنی و اعلی کی تمیز لگا دینا یہ تو میری دانست مین کمال نادانی کی بات ہے کیونکہ اعلی سے دل لگا کر کیا فیض حاصل ہوتا ہے جو ادنی سے نہین ہوتا بلکہ جسقدر اعلی کی محبت مین صدمے اوٹھانے پڑتے ہین شاید ادنی کی محبت مین نہ اوٹھانے پڑتے ہون رہی دلستہ و فرلستہ یہ دونون مین ایکسی ہے اور جان و مال کا ضایع ہونا عشق کے لوازمات مین سے ہے پھر بقول شخصے **شعر**

| چو آہنگ رفتن کند جان پاک | چہ بر تخت مردن چہ بر بوریے خاک | ادنی اعلی کی تمیز کو کون پوچھتا ہے شیرین و فرہاد کا قصہ تیری نظر سے نہین گذرا یہہ نہین معلوم کہ فرہاد کون تھا اور شیرین کس مرتبہ کی عورت تھی اسیطرح عورتون مین زلیخا کا حال سنے یہ آیا ہے یعنی ایک مشرک اور بت پرست عورت نے ایسے آفتاب سا ملتا ہے آنکھہ اٹھائی جسکے حسن و جمال کا علاوہ درجۂ نبوت کے آجتک تمام جہان مین شور و غل مچ رہا ہے اور آتش سوزان باطنی کے اثر سے کامیاب ہو ہی گئی **شعر** کس ذکر فیض چو دش در جہان محروم نیست | پشت ماہی بر درم شت صدف پر گوہر است و سوائے اس مضمون کے کیا مجھ مین تیری برابر بھی عقل نہین جو تو مجھے ناصح بنکر سمجھانے بیٹھی ہے اور یون ہی سہی لیکن یہہ کہان سے تحقیق کر لیا کہ شوہر کا بے نصیبت مرض محبت کی دوا ہے اگر ایسا ہی ہوتا تو سب سے تو نے اپنے عشق کی داستان میرے روبرو بیان کی تھی مین نے سمجھا کہ وصل و دلدار کی کیا ضرورت پڑی تھی جو خواہ مخواہ تیرے حق مین تجویز فراق پیش کرتا عقل و شعور معلوم ہو گیا چل ہوز یادہ میرے سر نہ چڑھ **شعر** | اصحا بیہو دہ مگوئی کہ دل بردار ازو | من بزبان دلم با دل بزبان نسبت

یہہ غضب آمیز کلام سنکر سن روزی ڈر گئی اور ہاتھہ باندھ کر عرض کرنے لگی خداوند نعمت فی الواقع لونڈی سے بڑی غلطی ہوئی لیکن یہہ صرف عقل کی کوتاہی ہے اور حضور یہہ بھی خوب جانتی ہین کہ تپ دوری نے اور بھی مجھہ کم بخت کے ہوش و حواس کھو رکھے ہین نہ اچھے کی خبر نہ برے کی پروا اگر حضور کی اسقدر نظر عنایت میرے حال پر نہ ہوتی تو خدا جانے اب تک کس مرتبہ کو نوبت پہونچ گئی ہوتی اور اب بھی ایسی بیحیا زندگی سے بیزار ہو جو موت کر تسبیح و تہلیل

ہون لیکن کیا کرون خداوند کریم نے مزاجینا انسان کے اختیار مین نہین بنایا شعر

کس سے محبوبی کی شکایت کیجیے	ہیے چاہا تھا کہ مرجائین سو یہہ ہی ہوا

نیہ لگاوٹ کی گفتگو اور مطلب کی تقریر سنکر فورشید لقا فوراً ٹھنڈی پڑگئی اور فرمانے لگی کسی نے خوب تیرے حسب حال کہا ہے شعر

پیرے پہلو سے جبکہ وہ یار گیا ہیچ ہوش وحواس بجا ہی نہین	اجبرے حال جیا تو مین خاک جیا میرے جینے کا ابتو ذرا ہی نہین

مس روزی اسقدر توجہ کو بہت غنیمت سمجھی اور اسی قسم کی باتون مین لگا تفریح بخش کیطرف لے ہو پہنچی لیکن آشفتہ خاطر نکو سیر گلزار سے کیا فائدہ اور وارفتہ مزاج نکو بوے گل سے کیا علاقہ ہر چند روش روش پر نسیم خیابان کیطرح لیے پھری لیکن مطلق دل کی وحشت کم نہوئی بلکہ برعکس کیے قدر قلق زیادہ ہو گیا شعر

در باغ نسازند گل را لاکمی ہست	چیزیکہ درین فصل ضرور است دماغ است

اوسپر طرہ یہہ ہوا کہ شاہزادی ٹہلتے ٹہلتے کہین اوسی کمرے مین جا نکلی جہان مسعود خواجہ سرا نے عمداً کو ٹھہرایا تھا اگرچہ کسی متنفس نے اس امر کا تذکرہ نہین کیا لیکن وہان پہونچتے ہی خود بخود جذبہ دل سے شاہزادی کے تیور بدل گئے اور کلیجہ منہ کو آنے لگا یہان تک کہ گھبراکر بحر اعظم مین کود پڑنے کا ارادہ کیا لیکن مس روزی پاس کھڑی تھی اوسنے فوراً ہاتھ پکڑلیا اور عرض کیا افسوس حضور نے موت کو لذت ہجر پر ترجیح دی اور یہہ نہ سمجھین کہ اسکی کیفیت عشاق کے حال مین کیا تاثیر رکھتی ہے شعر

کوئی میرے دل سے پوچھے تیرے تیر نیم کش کو	یہہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

غرض بمشکل تمام وہان سے ہٹا کر ایک مسہری پر لٹا دیا اور آپ بالمنتی بیٹہ کر حالات اساتذہ مثل لیلی ومجنون وغیرہ کے سنانے لگی چونکہ فورشید لقا تمام دن کی تھکی ہوئی تھی اور اب لیٹ کر عشق کی داستان پر تا ثیر آواز زمانی کچہہ مدہوشی کچہہ بیہوشی دونون کا اجتماع ہو کر خود بخود آدہی رات کے قریب آنکہہ لگ گئی مس روزی کو بھی پہرتے پہرتے یہہ وقت ہو گیا تھا آنکہہ لگتے ہی وہان سے اوٹھکر دوسرے کمرے مین چلی گئی اور خواصون کو حکم دیا کہ آہستہ آہستہ شاہزادی کے تلوے سہلائے جاؤ ابھی صبح صادق نہونے پائی تھی کہ یک بیک فورشید لقا گھبراکر اوٹھ بیٹھی اور اوسی خواص سے جو تلوے سہلا رہی تھی فرمایا مینے اسوقت ایک عجیب وہم کا خواب دیکھا ہے جسکی تعبیر ہر چند سوچتی ہون مگر کچہہ سمجھ مین نہین آتی بہلا تو ہی کچہہ زہن لڑا عرض کیا ارشاد ہو فرمایا گویا ایک بحر خارکے کنارے کسی مقام بلند پر کھڑی ہوئی مین سطح آب کی سیر کر رہی ہون اور صرف ایک خواص میری ہمراہی مین ہے کہ ناگہان دور سے

ایک جانور قوی جثہ بعینہ صدن کیصورت میری طرف آتا ہوا دکھائی دیا جب قریب پہونچا تو دیکھتی کیا ہون اوسکی چھاتی پر بیضہ مرغ سے بڑا ایک موتی رکھا ہوا ہے اور شعاع آفتاب سے اسقدر چمک رہا ہے کہ ہرگز آنکھ اوسپر کام نہیں کرتی لیکن کسیقدر سرسفتہ یہی معلوم ہوتا ہے بس دیکھتے ہی میرے دلکو اوس موتی کے لینے کا اشتیاق پیدا ہوا اور مختلف قسم کی تدبیرین کرنے لگی اتنے مین اوسی خواص نے میری منشا کو دریافت کرکے ایک شست اوسکے قریب پھینکی جسمین وہ جانور تو نہین پھنسا لیکن موتی اوپر آکر اسطرح اوپر چڑھ آیا جیسے اکثر گوہر سفتہ رشتہ باریک مین اوپر سے نیچے اوتر آتا ہے اوس موتی کو لیکر مین نے آنکھون سے لگایا اور ہتیلی پر رکھکر نظر غور سے دیکھنے لگی کہ یکایک اوسکی چمک چاند سے میری آنکھ کھل گئی خواص نے عرض کیا خداوند نعمت اوسکی تعبیر تو بالکل صاف صاف ہے یعنی بحر وخار سیمان کا رزار ہے اور گوہر آبدار ہما رایا بادشاہ عالی تبار اور جانور قوی جثہ تو آپکا بادشاہ جسکو بعنایت یزدانی ظل سبحانی گرفتار کرکے لائین گے اور حضور اپنے والد ماجد کے دیدار سے آنکھین روشن فرماوینگی اور وہ موتی جو کسیقدر سرسفتہ نظر آتا ہے یہ صعوبت سفر کا باعث ہے شاہزادی نے مسکرا کر فرمایا واہ کیا خوب زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہین حقیقت مین تعبیر گوئی تمہاری ہی ذات پر ختم ہے اتنے مین کنیز کی بھی باتون کی آواز سنکر دوڑی آئی خورشید لقا نے اوس سے بھی اپنا خواب بیان کرکے تعبیر کی درخواست کی اوسنے دعا دیکر التماس کیا کل کی شب لونڈی نے بھی ایک اسی قسم کا خواب دیکھا تھا اور والدہ صاحبہ نے اوسکی تعبیر بھی ایسی ہی کچھ بتائی تھی جیسا کہ یہ خواص عرض کر رہی ہے ہر چند حضور سے گذارش کرنے کا ارادہ تھا لیکن خدمت مین حاضر ہوتے ہی کچھ ایسے بکھیڑے مین پڑ گئی کہ مطلق یاد نہ رہا فرمایا اب بیان کر عرض کیا مین دیکھتی کیا ہون کہ ایک پہاڑ ہے نہایت بلند بام فلک سے دو چند جسکی رفعت دیکھکر فلک کا فلاک دہا جاتا ہے اور کرۂ زمین تو ذرۂ خاک سے کہ اوسکے داسن مین نظر آتا ہے حضور اوسی پہاڑ پر بیٹھی ہوئین ایک میدان وسیع کے جو دامنہ کوہ مین واقع ہے کیفیت ملاحظہ فرما رہی ہین اور لونڈی خدمت مین حاضر ہے کہ ناگہان دور سے ایک پیل مست جھومتا ہوا نظر آیا اور ایسا معلوم ہوا کہ وہ جانور سرخرو زمردین بازو طاؤس نگار زرین منقار اوسکی پشت پر بیٹھے ہوئے زبردستی اوسے ہماری طرف لئے آتے ہین جب وہ ہاتھی قریب پہونچا تو خود دیکھا ایک نشیب کی جگہ مین کھڑا ہوگیا اور وہ دونون جانور اوتر کر ہمارے قریب آن بیٹھے حضور نے اونکے نقش و نگار

ملاحظہ زیارت کرنے کا ارادہ کیا لیکن وہ بات نہ آئے کچھ ظاہری تدبیریں دیکھکر ایک سمت کو پرواز کر گئے اور
میرے دلکو کچھ ایسی بے تابی ہوئی کہ یک بیک آنکھ کھل گئی دیکھتی کیا ہوں صبح صادق کا وقت ہے اور والدہ صاحبہ
حسن چین میں مشغول رہی ہیں میں نے اونگھتے ہی یہ خواب اونکے روبرو بیان کیا فرمایا نہایت مبارک ہے کیونکہ مقام بلند پر
اپنے تئیں دیکھنا ترقی جاہ و مراتب کا باعث ہے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب بادشاہ زادہ کے زوال کا
وقت بہت قریب آگیا میں نے عرض کیا یہ کیونکر ثابت ہوا فرمایا وہ دونوں مرغان زرین بال بادشاہان پرنگیز و
ہسپانیہ ہیں اور یہ مست فرانسیس ملک فرانس اور بیدان وسیع میدان جنگ ہے جسمیں سے دونوں بادشاہ
خوش اقبال اپنے فیلق پر نصال کو گرفتہ و بستہ لے آئیں گے اور شاید پہلے شاہزادی ہی سے ملاقات کرے
نے فرمایا کہ بندی تو اچھی ہے لیکن طبیعت کو تسکین نہیں ہوئی اسکا کیا علاج کیجئے کہ
کملوا دے اور امواج جنون خیز کا تماشا دیکھنے لگی کیونکہ اوس مکان
تھا اور خواب کی پریشانی نے اور بھی مجبور کر رکھا تھا شعر

بشرط آنکہ نہ سوزی ز انتظار ما اب شاہ
شاہزادہ بلند اقبال قما ۱۲
کیا جاتا ہے ۔ مثنوی

کہ چندین نگارا
سعلی القاب کو دا
دست و گریبان ہو
اوسکی کیفیت زار
گذر گئی تو خود دیکھ
شاید اس مقام
جب نقاب یوسفی
آجتک سننے میں نہ

مین جوارادہ اونکی ہمراہی کا رکھتا تھا اور وہ بغیر حکم اپنے اوستاد کے اس امر کو منظور نہ کرسکتے تھے اسلئے دانستہ کیفیت
طلسمی مین مبتلا کرکے مجھے اپنے پاس سے علیحدہ کیا ہے خیر اگر یہہ ہی بات ہے تو آیندہ پھر اونکی ملاقات کی امید قایم ہوئی
اور یقینی اپنے گھر اور جی حاصل ہوجاے یہہ کہکر وہان سے اوٹھا اور حیرتزدہ اپنے دل سے مناجات کرتا ہوا فیروزہ
کیطرف روانہ ہوا کیونکہ بعد زایل ہوجانے کیفیت طلسمی کے پرخورشید لقا کی محبت سینۂ مہر گنجینہ مین مشتعل ہوئی
اور چاہا کہ سیر اور ٹہلکر ذرا تک ہوجاے اور شربت دیدار سے دل بیقرار کو تسکین دیجاے سچ ہے

شعر

مرد عاشق را دوا ے بہتر از دیدار نیست	شربت بیماری فرہاد را شیرین کنید

غرض جب فراز کوہ سے اوتر کر
سبزہ پر تو وہ غلاف معمول سابق تعظیماً کھڑا ہوکے قدمبوس پر گرپڑا اور عرض کیا اے شاہزادۂ عالی تبا
گاہ غلام آجتک حضور کے نام و نشان سے واقف نتھا اور بمثل اپنے حضور کو بھی ایک
کیا مجال تھی کہ حضور کی جناب مین کسیطرح گستاخی کرتا یا حفظ مراتب
تو نادم ہون کہ سر اوٹھا نہین کرسکتا لیکن امید ہے کہ
ان جوانمردانہ صادر ہوئی ہین معاف فرماوینگے شعر
مانے یہہ سنتے ہی نہایت مہربانی سے
نظر آیا بھلا ہم بھی تو سنین
تعریف لیجانے کے بعد
متانت سے دریافت کیا
اس کشتی مین تو کوئی
راہی راستہ دریافت
مین مقبول درگاہ
ہے وہ مالک اور قدیم
ایک بزرگ سے لینے
مین نے
چنانچہ شاہے

عرض کیا آخر اس شاہزادہ کا نام و نشان کیا ہے فرمایا نام تو اسکا شاہزادہ سبحان ہے اور جزیرۂ قائمہ کا رہنیوالا ہے میں نے کہا جزیرۂ قائمہ تو آجتک سننے میں نہیں آیا یہ کس سمت کو واقع ہے جواب دیا تمام جہان کے جنوب میں ایک زرخیز جزیرہ ہے جسکو قائمہ کہتے ہیں یہ کہکر پہاڑ کی چوٹی پر جدہر حضور تشریف لیگئے تھے چلا گیا اور یک بیک متوجہ ہوا کہ کئی شخص علحدہ علحدہ جو ظاہرا ایک ہی صورت شکل کے مختلف لباس پہنے ہوئے معلوم ہوتے تھے آئے اور اسی نام و نشان سے حضور کو دریافت کرکے پہاڑ کیطرف چلے گئے شاہزادہ یہہ تقریر سنتے ہی سمجھ گیا کہ سوائے حکیم قلیمون صاحب کے یہہ کسیکا کام نہیں یا خود آئے ہونگے یا تاعوج و یاجوج اپنے شاگردوں کو بھیجا ہوگا لیکن جھوٹ بولنے سے کیا حاصل اگر کسی سبب سے جتانا ہی منظور تھا تو صاحب نام و نشان کیوں نہ بتا دیا پھر خیال آیا ہے اور انہوں نے تو خود مجھی کو منع فرمایا تھا کہ اپنا کسی پر ظاہر نہ کیجیو اسیواسطے حضور الزمان کے عرض وہ نام بتایا جو عالم طلسم میں قرار پایا تھا اور اسکے یہہ معنی ہیں کہ آیندہ سے یہہ ہی نام مشہور کیا جائے پھر سوچا جزیرۂ قائمہ کہاں ہے معاً خیال آگیا کہ سیلان کو زبان یورپ میں سیلون کہتے ہیں اور قائمہ اور سیلون ہم عدد الحاظ ہیں اسطرح جہان اور ہند کے کیسان عدد ہیں یعنی جزیرۂ سیلان کا شاہزادہ ہے جو ہند کے جنوب میں واقع ہے یہہ سوچی سمجھا کہہ چپکا گردن کرلی اور فیوزن سے فرمایا ہے مگر تو اپنے مطلب سے مطلب رکھو تمہیں ان قصوں سے کیا غرض اور زیادہ تکلف کرنے سے کیا فائدہ شاید سنا نہیں شعر

ای ذوق تکلف مین ہے تکلیف سراسر	آرام سے وہ ہیں جو تکلف نہیں کرتے

اوس نے عرض کیا حضور کا ارشاد سراسر آنکھوں پر لیکن غلاموں کے حق مین یہہ قول راست نہین آتا کیونکہ تکلیف کا اوٹھانا اور آقا کی خدمت مین سرگرم رہنا ہم لوگون کے واسطے عین راحت ہے اس گفتگو کے بعد شاہزادہ بسراللہ مجرپیادہ سپاہ کا مکشتی مین بیٹھا اور فرمایا نوکلت علی اللہ پھر اسکی عنان اختیار دست قدرت مین خدا و دلیل نہار کے دیدیجیے ع خوش بگذرد اکرم او چہا کند ۔ فیوزن نے عرض کیا بندہ پرور حضور نے یہہ بھی دریافت کیا کہ اس مقام کا نام کیا ہے اور پرتگیز یہان سے کس جانب کو ہے فرمایا اسے کوہ اطلس کہتے ہین اور پرتگیز یہان سے شمال مین واقع ہے اپنے عرض کیا بس اب بخوبی راستہ کا حال معلوم ہوگیا انشاء اللہ تعالے عنقریب بلا خوف و خطر مقام مقصود پر پہونچائے دیتا ہون حضور کچھہ تشویش اور تردد نفرمائین یہہ کہکر کوہ اطلس کے کنارے کنارے چل نکلا اور رود باغیں طارق کے راستے جسے جبرالٹر بھی کہتے ہین نہسپانیہ اور پرتگیز کے جنوب مین ہوتا ہوا نوین

شب و روز چل کر ۹ شعبان ۱۲۵۲ ہجری روز چہارشنبہ کو دارالسلطنت آزبن کے قریب جا پہونچا اور آہستہ آہستہ کشتی کو موڑ کر گلشن فرح بخش کی جانب لے چلا **راوی لکھتا ہی یہہ وہ ہی وقت ہی کہ خورشید لقا بحر اعظم کیطرف تعبیر خواب کی تشویش مین تفکر مین تھی امواج جنون خیز کا تماشا دیکھتی** ہے ناگہان دور سے جو شاہزادۂ عالی تبار کی کشتی آتی دیکھی گھبرا کر کھڑی ہو گئی اور فرمایا اے مس روزی فسر پاک پروردگار کی عالم رویا مین ہم دونون کو ملہم غیبی نے اسی دولت بیدار کا شب گذشتہ کو مژدہ سنایا تھا وہ یہی ہے جو تو نے دیکھا یا جانور قوی جثہ صورت صدف جو مجھے نظر آیا یہہ ہی کشتی ہے اور وہ سیمان وسیع یا بحر خارا کی دریائے نا پیدا کنار سے مراد ہے رہا سواریون کا اختلاف وہ تھوڑی دیر مین خدا نے چاہا تو ظاہر ہوا جاتا ہے یعنی مینے صرف ایک گوہر آبدار دیکھا ہے اور تجھے دو طیار زرین منقار نظر آئے ہین لیکن اسمین شک نہین کہ کوئی ایسا گوہر درج خوبی اور اختر برج محبوبی اس کشتی مین سوار ہے جسکو بذریعہ کمنہ کے خواہ مخواہ یہان اور پر بلا نا پڑیگا کیونکہ مظاہر سعادت پر مومی چڑہ آنیکی یہہ ہی معنی سمجھ مین آتے ہین اگر یہی معاملہ ہے تو کشتی کا انتظار کرنے سے کیا فائدہ پہلے ہی سے کمند کیون نہ ڈال رکھئے یہہ سنکر اور خود کشتی کو دیکھکر مس روزی نے بھی شاہزادی کے کلام کی تائید کی اور بموجب حکم کے کمند آہنی جو اکثر عمارات شاہی مین احتیاطاً اور یا کیجانب لگا رہتا ہے لگا کر یہہ بستور دستہ پس پشت جا کھڑی ہوئی اور خورشید لقا منتظرانہ دروازے کے دونون بازؤن پر دونون ہاتھ رکھکر باندہ معشوقانہ کھڑی ہو گئی اور ہر سہ جو شاہزادۂ بلند اقبال نے دیکھا ایک عورت خوش جمال شمشاد قد چنگال کی طرح شکار کی جستجو مین پہیلائے کھڑی ہے قیوزن کو ادسیطرف کشتی کے لے چلنے کا حکم دیا اور آپ دانستہ چہرۂ پر انوار پر نقاب ڈال لی جسوقت کشتی کمرہ کے نیچے پہونچی آنکھ اوٹھاتے ہی تاج وغیرہ کی علامات سے پہچان لیا کہ خورشید لقا اسیکا نام ہے لیکن یہہ وہ فتنۂ عالم نہین ہے جسکی تلاش مین ہمتن اشتیاق ہو کر مین یہان تک پہونچا ہون اور جسکی جستجو مین تخت شاہی چہوڑ کر مین نے بوریائے گدائی اختیار کیا ہے ہان عورت حسین خوش جمال نہایت درجہ بے مثال ہے اور اسکا شہرہ بھی ملک آمریکہ تک کچھ غلط نہین پہونچا اگر اسوقت عادتاً مین عمید میرے پاس موجود ہوتا تو بیشک اوسکے ساتھ اسکے عقد کی بادشاہ پر تگیز سے درخواست کرتا اور اب بھی اگر موافق ارشاد حکیم اسقلیمون صاحب کے کہین پتہ لگ جاے تو ضرور دونون گوہر خوبی کو رشتۂ ازدواج مین منسلک کر دون

بلکہ سلسلہ جنبانی اس کا رخیر کی ابہی سے کی جائے تو بہتر ہے یہ سوچکر فوراً کمند کے ذریعہ سے اوپر چڑہ گیا اور جاتے ہی چہرہ پر انوار رشک آفتاب سے پردہ نقاب کا اوڑہا دیا خورشید لقا نے جو دفعۃً اوس برق تہان سوز کو ایسے نزدیک سے دیکہا آنکہون مین تارے سے تملانے لگے اور اس روزی سکنے کے عالم مین دور سے مونہ نکتی رہ گئی غرض ایک ہی نگاہ مین دونون کا کام تمام ہوگیا اب مہمان کی خاطر کون کرے اور ملاقات کہان سے ہو شعر

من از حیرت تو از تمکین نہ ایما نہ تقریرے | بدان ماند کہ ہم بزمم ہست تصویرے بہ تصویرے

غرضکہ ایک کرسی پر بیٹہنے کر خدا کی قدرت کا تماشا دیکہنے لگا جب تہوڑی دیر بعد زلف عنبرین کی بو تمام کرے مین پہیلی اور خورشید لقا کے دماغ تک بہی رسا یکہ روح پرورنے اثر کیا تو کچہہ ہوش و حواس درست ہوئے آنکہین کہلین دل ٹہرا لیکن پہر بہی اس سے زیادہ جرات نہوسکی کہ نہایت شایستگی سے سلام کرکے سامنے ایک کرسی پر خاموش صورت تصویر بیٹہہ گئی شاہزادہ نے جو دیکہا یہ کمبخت بہی نہین تو چیڑی کی راہ سے زمانے لگا اللہ رے تیرا غرور حسن اور بل بے تیری کمنت نہ تبسم ہے نہ تکلم ہے نہ اشارہ ہے نہ گفتگو ہے اس دعوی کبریائی پر اب خدا جانے کس بات کی آرزو ہے ہمنے مانا کہ دست قدرت نے آپکو سمن کا پتلا بنایا یا صنم خطاب ملا لیکن پہر بہی اسطرح بت بنجانے مین تو کچہہ شان و شوکت نہین نکلتی شعر

کم بولنا ادا ہے ہر چند پر نہ اتنا | مندجاے چشم عاشق تو بہی بنا کیجے

بلا اتنا تو ہم بہی سمن لین یہ طرز ستم رانی آپ نے اپنی طبیعت سے ایجاد کیا ہے یا صنم مغبچہ دہانی کا باعث ہے شعر

بوسہ نہین نہ دیجئے دشنام ہی سہی | آخر زبان تو رکہتی ہو تم گر دہان نہین

خورشید لقا نے یہ سنتے ہی ایک انداز معشوقانہ سے سسکارکے اور شرم سے گردن جہکاکے فرمایا اپنی خاموشی کا سبب سوا اسکے کیا عرض کرون شعر

عاشقان کشتگان معشوق اند | بر نیاید ز کشتگان آواز

شاہزادہ فی البدیہہ یہ جواب شنا سنکر نہایت محظوظ ہوا اور اپنے دلمین کہنے لگا ہمین تو ہماری محنت کا صلہ ملگیا لیکن ظاہر ایہ عورت کسی پری طبیعت معلوم ہوتی ہے مہم کے واسطے جو لڑکی تہی اسکا پیش جانا اب مشکل نظر آتا ہے اور جو کچہہ شک باقی ہے تو لاکہ اور ٹٹول لیتا ہون یہ سوچکر فرمایا آپکا کلام عاشقان جگر سوختہ کی تیر آہ سے ہمسری کرتا ہے شاید کلیجے مین کہین سے کوئی بہانس ٹوٹکر رہ گئی ہے شعر

کس چشم نے کردیا ہے بیمار | آنکہین تو بلا کیا ہے آزار

خورشید لقا تو یہ سنکر کچہہ نہ بولی لیکن سمن روزی نے عرض کیا حضور خیر ہے ہم لوگ عشق و محبت کی کیفیت کیا جانین سوا کتابون کے نہ آج تک

کوئی عاشق ہماری نظر سے گذرا نہ معشوق دیکھنے مین آیا ہان اونکے حالات سے ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عاشق ہونا ہی دشوار ہے اور معشوق بننا ہی ایسا آسان نہین شعر ہزر نکار دل شیران نبود پیشہ عشق کر پر تیہ بود برگ نے بیشۂ عشق ۔ شاہزادہ نے جواب دیا ہے تو خدا خواستہ تمہارا نام بھی نہین لیا کیونکہ تمہاری پارسائی اور پاکدامنی تو پہلے ہی سے میرے دل پر نقش کالحجر ہے بلکہ اپنے اس عقیدہ کا ایک گواہ بھی موجود رکھتا ہون فورشید لقا نے عرض کیا وہ کون فرمایا ایک بیچارا غریب الوطن جزایر ٹڈیرہ کا رہنے والا ہے فیروزن نام ہانی رسکے حال سے مین آگاہ نہین شاید تم روزی واقف ہو گی جو یہ بھی نہ جانتی ہو تو وہ خود کشتی مین موجود ہے بلا کر دریافت کر لیجیے یہ کہکر آپ اوٹھا اور مدوازہ کے تدیہ جاکر فیروزن کو اور ہر آنیکا اشارہ کیا ابھی تک تس روزی کو فیروزن کے موجود ہونے کا یقین نتھا لیکن جب سامنے سے آتے دیکھا تو دل نے ایک عجیب کیفیت پیدا کی اور گردن جھکا کر آہستہ آہستہ یہ رباعی پڑھنے لگی رباعی | مژدہ ببخت کہ مقصود زدر باز آمد | بہ تنم خستہ دلان جان دگر باز آمد
آنکہ چون غنچہ ہمہ پیش لب جان می خندید | رخ دولت زگل افروختہ تر باز آمد

اتنے مین بموجب حکم شاہزادی کے نغمہ خانہ آراستہ کیا گیا اور چاروں نے ملکر ایک ہی جگہ کھانا تناول فرمایا بعدہ دانستہ شاہزادہ عالی جاہ نے فینند کا بہانہ کرکے خوابگاہ کو آراستہ کروایا اور فورشید لقا اور تمکنت کے کرے مین چلی گئی صرف فیروزن اور تس روزی کو تنہا چھوڑ دیا جب یہ دونون اکیلے رہ گئے تو فیروزن نے تمام وکمال اپنا قصۂ غم واندوہ اول سے آخر تک تس روزی کو کہہ سنایا اور راد کے ضمن مین شاہزادۂ بلند اقبال کا بھی حال بیان کر دیا یعنی کہا یہ بلند اختر جوان بخت جزیرہ قاقیہ کا وارث تاج وتخت ہے شاہزادہ کیوان اسکا نام ہے فلک کج خرام کا غلام ہے شعر سپہر آئی و دوران غلام گردن رام | فلک مطیع و ملک حامی و زمانہ بکام

بالفعل کسی بزرگ کی ملاقات کو تن تنہا کوہ اطلس پر تشریف لایا تھا راستہ مین اتفاقیہ مجھے بھی قدبوسی حاصل ہو گئی میرا حال پر ملال سنکر براہ پروریش امداد کا وعدہ وافع فرمایا اور بلا رفدغہ ساتھ ہو لیا پہلے تو مین ایسے کار دشوار مین یکایک جرأت کرنے کو دل لگی سمجھا تھا لیکن جب اسکے اوصاف حمیدہ سننے مین آئے تو معلوم ہوا اسکے آگے یہ کیا کوئی بھی کام مشکل نہین ہے کیونکہ کسیکی حاجت روائی مین اپنے بہک جانے کی پرواہ نہین رکھتا خصوصاً عاشقان جگرداغ کا تو جان و دل سے خریدار ہے بلکہ یا شنہ گان کوہ اطلس جنکو مین اپنے زعم مین جنات سمجھے ہوئے ہون وہ

درد عاشقان اور مرہم زخم خستہ دلان اسکا خطاب کرتے ہیں یہ سنتے ہی مس روزی خوشی سے ایسا پھولی کہ پیرہن میں سمانا مشکل ہوگیا اور نہایتاً الامر سے خورشید لقا کے عشق کی داستان سو بسو بیان کرکے کہنے لگی خدا کیواسطے اپنے شاہزادۂ عالی تبار سے ہماری شادی جگر افگار کا ہی حال بیان کر دیجیے اور براہ مہربانی اپنے طور پر دستگیری کی سفارش فرمائیے کیونکہ وہ اپنی زبان سے اپنا حال کہہ نہیں سکتیں اور مجھے عرض کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا فیوزن نے کہا میں بسر و چشم عرض کرونگا بلکہ تیری اس تقریر سے مجھے گمان یہ ہوتا ہے کہ شاید وہ خود اسیواسطے یہاں تشریف لایا ہے ورنہ ظاہر اکوئی اور کام آجکل معلوم نہیں ہوتا اور مجھے بھی اسیطرح خود بخود ٹٹولنا ہوگا لیا تمانا شاید اسکو پروردگار عالم سے یہی خدمت سپرد ہے کہ جہاں کہیں کوئی عاشق بیدل مبتلائے آلام گرفتار جور ہو یہ اوسکی مدد فرمائے جیسے حضرت خضر اور حضرت الیاس کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں یہ سنتے ہی مس روزی اور بھی سجدہ ہوئی اور راسیوقت فیوزن کو شاہزادہ کی خدمت میں بھیجا شاہزادہ بلند اقبال نے تمام روکمال حال سنکر فرمایا ہم تو طرز گفتگو سے پہلے ہی جان گئے تھے کہ یہ کچھ نکچھ دل پر چوٹ کھائے ہوئے ہے لیکن اوسنے اظہار کرنا مناسب سمجھا ہم بھی خاموش ہو رہے خیر ابلاؤ کہاں ہے عشاق کی مدد کو تو ہم بسر و چشم حاضر ہیں یہ سنکر فیوزن نے مس روزی سے کہا مس روزی خود ہی دوڑی جاکر خورشید لقا کو بلا لائی اور راستہ میں یہ مژدہ بھی سنا دیا پہلے تو وہ سنتے ہی جھجکی پھر مس روزی کے سمجھانے سے خجالت زدہ سر نیچا کئے ہوئے آن پہنچی شاہزادہ منصور الزمان عرف سجاح فرمایا

شعر	شنیدہ ام کہ بگلپرہ نظر داری	از شوق لالہ رخے داغ بر جگر داری

لیکن شاید نئی نئی دام میں گرفتار ہوئی ہو جو اس درد کے چھپانے کو بہتر جانتی ہو اور یہ بھی سمجھے ہوئے ہو کہ یہ آگ دبائے سے دب جائیگی حالانکہ آتش عشق دبائے سے دونی سلگتی ہے اور راز محبت چھپانے سے زیادہ افشا ہوتا ہے بلکہ اسکے افشا میں جان جانے کا بھی خوف ہے آیندہ اسکا خیال رکھنا اور کسیطرح کا بیخ طبیعت پر نہ آنے دینا انشاء اللہ تعالے عنقریب مگو ہر مراد آپکی نذر کیا جاتا ہے لیکن یہ تو فرماؤ اوسکا نام و نشان کیا ہے خورشید لقا نے عرض کیا خداوند نعمت نام سے تو لونڈی واقف نہیں لیکن اتنا معلوم ہے کہ شاہزادۂ فیجرستن ولیعہد ملک فرانس کا مصاحب ہے میری شبیہ لیکر بیان آیا تھا تصویر بنا کر چلا گیا شعر

دو چشم از دل و دین برچیدہ داشتم بر دند | تو نگری کہ بمستان نشست مفلس شد | شاہزادہ نے فرمایا تجھ پر روگ
بیٹھے بٹھائے اپنے پیچھے کیوں لگا لیا تم پر زیادہ تر محبت سے کیا غرض اور دھوئیں کو عشق سے کیا واسطہ ابھی خوشید لقا
کچھ جواب نہ دینے پائی تھی کہ بیس روزی نے سے بول اٹھی قربان جاؤں اس عشق و محبت سے آپکی دانست میں
کوئی شخص خال ہی ہے ادنی سے اعلی تک اور نوری سے ناری تک سب اسی مرض میں گرفتار ہیں چنانچہ شاہزادی
طال عمرہا نے حضور کو بھی عاشق دیوانہ میں گرفتار دیکھا ہے بھلا اسکے کیا معنی سمجھنے چاہییں شاہزادہ نے
فرمایا یا القلب الی القلب روزنہ کا مضمون ہے کہ سمجھا ہی تھی کل پر جو کچھ ہوا ہی حالی شعر ہر کجا دردیست بسمل ہر کجا زخمیست مرہم نصیب من شود
براسیہ آنکہ او یکدم طبیب من شود غرض شام تک یہ مکالمہ اسی قسم کی صحبت گرم رہی شام ہوتے ہی شاہزادہ کے
گردن رکاب نے فرمایا خدا حافظ و ناصر ہے ہم کہ محبت باز کر آپکے درد دل کی دوا ہو نڈھنے جاتے ہیں آپکا
بھی دعاے خیر سے مدد کرتے رہنا اور ہمارے عمدہ کو مثل اپنی باتوں کے پوچ و لچر نہ سمجھ جانا یہ سنکر خورشید لقا
نے عرض کیا بسکہ زاد وصل محبوب آپکی فیض صحبت سے ہمکو زیادہ مرغوب نہیں لیکن چند روز کہیں رہنے جانے کا
نام نہ لیجیے اور دل مجروح پر نمک نہ چھڑکیے شعر | ہمانا کہ در دوران آشیان نرود دلم
لیکن شاہزادہ کو زیادہ تر نظر ہی نہ تھا بدقت اور سکی منت و سماجت سے رات کی رات اور قیام فرمایا اور
صبح ہوتے ہی دو چپ صبا رفتار طولیہ شاہی سے لیکر بیوزن کے رخصت ہوا خورشید لقا نے چلتے وقت
ایک چٹھی اپنے محبوب کے نام اظہار محبت کیواسطے لکھکر اضطاراً شاہزادہ کو دیدی جسوقت شاہزادہ سبحان نقاب
پوش نے باغ کے باہر قدم رکھا قیوزن سے کہا ہمارا دل تمہارے دوست سراپا مغز بے پوست کے دیکھنے کو اس
چاہتا ہے جسکی جانفشانی اور عرق ریزی سے مس روزی نکہ تمہاری رسائی ہوئی تھی چنانچہ قیوزن بموجب
حکم شاہزادہ عالی تبار کے باغ سے شہر میں آیا اور وہاں سے شمعون کے مکان پر لے پہونچا لیکن عند الدرافت
اکثر لوگوں نے بیان کیا کہ بعد انتقال آصیل ترک سپاہ گری کر کے چند روز قرہ ہم دنیا داروں سے لقاء ما بعدہ
ترک لباس کر کے فقیر ہو گیا اور اس پہاڑ پر جو یہاں سے شمال کیجانب نظر آتا ہے اور سیسر یا آسنر یا تام سے
مشہور ہے جا بیٹھا اب بستا ہے کہ کسی فقیر کا مرید ہو گیا ہے اور ہر وقت اوسی کی خدمت میں حاضر رہتا ہے یہ سنکر
شاہزادہ کو اور بھی زیادہ ملاقات کا اشتیاق ہوا اور سیدھا پہاڑ کیجانب ہولیا جب حسب نشانہی اہل شہر کے

دوسرے دن یعنی ۱۲ شعبان ۱۲۵۲ ہجری مطابق دوم اکتوبر ۱۸۳۶ء روز جمعہ کو اوس پہاڑ پر پہونچا تو دیکھا ایک بزرگ سیاہ پوش دنیا و مافیہا سے روپوش ہتر ک صورت فقیرانہ سیرت ایک پتھر پر مصلا بچھائے عبادت الٰہی مین مشغول ہین اور شمعون اونکے قریب ایک درخت سایہ دار کے نیچے موافق عادت انگریزون کے مراقبون کیطرح مضطرب الحال متوحل لگا رہا ہے فیروزن نے جاتے ہی گوڈے مورننگ کرکے ہاتھ سے ہاتھ ملایا اور آہستہ کان مین شاہزادۂ بلند اقبال کا حسب موقع و محل کچھ مختصر حال بیان کیا شمعون نے سنتے ہی قدم مبارک آنکھون سے لگائے اور نہایت ادب سے اپنی زبان مین اس شعر پر کا مضمون ادا کیا شعر

تو آفتابی و ماذرہ بنایت پست	بعینیت زخورشید ذرہ پروردن

شاہزادہ نے فرمایا ہم تمہارا ذکر خیر فیروزن کی زبانی سنکر ملاقات کے ازبس مشتاق تھے اور اپنے دلمین کہتے تھے اس شخص کا کلام تیزاک سے زیادہ دل پر اثر کرتا ہے اور باتون سے اعلیٰ درجہ کا تجربہ کار معلوم ہوتا ہے خدا جانے اصلی حال اسکا کیا ہے اور واقعی سرگذشت اسکی کیونکر ہے اب جو ملاقات ہوئی تو اور بھی زیادہ تردد بڑھ گیا کیونکہ مذہب تمہارا عیسائی تمام یہودیون کا سا اعتقاد مسلمانون سے رکھتے ہو یہ ماجرا کیا ہے اگر براہ مہربانی مفصل اس کیفیت سے آگاہ فرماؤ تو ہماری محنت وصول ہو جائے شمعون نے عرض کیا خداوند نعمت اگرچہ یہ قصہ غم سرا پا الم سننے کے لایق اور بیان کرنیکے قابل نہین لیکن آلما مور معذور جو ارشاد ہوا ہے بسر و چشم بجا لاؤن گا حضور گھوڑے سے اوترکر گیڈری پر آرام تو فرمائین یہ سنکر شاہزادہ نے گھوڑے کو چھوڑ دیا اور شاہ صاحب کی تمنائے ملاقات مین اوسی پتھر کے ایک کونے پر خاموش جا بیٹھا لیکن وہ دنیا داروں کی صورت سے بیزار تھے اور یہی پیٹھ موڑ بیٹھے اور ایسا لمبا چوڑا وظیفہ شروع کر دیا جو دو پہر تک بھی ختم ہونے مین نہ آیا شعر

غبار خاطرم از اہل عالم جمع چندان شد	کہ میتوانم بہ پیش روے خود دیوار بر نہم

آخر ش ناچار لحاظ و پاس بالائے طاق رکھکر شاہزادہ نے شمعون سے فرمایا حضرت کے اوراد کا کہانتک انتظار کیجیے اب تم بھی اپنا وظیفہ شروع کر دو یعنی حسب وعدہ اپنی سرگذشت کہہ سناؤ **بیان کرنا شمعون کا اپنا حال کثیر الاختلال روبرو شاہزادۂ بلند اقبال کے ابتداسے انتہا تک** کہا ہے کہ شمعون بموجب حکم اوس سرگروہ اشقیان یعنی شاہزادۂ منصور الزمان تاج بخش گیتی ستان کے اپنا مصدر سینۂ پر درد سے کینجوا اسطرح اپنی سرگذشت بیان کرنے لگا ربا عے

دارم درد کہ ہست جاںکاہ مرا | با بندۂ آگاش عرکتا ہ مرا | ہرچند کہ نیست ہملکت این دردے | دایم نامرگ ہست ہمراہ مرا

ضاد و نعت نام اس کمترین کا تکیم سون ہے جسکے معنی زبان انگریزی مین ماصنوعی کے ہین اور سلسلہ سر خاندان کا تیسری پشت مین بادشاہان ملک بیلجم اور ہولینڈ سے جا ملتا ہے جنوب مین جن ملکون کے فرانسیس ہے شمال مین بحر ظلمات مشرق مین پروشیا اور مغرب مین بحیرہ جرمن پہلے ہولینڈ بیلجم سے ملحدہ تھا لیکن قریب سنہ ۱۸۱۵ء کے گذرے کہ بسبب لاولد مرجانے فرمانروا ملک ہولینڈ کے بعد دونون ریاستین ایک ہوگئین اور دونون کا دارالخلافت شہر برسیلز قرار دیا گیا جو دریاے سنی پر ملک بیلجم مین آباد ہے تفصیل اس اجمال کی یون سننے مین آئی ہے کہ سرجان داٹرلو فرمانروا ملک بیلجم میرے جد اعلی نے (جسکی ہمن بادشاہ ملک ہولینڈ سے منعقد ہوئی تھی اور بسبب لاولدی کے بیوہ ہوکر تمام ملک و مال اپنے بھائی کے نام لکھدیا) اسی برس کے سن مین دولت کے ہوکر انتقال فرمایا ایک سرجان نیتری جسکی عمر اوس زمانہ مین قریب اٹھارہ برس کے ہوگی دوسرا سرجان چارلس ہوپر پچیس برس کا تھا اور بار شاہ کے جیتے ہی حسب قاعدہ ریاست ولیعہدی کے خطاب سے ممتاز ہو چکا تھا لیکن بعد انتقال اپنے والد کے عائدین سلطنت کی خصومت کے سبب تخت پدری سے محروم رہا اور چھوٹے بھائی نے تمام ملک پر قبضہ کر لیا اگرچہ سرجان نیتری نے بعد قابض ہونیکے کسیقدر جاگیر موافق گذارش کے چارلس کو دینا چاہا لیکن اس نے بسبب اپنی ناراضامندی کے ہرگز لینا منظور نہین کیا بلکہ اوس شہر ہی پر لعنت بھیجی اور قریب برسیلز کے ایک گانو اپنے والد بزرگوار کے نام پر آباد کرکے اوسجگہ مع متعلقین کے جا رہا چند روز بعد خداوند کریم نے اوسے متواتر دو لڑکے عنایت فرمائے جنمین سے ایک کا نام جیمس اور دوسرے کا جیکب رکھا گیا انکے پیدا ہونے پر چارلس نے کمال مآل اندیشی کی راہ سے دو کوٹھیان تجارت کی اوسی گانو داٹرلو مین اپنے لڑکون کے نام سے قایم کرکے جاری کردین جو فضل خدا سے تھوڑے ہی دن بعد ایسی چمکین کہ تمام ملک فرنگستان مین داٹرلو کا نام اونہین کے باعث دارالسلطنت برسیلز سے بھی زیادہ مشہور ہوگیا جب عمران لڑکون کی قریب اٹھارہ اٹھارہ برس کے پہونچی تو ناگہان ۲۸ جنوری ۱۸۱۸ء روز شنبہ کو لیڈی سرجان چارلس نے مرض فالج مین مبتلا ہوکر یکایک جہان فانی سے کوچ کیا اس صدمۂ جانکاہ سے چارلس ایسا افسردہ خاطر ہوا کہ تمام نقد جنس اور مال و اموال نصفا نصفی اپنے دونون لڑکون پر تقسیم کرکے بیت المقدس کیطرف ہجرت کر گیا اور وہین اوسی سال مین زخم غم دالم

بعد انتقال اپنے والد ماجد کے سرجان جیکب اپنی شادی ہولینڈ کی ایک ریس زادی سے کرکے مال
ترقی دینا شروع کیا اور اسقدر بڑھایا کہ لاکھون روپیہ کا کاروبار صرف اوسکی زبان
لگا شروع سال دوم مین بعد شادی کے یعنی ۹ فروری ۱۸۴۳ء روز شنبہ کو مین سبز قدم منحوس اکبر
رصل پیدا ہوا اور نام میرا برعکس محبت پدری اور مہر مادری کے سبشیم مون یعنی نقلی چاند رکھا گیا
سہ مین سرجان جمیس یعنی میرا چچا تمام نقد وجنس جو کچھ ترکہ پدری سے اوسکے ہاتھ لگا تھا عیاشی اور
فی مین برباد کرکے اپنا دیوالا نکال بیٹھا اور نان شبینہ کو محتاج ہوگیا چونکہ میرا باپ اوسکے ساتھ از حد
ر کرتا تھا اور کچھ خاندان وآثار لوکی عزت وآبرو کا بھی خیال تھا سنتے ہی اپنی متعدد کوٹھیون مین سے
کوٹھی بلا معاوضہ اوسکے نام لکھدی اور جانتک زبان نے یاری دی زمانے کے نشیب وفراز سے بھی آگاہ کردیا
ن وہ تو حرکات ناشایستہ کا عادی ہی ہوچکا تھا چند روز مین اوس مال ومتاع کو بھی کھا اوڑا بیٹھا رہا
پر بھائی کو جبراً وقہراً دستگیری کرنی پڑی غرض اسطرح آٹھ سات برس کے عرصہ مین کئی مرتبہ اس مرض
ملکانے دورہ کیا اور موافق مزاج مریض کے علاج ہوتا گیا آخر کار جب کوئی صورت استیصال کی نظر نہ آئی
والد بزرگوار نے تنبیہ اپنے پاس بلاکر کرلیا اور تہذیب افعال ذمیمہ مین کوشش کرنے لگا لیکن وہ حقہ
س سلوک کو کب خیال مین لاتے تھے اور فقط ظاہری چشم نمائی سے کہان سیکھتے ہوتے تھے تھوڑے ہی دن بعد
نصیحت وپند اور قید وبند سے تنگ ہوکر ۱۹ اپریل ۱۸۵۲ء روز چہارشنبہ کو دونون میان بی بی کو زہر
دیدیا اور تمام مال منقولہ وغیر منقولہ پر بلا تردد وقبضہ کر بیٹھا میری عمر اوس زمانہ مین اس قابل نہ تھی کہ عدالت
مین استغاثہ کرتا یا کسی اور طرح اپنے ماباپ کے خون کا عوض لیتا ناچار آپ ہی آپ کلیجہ مسوس کے خاموش
اور کسی سے اس امر کا تذکرہ بھی نہ کیا باوجود اسکے حضرت نے مطلق میرے حال پر رحم نہ کھایا اور اس داغ جگر
پر پائپ بھرنے اور چرٹ سلگانے کی خدمت تفویض فرمائی گئی اور کھانے پینے کو حسب استطاعت مثل خدمتگار کے
بلکہ اون سے بھی بدتر ملنے لگا شاید اس ذلت دینے اور ذلیل رکھنے سے یہ مطلب ہوگا کہ کہین بڑا ہوکر کسی شے
کا دعوی نہ کربیٹھے اور کرے تو پایہ ثبوت کو نہ پہونچے حالانکہ یہ زعم اوسکا سراسر غلط اور محض بیفائدہ تھا کیونکہ
پانچ چھ برس کے عرصہ مین تو وہان بالکل مطلع ہی صاف ہوچکا تھا مین دعوی کرتا ہی تو کس چیز کا کرتا اور

عدالت دلاتی ہی تو کیا شے دلاتی غرض اسی کشمکش سے جب مین سن بلوغ کو پہونچا تو وہ گھر چھوڑ
کو دوڑنے لگا اور یک بیک ایسی طبیعت متوحش ہوئی کہ مین وہان سے سوم جنوری ۱۸۲۱ء روز
دار السلطنت برو سیلز مین پہونچا اور ایک سوداگر ٹیکنامی سے نوکری کا خواستگار ہوا اوسنے جواب
کے تیسرے چھاکے نہین رکھہ سکتے کیونکہ وہ آدمی شورہ پشت معلوم ہوتا ہے ایسا نہو مفت مین کوئی بتلا
بناکر کھڑا کردے اور مہین تیری دوستی مین ناحق کا خمیازہ کھینچنا پڑے مین نے اپنے دل مین کہا بھلا میرے
سلوک کرنیکی نسبت وہ کا بیکو اجازت دینے لگا اگر اتنا ہی حرام اوسکے دل مین ہوتا تو مین تمہارے ہی
نوکری کی التجا کیکر کیون آنے لگا تا خیر بیت | ملک خدا تنگ نیست | پائے مرا لنگ نیست | سیان نہید
اور دیکھا جائیگا یہہ کہکر مین وہان سے چلا آیا اور اپنے طور پر دوسری جگہہ روزگار تلاش کرنے لگا ایک
کی تنہمزاجی کے خوف سے کسی نے شہر برو سیلز مین رکھنا منظور نکیا بلکہ سیدہی طرح بات کرنیکا بھی کوا
خواہ جب یہانتک نوبت پہونچی تو ناچار یہہ ہی میرے دلمین سمایا کہ یہان سے سیدہی ملک ہولینڈ چلے چلے
فقیری لباس پہنکر باپ کی قبر پر ہو نیکے لیکن جسدن یہہ خیال گذرا اوسیدن اتفاقیہ سر راہ پر شیشے کا
ہوگئی اوسمین دیکھتے ہی کہا اوسیان صاحبزادے تمنے اوسدن سے پہر اپنی شکل ہی نہ دکھائی کیا نوکری
واسطے صرف دل لگی سے کہتے تھے مین نے کہا نہین مجھے تو نوکری کی جب ہی تلاش تھی اور اب ہی ہے لیکن خدا
آپکی طرف سے کچھہ انکار سا پایا گیا اسواسطے دوبارا تکلیف دینا مناسب نہین سمجھا اوسنے کہا مین نے تمہارے
چچا سے پوچھا تھا اوسنے جواب دیا وہ کا سیقدر بد اطوار و آوارہ مزاج ہے اگر خدانخواستہ آگے پیچھے کچھہ نیکی
ہی ہوگئی تو ہم اوسکی ذمہ داری نہین کرسکتے اور یون رکھنے نرکھنے کا تمہین اختیار ہے بیلاتم سوائے اپنے
پاکے کسی اور کی بھی ضمانت داخل کرسکتے ہو مینے کہا بالفعل تو میرا ضامن سوائے آقا کی نظر عنایت کے کوئی نہین
ہوسکتا آیندہ البتہ رفتہ رفتہ اپنی امانت و دیانت کا ضامن دے سکتا ہون یہہ سنکر تیوڑی دیر اوسنے تامل
کیا بعدہ فرمایا اچھا آج سے ہمنے بلا ضمانت تمہین اپنا نوکر رکھا مگر تم بھی اپنے اسی قول و قرار پر تمام رہنا یہہ کہکر
اپنے ساتھہ کو شی لئے ہوئے چلا گیا اور بلا تشویش ایک چھوٹا سا کارخانہ شمل اپنے قدیمی ملازمون کے میرے سپرد
کرکے یا مین نے اوسیوقت سے چار باتون کا التزام کیا ایک یہہ کہ جھوٹ بولنا مطلق چھوڑ دیا دوم آقا کی

خوشی کو اپنی خوشی پر مقدم رکھا سوم امانت و دیانت کو اپنا فخر سمجھا چہارم ملک کی خیر خواہی مین جان تک جانے کا دریغ نہ کیا ان باتون کے التزام سے البتہ مین اسقدر آقا کی نظرون مین معزز و ممتاز ہوا کہ چند روز مین کل کارخانجات میرے سپرد کر دیئے گئے اور تمام کنبہان نقد و جنس ان اسباب کی میرے پاس رہنے لگے یہ باوجود اسکے مسٹر ٹیلر کے کسی ملازم کو مین نے اپنے سے ناراض ہونے دیا کیونکہ سبکا تعریف و توصیف کے بھی آقا کے روبرو کسیکی مذمت نہین بیان کی اور نہ کبھی کسی سے اپنے تئین بہتر سمجھا ہان چچا جیمس کو البتہ میرے اس رسوخ کا خواہ مخواہ کد پیدا ہوا اور ہر طرح میری طرف سے مسٹر ٹیلر کے کان بھرنے لگا لیکن خدا تعالے نے برخلاف عادت امرا کے اوسے آنکھین ہی پڑی عنایت فرمائی تھین ہر چند جناب چچا صاحب اپنی طرف سے مہربانی فرمانے مین کسیطرح کی کمی نہین کی لیکن خدا کے کرم سے پیش ایک بھی نہ جا سکی اتنے مین مسٹر ٹیلر نے کچھ اسباب فراسیسی ملک روس کو لیجانا چاہا اور وہان سے ریشم و پشمینہ وغیرہ فرانس مین لانیکا ارادہ کیا یہ تذکرہ سنکر مین اپنے دل مین سوچا کہ اگر آقا کی غیبت مین مجھے اس جگہ رہنا پڑا تو چچا جیمس بیشک ملازمین کو سخت کو بھکا کر کچھ نہ کچھ فتور پیدا کرائیگا اور بعد ملاحظہ آقا کی ناخوشنودی مزاج کا باعث ہوگا اس سے تیرا بھی کسیطرح ساتھ ہی چلا جانا ہو جائے تو نہایت مناسب ہے یہ سوچکر پیشتر قبل اسکے کہ میری تسبت رہنے نہ رہنے کا حکم صادر ہو ساتھ چلنے کی درخواست کر دی اور خدا کی عنایت سے وہ منظور بھی ہو گئی پس اچھ بعد درست ہو کر سامان سفر کے ۸ دسمبر ۱۷۶۴ء روز یکشنبہ کو مسٹر ٹیلر نے بامعہ ملک فراسیس کیطرف روانہ ہوا اور فراسیس سے الیمان وغیرہ ہوتا ہوا ہمعہ یورپ لینڈ مین پہونچا اور وہان سے ۱۶ فروری ۱۷۶۵ء روز دوشنبہ کو شہر وارسا مین آکر جو دریاے وسٹولا کے مغربی کنارے پر آباد ہے مقام کیا یہ قطعہ دانیہ یعنی صوبہ پولینڈ ملک روس کے گوشہ جنوب و مغرب مین واقع ہے و کرمین اسکے اسطور پر ہے اور یہان مین ملک الیمان عمردہ شماری یہان کی ۸۰ لاکھ آدمی کی ہے جسمین پانچ لاکھ صرف یہودی بستے ہین اور باقی مختلف قومین باشندے اس جگہ کے خوش رو خوش پوشاک مضبوط اور دلاور ہین لیکن زر دوست اور زبردست آزار مشہور ہین ندیان اور جھیلین یہان کثرت سے ہین اور میدان وسیع پراگا ہین خوش فضا اور آب و ہوا معتدل ہے غرض شہر وارسا مین پہونچکر مسٹر ٹیلر نے دس بارہ روز کے عرصہ مین کل اسباب یکمشت ایک یہودی سوداگر

ہاتھ نوختہ کرڈالا اور مجھے روپیہ وصول کرنے کیواسطے اوس جگہہ چھوڑکر آپ ملک روس کے مشرقی صوبہ جات کیطرف کوچ فرمایا اگرچہ یہ موت سفر سے بچنے کے سبب مین نے اپنا وہان رہ جانا نہایت غنیمت سمجھا لیکن جب آٹھ سات روز کے عرصہ مین دوڑ دھوپ کرکے قیمت اسباب کی وصول کرچکا اور کوئی کام باقی نرہا تو بسبب بیکاری اور تنہائی کے خود بخود طبیعت گھبرانے لگی اور یک بیک کچھہ ایسی وحشت پیدا ہوئی کہ گھر مین بیٹھنے سے سوا اوٹھنے لگا ہر چند جو کہہ کے خیال سے مینے اپنی دانست مین نہایت طبیعت پر جبر کیا لیکن کچھہ فائدہ نہ ہوا آخرش مجبور خلاف اپنی عادت کے نقد روپیہ جو بابت قیمت اسباب کے وصول ہوا تھا لوکل فنڈ مین سٹر ٹیلر کے نام سے جمع کرکے ادہر ادہر کی سیر مین دل بہلانے لگا اور اکثر روسا شہر سے ملاقات بھی پیدا کرلی غرض پورا پورا سامان دل لگی کا خداوند کریم نے مہیا کردیا اکیدن ہفتہ کے روز علی الصباح کہ ۲۸ ماہ مارچ ۱۸۶۵ء کی شی گہہ سے نکلکر موافق عادت روزمرہ کے مین نے کمپنی باغ جانے کا ارادہ کیا لیکن دروازہ پر کھڑا ہوکر بسبب تنہائی کے پس وپیش کرنے لگا کہ بغیر کسی دوست آشنا کے سیر بوستان کا کیا لطف ہے اگر کوئی ساتھہ کو ملجائے تو البتہ کیفیت حاصل ہوا تھے مین ایک یہودی بچہ اوسی شہر کا رہنے والا عزیر نام جو اکثر سیر و تماشا مین میرا ساتھہ دیا کرتا تھا اتفاقیہ اوسطرف آن نکلا اور مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا صبحک اللہ بالخیر یعنی صبح کرے خداوند کریم واسطے تیرے ساتھہ خیر و برکت کے یہانکے یہان کا سلام ہے جو اکثر صبح سے دوپہر تک آپسمین ملاقات کے وقت کیا کرتے ہین اور شام کو اوسکے عوض مساک اللہ بالخیر کہتے ہین غرض مین نے سلام کا جواب دیکر خوشی خوشی ہاتھہ پکڑلیا اور کہا بخدا خوب وقت پر آئے چلو ذرا کمپنی باغ تک چلکر ہوا خوری کرآوین شعر

ہو کے نہین ہین سیر گلستان کے ہم ولے	کیونکر نہ کہائے کہ ہوا ہے بہار کی

اوسنے جواب دیا آج تو للہ مجھے معاف رکھئے کیونکہ یوم السبت کو ہم لوگ سوار نہین ہوسکتے اور نہ کوئی اور دنیوی کاروبار کرسکین بیشک کہ ہفتہ کے روز بموجب احکام توریت کے کھانا پکانا بھی ہم لوگون کو منع ہے لیکن شرعی حیلہ کرکے رات کا پکا ہوا کھالیتے ہین خصوصاً اسوقت تو مجھے بات کرنے کی بھی فرصت نہین کیونکہ نماز کا وقت بہت قریب آگیا ہے یہہ کہکر کہنے لگا چلو آج تم کو اپنے گرجا کی سیر کرادہائین کل انشاء اللہ تعالےٰ زندہ رہے تو کمپنی باغ چلینگے چونکہ بسبب توبہ اور مہربانی جناب مسیحیون کے مین اوسوقت تک اپنے پرائے مذہب سے بالکل واقفیت نرکھتا تھا عزیر کی یہہ

یہ باتین سنکر ازبس تعجب معلوم ہوا اور بکمال ذوق وشوق سے سیر گلزار کا ارادہ فسخ کرکے اوسکے ساتھ ہولیا اور بھی میرے اس سچے عقیدہ کو دیکھکر بنا بر تحفظ ہر اور تمام راستے حضرت موسیٰ ہی کی نبوت اور معجزات کا ذکر کرتا ہوا چلا گیا جب خاص اپنے گرجا کے اندر پہونچا تو بکمال انسانیت کی راہ سے مجھے سب سے علیحدہ ایک معقول جگہ مین بٹھا کر آپ میرے پاس ہو بیٹھا اور عبارت کی خوش اصلوبی اور مکان کی آراستگی وغیرہ کی تعریف کرنے لگا چونکہ فی الواقع وہ مکان قابل تعریف ہی کے تھا مین بھی اوسکے قول کو تسلیم کرتا گیا بلکہ ایک دو بہکے مین آکر ازراس بات کا کہنے لگا کہ فطرنیون کا کلیسا اسکے آگے کچھ حقیقت نہین رکھتا لیکن یہ کلمہ زبان سے نکلتے ہی دل پکڑا گیا اور برملا یہ خیال گذرا کہ اب کوئی نکوئی عیب اس مکان مین نکالکر غریب کی بھی بند کرنا چاہیئے ناگہان دیکھتا کیا ہون ایک کمرے کے اندر رونی چہرے مین متصل کا نور شمع جل رہی ہین حالانکہ اوس کمرے مین روشنی شعاع آفتاب کی اس کثرت سے تھی کہ مدہم وجود شمعدان کا بالکل معلوم ہوتا تھا مینے بطور ظرافت کے اہستہ سے ہو بر کیطرف اگر دن جھکا کر کہا شعر

ابلہے کو روز روشن شمع کافوری نہد	زود بینی کش بشب روغن نباشد در چراغ

مطلب سمجھکر ہنسکر کہنے لگا فی الحقیقت آپنے سچ فرمایا لیکن یہ شمعین کچھ تزک اور شان جتانے کیواسطے روشن نہین کی گئی ہین بلکہ ہماری قوم کی رسم ہے کہ جب کوئی عورت یا مرد اس جہان فانی سے کوچ کرجاتا ہے تو اوس کے رشتہ دار چالیس شب و روز اوسکے مرنے کے بعد اپنی مسجد مین بتی روشن رکھتے ہین اور چونکہ اس شہر مین ہمارے ہم مذہب کثرت سے بستے ہین اسواسطے ہمیشہ ایک بتی گل کرنے کی نوبت نہین پہونچتی کہ چار اور روشن ہوجاتی ہین حتی کہ کبھی ہماری مسجدون بیس بتیون سے خالی نہین رہتی البتہ اگر آپکے کلیسا مین اسطرح بتیان روشن کیجاتین تو یہہ اعتراض درست آسکتا تھا مین یہہ جواب دندان شکن سنکر ایسا ناادم ہوا کہ پھر ہرگز غریب سے آنکھین چار نکرسکا بلکہ اپنے تئین دل ہی دل مین سخت ملامت کرتا تھا کہ تو نے بلا تحقیق اور بلا واقفیت کیون ایسا کلمہ زبان سے نکالا کہ خواہ مخواہ مومنہ کی کہانی پڑی شعر

سخن ناسنجیدہ گفتن	در ناسفتنی بود اندیشہ سفتن

اتنے مین آہستہ آہستہ اسقدر یہودی ادھر جگہ جمع ہوگئے کہ اندر سے باہر تک کہین ایک تل رکھنے کو جگہ باقی نہ رہی لیکن جو آتا تھا نیچے گردن کرکے خاموش بیٹھتا جاتا تھا جب سب اونکی واسطے جمع ہوگئے تو ایک شخص من رسیدہ نے جو پہلے سے لباس مکلف پہنے ہوئے مقام صدر مین بیٹھا ہوا تھا اور ظاہرا اونکا پادری معلوم ہوتا تھا خود بخود

بغیر موجود گی کسی شے کے ایک ریال سے نیلام بولنا شروع کیا اور لوگ مرافق قاعدہ نیلام کے اوسکی قیمت کو بڑہانے
لگے مین بولیان نیلام کی سن سنکے متعجب ہوتا تہا اور متحیر سا آنکھین پہاڑ پہاڑکے اوپر اوپر دیکہتا تہا مگر کوئی چیز آگے
پیچہے بطلق نظر نہ آتی تہی کبہی کہتا تہا شاید اسی مسجد کا نیلام کیا جاتا ہے کبہی خیال آتا تہا کہ ان دیوسجد عالیشان کو کون
ایک ریال کی بولی ایسی سوئی بات کو عقل یکایک کیونکر قبول کرلے اور جو یہہ ہی میرا قیاس صحیح ہے تو کلیسی سستی چیز
کو دیوہ و دانستہ کیون جوڑے دیتے ہو یہہ سوچکر ایک ہی دفعہ مین ریال اکٹھے بیٹے بڑہاوے مگر بار بار سن لینے
کے ہرگز پادری نے میری بولی کو قبول نہ کیا اور سب کے سب متعجب ہوکر میری مونہہ کو گہورنے لگے تب ناچار بیٹے
عزیز سے پوچہا یہہ کیا معاملہ ہے اور میری بولی کیون نہین مقبول ہوئی اوسنے جواب دیا بغیر سوچے سمجہے تمہارے مذہبی
معاملات مین تمکین دخل دینے سے کیا فائدہ اگر سیر دیکہنے آئے ہو تو خاموش بیٹہے رہو دیکہا کرو جو کچہہ نیک یا بد میکہی
امر کا ہوگا آپ ظہور مین آجائیگا بیٹے اپنے دلمین کہا سچ ہے لیکن اگر اتنی ہی عقل خداوند نے تو چپکے بیٹہے دیکہا ہی کرتے
تمہاری جرٹ کیا ان کیونکر کہاتے خیر جو ہوا سو ہوا آیندہ بولین تو گنہگار ہی مین اپنے دل سے یہہ مباحثہ کرتی
رہا تہا کہ وہ نیلام سو ریال تک پہونچکا ایک شخص کے نام ختم ہوگیا اور نیلام کے ختم ہوتے ہی اوسکے خدمتگار نے
پادری صاحب کے آگے نور اً سو ریال کی ڈہیری لگادی بعدہ وہ شخص بموجب حکم اپنے پادری کے اوٹہا اور
ایک شنشین مین جاکر جسکے دروازے پر تمامی کے پردے چہوٹے ہوئے تہے کوئی شے مغرق زری کے جزدان مین
لپٹی ہوئی اپنے دونون ہاتہون پر نہایت احتیاط اور ادب سے رکہے ہوئے باہر نکل آیا لیکن کمال اعتقاد سے کبہی آگے
چومتا تہا اور کبہی آنکہون سے لگاتا تہا یہہ دیکہتے ہی سب یکبارگی تعظیم کو اوٹہہ کہڑے ہوئے اور اوس نے
بسنہ وہ جزدان لاکر اوسی سو ریال کی ڈہیری پر رکہدیا ہر چند بیٹے اپنے دلمین عہد کیا تہا کہ اب ہرگز کسی
بات مین دخل نہ دونگا لیکن اس کیفیت کے دیکہنے سے خواہ مخواہ کلیجہ مونہہ کو آنے لگا اور چپکا بیٹہنا مشکل ہوگیا
مجبور شرم دل کو بالائے طاق رکہکر پہر عزیز سے پوچہا کیون حضرت یہہ کیا شے ہے اور اسکے کیا معنی ہوئے کہ
خریدار کو اپنی گرہ سے دام ہی دینے پڑے اور وہ شے بہی ہاتہہ نہ آئی اوس نے کہا جناب عالی یہہ کتاب آسمانی
ہے حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر نازل ہوئی تہی توریت اسکا نام ہے ہمیشہ ہفتہ کے روز واسطے سنانے کلیسا
ربانی کے حجرے سے باہر نکالی جاتی ہے اور ہمارے مذہب کی رو سے پہلے ہی پہلے اسکو ہاتہہ لگانا اور بوسہ دینا

ثواب عظیم مین داخل ہے اور جو شخص یہ نعمت عظمیٰ داخل کرے وہ بڑا صاحب نصیب شمار کیا جاتا ہے لیکن یہ کسیطرح ممکن نہین کہ سب کے سب ایک ہی دفعہ اکٹھے ہوکر بوسہ دین یا ہاتھ لگا سکین یا کوئی شخص خاص اس خدمت باعظمت کیواسطے مقرر کردیا جائے اسواسطے سنا گیا ہے کہ ابتدا مین ہفتہ کے روز باہم نزاع واقع ہوا کرتی تھی اور ہر ایک سبقت اس بات پر کیا کرتا تھا کہ کسیطرح یہ شرف مجھی کو حاصل ہوجاتی کہ رفتہ رفتہ قیل و قال نوبت جنگ و جدال تک پہونچ جاتی تھی اور نتیجہ اوسکا یہ ظہور مین آتا تھا کہ مہینون بلکہ برسون کسیکو لڑائی کے خوف سے اس کتابستطاب کی زیارت بھی نصیب نہوتی تھی ہاتھ لگانا اور بوسہ دینا تو کہان سے آخر بالاجتماع سب نے متفق ہوکر یہی تدبیر نکالی جسکو آپنے نیلام سے تعبیر فرمایا البتہ اس حیلہ سے وہ نزاع باہمی بالکلیہ موقوف ہوگئی اور بلا تکرار ہمیشہ وعظ سننے اور شنانے کی نوبت پہونچنے لگی کیونکہ ہر ایک شخص کو اپنی ہمت کے موافق زیادہ روپیہ خرچ کرنے کا اختیار حاصل ہے اور نیت بڑھتے وقت کوئی کسیکا مونہہ نہین پکڑ سکتا البتہ غیر مذہب والا ایک روپیہ کے عوض ہزار روپیہ دینے چاہے تو بھی منظور نہین ہوسکتی جیسا آپنے پولی دیکر ملاحظہ فرمالیا اب یہ روپیہ اسی مسجد مین جمع رہیگا اور حسب موقع و محل ساکنین اور مسافرین وغیرہ پر تقسیم کردیا جائیگا مین یہ دستور سنکر بہت خوش ہوا اور اپنے دلمین کہا فی الواقع غریبلکے ساتھ سلوک کرنے کا یہ بھی ایک اچھا طریقہ ہے بعدہ وہ سب کے سب اپنی عبادت مین مشغول ہوئے اور مین چپکا اوٹھکر اپنے مکان کو چلا آیا اگلی روز بعد اتفاقیہ یہ تمام رکمال حال مذکرہ مینے اپنے ایک دوست ہم مذہب کے روبرو بیان کیا اوسنے کہا شاید تمنے انکے یہان کا ذبیحہ نہین دیکھا اور نہ کبھی اوسکی شرطین سنین اگر تم شاد یکھو تو مین جانتا ہون اس سے بھی زیادہ متعجب ہو مین نے پوچھا وہ کیا شرطین ہین اوسنے کہا اول شرط یہ ہے کہ جانور فربہ ہے عیبدار صحیح وسالم ہو یعنی کوئی عضو اوسکا بیکار یا زخمی یا کٹا ہوا یا ٹوٹا نہو اور نہ دبلا ہو نہ بیمار دوم انکے یہان کا ملاجو یہ استحان کے سند ذبح کرنیکی پاچکا ہو اپنے ہاتھ سے چھری پھیرے ورنہ ذبح کرنا کمتر یا کیسان ہے سوم چھری ایسی تیز ہو کہ رگ کاٹدیتے وقت کہین رک نہ جائے اگر قضا عند اللہ ہاتھ کی لغزش سے بھی رک گئی تو جانور بیچارہ حرام ہوگیا چہارم ایک ہی طرف کے ہاتھ پھیرنے مین دونون شہ رگین بیچ درمیانی رگون کے پوری کٹ جائین اگر خدانخواستہ اسمین ذرہ بھی فرق پڑا تو ذبیحہ بیکار گیا پنجم بعد ہاتھ پھیرنے کے چھری کو اوسیقدر تیز و تند رہنا چاہیے

قبل ذبح کرنے کے تھی اگر ذبح ہوا ہو بھی گندہ ہو گئی تو وہ ذبیحہ ہی کہا نیگے قابل نہ ہونے کے ششم بعد صاف کرنے کے کوئی نشان چوٹ وغیرہ کا اوسکے بدن پر نہ نکلنا چاہیئے اگر نکل گیا تو حلال نہ ہیگا ہفتم اوسکی آنتین اسقدر مضبوط ہون کہ ہونکنے بھرنے سے ثابت رہین اگر آنتون کیطرف سے جواب ملا تو وہ تمام محنت ہی برباد گئی علی ہذا القیاس اور بھی بہت سی شرطین ہین لیکن ان سب مین بہت بھاری قید یہ ہے کہ گوشت اور رگی کو یہود لوگ باہم جمع نہین کر سکتے بلکہ بعد گوشت کھانیکے ہر ایک شے گی کی مثل دودھ دہی ملائی وغیرہ کے چھ گھنٹہ تک مطلق حرام ہے پھر فرمائیے وہ گوشت کھانا ہوا یا خون جگر پینا ہوا یہ عجیب وغریب باتین سنکر کونسی اتوافق مجھے ایسی حیرت پیدا ہوئی کہ وہ سلام وغیرہ سب کچھ بھول بھلا گیا اور یہی دہن بند ہی کہ کسی جگہ یہ تماشا حیرت افزا بھی اپنی آنکھون سے دیکھ لینا چاہیئے قضا عند اللہ جس محلہ مین مین فروکش تھا اوسمین کئی ایک یہودی بھی رہتے تھے خصوصاً ایک یہودی متمول تجارت پیشہ کا دروازہ تو میرے دروازہ ہی سے ملا ہوا تھا بلکہ کنڈا اوسکے لڑکے کیلئے ہوئے میرے پاس بھی چلے آیا کرتے تھے لیکن وہ یہودی اوس زمانہ مین کسی اور ملک کو گیا ہوا تھا فقط اوسکی عورت مع اپنے بال بچون کے اوس مکان مین رہتی تھی اتفاقیہ جسوقت ہم دونون آپسمین یہ گفتگو کر رہے تھے اوسکے یہان کا ایک ملازم دروازہ پہ کھڑا ہوا تھا اوسنے جو اسقدر قیمتی کپڑا مجھ مسلمان کے پاس دیکھا اندر آکر کہنے لگا خداوند نعمت تھوڑی دیر بعد ہمارے یہان ایک جانور ذبح کیا جائیگا اگر آپکو دیکھنا منظور ہے تو بلا تکلف چلے چلیئے مین نے کہا ایسا نہو تمہاری معذورہ کو میرا آنا ناگوار گذرے اوسنے کہا مضائقہ اللہ اول تو اوسکا مزاج ہی اس قابل نہین اور جو خدانخواستہ ہوتا بھی تو یہ کونسی ناگوار گذرنے کی بات تھی مین نے کہا بہت اچھا اگر یہی ہے تو جسوقت تمام وکمال سامان مہیا ہو جاوے براہ مہربانی مجھے اطلاع کر دینا مین سر آنکھون سے چلا چلون گا چنانچہ ایک گھنٹہ کے بعد اوسنے اپنے وعدہ کے موافق مجھے آکر خبر کر دی اور مین خوشی خوشی ٹوپی ہاتھ مین لے لکڑی بانبل مین مارسٹی بجاتا ہوا اوسکے ساتھ ہو لیا اوسنے پہلے ہی سے صحن مکان مین باورچی خانہ کے قریب ایک کرسی میرے واسطے بچھا رکھی تھی مین جاتے ہی بلا تکلف اوسپر بیٹھ گیا اور بغور تمام ذبح کئے جانے کا تماشا دیکھنے لگا فی الحقیقت جو کچھ اپنے دوست کی زبانی مین نے سنا تھا بعینہ اسی طرح ظہور مین آیا بلکہ اوس سے بھی زیادہ عجیب حرکتین دیکھنے مین آئین لیکن نئی کیفیت کے ہر تو مین اپنی دانست مین

فریحہ کا تماشا دیکھ رہا تھا اور ہر گروہ کے لوگ فریحہ کا تماشا بنا رہے تھے یعنی سب بالاخانوں پر چاروں طرف کھڑے ہوئے میرے تعجب کرنے پر ہنس رہے تھے اور نہ جانے کیا کیا اپنی زبان میں بولیاں بول رہے تھے۔ اگہان میں نے جو متواتر قہقہوں کی آواز سنکر ذرہ اپنی گردن اونچی اوٹھائی تو دیکھتا کیا ہوں ایک عورت حسین صاحب جمال چودہ پندرہ برس کا سن و سال حور کی صورت نور کی مورت عین میرے مقابلہ میں کھڑی ہوئی متحیر سی نظر جمائے ٹکٹکی لگائے میری طرف دیکھ رہی ہے **مثنوی**

جبیں پر تمام چم	لبان از عاقطہ اشہری کم
عذار شرا چو آتش پرستاں	دہانش کزو ننگ دستاں

خم زلفش در آتش کردہ صد دل
وزو دون تاں دہ شیریں کہ تونے ہوس

اس کو دیکھتے ہی میرا جی نکل گیا ہوش کیطرح سینہ میں گھبرانے لگا اور طائر دل مرغ بسمل سے زیادہ پہلو میں پھڑکنے لگا اب میں کہاں اور انسانیت کا برقع کہاں بیخود ایسا کر سر پر دھر کر رہ گیا جیسے کوئی مٹی کا پتلا بنا کر بٹھا دیتا ہے یا تصویر نیرنگی چوکھٹے میں جڑ کر دیوار پر لٹکا دیتا ہے البتہ آنکھوں کی پتلیاں چاروں طرف حرکت کرتی رہیں سو بھی اسواسطے کہ کہاں راز فاش نہو جائے ورنہ اپنے حساب تو سوائے اوس چہرۂ انور کے کسی مردود ہی کا دوسری طرف دیکھنے کو جی ہی چاہتا ہو غرض فریحہ کا تماشا دیکھنے کیا گیا آپ ہی شدت محبت سے تجربہ ہو بیٹھا ہو شیخ وہ اس سے ہاتھ دھو بیٹھا شعر گفتم ایں مرد نیست گفتا ایں عشق است گرفتار شوی عاقبت رفتہ رفتہ نشست پیش آمد۔ تھوڑی دیر بعد جب قصد اوس فریحہ کا تمام ہو چکا اور میں نیست جگہ بھی ٹھنڈا ہو لیا تو سب کے سب مع اوس قاتل فریحہ کے بہ ہوش و حواس کیطرح اوس مقام سے کوچ کر گئے یعنی آپ آپ کو جہان سے آئے تھے چلے چلے گئے ہاں ایک میں ہی جہان مفید خیال بدستور بیٹھے کا بیٹھا رہ گیا اور وہ نقشہ ہی بجنسہٖ آنکھوں میں جچے کا جچا رہا یہاں تک کہ اپنی یاد بھی بھلا دینے سے ہٹ جانے کے تصور خیالی ایسی میری آنکھوں میں کھب گئی تھی کہ معشوق ہو بھی کھڑا ہوا نظر آتا بلکہ ابتو کمال محویت کے باعث پتلیوں کا پتہ بھی موقوف ہو گیا ایک ہی طور پر آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں شعر چشم بر رخسار خوبان دوختن خوش دولتے است کاش ہر مژگاں من چشمے چو سوزن داشتے یہ حال دیکھکر وہ دلارام بھی مجھے بلا کر یا تماشا دیکھ کر اور اپنے دلمیں سوچا شاید اسکو خنجر کی روانی اور خون کی سیلانی دیکھکر غش آگیا ہے ایسا نہیں ہی بیٹھے کا بیٹھا

مرتڈا ہو کر رہ جاے یہہ سوچکر آہستہ سے میرا باز و ہلایا اور کہا استغفراللہ دونوں کے لہو کے دیکھکر آپکا خون خشک ہو گیا چہرہ پر مردنی چھا گئی اگر خدانخواستہ کہین میدان جنگ مین جانے کا اتفاق ہوا اور لہو کے دریا بہتے دیکھتا تو کیا مین جانتا ہون بیلیے کیطرح دبین کے دبین بیٹھہ کر رہ جاؤ یہہ سنتے ہی دانستہ مین نے غفلت زدون کی سی صورت بناکے جواب دیا بیشک جو کچھہ تمنے میرے حق مین کہا یا کہو سو سب درست و بجا ہے اور مین بھی کیا کرون اپنے دل سے مجبور ہون زخم ہونا اور زخمی پہرنا تو درکنار مین نے آجتک کسی کی نکسیر بھی پہوٹتے نہین دیکھی پہر زخم اور کیا کہ اسطرح خون کے فوارے آنکھون کے سامنے چھوٹین تو کیونکر ضعف سے غش نہ آجائے لیکن شعر

من نالۂ بیگانہ ندارم کہ دلربا	ہر غم کہ رسید است ہمہ از خویش رسید است

یعنی مین آپکے ساتھہ آشنا نہ اخلاص رکھتا ہون مین گرفتار ہوا خیر اب جو ہوا سو ہوا اسلام لیجیے مین جاتا ہون یہہ کہکر وہان سے اوٹھہ کھڑا ہوا اور اپنے دل مین اس بات کا شکر ادا کرتا ہوا مکان کیطرف چل نکلا کہ بلاسے نامرد بنے تو بنے لیکن اپنا اصل بھید تو کسی پر ظاہر نہوا اگر خدانخواستہ راز فاش ہو جاتا تو آیندہ ایک بھی تدبیر پیش نہ چل سکتی اور خدا جانے کیا کیا فتور پیدا ہوتے سچ ہے

کار ساز ما بفکر کار ما	فکر ما در کار ما آزار ما

غرض یہہ بھی اودھیڑ بن کرتا ہوا بمشکل مکان تک پہونچا اور دن جاتے ہی موندہ پلیٹ خاموش ایک پلنگ پر لیٹ رہا لیکن لیٹنا کیا ایک عجب مخمصے مین گرفتار ہو گیا لیٹون تو لیٹنے کو جی نہ چاہے اوٹھون تو ہاتھہ پاؤن سے اوٹھا نہ جائے آنکھین بند کرلون تو سوے کی زیادتی سے چھاتی پھٹے کھول دون تو تصور دلدار کا خیال بٹے اتنے مین اوپر سے رات آگئی یہہ گویا دوسری بلا ہے سر پر نازل ہوئی لیکن خدا کا شکر ہے کہ اوسنے سب کچھہ آسان کر دیا یعنی اگرچہ کروٹین بدلتے بدلتے دونون پہلو لہولہان ہو گئے مگر وہ پہاڑسی رات بھی تو ٹوٹی سی سختیان دکھا کر اپنا کالا مونہہ کر گئی اب صبح ہوتے ہی دل مین یہہ خبط سمایا کہ بس سیدھے یہان سے چلکر دربار دولت پر پڑ رہیے اس سے بہتر آسایش کی جگہہ نہ جیتے جی دنیا مین ملیگی نہ مرنے کے بعد بہشت مین جانا تو آئیگی لیکن پہر سوچا اپنے آرام کی خاطر دوسرے کو بدنام کرنا یہہ کون آدمیت مین داخل ہے اگر ایسا ہی در و دیوار کی زیارت کو جی چاہتا ہے تو کوٹھے پر چلکر دور سے دیدۂ دیدار طلب کو روشن کیجیے مشکل شہر ہے اندر جا کیا چاہیے دوا کلمین فوراً یہہ خیال دلمین گذرتے ہی بندۂ درگاہ پلنگ سے اوٹھہ بالاخانہ پر پہونچا اور پہونچ کر مکان سے اوسکے ایک ایک در و بام کی بلا تکلف بلائین لینے لگا گمان دیکھتا کیا ہون وہ ہی بدر و در

غیرت حور نے مستو کی طرح پشت بام پر کھڑی اپنے بال سکھا رہی ہے **شعر** زلف بر رخسار دکاکل بر فقا اتادہ است
مرغ دل را پیش دام بلا افتادہ است یا وہ رجنہ محبت سے نگاہ بھی اسیر فن کو ہے گویا کسی صیاد نے تمام بجار
اپنے صید بے پر و بال کی گھات میں جال پھیلا رکھا ہے اور دم بدم گرفتاری کی آرزو زیادہ ہوتی جاتی ہے
یہ سب کچھ جو وہ الیلی وضع اور نرالی سج دھج میری نظر سے گذری آنکھوں کے نیچے اندھیرا سا آگیا اور تمام جسم ضعف
سے تھرتھر کانپنے لگا لیکن پھر ایسا موقع ہاتھ آنا محال تھا بہ تکلف اپنی طبیعت کو سنبھالے جی کو ٹھیرائے میں بھی
اشاروں اشاروں میں تھوڑا سا حال دل بیان کر ہی گذرا بلکہ یہ شعر بھی سنا دیا **شعر**

ای ستم دولت بیدار بلائے عظیم کز نیم نگاہ نیم مبسم دو نیم کرد | فتنہ کا زہے رحم یہ رمز و کنایہ سمجھتے ہی کہ ادا پر
کو بنا کر غش تک کھینچکر مستعد جنگ ہو گیا اور جستجو نوں کی شرارت سے دو چار خدنگ ایسے ناز و کرشمہ میں بجھے ہوئے
لگائے کہ شیشۂ دل سر سے پاؤں تک چور چور کر ڈالا یہ دانتوں کے تلے ہونٹھ دبانا ناز سے تیوری چڑھانا
نور اُنچے اوتر گیا اس انداز معشوقانہ نے اور بھی رہا سہا قتل کر دیا اور جو کچھ متاع صبر و قرار باقی رہ گیا تھا
بھی دونوں ہاتھوں سے لوٹ لیا غرض **شعر** سافنم کہ کبی تن بسمل بین جوانے جانے | او بیرحم کا جلا دینہ جانے جانے
بین سمجھو اسی جگہ منڈیر پر سر رکھ عالم بیخودی میں کھڑے کا کھڑا رہگیا نہ قابو میں دل رہا نہ بن قابو کر سکے قابل
رہا اور سچ ہے جب اس قسم کا مقابلہ آکر پڑے تو ایک قطرۂ خون جسے دل محزون سے تعبیر کرتے ہیں کہاں تک سخت
جانی کے جوہر دکھا سکے ہاں بیشک کچھ کر نہیں کہ باوجود اس ضعف و ناتوانی کے میدان نہ چھوڑا و ہیں کے وہیں
ڈٹے رہے جان جاتی رہی مگر کھڑے رہے **شعر** بر تخیز مرو سر کو ستو تا جان داریم | ور رسد کار بجان از جان بخیزیم
تھوڑی دیر گذری تھی کہ پھر اوس غیرت ماہ بدر رشک خور شید نے اوسی سج دھج سے سنانہ دار مطلع بام پر طلوع فرمایا
اور زلف عنبر بین کی بوسہ بدستور مشام جان کو قوت بخش کر میرے ہوش و حواس کو درست کر دیا بلکہ البتہ بہ نسبت
پہلے کے زیادہ لطف حاصل ہوا کیونکہ اور ہر تو دل بیقرار کو شربت دیدار سے کسیقدر تسکین حاصل ہو گئی اور پھر
تو دیدہ دولت کے چہرہ انور پر مطلق ہیں پیشانی کا اثر باقی نہ رہا اور رشک سابق کے شمشیر جہاں آزما تے ہی بھاگ جانے کا بھی
قصہ نہیں فرمایا **شعر** ہر سن جفا ز بخت من آمد و گرنہ یار | حاشا کہ رسم ہر دو طریق ستم نداشت غرض اسیطرح
متواتر اوس ماہ بے مہر نے شام تک کئی پھیرے کئے اور دم بدم محبت کو ترقی ہوتی گئی یہانتک کہ دو تین ہی دن

مین رفتہ رفتہ بالکل پردہ حجاب کا اوٹھ گیا اور آہستہ آہستہ ہم دونون ایکدیگر کے عاشق و قالب ہو گئے شعر

ضد کی ہے اور بات مگر خو بُری نہین	بولے سے اپنے سے پھرون وعدے وفا کیے

لیکن تجربہ کی رو سے مجھے ابھی طرح ثابت ہو گیا کہ ہوا و ہوس کو صرف عشق و محبت ہی کی ترقی کیواسطے خداوند کریم نے خلق فرمایا ہے کیونکہ پہلے ہی پہلے مجھے فقط ایک مرتبہ دور سے دیکھ لینے کی تمنا تھی بعد ملاقات بیحد کرنے کی آرزو پیدا ہوئی پھر بیزبانی کنایہ کو جی چاہا اب جو وہ تمام مرحلے طے ہو چکے تو معانقہ جسمانی کی خواہش مین ہر دم طبیعت بیچین رہنے لگی شعر

عاشق ہو فنا سیر معشوق مگر دو	ماہی طلب آب کند گرچہ نہ تاشد

آخر شی اس درویے دربان کی یہ ہی تدبیر سمجھ مین آئی کہ ایک بڑھیا سمعا نامی سے جسکو اکثر یہودیون کے مکان مین آتے جاتے دیکھتا تھا راہ و رسم بڑھانی شروع کی اور بعد چند روز کے بلا تکلف اپنے حال پر ملال سے آگاہ کر کے صرف اس بات کا خواستگار ہوا کہ اگر آپکے ذریعہ سے کسیطرح دو بدو اوس کمان ابرو کی ملاقات میسر ہو جائے تو تمام عمر مین آپکا احسانمند اور حلقہ بگوش رہون اوس نے سنتے ہی جواب دیا یہہ کونسی بڑی بات ہے آپ خاطر جمع رکھئے انشاء اللہ تعالے دو ایک ہی دن مین کوئی نہ کوئی تدبیر نکالے دیتی ہون بلکہ اس لڑکی کا عقد نو دلیا ہوتا تو میرے نزدیک شادی کرا دینا ہی کچھ مشکل امر تھا لیکن اب البتہ مشکل ہو گیا یعنے پوچھا عقد اسکا کہان ہوا ہے اور نام اس رشک پری کا کیا ہے اوسنے جوابدیا اسے لیا خاتون کہتے ہین اور اسکی ماں کا نام راحیل خاتون ہے ابھی برس دن نہین گذرا کہ اسکی مانے زبردستی اسکا عقد ایک سوداگر زادہ یعقوب نامی سے کر دیا ہے لیکن یہہ اوسکی صورت سے بیزار ہے بلکہ آہو کو تک سنگے کی روا مارنہین اسیواسطے اپنی ماکے مکان پر پڑی ہوئی ہے اور آج تک خاوند کو بدن سے ہاتھہ بھی نہین لگانے دیا مین یہہ سنکر اپنے دل مین نہایت خوش ہوا کہ شاید ہوتے ہوتے ہمہی یعقوب بنجائین لیکن بڑھیا کے سامنے کچھہ دم نہ مارا بلکہ اوس سے یہہ ہی کہدیا کہ آپکا ملاقات کرا دینا ہی عقد ہی کرا دینے کے برابر ہے جہانتک ہو سکے آپ اسمین کوشش کیجئے اوسنے کہا بہت اچھا مین کوئی معقول تدبیر سوچ لون تو آپکو اس بات کا جواب دون چنانچہ اس تذکرہ کے بعد تیسرے دن دوپہر کے وقت سمعا نے آتے ہی یہہ مژدہ سنایا کہ یہ آج صبح کو خیل خاتون کے روبرو آپکا ذکر خیر کیا تھا اوسنے سنتے ہی کہا جس روز سے مینے اس شخص کو اپنی مسجد مین کتاب مقدس پڑھتے سنا ہے اور احتیاط وضو پر تعجب کرتے اور آخر کو خوش جاتے اپنے مکان پر دیکھا ہے نہایت ہی چاہتا ہے کہ کسیطرح

سے ملاقات کیجیے لیکن کوئی طور بن نہین پڑتا اور ایسا ہی کہہ لیا خاتون نے بھی بیان کیا بلکہ اونہنے تو یہانتک اپنی
آمآن سے کہا کہ شما خاتون سے کہہ دیجیے کہ ہمارا اشتیاق ملاقات بیان کرکے اوسے بیان بھیجدین گی مگر راحیل نے
کچھ جواب نہین دیا اسواسطے آپکو صلاح دینے آئی ہون کہ آج شام کو بلا تکلف آپ اوسکے مکان پر چلے جائیے اور آہستہ
آہستہ یون ہی آمد و رفت بڑہاکر اپنا مطلب پورا کرلیجیے کیونکہ ہماری قوم مین بموجب حکم توریت کے اپنے ہمسائے سے
سلوک کرنا اور مسافر سے بہ تواضع پیش آنا سعادت سرمدی کا باعث سمجھا جاتا ہے مین یہ مژدہ فرحت انگیز سنکر
اسقدر خوش ہوا کہ کچھہ التماس نہین کرسکتا اور شام ہوتے ہی کہ شاید اوس دن دوسری مئی کی تھی نہاد ہو پوشاک
بدل بلا تکلف موافق تعلیم شما کے در دولت پر جا پہونچا فی الحقیقت راحیل خاتون مجھے دیکھتے ہی اسقدر تواضع اور
تکریم سے پیش آئی کہ شاید کوئی قدیمی عنایت زیادت کا پیچھڑا ہوا بھی نہ پیش آتا اور نہایت تمنا سے اشتیاق ملاقات
بیان کرکے کہنے لگی آپ باوجود اسقدر قرب ہونیکے کبھی ہمارے مکان پر تشریف بھی نہین لاتے کیا ہم لوگون سے
ملاقات کرنا کچھہ معیوب سمجھتے ہو مین نے کہا استغفر اللہ یہہ آپ کیا فرماتی ہین مین تو واللہ آپکی قدمبوسی کو سعادت
کونین سے بہتر جانتا ہون اور فی الواقع آپ جیسے کریم النفس اخلاق مجسم دنیا مین کا ہیکو ہوتے ہین لیکن کیا
کرون کہ روایات دنیوی نے آجتک مجھے اس نعمت عظمی سے محروم رکھا اب انشاء اللہ العزیز ہرگز حاضری مین کسی
طرح کا تصور ظہور مین نہ آئیگا یعنی روز مرہ بلاناغہ حاضر ہوا کرونگا اتنے مین لیا خاتون بھی ایک کرسے سے برق
لامع کیطرح نکلکر مین میرے مقابل مین آن بیٹھی **مثنوی** تا گہان از در در آمد بے حجاب | لب گزان و زرخ برنگندہ نقاب
کاکل مشکین بدوش افتادہ | و ز نگاہ کار عالم ساختہ | اور بیتکلفی ہی مسکرا کر پوچھنے لگی آپکا نام کیا ہے مین نے
کہا مجھے شمعون کہتے ہین فرمایا کیون نہو آخر آپکے حالات بھی تو آپکے نام سے کچھہ کم تعجب انگیز نہین ہین بھلا اسکے معنی
کیا ہوئے ہینے کہا معنون کی تو مجھے کچھ خبر نہین یہہ سنکر اور بھی زیادہ قہقہہ لگایا اور فرمایا پیری و استہ مین شیرین
کے عوض غمون آپ اپنا نام رکھتے تو نہایت مناسب ہوتا کیونکہ یہہ حضرت یوسف کے ایک بھائی کا نام ہے اور اکثر ہمارے
قوم کے لوگ اس قسم کے ناموں کو مبارک بھی سمجھتے ہین مین نے عرض کیا بہت خوب آج سے انشاء اللہ جو کوئی میرا نام
پوچھا کریگا غمون ہی بتایا کرونگا کیونکہ مجھے آپکی خاطر یوسف سے بھی زیادہ عزیز ہے اور اپنے دلمین سمجھہ گیا یہ نام
نہین بدلا گیا در پردہ دین و ایمان کا سوال کیا گیا ہے سو یہان پہلے ہی مذہب عشق قبول کرچکے ہین جب پڑہیگے

دوست کہی کلمہ پڑہین گے کیونکی تعلیم و تلقین کی حاجت ہی کیا ہے شعر | ورنہ سہیا نماز باشد نہ نماز | پیغمبر عشق را کتابے دگر است

قصہ مختصر چلے ہی دن مین اوس شاہنشاہ حسن و خوبی کی سرکار سے ایک عمدہ خطاب پاکے اور دین و ایمان نذر دکھا کے بڑی رات گئے اپنے مکان کو واپس آیا اور اوسی روز سے بلا ناغہ اپنے وقت معمولی پر آمد و رفت شروع کردی لیکن ملاحظہ کا چھپانا ہم جیسے کم ظرفون کا کام تو ہی ہے نہین اور نہ وہ چھپانے سے چھپ سکے رفتہ رفتہ تمام گھر والے آپس کے تاکنے جھانکنے اور پیار کی آنکھ سے خود بخود تاڑ گئے کہ شمعون کا آنا جانا صرف لیا خاتون کی خاطر ہے ایسا نہو بٹھے بٹھائے کوئی نیا فتور اوٹھ کھڑا ہو اور ہم کیا ایک اور سکا کچھ بندوبست نکر سکین اوسواسطے سب نے سب دانستہ آپ آپکو مجھ سے کھینچنے لگے اور آہستہ آہستہ اوس عورت و توقیر مین زمین و آسمان کا فرق آگیا لیکن یہان عورت سے کیا کام تھا اور توقیر کی کون پرواہ رکھتا تھا بلا تکلف اوسیطرح آتے جاتے رہے بلکہ دن بدن دو مرتبہ آنے جانے لگے کیونکہ جسقدر طبیعت پر زور پڑتا جاتا تھا اوسیقدر ہوس زیادہ ہوتی جاتی تھی یہانتک کہ رفتہ رفتہ یک بیک تخلیہ کی ملاقات کا ولولہ طبیعت کو پیدا ہوا اور مین بے سوچے سمجھے اپنے معمول وقت کو تال کر ۲ بجے روز چارشنبہ کو عین دوپہر کے وقت چپکے سے لیا خاتون کے کمرے مین جا داخل ہوا دیکھتا کیا ہون وہ رشک لیلیٰ تنہا بیٹھی کشیدہ کاڑھ رہی ہے اور کچھ اشعار عبرانی زبان مین پڑھتی جاتی ہے میرے جاتے ہی اپنا قصہ دوری اور افتادہ مجبوری اس سوز و گداز سے بیان کرنا شروع کیا کہ باوجود پیہم ریوفالی اور خود بینی و خود نمائی کے اوسکی بھی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور نہایت پژمردہ خاطر ہو کر فرمانے لگی افسوس تو اپنا حال اس طرح سے بیان کرتا ہے اور یہ نہین پوچھتا میرے دل پر کیا گذرتی ہے کیا پہلے دن تو نے مجھے اسی صورت سے دیکھا تھا اور قبل ازین محبت کے کیا ایسی ہی پھٹکار میرے چہرہ پر برستی تھی واللہ مین تو یہ بھی نہین جانتی تھی کہ اشک گرم کیا چیز ہے اور آہ سرد کسے کہتے ہین اور آتش فراق اور شعلۂ اشتیاق مین کچھ فرق بھی ہوتا ہے یا نہین لیکن جب سے حضرت عشق سے پالا پڑا خواب و خور حرام ہو گیا آہ و فان تکیہ کلام ہو گیا اب نہ دگو چین ہے نہ ران کو آرام ہے شب و روز رونے یا اشعار فراقیہ پڑھنے سے کام ہے چنانچہ اسی آن کے خوف سے مین ایک عبری شاعر کی بابلی جو اوسنے بی بی حاجرہ کی زبانی اونمین کے سوز غم مفارقت مین کہی ہے پوتھی پڑھ رہی تھی جسکا مضمون یہ ہے کاش تشریف لاوے میرا بادشاہ اور دیکھے مجھے دودھ ترتے ہوئے پانی کی تلاش مین کوہ صفا و مروہ کیطرف اور

رحم کھائے میرے اور تمھیل کے حال پر اور لیجائے ہم دونون کو فلسطین اور لٹا پھیر کر
یہہ کھکر فرمایا بھلا مین اس رباعی کو کیون پڑھ رہی تھی مینے کہا صرف اسواسطے کہ اگر دوسرہ
پڑہتین تو آپکی والدہ ماجدہ کو آپکی طرف سے عشق و محبت کا شک پیدا ہوجاتا فرمایا نہین مین دعائیہ
کو خداوند کریم کی درگاہ مین عرض کر رہی تھی اور نشاندہی میرا یہہ تھا کہ یا الٰہی شمعون آنکھ مجھے شہرت دیدے
کی تلاش مین اس کو غم والم کا صدمہ اوٹھاتے دیکھے اور رحم کھاکر شہر فارسا سے کسی اور طرف کو نکال لیجائے
سو ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ میری دعا درجہ قبولیت کا حاصل کرچکی اب صرف تیری ہمت باقی رہ گئی ہے میرے
عرض کیا اگر آپ مستعد ہون تو یہان سے نکال لے چلنا کون سی بڑی بات ہے مین تو خدا سے یہی چاہتا ہون
کہ کسیطرح اس صدمہ جانکاہ سے بیچا چھوٹے رباعی

نے باغ و نے بستان نہ چمن میخواہم	نے سرو نہ گل نہ یاسمن میخواہم
خواہم زخدائے خویش گنجے کہ دران	من ہاشم و آن کسے کہ من میخواہم

ابھی مین یہہ کلمہ ختم نہین کرچکا تھا کہ یکایک
راحیل خاتون ہمارے سر پر آن کھڑی ہوئی اور تھوڑی بہت یہہ گفتگو یہی اوسنے سن پائی ہو تو کچھہ تعجب نہین ہے
کیونکہ اوسیوقت نیورمبرگ مجھہ سے کہنے لگی آپ براہ مہربانی ہم غریبون کے مکان پر تشریف نہ لایا کرین اور خدام
کو حکم دیدیا کہ ہرگز یہہ شخص ہمارے دروازہ پر قدم نہ رکھنے پاوے چنانچہ مین مجبوراً اوس جگہہ سے اوٹھکر یہہ شعر
پڑہتا ہوا اپنے مکان کو چلا آیا شعر

ہیدر دارد وا مرادر دمیرسد	روزی بقدر حوصلہ مردمیرسد

اور اوس دن سے ملاقات تو درکنار دور کی دیکھا بھالی بھی موقوف ہوگئی کیونکہ لیا خاتون بھی بغیر اجازت
اپنی مان کے نہ کوٹھے پر چڑھ سکتی تھی نہ دروازہ تک آسکتی تھی غرض اوس سمی بے حاصل اور ہوس بے معنی کا نتیجہ
یہہ ہوا کہ برخلاف اپنے زعم باطل کے راتدن آتش فراق مین جلنے لگے اور دل و جگر دونون کو کباب بناکر پہلو مین
دبا رکھا شعر

شعلے بھڑک کے اوٹھنے لگے دل کے داغ سے	آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اس سے بڑھکر
نیا شگوفہ ایک اور کھلا یعنی اوسی زمانہ مین ۲۸ ربی ۱۰۸۲ھ مطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۷۷۱ء بروز پنجشنبہ کو
شاہنشاہ روس کے گھر بڑی آرزو تمنا سے لڑکا پیدا ہوا اور اکثر سلاطین قرب و جوار اور بادشاہان خراج گذار
کو اپنا رسوخ بڑہانے اور اتحاد جتانے کے واسطے خواہ مخواہ کسی نہ کسی طرح کی خوشی و خرمی ظاہر کرنی پڑی چنانچہ مسٹر
ژیرو فرمانروائے ملک پولنیہ نے بھی اسی تقریب سے شہر وارسا کو دریائے وسٹولا کے کنارے تک آئینہ بندکر دیا

ے کا حکم دیا یعنی ۱۳ اور ۱۴ جون ۱۶۵۶ء کو اور خود اپنی ذات خاص سے بھی مع تمام
ین دن برابر دونوں وقت بطریق سہ عین لیا خاتون کے مکان کے نیچے ہو کر نکلتا رہا کیونکہ
ہی سے دریاے دسٹولا کا سیدھا اور وسیع راستہ وہ ہی ہے قضا خندہ اللہ اسی آمد و رفت میں کہ
ی تقریب سے اوس رشک ماہ کی بھی رویت نصیب ہو گئی اور تیغ ہلالی نے دل و جگر پر پڑتے ہی صاف نہایت مکھن
دوڑ کر کے کرا دیا شعر | شوق زلف تو نہ تنہا دل ما شیدا کرد | ہر کہ این سلسلہ را دید بجنون پیوند کرد | ہنلاوہ
بوالہوس چہ راست عشق کی کیفیت سے کیا واقف اور زخم محبت کی حلاوت کو کیا جانے شعر شیرینی لب و کام تلخ ہی
کا فور خواجہ سرا کے ایما سے راحیل خاتون کو بلا بھیجا ہم وصل کا خواستگار ہوا اور چونکہ باشندگان ملک پولینڈ میں ری
دانست میں پانچ عنصری لوگ ہیں یعنی علاوہ خاک و باد و آب و آتش کے پانچواں عنصر طبع کا بھی اور انکی خلقت میں شامل
ہے اسواسطے راحیل خاتون بھی نور اللہ عقد کر دینے پر راضی ہو گئی اور ایک بڑی وجہ جو یہ اسمیں یہ بھی آن پڑی کہ
لیا خاتون اپنے خاوند سے مطلق راضی نہ تھی اور راحیل بغیر کسی معقول سبب کے یعقوب پر طلاق دینے کا دباؤ نہیں
ڈال سکتی تھی اب جو یہ موقع آنکر واقع ہوا تو راحیل کی بن پڑی اور یعقوب بھی عتاب بادشاہی کے خوف سے کچھ
انکار نکر سکا غرض دو ایک ہی دن میں موافق رسم قوم یہود کے دونوں میاں بی بی کو سیاہ لباس ماتمی پہنا
باہم طلاق دلوا دیا اور دوسرے روز طلاق کے یعنی ۱۹ جون ۱۶۵۶ء جمعہ کے دن اوس رشک پری کو رقیب
روسیاہ کے حوالہ کر دیا ہم جو مدت سے اپنی دانست میں حق بنے بیٹھے تھے یوں ہی خالی ہاتھ ملتے رہ گئے اور روح کانپ
بھی جسکو اکثر ہجوم اضطراب کے وقت دیکھکر کلیجہ ٹھنڈا کر لیتے تھے قابل زیارت کے نرہا بلکہ اور بھی ترقی وحشت کا باعث
ہو گیا شعر | وارد سبب ورد شد اینجا چہ امید است | زائل شدن عارضہ چہ صحت بیمار | آخرش کوچہ گردی پر کمر
باندھی اور معلوم کہ شاہی کیطرف دن میں ہزار ہزار مرتبہ چکر لگنے لگے لیکن وہ چکر گردش مقدر کو تو کچھ مٹا ہی نہیں
سکتے تھے جون جون زمانہ مفارقت کا طول کھینچتا گیا اپنا قصہ مختصر ہوتا گیا یہانتک کہ رفتہ رفتہ سوائے غم والم کے
بجز قرار ہوش و حواس عقل و خرد تمام قافلے کا قافلہ رفتا کا کو کر گیا اور میں تنہا رہ گیا اسے یا کوچہ و بازار سے
سر ٹکراتا ہوا رہ گیا شعر | کہا کہا کے تیر غم بیدلم ہدف کردند | سینہ تمام سینۂ غربال ہو گیا | لیکن ابھی کچھ دن کی مگی
کے باقی تھے کہ اتفاقیہ ایک روز مدت مدید کے بعد سعدا خاتون میری قدیمی عنایت فرما ایک کوچہ میں تنہا جاتی ہوئی

ملکہ اور مجھے دیکھتے ہی کہ نہ لگی کہو اب کیسے گذرتی ہے میں نے کہا کچھ نہ پوچھئے ایسی گذرتی ہے جیسے سینہ میں برچھی کی انی
رکلیجہ پر پیر کے کنی پر ہاکیون میں نے کہا کیا تمہین نہین معلوم وہ انگشتری سلیمانی کی گردش آسمانی سے ایک غریب
بدست کے ہاتھ لگ گئی اور مین حیرت سے سونتہ کنا اور دست سے ایڑیان رگڑ تا رہگیا شعر

سخن در دست کبوری کنے تو انم دید | کہ در خون جگر یغان دمن نظارہ کنم | کہا ہان سنا تو تہا کہ کیا خاتون کاروانی
ملک سے عقد ہو گیا ہے پھر تم فرماؤ اب بصورت ملاقات کی کیا ٹھیری میں نے کہا خاک بھی نہین جب سے وہ رشک آفتاب
محل سلطانی مین داخل ہوا ہے خواب مین بھی لوٹکر شکل نہین دکھائی شعر خون اپنون کا ہے اونکو ہوگا نوشکا
مل سکین کیونکر کہ وہ مجبور ہم لاچار رہین ۔ لیکن ہان اب تمہاری قدبوسی حاصل ہوئی ہے خدا نے چاہا تو کوئی نکوئی
صورت نکل ہی آئیگی شعر از تاب آفتاب حوادث چہ غم خوریم | چون سایبان لطف تو باشد پناہ ما | کہنے لگی استغفر اللہ
میرا گذر وہان بہلا کیونکر ہو سکتا ہے یہہ اجیل کا گھر ہو کہ جب چاہا بغیر پوچھے گچھے گھس گئی میں نے کہا اگر آپکا گذر وہان نہین
ہو سکتا تو ہم جی جان دینے کو تیار بیٹھے ہین ایک ہی خنجر مین دیکھ لینا انشاء اللہ تعالے قصہ تمام ہے لیکن اتنا یاد رکھنا
یہہ خون ناحق تمہارے ہی اعمالنامہ مین لکھا جائیگا کیونکہ تم دانستہ آگ لگا کر پانی پہ چھڑکنے سے اغماض کرتی ہو اور
ہم مسافر وفکی یکسی پر رحم نہین کہا تین شعر | تبا غریبان سبب دگر جمیل است | چون است کہ این قاعدہ در شہر شما نیست
یہہ سنکر مسکرانے لگی اور کہا اچھا مین کسیوقت تمہارے مکان پر آؤنگی دیکھون کیا صلاح وقرار پاتی ہے یہہ کہکر ایک
طرف کو چلی گئی اور مین سیدہا اپنے مکان پر آ اور سکا منتظر ہو بیٹھا لیکن وہ بڑھیا کہ بغیر اچھی طرح میرا خون بگہ
پئے بہلا کا جیکر نیوالی تھی بیٹے بیٹھے صبح سے شام ہو گئی لیکن اوسکو نہ آنا تھا اور نہ آئی اور مین بھی اپنے مکان کا
قطب بنکر ایک جگہ جم ہی تو گیا غرض یون ہی صبح سے شام اور شام سے صبح کرتے کرتے پورا ایک ہفتہ گذر گیا آٹھوین
دن ۱۹ جولائی روز یکشنبہ کو پہر رات گئے دیکھتا کیا ہون شمعہ خاتون مٹکتی ہوئی چلی آتی ہین مین تو مدت کا
جلا ہوا بیٹھا ہی تھا دیکھتے ہی نہ علیک نہ سلیک ناحق ہزار دن صلواتین سنانی شروع کر دین لیکن اوس بیچارے
بالکل دم نہ مارا بلکہ نہایت شفقت سے کہنے لگی اے بچہ فی الحقیقت تجھے میرا انتظار نہایت شاق گذرا ہو گا لیکن ذرا
میری بھی تو رام کہانی سن لے کہ مین کیون نہین آئی اور آجتک کس بندے مین پھنسی رہی مین نے کہا مین
سنون کیا کسی نہ کسی ایسے ہی اوول جلول گورکھ دہندے مین پھنسی رہی ہونگی جسکے باعث خواہ مخواہ انسان کی

طبیعت کو اور لبھن پیدا ہو کہا تہین بجدا مین تیرے ہی دہندے مین پھنسی ہوئی تہی اور را
مین نے کہا کیونکر کہا تیری زبانی تیہ مفارقت کا صدمہ سنکر میرا دل کانپ اوٹہا اور بیا
آئی کہ کسیطرح خصمون کو محل سلطانی مین لے چلکر زینا خاتون سے ملاقات کرانا چاہیے لیکن رسم
سے تو مین مطلق واقف ہی نہ تہی اور بغیر واقفیت ایسے کام ہو نہین سکتے اسواسطے اوسیدن جس دن تجدید سے
ملاقات ہوئی تہی راجیل خاتون کے مکان پر جا بیماری کا بہانہ کرسات روز برابر ایک ہی جگہہ پڑی رہی اور
رات دن اچھی طرح غور کرکے دیکھتی رہی کہ یہان سے محلات مین جانیکا کونسا وقت اور کیا دستور مقرر ہے اور رو
سے روزمرہ کیا خبر آتی ہے اور کیونکر آتی ہے اور ہفتہ مین کونسی دن ایسا تو نہین ہے جسکے واسطے کوئی نیا طریقہ
مقرر ہو جب ان تمام حالات سے بخوبی واقف ہو گئی تو وہان سے اوٹہا اپنے مکان پر جا سیدہی تیرے پاس بڑی
چلی آئی ہون مین یہ سنکر اپنی حرکت ناشایستہ سے ازبس نادم ہوا اور سواے اسکے کچہہ علاج نہ بن پڑا کہ خاموش
اوسکے قدمونپر سر رکہہ زار زار رونے لگا خصما کو اس میری عاجزی پر اور بہی زیادہ رحم آیا اور فوراً میرے سر کو
بوسہ دیکر کہنے لگی شعر

گر راست دروغ مصلحت ما گفتن	آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

بس بس
زیادہ دیوانہ پن کی باتین نہ کیجیے اگر میرے دلمین کچہہ بہی آپکی طرف سے خدانخواستہ کدورت ہوتی تو جیسے منہی تہی
اور ٹیڑہی باتین شروع ہو گئین تہین مین سیدہی اوٹہکر اپنے گہر کو چلی نہ جاتی لیکن مین خود جانتی ہون کہ جب
دل قابو سے نکل جاتا ہے تو ہلاکت و بد کا خیال نہین رہتا یہ کہکر ایک زنانی پوشاک اپنی بغل مین سے نکال
میرے روبرو رکہدی اور کہا کل علی الصباح اسے پہنکر میرے منتظر تیار بیٹہے رہنا مین انشاء اللہ تعالے صبح ہی
صبح تمکو اپنے ساتہہ محل سلطانی مین لے چلونگی لیکن خبردار وہان ہو نچکر یا تو زیادہ گفتگو نکرنا اور جو بولو تو مذکر
و نانیث کا بخوبی لحاظ رکہنا ایسا نو زیادہ نرے مین آنکر تم بہی ذلیل ہوا اور مجہے بہی بوڑہے چونڈے سے بازار کے
بہاؤ جو تیان کہانی پڑین میٹے کہا استغفر اللہ کیا تمنے مجہے بالکل دیوانہ ہی سمجہہ لیا ہے بہلا زنانی پوشاک پہنکر کوئی
بہی مردانی بولی بولا ہے جو مین ہی بولونگا بلکہ یہہ پوشاک تو دیکہئے مردانہ ہیس بدل کر بہی پانا اثر زایل ہونے دیتی
ہے یا نہین یہ سنکر سخصما بہت ہنسی اور مسکا اللہ بالخیر کہکر سیدہی اپنے گہر کو چلتی ہوئی مین نے اوسکے جاتے ہی
کپڑون کی بقچہ کو ٹٹولا دیکہتا کیا ہون ایک نہایت دلربا جامہ ہے ایک بڑی بڑی کلی آستینون کا کرتہ ایک چاکدار

پشواز شخنون تک ایک محرم پوش مثل گلہ بند کے ایک دستی رومال ایک برقعے کے واسطے نہایت چوڑی چادر کپہ
چوٹی کے مصنوعی بال اور دو آویزے آتارے دارین اس سارے سامان کو بڑی دیر تک ایک حیرت کی نظر سے
دیہہ دیکھہ کر سکتا رہا بعدہ یک بیک یہہ خیال آیا ذرا اسے پہنکر تو دیکھئے آیا کچھہ صورت مین فرق بھی ہوتا ہے
یا نہین یہہ سوچکر پہلے تو انہین بالون کا شل یہود نون کے جوڑا باندہا بعدہ کانون مین آویزے لٹکائے
پھر تمام کپڑے پہن آئینہ کے سامنے جو بیٹہا واللہ باللہ مین خود اپنی صورت پر دہوکا کہا گیا یعنی ہرگز تمیز
نہین ہوتی تہی کہ مین شمعون ہی ہون یا کسی یہودن کی الکتہ ذاتر کی یہہ دیکہکر تو البتہ نہایت میری طبیعت
خوش ہوئی کیونکہ حمل مین دخل پانے کا اب کسیطرح شک باقی نہین رہا بعدہ وہ تمام کپڑے باحتیاط اوتار
ایک رومال مین باندہ رکھے لیکن تہوڑی دیر نگذری تہی کہ پہر کایک دل مین یہہ خبط سمایا کہ واللہ اعلم
ابکے بہی شل سابق تبدیل لباس سے ہیئت بدلتی ہے یا نہین یہہ سوچکر پہر اوسیطرح بناوسنگار کر پاڑا اور کپڑے
اوتار ڈالنے کے بعد پہر وہی خبط دلمین سمایا غرض اسی اودہیڑبن مین وہ تمام پہاڑسی رات آنکہون مین
کٹ گئی اور صبح تک کئی بار کپڑے پہنے اور اوتارنے کا اتفاق ہوا اتنے مین خدا خدا کرکے سورج نکلا اور ربی سمعا
صاحب دفعتًا اپنے وعدہ کے موافق تشریف لائین یہون تو تیار یہودنون کی شکل بنائے ہوئے بیٹہی تہی دیکہتے
ہی ساتہہ ہولیا اور آہستہ آہستہ شوق دیدار کا مضمون مختلف عبارت سے بیان کرتا ہوا محل کے دروازہ
تک پہونچا وہان دربانون نے اجنبی جانکر ہم دونون کو روکنا چاہا لیکن شمعانے دو چار صاف صاف پتے
دیکر میری طرف اشارہ کیا کہ انکو راجیل خاتون نے کوئین لیا کی ملاقات کیواسطے بہیجا ہے یہہ سنکر سبکے سب خاموش
ہورہے اور ہم دونون بلا دغدغہ اپنے اپنے برقع سرون سے اوتار محل سلطانی کے اندر جا داخل ہوئے جب تمام
ڈیوڑہیان طے کرلین تو دیکہتا کیا ہون وہ غیرت انجمن رشک وہ نسرین ونسترن ایک برآمدہ مین کرسی زرنگار
پر وہی سیاہ لباس ماتمی جو قبل کلکے کے طلاق والے دون پہنا یا گیا تہا دبیز تن زائے کبیدہ خاطر سی خاموش
بیٹہی ہے اور خواصین چارون طرف اپنے اپنے عہدون پر بے تکلف کہڑی ہوئی طبیعت بہلانے کے واسطے آپسمین
ہنسی دل لگی کررہی ہین مدت بعد وہ چاند سا مکہڑا دیکھتے ہی کلیجہ کہا کے بے اختیار زمین پر بیٹہ گیا اور لیا خلوص
نے بھی نگاہ اوٹہاتے ہی پہچان لیا کہ یہہ شمعون ہے لیکن بل بے تیرا ضبط اور ان رے تیری رازداری باوجود

اضطرابی دل کے مطلق جنبش حرکت نہ کی اور اصلا چہرون پر میل تک نہ آئے دیا بلکہ نہایت تکتیع بیگانہ وار گردن پھیر فرمانے لگی یہ کون ہے تمعا تو ایک آفت کا پرکالہ تھی فورا متشار ولی دریافت کرکے کہنے لگی خداوند نعمت یہہ لڑکی آپکی خالا عزیز خاتون کی بیٹی ہے ستی خاتون اسکا نام ہے لیکن حضور بیشک اس سے واقف نہون گی کیونکہ عزیز خاتون آپکی پیدایش سے پہلے صوبہ آنجہانی کو جو اسی روس کی شمالی سمت مین واقع ہے اپنے خاوند کے ساتھ چلی گئی تہین آج ہی رات کو رہت مدید بعد تشریف لائی ہین چونکہ اس لڑکی کو آپکی ملاقات کا حد سے زیادہ شوق تہا اسلیے میرے ساتھ بھیجدیا ہے کہ دو گھڑی دل بہلاکر اپنا جی خوش کر آوے اور وہ بھی یقین ہے دو ایک دن مین آپکے دیدار محبت آثار سے اپنی آنکھین روشن کرین یہہ سنتے ہی لیا خاتون دوڑکر میری چھاتی سے لگ گئی اور نہایت خوش ہوکر کہنے لگی ع مرحبا صد مرحبا اے جان طفال ہاے جان واللہ ثم باللہ مین تیری اس محبت سے اسقدر خوش ہوئی ہون کہ اگر کوئی ہفت اقلیم کا خزانہ بخش دیتا تو بھی اتنا خوش نہوتی یا ان محبت کے یہہ ہی معنی ہین اور پیار یا سی کہتے ہین شعر

دور دستان را بہ ہمت یاد کردن خوشتر است	ور نہ ہر شخصے بیاید خود فرستی نکند

یہہ کہکر تمام خواصون کو اپنے پاس سے ہٹا دیا اور مجہے تنہا ایک علحدہ کمرے مین لیجاکر نہایت غصے سے کہنے لگی زمانے کی کدہر راستہ بہول پڑے ہین نے کہا کیا آپ نہین جانتین ہم لوگ گدائے کوچہ حسن ہین بلکہ سمجھکر ادہر ہی آنکلے ہین کہ شاید ایسی عالیجاہ سرکار سے ہمارا بہی سوال پورا ہوجائے شعر تو وفا با دگران کن کہ من خستہ دل زندہ از بہر ہمیں کہ جفائے تو کشم ؛ یہ سنتے ہی آنکھون مین آنسو بہرلائے اور فرمایا اگر یہہ ہی کالی کفنی سلطنت کی نشانی اور ملکہ ہونے کی پہچان ہے تو بس سب کچہ بہرپایا آپ جیتے اور ہم ہارے شعر از بسکہ رفتہ دیم و شد چاک این سینہ ہمہ بدوختن رفت ؛ مین نے کہا نہین آخر یہہ تو فرماؤ معاملہ کیا گذرا ارشاد ہوا جو کچہ معاملہ گذرا ہے اوس سے سارا زمانہ آگاہ ہے یعنی پہلے ہی دن فرزند نے محل مین آنا چاہا تہا سو مہینے کہلا بہیجا بغیر ایام عدت گذرے ہوئے مین آپکے سامنے ہرگز نہین آسکتی اور نہ یہہ لباس ماتی اوتار سکون اوسی دن سے گا فورا خواجہ سرا کو حکم ہوگیا ہے جسوقت ملکہ یہہ ماتی لباس تبدیل فرمائین اوسیوقت فورا مجہکو اطلاع دیجائے لیکن نہ عدت کے دن پورے ہونگے نہ یہہ ماتی لباس اوتار ونگی باقی رہا دوسرا معاملہ جو خاص میرے دل پر گذرا ہے اوس سوائے عالم الغیب کے کوئی واقف نہین یہانتک کہ آپ بہی دیدہ و دانستہ انجان بنے جاتے ہین شعر

کسے بپرسش احوال من نمی آید بغیر گریہ کہ آید بحال خویش مرا یہ مژدۂ فرحت افگیر سنکر کچھ ارگی تمام غم و اندوہ میرے دل کے دور ہوگئے اور فوراً افسون محبت دم کرکے دوبارا اوس رشک پری کو شیشے مین اوتار لیا یعنی اس تعلی کے ساتھ قصۂ غم مفارقت بیان کیا کہ تمام غیظ و غضب جو میرے بیہودہ طعن و تشنیع سے پیدا ہوا تھا بالکل فرو ہو گیا بلکہ نہایت رحم و کرم سے ارشاد ہوا بس بس کلیجہ مونہہ کو چلا آتا ہے خدا کیواسطے اس قصہ جانگداز کو جانے دو اور یہ فرماؤ کوئی تدبیر اس تیر نگ سے رہا ہونے کی بھی ممکن ہے یا نہین مین نے کہا تدبیرین تمام عقل کے ساتھ ہوا کرتی ہین اور یہان پہلے ہی ہوش و حواس عقل و خرد جو کچھ جمع پونجی رکھتے تھے حضرت عشق کی نذر کرچکے پھر ہم کیا جانین تدبیر کسے کہتے ہین اور تیر نگ کس جانور کا نام ہے سمعاً کا خدا بھلا کرے جسنے یہانتک بھی پہونچا دیا ورنہ ہمارے تو فرشتو تکو بھی تمام عمر یہ جملہ ہوا نسخہ نہ سوجھتا

شعر

از منزل مقصود دل آگاہ نمی بود	گر بدرقۂ لطف تو ہمراہ نبود

یہ سنکر فرمایا ہمنے ایک تدبیر سوچی ہے بشرطیکہ خداوند کریم راس لائے اور تم بھی اپنے تئین بالکل دیوانہ بن ہی مین ڈوال دو مین نے کہا وہ کیا تدبیر ہے فرمایا ابھی پرسون شب کو زلزلہ آیا تھا اوسکے باعث ایک برج اسی محل کا خدا کی قدرت سے خود بخود شق ہوکر نصف سے زیادہ زمین کے اندر غرق ہوگیا اور اتفاقیہ اوسکے چبوترے کے نیچے سے ایک سرنگ قدیم گہری نکل آئی ہے جو کافور غواجہ سرا سے اوس سرنگ کا حال دریافت کیا تو کہنے لگا خداوند نعمت یہہ سرنگ نہین قلعہ معلی کی پرانی بدرو ہے جو خاص محلون مین ہوکر یہان سے چار کوس کے فاصلہ پر دریاے وشنولا مین جا ملی ہے لیکن جب سے قلعہ معلی کے مکانات کو دوبارا کرسی دی گئی ہے اس بدرو کو بیکار سمجھکر بند کروا دیا گیا ہے مین نے یہ مضمون سنتے ہی تمام خاصون اور لونڈیون باندیون کو منع کر دیا کہ خبردار اسطرف کوئی بغیر میری اجازت کے نہ آیا جایا کرے کیونکہ ستورات کے واسطے ایسے مقام نہایت خطرناک سمجھے جاتے ہین اور جسکے سے مسٹر برس ٹیلیڈا اپنی رازدار خاص کو جو مثل میرے دل پر چوٹ کھائے اور طبیعت پر صدمہ اوٹھائے بیٹھی ہے اوسکے اندر بھیجکر اصل حال دریافت کروایا کہ فی الحقیقت اسکی صورت کیا واقع ہوئی ہے اور کہانتک اسنے ہمت سے آگے کو بڑھتی چلی گئی ہے لیکن وہ بسبب خوف کے تنہا بہت دور تک نہ جا سکی جس سے صاف صاف حد سرنگ کا پتہ لگ جاتا تاہم اسقدر بیان کرتی ہے کہ یہ بدرو خاص محل کے نیچے ہوکر فصیل قلعہ کے باہر سیدھی چلی

کیطرف چلی گئی ہے اور کہین کہین اسکے اندر بسبب مسماری اور زمین کی ناہمواری کے شعاع آفتاب کی جھلک بھی پڑتی ہے اب اگر تم کچھ ہمت کرو اور کسیطرح اس بدرو کا پتہ ڈھونڈھ نکالو تو یہان سے نکل چلنا کچھ بڑی بات نہین معلوم ہوتا یہ سنتے ہی جھاتی ہے لپٹا کر موٹہ چوم لیا اور کہانی کی حقیقت نہایت معقول تدبیر سوچی انشاء اللہ تعالےٰ جہانتک ممکن ہوگا مین اسمین کوشش کرونگا اور یقین ہے شمن برج کے سہارے سے اسکا سراغ بہت سہل لہاتھ مین آجائیگا لیکن یہ تو بتاؤ ٹیلڈا کون ہے جسکو یہان پہونچتے ہی آپنے اپنا راز دار بنالیا ویسا تو نہوا انجام کار رضا نخواستہ کسیطرح کی ندامت اوٹھانی پڑے شعر کے بہز ناصحی چاک جگر خواہم نود سن کز خمش رانان ازچیشم سوزن دا شتم ۔ فرمایا نہین نہین وہ دراصل فرنگیز سے کچھ علاقہ نہین رکھتی اگر خاص اس ملک کی رہنے والی ہے فقط گردش ایام نے اوس بیچاری کو چکر مین ڈال رکھا ہے انشاء اللہ تعالےٰ اپنے قصے سے فرصت ملی تو مفصل حال اوسکا بھی بیان کرون یا ٹیلڈا سے کہون وہ خود سناوے اب چلو تمہین باغ کی سیر کرالاؤن اور اس بہانے سے اوس بدرو کی جو صورت دکھا دون یہہ کہکر اوٹھہ کھڑی ہوئی اور کمرے کے باہر ہو چکی چپکے سے ٹیلڈا کو بلایا جب وہ پاس آئی تو میری طرف اشارہ کرکے رمانے لگی دیکھ لے یہہ وہی ذات شریف ہین جنکے واسطے رات رات بھر تڑپتے گذر جاتی تھی اور تو ہی نہایت زیارت کی مشتاق تھی

شعر ایں ست کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را	بسم اللہ اگر تاب نظارہ ست کسے را

اوسنے چومتے ہی کہا بخدا خوب تدبیر ملاقات کی نکالی اب یقین ہوگیا کہ انکی ذات سے اوس بات کا سرانجام بھی خاطر خواہ ہو جائیگا

شعر ہر وقت خود چہ نیچہ گرہ باز میشود	ممنون شدن زناخن و دندان چہ لازم ست

اتنے مین کافور خواجہ سرا بلوا بھیجا ہوا باہر سے آیا اور لیلا خاتون کی خدمت مین عرض کرنے لگا خداوند نعمت حضور اس لڑکی کو پہچانتے بھی ہین یا نہین یعنی یقینی فرما سکتی ہین کہ یہہ ہماری بہن ہی ہین اپنے جواب دیا تو ہی بڑا بیوقوف آدمی ہے بیٹے اپنی خالا کو تو آج تک دیکھا ہی نہین اسے کیا جانون میری بہن ہے یا نہین اور یون ہونے مین شک کیا ہے جب والدہ صاحبہ نے بھیجا ہے اور میری خالا کی لڑکی ہے تو بہن ہوئی تو کون ہوئی عرض کیا نہین یہہ تو کسی خالا کی لڑکی نہین ہے پوچھا تو نے کیونکر جانا جواب دیا مین ابھی اتفاقیہ حضور کی والدہ ماجدہ کی خدمت مین حاضر تھا فرمایا آج ملکہ کا مزاج کیسا ہے مین نے عرض کیا اسوقت تو نہایت خوش ہوئی اپنی بہن سے باتین کر رہی

ہین پوچھا بہن کون بیٹے کہا وہ ہے آپکی ہمشیرہ عزیزہ خاتون کی لڑکی جو کل شب کو صوبہ آنچل سے تشریف لائی ہین فرمایا نہین ہمارے یہان تو کوئی بھی نہین آیا اور نہ ہم جانین عزیزہ کون ہے اور آنچل کدہر ہے بیٹے عرض کیا پیر حضور خود تشریف لے چلکر ملاحظہ فرمالین ارشاد ہوا اچھا تو چل ہم آتے ہین لیکن ایسا نہو ہمارے پہونچنے تک وہ کسیطرح کو کسک جائے اسیواسطے غلام دوڑا ہوا چلا آیا ہے اور یقین ہے آپکی والدہ صاحبہ بھی عنقریب تشریف لاتی ہونگی یہ سنتے ہی مین سن ہوگیا اور ہاتھ پاؤن خوف سے تھرتھر کانپنے لگے کہ اب کوئی صورت جان بچنے کی ظاہر نظر نہین آتی **رباعی** افسوس گزشت عمر بیہودہ ملف | دنیا بتعبہ گزشت روین وقت گرفت
رنجید خدا خلق راضی نشند | ضایع کردیم پارۂ آب و الف | لیکن اوس رشک سیمانے زور سے میرے ہاتھ کو دباکر آہستہ سے فرمایا گھبراتا کیون ہے جوگذر گیا دیکھ لیا اور جو گذرے گا دیکھہ لین گے راتہی کچھہ ہجر کی شب اور روز تعب تو ہے ہی نہین جسکی صورت دیکھتے ہی کلیجہ پھٹ جائیگا یا جسکے آتے ہی ہوش وحواس جاتے رہین گے دم اولٹا جائیگا بلا سے ایکبار نہین ہزار بار آوے ہوا ہی کیا ہے **شعر**

دل بشد جان برفت و دین گم شد | شد فنی شد دگر چہ خواہد شد | پھر فیلڈا کیطرف کچھہ اشارہ کرکے علانیہ حکم دیا دیکھہ تو والدہ صاحبہ آئی ہین یا نہین مجھے بھی یہ مضمون سنکر کچھہ تشویش سی پیدا ہوگئی ہے کہ آیا شما سچی ہے یا کافور یہ سنتے ہی فیلڈا چلتی ہوئی اور آنچل خاتون کو خاص محل کے دروازے پر جالیا جسوقت اوسنے سواری سے نیچے قدم اوتارا اوسنے نہایت آداب سے تسلیم کو گردن جھکاکر عرض کیا اگرچہ آپکو نصیحت کرنا یا جتانا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے لیکن بعضے وقت غیظ وغضب کے سبب خود بخود انسان کی عقل پر ایسا پردہ پڑجاتا ہے کہ مطلق نیک وبد کی تمیز نہین رہتی اسواسطے مین آپکی خدمت مین بلکہ کیطرف سے گذارش کرنے دوڑی ہوئی آئی ہون کہ اس راز سربستہ کے اشکارنے کا کچھہ انجام بھی آپنے سوچہ لیا ہے یا نہین جواب دیا انجام ہی کیا سوچنا تھا اور ہوگا ہی کیا فیلڈا نے جلکر کہا ہوگا تو کچھہ نہین لیکن علاوہ بیچارے دو شخصون کی جان جانے کے حضور کی چوٹی منڈواکر شہر سے باہر نکلوادیا جائیگا بہلا یہ تو سوچے لیا خاتون کو اپنی عزت کا خون نہین ہے اور کیا رہ اوسکو سزا نہین دلواسکتی تھین لیکن کیا کرین موقع ہی ایسا آن پڑا کہ آپ ہی آپ لہو کے گھونٹ پیکر چپکی ہو رہین اور ہرگز اس بھید کو کسی پر ظاہر نہین ہونے دیا

آیندہ کے واسطے البتہ اوسے بخوبی علٰحدہ لیجاکر سمجھا دیا گیا ہے اگر دوبارہ ایسی حرکت کریگا تو دیکھیگا کہ کچھ کیا جاتا ہے
راحیل خاتون نے جو خواص شاہی کو استقدر برہم اور گجبا ہوا دیکھا وہ تو بیچاری کی کھڑی رہگئی اور کہنے لگی
اب مین کیا کرون کا نور کے سامنے تو اپنی بہانجی ہونے سے بالکل انکار کر چکی ہون مٹیلڈا نے کہا کیا اوس انکار
کا کچھ علاج نہین ہوسکتا لیکن آپکو منظور رہی ہو اسپر راحیل نے تھوڑی دیر تامل کرکے جواب دیا اچھا جو کچھ وقت
پر بن پڑیگا دیکھا جائیگا یہہ کہکر کچھ غصہ مین بھری ہوئی کچھ مٹیلڈا کی باتون پر ڈری ہوئی آہستہ آہستہ
دل سے سباہ نہ کرتی ہوئی محل کے اندر داخل ہوئی لیکن جسوقت مجھے لیا خاتون کی برابر بیٹھے دیکھا یکبارگی تمام
سباہ نے بھول گئی اور سر سے پاؤن تک آگ ہوبولا نہ چاہا جو ہو سو ہو اسکے خرمن ہستی کو تو اسیوقت جلاکر خاک
سیاہ نباد دلیکن ینے دور سے دیکھتے ہی خورشاد کے مارے ایسا جھک کر زاشی سلام کیا کہ اوسکے پدر سوختہ
کو بھی تمام عمر کسی نے نکیا ہوگا اوس سلامت البتہ کچھ ٹھنڈی پڑگئی اور ایسا خداوند کریم نے اوسکے دل مین رحم
ڈالا کہ یکایک میری طرف سے گردن پھیرکر سعاکیط مخاطب ہوگئی اور ہنسکر کہنے لگی اے بڑی بی تم بھی کتنی
عقل کی پوری ہو اگرچہ یہہ لڑکی فی الواقع عزیزہ خاتون کی بیٹی ہے اور اسکی خالا راحیل بھی میری ہمنام اسی
شہر مین رہتی ہے لیکن اوس راحیل کی لڑکی لیا خاتون جسکے ملانے کو تم اسے گھر سے لیکر نکلی ہو ایک تاجر زادہ
یعقوب نامی سے بیاہی ہوئی ہے جسکا مکان برج اسٹریٹ نمبر ۴۵ پر ہے اور وہ فقط روئی کی سوداگری کرتا
ہے بھلا کہان اوس بیچارہ کا مکان اور کہان محلات شاہی کی تزک وشان تمہین اتنا نہ سوجھا مین اسے لے
کہان جاتی ہون اور کیا گھر والون نے بھیجتے وقت کچھ پتہ بھی نہین بتادیا سمعانے کہا بی بی مین کمبختی کی ماری
قلعہ معلی کے نزدیک ہونیکر کہین ایک سو دو اگر سے پوچھ بیٹھی کہ لیا خاتون کا گھر جو یعقوب سے بیاہی گئی ہے کہان
ہے اوسنے جواب دیا لیا خاتون کی مانے تو یعقوب سے طلاق دلوا کر مدت ہوئی اوسے بادشاہ کے حوالے کردیا اگر تجھے
ملاقات کرنی منظور ہے تو محلات شاہی کے اندر جاکر ملکہ کے نام سے دربانہ کرلے مین یہہ سنکر اس بیچاری لڑکی
کو اپنے ساتھ لئے ہوئے سیدہی یہان چلی آئی ورنہ بھلا چنگا سب کچھ نشان پتہ معلوم تہا راحیل نے کہا بیشک
میری لڑکی کے پہلے خاوند کا نام جی یعقوب ہی ہے اور یہہ اتفاقیہ امر ہے کہ کل خاندان کے خاندان کا نام اسقدر
مطابق آن پڑے لیکن کیا تو نہین جانتی ہماری قوم مین اکثر ایک ہی قسم کے نام ہوتے ہین اور وہ سب آپاس

لوتیے بوجہ احسن جدا جدا بچا کر لے جاتے ہیں چنانچہ اس لڑکی کی خالا کا نام راحیل سلیمان ہے اور مجھے راحیل موسیر کہتے ہیں تمہارے کہا اتنی ہی کم بخت عقل ہوتی تو استقدر بکھیڑا ہی کیوں پڑ جاتا یہ کہکر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چل بیٹا چل اب میں تجھے یعقوب کے مکان پر لیچلوں خیر اس بہانے سے محلات شاہی کی بھی زیارت لکھی ہوئی تھی سو نصیب ہو گئی اور لیا خاتون کی خدمت میں عرض کیا خداوند نعمت حضور بھی میرے بوڑھے چونڈے کی شرم کر کے تقصیر معاف فرمائیں آیندہ انشاء اللہ تعالے ایسا قصور ہرگز نہو گا شعر بدین سپاس کہ مجلس منور ست گرت چو شمع بخندے رسد بسوز و بساز ؛ اوس سعدن لطف و کرم نے نہایت مہربانی سے ارشاد فرمایا اے بڑی بی اسمیں تقصیر کی کیا بات تھی خیر ہولے سے تم ادہر چلی آئیں مجھے بھی دو گھڑی تمہارے ساتھ باتیں کر کے اپنا دل بہلا لیا اگر ابھی جانے کو جی نچاہتا ہو تو اور تھوڑی دیر بیٹھ جاؤ یہ سنکر بیٹھے چاہا پر بیٹھ جاؤں لیکن سمعانے راحیل کی تیور بُرے دیکھکر بیٹھنے نہ دیا اور زبردستی مجھے اپنے ساتھ لیکر محلون سے باہر نکل آئی جسوقت تمام ڈیوڑھیان طے ہو چکیں اور پہرے چوکی والون کا بھی ٹنٹا چک گیا تو کہنے لگی دیکھا آج اس حرامزادی نے مفت میں حلال کرایا ہوتا لیکن زندگی کے دن باقی تھی کہ پہری پہرتے پہرتے کُند ہو گئی خیر اب تم اپنے گھر تشریف لیجاؤ میں بھی اپنے مکان کو جاتی ہوں انشاء اللہ تعالے کسیوقت فرصت ملی تو پھر ہو جاؤں گی یہ کہکر وہ تو ایک گلی میں گھس گئی اور میں بازار بازار پھرتے اُدھر ہو گیا اپنے مکان کو چلا آیا لیکن میں کس کمبخت کو پڑتا تھا اور دل کس مردود کا اوس ویرانے میں بیٹھنے کو بھی چاہتا تھا خصوصاً جبسے اوس بدرروکا حال سن پایا تھا اور بھی پیٹ میں گدگدیان ہی اوٹھ رہی تھیں کہ کسیطرح ابھی اوسکا سراغ لگجائے اور آج ہی اپنے معشوق کو لیکر یہان سے چلتا پھرتا نظر آؤں چنانچہ مکان پر آتے ہی زنانی پوشاک پہنکر یکایک فوراً شہر پناہ کے باہر ثمن برج کے نیچے جا پہونچا اور رات دن اوسی شغل میں مشغول رہنے لگا یعنی اپنے قیاس پر اطراف و جوانب میں دیکھتا بھالتا کبھی ثمن برج سے دریا کے رستے لاگ جاتا اور کبھی دریا سے رستے لاسے ثمن برج تک آتا تھا اور جا بجا تھوڑے تھوڑے شب پر گزارتا اور دو دو گز تک خیمہ زمین کو کھود کر پہینکدیتا تھا لیکن باوجود اس محنت شاقہ کے مطلق کہیں کوئی نشان نظر نہ آیا بلکہ یہ بھی نہ جانا کہ واقعی کسی زمانہ میں کوئی بدرو اسطرف ہو کر نکلی بھی تھی یا نہیں آخر کار جھک مار کر چپکا ہو رہا اور اپنے دل میں سمجھا کہ شاید ثملیہ نے صرف لیا خاتون کے خوش کرنیکو یہ فقرہ سنا دیا ہے غرض اسی خیال سے

رفتہ رفتہ اوس بدرروکی تلاش تو جاتی رہی لیکن وہ میدان ثمن برج سے دریاے وسٹولا تک میری جاگیر مین آگیا کیا معنی گھرسے ہرجھوٹکر رات دن وہین پڑا رہتا تھا اور مراقبون کیطرح اِدھر اُدھر پھرکے چکر لگاکر صبح سے شام کردیتا تھا ایک دن اتفاقیہ دوپہر کے قریب کہین تمازت آفتاب سے گھبراکر جو مین ایک غار مین اوترگیا تو دیکھتا کیا ہون ایک پختہ لڑاو قریب ٹیڑھ بانس کے اسی سطح زمین سے نیچا سیدھا شمال سے جنوب کو چلا گیا ہے اور ثمن برج کے مقابل مین واقع ہے مینے اوسے دیکھتے ہی اپنے دل مین کہا ہو نہو یہ ہی قلعۂ معلی کی بدرروہے کیونکہ جو جو نشان لیڈیخاتون نے ٹیلنڈا کی زبانی ارشاد فرمائے تھے وہ سب اسمین پائے جاتے ہین یہ سوچکر اوسیوقت اوسے کھودنا شروع کیا اور شامون شام بخوبی ایک آدمی کے گھس جانے کے موافق راستہ بنا لیا لیکن چونکہ ایسے مقامات پر یکایک جرأت کرکے مینہ مین جان جانے کا خوف ہے اسواسطے تین روز تک برابر مین اوسی غار کے مونہہ پر بیٹھا ہوا انتظار کرتا رہا اور جوتھے روز سرشام توکلت علی اللہ کہکر نقب کے اندر داخل ہوگیا نیوزن نے کہا آپکا قطع کلام ہوتا ہے پہلا یہ بھی تحقیق ہوا ایسے مقامات مین جان جانے کا کیا باعث ہے اور کیون لوگ جاتے ہوئے خوف کرتے ہین سٹمون نے جواب دیا ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہان کی ہوا قابل تنفس کے نہین رہتی لیکن یہ نہین معلوم کیون نہین رہتی اور اوسمین کیا شے آمیز ہوجاتی ہے یہ سنکر نیوزن شاہزادۂ عالیجناب کا مونہہ دیکھنے لگا اسکے یہ معنی کہ اگر قصد یہ ہو تو حضور ہی ارشاد فرمائین اسواسطے شاہزادہ نے کردون رکھا بنے نہایت مہربانی سے فرمایا تمیر وہم تمکو تمہارے ہی معلوم کے موافق سمجھائے دیتے ہین یہ تمام فضا کاربونک ایسڈ ہوا کا ہے جو انسان کے تنفس اور نباتات کے بڑھنے اور پھلنے سے ہمیشہ پیدا ہوتی رہتی ہے اور یون معدنیات مین چونے کے ہمراہ بھی ملی ہوئی بکثرت موجود ہے کیونکہ یہ ہوا ترکیب مین ایک حصہ کاربن اور دو حصہ اوکسیجن سے اور کاربونیٹ اون لایم کو سلفیورک ایسڈ کے ساتھ ملانے سے تیار ہوجاتی ہے لیکن ۳۲ درجہ کی سردی مین یہ مرکب سطح جہان کی ہوا کے دباؤ سے پتلا بشکل سیال کے ہوجاتا ہے اور سیال سے پھر ہوا ہوتے وقت اسقدر سردی پیدا کرتا ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک چنانچہ اگر سیال کاربونک ایسڈ کو ایک شیشہ کی بوتل مین اونڈیل لین تو کچھ کاربونک ایسڈ تو ہوا کی صورت بنکر باہر نکل جائیگا اور کچھ یہ زوانی سردی کی کثرت سے خود بخود جمکر ثقیل کاربونک ایسڈ ہوجائیگا اس ثقیل کاربونک ایسڈ مین اتنی طاقت ہے کہ

سردی پیدا ہوتی ہے کہ آہن پارہ جمکر مثل سیسے کے سخت ہوجاتا ہے اور وزن مناسب اسکا مطلع جان کی ہوا سے بہت بھاری ہے اسلیوسطے اکثر یہہ ہوا یعنی کاربونک ایسڈ عمیق غارون اور راندے کوئن اور بند مکانون مین جمع ہوکر تہ نشین ہوجاتی ہے اور انسان یکایک اوسمین جا نہین سکتا کیونکہ اسکی بو اسقدر تیز ہے کہ سانس لیتے لیتے ہی آدمی کا دم نکل جاتا ہے اور دوسرا مرکب کاربن کا جو ہیڈروجن کے ساتھہ ہوتا ہے وہ اس سے بھی عجیب تر اور انسان کا دشمن دینے والا ہے کیونکہ وہ بند پانی اور دلدل کی زمین مین نباتات کے سڑنے سے پیدا ہوجاتا ہے اور اوکسیجن کے ساتھہ ملتے ہی فوراً جل اوٹھتا ہے اوسے کاربیوریٹیڈ ہیڈروجن یا مارش گاز کہتے ہین اور عوام الناس سمجھتے ہین یہہ جھلا رہا ہے اور اگیا بیتال اوسی کا نام مشہور کرتے ہین اسکے سونگھنے سے آدمی کو جاڑے کا بخار بھی آنے لگتا ہے یہہ مسائل حکمت شاہزادہ عالی تبار کی زبانی سنکر فیوزن آشفتہ حال شکریہ آداب بجالا اور توصیفا اس شعر کا مضمون اپنی زبان مین ادا کیا شعر من نمیدانم کہ این جنس سخن را نام چیست نے نبوت میتوانم گفتنش نے ساحری بعد ازان شمعون سے مخاطب ہوکر کہنے لگا ان دوست پہر اوس نقب مین داخل ہونے کے بعد کیا معاملہ آپکو پیش آیا اوسنے جواب دیا معاملہ ہی کیا پیش آتا تھا بفضل ایزد منان آدہی رات سے پہلے پہلے مین اوس نقب کو طے کرگیا اور سراسر اپنی خواہش کے عین محلات شاہی کے اندر جا نکلا اوسوقت کی خوشی مین کچھہ بیان نہین کرسکتا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آج فرط بالیدگی سے غنچۂ دل سینہ مین نہین سمائیگا یا پیراہن جسم زار قبا سے گل کیطرح تنگ ہوکر پاش پاش ہوجائیگا لیکن ایک طور کا دغدغہ جو لگا ہوا تھا اسواسطے جوش نشاط نے صدمہ دل سے آگے قدم نہ بڑہایا اور مین دشمنون کے خوف سے جھجک کر وہین کاوہین ایک کونے مین دبک رہا غرض جبوقت آدہی رات ڈہل گئی اور تمام محل والے آپ آپکو سورہے تو مین آہستہ آہستہ اوس نقب سے چور دنکی مانند نکل سیدہا اوس خاتون کے کمرے مین جا داخل ہوا دیکھتا کیا ہون وہ شمع شب افروز تنہا ایک چوکی پر بیٹھی اپنے معبود سے لو لگائے متصل اشک گرم آنکھون سے بہا رہی ہے اور آہستہ آہستہ سوز غم مفارقت کی شکایت مین یہہ شعر پڑہتی جاتی ہے

دارم اشب گریۂ در سر کنم شمع زبانے		تا سراپائے وجود خود نہ سوزانم چو شمع	
ہمچو صبح یک نفس باقی است گو دیدار یار		دلبرم گر رخ نماید جان برافشانم چو شمع	

مین یہہ کیفیت دیکھتے ہی ایک حالت وجد مین پروانہ کیطرح اوسکے قدمون پر گر پڑا اور گرتے ہی کچھہ ایسی ہوا بندھی

کہ خود بخود چراغ سحری کی مانند خاموش ہوگیا اور سنے جو یکایک مجھے اپنے قدموں سے لگا دیکھا بے اختیار اوٹھا کر جہاں سے لگا لیا اور فرمایا ہن یہہ عالم بیماری ہے یا سوتے مین جسیا مزا خواب دیکھہ رہی ہون اے شمعون تجھہ پر سر کی قسم سچ بتا اسوقت تو کہان آیا اور کیونکر آیا مین نے کہا آپکا جذبۂ اشتیاق کھینچ لایا ہے اور اوسی راستہ سے ہوکر آیا ہون جس راستہ کی تحقیقات کیواسطے حکم صادر ہوا تھا یہہ سنتے ہی یکبارگی اوچھل پڑی اور فرمایا واللہ اسوقت تو ایسی خوشخبری سنائی کہ تمام ایام مہاجرت کے شکوے دل سے دور ہوگئے نہ وہ غربا نہ وہ صدمۂ درد والم ہا

بہ نسیم سحری غنچہ ہا خندان شد	قفل از بردۂ خود ساخت کلید آخر کار

مینے عرض کیا پھر اب کیا حکم ہوتا ہے فرمایا اجکے تیسرے دن تین گھوڑے صبا رفتار برق خرام دہانۂ نقب پر موجود رکھنا مین انشاء اللہ تعالے نصف شب کے قریب ٹیلہ اکواپنے ہمراہ لیکر تمہارے پاس پہونچ جاؤن گی اوسکے بعد تمہین اختیار ہے جدہر بنا سب ہمنا چلے چلانا مین نے کہا عقلمندون نے کہا ہے کار امروز را بفردا نہ باید گذاشت نکہ تین دن کا انتظار یہہ کون سے مذہب مین روا ہے شعر

شب عشرت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان	کہ در عالم نمیماند کسا حوال فردا را

جواب دیا امین ایکسبب سے یعنی خواہ مخواہ مجھے رکنیدہ اور کبیدہ دیکھکر آدہی رات تک میرے میٹھی ہستی ہین اور بغیر میرے آرام کئے ہوئے میری پٹی کے پاس سے نہین سرکتین اس صورت مین اگر ادنکے اوٹھنے کے بعد جانے کا قصد کرون تو بقول تیرے بمشکل صبح ہوتے ہوتے دہانۂ نقب تک پہونچا جائے پھر اوسوقت نقب سے نکل کر جاؤن کہان اور جو نہ نکلون تو محل والے غائب دیکھکر اپنی تدبیرون سے کیون باز آئین گے اسواسطے مین یہہ سوچتی ہون کل صبح سے بیماری کا بہانہ کرکے اکثر تنہا رہنے کا ربط ڈالون گی اور سرشام سے پلنگ پر سونمہ اوندہا کر خاموش پڑ رہا کرونگی جب دو روز مین تمام محل والے میری عادت سے واقف ہوجاوینگے تو تیسرے دن بلا دغدغہ جو کچھہ کرنا ہے کر گذرونگی یعنی اول ہی شب سرنگ مین داخل ہوکر آدہی رات سے پہلے پہلے انشاء اللہ تعالے پار ہولونگی مین نے کہا البتہ آپنے یہہ بہت دور کی سوچی اور اس حیلہ سے بیشک جو کچھہ دل کا مطلب خاطرخواہ پورا ہی ہوجائیگا تب مین گرجا کا گھنٹہ بجا اور مین جھٹ پٹ صبح ہونیکے خوف سے اوس بت طنازک قدم چور کی راستے سے اندر گیا تھا باہر نکل آیا بھاگنا لیا خاتون کا سرنگ کی راہ مع ٹیلہ کے اور راستے مین قزاقون کے ہاتھہ گرفتار ہوکر قلعۂ اسود مین پہونچنا

وہان سے عاشق و معشوق کی جدائی ہے اور فوج الم کی چڑھائی شعون کہتا ہے اے
شاہزادہ گردون رکاب اس مشورے کے تیسرے دن ۱۱ر اگست ۱۸۲۵ء روز یکشنبہ کو مین لے تین گھوڑے پیک
نظر سے آگے جانے والے سمندناز کو شوخی سکھانے والے سرشام دہانۂ نقب پر جا لگائے اور وہ حیا پیشہ بھی حسب وعدہ
مع میلڈا کے ہمراہ بھیس بدلے ہوئے آدھی رات کے قریب آن ہی پہونچا بس پھر کیا تھا ہم تینون اوسیوقت سوار ہو
دریاے وسٹولا کے کنارے کنارے کوہ کارپیشین کیطرف چلدیئے اور اپنے دلمین ارادہ کر لیا کہ پولینڈ اور تاتار کی
کی سرحد سے نکلکر پہاڑ ہی پہاڑ اسطور پار کے گوشۂ شمال و مشرق مین ہوتے ہوئے سیدھے ترکستان کو اوتر چلینگے
تاکہ کسی فرد بشر کو یہہ بھی نہ معلوم ہو کہ کدہر سے گئے اور کہان پہونچے چنانچہ تو فق اپنے منشا کے تیسرے روز بہاگا بہاگ
ہزار خرابی قریب تین سو میل کے زمین طے کرکے کوہ کارپیشین کو جا لیا اور وہان سے بفراغت تمام آہستہ آہستہ تھکے
ضعاکرتے ہوئے ترکستان کیطرف چل نکلے لیکن ابھی ترکستان کی سرحد تک نہ پہونچے تھے کہ ناگہان ۱۹ر اگست ۱۸۲۵ء
روز چہارشنبہ کو دو قزاقون نے جو آپسمین باپ بیٹے برتے تھے اور عیاب و لبلاب کے نام سے مشہور تھے درہ
کوہ سے نکلکر عالم بیخبری مین ہم تینون کو گرفتار کر لیا اور اسیطرح دست و گلوبستہ قلعہ اسودین لیجاکر جو بحر اسود
کے کنارے ہم جیسے اسیرون کے واسطے تیار کیا تھا اپنی ذریات کے سپرد کر دیا ہر چند مینے دہائی دی اور بنت و حجت
کیا مقصود اصلی تمہارا جو مال و متاع کے لینے سے تھا وہ پہلے ہی لے چکے پھر ہم اسیران بلا کے قید کرنے سے کیا فائدہ لیکن
ایک نہ سنی اور مطلق رحم نہ کھایا بلکہ جواب دیا تو یہہ دیا کہ اگر یون ہی مال و متاع لے لیکر چھوڑ دیا کرتے تو یہہ
قلعہ نقد و جنس کی حفاظت کیواسطے کیا ہم اپنے ہاتھہ سے بناتے یہہ سنکر مین خاموش ہو رہا بلکہ ایک تشویش یہہ
پیدا ہو گئی کہ شاید سوداے اسیری کے کچھہ محنت و مشقت ہی کرنی پڑے چنانچہ اون ملعونون کے دفع ہو جانیکے بعد مینے
اپنے محافظین سے دریافت کیا کہ کیا ہم لوگون سے یہان کچھہ کام بھی لیا جائیگا اونہون نے کہا ابھی تو آٹھہ دس روز
تمہاری محنت و مشقت بسبب لوگر فتاری کے معاف ہے لیکن بعد اسکے تمکو بھی مثل اور اسیرونکے سب ہی کام
ادنی سے اعلی تک کرنے پڑینگے مین نے پوچھا وہ کیا کام ہین جواب دیا یہہ ہی جل جوتنا پانی کھینچنا عمارت بنانا خراس
چلانا کیونکہ بسبب کثرت قیدیون کے یہان جتنے کام حیوانون کے ہین وہ بھی انسانون ہی سے لئے جاتے ہین مینے
جو کوئی انسان ایسا ہو کہ خود اوٹھکر پانی بھی نہ پی سکتا ہو اوسکا کیا علاج فرمایا ایسا مریض تو آج تک یہان

کوئی آیا نہین جو اسکے علاج سے ہم واقف ہوتے البتہ آٹھوین ساتوین روز بعضے بعضے قیدی اپنی حرمزدگی سے یا کسی مرض کے سبب تھوڑی بہت کار مفوضہ مین کاہلی کرتے تھے سو اونکو اوس وقت عیاں ہوا کہ قلعہ ہی سے پتھر باندہ کے دریاے اسود مین ڈبو دیا کرتا ہے تاکہ دوسرونکو عبرت ہو اور آیندہ کام پڑا رہ جائے یہ سنکر تو میرے ہوش اوڑ گئے اور اپنے دل مین خیال کیا کہ ان دونون پر یزادون سے جنہون نے آجتک یقین ہے خراسکا نام بھی دسنا ہوگا کیا ہوسکے گا اور جو کچھ نہو سکا تو خدا جانے وہ سنگدل کس بے رحمی سے پیش آئے یہہ سوچکر خود بخود میرے آنسو چل نکلے اور لیلا خاتون اور شیلڈا بھی باوجودیکہ بے حد رونا کیہہ کرنے اختیار رونے لگین لیکن وہان اس رونے دھلنے کو کون خیال مین لاتا تھا اور کسکو غرض پڑی تھی جو ہماری طرف آنکھ اوٹھا کر بھی دیکھتا آپ ہی آپ اپنی بیکسی پر روتے تھے آپ ہی آپ بروں کی جان کو صبر کرکے اور یہہ شعر پڑہ کے خاموش ہو رہتے تھے شعر

اے جرس تا بکے از نالہ گلو پارہ کنی | کس درین بادیہ نہ دیدی کہ بفریاد رسید

لیکن راہ رے فلک کجرفتار تیری تفرقہ پردازی باوجود اس رنج والم کے ظالم کو ہمارا سر جوڑکے رونا بھی اچھا نہ معلوم ہوا چوتھے ہی روز کوئی ایسی تجویز دہر نکالی کہ ہم تینون سراپا درد مثل لفظ درد کے آپس مین جدا جدا کردیئے گئے یعنی ہماری نسبت حکم قطعی ہوگیا کہ یہہ تینون ایک جگہہ اکٹھا ہو کر نہ رہنے پائین خصوصاً مین تو ایک ایسے کونے مین پہینک دیا گیا کہ جو شاید قلعہ اسود کا کالا پانی سمجھا جاتا ہو اب سوا کنج تنہائی اور غم جدائی کے نہ کوئی مونس باوفا غمگسار رہا نہ کوئی یار رہا نہ مددگار رہا لیکن ظاہر کوئی سبب اس حکم کے معنی کا سمجھ مین نہ آیا اسکے دوسرے دن آدہی رات کے قریب دیکھتا کیا ہون ایک عورت جوان یا خوردہ سالہ دونون مین نا تمکند چل بازی مین پوری کواری نہ بیاہی ہوئی۔ اسنگ پر آئی ہوئی جسمین میرے کرتی میرے زندان مین چلی آتی ہے مین تو پڑا ہوا جاگ ہی رہا تھا گھونگرؤن کی آواز سنتے ہی یکبارگی گھبراکر اوٹھہ بیٹھا اور آہستہ سے پوچھا اے نیک بخت تو کون ہے اور آتے ہی بے تکلف میرے پاس بیٹھہ گئی اور سرکا کرنے لگی شعر

اسیر بند غم خانمان نمیدانم | مجاور نفسم ہمشیان نمیدانم

اے مونس جان مستمندان مین عجاب حاکم قلعہ کی لڑکی ہون قبقاب میرا نام ہے جس دن تم تینون اسیر ہو کر اس قلعہ مین داخل ہوئے ہو مین اتفاقیہ ایک دریچہ مین کہڑی ہوئی جنگل کی سیر دیکھہ رہی تھی ناگاہ میرے اوپر جو نگاہ جا پڑی ایک بیکبت تیر مژہ کلیجہ کے پار ہوگیا اور یہہ اختیار رہی ہی جی چاہا کہ اسیوقت دم سے کود کر اسکی چھاتی سے لپٹ جاؤن لیکن باپ کے خون سے اسقدر جرات نہ کرسکی ہاے

کیطرف رجوع کرگئی یعنی کمال دانائی سے اپنی اس خواہش کو دوسرے وقت پر منحصر رکھا رفتہ رفتہ جوتے روز بہ
سمجھ مین آیا کہ ان تینون کو باپ کچھ بہانہ کرکے علیحدہ علیحدہ کردینا چاہیے تاکہ قابو کے وقت زیادہ تر تردد نکرنا
پڑے چنانچہ یہہ ہی کیا اور انجام کار نتیجہا وسکا یہ ظہور مین آیا کہ آج جو عتاب و تبلا ب کسی قافلہ کی خبر سنکر باہر
کیطرف روانہ ہونے مین بلا وجہ تیری خدمت مین حاضر ہوگئی - اب انصاف میرا تیرے ہاتھہ اور علاج میرے فرض کا
تیرے ہی اختیار مین ہے اگر اسوقت ذرہ بھی بے اعتنائی کی تو بیشک جان میری ضایع جائیگی اور مواخذہ اسکا
روز قیامت تک تیری گردن پر باقی رہیگا شعر

احوال دردمندی دل بے نہایت است	ہنگام دستگیری وقت غایت است

تین بہنسکر سن ہوگیا اور اپنے دل مین کہا کیا خوب ہمارے ہی گلے پر تو چھری پھیری جاے اور ہمین اوسکے مواخذہ
مین گرفتار ہون نعوذ باللہ من ذالک خدا کا گھر کا بھیدو ہوا قلعۂ اسود کا جیلخانہ ہوگیا نہ تمہارے ساتھہ کالا مونہہ
کرنیکو جی چاہیگا نہ قیامت کے دن سرخروئی حاصل ہوگی یہہ سوچکر چاہتا تھا دو لاتین مار کر قطار کو زمان کے
باہر نکال دون لیکن پھر خیال آیا اسکے ساتھہ تو کمائی سے پیش آنا اپنی راہ ہے کہ نہ کہ ہاتھہ لگانا ہے کیونکہ بستہ
نے یہہ گل کھلایا ہے اوسکی دشمنی خدا جانے کیا کچھہ نہ قیامت برپا کریگی اب
سے یک بیک ہنسنے لگا اور جو شیخ ایسی محبت آمیز باتین کرنی شروع کر
میرے بہندے مین پھنس جائیگا لیکن استغفر اللہ مین بھی تو
ادھی ہوئی تقریر مین صبح تک پھانسے رکھا کہ مطلب
آوازدی اور تاریکی شب کی
سحر کون چاک ہو
زیادہ ہا
ہوئی چاک
عالم
سو
ہ

قبض ہوگئی لیکن لاچار بے حیا بکے ہنسنے لگا اور ہاتھ پکڑکے اپنے پاس بٹھالیا اتنے اختلاط سے تو وہ اور بھی اثر آگین
اور ایک عیب غمزے سے زمانے لگین آج بھی کچھ میرے مرض کا علاج کرتا ہے یا نہین شعر جفا کمن کہ دلے را دہی بہ مہر دست
شکست شیشہ ہنر نیست سا ختن ہنر است مین نے کہا مین تو بہر طور آپکا تابعدار ہون لیکن یہہ زمانے کسی مرض
کو کسی مریض کا آجکل آپنے علاج کرتے سنا ہے جواب دیا خدانخواستہ تم کس مرض مین گرفتار ہوگئے مین نے کہا سچ
اس سے بڑھکر کیا مرض ہوگا کہ ہم تین شخص جیتے جی تمام دوست آشنا اہل دا فربا کے حساب جنھون واصل ہوگئے اور نہ فاتحہ کے
رہے نہ درود کے یہہ سنکر ہنسکر اسنے لگی اور کہا بھلا ایسا بھی کوئی بیوقوف ہوگا جو دیدہ و دانستہ اپنے تئین آفت بیچ
مین مبتلا کرے بیٹھے ہان اون دونون کو کہ دو چھوڑ دینے کا کچھہ ضایقہ نہین اس جواب پر مینے ایسی چپ سادھی
کہ صبح تلک کسی بات مین ہان ہون کرنا بھی مطلق حرام سمجھ لیا اور وہ بھی کچھ اپنے دلمین تاڑ کر مجھے زیادہ دق کرنا کی
بلکہ بہ نسبت پہلے دن کے وضع ہی جلدی ہوگئی اور سکے جانیکے بعد مین اپنا مونہہ لپیٹ زندان کے ایک کونے مین لیٹے
رہے وزاری مناجات کرنے لگا گھمان قریب سہ پہر کے تنگ آنان محبس مین سے
ولیلا کے خالی ہاتھہ پھرتے دیکھا ہے واللہ اعلم کیا سبب ہے دوسرے نے جواب دیا
قافلہ سمجھکر نقاب کیا تھا وہ بادشاہ نیو لینڈ کا تھا کہ نکلا شاید دو
مہین اونکو لوگ اطراف وجوانب مین تلاش کرتے پھرتے ہین
ٹلا ایسا نہو کوئی اس قلعہ مین بھی آنکر پوچھ
انکی کیونکہ جب وہ تھوڑا
جانے کا حال
دیں بات کہ
ی شکار
لو بات
ت

بہ وہ بے چاریان کہان جاتی ہین اور کس مصیبت مین گرفتار ہوتی ہین ہیچ ہے شعر

دشمن کہ کردن الہی ایسا | پائے بوس سیل از پا افگند دیوار را | تہماب نے جو میرا یہہ حال

یون تمہاری اونکی کب کی دوستی تہی جو اسقدر جدائی کا رنج کرتے ہو مینے جواب دیا جدائی کا رنج تو کیا

کرتا مگر یہہ افسوس آتا ہے وہ یون بلا تردد رہا ہو جائین اور ہم باوجود تمہاری مہربانی کے زندان کے ز

ہی مین دہرے رہین شعر روزی مایشود آخر نصیب دیگران | طالع برگشتہ ہیچون آسیا داریم ما ج

وہ بہت ہنسی اور کہنے لگی یہہ صرف تمہاری عقل کا قصور ہے بس ان دیوانہ پن کی باتون کو تو جانے دو او

فرماؤ اب ہمارا وعدہ کب پورا کیا جاویگا کیونکہ آج والدہ صاحبہ بہ سبب علالت طبع کے کہین تشریف نہین لے گ

مین بھی جلد رخصت ہوا چاہتی ہون مینے کہا کیا آپکی والدہ ماجدہ بھی مثل اپنے خاوند کے بھولے جنگلون کی خبر

کہین آیا جایا کرتی ہین جواب دیا نہین وہ تو کبھی کبھی رات کو جب بابا جان نہین ہوتے بطریق سیر او ہوا

گشت لگا آیا کرتی ہین لیکن یہہ نہین معلوم کہان جاتی ہین اور کیون جاتی ہین مینے کہا یہہ آپکا فقرہ ہے

مین اونہین کے خوف سے آپکو ہاتہ نہین لگا سکتا اگر یقینی یہہ معلوم ہو جائے کہ وہ بھی مثل عتاب کے قا

نہین رہتین تو پھر کیا تہا دل کھول کے آپکی خدمت گذاری مین مستعد ہی رہون جواب دیا اچھا کل تم اپنی آ

اونہین جاتے ہوئے دیکھہ لینا یہہ کہکر وہ تو اودہر رخصت ہوئی مینے اودہر اپنا موند ایک کونے مین کر کے رونے

باندہ دیا جب وہ تھوڑی سی رات اور سارا دن روتے ہی روتے گذر گیا تو یکایک میرے دل مین خیال آ

تہماب لعل لگی کی راہ سے تو یہہ فقرہ نہ سنا دیا ہو آؤ ذرا نگہبانان محبس سے بھی دریافت کر لو یہہ سوچکر مین

ایک شخص سے پوچھا کیا اسیران قلعہ مین سے کوئی شخص آجکل رہا بھی کیا گیا ہے اوس ناشدنی نے جواب دیا ا

دو قیدی پرسون اترسون یعنی ۱۶ یا ۱۷ رجب ۱۲۵۲ ہجری کو رہا کئے گئے تہے مگر ابھی ایک مخبر کی زبانی سنا گ

کہ لشکر سلطانی اون دونون کو اپنے سفر وروں کے دہوکے مین گرفتار کر کے پولینڈ کیطرف لے گیا واللہ ا

ہے یا سچ یہہ فقرہ اوسکی زبان سے نکلتے ہی میری روح قالب سے پرواز کر گئی اور بے اختیار پچھاڑ کہا کر زمین پر گ

پھر نہین معلوم کیا ہوا اور کب تک بیہوش پڑا رہا ہان جسوقت میری آنکہہ کہلی تمام کپڑے سر سے پاؤن تک آنسو

مین تر بتر تہے اور دل پہلو مین بدستور برہمی کر رہا تہا نا گہان اوسیوقت تہماب آکر میرا بازو ہلا یا اور کہ

سے اور کہکر یہ کہدیا کہ تخلص وہ جانی ہے بینے کہا تخلص کون کہا وہ ہی جسکے خود سے آپ مجھے ہاتھ نہ
مین جلدی سے اوٹھہ بیٹھا اور رفقا سے کہا آپ تھوڑی دیر یہین تشریف رکھیئے مین ابھی اسکا حال
واپس آتا ہون یہ کہکے چپکے چپکے اوسکے پیچھے ہولیا وہ ناکا آہستہ آہستہ تمام مکانات طے کرکے پہلے تو ایک
راہ فصیل پر پہونچی بعدہ ایک کنگرہ مین کمند کا سرا اٹکا صاف نیچون کیطرف قلعہ کے نیچے اوتر گئی لیکن بسبب کثرت
درختون کے یہہ نہ معلوم ہوا اوتر کر گئی کہان بینے جو دیکھا اندھیری رات ہے اور آس پاس کوئی پہنچنے والا نظر
نہین آتا اقتدیت بہذا الامام کہکر آپ بھی اوسی کمند کی راہ قلعہ کے پار ہولا اور آہستہ آہستہ درختون مین سے
نکل سیدھا پولینڈ کی طرف یہہ شعر پڑہتا ہوا ہولیا شعر قتل این خستہ بشمشیر تو تقدیر نبود ‖ ور نہ پیچ از زدل پیر عرم تو تفیدے
لیکن اہل قلعہ کے خوف سے دنکو کسی غار تیرہ و تار مین چھپکر رہتا تھا اور رات کو قطع مسافت کرتا تھا جسا اسطرح
تین چار منزلین طے کرچکا اور تخمیناً قریب سویل کے قلعہ اسود سے نکل گیا تو ایک دن دیکھتا کیا ہون کہ آدمی ساز آ
طریق بطور قافلہ کے ایک جگہ اوترے ہوئے ہین بینے جاتے ہی اونکے قافلہ سالار کا نام پوچھا اونہون نے کہا مسٹر
ٹیلر باشندۂ برونسیار متعلق ملک بیلجم ہمارا قافلہ سالار ہے مین یہہ سنتے ہی خوشی کے مارے اوچھل پڑا اور اوسی وقت
اوسکی خدمت مین حاضر ہوکر قدمبوسی حاصل کی مسٹر ٹیلر نے جو مجھے یک بیک ایسے خستہ و خراب حال مین دیکھا کمال
مہربانی سے وہان تک پہونچنے کا سبب دریافت فرمایا مینے عرض کیا حضور کے تشریف لیجانے کے بعد ایسی وحشت طاری
مین سمائی کہ کثرت سرکاری روپیہ کو کل فنڈ مین جمع کرکے وآل ہوتنیا کیطرف چلا گیا اور وہان خوبی تقدیر سے
ایک تراق کے ہاتھ گرفتار ہوکر قلعہ اسود مین پہونچا جہان قریب بیس روز کے زندان تیرہ و تنگ مین معذبانہ
آج چار روز ہوئے کہ بمشکل حضور کے اقبال سے رہائی پائی ہے اور سیدھا خوف زدہ بھاگتا ہوا چلا آرہا ہون یہہ
سنکر اوسنے نہایت افسوس کیا اور اوسیوقت مجھے حمام کروا کے پوشاک بدلوائی قصہ مختصر وہان سے غلام اپنی دلی محبت
کے ہمراہ رکاب ہولیا اور منزل بمنزل بعد چند روز کے شہر وارسا مین پہونچا لیکن بسبب شرم و لحاظ کے کچھ حال
لیا خاقون کا دریافت نکر سکا بلکہ اس خیال سے کہ سبادا اجنبی کا کوئی خدمتگار دیکھکر گرفتار کرادے گھر سے باہر نکلنا
ہی چھوڑ دیا اور مسٹر ٹیلر ہی نے زحمت دی کہ پوشیدہ کچھ دوا و دوش کرتا صرف دو روز اوس جگہ قیام کرکے ۱۰
اکتوبر ۱۸۳۶ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۲۵۲ ہجری روز چہارشنبہ کو آگے روانہ ہوگیا اور وہان سے بخیر من ہتا ہوا آسیس

کی راہ سے پانیہ مین ہو کر ۲۰ جنوری ۱۶۶۶ء مطابق ۱۰ ذی الحجہ ۱۰۷۶ ہجری روز دوشنبہ کو پرتگیز بہونچا اور چار پانچ مقام کر کے پرتگیز سے ارقیہ کو چلا گیا لیکن مجھے اوسیجگہ الطبار حاذق کے سپرد کر گیا کیونکہ پرتگیز پہونچتے ہوتے مجھ عرفات سے میرا ایسا تنگ حال ہو گیا تھا کہ ظاہر کوئی صورت زندگی کی نظر نہ آتی تھی اوسکے تشریف لیجانیکے بعد ایک دن ۳۱ جنوری ۱۶۶۶ء روز یکشنبہ کو ایک سوداگر پولینڈ کا رہنے والا جو ہمارے ہی قافلہ کے ساتھ ساتھ آیا تھا اتفاقیہ میری عیادت کیواسطے آنکلا مین نے اوس سے پوچھا بھلا آپکو یہہ بھی معلوم ہے کہ دولونڈیان جو محل سلطانی سے کچھ جواہرات لیکر بھاگ گئی تھین اونکا کہین پتہ لگا یا نہین اوسنے ادہر ادہر دیکھکر آہستہ سے میرے کانمین کہا لونڈیون کا نام تو مت لو ہمارے تمہارے سنانے کو مشہور کر کہا ہے ورنہ درصل خاص بادشاہ کی معشوقہ کسی تاجزادہ کے عشق مین ایک خواص خاص کو اپنے ہمراہ لیکر بھاگ گئی تھی مگر تھوڑے ہی دن بعد دریا کے کنارے سے پکڑی گئی اب بادشاہ نے اوسے کوہ ارل پر سمجید یا ہے جو پولینڈ کا کالا پانی مشہور ہے اور ملک روس کے گوشۂ شمال و مشرق مین واقع ہے وہ ہی پہاڑ ہے جسکو یونانی کاکسس کوہ ایشیا سے مینے کہا کرتا ہے مینے پوچھا اوس مقام پر فوج کسقدر رہتی ہوگی اوسنے جواب دیا یہہ تو نہین معلوم لیکن جس قلعہ مین بادشاہ کی معشوقہ قید ہے اوسکا قلعہ دار ابراہیم ترک قوی بازو ایسا جوانمرد آدمی ہے کہ تنہا بھائے خود ایک لشکر جرار کا حکم رکھتا ہے اور اوسکا بھائی اسمعیل ترک نیزہ بہادر اوس سے بھی بڑھکر ہے جو یمان لشکر پرتگیز کا سپہ لار ہے یہہ سنتے ہی میرے ہاتھ پاؤن مین کچھ جان سی آگئی اور خود بخود دل نے گواہی دی کہ اب یقینی کوئی نہ کوئی صورت بہبودی کی نکل آئیگی اسکے دوسرے ہی دن یعنی یکم فروری ۱۶۶۶ء روز دوشنبہ کو مطابق ۱۳ ذی الحجہ ۱۰۷۶ ہجری مین اسمعیل ترک کا من نیزہ بازی مین شکار ہو گیا اور رات دن اس حیلہ سے اوسکی خدمت مین حاضر رہنے لگا چونکہ وہ بھی آدمی خلیق اور اشراف دوست تھا تھوڑے ہی دن مین میرے حال پر حد سے زیادہ مہربانی فرمانے لگا اور اسقدر خوشنود ہوا کہ تمام کاروبار اپنے بیٹے کا میرے سپرد کر دیا اتفاقاً ایک دن ۲۴ فروری ۱۶۶۶ء یعنی ہفتم محرم ۱۰۷۷ ہجری روز چہارشنبہ کو ابراہیم ترک کا جو کچھ ذکر آگیا تو مینے پوچھا اب وہ کہان تشریف رکھتے ہین فرمایا بالفعل کوہ ارل پر بادشاہ پولینڈ کیطرف سے متعین ہین مینے عرض کیا اونکی زیارت کو حد سے زیادہ جی چاہتا ہے جواب دیا جب چاہو ہو اوسکو ایک خط لکھدونگے یقین ہے اپنے عزیزون سے زیادہ خاطر کریں یہہ کہکر کسی کارضروری کے واسطے محل امین چلا گیا اور مینے بھی اوسوقت تقاضا کرنا مناسب نہ سمجھا بلکہ وہ چار دن اور بھی خاموش ہو رہا اس عرصہ مین دفعتہً

اوسنے میری شوی بخت سے ۲ مارچ ۱۸۶۶ء مطابق ۱۲ محرم ۱۲۸۲ ہجری روز شنبہ کو انتقال زمایا اور مین کم نصیب کمنہ افسوس ملنے کا ملتا رہ گیا چنانچہ تیوزن اس حادثہ سے بخوبی آگاہ ہے اور یہ خود اوسکی تحریر تکفین مین شامل تھا

شعر	ز سیہ پوشان غم سیاہ روست ۔ ورا بر خون نگر میازین غصہ بیجا است

یہ کہکر بے اختیار رونے لگا اور رو کر کہا اے قبلہ مقصود کونین و اے کعبہ معبود دارین یہ سپاہ بار بار جو پیشہ سپہ گری کے فقرات پر بلحاظ کی خدمت مین حد سے زیادہ اعتقاد رکھتا تھا اور ہر دم و ہر وقت انہین کا ذکر خیر اوسکی زبان فیض ترجمان پر جاری رہتا تھا چنانچہ اوسنے قبل اپنے انتقال کے ان شاہ صاحب کوہ نشین کے بہی اوصاف حمیدہ و سیر و سیر بیان زمائے تھے اور کہتا تھا ابہی سنتے مین آیا ہے کہ کوئی باریاب بارگاہ باری مقرب بساط جباری اس پہاڑ پر رونق افروز ہوئے ہین اگر کرامات و نیوی سے کسی روز فرصت ملی تو ہم بہی دیدار فیض آثار سے اپنی آنکہین روشن کرینگے اور تجھے بہی اپنے ساتھ لیتے جائینگے لیکن افسوس موت نے فرصت نہ دی اور اسی تمنا مین وہ بیچارہ جان بحق تسلیم ہوا بعد اوسکے انتقال کے جب پہر اوسی وحشت نے مجھے گہیرا اور اوسی مرض حیرت نے مو کیا تو سوائے ان حضرت کے کوئی آس پاس ایسا وسیلہ جسکے باعث اس بلاے بے درمان سے نجات ہو ظاہر انظر نہ آیا اور ساتھ ہی یہ بہی خیال گذرا شعر

جہاں سیکدہ چٹا تو بہاں کیا جگہ کی قید ۔ مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو	جہان چاہ

وہان پڑ رہیے اور عمر دو روزہ کو بسر کر دیجیے یہ سوچکر بصد اعتقاد تمام دنیا کے جگڑون پر لعنت بہیج کر ۲۷ ستمبر ۱۸۶۶ء مطابق ۲۳ ربیع ۱۲۸۳ ہجری روز دوشنبہ کو اسی پہاڑ پر آپہی کی خدمت مین آن بیٹہا اور توجہ باطنی کا رات دن منتظر رہنے لگا لیکن حضرت ایسے ولی اللہ تھے کہ آجتک تشفی دینا تو درکنار یہ بہی نہ پوچہا تو کون ہے اور کیون آیا ہے حالانکہ بیس روز سے زیادہ ہے اس مقام پر بیٹہے ہوئے ہو گئے بس یہہی میری سرگذشت تہی جو حضور کے روبرو گذارش کیگئی امیدوار ہون کہ سمع خراشی کرنے کی معاف زمائی جاوے یہہ سنکر شاہزادۂ منصور الزمان تاج بخش گیتی ستان نے جو بالفعل شاہزادہ سبحان نقاب پوش کے نام سے مشہور ہے تمعون کو جلانے سے لگا لیا اور فرمایا آپکی سمع خراشی اوسوقت معاف زمائی جائیگی جبوقت میلڈا کا بی حال من اول الی آخر کہہ سنائیگا اور اپنے معاملہ مین بطور اطمینان کر لیجئے انشاء اللہ العزیز کہ وہ آرہی نہین کرہ قان ہو گا تو ایک پلکی جہپکنے مین سر کر لیا جائیگا آخر ہم تو اپنی جان تہین جیسے لوگون کے واسطے ہتیلی پہ لئے پہرتے ہین شعر

ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق | باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو | القصہ اخی مسی عنایت مین شمعون کا دل دو ہاتھ کا ہو گیا
اور چاہتا تھا کہ شیلڈا کا کمال بیان کرنا شروع کرے کہ یکایک شاہ صاحب پہنچے و صلی چھوڑ شاہزادۂ عالی تبار کے قدمون پر
گر پڑے اور دست حق پرست کو بوسہ دیکر کہنے لگے شعر | ننگ تو پوشی من از غایت بیداری نیست | ترک ما بر صید بے جان می زنی
لے شاہزادۂ ثریا جاہ گردون پناہ بزرگان دین متین اور واقفان شرع مبین سے یون سنے مین آیا ہے کہ فقیر
دنیا مین دو طرح کے ہوتے ہین ایک وہ جنکو دنیا چھوڑے اور دوسرے وہ جو دنیا کو چھوڑین اگرچہ ظاہر اسورت
ان دونون کی ایک ہے اور متبتہ ان دونون کا یکسان لیکن در اصل ان دونون مین زمین و آسمان کا فرق
ہے کیا یعنی پہلی قسم کے لوگ دنیادارون کے دروازون کے کتے ہین اور دوسری قسم کے لوگ دنیادار وںکو اپنے
دروازے کا کتا سمجھتے ہین چنانچہ الفقر فخری انہین کی شان مین نازل ہوا ہے اور القناعت کنز لا ینفد کی کیفیت
انہین لوگون کو حاصل ہے لیکن مین عاجز گنہگار باوجود خرقہ پوشی کے ان دونون فریقون مین داخل نہین کیونکہ
علایق دنیوی مجھ سے صرف دنیا کی تلاش مین چھوٹے ہین اور دنیا نے مجھکو فقط اپنی محبت بڑھانیکے لئے چھوڑ رکھا ہے
گو باوہوی کا کتا ہون نگر کا نہ گہات کا رباعی | گر در و تو لا الہ الا اللہ ست | بے باطن پاک کجا بحضرت راہ ست
صد ان زر قلب کجا بستاند | ہر چند بر و سکہ نام شاہ ست | تفصیل اس اجمال کی انشاء اللہ تعالے بعد ختم ہو جانے
سرگذشت شیلڈا کے گذارش کی جائیگی یقین ہے اوسوقت حضور کو شل شمعون کے تا بعد ار کی بھی دستگیری فرمائی
پڑی اور شمعون کو بطرفۃ العین مین میری ولایت و غوثیت کا کرشمہ ظاہر ہو جاوے رباعے

آن بوالہوسے کہ زر مدار و چکند | سیمین گسے کہ پرنیار و چکند | زین قصہ کہ میل مار و طاقت دہ | دل از ہمہ چیز بر نیار و چکند

شاہزادہ نے جو دیکھا آدمی مزیدار ہے اور کسیقدر واقف اسرار بھی معلوم ہوتا ہے فرمایا بلا فقر کے لوازمات کیا کیا ہین
عرض کیا لوازمات فقر مین سے مقدم اعتقاد ہے یعنی اوسکی وحدانیت کا مع دیگر صفات کے دل و زبان سے اقرار
کرنا اور ایمان لانا اوسکے صحایف و انبیاء و ملائکہ پر اور برگزیدہ ہمنام رسلین کو اور اشرف جاننا خاتم النبیین کو
بعد ازان عبادت یعنی اوسکی بندگی کرنا خلوص دل سے لیکن عبادت کی تین قسمین ہین ایک جو نفس سے تعلق رکھے
شل عقاید کے دوم جو بدن سے تعلق رکھے شل صوم و صلوٰۃ وغیرہ کے سوم جو معاملات مشارکت سے تعلق رکھے
شل ضمان و ادائے امانت و نصیحت ابناے جنس وغیرہ کے اسکے بعد عزلت ہے یعنی دل کو خالی کرنا تصور ماسوی اللہ

سے لیکن بغیر علم اور بغیر زہد کے عزلت کچھ کام نہین آتی کیونکہ اگر عین ملک کا نمو تو عزلت سراسر ذلت ہے اور جو زہد کی نمو تو عزلت محض علت اور زہد کی علامتین تین بیان کی گئی ہین ترک موجود و ترک آرزوے مفقود و ترک خدمت معبود اور یون بھی کہا گیا ہے کہ زہد کے تین حرف ہین ز سے ترک زینت ہ سے ترک ہوا و ہوس د سے ترک دنیا اسکے بعد مرتبہ معرفت کا ہے کیونکہ زاہد ہمیشہ عارف نہین اور عارف تیار اور معرفت کی قسمین تین کی گئی ہین اول معرفت توحید سومنین کے واسطے دوم معرفت حجت و بیان حکما و بلغا کے واسطے سوم معرفت صفات ذات اہل ولایت کے واسطے یہانتک بیان کرکے شاہ صاحب تھوڑی دیر کے لئے غوطہ مار گئے بعد ہ وفعتاً سر اوٹھا کے کہنے لگے شعر سخندان باندیشہ راند کلام ۔ کہ بے فکر باشد سخن ناتمام اتحاد و ندفعت لوازمات فرق کے نکات عمیقہ اور لطایف دقیقہ بیان کرنے کے لئے بڑا اطمینان اور نہایت فرصت چاہئے اور اسوقت طبیعت اسقدر منتشر ہو رہی ہے کہ کچھ عرض نہین کرسکتا کیونکہ بے اختیار جی یہہ ہی چاہتا ہے کہ سیطرح ٹیلڈا کا حال ختم ہوے تو بہتر پٹ مین اپنے داغ جگر کھول کے حضور کے آگے رکھدون اگر مناسب ہو تو اس امر کو کسی دوسرے وقت پر ملتوی رکھا جاے شاہزادہ نے فرمایا بہت اچھا رستمون کیطرف اشارہ کیا کہ بیان ٹیلڈا کا حال شروع کیجیے سرگذشت ٹیلڈا کی جو لیا خاتون کے ہمراہ کوہ ارل پر قید ہے زبانی شمعون کی شمعون نے دست بستہ گذارش کیا اے دستگیر درماندگان و اے چارہ ساز بیچارگان ٹیلڈا نے اپنے ریچ والکی داستان شہر وار ساکے نکلنے کے بعد ایک مقام خاص پر اسطرح بیان کی تھی کہ مین ننگ خاندان آوارہ خاندان در اصل برلن کی رہنے والی ہون جو ملک پروشیا مین دریاے اسپری پر واقع ہے اور ملک پروشیا جرمن کے شمال شمار کیا جاتا ہے جسے آلیمان بھی کہتے ہین اسکے شمال مین ہنوور ہے اور اوسکے شمال مین ڈینمارک پھر نورووی لیکن نورووے اور ڈینمارک کے بیچ مین کچھ حصہ سویڈن شمالی کا حایل ہو گیا ہے اور مغرب مین ہولینڈ و بیلجم گوشہ جنوب و مغرب مین فرانسیس اور مشرق مین ہولینڈ باپ میرا تجارت پیشہ آدمی تھا جو جان اسمتھ کے نام سے تمام ملک پروشیا مین مشہور ہے خداوند کریم نے اوسے چار بیٹیان عنایت فرمائی تھین مجھسے چھوٹی اور ذکاوت مین برگزیدہ بہت ہون جب ایک قضاے الٰہی سے ضعیف ہو کر انتقال فرمایا اور والدہ ماجدہ نے بھی گلزار ارم کو رحلت بخشی تو تمام مال و اسباب نقد و جنس ہم چارون بہنون پر تقسیم کر دیا گیا اور بسبب نزاع باہمی کے چارون بہنین

اوسیوقت آپسین علحدہ علحدہ ہوگئین شاید یہ ذکر ۲۷ اگست ۱۸۳۷ء کا ہے لیکن اس عالمگی نے مجھے ایسی خرابی مین ڈال دیا جسکا خمیازہ اب تک بڑی بھگت رہی ہون کیا معنی عزیزی بہت چھوٹی تھی بیاہ ہوا تھا شب و روز ناز و نعمت کا سمجھتی نہ تھی کیسی کو دکھ درد از بس و بیان تہا رہ پہنے ہاتھ مین آتے ہی گویا میرے پر لگا دئے اور دس بیس ہم سن لڑکیون نے کہانے پینے کے لالچ سے اکٹھا ہو کر اور بھی جنگلے پر چڑہا دیا غرض رات دن عیش و نشاط سیر و شکار مین عزیز ہونے لگی اور فکر کونین کی دل سے دور ہو گئی ہر چند میری بہنون نے بزرگی کی راہ سے مجھے نصیحت بھی کی لیکن سنتا کون تہا اور اون دنون مین ہوش کسکے ٹھکانے تھے اس کان سنا اوس کان اڑا دیا آخرش وہ بھی چپ ہو رہین اپنا اپنا منہ خالی کر کے خاموش ہو رہین ناگہان ترکہ تقسیم ہونیکے تھوڑے ہی عرصہ بعد بڑا دن آیا یعنی حضرت عیسیٰ ہمارے نجات دہندہ کی سالگرہ ہوئی اور تمام شہر مین بادشاہ الیمان کی سواری نکلنے کی دھوم مچی کیونکہ آجکے دن ہیشہ بادشاہ کی سواری بڑی دھوم دھام سے شہر مین ہو کر نکلا کرتی تھی اور تمام ارکین سلطنت اوسکے جلو مین ہوا کرتے تھے چونکہ مجھے آجتک والدین کی تنبیہ سے کبھی بادشاہ کی صورت بھی دیکھنی نصیب نہوئی تھی اسواسطے بے اختیار طبیعت کو سواری دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا اور اپنی سہیلیون سے اسباب مین صلاح و مشورہ کرنے لگی کیونکہ میرا مکان ایک ایسے گوشہ مین آکر واقع ہوا تھا جہان سے سواری کی کیفیت مطلق نظر نہین آسکتی تھی فضاعند اللہ مس ٹریمنے جو ہم سب مین چالاک اور کسیقدر آوارہ بھی تھی جھٹ ہی کہا ایک میرے دوست کا مکان سر راہ ہے موقع پر ہے کہ تمام جلوس شاہی خاص اوسکے نیچے ہو کر گذریگا اگر آپ وہان تشریف لے چلین تو مین بسر و چشم اوسے ایک دن کیواسطے خالی کرا سکتی ہون مین نے پوچھا صاحب مکان کا نام کیا ہے جواب دیا مسٹر ایڈورڈ مارزر مین نے کہا بہت اچھا آپ مکان خالی کرانیکی تجویز کیجئے مین انشاء اللہ تعالے ضرور چلونگی چنانچہ بموجب بیری فرمایش کے وہ مکان خالی کیا گیا اور مین سواری نکلنے سے پہلے مع اپنی دو رفیقون کے اوس مکان مین جا داخل ہوئی جب تک سواری نہین نکل ہم سبکے سب موافق اپنی عادت کے بے تکلف اوس جگہہ کیسلی کو دتی رہی جب سواری کی آمد آمد ہوئی علحدہ علحدہ دروازون مین چلنون کے پیچھے بیٹھہ بیٹھہ کر تماشا دیکھنے لگے فی الحقیقت ایسی کیفیت بیری نظر سے کبھی کا ہیکو گذری تھی جلوس شاہی ترکہ عالم پناہی فوج کی آراستگی امرون کی پیراستگی و کمکر بیری حواس جمع کہا گئی اور باجے کی میٹھی میٹھی آوازنے اور بھی ہوش و حواس زایل کر دئے اتنے مین بادشاہ ایک چوکڑی لاتانی

رشک تخت سلیمانی پر سوار شکوہ اور رد بدہ چہرہ سے آشکار تو ڈی گارڈ کے رسالہ مین گھرا ہوا دنیا و دین دونون طرف سے موندہ پہرا ہوا آہستہ آہستہ تشریف لایا اور سکی خواہش مین دیکھتی کیا ہون ایک لڑکا کہ کلاہ رشک ماہ قیامت قبا عطارد فند سیمین تن صراحی گردن ڈولیدہ مو پیوستہ ابرو پندرہ سولہ برس کا سن جوش جوانی کے دن بیٹھا ہوا چلا آتا

مثنوی

الماس خوان کردہ در ربا	تو گوئی بست سحر لالہ زیبا
ز خش تابان زمین زرد پر تاب	چنان کاندر شب تار یکہ مہتاب

دو چشم ترکہ بردلہا کنون ہست | دو بار و بر جگر ہا تا و کاند ہست

جس کو دیکھتے ہی کلیجہ مین ایک ایسی ہوک سی اٹھی کہ آنکھون کے نیچے اندہیرا چھا گیا ایسے ضعف کے چکر سا آگیا اور کیا ایسی مست لہر گئی کہ بے اختیار چلچن کا ایک کونڈا نگاہ حسرت سے اوسے دیکھنے لگی لیکن واہ رے جذبۂ دلکی تاثیر اور ہر چلچن کا کونڈا اوٹھا اور ہر گوشہ چشم سے اوسنے بھی میری طرف دیکھا اور راہ سیدھی مہتی نظرون سے دور تک مڑ مڑ کے دیکھتا ہوا چلا گیا شعر چون صید زخم خوردہ رسید بقصد من بیقرار و یار زمن بیقرار تر چب سواری دور نکل گئی اور یک نگاہ کی آمد و شد بھی موقوف ہو گئی تو حضرت دل نے یکبارگی تلملانا شروع کیا اور دیدۂ دیدار طلب نے فغان رونے کا آرا بندہ دیا شعر

دروے بدل رسید کہ آرام جان برفت	شد حالتے پدید کہ تاب و توان نماند

سہیلیون نے جو یہ حالت دیکھی گھبرا کر جارون طرف سے گھیر لیا اور ہر ایک محبت سے جدا جدا اضطراب کا سبب دریافت کرنے لگی مین نے کہا سبب کیا بتاؤن مین خود اپنے معاملہ مین حیران ہون البتہ اتنا کہہ سکتی ہون کہ دل پر کسی قسم کا ایسا صدمہ ہو پہنچا ہے کہ ہاتھ پاؤن قابو مین نہین رہے اور بے اختیار آنکھون سے آنسو نکلے پڑتے ہین اگر مجھے سیدھے میرے گھر ہو پہنچا دو تو نہایت مناسب ہے شعر

ہمین معلوم ہے سینے مین یہ کیا ہون شمع جلتا ہے	دہوان ٹوک زبان سے بات کرنے مین نکلتا ہے

یہ سنتے ہی سب کی سب مجھے پالکی مین ڈال میرے گھر لے گئین اور آپسمین علاج معالجہ کی تجویزین کرنے لگین مین نے کہا ابھی ایسی جلدی کیا ہے ذرا ایک دو دن صبر کرو کہ مین بھی اپنے مرض سے بخوبی واقف ہو جاؤن اور اسکی کمی بیشی کی بھی تجویز کر لون آخر ڈاکٹر نے مزاج کی کیفیت پوچھی تو مین بیان کیا خاک کرینگی اور بغیر حال بیان کئے وہ دوا کیا انکارے بتا یگا علاوہ ازین شعر

کس درد دل بہ پیش طبیبان جگر برد	درد ش زیادہ باد کہ نام دوا برد

یہ سنکر وہ بیچارہ ان خاموش ہو رہین اور مین علحدہ کمرے مین جا تصور دلدار کی مشق کرنے لگی جب دو تین دن برابر بے آب و خورش گذر گئے اور ہوش و حواس مین بھی گونہ اختلال آگیا تو مس ٹیلر صاحبہ علحدہ ہو کر مجھ سے کہنے لگین

فرمائے کچھ مرض خاص کی تشخیص بھی ہوئی یا نہین بینے کہا مطلق نہین۔ جواب دیا اگر انعام دلوائے تو ہم بغیر نبض اور زبان دیکھے اصلیت اس مرض کی بیان کردین بینے کہا جان و مال سب تمہارے ہی واسطے ہے جو چاہنا سو پسند کر لینا یہ سنکر دفعتاً ہنس پڑی اور کہنے لگی اے صاحب دو دلون کی خواہش کشش اتصالی کے باعث اکثر یہ صورت پیدا ہو جایا کرتی ہے اور جب تک اتصال حقیقی باہم نہ ہو لے دمبدم اضطراب اور انتشار طرفین کا بڑھتا جاتا ہے شاید اسی کیفیت حالی نے آپکے دشمنون کا حال بھی دو تین دن سے غیر کر دیا ہے مین نے کہا سبحان اللہ عجب بیماری مرض ہے کہ جسکا بیان بجائے خود ایک معما بن گیا یعنی مطلق سمجھ مین نہ آیا کہ اسکے معنی کہانسی کے ہوئے یا بخار کے مس ٹڈیم نے جواب دیا تل کر کے کہا تا اکثر شتے مین آیا ہے مگر قتل ہو کر کہتا یہ آپ ہی کا کام ہے بھلا خواہش کشش اتصالی نہ سہی مرض محبت تو سمجھ مین آتا ہے اور جو یہ بھی آپکی دانست مین معما ہے تو صاف صاف سن لیجئے کسی نوکیلے جوان کو دیکھکر آپ بے نشیب و فراز سمجھے پہسل پڑی ہین اور غالباً وہ شخص ملازمان شاہی مین سے ہے جب یہ انکا پتہ دا ثبوت ہو چکا تو بیرن بجرن بینے اپنی داستان اوسے کہسنائی اور صلاح مشورہ مین اپنا شریک کر لیا اوسنے سنتے ہی کہا اوہ یہ کتنی بڑی بات ہے تم ہرگز غم نہ کھاؤ مین انشاء اللہ تعالے عنقریب تمہین اوس سے ملائے دیتی ہون بینے کہا آخر مین بھی تو سنون ایسی جامدی کیا تدبیر ملا دینے کی آپکی سمجھ مین آگئی جواب دیا مسٹر ایڈورائر جسکے رکھنے بیٹھنے کرانے سے یہ صدمہ اوٹھایا ہے خواصان شاہی مین ملازم ہے اور میرے حال پر اسقدر مہربانی کرتا ہے کہ مین کچھ بیان نہین کر سکتی اوس سے مشورہ کر کے کوئی نہ کوئی تدبیر نکال ہی لونگی بینے کہا خدا کے واسطے کہین ایسا غضب نہ کرنا کہ اوسکے آگے بھی جہنم کی مٹی پلید کر دو ہان اگر بغیر اوسکی مدد کے مطلق کوئی صورت ملاقات کی نہ نکل سکتی ہو تو یون کہنا مجھے اور ایک میری پھوپھی زاد بہن کو مکانات شاہی کے دیکھنے کا صدہا زیادہ اشتیاق ہے اگر آپ دو گھڑی کے واسطے مہربانی فرما کر لے چلنے کا وعدہ کرین تو ہم دونون مردانہ بھیس بدل کر اپنی تمنا پوری کر آوین اس صورت مین یقین ہے اوسے بھی زیادہ تردد نہ کرنا پڑے اور مین بھی بآسانی اپنی مراد کو پہونچ جاؤن کیونکہ مجھے صرف ایکبار پیٹ بھر کے دیکھ لینے کی سوا واللہ کچھ آرزو نہین شعر من کیم تا دولت وصلش بوسم باشد مرا اینکہ از دورش ہمے بینم بس باشد مرا مس ٹڈیم نے کہا بہت اچھا اگر یون مرضی ہے تو یون ہی سہی کل انشاء اللہ تعالے اسکا جواب باصواب لیکر مین آپکی خدمت مین حاضر ہونگی یہہ کہکر چلی گئی اور دوسرے دن خوشی خوشی آکر

کہنے لگی تو شیلڈ ہیلمنے مسٹر ایڈورائزر سے ذکر کیا تھا اوسنے جواب دیا تھا اے ایسے موقع پر مجھ سے اپنی تمنا بیان کی ہے
کہ مین نہایت آسانی سے اوسکا انتظام کرسکتا ہون کیا سنی کل یکم جنوری ۱۸۵۸ء روز پنجشنبہ کو کرسمس ڈے کی
تقریب سے ہر فرد بشر کے لئے قلعہ معلی مین ایوان شاہی تک جانیکی عام اجازت ہے اور جب ایوان شاہی کے اندر دخل
ہوگیا تو دربار مکانات خاص کا دیکھنا لانا کونسی مشکل بات ہے ہان اگر پرسون آپ فرماتین تو مجھ سے سوائے اندمست
اوٹھانیکے کچھ بھی نہو سکتا غرض دوسرے روز مسٹر ایڈورائزر ہم دونون کو مردانہ لباس پہنا بلا تکلف اپنے ساتھ قلعہ
معلے کے اندر لے گیا اور راجھی طرح ایک ایک رکان کی سیر دکھاتا پھرا لیکن جس شخص کی خاطر یہ تمام بہروپ بھرا گیا تھا اوسکی
کہین پر چھائین بھی نظر نہ آئی آخر مین نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر آہستہ سے مس ٹیڈیم کے کان مین کہا اے جانی لان
ملانگین توڑنے کا نتیجہ تو ابتک کچھ ظہور مین آیا ہی نہین شعر گفتم بہ ہم جان و بوصلش برسم
جان دادم و آخر بوصالے نرسیدم اوسنے مسکرا کر جواب دیا بلا سے نہ آیا آیا مگر آپکا کام تو کسی پر افشا نہوا
مینے کہا خدا کے لئے مین اپنی رازداری سے باز آئی جو کچھ مدبیر تم مناسب سمجھتی ہو کرو نہین واللہ میری جان چلی
یہ سنتے ہی اوسنے ایڈورائزر سے میرا حال بیان کرنا شروع کیا اور مین نے مارے شرم کے اپنی گردن نیچی کرلی لیکن وہ
گردن نیچی کرنا اور ہی حماقت کی نشانی تھی کیونکہ اگر خطیون پر مین تذبیم کو لقمہ دیتی جاتی تھی اور بعضی جگہ شخصیت
بگھارنے کے لئے مجھ خود بھی تھوڑا بہت نمک مرچ چھڑکنا پڑتا تھا غرض جب تمام داستان از الف تا یا ایڈورائزر سن چکا
تو کہنے لگا خاطر جمع اس محبت کا سوا غم مہاجرت کے کچھ سمجھ مین نہین آتا کیونکہ تمہارا انس جگہ سوائے کرسمس ڈے
کے کسیطرح گذر نہین ہوسکتا اور اوس روز ہمارے کو قلعہ معلے کے باہر قدم رکھنے کی اجازت نہین ہے مس ٹیڈیم نے
پوچھا اوسکا نام کیا ہے اور قلعہ کے باہر آنے جانے کی اجازت کیون نہین ہے جواب دیا اوسے ایسٹ انڈیا کمپنی کہتے
ہین اور بادشاہ سلامت کمپوتت اوسے اپنی نظرون سے جدا نہین ہونے دیتے پہلے اوسے صرف سائی گری کی خدمت
سپرد تھی اب چند روز سے خواجہ سرا ہی ہوگئی ہے ہان اگر سوتت چاہو تو دم بھر کے واسطے بلا کر مین ملاقات کرا سکتا ہون
مینے کہا نیکی اور پوچھ پوچھ کے آپ سوتت ملاقات کراسکتے ہین تو پھر اور کیا چاہئے یہ سنتے ہی مسٹر ایڈورائزر ہم دونون
کو ایک برآمدہ مین بٹھا اندر چلا گیا تھوڑی دیر بعد دیکھتی کیا ہون وہی یوسف ثانی رشک ماہ کنعانی سیماندم
عیش مجسم سینہ اوبھارے چلا آتا ہے مین دور سے دیکھتے ہی بلا تحاشے دوڑ کر لپٹ گئی اور قصہ غم مفارقت بیان کرکے

کہنے لگی شعر تو شرط یاری و رسم وفاداری نمیدانی ہمین دل میتوانی بردو دلداری نمیدانی شعر
بصد کرشمہ و ناز م شکار خود کردی | اکنون کنار گرفتی چو کار خود کردی | پہلے تو یکایک وہ مجھے اوس لباس مین
دیکھکر اور یہہ شعر سنکر جھکا بعدہ پہچانکر بے اختیار لپٹ گیین بائین ٹال دین اور کہنے لگا۔ بخدا مین بالکل اپنی زندگی سے
ہاتھہ دھو بیٹھا تھا کیونکہ نہ مین اپنے تئین دریا تک پہونچا سکتا تھا نہ آپکو بیہانتک بلا سکتا تھا اگر ایک دو دن اور یہی
رنج والم اوٹھانا پڑتا تو یقین ہے میرے عوض میری کہانی دنیا کے پردہ پر باقی رہ جاتی شعر
حدیث شوق ہمین بس کہ سوختہ بے تو | سخن یکے است دگر را عبارت آسانی است | مین نے کہا خیر یہہ قصہ تو نبٹ
گیا اب آیندہ کے واسطے فرمائو ملاقات کی کیا تجویز کرتے ہو جواب دیا واللہ سوائے جان دیدینے کے اور کچہہ بہتری
سمجہ مین نہین آتا ہے کہا میری دانست مین اگر آپ بادشاہ سلامت سے ایک خدمتگار کی اجازت لیکر ایڈوائزر کی
معرفت بھیجکر کہدین تو بلا دغدغہ رات دن عیش و نشاط مین عمر بسر ہو سکتی ہے جواب دیا البتہ بات تو بہت معقول
ہے لیکن خدا جانے بادشاہ میری اس التجا کو قبول کرے یا نکرے اور ایڈوائزر تیرے رکھدینے کی حامی بہرے یا نہ بہرے
کہا ایڈوائزر کی طرف سے تو آپ خاطر جمع رکھئے ہان بادشاہ سے اجازت لینے دینے کا آپکو اختیار ہے کہا بہت اچہا
مین کوئی موقع دیکہکر بادشاہ سلامت کی خدمت مین عرض کرونگا دیکہون کیا جواب ملتا ہے یہہ کہکر ایک آہ سرد کھینچی
اور کہا پھر چند تمہارے پاس سے ملحدہ ہونیکو جی نہین چاہتا لیکن بادشاہ کا خوف لگا ہوا ہے ایسا نہو دربار مین خواہ مخواہ کسیکے
کسی سے پوچہہ بیٹھے اور تلاش ہوتے ہوتے بیانتک نوبت پہونچکر خدانخواستہ آپکے واسطے کوئی ہان خرابی کی پیدا ہو
مدیم نے پوچہا ایڈوائزر کو کہان چہوڑا کہا وہ میرے عوض مورچل لئے بادشاہ کی پشت کو ہے مین اب اوسے جاکر
بھیجے دیتا ہون یہہ کہکر تشریف لیگیا اور ایڈوائزر نے نکلکر مجہکو ہمارے گہر پہونچا دیا اسکے کئی روز بعد یعنی ۲۵ فروری
۱۸۶۵ء روز یکشنبہ کو آبیونی شوٹ نے تنہائی مین موقع پاکر موافق میرے ایما کے بادشاہ کی خدمت مین واسطے ایک
خدمتگار کے گذارش کیا چونکہ یہہ امر خلاف آئین سلطنت اور منافی شان حکومت تہا اسواسطے حکم ہوا کہ یہہ درخواست
محض بنظر پورش و فاوندی منظور فرمائی جاتی ہے لیکن اگر آیندہ ایسی بیہودہ حرکت دوبارہ ظہور مین آئی تو سزائے
سخت کا سزاوار سمجہا جائیگا یہہ سنکر آبیونی شوٹ نے سجدہ شکر ادا کیا اور فوراً معرفت ایڈوائزر کے مجھے بلا بہیجا مین تو
جبسے یہہ راستہ دیکہہ ہی رہی تہی کہ کب سے ہی ہلاکت پنکون پہن بیوریٹ سر پر رکہہ اپنے آقا کی خدمت مین جا پہونچی

اور اوس لباس کے ساتھ اپنا نام بھی مرواڈ بدل ڈالا اب خدا کی عنایت سے وہ دل کا دھڑکنا رہا نہ کلیجہ کا
پھڑکنا خاصی مزے میں جس آرام سے چاہتی تھی اوسی آرام سے عمر بسر ہونے لگی شعر من از قدم سعی بہ مقصود رسیدم
ہر آبلۂ پا مے مرا قبلہ نما شد ۔ ایک دن اتفاقیہ پچھلے پہر کے قریب سوتے سوتے جو میری آنکھ کھل گئی تو دیکھتی کیا ہوں
اوبونی شوٹ ایک پرچہ تصویر کا ہاتھ میں لئے شمع کے آگے بیٹھا بے اختیار ہا ہر بہار کیطرح رو رہا ہے مینے اپنے دل میں
کہا ہو نہ ہو یہ کسی معشوق کی تصویر ہے اور بیشک یہ تم ایسا جا ظالم ہرجائی تیرے ساتھ زمانہ سازی کرتا ہے اور در پردہ
کسی اور کمان ابرو کے زلف گرہ گیر میں پھنسا ہوا ہے افسوس مینے اس کی خاطر گھر چھوڑا عورت سے مرد بنی خدمتگاری
قبول کرلی مین مارنے کی گراسے کسیطرح آدمیت اختیار نکی اب ایسے شخص کو جان دینا اپنے واسطے عذاب مول لینا ہے
شعر آزاکہ طریق کرم و رسم وفا نیست گر خویشتن است کہ شایستہ ما نیست غرض بڑی دیر تک مین اسی سوچ
مین چپکے چپکے پلنگ پر لیٹی ہوئی اوسکے رونے کا تماشا دیکھتی رہی جبار فتہ رفتہ اوسکی ہچکی بندہ گئی اور حلق مین
پھندہ پڑنے لگا تو بے اختیار کلیجہ میرا موند کو آنے لگا یکایک اوٹھکر مین اوسکے پاس جا بیٹھی اور طعن سے کہنے لگی
سبحان اللہ محبت کرتے تو سیکھو دیکھا ہے مگر اسطرح جان گنوانے کسیکو نہین سنا اگر ایسا ہی آتش عشق بیقرار کر رہا
ہے تو ہماری طرح دولت و نیوی کو آگ لگائے ذلت و مذلت کا خیال نفرمائے انشاء اللہ تعالے کسی نہ کسی دن خدا
کریم تمہاری بھی لگی کو بجھا دیگا شعر من نمیگویم سمندر باش یا پروانہ باش | چون بآتش سوختن افتادۂ مردانہ باش
یہ سنتے ہی اوسنے تصویر آنکھون سے لگا کر میرے ہاتھ مین دیدی اور فرمایا اے بدگمان یہ تصویر کسی معشوق طرحدار
کی نہین ہے میرے والد بزرگوار کی ہے جس دن سے انکے قدم مبارک سے جدا ہوا ہون اسیطرح رو رو کر عرصہ گزرانتا ہون
یہ سنے و دیکھا تو فی الحقیقت وہ کسی مرد جرنگ سفید ریش کی تصویر تھی اوسکے دیکھتے ہی ہزارون گھڑے پانی ندامت سے
میرے اوپر پڑگئے اور خاموش شرماکر گردن نیچی کرلی اوسنے جو میرا یہ حال دیکھا ہنسکر کہنے لگا بس بس زیادہ بیوقوفی کی
باتین نہ کیجئے گردن اوٹھائیے اس طعن و تشنیع سے تو واللہ باللہ آجکی تاریخ کو ایک درجہ کمالیت کا حاصل ہوگیا کیا
معنی بدگمانی خاص لوازمات عشق مین سے ہے جو شخص اپنے معشوق کیطرف سے بدگمان نہو وہ میری دانست مین عاشق
نہین بوالہوس برانداز ہش ہے آپکو خواہ مخواہ اس بھاری بھیڑ بیش سے یہ سمجھکر لاچار مین نے آنکھیں چار کین اور
پوچھا اے پیارے اصل مین تمہارا وطن کونسا ہے اور یہان کسطرح تشریف لائے ہو اور بالفعل تمہارے والد ماجد

کہان ہن یہ سنکر وہ بارہا اوسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور ایک آہ سرد کھینچکر اسطرح اپنی سرگذشت بیان کرنے لگا

ایبوٹی شوٹ کا حال اوسی کی زبانی روبرو اپنی معشوقہ یعنی ٹیلڈا کے

چراغ گرچہ بسوزد بشام میسوزد	دلم بباغ جہان مدام میسوزد

اے ٹیلڈا مین غریب الوطن مبتلاے رنج و محن در اصل دار السلطنت کرسچینا کا رہنے والا ہون جو ملک نورروی کے جنوب مین خلیج کرسچینا پر واقع ہے باپ میرا وہان کا رئیس اعظم ہے اوسکی آل و اولاد مین سوائے مجھ دور افتادہ کے نہ کوئی لڑکا ہے نہ کوئی لڑکی اور مین بھی اس آرزو و تمنا سے پیدا ہوا تھا کہ جسکا بیان بجاے خود ایک قسم کی داستان ہے غرض ایسے سامان خدا کی سے جمع ہو گئے تھے کہ ماپ ہر وقت مجھے اپنی آنکھون پر لئے پھرتے تھے اور میرے آرام پر مقدم جانتے تھے جونہی ہوش سنبھالے ہی مجھے شکار کا شوق پیدا ہوا اور رات دن اسی شغل مین مشغول رہنے لگا چونکہ ماپ کو نفارت میری گوارا نہ تھی اور دل شکنی کسی صورت سے کر نہین سکتے تھے یعنی نہ شکار کو منع کر سکتے تھے نہ بغیر میرے دیکھے رہ سکتے تھے اسواسطے اونھون نے مجبور میری ایک شیر بنوا کر اپنے پاس رکھہ چھوڑی تھی جب جی چاہتا تھا اوسے نکالکر دیکھہ لیتے تھے اور مین بھی بسبب محبت قلبی کے ایک تصویر اپنے والد بزرگوار کی ہمیشہ سفر و حضر مین اپنے سینے سے لگائے پھرتا تھا لیکن کسیطرح شکار سے نہ باز آتا تھا ایکبار کا ذکر ہے کہ مین کمبخت موافق اپنے دستور کے کوہ ہاوتھورن پر شکار کھیلتا پھرتا تھا ناگاہ ایک چوٹی پر ایک شخص سے مین نے جو فی الواقع قزاق تھا مجھے دھوکا دیکر کمند مین پھنسالیا اور اوسی ہوئے گدائی سے پہاڑ کے نیچے اتر کر بحر اوقیانوس کے کنارے لے پہونچا وہان ایک جہاز سوداگران زر و فروش کا کھڑا ہوا تھا اوس ملعون نے جاتے ہی مجھے اہل جہاز کے ہاتھہ فروخت کر ڈالا اور آپ چلتا پرتا نظر آباد دوسرے دن اس وقوعہ کے اوس جہاز نے کوہ ہاوتھورن سے کوچ کر کے سات روز بعد قریب شہر ہیوزنگ کے ایک مقام کیا جو ڈینمارک کے شمال مین ہے اور بعدہ لنگر اوسکے خاص صوبہ ہنوور کے مقابل آن ٹھیرا جو ڈینمارک کے جنوب مین اور آلمان کے شمال مین واقع ہے یہان بھی مثل سابق کے جہاز کے ٹھیرتے ہی اکثر قزاق آئے اور ایک ایک دو دو آدمی بیچکر چلے گئے اتفاقیہ قریب شام کے ایک شخص قزاق فروشنام ایک عورت نہایت حسین لیکر آیا اور مجھے دیکھتے ہی اوس عورت کے ساتھ بلا قیمت تبادلہ کر لیا اس معاملہ سے اہل جہاز کو بھی تعجب ہوا اور مین بھی حیرت سے اوسکا مونہہ دیکھنے لگا لیکن چونکہ ایک قید بے معنی سے بلا تردد رہائی ملتی تھی اسلئے مین نے کچھہ تکرار

کرنا بسبب پوچھنا مناسب سمجھا جب وہ مجھکو لیکر کنارہ پر پہونچا تو خود بخود دیکھنے لگا تو وہیں آپہنچا کارکا ہے یہاں
بردہ فروشوں کے پندہ مین کیونکر پہنس گیا ہے کہا آپ ہی جیسے بزرگوار پہنسا کرتے ہین اور آپکا کیا قصور ہے یہ فرمائیے
آپ اب مجھے کہان لے چلے ہین اور اس تبادلہ مین ظاہر اکیا مصلحت سوچی ہے اور آپکا دولت خانہ کس جگہ ہے کہا
دریا مین ایک چھوٹی سی بستی رنگاوک کا رہنے والا ہون جو آئس لینڈ کے گوشۂ جنوب و مغرب مین واقع ہے اور آئس لینڈ
بحر اوقیانوس کے شمال مین ہے جسمین ہیکلا نامی ایک ایسا آتش فشان پہاڑ ہے جسکے چشون سے ہمیشہ کہولتا
ہوا پانی نکلتا ہے لیکن بسبب پیشہ تراقی کے مین اکثر دور دور ملکون مین پہرا رہتا ہون خصوصاً سویڈن و
نوروے و ڈنمارک و ہولسٹن و ہنوور و پرشیا وغیرہ تو اپنی جاگیر ہی مین آگیا ہے چنانچہ مین تیرے باپ سے
بخوبی واقف ہون اور تجھے بھی بارہا کودہ ہاؤ نجر فیلڈ پر شکار کیلئے ہوئے دیکھا ہے آج اتفاقیہ اس عورت کو
سوداگران بردہ فروش کے ہاتھہ فروخت کرنے یہان آنکلا تھا اور چاہتا تھا کہ اسی جہاز پر بیٹھکر ترکستان کیطرف
اڑ جاؤن لیکن تجھے دیکھکر ایک اور ہی طرح خام نے خواہ مخواہ گھیر لیا یعنی یہ خیال دلمین آیا کہ یہ بھی کسی کسی
ایسی ہی تقریب سے ان لوگون کے ہاتھہ فروخت کیا گیا ہے اور بیشک اسکے والد کو اسکی مفارقت نہایت شاق گذرتی
ہوگی بلکہ تعجب نہین کہ اپنی زندگی سے ہاتھہ دہو بیٹھا ہو اگر کسی صورت سے یہ تیرے ہاتھہ آجائے اور تو اسکو کیا
اسکے باپ کے ملادے تو یقینی اسکا صلہ اسکی قیمت سے کچھہ زیادہ ہی تیرے پلہ پڑے یہ سوچکر مین نے فوراً اوس
عورت سے تیرا مبادلہ کر لیا اور اب عنقریب انشاء اللہ تعالےٰ تجھکو تیرے باپ پاس پہونچائے دیتا ہون یہ سنکر
مین نہایت خوش ہوا اور اپنے دلمین کہا ہی شعر
عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد	خیر یارہ روکان پشت گرمی بخت

بعد دیئے اوس قراق سے پوچھا بھلا یہ تو بتائیے آپکو اس جہاز کے آنیکی کیونکر خبر ہو جاتی ہے کہا فوراً لنگر کرتے ہی
اپنی اپنی اسامیان لیکر دوڑے آتے ہو جیسے گویا ایک مہینا پہلے ہی پروانے جاری ہو چکے ہین واللہ جس دن سے
مین گرفتار ہوا ہون رات دن اسی سوچ مین مبتلا رہتا ہون اوسنے ہنسکر جواب دیا سوداگران بردہ فروش نے
مقامات معینہ پر اپنے اپنے جہازون کے پہونچنے کی تاریخ سے قراقان گرد نواح کو بخوبی آگاہ کر رکھا ہے اور کبھی اوس
تاریخ مین فرق واقع نہین ہوتا اسواسطے ہم لوگ بغیر طلاع کئے ہوئے صرف تاریخ کے پتہ سے عین وقت پر پہونچ
جاتے ہین اور صبح سے شام تک ہزارون کا وارا نیارا ہو جاتا ہے کیونکہ اس طرح کے جہاز کبھی ایک دن سے زیادہ

کسی مقام پر لنگر نہیں کرسکتے اور نہ کسی مشہور بندرگاہ میں ہو کر گذرتے لیکن چنانچہ یہ جہاز
ہمیشہ یکم مئی کو ایس لینڈ سے چھوٹکر اوسی مہینے کی ۲۰ کو سورت میں پہونچتا ہے جو نور سے
وہاں سے ایک دن بعد یعنی یکم جون کو چلکر ہفتم کو دیو میں اور پندرہ کو برمن میں ۲۳ کو بیورنگر
جولائی کو اسنگاپور اور یہاں سے اسیطرح برابر مقامات معینہ پر سات سات روز بعد ایک ایک دن نہر
بیراسود تک چلا جاتا ہے جہاں جسکا جی چاہے بلا دغدغہ اپنا شکار بیچ ڈالے یہ کہکر کہنے لگا خبردار یہ ہمارا
کسی پر ظاہر نہ کرنا اور جو کیا تو یہ جان لینا کہ دنیا پر پیدا ہی نہیں ہوئے تھے کہا استغفر اللہ علاوہ جان کے خوف
کے یہ ممکن ہے کہ میں آپکا راز فاش کردوں یا آپکے ان احسانات کو فراموش کرجاؤں آپ اللہ اللہ
کلمہ تو زبان پر ہی نہ لائیے اور آج سے مجھے بھی مثل اپنے ہی لڑکوں کے تصور فرماتے رہئے یہ سنکر کچھ آثار مسرت کے
اوسکے چہرہ پر ظاہر ہوئے اور اپنے دست ناپاک سے خوش ہو کر میری پیٹھ ٹھونکنے لگا بعدہ دریائے ونیسر کو
عبور کیکے اولڈ برگ کے میدان میں پہنچا ہوا آٹھویں روز دریائے ونیسر کے مغربی کنارے پر جا پہونچا اور
وہاں سے کنارے ہی کنارے سیدھا شمال کیطرف ہولیا کیونکہ اکثر یہ شخص بہ سبب خوف حکام کے غیر متعارف
راستوں میں ہو کر سفر کیا کرتے ہیں تضا عند اللہ دریائے ونیسر کے کنارے کنارے یعنی یعنی زمانہ والے
ملک الیمان شکار کیا سا پہنچا اور اتفاقیہ ایکدن ہم دونوں کو ایک درخت کے نیچے کپڑا ملکیا ہر چند چھپنے
چاہا کہ راستہ کاٹ جائیں لیکن کچھ فائدہ نہوا یعنی بادشاہ نے دور سے دیکھکر اپنے پاس بلالیا اور روسٹر
سے مولد و منشار پوچھنے لگا اوسنے دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت غلام کشتکاران ڈنمارک میں سے ہے
اور یہ لڑکا میرا بیٹا ہوتا ہے کچھ غلہ کی قسم سے ہم دونوں اولڈ برگ میں بیچنے آئے تھے اب بیچ کہوج کے اپنے مکان
کو واپس جاتے ہیں فرمایا شاہ راہ عام چھوڑکر جو سیدھے شہر برمن میں ہو کر نکل گئی ہے جنگل جنگل جانے کا کیا
سبب التماس کیا آج بیوقوفی کی راہ سے کسیقدر رات رہے چل کھڑے ہوئے تھے سو بسبب اندھیری کے راہ
بھولکر اسطرف آنکلے ہیں یہ سنکر بادشاہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کیا حقیقت میں یہ شخص تیرا باپ ہے اور تو
اسکا بیٹا ہے یا اصل معاملہ خلاف اس تقریر کے واقع ہوا ہے چونکہ مجھے ابھی طرح معلوم تھا کہ بالفعل اسکے
قول کی تائید کرنے میں والد بزرگوار کی زیارت نصیب ہوتی ہے اور روٹی پر گدڑ ہے کو بھی ابا بنالینا عقلمندی

مین ہے اسواسطے مینے بھی موافق اوسکے عرض کردیا یعنی کہا ہان خداوند نعمت یہ بیچارگذار
بدولت اوسکے بادشاہ نے زبردستی مجھے اوس قزاق سے چھین لیا اور فرمایا مابدولت کے نزدیک پیادوں
کے نہین ہے یہ سنتے ہی فرخ شمس تو ایک جانبی مین گھسکر چلا جانے کہ مجھ سے غایب ہوگیا اور مجھے اوسیوقت
خان نے اپنے ترکش اوٹھانے کی خدمت پر مامور کردیا چنانچہ جب تک بادشاہ شکار کھیلتا رہا مین اوسی خدمت
پر مامور رہا جب چند روز بعد شکار سے واپس ہوکر دارالسلطنت برآن مین پہونچا تو سامان میری نوشی میرے
سپرد کردیا گیا یعنی عہدہ ساقی گری میرے واسطے تجویز فرمایا گیا لیکن ساتھ ہی اوسکے یہ بھی حکم ہوگیا کہ ہرگز
یہ شخص قلعہ سے باہر قدم نرکھنے پاوے واللہ اعلم سوائے اظہار سمانی کے اور کیا مصلحت اوسمین تصور فرمائی گئی
القصہ مختصر نو دس مہینے سے برابر مین اسی مصیبت مین گرفتار اور اپنی زندگی سے بیزار ہون شعر

دستم زنیام عکس رخ لالہ گون گرفتہ | گل چیدہ ام آنقدر کہ کفم رنگ خون گرفتہ

جب نہایت جی گھبراتا ہے اور کلیجہ بکلنے کو آجاتا ہے تو اسی تصویر کو سینہ پر رکھ لیتا ہون اور تصویر کے سینے سے لگا لیا کرتا ہون بانتہائی مین دو گھڑی رو کر اپنا دل ہلکا کرتا ہون مین ہون اور میری خراب غربت کی باتین مین دل ہے اور ماباپ کی فرقت کی باتین مین نہ کسی سے اپنا قصہ فراق کہہ سکتا ہون نہ کوئی میرے درد اشتیاق سننے کی تابلیہ ہے کہ کیا معنی قلعہ سے باہر نکلنے کا حکم نہین ہے اور اپنی طلعہ ترقی مراتب کے مسدود ہے ساتھ کاوش کرنے سے ہان البتہ یہان کی ڈیوڑہی کا افسر نہایت معقول خلیق رحمدل مسکین متحمل سادہ مزاج شریف پرور آدمی ہے کبھی کبھی شخص کو کسی رنج والم مین مبتلا نہین دیکھ سکتا غصہ صاحب حال پر اسقدر عنایت فرماتا ہے کہ مین کچھ اوسکا شکریہ ادا نہین کرسکتا اور زیادہ تر اس مہربانی کا سبب یون سننے مین آیا ہے کہ میرے آنے سے چند روز پیشتر اوسکا ایک جوان لڑکا میری ہمشکل انتقال کرچکا ہے اور مجھے بھی بغیر اوسکے دیکھے اسلیے چھین نہین پڑتا کہ میرے والد بزرگوار کی شکل اسکی شکل سے نہایت مشابہت رکھتی ہے باوجود اس عنایت و مہربانی اور الفت و محبت کے مین نے آجتک اپنا اصلی حال اوسپر بھی ظاہر نہین ہونے دیا یعنے ابتک وہ یہی زمیندار کا لڑکا اپنے تئین بتائے جاتا ہون تاکہ کہین غلان بیانی کے باعث کوئی فتور کسی قسم کا میرے واسطے پیدا نہوجاے ہان اب خداوند کریم نے تیرے باعث ایک صورت زندگی کی نکال دی ہے بشرطیکہ چرخ کجرفتار رشک نہ کھاے اور

اسیطرح بدستور یہہ صورت بنی چلی جاے یہہ داستان حیرت بیان سنکر مجھے بی بے اختیار رونا آگیا اور اوسوقت کے رونے مین کچھہ ایسی لذت حاصل ہوئی کہ طلاق دین و دنیا کا ہوش باقی نرہا یہانتک کہ روتے روتے صبح کی نوبت پہنچ گئی اور بادشاہ بیدار ہوکر حمام مین تشریف لے گیا اوسوقت آیہ وائزر کمال محبت سے آیہونی شوٹ کو غیر حاضر دیکھکر اوسکے کمرے مین دوڑا آیا اور کہنے لگا جلدی چل ایسا نہو بادشاہ حمام سے نکلکے یاد فرمائے اور تو کہین ادہر ادہر سامنے نظر نہ آئے یہہ سنتے ہی میرے ہوش باختہ ہوگئے اور جھٹ پٹ آیہونی شوٹ کے آنسو پونچھکر مین اپنے ہاتھہ سے اوسکے شب خوابی کے کپڑے اتارنے لگی تاکہ دربار کے جانے مین دیر نہو اور غیر حاضری کے باعث ہماری اس رات دن کی صحبت مین کچھہ بکھیڑا نہ پڑجاے یہہ معاملہ جو دفعتاً آیہونی شوٹ کی نظر سے گذرا اوسکا دل بیچین ہوگیا اور اپنے جی مین کہنے لگا یہہ دونون اسطرح بلا تکلف رات دن دولت دیدار اور بوس و کنار کے مزے لوٹین اور مین آٹھوین ساتوین ہی بار کی زیارت نصیب نہوا اگر تو بھی مس ڈیم کو اسی بہانہ سے قلعہ معلے کے اندر لے آوے تو کیا ہرج ہے ہان صرف بادشاہ کی اجازت چاہیے سو آیہونی شوٹ کی معرفت کیا اتنا سا بھی کام نہین نکل سکے گا یہہ سوچکر اوسیوقت آیہونی شوٹ سے زمانیش کی کہ براہ مہربانی مین بھی ایکہ آدمی رکھنے کی اجازت بادشاہ سے دلوا دیجیے لیکن وہ بیچارہ پہلے ہی اس معاملہ مین معتوب ہوچکا تھا اب کیا مجال تھی کہ اس قسم کی درخواست کا خیال ہی اپنے دل مین لاسکتا مجبور سوائے انکار کردینے کے کچھہ نہ بن پڑا یعنی ہاتھہ جوڑکر یہہ ہی کہدیا کہ مین آدمی رکھنے یا رکھانے کی اجازت بادشاہ سے نہین طلب کرسکتا الرائے اسکے جس کام کے واسطے حکم ہو مین بسر و چشم حاضر ہون یہہ سنتے ہی آیہ وائزر آگ ہولا ہوگیا اور اوسکی اصلیت آگ ہولا ہوجانا بجا تھا کیونکہ دراصل یہہ ہی شخص ہم دونون کی ملاقات کا باعث ہوا تھا یا اسکی معشوقہ مس ڈیم نے زور لگائے تھے اب ظاہرا بھکوا اپنے معاملہ مین پہلوتہی کرتے ہوئے دیکھکر رنجیدہ نہوتا تو کیا ہوتا لیکن اوسوقت اوسنے مطلق کوئی آثار رنجیدگی کا اپنے چہرہ سے ظاہر نہونے دیا بلکہ ہنسکر بات کو ٹال گیا اور دل مین کینہ کا درخت لگا بیٹھا یعنی در پردہ اوسی روز سے درپے تخریب رہنے لگا کسی نے سچ کہا ہے

شعر

ہرچند تغافل کند این شوخ خصم	پیوستہ شود ریشت کمان سوے نشانہ

قضا عند اللہ اس واردات کے کتنے ہی دن بعد ایک روز کہ شاید یکم مئی کی تھی کچھہ ترشح ہورہی تھی اور بادشاہ صحن باغ مین ایک سایبان کے

نیچے بیٹھا ہوا دور سے ہم سے دل بہلا رہا تھا کہ ناگاہ از غلیظ دیکھکر تجھے اپنے طاؤس طناز سراپا ناز کے دیکھنے کی آرزو پیدا ہوئی اور بیاختیار طبیعت نے تجھین کیا کہ مین اپنے بود و باش کے کمرے سے نکل سائبان شاہی کے قریب جا پہنچا درخت کی آڑ مین کھڑی ہوا اوسکے رخسار مہر انوار سے لمعات حسن اقتباس کرنے لگی اور جذبۂ محبت کے سبب اوسنے بھی گوشۂ چشم سے مجھے جاتے ہی دیکھ لیا جب ایک ہی جگہ بارش مین کھڑے کھڑے مجھے قریب دو گھنٹہ کے گذر گئے تو اُنبونی شوٹ بیقرار ہوکر کسی بہانہ سے میرے پاس دوڑا آیا اور کہنے لگا افسوس تونے اپنے دل کی حمایت مقدم رکھی اور یہہ نہ خیال کیا کہ اُنبونی شوٹ کے کلیجہ پر یہہ پانی کی بوندین جو تیرے جسم نازنین پر گر رہی ہین کیسی آگ برسا رہی ہونگی للہ تو میرے منزل کرنے کا سامان نکرا و رہی ہان سے تشریف لیجا کر اپنے کمرے مین آرام فرما انشاء اللہ تعالے بادشاہ کے اوٹھتے ہی مین بھی حاضر ہوتا ہون شعر بشوق بزم وصالت دویدہ می آیم ۔ گر ہر دیدن روئے تو دیر می آیم

اتفاقیہ اوسوقت بادشاہ کی خدمت مین سوائے اَیڈیوائزر اور اُنبونی شوٹ کے کوئی بھی نہ تھا اور اُنبونی شوٹ کے جاتے ہی بادشاہ نے گلاس کے واسطے ہاتھ پھیلایا پھر چنداَیڈیوائزر نے وعدہ کیا تھا کہ اگر بادشاہ سلامت نے یاد فرمایا تو مین کوئی معقول حیلہ گذارش کرونگا لیکن یہہ اوسکا صرف فریب تھا بلکہ منظور یہہ تھا کہ کسیطرح یہہ یہانسے ٹل جاوے تو میدان خالی پاکر اپنی طرح اپنے دل کے پھپولے پھوڑون چنانچہ ہاتھہ پھیلاتے ہی ایک گلاس مئی ناب سے لبریز کرکے دانستہ اس بیہودگی سے بادشاہ کے ہاتھہ مین دیا کہ تمام شراب چھلک کر فرش پر گری اور شاید ہاتھہ بھی بھر گیا بادشاہ نے اس حرکت سے کمال بہ مزہ ہوکر فرمایا اُنبونی شوٹ کہان ہے عرض کیا غریب پروردہ درخت کے نیچے کھڑا ہوا اپنے ملازم کو کچھ سمجھا رہا ہے کیونکہ اوسکا ہمیگنا اوسکی طبیعت پر نہایت شاق گذرتا ہے لیکن اس فقرے مین ایک بڑی حرمزدگی کر گیا یعنی ضمیر واحد مذکر غائب مجرور منفصل کے عوض ضمیر واحد مؤنث غائب مجرور منفصل بول گیا کیونکہ زبان انگریزی مین اگر لفظ اوسکا مذکر کے واسطے کہنا ہو تو ہز بکسر ہا ر ہوز و سکون شانی کہین گے اور جو مؤنث کیواسطے تو ہر بفتح ہا و سکون را بر وزن سر بولین گے یہہ فقرہ سنتے ہی بیکایک بادشاہ کے دل مین شک پیدا ہوا اور گوشۂ چشم سے بغور ہم دونون کے اشارات و کنایات کو ملاحظہ فرمانے لگا چونکہ فی الواقع اَیڈیوائزر کا قول درست تھا اور ہم دونون اوسوقت بھی ناز و نیاز ہی کی باتین کر رہے تھے اسواسطے فوراً بادشاہ کا شک مرتبۂ یقین کو پہونچگیا اور ہم دونون کے عاشق و معشوق ہونے مین کسیطرح کا شبہ باقی

نہین رہا لیکن ساتھ ہی اسکے یہہ بھی ثابت ہوگیا کہ ایڈوائزر نے دانستہ حسد کی راہ سے اس راز سربستہ کو افشا کیا ہے چنانچہ اسیواسطے بادشاہ نے مطلق کسیطرح کا ملال یا غصہ اوسوقت اپنے چہرہ سے ظاہر نہونے دیا اور نہ ایڈوائزر کو برا یا بھلا اولٹ کر جواب دیا البتہ اپنے دل مین اسکے دغدغہ کی ترکیبین سوچتا رہا کیونکہ شاری بہترین صفات جہان داری سے ہے شعر پردہ ہاے چشم عیب پوشی دادہ اند | خاک با دامہا کسے کو چشم ہا پوشیدہ اور ایک حکمت اوسوقت کے ٹال جانے مین یہہ بھی تھی کہ دوبارہ کوئی فیلسوز سرگوشی کی جرأت نکرسکے کیونکہ حکمانے

مدہ راہ بیگانہ غمخوش پیش | کہ آمیختہ باگہد گرنوش نیش | بصورت دہد نوش باری کند | بمعنی زنیش دخواری کند

غرض اس واردات کے مدت مدید بعد جب اہل معاملہ بالکل اپنے تصور بھول بھال گئے تو بادشاہ نے ایک غلام ترکی نہایت حسین زہرہ جبین صاحب علم معدن حلم صفت زبان رشک سحبان جاوری زمانہ مین ایک سوداگر گیلان نامی باشندہ ملک روس نے حاضر ہوکر اوسکی نذر کیا تھا ایبونی شوٹ کو عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ اسکی لیاقت وقابلیت کا حال بعد امتحان کے تیسرے روز ہماری خدمت مین گذارش کرنا چونکہ بادشاہ کی منشا دلی سے اوسوقت تک ہرگز کوئی فرد بشر واقف نہ تھا اسواسطے ایبونی شوٹ نے تیسرے دن لحاظ عطیہ شاہی اسقدر اوس غلام کی تعریف وتوصیف بیان کی کہ اہل دربار سنکر دنگ رہ گئے اور ایڈوائزر پر فاش دل کے باعث منعکس کی راہ سے سونہہ پر رومال رکھکر مسکرانے لگا بادشاہ نے ایبونی شوٹ کی تقریر ختم ہونیکے بعد نہایت تامل اور تحمل سے فرمایا چونکہ ایبونی شوٹ کو بسبب عطیہ شاہی یعنی غلام ترکی کے پہلے خدمتگار کی کچھ ضرورت نہین رہی اور ایڈوائزر بسبب اپنی بیوقوفی کے ملازمت شاہی کے قابل نہین سمجھا جاتا اسواسطے مناسب ہے کہ یہہ دونون شخص غلام ترکی کے عوض دیدیے جائین اور مسٹر گیلن اسی جہان سے رخصت کردیا جائے چنانچہ حکم ہوتے ہی ایک مین جگر افگار اور دوسرا ایڈوائزر رسن ٹیم کا خریدار دونون اوس تاجر روسی کے حوالے کردیے گئے اور وہ اوسی روز دونون کو لے خوشی خوشی ملک روس کیطرف روانہ ہوگیا بقول شیخ شعر مردہ دل چون گوراز آسیب جان ہراسان نشود | خندہ باشد بر لبش گو عالمے را ماتم است

اے شمعون اگرچہ ابتداے محبت مین بھی دل اندوہگین اسی طرح غم وماتم کی لذت حاصل کرچکا تھا لیکن واللہ حقہ دریغ اور خوشی وہیچ اس عزت وفرقت کا میری طبیعت کو پیدا ہوا اور نہ کبھی عمر شیشہ ہی پہلے نہوا تھا اور زیادہ صدمہ اسباب کا تھا کہ وہ شمن جانی جسکے باعث یہہ بلاے آسمانی میرے سر پر

مائل ہوئی اس حالت غم واندوہ مین بھی میرے ہمراہ تھا اور ہر وقت کوئی نہ کوئی ترکیب میری خانہ خرابی کی سوچتا ہی رہتا تھا چنانچہ ہر چوتھے روز شنبہ کا ذکر ہے کہ ہم لوگون کے خیمے عین دریاے وارٹا کے کنارے نصب کئے گئے اور عروس ماہ نے اس چمک دمک سے گوشۂ نقاب اولٹ کر اتا جون دکھایا کہ عابد شب زندہ دار کا بھی ضعف سے ایمان کانپنے لگا اوسوقت ایڈجوٹنٹ میجر موقع ومحل دیکھکر مسٹر گبلن کو آہستہ آہستہ جام وصراحی کے گھاٹ لگا لایا اور یہانتک شراب پلاکر مست کیا کہ مطلق اوس گبدی کو اپنے تن بدن کا ہوش باقی نرا جب یہہ نوبت پہونچی تو آہستہ اوسکے کان مین کہنے لگا پیر ومرشد اگر کیفیت می نوشی کی تکمیل منظور ہو تو نقل می پستان ہی پاس ہی کا پاس موجود ہے اوسنے اوسی حالت مدہوشی مین ہاتہہ پھیلا کر پوچھا کہان ہے ایڈجوٹنٹ نے جواب دیا دوسرا غلام جو میرے ساتھ سرکار الیمان سے حضور کو عنایت ہوا ہے وہ درحمل مرد نہین عورت ہے اور اوسکے امتحان کا موقع میری دانست مین اسوقت سے بہتر پھر ہرگز میسر نہین آنے کا کیا معنی دریا کا کنارہ ہے چاندنی رات ہے گوشۂ تنہائی ہے شغل می نوشی ہے اب سواے کسی یار دلنواز کے اور کس بات کی کمی رہگئی یہہ سنتے ہی اوس ملعون نے مجھے تخلیہ مین بلا دست درازی کرنے کا ارادہ کیا لیکن اوسوقت یکایک کیہہ ایسا الہام ربانی میرے دلکو ہوا کہ مین فوراً ہاتہہ باندہ کر کھڑی ہوگئی اور درانستہ زبان کو لڑکھڑا کر کہنے لگی اگر کچھہ ہرج نہ سمجھئے تو براہ مہربانی لونڈی کی دو باتین سن لیجئے بعدہ حضور کو نیک وبد کا اختیار ہے مین ہرگز ہاتہہ نہین بڑہا سکتی جواب دیا اچھا کہہ کیا کہتی ہے مینے کہا کنگ ریونیجر فرمانروا ے ملک الیمان ہمارے مالک ہمارے آقا کا مزاج اسقدر حسن پرست آنکر واقع ہوا ہے کہ کبھی اوسکی محفل عالی دو چار حسین عورتون سے جو بظاہر مردانہ لباس مین ہون خالی نہین رہتی اور ساتھہ ہی اسکے ہمیشہ شراب کے نشے مین بھی مخمور رہتا ہے لیکن مردانہ لباس مین خاصہ عورتین رہتی ہین جنکو وہ اپنے دل وجان سے بہتر سمجھتا ہے اور کبھی اپنی آنکھون کے سامنے سے جدا نہین ہونے دیتا چنانچہ مین بدنصیب بھی اونہین عورتون مین سے ہون اور یقین ہے پر کبھی نہ کبھی باری طالع سے وہین ہو ہی جاؤن ہان بالفعل جو کچھہ تقدیر کا لکھا ہے وہ بھگتنا ہی پڑے گا شعر ہنسنا تھا رو کو گیسو پیچ مین ہنس گیا قسمت مین ہو جو بیچ تو کیونکر نہ بل پڑے بادسبب اس گردش کا یہہ واقع ہوا کہ جس روز تجھے علامت رخصت عنایت ہوا ہے مین بدقسمت کڑی ہوئی جہان پناہ کو شراب پلا رہی تھی اور موافق عادت معہودہ کے بار بار اوس خاص

مجھے عنایت ہوتا جاتا تھا لیکن چونکہ میرے ایک ہاتھ میں صراحی تھی اور ایک میں جام رکھنے کی گنجائش نہ تھی لہذا بموجب
اسوا سطے جہان پناہ کو ہر بار خاص دست مبارک سے جام شراب میرے منہ سے لگانا پڑتا تھا اور میں بھی ہر چوتھی
پانچویں مرتبہ رکوع کی نوبت پہونچ جاتی تھی یعنی ایک بار حضور کی خدمت میں جام نذر کرتا تھا دوسری مرتبہ جھک
کر واپس ہوتا تھا تیسری مرتبہ شکریہ آداب بجالاتا تھا اگر اس دم و بم سے میری پیشانی پر پسینہ آگیا اور اوس
ایک بوند ڈھلک کر خاص میری دونوں بھوؤں کے بیچ میں ٹھہری اور اس بوند کے ٹھہرنے کا انداز بادشاہ وسلامت
کو کچھ ایسا پسند آیا کہ نیا چہرہ تیغ نگاہ ناز شاہی کا سنگ نشان بنگیا یعنی حضور بار بار میرے چہرے کو ملاحظہ فرماتے
تھے اور کبھی کبھی رسماً کرتے بھی جاتے تھے میں سمجھتا تھا شاید کوئی زرد ویرگ کسی گوشہ کا ایسا ہے جو میرے چہرے
پر چمک رہا ہے کہ خداوند نعمت اوسے ملاحظہ فرما کر تبسم ضبط نہیں فرما سکتے تقضا عنداللہ اور سوئت سوا اس خیال
کے بیکار کہ یعنی انگلی دائر کرکے دہان کوئی دوسرا موجود نہ تھا مجھ بدنصیب نے ناگہان اسکی جرات دیکھکر اشارہ سے پونچھا
میرے چہرہ پر کیا چیز لگی ہے یہ سمجھا شاید پسینا پونچھنے کیواسطے حکم ہوتا ہے اسلئے اس فعل کے دشمن نے بے تکلف
میرا رومال پاکٹ سے نکال اوس بوند کو جذب کرلیا یہ حرکت بسبب محبت قلبی کے خداوند نعمت کو اسقدر ناگوار
گذری کہ اوسیوقت نشے کی جماعت میں ہم دونوں کو غلام نمک کے عوض دیدئے جانے کا حکم صادر فرمایا اور
یہ بھی فرمایا کہ ابھی گلدستہ یہاں سے رخصت کردیا جائے تاکہ بعد فرو ہوجانے غصہ کے الفت خانگی کے باعث اسکا
نمک کہ حکم سابق منسوخ کرنے کی نوبت ہو پہنچے لیکن کہاں تک آخر ایک نہ ایک روز یہ حکم منسوخ کیا جائیگا اور یقینی
جہان پناہ مجھے یاد فرمائینگے اوسوقت میں نہیں کہہ سکتی کہ تیرے اس فسادنیت کا فرمہ کیا ظہور میں آئے شعر

میرسد گر کند دلم فریاد ۔ آنیکہ فریادرس نمی یابم

یہ سنتے ہی گلبدن کا نشہ ہرن ہوگیا اور ایسی چوکڑی بھولی کہ میرے قدموں پر سر رکھکر زار زار رونے لگا اور خدا کے واسطے میری اسوقت کی تقصیر جو محض نادانستگی
میں سرزد ہوئی ہے اپنی مہربانی سے معاف فرمانے کی التجا کرنے لگا میں نے ایسی خاطر جمعیت سے رکھدی کہ تو
جو سے نہایت رضامند ہوگی بلکہ عنقریب کسی نہ کسی ترکیب سے دارالسلطنت برلن میں پہنچکر کسی مشہور سوداگر
کے سپرد کئے دیتا ہوں تاکہ جسوقت بادشاہ یاد فرمائے تو فوراً اوسکی آنکھوں کے سامنے پہونچ جائے میں نے
کہا البتہ یہ امر زیادہ تر بادشاہ کی خوشنودی مزاج کا باعث ہوگا اور اس حسن خدمت کی عوض تو وہ انعام

حاصل کریگا کہ آجتک کبھی کسی سوداگر نے نہ حاصل کیا ہوگا غرض اس گفتگو کے بعد گبلن بغلونین ہاتھہ مار تنہا اپنے
خیمے مین سو رہا اور رین صبح تک خداوند کریم کی درگاہ مین سجدہ ہاے شکر ادا کرتی رہی جسوقت سپیدۂ سحر نمودار ہوا
ہم سب لوگ دریاے وارٹا کو عبور کرکے شہر پسن مین ہوپہنچے اور وہان سے کوچ درکوچ کئی روز بعد شاید ۱۲ جون
۱۸۵۵ء روز جمعہ کو شہر وارسا مین جا داخل ہوئے یہان ہوپنچکر ایڈورڈ وائزر نے پہر ایک وارکیا اور گردش تقدیر سے
وہ ایسا کارگر ہوا کہ مین داؤدن نصیب گبلن کے ہاتھہ سے بھی جاتی رہی یعنی شہر وارسا مین اتفاقیہ ملازمین
شاہی مین سے کوئی شخص ایڈورڈ وائزر کا ملاقاتی نکل آیا اس نطفہ حرام نے جاتے ہی اوسکی معرفت بادشاہ پولینڈ
کو میری خبر بھیجدی اور اس تعلی کے ساتھہ میرے حسن و جمال کی تعریف بیان کرائی کہ بادشاہ نے نادیدہ ندیدہ دل
کیطرح مبتلا ہوکر گبلن کے پاس میری درخواست بھیجی اور فرمایا اوس لونڈی کو جو بالفعل قرنطینہ ایمان سے
اپنے ساتھہ لائے ہو ہمارے ہاتھہ بیچ ڈالو ہر چند یہہ سوال سنکر گبلن نے بہت سے عذر معقول پیش کئے اور بہانگ
عرض کیا کہ اس عورت کو مینے مثل اپنے فرزندون کے پرورش کیا ہے فروخت نہین کرسکتا لیکن اوس ظالم نے ایک
نہ سنی اور زبردستی مجھے محل سلطانی مین داخل کروادیا شعر شدم از اختلاط زلف او مشہور در عالم
برآور دیم آخر از سیاہی چون گیین نامی پہندا کی قدرت سے اوسی روز یعنی ۱۴ جون ۱۸۵۵ء روز یکشنبہ کو بادشاہ
نے لیا خاتون کی صحبت کا چرکا کھایا اور اپنے زخم جگر کی تدابیر مین ایسا مصروف ہوا کہ میری طرف آنکھہ اوٹھا کر دیکھنے
کی نوبت ہی نہ آئی تیسرے یا چوتھے روز اس معاملے کے لیا خاتون آپ ہی محل مین آگئین پہر ہم غریبونکو کون پوچھتا تھا
اور کسکی شامت آئی تھی جو ہمکو ملکہ کہتا یا بادشاہ کی معشوقہ بناتا لیکن اونہون نے آتے ہی ایام عدت کا ایسا ہنگل
گانٹھا کہ پرکہ یقدر میری طبیعت کو تردد پیدا ہوگیا اور یہہ خیال آیا کہ مبادا انکے حیلہ وحوالہ کرنے سے پہر بادشاہ
کی دشت کو ترتی ہو اور بےتکے یا کر بیٹھے اس خوف سے بغیر کسی کے کہے سنے مین خود لیا خاتون کی خواہعون مین داخل
ہوگئی اور ہمہ تن مصروف ہوکر جان و دل سے انکی خدمت کرنے لگی تاکہ وقت پر یہہ میری حامی ہون اور کوشش
کرکے غلام کے پنجہ سے مجھے رہائی دلوادین کیونکہ بعینہ ایسے ہی معاملات اکثر تھے کہانیون مین میری نظر سے گذر
چکے ہین اور انجام کار ایسی ہی ترکیبون سے اونہین نجات حاصل ہوئی ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ پرہ بادشاہ نے
میرا نام بھی نہین لیا اور یہہ بھی نہین پوچھا کہ کسیکو ہمنے خریدا بھی تھا یا نہین غرض اس تقریب سے دو چار روز جو

لیا خاتون کے پاس برابر رہنا ہوا اور بغور و تامل انکے حالات دیکھنے مین آئے تو انکی کیفیت بھی بجنسہ کچھ مجھے اپنی ہی سی معلوم ہوئی یعنی سمجھ گئی یہ بھی کسی نہ کسی پر عاشق ہین یا اپنا کوئی عاشق ہے اور یہ امر عدت کا حیلہ اور بی زیادہ طبیعت کو پکڑتا تھا اسیواسطے مینے بلا تکلف اپنا راز مو بمو انکے روبرو بیان کرکے آہستہ آہستہ انکے بھی دل کا بھید لیا اور مرے سے رازدار بن بیٹھی باقی حال جو اوس دن سے آج تک گذرا ہے اوس سے تم خود واقف ہو اعادہ کرنے کی کچھ ضرورت ہی نہین ہان آبجو نی شوٹ کی تنہائی کا غم اور اپنی جدائی کا الم جو میرے دل پر گذرا ہے لازم تھا کہ اخیر مین اوسے بھی تھوڑا بہت کہہ سناتی لیکن اوسکے سنتے کو پتھر کا جگر اور لوہے کا دل چاہیے وہ تم کہان سے لاؤگے اس سے بہتر ہے کہ اپنے ہی معاملات کیطرف دہیان کرکے خاموش ہو رہو اور جامع المتفرقین سے دعا مانگو کہ مجھے شکایتا اوسکے بیان کرنے کی نوبت ہی نہ آئے **شعر** شرط عشق است کہ از دوست شکایت نکند لیکن از شوق حکایت بزبان می آید ؛ بیانک شعنون مس مٹیلڈا کی زبانی اوسکی سرگذشت بیان کرکے شاہزادہ بلند اقبال کی خدمت فیضمنزلت مین عرض کرنے لگا اے سرچشمۂ الوان اعطاف والے عظم صفون اگرچہ غلام نے اپنی دانست مین اس عاشق خستہ جگر کی حالات مین سے ظاہرا کوئی حال اوٹھا نہین رکھا لیکن البتہ بسبب شاہ صاحب کی اضطرابی کے سبب نصف سے زیادہ خاص اوسکے بیان مین اختصار کرتا چلا گیا ہون کیونکہ جسقدر مین بڑھتا جاتا تھا حضرت کے چہرہ پر ہوائیان سی چھوٹتی جاتی تھین اور دم بدم حالت متغیر ہوتی چلی جاتی تھی کبھی تو کلیجہ پکڑ کر بیٹھ جاتے تھے کبھی کہرے ہو کر ٹہلنے لگتے تھے کبھی خود بخود رو دیتے تھے کبھی آپ ہی آپ قہقہہ مار کر ہنس پڑتے تھے اب انجام کار یہہ نوبت پہونچی ہے کہ تسبیح گلے سے نکال کر مصلے پر پٹک دی ہے اور عمامہ غریف سر سے اوتار کر گھٹنے پر رکھ لیا ہے چنانچہ اسی وجہ سے حضور کے سامنے بیٹھے ہین ملاحظہ فرما لیا جائے غرض قصہ مین بیان کرتا تھا اور قصہ کے بہاؤ شاہ صاحب ادا فرماتے جاتے تھے اگر حضور کثرت کیطرف اسطرح ہمہ تن گوش ہو کر متوجہ نہوتے تو یقین ہے حضرت کے حرکات و سکنات ملاحظہ فرمانے پر مٹیلڈا کا قصہ بیچ ہی مین چھوڑ دادیا جاتا اب جلد بندگان عالی حکم فرمائین کہ جناب شاہ صاحب اپنی داستان بیان کرکے اپنی اصلی حالت پر آجائین اور ہم لوگون کا بھی اشتیاق پورا ہو جائے یہہ سنتے ہی شاہ صاحب عمامہ سر پر رکھکر کہڑے ہو گئے اور ہاتھ جوڑ کر شاہزادہ مستودہ خصال کی خدمت مین گذارش کیا بس خداوند نعمت غلام کی یہہ ہی سرگذشت تھی جو شمعون نے

بیان کی کیا حاجت ہے فی الواقع شوخ بندہ زادہ ہی کا نام ہے اور اسکی تلاش مین ناکسار نے اپنی یہ صورت بنائی ہے اور اسی حیثیت سے مین کے بیان پر پوری حالت تصویر ہوتی جاتی تھی اب وہ سنگیری کرنا کہ حضور کے حضور مین سے اور دیدار نصیب ہونا خود اتفاق پر کہ ہاتھ ہے شعر مصرعہ اللہ شکر کہ اگر بیخ کشیدیم ہمہ برمزاد رفت و بقصد رسیدیم

شاہزادہ گردون رکابی یہ ماجرا سنکر شاہ صاحب کو اپنے پاس بٹھالیا اور فرمایا شکر ہے خدا وند کریم کا کہ آپکے لڑکے کا پتہ لگ گیا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ فضل الٰہی سے بھرہ وجوہ وہ صحیح وسالم ہے اب انشاء اللہ تعالے کوئی دن جاتے ہین کہ آپ دونون کو ملاقات جسمانی بھی حاصل ہوا جاتا ہے لیکن مین آپکی زبان سے کچھ تو اپنے خاندان کا سا سنتا چاہتا ہون کیونکہ آپکے صاحبزادہ اپنی شوخی سے اپنی معشوقہ مثیلہ کے اور یہ سب کچھ بیان کر چکے ہونگے اور کیونکر ہوئے اور وطن الوف حضرت کا کہان ہے یہ سنتے ہی شاہ صاحب درزانو بیٹھ کر اسطرح اپنا حال بیان کرنے لگے **وقصہ زبانی درویش کو نشین کے کہ جو فی الواقع اپنے لڑکے کی تلاش مین یہانتک پہونچا تھا**

شعر

غمت مباد و گزندت مباد و رنج مباد ‖ کہ راحت دل و آرام جان و دفع غم

جناب عالی وطن مالوف کہان ہے مین کا ملک سو بحیدان ہے جو فرنگستان کے شمالی حصون مین شمار کیا جاتا ہے مغرب مین اوسکے نورے ہے مشرق مین فراسیس جنوب مین بحیرہ بالٹک اور شمال مین ڈینمارک اگرچہ دیکھنے مین یہ ملک نہایت وسیع معلوم ہوتا ہے لیکن تمام اسکے میدان جنگل اور جھیلون سے گھرے ہوئے ہین اور اکثر بلند پہاڑ ہمیشہ برف سے ڈھکے رہتے ہین کیونکہ جاڑا یہان بسبب قرب قطب شمالی کے قریب آٹھ مہینے کے رہتا ہے اور بعضے بعضے شمالی حصون مین دو مہینے کی رات ہوتی ہے اور دو مہینہ کا دن البتہ آب و ہوا اس جگہ کی خوشگوار ہے اور باشندے یہان کے بہادر سادہ مزاج آزادی پسند اور مہمان نواز ہین اور دار السلطنت اس ملک کا اسٹاک ہالم نام سے مشہور ہے جو ریاست کے جنوبی طرف مشرقی کنارہ پر واقع ہے قریب نو سو برس کے ہوئے کہ آبا و اجداد اوکے زمین کے اس ملک مین برابر عہدہ وزارت سے ممتاز ہوتے چلے آئے ہین کیونکہ جب جیولس سیزر نے ۵۴ برس پیشتر حضرت

عیسیٰ کی پیدایش کے انگلستان کو فتح کیا ہے تو ڈیوڈ نامی کوئی شخص ہمارے ہی خاندان سے ملک سوئیڈن کا
وزیر اعظم تھا اور بعد حضرت عیسیٰ کی پیدایش کے پانچسو برس بعد جسکو قریب تین سو برس کے گذر چکے
یعنی جب یکیس بلکہ ۱۱ ملک انگلستین برپا ہوا ہے تو ہمارے ہی مورث اعلیٰ نے بزور شمشیر نورو سے کو سوئیڈن
مین ملایا تھا جسکے دونون ملک بادشاہ سوئیڈن ہی کے زیر حکومت چلے آتے ہین اور اسکندینیویا کے نام سے
مشہور ہین ورنہ پہلے نورے سوئیڈن سے علیحدہ تھا اور سلطنت جمہوری اور جگہ قایم تھی چنانچہ شہر
کرسچنیا مین مکانات شاہی ابتک موجود ہین اور اسیواسطے لوگ اوسے دار السلطنت کے نام سے مشہور
کرتے ہین خاص اسی کارنامہ کے صلہ مین ہمارے جد اعلیٰ کو بادشاہ سوئیڈن کی سرکار سے ڈیوک کا خطاب
عنایت ہوا تھا جسکے معنی رئیس اعظم کے ہین اور وہ خطاب نسلاً بعد نسلاً بدستور میرے والد بزرگوار کے زمانہ تک
موقوف رہا لیکن غلام کو کوئی اس خطاب سے مخاطب نہین کرسکتا یہ صرف آبوتی شوٹ کی اپنی معشوقہ کے روبرو
شیخی اور ڈینگ تھی کیونکہ گردش زمانہ سے وہ دفتر ہی گاؤخورد ہوگیا وہ عہدہ و وزارت ہی جاتا رہا اب تو
جیسے بادشاہ کے ایک اور ادنیٰ رعیت ویسے ہی ہم بلکہ اوس سے بھی کمتر کیونکہ ہر ایک شخص کو ہر ایک جگہ ریاست
محروسہ مین بلا تکلف جائیکی آزادی حاصل ہے لیکن ہم لوگ خاص ملک سوئیڈن کی سرحد مین قدم بھی نہین رکھ
سکتے رئیس اعظم کے نام سے مشہور ہونا تو درکنار رہا تفصیل اس اجمال کی یون سننے مین آئی ہے کہ جب عبدالوحید
گردون رکاب سلطان روم نے ۱۲ جنوری ۱۸۰۹ء مطابق ۱۱ جمادی الاول ۱۲۳۳ ہجری روز جمعہ کو تخت
پدری پر جلوس فرمایا تو بسبب جوش اولعزمی اور شوکت شاہنشاہی کے یکلخت تمام عہد نامجات سابق کو جو
بادشاہان ملک یورپ سے کسی زمانہ مین ہوئے تھے منسوخ کرڈالا اور حکم محکم صادر فرمایا کہ ملک یورپ کی اونیسون
ریاستون مین اونیس مفتی سرکار ذوالاقتدار کیطرف سے مقرر فرمائے جاوین تاکہ رعیت سلطانی کے مقدمات
کا فیصلہ جو کسی سبب سے ریاست غیر مین رہتی ہو یا آمد و رفت رکھتی ہو سلطان کیطرف سے مقرر ہو یا رئیس غیر کی ملازمت
خاص اونہین کے فتوے سے تکمیل پایا کرے چونکہ بادشاہان ملک یورپ مین سے کسیکو اس حکم محکم کے رد کرنے کی
مجال حاصل نہین تھی اسواسطے باہم صلاح و مشورہ کرکے سفیرون کے ذریعہ سے امیر عبدالرشید خان وزیر اوتومن
کی خدمت مین یہ درخواست پیش کی کہ ہم لوگ بھی اپنی اپنی طرف سے ایک ایک ایلچی ملک روم و شام مین رکھنے کے مجاز

کئے جائین تاکہ ہماری رعیت کا فیصلہ بھی اونہین کے ذریعہ سے موافق ہمارے ہی آئین مروجہ کے ہوتا رہے
اوس درخواست کی پیشانی پر عبدالرشیدخان نے دستخط خاص سے صرف اتنا لکھدیا ما کان لنا ان نشرک
باللہ عز شانہ ہمارا کام نہین کہ ہم شریک کرین اللہ کا کسی چیز کو یعنی ہم خلاف شرع شریف کے ہرگز اپنے ملک مین
دوسرا حاکم مقرر ہونیکی اجازت نہین دے سکتے اور رکن دوم کی معرفت ارشاد ہوا خداوند کریم
کے نزدیک دین اسلام سے بہتر کوئی دین نہین بفحوائے ان الدین عند اللہ الاسلام اور یبتغ
غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین لیکن اسلام قبول کرنے کی بڑی شرط یہ ہے کہ اوسکے
تمام احکامات بسر وچشم مان لئے جاوین جیسا کہ ارشاد ہوا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ
یعنی اے ایمان والو داخل ہو اسلام مین پورے ہو کر پس کیونکہ مہمان ہے کہ ہم صاحب اسلام ہو کر احکام خدا و
رسول کو تمہاری آئین مصنوعی کے تابع کردین یہ سنکر سفیرون نے عرض کیا بالفعل ہم لوگونکو اس سبب سے کہ حکم
سلطانی کے قبول کرنے مین ایک طرح کا حیلہ پیش کرتے ہین اپنے تئین مجرم سمجھنا چاہئے اور مجرم کو لازم ہے کہ اپنی
صفائی جرم کی نسبت جو کچھ رطب و یابس وہ مناسب سمجھتا ہو بلا تکلف حاکم کے روبرو بیان کردے تاکہ ولا
تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ کا الزام اوسکی طرف عاید نہو اور حاکم عادل کو جسے ظل اللہ کہتے ہین واجب ہے
کہ بغور و تامل مجرم کی گذارش کو استماع فرمائے اور بعد تحقیقات کامل کے اسطرح حکم دے کہ عقل و نقل دونو
کے موافق ہو اور رضائیت کا شائبہ اصلا اوسمین پایا نجاوے اسواسطے ہم لوگ دلیرانہ عرض کرسکتے ہین کہ اس
حکم خاص کی نسبت ایک مجلس عام منعقد فرمائی جاوے جسمین بالمواجہ و بالمشافہ دلایل عقلی و نقلی کے بعد ایک امر مناسب
طے کرلیا جائے یہ گذارش وکلاء کی بطیب خاطر رکن دوم نے منظور فرمائی اور ہر ایک بادشاہ نے ایک ایک
بادری اپنے اپنے وزیر اعظم کے ہمراہ کرکے دارالسلطنت قسطنطنیہ کو فوراً روانہ کردیا چنانچہ کنگ اوٹ لاڈ
فرمانروائے ملک اسکینڈی نیویا کیطرف سے مکتبرن کے والد بزرگوار ہنری ڈیوڈ ڈیوک اون کرسچنیا بادری
بشپ پوپ کو ہمراہ لیکر تشریف لیگئے رفتہ رفتہ جب تمام وزیر اور بادری جمع ہوئے تو یکم جولائی ۱۸۱۹ء مطابق
۱۷ ذیقعدہ ۱۲۳۴ ہجری روز دوشنبہ کو ایک مجلس عام منعقد کیگئی جسمین عبدالرشید خان وزیر الورزمانے
سلطان روم کیطرف سے جلوس فرمایا اور حاضرین مجلس کیطرف مخاطب ہو کر کمال شیرین زبانی و فصاحت و بلاغت

سے حمد و نعت کے بعد اپنے شاہنشاہ کی تعریف کرکے کچھ خوبیان احکام شرع کی بیان کین اور تھوڑے سے فتوحات ملک فرنگستان کے آئین مروجہ کیطرف ارشاد کرکے خاموش ہورہا ہرچند عبدالرشید خان کو منظور یہ تھا کہ کسیطرح یہ معاملہ آج ہی طے ہوجاے لیکن پادریون نے فردعات مین گفتگو کرتے کرتے تردید نبوت کا مباحثہ شروع کردیا اور اس تقریر نے یہانتک طول کھینچا کہ ۱۵ اکتوبر ۱۸۴۳ء مطابق پنجم ربیع الاول ۱۲۵۹ ہجری روز شنبہ تک برابر پیش مین بحث ہوتی رہی لیکن مولوی شمس العلمی فاضی القضات ملک روم اور مولوی بدرالدین واعظ شہر قسطنطنیہ نے (جو بعد شروع ہوجانے مباحثہ مذہبی کے وزیر الوزرا کیطرف سے معین کئے گئے تھے) عہد عتیق اور عہد جدید یعنی توریت و اناجیل سے اسقدر اثبات نبوت مین ثبوت پیش کئے کہ کسی سے اونکا شمار ہی نہوسکا اور پھر تحریف وغیرہ کے اعتراضات جسبا اونکی طرف سے صادر ہونے شروع ہوئے تو تمام پادری لوگ متحیر ہے اپنی اپنی بغلین جھانک کر رہ گئے غرض یہہ کہ انجام کار سبکے سب قایل ہوئے اور بسر و چشم حکم سلطانی قبول کرنا پڑا اس مباحثہ کا مفصل حال جو ایک شاعر کونسٹلی نامی باشندہ ملک انگلی نے وجیہ نامہ سے زبان انگریزی مین ترجمہ کرکے لکھا ہے میرے کتب خانہ مین موجود ہے اور کئی بار اول تا آخر اوسکے دیکھنے کا مجھے اتفاق ہوچکا ہے فی الحقیقت نہ کبھی ایسا مباحثہ کسی زمانہ مین ہوا ہے اور نہوگا اور جو کیفیت اور حظ اوسکے دیکھنے سے طبیعت کو حاصل ہوتا ہے وہ کچھ مین عرض نہین کرسکتا کونسٹلی لکھتا ہے اس مباحثہ کے ختم ہونیکے بعد اوسیوقت اٹھارہ پادری اور چار وزیر مسلمان ہوگئے اور پانچہزار آدمی عوام الناس سے جو خاص اوسی مجلس مین موجود تھے نبوت محمدی پر ایمان لے آئے باقی اون لوگون کا شمار نہین ہوسکا جو خارج از مجلس اس مباحثہ کا حال سنکر مسلمان ہوئے یا جنہون نے اون اٹھارہ پادریون کے وعظ و نصیحت پر اسلام قبول کیا چنانچہ اون چارون وزیرون مین ایک غلام کے والد بزرگوار کا بھی نام داخل ہے بلکہ اوس جلسہ عام مین دولت ایمان سے مشرف ہونیکی ابتدا حضرت ہی سے شروع ہوئی ہے اور اوسیوقت کمال اعتقاد سے مولوی شمس العلمی صاحب کے دست بیع بھی ہوگئے ہین بعد حاصل کرنے اس نعمت عظمی کے جب جناب ممدوح قسطنطنیہ سے مراجعت فرماکر استانبول ہولم مین تشریف لائے اور کرنگ اوٹ لارڈ کو اس معاملہ کی خبر پہونچی تو فوراً حضرت مقدس سنا کو عہدہ وزارت سے معزول کردیا اور اسقدر اپنی بیزاری اور نارضامندی ظاہر کی کہ کمترین اپنی زبان سے اوسکا اعادہ کرنا مناسب نہین سمجھتا اور نہ شاید حضور ہی

اون الفاظ بے معنی کے سننے کی تاب نہ لاسکیں خلاصہ یہ ہے کہ صرف دین اسلام کے قبول کرنے پر قسطنطین وزارت بھی چھین گیا اور وہ خطاب ڈیوک کا بھی موقوف ہوگیا اوس زمانہ مین غلام کی عمر صرف پانچ برس کی تھی اور رستم خون ڈیوڈ کے نام سے مشہور تھا لیکن جناب مفتی مصباح الاسلام صاحب نے جو سلطان روم کیطرف سے والد ماجد کے ساتھ تشریف لائے تھے اور حضرت قبلہ گاہی صاحب بدرجۂ اتم تاک رکھتے تھے اپنی سائیہ پر انام تجویز فرمایا اور تاکید فرمائی کہ اوسکو کوئی جان ڈیوڈ سے نہ کہنے پاوے اوسی سال مین خدا کی قدرت سے ۱۷ مارچ ۱۸۶۷ء موافق ۲۹ شعبان ۱۲۸۳ھ بروز شنبہ کو کنگ اوٹلاؤنے شکار کیلئے مین دریاے ڈوال کے کنارے جو نور دین پہاڑ سے نکلکر خلیج بوتھنیا مین گرتا ہے شیر ببر کے ہاتھ سے نجات پائی اور اوسی مہینے کی ۱۹ تاریخ کو اوسکا لڑکا الزبتھ سیج ۱۰ برس کی عمر مین اوسکا جانشین ہوا اس خیال نے تخت پدری پر بیٹھتے ہی حکم دیا کہ ڈیوڈ کے خاندان مین سے جو کوئی شخص مسلمان ہوجاے یا اسکا مسلمان ہونا ثابت ہو اوسے وہ خاص ملک سوئیڈن مین نہ رہنے پاوے چنانچہ والد بزرگوار کمال دانائی سے اوسی روز اس حکم کی تعمیل بجالائے اور تمام املاک ملک سوئیڈن کے نام للہ فقرا و مساکین وغیرہ پر تقسیم کرکے مع عیال و اطفال متشاکل ہولم سے دارالسلطنت کرسچنا کیطرف ہجرت کرگئے کہتے ہین جو تھی یا پانچوین منزل مین مقام ویسٹرپس پر پہونچکر والد ماجد نے وضع حمل کیا اور متبعہ اوسکا ایک لڑکا بعینہ میری شکل وصورت مین آیا جسکا نام مسیحی تجویز مفتی مصباح الاسلام اپنے نام کا لیا کیونکہ جناب ممدوح کمال عنایت و مہربانی کی راہ سے مقام ویسٹرپس تک ہم لوگون کے ساتھ آئے تھے بعد وہ جناب مفتی صاحب اسٹاک ہولم کیطرف واپس چلے گئے اور ہم لوگ چند روز بعد کوچ در کوچ بہ تجویز تمام شہر کرسچنا مین جا داخل ہوے چونکہ جناب قبلہ گاہی صاحب نے خاص اپنے واسطے ایک عبادت خانہ جھیل مایسن کے کنارے تعمیر فرمایا جو کرسچنا سے شمال کی جانب واقع ہے اور ہم لوگ کے واسطے خاص شہر کرسچنا مین عمدہ عمدہ مکانات سُل اسٹاک ہولم کے تیار کرا دیے گئے جب نابعدار کی عمر بہ دس برس کے پہونچی تو والد بزرگوار نے کمترین کو واسطے تحصیل علوم عربی کے شہر بنی علقہ مین جو ملک روم کے گوشۂ شمال و جنوب مین واقع ہے روانہ فرمایا اور انگریزی کی نسبت ارشاد ہوا کہ صرف زبان دانی تک کفایت کرتی ہے چونکہ چھوٹی سی عمر مین خاکسار اپنے والد سے علیحدہ ہوگیا تھا اور سید علی کی طرفین کو شاق گذرتی تھی اسواسطے کمترین کی اور سباہ اپنی ایک تصویر صحیح والدین کی خدمت مین بھیجدینے کی تاکید اکید تھی اور ہر سے بھی ہمیشہ تین تصویرین مع میرے بھائی ابونیم کے بلا ناغہ بھیجتی رہتی تھین غرض سات برس تک برابر غلام مدرسہ بنی علقہ مین تحصیل علوم کرتا رہا اور

بوجہ احسن اپنے اوستادوں کی خدمت بجا لایا لیکن ابھی بخوبی فضیلت حاصل نہیں ہوئی تھی کہ ۲۸ جنوری ۱۸۳۳ء کو یکایک والد بزرگوار کے نامۂ حامی نے ورود فرمایا کہ اپنو یہ ۲۸ دسمبر ۱۸۳۲ء مطابق یکم شوال ۱۲۴۸ ہجری روز پنجشنبہ کو ہمارے عبادت خانہ میں تشریف لے گئے بیٹھے بیٹھے یکایک فرمایا تھا کہ ناگاہ راستہ سے غائب ہو گیا ہر چند پندرہ روز تک رات دن اطراف و جوانب کی خاک چھانی گئی مگر کچھ پتہ نہ لگا اب ہمارے واسطے سوائے تمہارے دیدار محبت آثار کے کوئی سہارا زندگی کا باقی نہیں رہا سو اسطے لازم ہے کہ اس چٹھی کے دیکھتے ہی بسطرح ممکن ہو تم اسطرف روانہ ہو جاؤ غلام اس خبر کے سنتے ہی ایسا مدہوش ہوا کہ تمام دنیا کے کاروبار سے یکبارگی طبیعت اوچاٹ ہو گئی اور آخر کار ۱۵ فروری ۱۸۳۳ء مطابق ۹ ذیقعدہ ۱۲۴۸ ہجری روز پنجشنبہ کو بنی علاقہ سے کرشنجا کیطرف روانہ ہوا بیسویں روز ۱۰ مارچ ۱۸۳۳ء موافق ۲۳ ذی الحجہ ۱۲۴۸ ہجری روز چارشنبہ کو والدین کی قدمبوسی حاصل کی اگرچہ ایام نیض آثار سے طبیعت کو مسرت بے اندازہ حاصل ہوئی لیکن والد ماجد کو تقلیل غذا اور ریاضت شاقہ کے باعث اسقدر ضعف و نحفی پایا کہ سوائے پوست و استخوان کے کچھ بھی باقی نہیں رہا تھا اور والدہ ماجدہ کو مختلف امراض مزمنہ میں مبتلا دیکھا چنانچہ کرشنجا پہنچنے کے بعد صرف تین مہینے کے عرصہ میں دونوں بزرگوار نے رحلت فرمائی اور غلام کو تنہا چھوڑ دیا یعنی ۵ مئی ۱۸۳۳ء مطابق ۲۷ ربیع الاول ۱۲۴۸ ہجری روز پنجشنبہ کو والدہ ماجدہ نے انتقال فرمایا اور ۲۲ جون ۱۸۳۳ء مطابق ۲۱ ربیع الثانی ۱۲۴۸ ہجری روز چارشنبہ کو حضرت قبلہ گاہی حضرت راہی ملک عدم ہوئے ان تینوں متواتر صدموں نے نا بصار کے ایسے ہوش و حواس زایل کر دئے کہ قریب تھا جنون سودے کی پہونچ گئی اور خلوت بہ نسبت جلوت کے زیادہ پسند آنے لگی چنانچہ اکثر جناب والد ماجد کے عبادت خانہ میں جاتا تھا اور پہروں تنہا وہاں بیٹھا رہتا تھا قضا عند اللہ اتفاقاً ایک دن حضرت پناہ کی ایک پاکٹ بک بیٹھے بیٹھے میرے ہاتھ آگئی اور میں دیکھتا کیا ہوں کسی درویش زبردست ولی کامل کی زبانی لکھدہ کہانی اگر خدا و نکر پر اپنو سائر کو اولاد بزرگ عنایت فرمائے تو اسے لازم ہے کہ وہ اپنو فی شوٹ اور سکا نام رکھے اور پرنشین کرتے ہیں کہ خدائے بزرگ ضرور اسے اپنے ملک بے زوال میں سے کسی نہ کسی جگہ کی حکومت و حشمت فرمائیگا جیسے معنی تخت سلطنت کے ہیں اور یہ ورق اوس کتاب کا مجزا ہوا ہے اس پاکٹ بک نے اور بھی میرے رنج والم کو دوبالا کر دیا اور دو فشار غم جگر کو ناخن مصیبت سے چھیل ڈالا کیا یعنی پاکٹ بک تو ورق ورق ہوا دیکھا مجھے یہ خیال آیا کہ حضرت قبلہ گاہی

وکعبہ وارین نے یہ مژدہ لکھا ہے نہ اسواسطے ورق موڑا ہوگا کہ اپنو سائڈ حافظہ ہو تو یاد کرکے اوسے اور ہشین کو بھی سے مطلع کردیا جائے لیکن افسوس یہ اجل نے فرصت ندی اور حضور بغیر وصیت ملک عدم سے گذار ارم کو تشریف لیگئے دوست تخت سلطنت کا مژدہ سنکر ایسا مرض لاعلاج عود کر آیا جسکی سعی بے حاصل مین مدت مدید سے اندری اندر روبہ تحلیل ہوتی چلی جاتی تھی اور طایر دل پھڑک پھڑک کر سفت مین قفس کالبد کے ٹکرے کے ڈالتا تا یہ کہ مکر اپنو سائڈ خود بخود مسکرانے لگا اور عرض کیا لے دوست اور دیدہ وران وے ہم زخم قسمت دلان اوس مرض خاص کا مفصل حال اس بوڑھی ڈاری سے بیان کرتے ہوئے لحاظ معلوم ہوتا ہے بیان اگر کوئی ایسا ہی موقع آن کر پڑا اور حضور بھی بجد ہوئے تو کیا مضایقہ ہے دیکھا جائیگا بالفعل بسبب ضرورت اشد کے اس سے زیادہ بیان کرنا کسیطرح مناسب معلوم نہین ہوتا کہ خاص و رسمی علقہ مین بغواے العشق نار یحرق ما سوی اللہ کے تا بعدار کو ملک اسطوریا کی شاہزادی مس فون کے ساتھ جو تحصیل علوم فلسفہ کے لیے وہان تشریف لائی تھی ایک واسطہ نتایج ایام جوانی کا آن پڑا تھا اور اکثر مقدمات صغریٰ و کبریٰ کے مباحثہ مین صبح سے شام اور شام سے صبح ہوجایا کرتی تھی لیکن علوم تھے کے خیال سے باوجود عنایت و مہربانی فریق ثانی کے کبھی کسنہ بہت نے موافق منشا دلی کے کام نہ دیا اور ہمیشہ کام اسپہ بلند ہی نظر آتا رہا اب جو یہ پاکٹ بک ولیکن اور تخت سلطنت کا مژدہ نظر سے گذرا تو خیال آیا کہ شاید نا امید اثر کر جائے اور بعد وصال حقیقی کے دولت مجازی کی (جس سے ملک اسطوریا مراد ہے) اوسیکی اولاد نرینہ مالک قابض ہوگیونکہ سواے اسکے کوئی اور صورت ظاہر اس پیشین گوئی کی ظہور پکڑنے کی سمجھ مین نہین آتی تھی بس اس نبط کے سلجھاتے ہی ان دو اہتمام مندین نے یعنی والد کے غم مفارقت اور مس فون کے مژدہ وصلت نے ایسا تا بعدار کو حیرت مین ڈال دیا کہ دو شبانہ روز برابر یہ آب و دانہ اوسی عبادت خانہ مین پڑا رہا تیسرے روز علی الصبح دیکھتا کیا ہون کہ مس فون تن تنہا ایک اسپ صبا رفتار پر سوار نسیم بھی کیطرح چلی آتی ہے مینے فوراً چند قدم آگے بڑھکر اسکے مزاج کا حال پوچھا اور عبادت خانہ مین لیجاکر تشریف آوری کا سبب دریافت کیا جب یہ معلوم ہوا کہ خاص میرے ہی واسطے یہ تکلیف گوارا کی گئی ہے تو موافق احکام شرع شریف کے اوسی روز باہم عقد کرلیا اور مس فون کے عوض مسز اوال تاری اپنی وطن سے خطاب تبدیل کردیا کیونکہ فون کے معنی ہی زبان انگریزی مین ہرنی کے بچہ کے ہین اے شاہزادہ عالم اس عقد و مناکحت کے بعد جو شروع ۱۸۳۳ء کو ظہور مین آیا اونیس برس تک برابر کمترین

اولاد کے غم مین ایڑیان رگڑ رگڑ کر مرگیا مطلق کچھ فائدہ نہ بخشا آخر شب بھی کاش طبر پر نہ آن آکی اور بالکل امید قطع ہو چکی تو چالیس برس کی عمر مین شب کو گریہ وزاری سے یکایک دل پر رحمت جوش مین آگیا اور ۲۸ فروری ۱۸۵۲ء مطابق ۲۸ رجب ۱۲۶۸ ہجری روز دوشنبہ کو اہیونی شوٹ غزال تاتاری کے بطن سے پیدا ہوا پھر تمکہ بعد ہزار یاس و حسرت کے خداوند کریم نے یہ دن دکھایا تھا اور ایک امید سو ہو حضرت کی زبان سے یہ نکلی چلی جاتی تھی سو آج جانتک ممکن ہوا اسے سر آنکھون پر پرورش کیا اور اوسکی خوشی کو اپنی خوشی پر مقدم رکھا جیسا کہ وہ خود اپنی مثنوی مسمّٰی بہ ملہلا کے روبرو بیان کرچکا ہے لیکن انجام کار سوا رنج و مصیبت کے کچھ بھی حاصل نہوا بقول کسی شاعر کے

نہالے را بپرورد م و ناخوش	بوقت بار بار خط آورد
بوقت گل گلے دیگر شگفتہ	کہ وقتہ بار بآر خواہد آورد

یعنی اہیونی شوٹ موافق بیان شمعون کے ۱۵ مارچ ۱۸۶۲ء مطابق ۲ ربیع الاول ۱۲۷۸ ہجری روز یکشنبہ کو کاپی پیر نیلہاڑ سے یکایک شکار کھیلتے کھیلتے غائب ہوگیا اور ہم دونون میان اہل کی اس ضعف و ناتوانی مین کہ کسی رمت توڑ گیا جسوقت یہ خبر وحشت اثر اوسکے ملازمین کی زبانی غزال تاتاری نے سنی ہے مین کچھ عرض نہین کرسکتا جو اوسنے اپنا حال بنایا یا فوطے جگر خراش سے میرے دل اور کلیجہ کو نکالے تا ہے کیا آخر کار سوا اسکے کچھ بن نہ پڑا کہ مین جگر سوختہ ترک لباس کرکے سر بصحرا اوسکی تلاش مین نکل کھڑا ہوا اور تپش متصل سے خدا جانے ہس عرصہ مین کہان کہان کی خاک چھانی لیکن شکر ہے خداوند کریم کا کہ آج دو برس کے بعد حضور کے قدمونکی برکت سے اوسکے تندرستی مزاج کی خبر سننے مین آئی اور یقین ہے کہ اب جلد اگر یہ بھی انتظار مین تو دیدار بھی نصیب ہو جاے اور کہکر شمعون سے کہنے لگا کیون جناب کچھ اصلیت میری بروشنی کی حضور پر روشن ہوئی یا نہین اب فرمائیے مین آپ کیطرف متوجہ ہوکر کیا کرامات دکھاتا اور آپ معجزہ بندہ گنہگار کی توبہ کا کیا پھل پاتے ہان آپکے طفیل سے میری کاربرآری البتہ ہوگئی اور آپکی خاطر سے جناب شاہزادہ گردون رکابی کے مکترین کو بھی اپنی حلقہ بگوشی مین قبول فرمالیا بقول شمعون شعر

بزیر ندبدان را بطفیل نیکان	رشتہ و اپس نہ بدہ ہر کہ گہر سیگیرد

یہ سنکر شمعون نے بھی اپنی گستاخیون کے بہت سے عذر معقول پیش کئے اور عرض کیا شعر گریہ ہر بد کہ تواضع خود کرد فارم اسید کہ لطف تو بگیرد و ستم بندہ نیوزن کہنے لگا جناب محمد و سلمکہ ترین نے حضرت کی سرگذشت کبھی بلا التماس گوش دل سے سنی لیکن واللہ جو کلیجا ابتدا سے پڑ گیا ہے وہ ابتک کھنے مین نہین آئی یعنی یہ کچھ مین نہین آیا

کہ باوجود دین اسلام قبول کرلینے کے ابیو سائڈ اور ابیونی شوث آپ صاحب نے نام مفتی مصباح الاسلام نے کیوں تجویز فرمائے گیونکہ یہ نام ہم لوگون کے ناموں سے زیادہ مناسبت اور مشابہت رکھتے ہین اگر براہ مہربانی اسکی کوئی وجہ موجہ ارشاد ہو تو ایک بڑے بھاری غلجان سے تابعدار کا پیچھا چھوٹ جائے یہ سنتے ہی شاہزادہ ہی زمانے لگا ہان یہ ہی عقدہ حل کرنے کیواسطے تو مجھنے ہی سلسلہ خاندان کے بیان کی تکلیف دی تھی تو، وہ معاملہ حضرت نے بنا کا بناہی رکھا ایک اور نئی شاخ غرض ناتمامی کی لگا کر اور بھی زیادہ طبیعت کو مشتاق کردیا کیونکہ آپ جیسے شخص کے عشق و محبت کی داستان خدا جانے کیا کیا طوفان برپا کریگی لیکن خیر اس عنایت کو ہم آپ ہی کی مرضی پر چھوڑتے ہین بشرطیکہ فیوزن کی التجا قبول فرمائی جائے یہ سنکر ابیو سائڈ نے دست بستہ گذارش کیا خداوند نعمت کہ ہین سے خود یہ معاملہ آجتک حل نہین ہوسکا اور جناب والا بزرگوارسے گستاخی ہمکا کبھی دریافت کرنیکی نوبت نہین آئی ہان وجہ تسمیہ ان ناموں کا جو آپ بیان سے معنی سے خلاصہ نے خود ثابت کیا ہے وہ جیسا جو التماس کرتے ہیں بندہ زادہ ایک نازنین مخنی سمندر کا ہے اور بموجب ارشاد حضرت کے ہیں سے ملک اسٹور یا ہی اوسی کے ہاتھ سے فتح ہوا اسلئے صاحب کرامات نے ابیونی شوث اوسکا نام تجویز فرمایا تو بہت درست ہے کیونکہ ابیونی شوث کے معنی زبان انگریزی مین (ایک خوبصورت بندوق کی گولی) کے ہین اور دریا بھائی ابیونیم جسکے نقش و نگار یہی صورت سے ازبس مشابہت رکھتے تھے برخلاف ہم لوگون کے سب نام تھا اسواسطے شاید اس اسم خاص سے موسوم کیا گیا ہو کیونکہ ابیونیم کے معنی (آبنوسی) کے ہین اور تابعدار نے اپنی نسبت سنا ہے کہ پاہل پیدا ہوا ہے یعنی عام قاعدہ تو یون ہے کہ لڑکا ماتھون کے بل پیدا ہوتا ہے اور وقت ولادت کے سر اور کاندون کے بازوؤن کے بیچ مین رہتا ہے لیکن بعض اوقات اسکے برخلاف پاؤن کیطرف سے بھی پیدا ہو جاتا ہے اور اوسے پاہل بولتے ہین جیسا کہ مکہ مین پیدا ہوا اور اسیواسطے میرا نام ابیو سائڈ رکھا گیا جسکے معنی (اوپر کیطرف) کے ہین آیندہ الغیب عند اللہ یعنی غیب کی خبر خدا کو معلوم ہے یہ سنکر شمعون نے کہا فی الواقع اکثر لوگون سے ہمنے سنا ہے کہ پاؤن کیطرف سے پیدا ہوئے ہین اور رنگت کا فرق بھی بہت دیکھنے مین آیا ہے لیکن کچھ اس اختلاف کا سبب سمجھ مین نہین آتا اگر آپکو معلوم ہو تو براہ مہربانی بیان فرمائیے ابیو سائڈ نے جواب دیا اگر اس مسئلہ مین صرف اوسکی قدرت کیطرف رجوع کیا جائے تو اوسے اختیار ہے چاہے، اولاً پیدا کرے چاہے مسیدہ ا اور چاہے

گورا رنگ بنائے چاہے کالا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے ان اللہ یصورکم فی الارحام کیف یشاء یعنی تحقیق اللہ تعالے تمہاری صورتین بناتا ہے رحم مادر مین جیسی وہ چاہے اور اگر مسائل حکمیہ دریافت کرتے ہو تو یون سنے مین آیا ہے کہ جب نطفہ رحم مین قرار پاتا ہے تو پہلے چار نقطے حباب کیطرح پیدا ہوتے ہین ایک دل کی جگہہ دوسرا دماغ کی جگہہ تیسرا جگر کی جگہہ اور چوتھا ان تینون پر حاوی رہتا ہے بعد ایک ہفتہ کے اون نقطون مین کمی اور نقطے سرخ درازہ پیدا ہوجاتے ہین اور اون سے عروق کے منافذ نفاذ پاتے ہین تاکہ اونکی راہ سے جنین کی ناف مین حیض کا خون پہونچتا ہے یہ حالت صرف چار دن کی مدت مین تمام ہوکر وہ خون علقہ ہوجاتا ہے اور چہ روز بعد مضغہ کی صورت پیدا کرتا ہے اب بعض بعض اعضا تمیز ہونے لگتے ہین اور پندرہ دن کے عرصہ مین مزاج ذکوری یا انوثی حاصل کرکے اعضاے اصلی تمام وکمال بنجاتے ہین بعدہ چھ مہینے تک نمو ہوتا رہتا ہے یہانتک کہ تمامی ایام خلقت کے دو چند دنون مین جنین حرکت کرتا ہے اور ایام حرکت کے سہ چند دنون مین پیدا ہوتا ہے مثلاً اگر خلقت ۲۷۰ دن مین تمام ہوئی تو ستر دن مین جنین حرکت کریگا اور دو سو دس دن مین کہ سات مہینے ہوتے ہین پیدا ہوگا اور جو خلقت چالیس دن مین تمام ہوئی تو اسی دن مین جنین حرکت کریگا اور دو سو چالیس دن مین کہ آٹھ مہینے ہوتے ہین پیدا ہوگا اور اگر خلقت ۲۷۰ دن مین تمام ہوئی تو نوے دن مین جنین حرکت کریگا اور دو سو ستر دن مین کہ نو مہینے ہوتے ہین پیدا ہوگا لیکن سات مہینے والا کمتر جیتا ہے اور آٹھ مہینے والا بالکل نہین جیتا اور نو مہینے والا اگر کوئی سبب لاحق نہو جائے تو عمر طبیعی تک پہونچ جاتا ہے قصہ مختصر اسی قاعدہ کی رو سے اگر نقاط اولین نے اپنی اصلی حالت پر قرار پایا تو لڑکا ہاتھون کے بل پیدا ہوگا اور جو برعکس اسکے تو پاؤن کے بل اور صورت شکل اور رنگ وروغن کا اختلاف مدت انسان کی کیفیت مزاج پر موقوف ہے اگرچہ بعض بعض یون بھی مشہور کرتے ہین کہ جنین کے حرکت کرتے وقت یعنی عین جان پڑنے کے موقع پر جو شخص جس شکل وشباہت کا حاملہ کی نظر سے گذر جائیگا فوراً ہو بہو اسیکی صورت قبول کریگا لیکن صحیح اختلاف مزاج ہی کا باعث ہے بس آیو سائنڈ یہ نکات عجیبہ اور مسائل غریبہ ہیں نہ شئون کو سمجھانے پایا تھا کہ یکایک گھبراکر شاہزادہ گردون رکابہ نے فرمایا بھلا یہ تو فرمائے آپکے والد بزرگوار کو سواے علم انگریزی کے کچھہ عربی وغیرہ مین بھی دخل تھا یا نہین عرض کیا جناب عالی دولت ایمان سے مشرف ہونے کے بعد

ہر چند جناب مغفرت مآبؒ کو شش کی لیکن مطلق زبان آشنا نہوئی اور یا کیہ عرض بھی صحیح ادا نہو سکا یہانتک کہ نماز بھی ہمیشہ انگریزی ہی میں پڑھا کرتے تھے اور ورد و وظائف بھی سدا اسی زبان میں ہوتے رہتے تھے یہسنکر شاہزادہ بہت ہنسا اور فرمایا اگر یہہ بات صحیح ہے تو آپ مصاحبوں کے "امر بجوبی ہماری سمجھ میں آگئے اسمیں مفتی مصباح الاسلام صاحب کا کچھ قصور نہیں صرف زبان اور لہجہ کا پھیر ہے آیو سائڈ نے عرض کیا براہ بندہ نوازی غلام کو بھی طلع فرمایا جاوے ارشاد ہوا آپکے والد بزرگوار نے ابو سعید ابو نعیم اور ابو نشاط کا کوچ کہو کر آیو سائڈ و آیو نیم و آیو نی شوٹ بنالیا ہے جیسے کسی طالب علم نے دانہ الائچی اور شربت بنفشہ کو دانہ لائچی اور شربت بمفشہ بنادیا تا یہ سنتے ہی ابو سعید شاہزادہ عالی تبار کے قدموں پر گر پڑا اور عرض کیا فی الحقیقت یک من علم را دہ من عقل می باید جو عقدہ حضور کی توجہ و عنایت سے دم میں حل ہو گیا ہے وہ ہم سے شاید عمر بھی نہ کھل سکتا قطعہ

اے تشنگان بادیہ شوق یا نتہ	اور بطبع رشوخت آبدزلال علم	برداشتہ ضمیر تہ بستہ نکا	ا نوشی ہزار

روانہ ہونا شاہزادہ عالی تبار کا مع یاران ہمگسار کے ملک الیمان کی جانب اور اتفاقیہ راستہ میں کوہ پر نیز پر مع کہ عظیم کا برپا ہونا موج خون سے میدان جنگ کا دریا ہونا

کنون رزم پیہ نیز میش آورم	ز دفتر بکفتار خویش آورم	براندازم از کاہ آن کوہ را	برآگندگی آرم انبوہ را

قلم جواہر رقم ارباب تواریخ کا کمال صحت کے ساتھ اس داستان عجیب اور حکایت غریب کو یوں تحریر کرتا ہے کہ بعد ختم ہو جانے سرگذشت ابو سعید کے شاہزادہ منصور الزمان سرگردہ عاشقان نے جو بالفعل شاہزادہ سبحان کے تمام سے مشہور ہے اپنے یاران ہمدم سے اسطرح ارشاد فرمایا کہ روز نامجات کوہ پر نیز کے دیکھنے سے جو کل شب کو خورشید لقا نے پیش کئے تھے کسیطرح غلبہ دشمن کا ثابت نہیں ہوتا اور یہہ بھی صحیح خبر ہے کہ شاہزادہ نجوم سن کر بھی جو موجہ سے اپنے باپ کے ساتھ اس مہم پر تشریف نہیں لایا پھر اوس مصاحب کا پتہ جو شاہزادہ نے خورشید لقا کی تصویر بنانے کے لیے یہاں بھیجا تھا کسیطرح کوہ پر نیز پر نہیں لگ سکتا سوا سکے ہمارا ارادہ ہے کہ خاص مقام جنگ کو دائیں یا بائیں چھوڑ کر سیدھے فرانس کو اور جائیں اور اوس مصور سے جو در اصل خورشید لقا کا مطلوب ہے دو دو باتیں کر کے ملک الیمان یعنی جزیرہ کبک چلیں بعدہ (اگر خداوند کریم نے مشادلی پورا کر دیا تو کوہ ارکا عزم بالجزم ہے وہاں سے بعد ہر قدیر رہنمائی کرے یا آب و دانہ لیجائے

شعر

رشتۂ درگردنم افگندہ دوست	می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست	تہمتن سنکر ابوسعید وغیرہ نے شاہزادۂ عالی تبار

کی ہمت مردانہ پر ہزار ہزار آفرین کی اور عرض کیا سچ ہے شعر ہر دوس ملک کے دیبل بگیر و تنگ کہ بوسہ بر شمشیر آبدار زند
آور فی الواقع سرداری کیواسطے ایسا ہی شخص سزاوار ہے جو اپنے تو ابعین کی آسایش کو اپنی آسایش پر مقدم رکھے
اور رعیت کے آرام ہو پہنچانے کے لئے اپنے عیش و آرام کو مطلق حرام سمجھے **مثنوی**

ازان شاہ آسایش آید پدید	کزا آسایش خود تواند برید	تنک آنکہ آسایش مردوزن	گزیند بر آسایش خویشتن

غرض شاہزادۂ والاصفات نے وہ رات اوسی جگہ قاضی الحاجات کی حمد و مناجات مین بسر کی اور دوسرے روز
علی الصباح ہر شعبان ۸۵۲ ہجری مطابق دوم اکتوبر ۱۴۴۸ع روز شنبہ کو مع یاران صادق و دوستان موافق
کوہ سیرا یا اسرمیلا سے جو کہ سلیمین پہاڑ کے سلسلہ مین شمار کیا جاتا ہے شمال کیطرف اوتر کر بعد عبور کرنے دریاے
مینڈیگو کے دریاے ڈورو کے کنارے کنارے فراسیس کی جانب کوچ فرمایا چوتھے روز جسوقت پرتگیز کا میدان
طے کرکے سرحد سلیمانیہ کے قریب ملک ہسپانیہ مین قدم رکھا اور آبادی آبادی چلتا پڑا تو بوجہکہ شاہزادۂ بلند اقبال
مؤیدن و شمعون اور ابوسعید نے بھی اپنے اپنے لشکرون کو نقاہین ڈال لین اور دوست و دشمن سے بے کھٹکے ہوکر
مرحلہ پیمائی مین مصروف ہوگئے اسمطرح کوچ در کوچ جب یہ چارون ہر شعبان روز شنبہ کو قریب بارسیلونہ کے
پہونچے جو صوبہ ارگان کے متعلق ہے تو کچھ ڈولیان زخمیون کی کوہ پرنیز کیطرف سے آتے ہوئے دکھائی دین شاہزادہ
نے اونہین دیکھتے ہی فرمایا ان لوگون سے تازہ حال معرکہ کارزار کا دریافت کرنا چاہئے کہ اس پندرہ بیس روز کے
عرصہ مین کیا نوبت گذری اور مختلف طرفین مین طرفین کے کسقدر آدمی ضایع ہوئے یہ سنکر ابوسعید نے گھوڑا آگے
بڑہایا اور ایک شخص سے جو ظاہر اون سبکا افسر معلوم ہوتا تھا پوچھا تم کہان سے آتے ہو اور کوہ پرنیز کی معرکہ آرائی کا
بھی کچھ حال بتا سکتے ہو یا نہین اوسنے جواب دیا ہم لشکر پرنیز سے چلے آتے ہین اور لڑائی کا حال اب بہت ابتر ہے تعجب
نہین کہ بھی شام تین فراسیس کوہ پرنیز کو خالی کرالے اور بادشاہان ملک ہسپانیہ و پرتگیز دشمن کے ہاتھ اسیر ہو جائین
ابوسعید نے کہا ہم نے تو سنا تھا کہ بیچ سے ان دونون بادشاہون نے میدان جنگ کو چھوڑ کر ایک پہاڑ کی چوٹی کو اپنا
لمجاوا و ابنا لیا ہے فراسیس کی کیمپ پیش نہین چل سکتی بلکہ وہ خود اپنی جان سے عاری ہو گیا ہے اور باوجود کہ ہمیشہ
کے ہر روز شکست فاش کہاتا ہے اوسنے کہا البتہ چند روز یہی معاملہ رہا اور لشکر غنیم کے بہت سے آدمی ضایع ہو چکے

لیکن صرف اسکا سبب یہ تہا کہ وہ سوا ایک متعارف راستہ کے دوسرے راستون سے واقف نہ تہا اور ایک طرف سے کبھی جب دلخواہ حملہ ہو نہین سکتا خصوصاً ایسے موقع پر جہان راستہ تنگ ہو اور دشمن کو موافق مرضی کے جگہ لینے کی ملگئی ہو۔ اب وہ بات پہلی جاتی رہی یعنی آج پانچوان روز ہے کہ کسی پیادہ نے قرین اور مختلف راستون سے اوسکو آگاہ کردیا اور بادشاہ فرانسیس خبر پاتے ہی چار دن طرف سے مورچہ لگ کیطرح لشکر پر ٹوٹ پڑا اور ہمارے شغل حیات کو بے برگ و بار کردیا کاش ہم پہلے اوسکے ارادہ سے واقف ہوجاتے یا احتیاطاً اون راستون کا بھی بندوبست کرلیتے تو ایک بادشاہ فرانس کیا اگر تمام یورپ حملہ کرتا تو بھی شاید سرسبز نہو سکتا لیکن افسوس ہمین اوسوقت اطلاع ہوئی کہ جب دشمن بفراغت تمام اون راستون کو طے کرچکا اور خاص ہمارے سر پر آن کھڑا ہوا پھر کیا ہو سکتا تہا اور ایسی تھوڑی سی سپاہ اوسقدر لشکر عظیم کو کیونکر روک سکتی ہے آخر سوا قلعہ بند ہونے کے کچھ نہ بن پڑا اور جو پہلے ہی حملہ دشمن کے بتے چڑھ گیا وہ دہین کا دہین کمیت رہا چنانچہ اوسی ہنگامہ مین جنرل وانٹن سپہ سالار فوج ہسپانیہ اپنے جوش شجاعت مین آکر از سر تا قدم زخمون مین چور چور ہوگیا اور قلعہ مین داخل ہونیکے بھی فرصت نہ ملی اب ہم لوگ اوسکیطرف مع اوسکے لواحقین کے نیز یگو سالی جانب جبرنیل بل اکر کے پہر دیکے لئے جاتے ہین اس چار روز کے عرصہ کا حال مطلق ہمکو معلوم نہین کہ کیا ہوا اور کس سلوک سے غنیم پیش آیا ہان عقلیہ کہہ سکتے ہین کہ شاید قلعہ خالی ہوگیا ہوگا یا آجکل مین خالی ہوجاے کیونکہ وہ قلعہ اصل مین قلعہ نہین اگر اسقدر مضبوط کہ ایسے دشمن قوی کو چند روز جواب دے سکے صرف ایکعدد توپ کہہ کر اور دس باندہ کر احتیاطاً اسی لڑائی کے شروع مین حسب تجویز جنرل وانٹن ایک جگہ امن کی بنالی گئی تہی جو خدا کی قدرت سے وقت پر کام آگئی حالانکہ دیگر لیشس کمنڈر ان چیف لشکر ہسپانیہ جسکی غفلت سے اس روز سیاہ کی نوبت پہونچی اور آخرکار وہ خود بھی اپنے جرم کی پاداش مین پورنگ کرا کے خندق مین پھینک دیا گیا وہین بندی کو بھی ایک امر فضول سمجھے ہوئے تہا اور ہرگز اوسکی رائے وانٹن کی رائے سے مطابقت نکرتی تہی یہہ کہکر وہ لوگ تو آگے کو روانہ ہوگئے اور ابو سعید نے تمام وکمال حال شاہزادہ خوش خصال کی خدمت فیضدرجت مین گذارش کیا سنتے ہی فرمایا اگرچہ بسبب علت کے اسوقت تک ہمارا قصد مطلق اودہر کے جانیکا نہ تہا لیکن اب ہمت گوارا نہین کرتی کہ اوپر ہی اوپر نکل جائین اور ایسی بیکسی وبے بسی مین لشکر پرتگیز و ہسپانیہ کی خبر نلین

قطعہ

دوست مشمار آنکہ در نعمت زند | لاف یاری و برادر خواندگی | دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست | در پریشان حالی و درماندگی

تیہ کمر تو کلت علی اللہ و سیوف و سطر کو اسپ عصبار تمار برق گرز ار کی باگ او شادی اور مع یاران نمگسار و کوہ توان جان نثار شیر گرسنہ کیطرح برابر بلغار چلا گیا لیکن دامن کوہ مین پہونچنے پہونچتے آفتاب غروب ہوگیا اور شب تار نے شام ہی سے تمام کو سار کو پردۂ ظلمات بنا دیا شعر | شب چون روے زنگی در سیاہی | رسیدہ رنگ شب تا پشت ماہی

ماگاہ بسبب ناواقفیت راہ کے یہ چارون غیرت مہر و ماہ اوس چوٹی کو جسپر بالفعل لڑائی ہو رہی تھی داہنی جانب چھوڑ کر خاص بادشاہ فرانس کے لشکر کے قریب جانکلے یعنی اوس جگہ جہان ابتدا مین ما بین سلسلہ کوہ کے نیچے نصب کئے گئے تھے اور طرفین سے بسبب وسعت میدان کے لڑائی کا سامان ہو کر چند روز معرکہ کارزار گرم رہا تھا راوی کہتا ہے کہ یہان اب بھی قریب نصف کے بادشاہ فرانس کا لشکر پڑا ہوا تھا اور تمام بہیر پہنگا اسی جگہ موجود تھا یہہ چارون بیشہ ہی تلوارین گسیت کسیت کر اسطرح ٹوٹے جیسے شاہین تیز پا پنجے صید لاغر پر گرتا ہے یا پلنگ تیز آہنگ رمہ آہو پر جا پڑتا ہے مثنوی | بر سر کوہ در کمین بنشستند | چو پلنگان سر فرو ریختند | ز سر ستوران پولاد سستند | زمین چون فلک ایستاد ندند

رہ بیچارے اس بلاے آسمانی اور آفت ناگہانی سے غافل اپنے اپنے کام مین مصروف تھے یکایک گیر دار کی آواز سنکر سمجھے دشمن نے شبخون مارا اور لشکر اجل نے آن گھیرا فوراً اپنے اپنے ہتھیارون کیطرف دوڑ پڑے اور سامان جنگ درست کرنے لگے لیکن انہون نے سنبھلتے سنبھلتے دریاے خون بہا دیا ہزارہا کو موت کے گھاٹ لگا دیا مثنوی

ز بس کشتگان اندران رزم گاہ | بریدہ سر شان فگندہ براہ | بر آورد گرجاے کشتن نماند | پاے اسپ را بر گذشتن نماند

زمین لالہ گون شد ہوا نیلگون | بر آمد بین موج دریاے خون | جب فوج فلیم نے مسلح ہو کر روشنی کی اور اپنے اپنے مقام سے بڑھ کر کشتون کے پشتے دیکھے ہوش و ہواس جاتے رہے اور مرغ روح قفس کالبد سے پرواز کر گیا چاہتا کہ بغیر سوچے سمجھے میدان جنگ چھوڑ کر اپنے لشکر یعنی درہ کو کیطرف بھاگ نکلے لیکن یہہ چارون شیر نر کوہ پیکر اونہون جانکر بیٹھے سے تھوڑی دیر تامل کیا اور جب دیکھا روشنی سے دور نکل گئے پھر برق لامع کیطرح جا گرے اور تہ تیغ حیات اعدا کو آتش شمشیر سے ہیزم خشک کیطرح جلانے لگے قضا کار شب تار مین دوست و دشمن کی شناخت تو رہی نہین سپاہ غنیم نے آپس ہی مین خنجر تیز خونریز سے ایک دوسرے کی دعوت کرنی شروع کر دی اور شاہزادۂ عالی تبار یاران نمگسار ایکگوشہ مین بیٹھکر آب پیکان تیر سے تشنہ کامان اجل کو ٹھنڈا کرنے لگا جب کیطرح قریب ایک گھنٹہ کے گذر گیا اور سنبھل

لشکر غنیم کے بادی جیت کر دو سا میدان ہی لاشون سے پٹ گیا تو آہستہ آہستہ وہ روباہ خصال برگشتہ اقبال پیچھے ہٹ کر دہ گوہ مین گس گئے اور تمام خیمہ و خرگاہ قالب مردہ کیطرح خالی پڑا رہگیا ابوسعید نے یہہ ڈہنگ دیکھکر کیا رنگ جمایا اس سرے سے اوس سرے تک تمام خیمون مین اندر باہر آگ لگا میدان کارزار کو دشت لالہ زار بنا دیا اور پھر جیٹ پٹ سبع شداد یہ شہزادہ فلک بارگاہ اوسی درہ کوہ کے قریب آن چھپا جہان ہو کر غنیم کی فوج اوپر چڑھ گئی تھی جسوقت سیاہ ہزیمت یافتہ بقیۃ السیف نے پہاڑ کی چوٹی پر پہونچکر دشمن کی دست برد کا حال بیان کیا اور ادہر سے آگ کے شعلے بھڑک بھڑک کر گلزار ابراہیم کی ہمسری کرنے لگے بادشاہ فرانس انگشت حیرت دانتون مین دبا کر کہنے لگا غنیم قلعہ بند راستے چارون طرف کے مسدود یہہ شجون مارا تو کسنے مارا اور فوج طوفان کی سی موج پہونچی تو کدہر سے پہونچی لیکن ایسے موقع پر تامل و تحمل تو کسیطرح جائز ہی نہین اور نہ غور و تعمق سے لڑائیون کا کام نکلتا نو بارہ ہزار سوار مختلف گھاٹیون سے غنیم کی جانب روانہ کئے اور آپ فکر ہاے دور و دراز مین پڑ گیا جب تین ہزار سوار اوس گھاٹی سے اوترے جہان یہہ چارون ہزار بہیئت شجاعت صعید غم خوردہ کی تاک مین بیٹھے دانت پیس رہے تھے تو ایک ایک کو یک خدنگ کی معرفت پیغام اجل پہونچانا شروع کیا اور نامہ کے عوض توک پیکان اعدا کے سینہ پر کینہ پر جواب نامہ لکھنے لگے کیونکہ وہ راستہ بہت تنگ اور پیچدار تھا جو وجہ آدمی آگے بڑھتے تھے اونہین کو یہہ پٹکا لیتے تھے حتی کہ قریب پانچ سو آدمی کے طعمۂ تیر جانگیر ہوئے اور سپقدر باقی کچھ کم و بیش سوار لوٹ کر نہ رکے پیادہ پا رہگئے اتنے مین گھوڑون کی ٹاپون کی آواز خیمہ گاہ کیطرف سے آنی شروع ہوئی اور بعض بعض مقام پر روشنی کی تبزی سے کچھ آدمی بھی دکھائی دئے شاہزادہ متحیر سا اوسکی طرف دیکھنے لگا اور فرمایا یہہ کون ہین اور کدہر سے نکل گئے ابوسعید نے عرض کیا خداوند نعمت ظاہرا یہہ لوگ بھی ہماری ہی تلاش مین پہاڑ کی چوٹی سے اوترے ہین اور شاید ان راستون سے بالا بالا ہو کر نکل گئے جبکا ذکر ہمارے ہمیان دانشمن نے کیا تھا فرمایا درست ہے اب پہلے انہین کی خبر لینا چاہیے ایسا نہو کچھ مال یا اسباب خیمہ گاہ سے صحیح و سالم نکالکر ہماری محنت ضایع کر دین اسکر شمعون کو حکم دیا تم آہستہ خاموش بیٹھے رہو جسوقت غنیم کی فوج درہ سے نکلکر آگے قدم رکھے ہمین اطلاع کرنا سعید و فیروز اون لوگون کا پیچھا کیا راجو خیمہ گاہ تک پہونچ گئے تھے اگرچہ اونہون نے بھی حریفانہ یا اور رد و شجاعت دیئے تھے لیکن یہہ بجلی کیطرح آنکھون مین کوند جاتے تھے اور چلا وے

کیطرح کسیکو نظر آتے تھے اور کسیکو نہین کیا معنی یہہ تین تھے اور وہ ہزارون جم غفیر مین کیا پتہ لگتا تھا کہ کون آیا اور کدہر سے نکل گیا خصوصاً ایسے وقت مین کہ اندھیری رات ہو اور تعداد دشمن کی معلوم نہو بان اگر دن ہوتا یا یہہ ثابت ہوجاتا کہ حریف کے صرف دو چار ہی آدمی ہین تو البتہ اسقدر خونریزی نہوتی اور شاید شاہزادہ کو بھی کوئی اور ہی ڈھنگ میدان جنگ کا نکالنا پڑتا اب تو یہہ حال تھا جدہر سے نکل گئے لوتھہ پر لوتھہ گرادی اور جسپر جھک پڑے عالم فانی کو پہونچا دیا غرض تھوڑے ہی عرصہ مین بہتون کا فیصلہ ہوگیا اور چند لمحہ مین میدان جنگ تختۂ ارژنگ سے بہتر بن گیا **مثنوی**

شب تیرہ و رزمے باہمون چو قیر		ز ہر سو ببارید باران تیر
بیابان چو دریا بخون شد دست	تو گوئی زرہ زمین لالہ رست	ز بانگ سواران جہان پر فغان
وران کین دار و شوریدہ دار و یکش	نہ باسپ زور و نہ بلد رو رش	کہ پوینده راراہ و شوار گشت

اتنے مین شمون نے گھوڑا جھپٹا کر خبر دی کہ درہ کوہ سے سوار اوتر کر پار باندھتے جاتے ہین اور ادہر ہی آتے ہین کہ قصد کہتے ہین یہہ سنتے ہی شاہزادہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا اور مردان مقابل کو ساتھ ہی ساتھہ اپنے لاسے پر لگا لایا جسوقت دیکھا سواران درہ کوہ پاس پہونچ گئے اور اب عنقریب آپس مین غٹ پٹ ہوا جاتا ہے تین آپ گھوڑا جھپکا مع نیوزن وغیرہ علدہ جا کڑا ہوا اور یہہ شعر پڑھہ شمشیر برق تنویر کو میان کر لیا **شعر** چو در لشکر دشمن افتد خلاف تو بگذار شمشیر خود در غلاف ؛ بس ادہر دونون پرون کا مقابلہ ہوتے ہی دشمن کے گمان مین شبخون ہوا اور چلنے لگی اور چارون طرف خون کے فوارے اوچھلنے لگے **مثنوی**

ز خون دلیران بدشت اندرون		چو دریا زمین موج زن شد ز خون
ہمہ روی صحرا سر دست و پاے	بزیر سم اسپ جنگ آزماے	ز سم ستوران دران پہن دشت
		زمین شش شد آسمان گشت شش

ناگہان اوسی گیرودار مین چار سوار بموجب حکم اپنے افسر کے پرے سے پھٹ کر اس معرکہ آرائی کی خبر بادشاہ کی خدمت مین گذارنے کرنیکے پہاڑ کی جانب روانہ ہوئے اور اتفاقیہ اونکا گذر اوسی طرف سے ہوا جدہر شاہزادۂ عالی تبار کڑا ہوا لشکر غنیم کی حماقت کا تماشا دیکھہ رہا تھا یہہ لوگ حیرت زدہ آپس مین ذکر کرتے جاتے تھے واللہ اعلم یہہ رات کس غضب کی رات ہے کہ سیطرح ہی ہونے مین نہین آتی اور حریف کس تماش کا حریف ہے کہ جسکا کوئی وار ہی خالی نہین جاتا اگر یہی معاملہ ہے تو سویرے نکلنے نکلنے چراغ فراسیں کا گل ہے اور لشکر کا فیصلہ بالکل **شعر** ہمیگفت ہر کس کہ کس پیش ازین ؛ ندید و نہ بیند حریف این چنین ؛ اگر گویم از کار آن نامدار ؛ چندان بود کاید اندر شمار ؛ خداوند اورا بجاہ سان آفرید ؛

یہ سنکر شاہزادہ گردن رکابے گھوڑا چمکایا اور برق لامع کیطرح اونکے مقابلہ مین آکر فرمانے لگا یہہ رات قیامت کی رات ہے اور حریف وہ حریف ہے جسکی صورت دیکھتے ہی اعدا ے بے دین محراب شمشیر مین سجدے کے لئے گردن جھکا دیتے ہین شعر

چو اژدہا خشم گیرد بروز نبرد	بہ پیش چو پیل رجہ شیر و چیرا	تنش زور دارد و بصدزور زند	سرش بر سر آید ازو بر زمین

یہ کہکر فرمایا کاش تمہاری اہل کشان کشان اس میدان مین نہ لے آتی تو قلعہ کے محاصرہ کا بھی مزہ دیکھ لیتے کہ کسطرح بیخ و بنیاد فراحسیس کی اوکھاڑی جاتی ہے اور کیونکر تخت و تاج گر بلاکر تاراج کیا جاتا ہے بعدہ شمشیر خوش خلاف میان سے لیکر پیل دمان کیطرح حملہ کیا اور شیر ژیان کیطرح اونپر ٹوٹ پڑا لیکن وہ بزدلے مقابلے کی تاب نہ لائے بھاگ نکلے اور شاہزادہ نے بھی دو چار حرکے لگا کر نہ استہ ہو ٹر دیا جہانتک کیا اتنے مین آتا صبح صادق نمودار ہونے لگے اور سپاہ انجمن لشکر ہزیمت یافتہ کیطرح منتشر ہو گئی شاہزادہ نے ابو سعید سے فرمایا اب بیان ٹہرانا سب مین سپاہ و دشمن ہماری قلت سے آگاہ ہو جائے اور یہہ دہشت جواب اوسکے دل مین بیٹھی ہوئی ہے جاتی رہے یہہ فرماکر مع مصاحبین خاص شمال کیجانب جادہ پر فراحسیس کا سہ تہا درہ کوہ مین گھس گیا اور ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر چڑہکر کہ جنگاہ کی سیر دیکھنے لگا شعر

بگردید یہ پیروز شیراز نبرد	دل و دیدہ دشمنان خیرہ کرد

لکھا ہے کہ جب آفتاب جہانتاب نے خون شفق مین غوطہ لگا کر دریچہ مشرق سے سر نکالا اور اپنے بیگانون کی صورتین نظر آنے لگین تو سید کارزار تشنۂ لالہ زار کی کیفیت دکھانے لگا اور خیمہ ہاے سوختہ سینہ عشاق سے ہمسری کا دعوی کرنے لگے اور سوختہ افسران فوج کی آنکھین کہاین اور سمجھے کہ یہہ تمام رات کی جانفشانی نامردانہ تھی کی کہانی تھی اور آب شمشیر صدر کی طغیانی صرف گوشتی کے گہاٹ کا پانی لیکن بسبب اپنی حماقت ظاہر ہونیکے اصلی کیفیت شبخون کی چھپا ڈالی اور ربر کر اوسکے اسقدر جرات اور کثرت حریف کی بادشاہ کے روبرو بیان کی کہ زلیس کو ایک گونہ تشویش پیدا ہو گئی اور سر جھکا کر خاموش بیٹھ گیا اوسی کیفیت حالی مین اون سواران مجروح نے جو شاہزادہ عالی تبار کی تیغ بیدریغ کو لب زخم سے بوسہ دیکر بھاگے تھے اور ایک غار تیرہ و تار مین چھپے بیٹھے تھے حاضر ہو کر سو بسو اپنی داستان سنائی وہ اور بھی دھک برجراحت ہوئی اور ایک درجہ سے ہزار درجہ تک تردد و تفکر طبیعت مین سرایت کر گیا فوراً حمائین سلطنت کو جمع کر کے جنمین سر جیلس کنڈرن چیفند اور لارڈ کرزنی پرایم منسٹر سلطنت فرانس رکن اعظم سمجھے جاتے تھے فرمایا بادولت کو دشمن کے اس شبخون مارنے سے اور سواران مجروح کے اوس بیان سے جو وہ کسی

افسر فوج حریف کی زبانی گذارش کرتے ہین غنیم کے قلعہ بند ہوجانے ہین اور بلا مزاحمت اس چوٹی تک لشکر سلطانی کے راستہ طے جانے مین کچھ فریب معلوم ہوتا ہے ایسا نہو قلعہ کے گردونواح مین کہین رنگ لگا رکھی ہو یا لگائی جاتی ہو وہ پہاڑی جسنے مخفی تین راستون سے مطلع کیا ہے حریف ہی کیطرف کا بھیجا ہوا ہو ورنہ کیا معنی کہ ایسے عہدہ اور مشہور گھاٹیون کا مطلق غنیم نے بندوبست نہین کیا اور باوجود محاصرے کے اسقدر فوج قلعہ سے نکل گئی کہ ترتیب نصف لشکر سلطانی ایک ہی شبخون مین کام آگیا یہ سنتے ہی جلیس تو نہایت تکبر و غرور سے موچہ نکلوانا و دینے لگا یعنی مین اس شبخون کا مزہ چکھاؤنگا اور فی الحقیقت وہ تہا بھی ایسا ہی شہ زور اور بہادر کہ اگر بادشاہان ترب و جوار اوسکے نام سے کانپتے تھے اور لشکر غنیم کو اوسکی صورت دیکھنے سے بخار چڑہتا تہا لیکن کرنیل نے تہوڑی دیر تامل کرکے گذارش کیا ایسی خوفناک جگہ مین عقلمند ون کے نزدیک قیام کرنا ہرگز مناسب نہین خصوصاً اوس حالت مین کہ دشمن قبضہ سے نکل چکا ہو یا اوسکے نکل جانیکا شبہ پڑگیا ہو اور فی الواقع اگر دشمن قلعہ سے نہ نکل گیا ہوتا یا کسی مقام خاص مین (خواہ قلعہ کے گرد خواہ اوسکے اندر) سرنگ نہ تیار کرلی گئی ہوتی تو باوجود اس علت اور قلت کے ہرمتنفس لشکر غنیم کا کیون بے محابا گہسا پڑا کہ قلعہ کے محاصرہ کا بھی عنقریب مزہ معلوم ہوجاتا ہے آخرین کی عقل ناقص مین تو یہی آتا ہے کہ بالفعل اس چوٹی کو چہوڑکر بندربد ہاسوسون کے ہمایت اشبخون کی دریافت زمانی جائے اور دریدہ تحقیق کیا جائے کہ حریف باوجود کمزوری کے کس علم پر ایسے کلمات بے معنی لمبا پڑتا ہے بعدہ اختیار باقی ہے خواہ اسی ڈہنگ سے لڑائی کا سلسلہ چہیڑدیا جائے خواہ کوئی اور تجویز مناسب نکالی جائے

ہنوز اولین حملہ دشمن است	دگر بارہ آغاز کردن خطاست	گر این میل را رہ نہ بندد کسے	خرابی پدید آید از ہر بسے
رہ نقشہ امروز محکم بگیر	کہ فردا نباشد شدارک پذیر	چہ رای و تدبیر کی بادشاہ نے بہت پسند فرمائی اور	

حکم کیا کہ ایک گہنٹہ کے عرصہ مین کل لشکر سلطانی اس چوٹی سے اوترکر اوسی میدان مین خیمہ زن ہو جہان پہلے مقیم تھا یعنی مابین سلسلہ کوہ پرنیز کے بس حکم ہی کی دیر تہی کہ محاصرہ قلعہ ہسپانیہ کا چہوڑ دیا گیا اور لشکر فرانس آہستہ آہستہ اوس چوٹی سے اوترا اپنی اصلی فرودگاہ پر آگیا جب بعد سکے بادشاہ زبلس خود بنفس نفیس اوترا اور میدان جنگ مین پہونچا تو باوجود اسکے کہ کئی کہنٹے لاشون کے دبائے جانیکے تئے کشتون کے پشتے دیکہکر ہوش اڑگئے اور اسی محرم و اندوہ مین ایوان سلطانی مین داخل ہوا دشمن کے ہتہیار اکین سلطنت سے کہینچی کرنے لگا

اور زبانی کے تواند گشت باز وجہ تیور اشکار | چون تواند بود شیر شرزہ آہو را شکار | افسوس ایسا دشمن حقیر ایک ادنی
تدبیر سے ہمارے اوپر غالب آجائے اور ہم اسطرح اوسکا مونہہ دیکھتے رہ جائین اب بغیر اسکے کہ بوجہ احسن اس جرات
کے عوض گوشمالی نہ دیجائے کسیطرح زخم جگر کو القیام نہین ہوسکتا اور نہ دل اندوہ گین کو قرار و آرام اسکے شعر

گر از گردش چرخ باشد امان | سنجد ہیچ کین خود از بد گمان | چنان سر کوبم شان در ستیز | کہ مانند زمانہا تا رستخیز

اوہر تو یہ حال تہا اور ادہر بادشاہان پرتگیز و سپانیہ اپنی ہی تشویش مین پڑے تہے یعنی جب اونہون نے
یہہ دیکہا کہ دشمن دفعتاً محاصرہ چہوڑ کے پہاڑ کے نیچے اوتر گیا اور اب کوئی متنفس اوسکا باقی نہین رہا تو تعجب
ہوکر کہنے لگے واللہ اعلم اس رجعت قہقری مین کیا مصلحت سوچی ہے اور یا وجود غالب ہونیکے کیون محاصرہ چہوڑ دیا
ایسا نہو قلعہ سے نکلکے ہی کوئی اور آفت ہمارے سر پر پا ہوجائے اور تدارک اوسکا حیز امکان سے باہر ہو شعر

درین زمانہ کہ بر دوست اعتمادی نیست | چگونہ غرہ توان شد بہ کردہ دشمن | آخر مین کسی مخبر نے حاضر ہوکر زبانی
ماجرا شب گذشتہ کا گذارش کیا اور سارا حال لشکر غنیم کے ضایع ہونے کا مفصل کہسنایا اسپر اور بہی زیادہ تعجب
ہوا اور حیرت نے ہر ایک کو گم و سرگردان کردیا لیکن سپہ سالار لشکر سپانیہ نے مآل اندیشی کو کام فرما کر فوراً قلعہ سے نکل تمام
راستون کا بندوبست کرلیا اور کچہہ آدمی صوبہ جات نواڑی و کیتہی لونیا وغیرہ کے جانب جو جنگاہ سے جنوب کی
پہاڑ کے نیچے واقع تہے واسطے رسد رسانی کے روانہ کئے غرض اسی قسم کے بندوبست طرفین سے تمام دن ہوتے رہے اور
اصلی معاملہ ایک پرہی نہ کہلا کہ کیا ہوا اور کیونکر ہوا جسوقت قریب پہر بہر کے رات گذری اور شب تارنے دیدۂ کو کچہہ
مین سرمہ لگایا شاہزادہ سبحان غیرت رستم داستان پہاڑ سے اوترکر لشکر غنیم کیطرف روانہ ہوا اور آہو صید سے فرمایا
کسیطرح یہہ معلوم ہوجائے کہ بادشاہ زمانیس نے بجائے خود اس مہم کی کیا تدبیر کی تاکہ ہم بفراغت تمام آگے کو کوچ
کرین اور اس معرکہ کو بادشاہان سپانیہ و پرتگیز ہی کی ہمت پر چہوڑ دین لیکن اوس دن بہ سبب خون شدگان شب
کے لشکر غنیم کا بوجہ احسن بندوبست کیا گیا تہا اور کوئی راستہ اور کوئی ناکا ایسا نہ تہا کہ جہان روشنی ہو اور
پہرے چوکی والے مستعد و مسلح نہ کہڑے ہون ہرچند اونہون نے چارون طرف گشت لگایا لیکن کہین کوئی صورت
اندر جانے کی نظر نہ آئی آخرش مجبور اپنے اپنے گہوڑے دور کسی مقام محفوظ مین باندہ دئے اور ایک کہتا کہودکر جا
وردیان اوسی قوم کی نکال اپنے اپنے لباس پر پہن لین اب بے کٹکے مختلف راستون سے لشکر غنیم مین داخل ہو

ایک جگہ اکٹھے ہوگئے اور ہر ایک مجمع مین کھڑے ہو ہو کے بیگانہ وار کنسو یان لینے لگے ناگہان چند آدمی شراب کے نشہ مین مست ایک سوڈا واٹر والے کی دوکان پر بیٹھے کہہ رہے تھے آج تو بادشاہ بڑے ہی تردد اور تفکر مین معلوم ہوتے تھے شام کو ہوا خوری کے واسطے بھی نہین نکلا دوسرے نے کہا وزیر اعظم اس سلطنت کا سلامت رہے بادشاہ کو کس بات کی فکر ہے اور وہ ناحق کیون اپنے تئین خلجان مین ڈالتا ہے لارڈ کریزی چاہے تو ایک ہی اصابت رائے مین تمام یورپ کو الٹ پلٹ کر ڈالے اور ایک تدبیر روشن مین تمام جہان کی شمع حیات کو گل کر دے چنانچہ پہلے نے کہا اونے کچھ اور سیاہ جنگی ملک فرانس سے طلب کی ہے اور بادشاہ سے عرض کیا ہے کہ ایک نہایت عمدہ ترکیب دشمن کے نی النار والسقر کرنے کی میری سمجھ مین آئی ہے انشاء اللہ تعالے آج شب کو بخوبی اوسکے اطراف و جوانب پر خوض کرکے علی الصباح خدمت عالی مین گذارش کرونگا اسی واسطے شاید سرشام سے خیمہ وزارت مین کسیکے آنے جانے کا بھی حکم نہین ہے تیسرے نے کہا حماقت ملکی مین کسیطرح تامل و تحمل روا ہی نہین رکھا گیا اور نہ ایسے موقع پر تامل اندیشی کچھ کام آئے کیونکہ جنگ و پیکار مین غور و تعمق سراسر بیکار ہے اور اوسکی تدبیر صرف تیغ تیز یا خنجر آبدار یقول شخصے شعر

با سخت نیک پیچ کسے راست نیست	مہرہ روس تا نکہ بجز تیغ تیز نیست

چنانچہ انھین مسایل کی رو سے اول ہی دہری مین اکثر موٹی عقل کے آدمی بھرتی کئے جاتے ہین تاکہ لڑائی کے وقت نازک خیالیون کو کام نفرمائین اور جان و مال کے ضایع ہونے مین کسیطرح کا تردد نکرین جیسے ہمارا جنگی لاٹ سرجیلس باوجودیکہ مہم سپانیہ کے سرکرنیکا بادشاہ کی خدمت مین بیڑا اوٹھا آیا ہے مگر اسوقت تک مزے سے تھی ایٹر مین بیٹھا نقالان روسی کا جنکو وہ خود فراہم کرکے اپنے ہمراہ لایا ہے تماشا دیکھ رہا ہے اور وہ بھی ایک نہایت عمدہ نقل سوئٹزرلینڈ کے عاشق و معشوق کی بیان کر رہے ہین جو ابھی چند روز ہوئے تمام اخبارات مین چھپ چکی ہے اور اونمین تمام معرکہ آرائیون کا سامان باندھ رکھا ہے جو باہم طرفین سے بسبب نقیض والدین کے ظہور مین آئین تھین یہ کہکر ایک پرچہ کاغذ کا جیب سے نکال دہین زمین پر ڈالدیا اور کہا آج اسی قسم کے ٹکٹ نقالان روسی کو واسطے باہر آنے جانے کے تقسیم کئے گئے ہین مین نے اپنے پرہ مین بسبب بدستی شراب کے ایک نقال سے اسے زبردستی چھین لیا تھا غرض اوسکا کسی شاعر کے اس قطعہ پر عمل ہے قطعہ

دریلا با جزع کن کہ ازان	اور زیان رست کوتہ کنی ازین	ارلاد وستان شود ملول	تا نیاشد ان شود دشمن

یہ اخبار سنتے ہی شمعون نے چپکے سے اوس ٹکٹ کو اوٹھا شاہزادہ سجان کی خدمت مین گذارش کیا اگر حکم ہوتا بعد

جیلے کے خیمہ مین جاکر زیادہ تر اس امر کو تحقیق کر آوے کیونکہ کمترین بالفعل ملک پولینڈ کا لباس پہنے ہوئے ہی اور وہ روسیون کے لباس سے ازبس مشابہت رکھتا ہے شاید کوئی نقالان روس کے دھوکے مین زرو کے اور فدوی خاطر خواہ اپنا کام کرکے چلا آوے بقول شخصے رباعی چون بقوت دین خصم زبون || حیلہ و کر از دست چون

که بحیلت کمان قوت رسا || میتوانی که همسلمانی زه || تبسم کرکے ابو سعید نے التماس کیا میرے خیال مین اسی ایک مضمون وزیر اعظم کے خیمہ مین داخل ہونیکا گذرا ہے اگر ارشاد ہو غلام اودھر کا قصد کرے لیکن گستاخی معاف ہو حضور کو بھی مع فیوزن کے درِ خیمہ تک چلنا پڑیگا فرمایا کیا مضایقہ ہم بیرونیشن چلنے کو موجود ہین یہ سنتے ہی سبھون نے ایک گوشہ مین جا فراسیسی وردی کو نیچے کیا اور اپنے اپنے لباس اوسکے اوپر پہنے یعنی اپنی اصلی ہیئت پر آگئے لیکن ابو سعید کو فیوزن سے اپنی پوشاک بدلنی پڑی کیونکہ اوسکا لباس پرتگیز رہنیانہ کی شوخی سے ملتا ہوا تھا اور ابو سعید کہ اوسی سے کام لینا تھا غرض تبدیل ہیئت کے بعد شمون تو کیدو تنہا جیکس کے خیمہ کی طرف روانہ ہوگیا اور ان تینون نے بارگاہ کرنیزی پر پہونچکر بذریعہ دربانان متعینہ ڈیوڑھی وزیر اعظم کو اطلاع کروائی کہ ایک شخص بادشاہان پرتگیز و ہسپانیہ کیطرف سے کچھ پیغام زبانی لایا ہے اور اندر آنا چاہتا ہے چونکہ پیغامبران لشکر کیواسطے کوئی خاص وقت معین نہین اور نہ کسی حالت مین کوئی انکو روک سکے فوراً کرنیزی نے بلاتفتیش ابو سعید کو اندر بلالیا اور شاہزادہ عالی تبار بیرون خیمہ فیوزن کا ہاتھ پکڑکے ٹہلنے لگا اور سوقت وزیر اعظم تن تنہا میز پر بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا اور تمام خیمہ سن سان پڑا تھا ابو سعید کے پہونچتے ہی قلم کو دانتون مین دبا کر ہاتھ روک لیا اور مونہہ کیطرف دیکھکر کہنے لگا وکیل کیا بات ابو سعید بلا تکلف ایک کرسی پر قریب پہلو مین بیٹھ کر کہنے لگا بالفعل یکم نومبر ۱۸۳۶ء کو پرنسیپ سنیم نمرہ تخت بوستان سلطنت پرتگیز کی سالگرہ ہونے والی ہے اور تا اختتام اس تقریب سبارک کے بادشاہ بلند بارگاہ کو سیطرن خونریزی بند گان خدا کی منظور نہین اسلئے واسطے بند رونکے اس گلکار زار کو موقوف رکھنا چاہتا ہے اور یقین ہے کہ بادشاہ ڈنمارک والی ملک فرانس تا پکا آقائے نعمت بھی یہ التہ پسند فرائے کیونکہ اس بہانہ سے چھندے اوسکی فوج کو بھی آرام ملسکتا ہے اور آیندہ کے واسطے بھی بوجہ احسن اس مہات مین ہر قسم کی معرکہ آرائی کا انتظام ہوسکتا ہے یہ سنکر کرنیزی نے جواب دیا خیر علی الصباح تمہارے بادشاہ کی اس درخواست کو جبہ فرسایان قدسی آستان کی خدمت فیضدرجت مین گذارش کیا جائیگا لیکن امید نہین کہ بالفعل اس قسم کی

الماس نہ پیدا فرمائی جائے کیونکہ یہ امر بہت پہلے چند دانوں اس مہم کے فیصل کرنے کا مصمم ارادہ فرما چکے ہیں ابو سعید کے کہ الحالیہ سرکار دولت الاقتدار کو بھی یہ ہی احتمال تھا کہ شاید اس پیغام فرخندہ فرجام سے مخالفت قسم کے خیالات پیدا ہوں اور ظاہر اس امر کے قبول کرنے میں انکار کیا جاوے اسواسطے ایک تلوار عجیب و غریب ظفر پیکر تمام متقطع الاطراف بلا ظہ دار شاہ فولاس کو ابلاغ فرمائی ہے یہ کہکر اپنی تلوار کو سے کہوں میز پر گرنیوں کے آگے رکھدی اور کہا یہ تلوار ابتدائے تیمار سلطنت پر تیگین میں کسی کارگیر نے حسب تعلیم پرتکیب ایک حکیم یونانی کے گرد ش کواکب کو بوسیلہ دس برس میں تیار کرکے ہمایوں ناصر خاوند نعمت کے جد امجد کی نظر فیض اثر سے گذرانی تھی جبکے تمام جوہر و رویہ بعینہ مقررات حرون تہجی کی صورت میں ترکیب دئے گئے ہیں اور یہ وہ جوہر ہر موافق مرضی بخت کے جریدہ شہر یاران وجود میں حرکت کرسکتے ہیں جبکے ذریعہ سے مختلف قسم کی عبارت جس منہ پر تلوار کے منظور ہو بنجاتی ہے پس اگر دائیں پہلو پر حروف تہجی کو حرکت دیکر کوئی سوال ترکیب دیا جائے تو بائیں پہلو پر خود بخود اوسی سوال کا جواب شل پیشین گوئی کے پیدا ہو جائیگا اور جو بائیں پر سوال کیا جائے تو دائیں پر جواب آجائیگا اگرچہ یہ تدبیر کسیطرح دور کرنے کے قابل نہ تھا لیکن صرف اسواسطے ارسال کیا ہے کہ بادشاہ خود نظر غور سے اس مہم کی نسبت ملاحظہ فرمائے دیکھئے کیا کہتے اور اچھی طرح اپنے دلمیں سوچے کہ آیا یہ التوا صرف سالگرہ کے سبب جائز رکھی گئی ہے یا محاصرہ کے خوف سے یہ سنتے ہی کرنیری نے تلوار کو میان سے نکال لیا اور کہا اچھا استحانا اس سوال کے حروف تہجی کرو (بعد محاصرہ ہو جانے قلعہ کے آہنگ بادشاہان پرتگیز و ہسپانیہ کہاں کہاں رہے) ابو سعید نے کہا بہت اچھا اور تلوار اپنے ہاتھ میں لے ایک ہی وار میں کرنیری کے دو ٹکڑے کر ڈالے شعر

بزد تیغ و انداخت از تن سرش	فرو ریخت چون رود خون از بدن
زمین شد بزیر اندرش ناپدید	یکے چشمۂ خون از و بر دمید

فعند اس کار نمایان کے فوراً تلوار کو میان کر جیب کے باہر نکل آیا اور مع شاہزادۂ مقبل اقبال اور فیروز آشفتہ حال چپکے ہی سے ایک طرف کو کمک دیا وہاں کسیکو یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ اندر کیا معاملہ گذرا اور وزیر اعظم ایکبارگی رہا یا دور ہو گئے جب یہ تینوں بخیریت تمام اوس منزل سے لگکر تھوڑی دور آگے بڑھے تو ابو سعید نے تمام و کمال حال وزیر کے قتل کئے جانے اور چھ سام خون آشام کے جوہر دکھانے کا مفصل شاہزادہ کی خدمت میں گذارش کیا وہ سنتے ہی اس مژدہ کے خوشی سے اچھل پڑا اور گلے سے لگا کر بہ نوازش و اکرام زمانے لگا رباعی

ایرے باید چگونہ یارے بایدا	یارے کہ گزہ ز کار من بگشاید

ہر گہ کہ جمال خویشتن بنماید	زایئنۂ دل غبار غم بزداید

ابھی بیان یہہی ذکر ہو رہا تھا کہ شمعون نے ایک طرف سے ہوکر شاہزادۂ والاجاہ بلند بارگاہ کے قدم مبارک آنکھوں سے لگائے اور عرض کیا کہ کمترین بھی حضور کے اقبال سے جنبلیس بدفعال کو جہنم واصل کرآیا فرمایا کیونکر ملتمس ہوا جسوقت غلام اوسکے خیمہ کے برابر پہونچا ایک سنتری نے دور سے حکم دور کی آواز لگائی تا بعدار بلاخوف وخطر اونہین نقالان روسی کے ہراولون مین اپنے تئین بیان کرا اور وہ ہی ٹکٹ دکہا سیدہا خیمہ کے اندر جا داخل ہوا جسوقت اندر پہونچا دیکہتا کیا ہون خاص طرفین کی معرکہ آرائی کا حال بیان ہو رہا ہے اور چارون طرف نقالان روسی کمانین کھینچے ہوئے مستعد کھڑے ہین مین بھی ایک گوشہ مین کہہ آڑ دیکہہ عین جنبلیس کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اپنی کمان کندہے سے اوتار رہا تہہ مین لیلی جسوقت برے آگے تہوڑا سا آدمیون کا ہجوم ہوا فورا شست ودشت ملاسن سے تیر جہوڑ دیا اور وہ تقدیر الٰہی سے ایسا کاری اوسکی پیشانی پر بیٹہا کہ لگتے ہی کرسی سے اولٹ دیا اور بیٹہتے ہی جہان سے اوٹہا دیا شعر

ہمان دم برفت از تنش جان پاک	تنش خستہ انگند بر تیرہ خاک

کس اوسکے اولٹتے ہی تمام لوگ نقالان روسی کیطرف دوڑ پڑے اور مین جھٹ پٹ وہ لباس اوتار ایک طرف کھڑا ہو گیا پر کیا تہا خاصہ فراسیسی سپاہی بن گئے بندون خیمے کے باہر نکل آیا اور حضور انور کو تلاش کرتے کرتے یہانتک پہونچگیا یہہ ماجرا سنکر شاہزادہ نے شمعون کو بہی سینے سے لگا لیا اور فرمایا شعر

تو کار یکصورت دہی ہر زمین	بعدہ چارون جسطرح لشکر مین داخل ہوئے تہے
آفرین بر تو آفرین	

اوسیطرح باہر نکل گئے اور فرودگاہ خاص پر پہونچ صبح تک ہزار ہزار شکر ایزدمنان کے فضل واحسان کا کرتے رہے بعد انفراغ نماز صبح شاہزادۂ والاہمر نے یاران ہمدم سے فرمایا اب بخوبی اس مہم کیطرف سے اطمینان حاصل ہو گیا کیونکہ رکن اعظم جنکی ذات پر سارا مہمات ملکی ومالی کا مدار تہا وہ تو طرہی ہو چکے پہر غم کاہے کا رہ گیا اور اب بادشاہ زنیلیس بغیر ہاتہہ پاؤن کے کر ہی کیا سکتا ہے ہان بسبب بدنامی اور شرمندگی کے مقابلہ سے باز نہین آسکتا سو بادشاہان پرگیز وسپاہ بہی ایسے گئے گذرے نہین کہ بغیر مہت کئے بیٹہیار کہولین اور دشمن کو اپنی جاتی پر چڑہا لین غرض بالفعل اس سے زیادہ ہم کسیطرح مدد نہین دے سکتے اور نہ ایک ادنی معاملہ کیواسطے اپنے سارے کام معطل کرسکین یہہ کہکر اسپ صبا رفتار پر سوار ہو آگے کو چل نکلا اور

فنون مصاحب رفیق مصائب بھی ساتھ ساتھ ہولیے	رباعی	ہر کس کہ سفر کند پسندیدہ شود	و عین کمال نور دیدہ شود
یا کیزہ تر از آب نباشد چیزے		ہمچو کہ کند مقام گندیدہ شود	روانہ ہونا کوہ پرنیز سے شاہزادہ

سبحان نور دیدۂ عالم و عالمیان رشک ماہ نیوت خورشید کاا ور راستہ مین ملاقی ہونا عماد بن عمید کا یہ حکایت عجیب اور روایت غریب حاکیان رطب الیبان نخلستان سخنوری اور راویان شیرین زبان شکرستان ہنر پروری سے یون سننے مین آئی ہے کہ شاہزادہ گردون رکاب فلک انتساب مع ابوسعید وغیرہ احباب کے دوسری رمضان المبارک ۲۵۰ ہجری روز پنجشنبہ کو پرنیز سے اتر کر شہر قواکس مین جو دریاے گرگانی کی ایک شاخ پر واقع ہے آیا اور وہان سے کوچ در کوچ ساتوین روز شاہزادہ فیچرسن کی تلاش مین شہر چیرس تک پہونچا جو فراسیس کا دار السلطنت ہے اور دریاے سنی پر آباد ہے لیکن یہان آکر سنا کہ شاہزادہ عرصۂ دراز سے بتقریب شکار کوہ واسگس پر جو پیرس کے مشرق مین واقع ہے مع قوالبعین و مصاحبین تشریف لے گیا ہے اسواسطے دوسرے روز یعنی دس رمضان روز جمعہ کو اوس سرتاج عاشقان اور دستگیر درماندگان نے اوس جگہ قیام کرکے گیارہ کوس شہر چیرس سے واسگس کی جانب کوچ فرمایا اور منزل بمنزل فیچرسن کا پتہ لگاتا ہوا چوتھے روز دریاے موسلی کو عبور کرکے قریب دامنہ کوہ کے جا پہونچا ابھی نوبت قیام کی نہین آئی تھی کہ ناگہان ایک درخت کے غنچہ مین سے جو کسی چشمۂ خونگوار پر واقع تھا

آواز دردناک کسینے یہ شعر پڑھا	شعر	انبقطتہ خالہ وخلت بعین	فصار العین عینا للبکاء

اگرچہ شاہزادہ بسبب بعد مسافت کے اوس آواز کو پہچان نہ سکا لیکن جذب محبت نے کچھ ایسی تاثیر بخشی کہ ایک حالت وجد مین اوسی جگہ لجام اسپ صبا خرام کو روک کر کھڑا ہوگیا اور ہمہ تن گوش ہوکر اوس آواز کو سننے لگا اتنے ہی مین اوروہر سے اس غزل کے پڑھنے کی آواز آئی

غزل

چشم زغمت پر آب تا کے	ز ہجر تو دل کباب تا کے	چون غمزہ چشم نیم مستت	حال دل من خراب تا کے
بخت من زار دل رمیدہ	چون چشم خوشت بخواب تا کے	از نیچہ چشم من فراق دیدہ	رخسار تو در حجاب تا کے
بیچارہ دل من از فراقت	در محنت و اضطراب تا کے	ایا ابن عماد بے دل آخر	اے ترک خطا خطاب تا کے

بس یہ غزل سنتے ہی شاہزادۂ عالی تبار ایسا بیقرار ہوا کہ ابوسعید وغیرہ کو وہین چھوڑ کر تنہا اون درختون

کیارات چل نکلا جب اندر پہونچا تو دیکھتا کیا ہے عماد بن عبد ایک درخت سایہ دار کے تلے نماز عصر سے فارغ ہو دونوں
جہان سے اور تسبیح ہاتھ مین لئے وظیفہ وار استغفار فراقید پڑھ رہا ہے شاہزادہ نے پہونچتے ہی کہا اسلام علیکم قبلہ
سن لیکر ابن عماد نے جو یکایک شاہزادہ کی صورت دیکھی بے اختیار سلام کا جواب دے قدمبوس گر پڑا اور زمرط
محبت سے بار بار خاک کف پا کو بوسے دینے لگا لیکن شاہزادہ نے کمال مہربانی سے اوٹھا چھاتی سے لگا لیا اور فرمایا

منم کہ دیدہ بہ دیدار دوست کردم باز	چو شکر گویمت اے کارساز بندہ نواز

اے ابن عماد واللہ تو میری جدائی کا صدمہ ہمکو ہوا ہے ہمین جانتے ہین یا ہمارا دل غمدیدہ داغگاہ ہے تم ایسے گئے کہ پھر اولکر خبر بھی نہ لی
اور یہہ بھی نہ پوچھا کہ کوئی اور بھی ہمارے ساتھ تھا یا نہین شعر
شکوہ ہے رفتگان مقام بعید کا
ایسے گئے کہ خط بھی نہ بھیجا رسید کا پھر تو یہ تو کہو ہم سے علحدہ ہوکر کہان کہان کی سیر کی کدہر کدہر رہے یہان
کیونکر پہونچے اور اب کس شغل مین مشغول ہو اوسنے دست بستہ گذارش کیا ایندہ اور دروے زمین سایہ حضرت
رب العالمین مکرمین حضور انور کے قدوم میمنت لزوم سے علحدہ ہو کر ایسی سخت آفتون مین مبتلا ہوا کہ چرخ
جفاکار چین ماں گیا گردش فلکی نے دانت نکال دئے لیکن قسمت مین دیدار فیض آثار سے مشرف ہونا لکھا تھا کہ
آجتک باوجود اون سختیون کے زندہ رہا اور توتیاے خاک قدم سے دیدہ بلا دیدہ کو منور کیا شعر

امروز بخت نیک بشارت رسان ماست	اقبال را بہ پردۂ امید صد نواست

یہہ کہکر ابتداے تباہی جہاز سے پرتگیز کے پہونچنے سمک حرن بحرون مفصل و شرح اپنی تمام نام کہانی نہایت خوش بیانی کے ساتھ سنا
چلا گیا لیکن جب خورشید لقا کا ذکر آیا تو صرف اتنا ہی کہکر آگے کو چل نکلا اگرچہ وہ بت بے پیر بھی غیرت بدبیر ہے
لیکن صاحب تصویر نہین کیونکہ ایک حکمت عملی سے بدین خیال غلام بھی اوسکے حسن و جمال کی زیارت کرآیا ہے
کہ شاید حضور انور کا اوسطرف جانا ہو اور کرتہ ہی کی نسبت تفتیش حال کے لئے دوبارا حکم صادر فرمایا جائے یہ
فقرہ سنتے ہی شاہزادہ سمجھ گیا بلاشک یہہ ہی حضرت اوس بیچاری کو ذبح کرکے چھوڑ آئے ہین اور آپ بھی اوسکے
تیر غمزہ سے کو رے نہین بچے لیکن اوس موقع پر چونکہ ٹوکنے سے سلسلۂ کلام منقطع ہوتا تھا اسلئے لقمہ ندیا فقط
مسکرا کر خاموش ہو رہا اور عماد بھی بے خبر اپنی اوسی دھن مین آگے بڑھتا چلا گیا یعنی عرض کیا پرتگیز سے ایک
ہی دن بعد تا بعد ار کو آب و دانہ کشان کشان اسطرف کھینچ لایا اور ظاہرا اوپر کے آنے مین مطلب یہہ تھا

کرشاہزادہ فیچرسن سے ملاقات کرکے جنگ وجدل پرتیز کی بابت کچھ گفتگو کیا لیکن کیونکہ روساء شہر سے اس مہم کی نسبت مختلف قسم کے اخبار سننے مین آئے تھے لیکن یہان پہونچکر جب فیچرسن سے ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ اوسکو لڑائی سے سروکار ہی نہین اور نہ وہ ایسے ایسے ادنی معاملات مین بندگان خدا کی خونریزی کو روا رکھے یہ سنکر شاہزادہ نے فرمایا بھلا کتنے یہان پہونچے فیچرسن کی خدمت مین رسوخ کرکے پھر آگئے اور پرتگیز مین خورشید لقا کو کس حکمت عملی سے دیکھا آئے عرض کیا فیچرسن کی ملاقات کا تو بیحد معاملہ گذرا یعنی یہان کمترین نے پرسون قبل دوپہر کے دریاے سوسلی کے قریب پہونچکر سنا کہ آن کی روز سے شاہزادہ اسی مقام پر فروکش ہے اور دریائی جانورون کا شکار کھیلتا پھرتا ہے اسلیے غلام یہین ٹھہر گیا اور اپنے دلمین مختلف تدبیرین ملاقات کی سوچنے لگا لیکن کوئی بن نہ پڑی آخرکار اوسے سوچ مین نماز ظہر کا وقت قریب آگیا اور تا بعد دریا کے کنارے جا منہ ہاتھ دھونے کے لیے بیٹھ گیا اتنے ہی مین خدا کی قدرت سے شاہزادہ فیچرسن بھی اوس جگہہ مع چند مصاحبین خاص شکار کھیلتا کھیلتا آنکلا اور کسی خواص کے انتظار مین گھوڑے سے اوترے میرے قریب ٹہلنے لگے چونکہ اس سے بہتر کوئی اور موقع اوسکی ملاقات کا میری دانست مین ہاتھ نہ آتا اسلیے فوراً اپنی جگہہ سے اٹھ موافق قاعدہ سلاطین کے خوشی خوشی آداب بجا لایا اور اس فصاحت و بلاغت سے چند فقرہ دعائیہ اوسکی خدمت مین گذارش کئے کہ اگر سحبان وایل بھی اوجگہہ موجود ہوتا تو سبحان اللہ کہکر میرا منہ چوم لیتا مگر وہان کسی نے یہہ بھی نہ پوچھا کہ تو ہے کون اور رکتا کیا ہے اس بے اعتنائی سے حالانکہ غلام اسقدر افسردہ خاطر ہوا کہ اوسکی طرف سے پیٹھہ موڑ بدستور اپنی جگہہ بیٹھہ گیا اور ایک آہ سرد سینہ پر سے کھینچکر کہنے لگا سچ کسی شاعر نے ایسے ہی موقع پر کہا ہے **شعر**

چو در گیرد بوعلی پول نیست	سخن گرچہ بسحر است مقبول نیست

اگر اسوقت لباس مکلف میرے زیب تن ہوتا تو یقینی یہ سب بیتیز تفتیش حال مجھے اپنے سر پر بٹھا لیتے اور شاید کوئی یہہ بھی نہ پوچھتا کہ تو کیچہ جوہر ذاتی بھی رکھتا ہے یا نہین بس اب انشاء اللہ تعالے حیثیت ظاہری درست کرنے مین کوشش کرینگے اور اس فصاحت و بلاغت پر خدا نے چاہا تو لغت ہی نہین گے **مثنوی**

اگر خواندی علوم بے نہایہ	گر میزان درس گیری تا ہدایہ	گر ملا ے خوش تقریر گردی	یزدو طبع عالم گیر گردی
مگر ناورکہ ہمیان نداری	مدار از اہل عالم چشم یاری	بیا فرخے تلاش سیم و زر کن	غم تحصیل علم اندر بدر کن

ابھی مین یہ اپنے دل سے یہ بہی مباحثہ کر رہا تہا کہ ناگاہ شاہزادہ فیچرسن نے اپنے مصاحبین سے فرمایا بھلا اس دریا کا پاٹ کیطرح اس جگہ سے بہی کھڑے ہوکے ناپا جاسکتا ہے یہ سنتے ہی سب کے سب یکزبان ہوکر بولے اچھا جان اگر تختہ مسطح ہو تو یہان سے بہی از روے قاعدہ تقاطع کے پوری پوری مساحت اسکی ہوسکتی ہے فرمایا اگر تختہ مسطح ایک وقت موجود نہو تو۔ عرض کیا پہر البتہ ناممکن ہے یہ جواب ناصواب سنکر یکایک میرا دل بہر اٹھا اور باوجود ضبط یہان کے کسیطرح بغیر بولے جی نہ مانا آخر مجبور ہے حیا بکے دوبارا غلام اوسکے پاس گیا اور التماس کیا اگر حکم ہو تو مین صرف اپنے ہاتھ پاؤن سے اس دریا کا عرض یہین کہڑے کہڑے ناپ کر گذارش کردون اور اور ناممکن کو ممکن کر دکہاؤن شعر ور لباس من مبین بر جوہر من کن نگاہ | پنجو شیر اصیلو ور لباس کہنہ یہ سنکر فرمایا اچھا پہلے اوسکی ترکیب بیان کرو۔ مین نے کہا عین لب دریا خوب ایڈیون کو جماکر سیدہ ہاتہ دوسرے کنارے کیطرف رخ کرکے کہڑا ہو جاے اور احتیاطاً اپنے بائین ہاتہ سے گلا پکڑکے ٹھوڑی کو اوسپر سہارا دے تاکہ سر اوپر نیچے حرکت نکرنے پائے بعدہ دایان ہاتہ اپنے ماتہے پر بہوؤن کے قریب اسطور سے رکہکر کہ صرف کلائی کی حرکت سے آنکہون کے روبرو موافق مرضی کے ہتیلی کا حجاب پیدا ہوسکے خاص خط مستقیم مین جسپر تمام جسم بجاے عمود کے تصور کیا جاے اپنے روبرو والے کنارے کو دیکہے اور اسقدر دائین ہاتہ کو اگلی طرف سے نیچا کرلے کہ سواے دریا کے تمام چہترین خشکی کی جو اوس پار ہون ہتیلی کے حجاب مین آجائین جب اس ترکیب سے بخوبی اطمینان ہوجاے تو اوسی ہیئت گذائی سے ایڈیون پر زور دیکر مع تمام جسم کے اپنا رخ خشکی کیطرف پہیر دے مگر اس بات کا خیال رکہے کہ مطلق سر جنبش نکرنے پاوے اور نہ دایان ہاتہ اونچا نیچا ہو جائے اب جس جگہ نقطۂ حماس پیدا ہو یعنی جہانتک بسبب حجاب دست راست کے نظر کام کرے اوسکو عرض دریا سمجہنا چاہئے کیونکہ اس گردش کے باعث ایک خیالی قطعہ دائرہ پیدا ہوجائیگا جسکا مرکز ایڈیان ہین اور علم ریاضی کے علوم متعارفہ کی رو سے بخوبی ثابت ہوچکا ہے کہ جسقدر خطوط مرکز سے محیط کیطرف کہینچے جائین وہ سب آپسمین برابر ہونگے پس جو خط کہ ایڈی سے نقطۂ حماس تک کہینچا جائیگا وہ برابر ہوگا اوس خط کے جو ایڈی سے دوسرے کنارے تک کہینچا جائے اور اصول موضوعہ کی رو سے یہ مبین اختیار حاصل ہے کہ ان دونون مین سے جاہے جس خط کو ناپ کر اپنا اطمینان حاصل کرلین یہ ترکیب سنتے ہی شاہزادہ فیچرسن اوویل اوویل کہہ

اپنے چوٹڑ پیٹنے لگا اور نہایت خوش ہوکر اوسیوقت خاکسار کو زمرۂ مصاحبین مین داخل کرلیا غرض ایک ادنی تدبیر سے آناً فاناً مین غلام مشیر خاص ہوگیا اور وہی دنمین سارے قضیئے فیصل کرڈالے البتہ پرنگنیہ مین بڑا زور لگانا پڑا تھا اور وہان بغیر جھوٹھ بولے دربار خاص تک باریاب بھی نہین ہوسکا یعنی پرنگنیہ مین اپنے تئین فیچرسن کا مصاحب قرار دیا تھا اور تصویر کھینچنے کے بہانے بشکل شاہزادی خورشید لقا کی زیارت نصیب ہوئی تھی کیونکہ شعر

وحشی نگہان عاشق غمخوار نخوا ہند	ور گلہ آہو نیو در اشبان را

یہ کہکر دل جو بہر آیا بے اختیار رونے لگا اور دست بستہ گذارش کیا اے قبلۂ مقصود کونین واے کعبۂ بہبود دارین جس دن سے حضور کے قدم چومے ہین دل کا عجیب عالم ہوگیا ہے نہ آبادی سے مطلب ہے نہ جنگل سے سرو کار ہے نہ رونے سے چین پڑتا ہے نہ ہنسنے سے قرار ہے شعر

نہ با صحرا سرے دارم نہ با گلزار سودائے	ہر سو میروم از خویش می مالد تماشائے

یہ سنتے ہی شاہزادۂ سپہان سر دفتر عاشقان نے فرمایا جنے تمہاری تسکین خاطر کے لئے ایک عجیب تعویذ پیدا کیا ہے جسکے دیکھتے ہی یقین ہے تمہاری بیکلی دور اور طبیعت مسرور ہوجائے یہ فرماکر چٹھی خورشید لقا کی جواسنے چلتے وقت دی تھی جیب سے نکال ابن عماد کے روبرو رکھدی اور کہا ذرا اسے کلیجہ سے لگاؤ دیکھو تو کیا تاثیر پیدا ہوتی ہے شعر

علاج تیرے تیغ کا ہے یہ ہی اے دل	تو اوسکے نام کو لکھہ لکھہ کے ہرگ پان کو چاٹ

یہ تقریر سنتے ہی عماد نے شرم سے آنکھین نیچی کرلین اور اپنے دلمین سمجھہ گیا کہ کسی نہ کسی طرح میری عشق و عاشقی کا حال شاہزادۂ بلند اقبال پر ظاہر ہوگیا پھر چٹھی کو کھولکر جو دیکھا تو تمام شک رشبہ رفع ہوگئے اور عجیب وغریب قسم کا مضمون نظر آیا جسکا ترجمہ بعینہ واسطے احتظاظ ناظرین کے ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

ترجمہ خورشید لقا کی چٹھی کا مورخہ ۲۹ ستمبر ۸۶۶ء روز چارشنبہ۔ میرے پیارے گمنام معشوق

(۱) اگرچہ تم دفعتاً ایک انجان آدمی کیطرح سے ایسے خاص مضمون کی چٹھی پہونچتے ہی تعجب کروگے لیکن مین یقین جانتی ہون کہ جب تمہین ۲۷ ستمبر ۸۶۶ء روز دوشنبہ کی سرگذشت یاد آجائیگی تو خود بخود سمجھہ جاؤگے کہ یہ چٹھی اوس شخص کے پاس سے آئی ہے جو اوس دن خاص تمہارے آگے زبردستی تصویر کی صورت بناکر بٹھادیا گیا تھا اور اب کسی صورت سے اپنی طبیعت کو نہین روک سکتا ہر چند مجھے اپنے خیالات سے افشاء راز کے باب مین ایک بہت بڑا جھگڑا کرنا پڑا اور عرصہ تک اسی کشمکش مین مبتلا رہی لیکن آخرش

طبیعت کے اضطراب نے شکست فاش دلوائی اور مجبور نوک قلم سے اپنے غنچۂ دل کی ایک ایک پتی کرکے آپکے آگے رکھ دینی پڑی لیکن پہلے میں اپنی گستاخیوں کی نسبت جو خیالات کے ذریعہ سے ظاہر و باطن ظہور میں آئے ہیں یا آیندہ آوین معافی چاہتی ہوں بعدہ آزادانہ مضمون لکھنے کی اجازت حاصل کرکے امید کرتی ہوں کہ تم وہاں دیکر میرے اس بولناک قصے کو سنوگے اور یہ چند سطریں جو میری سچی محبت ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں اپنی مہربانی سے قبول فرماؤگے۔ (۲) تم مجھ پر ہنسوگے تو نہیں اور میری باتوں پر تعجب تو نکروگے اگر میں کہوں کہ جب سے میں نے تمہاری صورت دیکھی میرا دل ہر وقت تمہاری ہی یاد سے بھرا رہتا ہے اور ہر وقت اوسی مبارک گھڑی کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے کہ تم میرے روبرو بیٹھے تصویر کھینچتے ہو اور میں نقش دیوار بنی ہوئی حیرت سے تمہارا مونہ تکتی ہوں کاش میں اپنی محبت تمسے نہ چھپاتی اور جو میرے دلمیں تمہاری اوسیوقت ظاہر کردیتی لیکن میں کب گمان کرسکتی تھی کہ تم ایسی جلدی چلے جاؤگے اور مجھے تقریر کے عوض اپنے اون حالات کو تحریر کرنا پڑے گا جو الفاظ روزمرہ کے استعمال سے بمشکل دوسرے کی سمجھ میں آسکتے ہیں۔ (۳) دونوں سے میں ایک ایسی آفت میں مبتلا ہوگئی ہوں جسنے تمہارے دلکی خواہش کو باطل کردیا ہے اور خیالات ظاہری و باطنی کو مٹا ڈالا ہے وہ آفت کیا ہے محبت اور تم میرے پیارے تم خاص محبت پیدا ہونے کے باعث ہو۔ ہرچند میںنے تمام اون تدبیروں کے ساتھ جو میرے امکان میں تھیں اوس آفت کے دور کرنے میں کوشش کی اور مختلف قسم کے تماشوں میں دل بہلایا لیکن کچھ فائدہ نہ بخشا کیونکہ تمہاری یاد میرے تمام خیالات کے ساتھ ایسی مخلوط ہوگئی ہے کہ میں اونکو کسی حکمت سے درست نہیں کرسکتی اور سچ یہی ہے تو کیونکر درست کرسکوں تجھے تو ایسا میرے دل پر قبضہ کرلیا ہے اور اسطرح میرے جی میں سماگئے ہو کہ نہ میں کچھ دیکھ سکتی ہوں نہ سن سکتی ہوں جدھر نگاہ اوٹھاتی ہوں تمہیں دکھائی دیتے ہو اور جب کوئی کچھ ذکر کرتا ہے تمہارا ہی قصہ سمجھ میں آتا ہے۔ (۴) غرض میں اپنے خیال نہیں ظاہر کرسکتی جو تمہاری ایسی جلدی کی جدائی سے میرے دل پر پیدا ہوئے ہیں اور اگر میں اپنے دل کو منصف کروں تو تم ہی بالکل میری یاد سے بے خبر نہیں معلوم ہوتے۔ نہیں نہیں خدا جانے میںنے یہ کیا کہدیا ہاں دیدۂ اسبات کا یقین کرسکتی ہوں کہ تم اوس شخص کی محبت کرنے کو ناجایز نہیں رکھ سکتے جسکے تمام خواہشیں اور خوشیاں صرف تمہارے ہی دیکھنے پر موقوف ہیں

(۵) آیندہ زمانہ جدائی کا شاید اس سے بھی سخت آئے اور اوسکا ماننا بہ نسبت پچھلے وقت کے گونہ دشوار ہو اسواسطے جلد دو بارا تمہاری صورت دیکھنے کی امید کرتی ہے کشتہ ناز مہ تن اشتیاق منتظر ظلم و ستم سے دونیم۔ تمہاری سچی محبت کرنیوالی سنبلیم۔ یہ بیٹھی پڑھتے ہی عماد کا حال متغیر ہوگیا اور مجبور اپنا تمام و کمال قصہ شاہزادۂ جہانبان سخت کی خدمت مین عرض کرکے رونے لگا اور یہ شعر پڑھا شعر مانیم و دل غمزدہ و غصہ فزائے آن نیز بصد پارۂ و بہر پارہ بجائے شاہزادہ کو تو سارا حال پہلے ہی سے معلوم تھا نہایت مہربانی سے تسکین دیکر فرمایا واللہ بخدا خورشید نقا کی صورت دیکھنے ہی ارادہ کیا تھا کہ تمہارے ساتھ منسوب کردیا جائے لیکن آثار عشق اوسکے چہرہ سے ملاحظہ کرکے اور ایک لغو داستان شاہزادۂ نیچرسن کی مصاحب کی اوسکی زبانی سنکے وہ ارادہ فسخ کردیا تھا اب الحمدللہ کہ تمہین اوسکے مطلوب نکلے اور تمکو بھی مبل و جان اوسکی خریداری منظور ہے پکا ہے کا تردد رہ گیا اور اب ناحق کیون رنج والم کھاتے ہو کیا ہمین نہین دیکھتے کس مصیبت مین گرفتار ہین اور کیسی بلاے ناگہانی مین مبتلا ہوگئے ہین نہ یہ معلوم ہے کہ معشوق کون ہے اور کیا نام ہے اور نہ یہ کہہ سکتے ہین کہ وہ ہماری محبت کرنے کو جایز بھی رکھیگا یا نہین شعر

در ین چمن ستم از بلبلان زار یکے	ولے بہ زاری ما نیست از ہزار یکے

جنتا جب سے تم جدا ہوئے ہو بسبب ضبط کے اور خاموشی کے ربط کے دل قابو مین نہین رہا کلیجہ کے سو ٹکڑے ہوگئے نہ کوئی اس قابل تھا جس سے اپنے غم والم کا حال کہہین اور نہ سواے تمہارے کسی سے حال دل بیان کرنے کو جی ہی چاہے رات رات بھر روتے تھے اور اپنے ہی دل سے اپنی کہانی کہہ کہہ کر صبح کردیتے تھے شعر

چنان محو تماشایش شدم در خلوت شبہا	سرنا زنظر شد رشتۂ تسبیح کوکبہا

یہ کہکر تمام و کمال سرگذشت جو جہاز کے تباہ ہونے کے بعد آجتک گذری تھی مختصر مختصر ان سے کہدی کہ سنائی اور فرمایا حکیم تھالیسن صاحب نے کہ وہ اطلس پر بہت کچھ ہماری تسکین فرمائی ہے اور یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ دوبارہ ایک مہینے بعد ملاقات کرکے جو کچھ ہمارا حال ہے وہ ہم خود ظاہر کردینگے لیکن کیا معلوم اونہین یاد رہے یا نہ رہے اور اونکے اوستاد حکیم تالیوس صاحب سے ملنے کی اجازت دین یا نہ دین بہرصورت ہماری کوئی بات قابل اطمینان کے نہین اور کسیطرح یہ امید نہین کرسکتے کہ دل ناکام اس رنج والام اور غم کے بعد یقینی اپنی مراد کو پہونچ بھی جاے شعر مشکل امید تو کب بہکر نظر آتی ہے صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہے ؛ اب یہ تو کہہ چکے اپنا نام کیا مقصود کیا ہے اور اپنی داستان کسطرح کونکے

آگے بیان کی ہے کیونکہ جناب حکیم صاحب ممدوح نے اصلی حال ظاہر کرنیکی زنہار اجازت نہیں دی اور سچ بھی ہے خدا جانے صحت صحت بیان کرنے مین کیا کچھ فتور نہ برپا ہو جائین شعر گفتار صدق باعث آزار میشود
چون حرف حق بلند شود دار میشود و تمامی عمیدہ نے عرض کیا غلام کو پہلے ہی اسباب مین علم غیبی سے ہدایت کافی ہو چکی ہے کیا معنی جب حضور کے قدموں سے علیحدہ ہو کر تا بصدار و اراب کے جہاز پر ہو پہنچا ہے اور بعد دو ہو جانے طوفان ناگہانی کے اور بیہوشی سے آنکھ کھلی ہے تو بسبب حواس باختگی کے سیقدر صحیح اخبار زبان بر قیامت دار ایکے روبرو نکل گئے تھے لیکن اوسیوقت وفتاً ایسی کچھ غنودگی نے غلبہ کیا کہ غلام دین و دنیا فراموش باتین کرتے کرتے دوبارا بیہوش ہو گیا اور مطلق فی بدن کی سدہ بدہ باقی نرہی اوسی عالم بیہوشی مین دیکھتا کیا ہون ایک مرد بزرگ متبرک صورت میرے سرہانے کھڑا میری طرف گھور گھور یہ قطعہ پڑھ رہا ہے قطعہ

آنچہ ناگفتنی است در دل خویش	اگر بدہان بیان شتابہ کہ دل
تنوا مند کہ سازد ش حاصل	اگر ش ندہی زبان طلبہ

تہائی قدرت سے جسوقت غلام کو شہر نیرومین ہوش آیا ہے تو بجنسہ یہی قطعہ زبان پر جاری تہا اور خود بخود دل نادم ہوتا تہا کہ تو نے بڑی غلطی کی جو ایک مرد غیبی کے روبرو اپنا سارا حال بیان کر دیا جایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے چنانچہ اوس دن سے آجتک کسی کے آگے صحیح روایت بیان کرنے کا اتفاق ہی نہین ہوا اور حضور پر نور کا ذکر تو جب آیا ہے سوائے اشتیاق قدمبوسی کے کچھ زبان سے نکلا ہی نہین ہان تیونس کے روبرو البتہ کسیقدر زیادت برگزیدہ کے اوصاف عمیدہ کا ذکر آگیا تہا لیکن مولد و منشار کی نسبت یہان بھی کچھ گفتگو نہین ہوئی غرض یہ ساری باتین اور پیش بینیان میری دانست مین اونہین حکیم صاحب ممدوح کی معلوم ہوتی ہین اور وہ فی الواقع ہر حال مین آپکے ممد و معاون ہین ورنہ کہان حکیم صاحب اور کہان داراب کا جہاز بہلا اونہین کیونکر معلوم ہو گیا کہ عاد کہان ہو پہنچا اور اون سے کہنے کہدیا کہ اہل جہاز کے روبرو نہ کہنا

کار پاکان را قیاس از خود مگیر	تا کہ ماند در زمستان شیر شیر
شیر آن باشد کہ آدم میخورد	غیر آن باشد کہ آدم میخورد

یہان تو غلام و مخدوم مین یہ راز و نیاز کی گفتگو ہو رہی تہی اور وہان شاہزادہ فیروز حسن عمادین عمید کی تلاش مین مبتلے امجد بن مجید اپنے تئین مشہور کر رہا تہا مصطفر باد نگے سر چڑھی چوٹی گھوڑا اڑاتا پہرتا تہا گاہ گاہ دوسرے ایک میدان مین ابو سعید کو جو نماز پڑہتے دیکہا سمجہا یہ بھی ابن ماجد ہے فوراً نمازی تیز رفتار کو نزدیانہ لگا خاص

اوسکے سر پر آن کر ملا ہوا لیکن جب پاس سے دیکھا تو معلوم ہوا یہ تو کوئی اور ہی شخص ہے اور تو طوطی دو رسیدہ دو آدمی اور بھی نظر آئے یعنی متمول اور فیوزن لیکن ایکحالت استغراق مین افسردہ خاطر بیٹھے باہم کچھ باتین کر رہے ہین اسنے پہونچتے ہی کمال آدمیت سے اونکا نام و نشان پوچھا اور وہان آنے کا سبب دریافت کیا اونہون نے بے عرضا جواب دیا ہم لوگ ملازمین ہین سلطان روے زمین خدا وندنعمت و نگین مصدر فیض نامتناہی مظہر صفات الٰہی منبع جود و کرم سرچشمہ حیات عالم ہمارے ہمایون فال خقاے ہوا عظمت و جلال کے جسکا نام نامی شاہزادہ سبحان وارے در دعا شتمان نظر یافتہ حکماے یونان مقبول درگاہ رحمان خلد اللہ

بہ بزم آنتاب برج افروختہ	ز رائش مطلع دیگر برافروختہ
بہ رزم اژدہاے جہان سوختہ	جہان را ہا و دوش کردہ ام

یہ سنکر فیچرسن نے اپنے دلمین کہا قریب قریب کچھ ایسی ہی عبارت اون ماجد نے اپنے آقا کی نسبت بھی بیان کی تھی ہیہات وہی تو تشریف نہین لے آیا فرمایا وہ فرمانروا طین سایۂ رحمت رب العالمین خود بہ نفس نفیس کہان تشریف رکھتا ہے جواب دیا ابھی ایک نالۂ جگر سوز کسی عاشق غمزہ دلکا سنکر ان درختون کی جانب واسطے تفتیش حال کے تشریف لے گیا ہے پوچھا ہم بھی کسیطرح اوسکی زیارت سے مشرف ہو سکتے ہین کہا بغیر استمزاج باریابان بارگاہ اعلیٰ و بہبہ افروزان عتبہ بزم والا ہم لوگ اس قسم کے سوال کا جواب نہین دے سکتے اتنے مین ابو سعید نے بھی نماز سے فارغ ہو کر سلام پھیلا اور رو بسوے فیاض کے پہنچا کہ یہہ سوار حسین گل پیرہن بیشک شاہزادۂ فیچرسن ہے جسکی تلاش مین ہمارے شاہزادۂ بلند اقبال قبلہ آمال نے اسطرف قدم رنجہ فرمایا ہے یہہ سوچکر فوراً کھڑا ہو گیا اور دست بستہ گذارش کرنے لگا اگر حضور کو تمناے ملاقات اون صاحب تو بسم اللہ مکہ ترین کے ہمراہ تشریف لیچلیے اور شاہزادۂ عالی تبار کے دیدار فیض آثار سے چشم منظر کو روشن فرمائیے شاہزادۂ فیچرسن کمال اشتیاق سے اوسکے ساتھ ہو لیا اور راستہ مین اپنے حسب و نسب سے بھی آگاہ کر دیا جسوقت ابو سعید اوس نخچہ کے قریب پہونچا احتیاطاً فیچرسن کو باہر کھڑا کر کے آپ اندر چلا گیا اور تمام و کمال حال شاہزادۂ فیچرسن کے حاضر ہونیکا اوس سراپا فیض کی خدمت مین گذارش کر دیا شاہزادہ نے فرمایا جسکی خاطر ہم فیچرسن کی تلاش کرتے تھے وہ تو خدا کے فضل و کرم سے گھر بیٹھے ہی مل گیا اب اوسکی ملاقات کی کیا حاجت ہے لیکن بیزار گردہ خو دیکھنی ہے تو بلا لو یہہ کہکر ابو سعید اور اون عمادون کو بطور پیشوائی دروازہ کے باہر روانہ فرمایا اور چند قدم اندر ہی اندر آپ بھی استقبال کر کے کمال اخلاق سے خاص اپنے پہلو مین اوسے بٹھا لیا

بعد ملاقات ان دونون شاہزادون کے سوائے مزاج پرسی وغیرہ کوئی ایسی گفتگو باہم نہین آئی جو قابل تحریر سمجھی جاتی پان بعد ادا ہو جانے رسمیات عرفی کے جب فیجرسن کو یہ معلوم ہوا کہ بالفعل شاہزادۂ سبحان جانب کوہ آرایش عزم بالجزم رکھتا ہے تو کہنے لگا کہ روس دیکھنے کی آرزو تو مدت سے ہمارے دل مین بھی تھی اگر مخل صحبت نہ سمجھا جاؤن تو مین بھی آپکے ساتھ ہی ساتھ چلا چلون شاہزادہ نے فرمایا ہماری دانست مین بیفضرورت اشد کے سفر دور و دراز اختیار کرنا خصوصاً ایسی حالت مین جسمین مبتلا دیکھتے ہو سوائے تکلیف کے کچھ نتیجہ نہین پیدا کرے اور نہ تم اس صعوبت سخت کے سبطرح متحمل ہو سکو کیونکہ آجتک پہنے کوئی منزل پچاس میل سے کم نہین کی اور اکثر اوقات سو سو میل چلنے کا بھی اتفاق ہو گیا ہے پھر بہلاتم سے یہ مصیبتین کب اوٹھائی گئین اور تم ان آفتون کو کیونکر جھیل سکے

اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست	حال شیرانی کہ شمشیر بلا بر سر خورند

فیجرسن نے کہا یہ امر صرف عادت پر منحصر ہے اور مین نے اپنی عادتین شاہزادون کی سی نہین رکھی ہین یقین ہے جسوقت حضور سنجوبی میرے حالات سے واقف ہو جائینگے یہ خیال ہرگز نہین رہیگا اور یہی ضرورت اشد تجھے اپنے اس عندیہ پر اکرینگی ہے مین جانتا ہون کہ سیکو بھی نہو گی لیکن اظہار اسکا ایک وقت خاص پر منحصر ہے اس فقرہ پر عماد بن عمید بھی اس خیال سے کہ شاید یہ بھی غور شید لقا کے خریدارون مین سے (جیسا کہ سنا گیا ہے) ہو اور میری غیبت مین کسی حکمت عملی سے اپنی مراد دلی حاصل کرلے فیجرسن کی سفارش کرنے لگا اور شاہزادہ عالی تبار کو مجبوراً اسکی التجا قبول ہی کرنی پڑی لیکن بعد قبول کر لینے کے یون ارشاد ہوا کہ اول تو آپکے اس عندیہ سے مطلق کوئی فروبشر آگاہ نہونے پائے دویم سوائے ایک مصاحب خاص کے جسکو آپ اپنا رازدار اور جان نثار بدل سمجھتے ہون دو سرا آدمی ہمراہ نہ چلے سوم شکل ہمارے مونہہ پر نقاب ڈالے اور نام کو تبدیل فرمائے یہ سنکر شاہزادہ فیجرسن نے بجان و دل تینون شرطین منظور کر لین اور عرض کیا ہو جب حکم عالی کے بغیر فشار دلی ظاہر کیے صرف ایک امیرزادہ وکٹور نامی کو مین اپنے ہمراہ لئے چلتا ہون جسکی خدمت سے یقین ہے آپ بھی محظوظ ہون اور وہ بھی وقت پر جان و مال نثار کرنے مین کسیطرح کا دریغ نکرے باقی رہا نامون کی نسبت حضور کو اختیار ہے جو چاہے بدل دیجئے شاہزادہ سبحان نے فرمایا میری دانست مین فیجرسن کا ترجمہ منوچہر اور وکٹور س کا اقبالمند بہت عمدہ ہو سکتا ہے آیندہ جو کچھ آپکی اور صاحب کی سمجھ مین آئے یہ کہکر وہ توسیع ابو سعید اور عماد روزہ افطار کر نماز مغرب کے لئے کھڑا ہو گیا اور

شاہزادہ فیجرسن اون درختون سے باہر نکل ایک میدان ہموار مین بطور عوانوری کے چہل قدمی کرنے لگا اتنے مین وہ کوچرس بھی اپنے آقا کی تلاش کرتے کرتے اوسی میدان مین آنکلا اور فیجرسن کو شوش سا دیکھکر سبب تشویش کا پوچھنے لگا شاہزادہ نے فرمایا تم بھی جاکر افسران لشکر ہمراہی کو صرف اتنا حکم سنا آؤ کہ شاہزادہ ایک خبر وحشت اثر مم پہنچنے کی بابت سنکر تن تنہا پیرس کو روانہ ہوگیا تم بھی سب کے سب اسیوقت یہان سے کوچ کر جاؤ بعد تعمیل اس حکم کے جب واپس آؤگے تو ہم اپنی تشویش کا حال بیان کرینگے اور جو شاید ہم اس جگہہ نہ ملین تو سانت ان درختون مین آکر ہمکو ہونڈہ لینا قصد مختصر شاہزادہ فیجرسن نے تمام اپنے ملازمین و مصاحبین کو سوائے وکٹورس کے اسی بہانہ سے پیرس کیطرف روانہ کیا اور آپ شاہزادہ سبحان کی خدمت عالی مین مثل ابوسعید وعماد وغیرہ کے رہ گیا جسکا اصلی سبب انشاءاللہ تعالے آیندہ کسی مقام پر بیان کیا جائیگا روانگی شاہزادہ سبحان کی جانب ملک الیمان کے ؎

ازین داستان رخ برتابم عنان	بہ رزم الیمان بہ پردہ اندرم	ہمان تیغ وخنجر بکار آورم	برخت بلارا بہ بار آورم

وقایع نگاران سلاطین واخبار نویسان روے زمین نے لکھا ہے کہ شاہزادہ سبحان قبلہ امن وامان مقصد زمین وزمان مع شاہزادہ متوجہر وماجد بن مجید وغیرہ پندرہ رمضان المبارک ۹۲۵ھ ہجری روز چارشنبہ کوہ واسنگٹن سے روانہ ہوکر دریاے موسلی کے کنارے کنارے الیمان کیطرف روانہ ہوا اور چوتھے روز کونٹینز کی سرحد مین ہوکر ریج الیز نگ فورٹ مین جو دریاے رین کے شمالی کنارے پر آباد ہے پہونچگیا راوی لکھتا ہے کہ قدیم الایام سے ملک جرمن کا یہہ ہی شہر دارالسلطنت چلا آتا ہے اور عمدہ عمدہ قدیمی مکانات شاہی آبگینہ پائے جاتے ہین لیکن قریب سو برس کے گذرے کہ کنگ ربونیچر کے جداعلی نے بسبب وسط ملک کے شہر برلن مین اپنی بود وباش مقرر کرلی تھی اور وہ ہی شہر دارالسلطنت کے نام سے مشہور ہوگیا تھا الفعل جو زمانہ وہ حال ایک کارنمایان کے صدیون (جسکا مفصل ذکر اسی جلد ترک کی سرگذشت مین بیان ہوچکا ہے) ملک پروشا ایڈورڈ کو عنایت فرماتا تو دوبارا برلن کو چھوڑکر فرنگ فورٹ مین مراجعت فرمائی پڑی اور برس روز کے عرصہ سے پھر یہہ ہی شہر دارالسلطنت قرار دیا گیا چنانچہ الفعل کنگ ربونیچر جو تقریب دورہ چند روز کیواسطے ہونگ گیا ہوا تھا اسجگہہ موجود تھا اور شہر برلن مین ایڈورڈ حاکم پروشا حکومت کرتا تھا قصہ مختصر شاہزادہ بلند اقبال قبلہ آمال نے دارالسلطنت الیمان مین پہونچکر ایک ہوٹل مین جو طرکولٹی کے نام سے مشہور تھا قیام فرمایا اور صرف اپنے ماجد

اور ابوسعید کو ایک علیحدہ کمرے مین لیجاکر مہم معلومہ کی نسبت گفتگو کرنے لگا بعد رد و قدح عشیار اور قبل وقایسا کے ابوسعید نے عرض کیا اگر حکم ہو آج شب کو ابونشاط سے ملاقات کرکے کچھ بادشاہ کے عادات و اطوار کا حال دریافت کرون تاکہ موافق اوسکے تجویز مناسب کیجائے اور یہ ناحق کا غلجان اور تردد جاتا رہے شاہزادہ نے فرمایا البتہ بغیر امکشان معاملات روزمرہ کے ایسے سخت کامون کی عقدہ کشائی بہت مشکل ہے مگر ابونشاط کی ملاقات بقول شمعون کے اس سے زیادہ مشکل کیونکہ اوس بیچارہ کو قلعہ معلی سے باہر قدم رکھنے کی اجازت ہی نہین ہے ہان ہیڈ کیپر کی معرفت یعنی نواب ناظر کے ذریعہ سے جسکو انسٹرویوٹر بھی کہتے ہین کوئی صورت حاصل ہو تو نکل آئے ابوسعید نے عرض کیا بیشک یہہ ہی ایک واسطہ غلام کی بھی سمجھہ مین آتا ہے اور واسطے بھی بہت عمدہ ہے کیونکہ شمعون ابونشاط کی زبانی نواب ناظر کی حد سے زیادہ تعریف و توصیف بیان کرتا ہے اگر حکم ہو پہلے اوسی سے جاکر راہ و رسم پیدا کرون ارشاد ہوا بہتر ہے چنانچہ ابوسعید اوسیوقت رخصت ہوکر ایوان شاہی کیطرف روانہ ہوا اور ڈیوڑھی پر پہونچتے ہی ایک خاص بردار کی معرفت نواب ناظر کو ملاقات کا پیغام بھیجا وہ تو نفیر دوست اور مسافر نواز آدمی تہا ہی اندر بلا لیا اور دیکھتے ہی ملا تحا شادو کہا جاتی ہے بھٹ گیا کیونکہ درحقیقت یہہ ابوسعید کا بھائی ابوتمیم تہا اور جب سے اپنے خاندان سے جدا ہوا تہا تا ملال باین سن و سال تپ دوری اور آتش مہجوری سے رات دن مرغ بسمل کیطرح تڑپتا رہتا تہا اب جو یکایک عرصہ بعید کے بعد بھائی کی صورت نظر آئی جوش محبت سے آہن و مقناطیس کا عالم ہوگیا اور جذبہ شوق نے کاہ و کہربا کیطرح دونون کو ملا دیا بعد دیر کے جب وہ حالت بیخودی دور ہوگئی تو علیحدہ علیحدہ ہوکر دونون نے سجدہ شکر ادا کیا اور ایک دوسرے کا حال بہ ملال کمال ذوق و شوق سے پوچھنے لگا ابوتمیم نے کہا شاید باباجان نے آپسے فرمایا ہوگا کہ ایکبار کبھی رات گئے مین حضرت مقدسہ کے پاس سے رخصت ہوکر تن تنہا والدہ ماجدہ کی خدمت مین جاتا تہا ناگہان راستہ مین آٹھ دس سوار اور رہبر اوسیطرف کے جانے والے ملگئے اونہون نے جو یہ حال دریافت کیا مین نے راست راست بے کم و کاست اپنا نام و نشان اونکے روبرو بیان کردیا قضا عند اللہ وہ سوار اوٹ پیچ کے ملازمین مین سے تھے اور اونمین سے دو آدمی کسی جرم سنگین کی پاداش مین والد بزرگوار کے ہاتھہ سے سزائے سخت پا چکے تھے کمبختون نے اوسی کینہ دیرینہ کے خیال سے مجھے گرفتار کرا اپنے آگے رکھہ لیا اور شب باشب سوگیدن

کی سرحد سے نکل صبح ہوتے ہوتے سلیمون نامی ہیل کے کنارے جا مقام کیا وہان سے آہستہ آہستہ اشتاک ہالم آگئے اور اشتاک ہالم مین پہونچکر اپنے افسر کی معرفت بادشاہ کے روبرو کر دیا وہ ملعون تو ہم لوگون کا جانی دشمن تھا ہی دیکھتے ہی جا ہا اپنے ہاتھ سے سرتن مین تفرقہ ڈال دے لیکن مفتی مصباح الاسلام صاحب کے لحاظ سے اتنی جرات نکر سکا بلکہ وہان کا رکنا ہی مناسب نہ سمجھا فوراً سفیر ایلیان کے سپرد کرکے (جو اوسی ایام مین کچھ تحایف لیکر ریونیچر کیطرف سے آگیا تھا) حکم دیا کہ اس لڑکے کو ہماری طرف سے بطریق تحفہ اپنے بادشاہ کے پیش کرنا اور ساتھ ہی دو چار چیزین نادر اوس ملک کی اور ہی بھیجدین قصہ مختصر اس نیرنگ سے گردش فلکی نے مجھے جلاوطن کرکے ہالنگ پہونچایا اور یہان پہونچے شب و روز دکھانے کے بعد جسکے بیان کو ایک عرصہ بعید چاہیے آخر اس عہدہ کا مستحق بنایا اگرچہ بالفعل مجھے اس جگہ ایک طور کی حکومت حاصل ہے لیکن واللہ سوز فرقت اور صدمۂ غربت سے کس ملعون کا دل لگتا ہوا ور کس درد کو ایک دم بھی یہان چین پڑتا ہو وہ کون دن ہے جو صبح ہی اوٹھکر والدین اور آپکی زیارت تصویرون کے ذریعہ سے نہین کر لیتا اور وہ کون سی رات ہے جو آپ صاحبون کے غم مفارقت مین بدتر از قیامت نہین گذر جاتی قطعہ

ممنون کاوش مژہ زینتشر تیم	دل میخ خون شد و خدا وند میخ زد
اندر ہوس شمع جہانسوز دل و پر	ہر گز پتناق در بسیری نبود دوا
پروانہ رشتہ در جگر باد بیز ما	ذوقیم ہر شرارہ کہ از داغ می جہد

تتمہ افسانہ سنکر ابو سعید نے پہلے اپنے والدین کے انتقال کا حال بیان کیا اور کہا ہے لیکن اسدم تک یہاں ایک کوچھ کی عزاداری کرتے رہے بعدہ ابو نشاط کا تمام وکمال تصادل سے آخر تک مفصل بیان کیا اور کہا ہے ہین آج اشکر سے خداوند کریم کا

سرشتم را بیالود ند تا ساز ند از ایش	بر پر وی اشعر بے عزندہ بودم وین بر عجب مدار
چہ خیز د گر ہوس کہ نخ امید م در گل انداز ند	در ین کہ شب کے گذر گئی اور دل بیقرار شربت دیدار
مپرس از عیش نومیدی کہ دندان در لب آرزو	اے ہوتا ہون انشاء اللہ تعالے کل ہیوقت پہر آوے گا
بجز سوز ندہ اگر گل کنجد در گریبانم	یہانتک نوکر کولئی مین قیام پذیر ہے اور اوسنے مجھے ابو نشاط

تتمہ سنکر ابو نعیم نے جو تا حال ابو شحمہ کے نام سے مشہور تھا میرے بلکہ مجھ سے افضل اوسکی خدمت بجا لیجئے حضرت مین حاضر خداوند کریم کا کہ مجھے ابو نشاط کے حیلہ سے ہم دونون اوسواسطے یقین ہے سوانح اپنی عبارت کے منقوش ہوگا اور

محبت آثار سے دل رنجور کو محظوظ و مسرور فرمایا قطعہ | یار غائب شدہ سمن بسلامت برسید | بخت برگشتہ سمن بر سر جان آمد
خستہ غمناک چند توان بود آخر | وقت شادی است کنون کان گل خندان آمد | بتعدان کلمات شکریہ کے
لکھنے لگا مجھے بڑا تعجب تھا کہ یکایک ابونشاط سے ایسی محبت ہو جانے کا کیا باعث اور وہ بھی بغیر معرفت
سابقہ کیوں میرے ساتھ اسقدر انس کرتا ہے لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ دراصل یہ میرا دلبند ہے اور
یہ محبت صرف خون کے جوش کے سبب سے ہے کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ وہ میرے پاس نہ آتا ہو اور اپنی
شیرین کلامی سے میرے دل محزون کو محظوظ نکرتا ہو لیکن باوجود اس محبت اور ربط و ضبط کے مجھ سے
آجتک اپنا اصلی حال نہیں بیان کیا اور نہ کچھ اپنے خاندان کا پتہ گنے دیا جب ذکر آیا یہی کہا میں ایک
غریب زمیندار کا لڑکا ہوں اپنے باپ کے ساتھ چلا جاتا تھا بادشاہ نے دیکھکر زبردستی مجھے چھین لیا اور
جبراً و قہراً بار اطاعت میری گردن پر رکھ دیا اگرچہ اس بے معنی روایت کو اصلا طبیعت قبول نکرتی تھی لیکن
اہ مخواہ افشار راز کی بابت میں تکرار بھی نکر سکتا تھا اب چند روز سے بہ نسبت پہلے کے اوسے کسیقدر کبیدہ
خاطر پاتا ہوں مگر یہ نہیں کہل سکتا کہ اس کبیدگی کا باعث کیا ہے اور کس رنج و الم میں مبتلا رہتا ہے شعر
چندانچہ سر بہ بہمے نگرم | بر کار صفت زعجز سرگشتہ ترام | ابوسعید نے کہا اوسکی کبیدگی کا حال مجھے اچھی طرح
معلوم ہے اور میں نے کمال قصداوسکی پریشانی کا اسطرح مفصل سن چکا ہوں کہ فاید ابونشاط کے زشتو نکو
ہی اوسے آگاہی ہوگی اگرچہ اوسکا مرض علاج پذیر نہیں رہا لیکن توکلت علی اللہ ایک طبیب حاذق
سے رجوع کی گئی ہے کیا عجب کہ کوئی صورت بہبودگی کی نکل آئے اور اوسکے زخم جگر کو القیام ہو جائے خلاصہ
یہ ہے کہ ابونشاط کو شہر بغداد میں کسی عورت مثیلہ نامی سے موافق عادت روزگار کے کچھ محبت باطنی کا سروکار
ہو گیا تھا اور مدت مدید تک وہ عورت مرد الطباس میں ایوان شاہی کے اندر خاص ابونشاط کی ملازمت میں
داد عیش و نشاط بھی دیتی رہی لیکن ایک خاص عداوت سے بادشاہ نے آگاہ ہو کر بعد چند روز کے اوس
عورت کو حیلتاً ایوان شاہی سے نکلوا دیا اور اوس بدذات مخبر کے ساتھ بھی اوسی سلوک سے پیش آیا رفتہ
رفتہ وہ عورت یعنی مثیلہ اگردش زمانہ سے بادشاہ ہولینڈ کے ہاتھ فروخت کیگئی اور اب ایک جرمہ مخبر کی
پاداش میں کوہ ارل پر نظر بند ہے رباعی | عاشق از آزردے مرگ چو بیتاب شود | ند بقاتل ہلاکشتہ چو اصحاب

سر خود را اگر از سر تو بتابد قمری	طوق بر گردن او تنگ مسیه تاب مشود	ابوالفیض سر ہو کر گذارش کیا مثنوی

کہان تشریف رکھتا ہے ابوسعید نے کہا وہ ایک شاہزادہ ہے فرمایا جاہ بلند بارگاہ ست	سر دشمنان زیر پاے تو بست

نیر کامرانی مہر سپہر جہانبانی مرکز امن وامان مقصود زمین وزمان بیکسون کا دستگیر غریبون کا پرورش کرنیوالا ابر تنگیر پروش کرنیوالا علو درتبت مین بام فلک سے دوبالا پیر گردون اوسکا خاشیہ بردار مہر ام فلک اوسکا ایک ادنی خدمتگار ماہ سے لیکر ماہی تک اوسکے داغ غلامی سے ممتاز ثریا سے لیکر تخت شاہی تک اوسکی پابوسی سے سرافراز محفل بزم مین جمشید اوسکا مقتدی معرکہ رزم مین رستم اوسکے سامنے مبتدی قطعہ

رئیس نامور ان خسرو جہان داور	دلیل راہ روان مرشد خدا آگاہ	زخاکدہ گردش سر مہ آرد بچشمون	ہمہ آستان درش سجدہ آہر بجباہ
بکارہاے جہان محکم تحکیش نافذ	ز رازہاے نہان آگہ رہنمش آگاہ	رخ ملیہ پذیرد چو ماہتاب زمہر	بخلق ہمہ رسانہ چو آفتاب بماہ
ز قدر کہ گردون کشان دہ بالش	بکوش شیر بود حلقہ از دہم روباہ	فلک بلرزہ در آرد ز دبدبہ گاہ	زمین بزلزلہ آرد ز سنبتر سیما

ابھی ابوسعید مین تک شاہزادہ سبحان نقاب پوش کی تعریف و توصیف بیان کرنے پایا تھا کہ یکایک سامنے سے ابونشاط آگیا اور باپ کو دیکھتے ہی بے اختیار دوڑ کر اشک حسرت کیطرح قدمون پر گر پڑا ابوسعید نے جو ایسی دولت بیدار کو مدت مدید بعد اپنے قدمون سے لگا دیکھا نہایت ذوق وشوق سے سر و پیشانی کو بوسہ دیکر چھاتی سے لگا لیا کہا

یار آمد و یار دلنواز آمدہ است	ہر دل خستہ کارساز آمدہ است	غرم ہمرہ نتہ بود باز رفتن تو	سد شکر کہ عزیز تہ باز آمدہ است

بعدہ ابونعیم سے ابونشاط کو ملایا اور کہا اگرچہ تم دونون کی راہ و رسم مدت سے چلی آتی ہے لیکن اسدم تک مجھے ایک کو دوسرے کا نہین معلوم تھا کہ در اصل ہم آپس مین ہین کون اور بلا سبب اسقدر محبت کیون کرتے ہین آج اسکے سبب خدا وند کریم کیطرف سے وہ عقدہ حل ہو گیا اور جامع المتفرقین نے حزن عیش کیطرح تینون کو ملا دیا شعر بے عزیزہ بودم وین بس بمن جہ رسد روز فراق را کہ نہد در شمار عمر ؛ جب انہین باتون مین قریب نصف شب کے گذر گئی اور دل بیقرار کو بہت دیدار سے بخوبی سیری حاصل کر چکا تو ابوسعید نے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون انشاء اللہ تعالے کل سویرے پھر آؤنگا کیونکہ میرا آقا میر محسن جسکا ذکر خیر ابھی تمہارے سامنے کر رہا تھا تمکو ملنے مین قیام پذیر ہے اور اوسنے مجھے ابونشاط کی ملاقات کے واسطے بھیجا تھا اگرچہ پانچ خادم اور رسل میرے بلکہ مجھ سے افضل اوسکی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہین لیکن چونکہ مجھے اب یہان بہت عرصہ گذر گیا ہے اسواسطے یقین ہے سوا فق اپنی عادت کے مشوش ہوگا اور

فرمایا ہو ابونعیم اور ابونشاط نے نہایت اشتیاق سے کہا ہم لوگو نکو اوس
بوسی کیونکر حاصل ہو کیونکہ یہان سے سوائے اسوقت کے ایک دم کی فرصت نہین
ہی دوست آشنا سے ایک لمحے کے واسطے ملاقات نہین کرسکتے بلکہ ابونشاط تو اسوقت بھی نہین
چل سکتا خدا جانے میرے پاس تک کیونکر چلا آتا ہے یہان میرا ایک مکان نہایت وسیع ایوان شاہی کے قریب بجانب
یون ہی خالی پڑا ہے اگر شاہزادہ عالی ہم ازراہ نوازش وکرم اسمیگا تشریف لے آئے تو بہ نسبت ہوٹل کے یقین ہے
آرام بھی زیادہ ملے اور ہم لوگ بھی کبھی کبھی زیارت سے مشرف ہوجایا کرین ابوسعید نے کہا میرے مخدوم کو یہ سیدھا
سادہ مزاجی کے یہان تشریف لانے مین کسیطرح کا عذر نہین لیکن بالفعل اوسے ایک ایسی سخت مہم درپیش ہے کہ
مین خود اس جگہ کا قیام مناسب نہین سمجھتا اور تمکو بھی تاکید اکید کرتا ہون کہ ہرگز کسی فرد بشر کے روبرو اوسکے
سبب ونسب کا ذکر زبان پر نہ لانا ورنہ انجام اسکا اچھا نہوگا اور معاملہ بہت طول کھیچ جائیگا ابونعیم نے کہا وہ
کیا مہم ہے اور کیونکر اوسکے تدبیر کی گئی ہے جواب دیا آج دن کو اوسی مہم کی نسبت مختلف قسم کی تجویزین ہوتی
رہین مگر ہنوز کوئی قرار نہین پائی اب ارادہ ہے بشرط رازداری تم دونون کو بھی اوس مشورہ مین شامل کرلیا
جاے اور اسی تقریب سے شاہزادہ گردون رکاب کی خدمت مین تمکو بھی پیش کرے ایک طور کا رسوخ حاصل ہوجاے لیکن
بغیر اوسکے استصواب کے مین کسیطرح کا وعدہ نہین کرسکتا اور نہ اوس راز سے یکایک آگاہ کرسکون شعر

ولے برگو بہاراسرار دارم | ولیکن بر زبان مسمار دارم

ابونعیم نے کہا پھر کل شب کو اسیجگہ مان ومکہ تیار کیا جاے
گا اگر وہ خداوند روے زمین بالک تخت وتاجین خود قدم رنجہ فرمائے تو بے نصیب ورنہ مین آپ ہی رات کے وقت یہ
کہانا لیکر حاضر ہونگا یان ابونشاط وہان نہین آسکتا اور نہ وہ اس مشورہ مین شامل ہوسکے شعر

از تو دوری بصد درست نیست ممکن آہ اگر | قصد پیش آید و افتد ضرورتی چون کنم

ابوسعید نے کہا خیر اگر تمہارا
یہی منشا ہے تو وہان تکلیف کرنیکی کچھ ضرورت نہین انشاء اللہ تعالے اوس اہرنواں خورشید اقبال کو عرض
وسعرض کرکے اپنے ہمراہ لے آونگا لیکن تم اپنے خدام مین یہہ ہی مشہور کرنا کہ میرا ایک دوست ملک فوروے سے آیا
ہوا ہے پولینڈ کو جاتا ہے آج شب کو یہان تشریف لائیگا وہ پھر میرے ہمراہ چلا جائیگا بلکہ بعد تشریف آوری شاہزادہ
ذوی الاقتدار کے عام لوگ محفل خاص مین نہ آئین تو اچھا ہے شعر کارزار این چنین تان یکہ پنہانی بود آشکارا چہ کنی اخر

یہہ کہکر ابو سعید وہان سے رخصت ہوا اور شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوکر گذارش کیا **مثنوے**

شہا عالمے در بنا ہے تو بادا	زمین و زمان نیک خواہی تو باد
کلید در گنج باد ت بدست	سر دشمنان زیر پاے تو پست

الحمد للہ کہ نیر اقبال روز افزون سے حضور کا حلقہ بگوش ہے اور آسمان ہمیشہ سے غاشیہ اطاعت بردوش کمترین صرف ابو نشاط کی تمنا مین گیا تہا ابو نعیم سے جسکا حال کوہ سمہر یا پر خدمت عالی مین گذارش کر چکا ہون مفت مین ملاقات ہوگئی یعنی وہ ہی اسجگہہ کا نواب ناظر ہے اور ایوان شاہی کے اکثر کار و بار اوسی سے متعلق ہین بسقدر حضور کی قدر بوسی کا اشتیاق اوسنے بیان کیا غلام کچھہ گذارش نہین کرسکتا بلکہ اسیوقت آنیکو بہی تیار نہا لیکن دانستہ نہین لایا کیونکہ ظاہرا حضور انور کو شاہزادہ منوچہر سے پاس راز کا انشا کرنا منظور نہین ورنہ وہی ہمرہی اس صلاح و مشورہ مین شامل کیا جاتا اور اسطرح بیگانہ وار بزم مشاورت سے محروم نہ رہتا شاہزادہ نے فرمایا آپ بغیر آزمایش کامل حق صاحب قبول نہین کرسکتی کہ ہر کس و ناکس کو دوست سمجہہ لیا جاے اور ربنیز ضرورت اشد اپنی نشاندہی سے ہر ایک کو آگاہ کردیا جاتا **شعر**

بہ پیر سکیدہ گفتند کہ چیست راہ نجات	بجز است جامی دگفت راز پوشیدن

ابو سعید نے عرض کیا غلام نے اسی لحاظ سے ابو نعیم کی ضیافت بہی قبول نہین کی یعنی اوسکی تمنا تہی کہ کل شب کو پہر حاضر لیکر حاضر ہو لیکن تابعدار نے منع کردیا اور کہا اگر مناسب ہوگا حضور انور اپنے ہی قدم میمنت لزوم سے تہاے کلبہ تاریک کو منور فرمائینگے تمہارا وہان حاضر ہونا بوجوہات مناسب نہین شاہزادہ نے فرمایا بہت اچہا کیا انشاء اللہ تعالے ہمین چلین گے اور کل ہی اون دونون کی موجودگی مین اس امر کی نسبت بہی کچہہ گفتگو طے کرلینگے ظاہرا آثار تو اچہے معلوم ہوتے ہین آیندہ خدا مالک ہے اور رفتہ و شکست اوسکے قبضۂ اختیار مین ہے **شعر**

ور بحر محیط غرقہ خواہم خوردن	یا غرقہ شدن یا گہرے آوردن

قصہ مختصر دوسرے دن شب کو شاہزادہ سبحان صاحب عالم و عالمیان مع ابو سعید و ماجد بن مجید ابو نعیم کے مکان پر جو متصل ایوان شاہی کے تہا تشریف لیگیا اور شمعون اور فیروزن کو شاہزادہ منوچہر کی خدمت مین چہوڑ دیا جسوقت ابو نعیم کو شاہزادہ عالیجناب کے تشریف لیجانے کی خبر پہونچی دور تک پیادہ پا استقبال کے واسطے دوڑا آیا اور نہایت تعظیم و تکریم سے سند جاہ پر بیٹہا با ادب تمام اوسکے قدم رنجہ فرمانے کا شکریہ ادا کرنے لگا چونکہ خداوند کریم نے اوس مرشد کو فیض عمیم کو بہی اخلاق عمیم بنایا تہا اور لطف و کرم کوٹ کوٹ کر اوسکی ذات بابرکات مین بہرا تہا ابو نعیم وہ صورت پاک دیکہتے ہی بیخود بے دم

ہوگیا اور شیرین کلامی سنتے ہی صدق دل سے شاہزادہ کا کلمہ پڑھنے لگا جب یہ نوبت پہونچی تو ابوسعید ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا اور کمال ذوق وشوق سے شاہزادہ گردون رکاب کی خدمت عالی مین یون گذارش کرنے لگا قطعہ

ور ابراینکہ کوشش مین ایگان نرفت	خواہم مئی حیات ابد رایگان نرفت
اگر بخت تو بیسر مراد تو خوشی	ہمراہ مبارد سوی مین بخوان تا

رفت آن ہمام از نشاد و بدین مفاز تر	دائم کہ مردہ زندہ شود در زمان تو
پیوستہ باد سنگ فلک زیر ران تو	

تیہہ اشعار سنکر شاہزادہ عالی تبار نے ابوسعید کو اپنے پہلو مین بٹھالیا اور فرمایا اس بیع کا صلہ انشاء اللہ تعالے اپنے کے معاملہ مین اوا کیا جائیگا شعر

نقد روان خویش نثار تو میکنم	جانے کہ بست در سر کار تو مے کنم

اتنے مین اونٹ بھی آگیا اور موافق راہ ورسم سلاطین کے آداب وشجاعت کا کہ نہایت فصاحت وبلاغت سے اشعار وغائیہ عرض کرنے لگا

کاہیبا کہ پشت شاہ کہیل کینہ	از خون دشمان از طلعت تیکہ ذخیرہ
بر بان بحری کہ توطن ہا یون گزیری	مورد دولت شود و چون سایہ ہمرہ

شاہزادہ نے کمال مہربانی سے اوسے بھی اپنے روبرو بیٹھنے کا حکم دیا اور ابن ماجد کیطرف اشارہ فرمایا کہ جبتک شعنہ خانہ آراستہ کیا جاے ابونعیم نے عرض کیا خداوند نعمت ابوسعید کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ بالفعل پانچ شخص حضور کی خاشیہ برداری مین موجود ہین وہ ہمراہ رکاب کیون نہین آئے ارشاد ہوا ونہین ایک شاہزادہ فراسیسی اور سنبولہ کا جو ہر محبت معرض امتحان مین نہین آیا اسلئے بیع مین رفقا کے اوسکو فرودگاہ پر چھوڑ دیا گیا ہے کیونکہ بالفعل ہمکو تم سے ایک راز بیان کرنا ہے اور ایک مہم کی بابت کچھ صلاح لینی ہے بشرطیکہ رازداری کا وعدہ واثق کرو اور مشاورت مومن کو تو ٹری سی اپنے دلمین جگہ دو شعر

زنہان کردن رادم چند انکہ میسوزد	نہ بینم شمنان یکتیم بر بین دارد

ابونعیم نے عرض کیا اگرچہ ناچیز اور ایسے شاہنشاہ اولعزم کے راز سننے کی قابلیت نہین رکھتا اور نہ کسی صلاح و مشورہ مین شامل ہونے کی جرات کرسکے لیکن اگر حضور اس خدمت سے ممتاز فرماکین گے تو انشاء اللہ تعالے راز سلطانی جان سے زیادہ عزیز رکھونگا اور جس معاملہ مین جو کچھ میری عقل ناقص مین آئیگا بلا عذر گذارش کردون گا شعر

گنجد رز سر نازکہ نا اہل نیازیم	اگنجد رز سر نازکہ نا اہل نیازیم

اس گفتگو کے بعد شاہزادہ عالی تبار نے مع رفقا رجان نثار کے کھانا تناول فرمایا اور بعد کہانا کھالینے کے بدستور تخلیہ کرکے صاف صاف اپنا منشا دلی ابونعیم اور ابونشاط کے روبرو بیان کردیا ابونعیم نے گذارش کیا اگرچہ غلام اس بادشاہ کا نمک پروردہ قدیم ہے اور بالفعل اسکی بدولت بجاے خود ایکقسم کا حاکم بنا بیٹھا ہے لیکن بمقدار ایمان نمکاسکے ہاتھ

سے ظلم وستم اور ٹالے ہین اور اس درجہ اسکے جور وجفا کا تحمل کیا ہے کہ سینہ تمام صورت غربال مشک ہو رہا ہے اور کلیجہ از سرتاپا ناسور ون کی کثرت سے خانۂ زنبور بنا پڑا ہے بلکہ بجہ کہا منحصر ہے ہین جانتا ہون اگر ملازمین کا یہی حال ہو گا اور بہت سے لوگ مجھ سے بجی یا وہ دلی مجروح سینہ مین لئے بیٹھے ہونگے ہان کوئی زبان سے نہین نکال سکتا اور بسبب خوف کے ایک دوسرے پر اپنا اضطرار ظاہر نہین کر سکتا آپ بسم اللہ اپنے ارادے کو پورا کرین اور بلا توقف وخطر مظلومون کی دعاے نیم شبی کا اثر ظہور مین آنے دین آخر ہر عمل کیواسطے جزا مقرر ہے اور ہر فرعون را موسیٰ مے باید

ہین جہان کوہ بہت وفعل ہا نما ند	سوے ما آید نما ہا را صدا
اگر چہ دیوار اگند سایہ دراز	باز گردد سوے او ن سایہ باز

ماجد بن مجید نے کہا چونکہ ایسے کام ایسی حالت مین بغیر کسی واقف کار کے نہین ہو سکتے اسلئے ہم آپ دونون صاحبون سے اس معاملہ مین صرف اتنی امداد چاہتے ہین کہ آپ ہمکو کسی حیلہ سے رات کیوقت اندر تک جانے کی اجازت دین اور اونشٹ خوابگاہ خاص تک رہنمائی کرے بعدہ جو کچھ ظہور مین آئیگا دیکھا جائیگا اور جو کچھ ہمارے ہاتھ پاؤن سے ہو سکے گا انشاء اللہ تعالےٰ آپ کر دکھائینگے **مثنوی**

مخالف چو مور است و ما اژدہا	الجا گر دد از پنجۂ ما رہا
ز ما رایت جنگ افراشتن	ز دشمن سر تاج بگذاشتن

ابو نصیر نے جواب دیا مین تو پہلے ہی عرض کر چکا ہون کہ مجھے شاہزادہ عالیجاہ بلند بارگاہ کے حکم قبول کرنے مین کسیطرح کا عذر نہین اور مین ہر طور جان ودل سے آپ سب صاحبون کا مطیع وفرمانبردار ہون لیکن رات کے وقت باوجود میری استعانت کے خوابگاہ وسلطانی تک ہرگز پہنچ جانا کسیطرح سمجھ مین نہین آتا کیا معنی میرا انتظام صرف دیوان عام تک ہے اور وہان سے آگے دیوان خاص تک سات ڈیوڑھیان اور ہین جہان بلا اجازت چیف کیپر کے کسی ذی بشر کو قدم رکھنے کی مجال نہین خصوصاً رات کے تو ملازمین خاص بھی بغیر ضرورت اشد اون ڈیوڑھیون پر ہو کر نہین گذر سکتے کیونکہ سر شام سے مختلف مقامون پر چوکی پہرے بٹھا دیے جاتے ہین اور ایک اشارۂ خاص واسطے آمد ورفت معتمدین کے مقرر کر دیا جاتا ہے جس سے سوائے دو چار خواصون کے جنکو ہمیشہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہنا پڑتا ہے کسیکو دقون حاصل نہین ہوتا اور بغیر اوس اشارہ کے چوکی پہرے والے خود بادشاہ کو بھی پانچ صد سے آگے قدم رکھنے نہین دیتے اس صورت مین میری مدد محض بیکار ہے اور غیر آدمی کا بادشاہ تک پہونچ جانا امر خیال محال

شعر

ازین ہوا کہ ترا در سرائے می ترسم	کہ چون حباب رود عاقبت سرت بر باد

ابو نشاط نے کہا اوس اشارہ سے

واقفیت حاصل کرلینا تو کچھ ایسی بڑی بات نہین لیکن ہان چور پہرے والون سے نکل جانے کے بعد بادشاہ تک پہونچنا البتہ دشوار ہے کیونکہ وہان بیچارے چیف کمیسر کی دستگیری کام آسکتی ہے نہ کسی اشارہ کی واقفیت رہنمائی کرسکتی ہے ماجد بن مجید نے کہا اسکا کیا سبب جواب دیا بارگاہ سلطانی جو زمانہ سابق مین کسی حکیم دانشمند کی ہدایت سے شہنشاہ رومی یعنی بانی قصر ہرام گورنے تعمیر کی تھی ایسی پیچدار اور دشوار گذار ہے کہ بیطرح اوسکے راستے سمجھ ہی مین نہین آتے اور کسی تدبیر سے آدمی اوسمین داخل ہی نہین ہوسکتا کیا معنی باہر کی جانب سے بارگاہ سلطانی کے مختلف پچیس راستے ہین اور وہ پچیسون راستے کسی خاص مقام پر ایک ہوکر سیدھے ریفریشمنٹ روم مین جانکلتے ہین یعنی خاص اوس کمرے مین جہان بادشاہ آرام فرماتا ہے صرف ایک دروازہ ہے اور اوس دروازے تک پہونچنے کے پچیس مختلف راستے ہین لیکن ہر ایک راستہ سے (علاوہ خواجگاہ سلطانی کے) چار چار شاہین اور بھی پہونچی ہین اور وہ شاہین سنبل پہچان کیطرح دیچ دیل کہا کرایک ایک محل عالیشان پر نصب ہوتی جاتی ہین جو محل آپسمین کوچہ زلف کیطرح ملے ہوئے ہین اور صورت و شکل مین بھی کیطرح کا اختلاف نہین رکھتے غرض اس حساب سے وہ پچیسون راستے سو محلون پر منتہی ہوتے ہین اور ہر ایک محل سے سو سو راستے ہر ایک محل کیطرف نکال دئے گئے ہین اسی سبب سے بارگاہ سلطانی سو محلے کے نام سے مشہور ہے اور سو چار قدیمی ملازمون کے آجتک کوئی شخص اوسکے راستے سے واقف نہین بلکہ اکثر وہ واقفکار بھی راستہ بھول جاتے ہین کہ بغیر دستگیری بادشاہ کے باہر نہین نکل سکتے کیونکہ جہان ایک دروازہ چوکا اور آدمی کہین کا کہین جانکلا پھر جاسکتے کہ اصلی راستہ اپنی عقل سے ڈھونڈھ لے کیا مجال اور جیتے جی اوس طلسم سے باہر نکل آئے کیا طاقت ہان بادشاہ البتہ جس محل مین چاہتا ہے بلا تشویش چلا جاتا ہے اور جس راستہ پر پڑتا ہے بلا تکلف سیدھا خواجگاہ مین جانکلتا ہے سوائے اسکے نہ کوئی اون محلون کے حساب سے واقف ہے نہ اسطرح آمد و رفت کی جرأت کرسکتا ہے قصہ مختصر دیدہ و دانستہ ایسے مقام خطرناک مین قدم رکھنا اور قدم الخروج قبل الولوج کو یک لخت لوح سینے سے مٹا دینا طریق دانشمندی سے ازبس بعید اور دور اندیشی کے بالکل خلاف ہے **مثنوی**

تا نکنی جاے قدم استوار	پاے منہ در طالب گنج کار
در رہ کار یکہ در آہی نخست	رخنہ بیرون شدنش کن درست

ابو نعیم نے کہا اگرچہ مین بھی اکثر ملازمین شاہی کی زبانی سنا کرتا تھا کہ بادشاہ سو محلے مین داخل ہوگیا اور اب کوئی مستفض وہان آنے جانے کی مجال نہین رکھتا

لیکن واللہ اس راز سے مطلق واقف نہ تھا اور یہ یعنی سوہمحلے کے آجتک میری سمجھ مین نہین آئے تھے مین جانتا تھا شاید کسی بادشاہ کے سوہمل ہونگے اسواسطے زنانی ڈیوڑھی سوہمحلے کے نام سے مشہور ہوگئی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ محلات خاص مین ہر ایک ملازم کو آنے جانے کی اجازت نہین مل سکتی ابوشاطر نے کہانی الواقع بہت کم ملازم شاہی اس راز سے واقف ہین اور جو واقف ہین وہ کسی پر ظاہر نہین ہونے دیتے چنانچہ مین بھی باوجود اس تقرب کے آجتک کسی راستہ سے آگاہ نہین کیا گیا حالانکہ تمام وکمال حال اوس عمارت کا خود بادشاہ کی زبان سے سُن چکا ہون اور اکثر خواجگاہ خاص تک جانے کا بھی اتفاق ہوتا رہتا ہے لیکن محض بے فائدہ ہے اور بطلق کوئی راستہ ذہن مین نہین آسکتا شعر

رسیدہ ام بہ خستہ جگر بتشنہ لب بصاف	ولے چہ سود کہ یارا نہ آب خوردن نیست

(مولف کہتا ہے اس تمہید کے دو مکان اب بھی آگرہ مین موجود ہین اور وہ دونون ہوا لیون کے نام سے مشہور ہین ایک اونمین سے قلعہ معلی کے اندر ہے اور دوسرا جگنیر کے صدر دروازہ کے اوپر لیکن یہ بسبب کمی گنجایش کے ان دونون مکانون مین گھنٹہ دو گھنٹہ سے زیادہ آدمی جکہ نہین کہا سکتا اور آنکا بغیر تجسس کے خود بخود نکل بھی آنا ہے ہان سوہمحلے سے بسبب وسعت کے اجنبی آدمی نہ نکل سکتا ہو تو کیا تعجب ہے اور وہ تھکا راستہ بھول جاتا ہو تو کیا اچنبا ہے) قصہ کوتاہ بعد ختم ہوجانے اس تقریر کے ابوسعید نے کہا پہر آپ اس معاملہ مین کونسی تدبیر مناسب سمجھتے ہین اور کس قسم کی خدمت سے شاہزادۂ عالی تبار کے حضور مین سرخروئی حاصل کرسکتے ہین ابونعیم نے تہوڑی دیر تامل کرکے جواب دیا میرے خیال مین تو سوائے اسکے کوئی بات نہین آتی کہ مردانہ و دلیرانہ برسرِ دربار اس کام کو انجام دیا جائے کیونکہ سوائے قبضۂ شمشیر کے کوئی اور مہم مین دستگیری نہین کرسکتا اور بجز زیر جانگر کے کسی سے اس معمے کی عقدہ کشائی نہین ہوسکتی شعر

گر بروس راست کنی و ربغل گیری دشمنت	ور بزیر پا شود آید بدامانت

ہان دربار سلطانی مین غیر شخص کا بار بانا محال ہے سوا اوسکے واسطے مین نے ایک ایسی عمدہ تدبیر سوچی ہے کہ شاید آپ بھی سنکر پسند فرمائین اور یقینی اوس حیلہ سے مطلب دلی بھی پورا ہوجائے ابوسعید نے کہا وہ کیا جواہیا اسی چند روز کا ذکر ہے کہ بادشاہ نے شاہزادۂ فیجرحسن کی تشریف آوری کی خبر کروہ و اسکی جانب سنکر حکام بیجاپور کو کہ نیز وغیرہ کے نام جو مغربی مرصات پر معمور ہین اس مضمون کے پروانے جاری فرمائے تھے کہ اگر احیانا ولیعہد فرانسیس شکار کھیلتے کھیلتے ہماری سرحد مین نکل آئے تو بہادرات تمام پیش آنا اور جسطرح وہ حکم دے

خود حاضر ہو کر شکار کا بندوبست کرا دینا کیونکہ سبب معرکہ آرائی ۱۵۹۵ء کے جو مدت دراز تک باہم بادشاہان
فراسیع الیمان مین ہوتی رہی اور آخرش باوجود غلبہ کے فراسیسنے حسب درخواست الیمان کے صلح منظور کر لی
بادشاہ ازحد اوسکی خاطر منظور رکھتا ہے اور ہر طرح اپنی محبت قلبی اوسکی نسبت ظاہر کرنا چاہتا ہے اب جو عنایت
ارزندی سے خود شاہزادۂ فیچرسن آجگہہ موجود ہے اور حضور کی متابعت کو فخر کونین سمجھتا ہے میری دانست مین
جسطرح مناسب سمجھا جائے خواہ کسی حیلہ سے خواہ منشا دلی ظاہر کرنیکے بعد ایک مراسلہ اس مضمون کا خاص اوسکا
دستخطی بادشاہ آلیان کے نام لکھوا لیا جائے کہ ہم اپنی مشرقی سرحد پر بٹیون کے قرب وادی اسودمین (جسکو اس
ملک والے بلیک فوریسٹ بھی کہتے ہین چند روز کے واسطے شکار کھیلنا چاہتے ہین آپ براہ مہربانی متعینان صوبہ
مذکور کو ہمارے ارادے سے مطلع فرما دین چونکہ بادشاہون اور شاہزادون کا مراسلہ جو وہ خاص اپنے ہاتھ
سے تحریر فرمائین دست بدست دینے کا قاعدہ ہے اسواسطے بلاشک پیام آور روبرو بلایا جائیگا اور بادشاہ
خود اپنے ہاتھ سے مراسلہ لکھکر آپ ہی ملاحظہ فرمائیگا اوسوقت اگر تقدیر نے موافق تدبیر کے حکم کیا ہے تو مراسلہ
لیجانے والا بلا مزاحمت شاہزادہ گردون رکاب کا منشا دلی پورا کر سکتا ہے اور بلا دغدغہ اپنی مردی و مردانگی
کے جوہر دکھا سکتا ہے لیکن ہان اوسکا بھی سلامت بچنا محال ہے اور دوبارا شاہزادۂ ژرباجاہ کے قدم آنکھون سے
لگانا دشوار بقول شخصے شعر

تا رہ نرود کسے بمنزل نرسد	تا جان نکند بہ عالم دل نرسد

شاہزادہ نے فرمایا اس قسم کا مراسلہ سوا ہمارے کون لیجا سکتا ہے اور بجز بادشاہونکے کسکی طاقت ہے کہ سلاطین پر ہاتھ
اوٹھا سکے انشاء اللہ تعالےٰ ہم خود اس مہم کو سر کرینگے اور ہم آپ اپنی شمشیر خونریز کے جوہر ملاحظہ فرمائینگے شعر

نشیمن مظفر برشمت او	سپہاک اندر آرام سر بخت او

ماجد بن حمید اور ابوسعید نے عرض کیا پہر ہم غلام کس غرض کام آئینگے اور اپنی حسرت کہان اور کسکے آگے جاکر نکالینگے آخر یہہ سر حضور ہی کے قدمونپر نثار کرنے کے لئے
بنایا گیا ہے اور یہہ جان اسی ارمان مین آجتک قفس کالبد کے صدمے اوٹھا رہی ہے شعر

وفا مبادا امید ما گر بغیر تو ست	حرام باد حیاتم اگر برای تو نیست

فرمایا اگر ایسا ہی دعوی جان نثاری کا
رکھتے ہو اور کسیطرح بغیر ہمارے زندگی بسر نہین کر سکتے تو غیر قوم و نون کو بھی ہم اپنے ہمراہ لیتے آئینگے لیکن نیوزن
کو ہرگز اس راز سے مطلع نکرنا کیونکہ اگر اوسنے بھی مثل تمہارے ارادہ ہمراہی کا کیا اور ساتھہ آنے پر آمادہ ہو گیا

تو ساری محنت مفت مین ضایع جائیگی اور اسے محروم و مغموم دنیا سے کوچ کرنا پڑیگا اب تو ہم یہہ سوچے بیٹھے ہین کہ بعد سر اتار لینے کنگ ریونیجر کے گو ہمین بھی دنیا سے اٹھہ جانا پڑے لیکن ایک سوختہ آتش مجوری کی تو جان بچ جائیگی اور دو عاشق و معشوق کا تو وصال باہم ہو جائیگا قطعہ تخلم کہ ہم چو جاں طلب طوطی آورم | اربم کہ ہم بر زمین گنگ

خنگاسہ راجیم جنون بر جگر زنم | اندیشہ راہوائے فسون در سر افگنم | آبو نیم نے عرض کیا خداوند نعمت اول تو حضور کو ایک ادنی معاملے کیواسطے بنفس نفیس ایسے محاربہ عظیم کا قصد کرنا نہ چاہئے اور جو بالفرض محال بطرح مرضی مبارک ہے تو جسوقت حضور انور دربار بکمبت آثار مین تشریف لیجائین دو آدمیون کا اچھی طرح خیال رکھین ایک جرنیل والکینو کا جو بادشاہ کی بائین جانب نقرئی چوکی پر بیٹھتا ہے اور دوسرے شاہزادہ فلاریل کا جو تخت کے داہنی طرف کرسی زرنگار پر جلوس فرماتا ہے یہہ دونون شخص پرکالہ سہان اور بلاے بے درمان ہین جسوقت شعلہ کیطرح بھڑک اٹھتے ہین آگ لگا دیتے ہین اور جسپر بجلی کی مانند ٹوٹ پڑتے ہین خاک سیاہ بنا دیتے ہین خصوصاً والکینو تو دیو کا سا معلوم ہوتا ہے اور رستم زال کی اپنے سامنے ایک لغو داستان سمجھتا ہے واللہ جب سے یہہ ملازم شاہی ہوے (جسکو شاید عرصہ تین برس کا ہو چکا) کوئی بادشاہ ایمان کا ارادہ نہین کر سکتا اور کسیکو اسکے مقابلے کی جرات نہین پڑتی پیڈرو ڈاسی کا شاگرد ہے جسنے اسمعیل ترک کو دیو کا دیکر ہلاک کیا اور آخر کار اسکے صلہ مین خواہ مخواہ ملک پرتگال کا حاکم بن بیٹھا غرض شعر | نہ مردم نژاد است اہرمن است | ایچے کوہ البرز و رجوشن است | باقی انشاء اللہ تعالے جو کچھہ میرے ہاتھہ پاؤن سے ہوسکے گا مین بھی وقت پر کوتاہی نکرونگا کیونکہ ایسے بادشاہ ہمہ تن رحم اور سراپا خیر کی متابعت مین جان دنیا حیات ابدی حاصل کرنا ہے اور خدمت مین رہنا گروہ صلحا مین دہل ہونا

شعر | گر دست دہد ہزار جانم | بر پاے مبارکت فشانم | بس اس گفتگو پر وہ مجلس ختم ہوئی اور شاہزادہ بلند بارگاہ نے مع رفقا قیام گاہ پر تشریف لیجاکر آرام فرمایا علی الصباح جسوقت سلطان خاور نے تخت افق پر جلوس فرمایا اور سپاہ انجم نے شمشیر شعاعی کے خون سے یک لخت نہر نیلمت پائی شاہزادہ سبحان صاحب عالم و عالمیان شاہزادہ سمو چہر سے ارشاد فرمایا ہم ایک نظر دربار شاہی کی کیفیت دیکھنا اور کنگ ریونیجر کی شان و شوکت سے آگاہی حاصل کرنا چاہتے ہین اگر آپ براہ محبت ایک نامہ اپنی طرف سے اس مضمون کا بادشاہ کے نام لکھہ دین تو ہمارا مطلب حاصل ہو جاے اور بلا تشویش ہم دربار شاہی کی سیر کر آئین ورنہ فیر کوئی اور تدبیر سوچی جائیگی

یا کسی دوسرے وقت پر اس ارادہ کو ملتوی رکھا جائیگا شاہزادۂ منوچہر نے عرض کیا میں بہر طور تابعدار اور حضور کی رضامندی کا خواستگار ہوں نامہ کیا چیز ہے اگر حکم ہو تو لکھ دوں اور ابھی سرِ دست سے جدا کر کے حضور پر بھیجدوں شعر | بلبلے کو ستم خار تحمل نکند | بہتر آنست کہ ہرگز سخن گل نکند | یہ تقریر سنکر شاہزادہ سبحان نے ابوسعید کو ابونعیم کے پاس روانہ کیا اور فرمایا بہت جلد اسکا جواب حاصل کر کے ہمکو اطلاع دو کیونکہ ہم تیار بیٹھے ہیں اور تمہارے واپس آنے تک انشاء اللہ تعالےٰ اوسی مضمون کا مراسلہ شاہزادہ منوچہر سے لکھوا رکھتے ہیں یہ سنتے ہی ابوسعید اودھر کو روانہ ہوا اور سارا قصہ شاہزادۂ فیچرسن کے راضی ہو جانیکا ابونعیم کو کہہ سنایا ابونعیم نے اوسی وقت بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر گذارش کیا کہ شاہزادۂ فیچرسن ولیعہد فرانسیس کیطرف سے امیرزادہ سبحان ترکی نژاد ایک نامہ خاص اور سکا دستخطی لیکر آیا ہے اور چونکہ وہ خود رئیس آوردہ ہے اور شاہزادہ کی خدمت میں ازبس ممتاز اسواسطے چاہتا ہے کہ دربار شاہی تک اپنے دو مصاحبوں کو ہمراہ لیکر آئے اور موافق دستور قدیم کے اوس نامہ کی تعظیم و تکریم کی جائے بادشاہ نے فرمایا احاجج ہم بھیجے شام کو تم مع چند کیپ کے نامہ آور کا استقبال کر کے دربار گوہر بار میں لے آؤ اور حاضرین دربار کو سنا دو کہ جسوقت امیرزادہ کا وہ نامہ لیکر دربار میں داخل ہو ہر ایک شخص تعظیماً دیکھتے ہی کھڑا ہو جائے ابونعیم نے خوشی خوشی سیمرغ وار ابوسعید کو سنایا اور ابوسعید نے واپس آکر شاہزادۂ ثریا جاہ کی خدمت میں عرض کر دیا القصہ اوسیدن وقت معمولی پر کہ بیسویں رمضان کی تھی اور یکم نومبر کی ابونعیم مع چیف کیپ کے تزک کوالی میں حاضر ہو کر شاہزادہ گردون وقار وحید روزگار کو مع ابوسعید و ماجدبن مجید اپنے ہمراہ لیگیا اور تیوزن وغیرہ دوسرے رفقا سے جی تقریب ملاقات حاصل کر گیا جسوقت شاہزادہ نے دیوان عام کے دروازہ میں قدم رکھا تمام حاضرین دربار سواے شہریار کے تعظیماً کھڑے ہو گئے اور وزیر اعظم لب فرش تک آکر شاہزادہ کو موافق قاعدۂ سلطنت کے تخت شاہی کے قریب لیگیا تاکہ پایۂ تخت کو بوسہ دے اور ولیعہد فرانسیس کا نامہ بادشاہ کے حضور میں پیش کرے لیکن شاہزادہ نے بسبب ذہنۂ اولوالعزمی کے پایۂ تخت کو بوسہ دینا گوارا نہ کیا اور زینوں کے آگے گردن جھکانا اپنے حق میں بہتر نہ سمجھا آخر بفرداے مراسم عبودیت وہ نامہ نکال کمال ادب سے بادشاہ کے حوالہ کر دیا اور آپ وانستہ دائیں جانب جدھر شاہزادۂ آلیمان کی کرسی بچھی تھی دست بقبضہ ہو کر کھڑا ہو گیا چونکہ یہ تمام باتیں خلاف قاعدۂ ریاست تھیں

اسواسطے بادشاہ ایمان کی آنکھون مین مارے غصے کے خون اوتر آیا اور جبرئیل کو بڑا غضب لگا وہ خشم آلود سے شاہزادۂ عالی جاہ کیطرف گھور گھور کر دیکھنے لگا اوسوقت شاہزادہ کو بھی اپنی حرکت پر نہایت ندامت حاصل ہوئی اور دلمین کہنے لگا تو نے ناحق ایک ادنی سی بات پر تمام حاضرین مجلس کو اپنا دشمن بنالیا اور بیفائدہ ایسے غافل لوگون کو بے خبر سوتے سوتے اپنے ہاتھ سے جگا دیا اب دیکھئے کیا معاملہ پیش آتا ہے اور کیونکر گوہر مراد اس دریاے ناپیدا کنار سے حاصل ہوتا ہے اتنے مین بادشاہ نے لفافہ چاک کیا اور تمام اہل دربار جو صرف نامہ کی تعظیم کو کھڑے ہوئے تھے اپنی اپنی جگہ بیٹھنے لگے اس سے بہتر شاہزادہ سبحان کو کوئی موقع نظر نہ آیا فوراً اژدر تند خو تشنہ خون عدو سیان سے گسیٹ چاہتا تھا کہ ایک ہی وار مین پیڑا پار کر دے کہ شاہزادۂ فایرپل نے جو پہلے سے اوسکے تیور بُرے دیکھکر قبضہ کیطرف ٹکٹکی لگائے بیٹھا تھا اوچک کر ہاتھ پکڑ لیا اور کیلی کر کے تلوار قیامت آثار کو پنجۂ قہر سے چھوڑانے لگا شاہزادہ نے جو دیکھا فایرپل پوری کیلی کر گیا فوراً بایان ہاتھ اوسکی کمر مین ڈال الا اللہ کہکر دست بلند کیا اور دائین ہاتھ کو جسمین تلوار تھی سینہ ہتکوڑا کر کے جو دوپیچے کے طور پر باندھا جاتا ہے ایک ہی جھٹکے مین دشمن کے پنجہ سے چھوڑا لیا فقاعند اللہ اوسی حالت مین والکینو نے اپنی کرسی پر بیٹھے بیٹھے کمند رہائی اور وہ خدا کی عنایت سے اوسوقت شاہزادہ تک پہونچی کہ دونون ہتکوڑے پورے ہو کر جھٹکے کی نوبت (جسے بکیتیون کی اصطلاح مین ہرکا کہتے ہین) پہونچگئی تھی چنانچہ بغیر ارادہ شاہزادۂ عالم پناہ کے خود بخود تلوار سے الجھکر کمند کے دو ٹکڑے ہوگئے اور والکینو شعلۂ جوالہ کیطرح طیش کھا کر یکبارگی اپنی کرسی سے اوٹھ کھڑا ہوا ادہر تو یہ اوٹھا اور ادہر شاہزادۂ فایرپل نے خنجر خونخوار کر کے کھینچا اوسی حالت ضطیبی مین شاہزادۂ سبحان پر وار کرنا چاہا لیکن شاہزادۂ سبحان نظر بانیۂ رحمان نے دست بخیر ایک ایسی ہتکھی لگائی کہ اوس بے دست و پا کا ہاتھ مع خنجر کے کلائی سے جدا ہو کر تخت کے پچھلی طرف جہان ابونشاط کھڑا ہوا بادشاہ کو موجہل بلا رہا تھا جا پڑا

مثنوی

چو خنجر برآورد و او را نکرد	بغرید شہزادۂ نامور	بزد دست و دستش بہ پیمان ببرد	کہ دست قضا این چنین آورد

یہ معاملہ دیکھتے ہی تمام دربار مین کھلبلی سی مچگئی اور سارے دیوان عام مین ایک شور محشر برپا ہو گیا اہل حلم بیچارے تو غلطان پیچان اپنی اپنی دم دبا کر کہ سرکسک گئے اور اہل سیف پر جنون نے کچھ جرأت کو کام فرمایا

ابوسعید اور ماجد بن مجید کا حملہ ہونے لگا رہا بادشاہ اوسنے حیرت زدہ اپنی بغلین جھانکتے جھانکتے یکبارگی تخت سے اوٹھنے کا ارادہ کیا کہ اتنے مین وہ الکینو نے دوبارہ شاہزادہ کی طرف کمند پھینکی اور اس دارین قضا عند اللہ شاہزادہ کا سیدھا ہاتھہ مع تلوار کے پھنس گیا جسکے باعث یکبارگی شاہزادہ کو دو طرح کا تردد لاحق حال ہوگیا ایک تو دست راست کے اوٹھنے کا دوسرے بادشاہ الیمان کے پاؤن اوٹھہ جانیکا یعنی اگر بائین ہاتھہ سے فایرہل کو چھوڑتا ہے تو وہین کا وہین ایک مار آستین پیدا ہوا جاتا ہے اور جو نہین چھوڑتا تو اوہر بادشاہ ہاتھہ سے جاتا ہے اور اودہر اپنی رہائی کی کوئی تدبیر نہین نکلتی آخرش سوچتے سوچتے شاہزادہ فایرہل کو بقوت تمام بادشاہ الیمان پر دے پٹکا اور تلوار بائین ہاتھہ مین لے فوراً رشتۂ خام کیطرح کمند کے دو ٹکڑے کر ڈالے اس صدمۂ جانکاہ سے اگرچہ دونون باپ بیٹون کو مطلق طاقت ہاتھہ پاؤن ہلانے کی نہین رہی لیکن بادشاہ جان کے خون سے بدحواس تخت کی بچلی طرف کود کھاگا اور ارادہ کیا کہ جھٹ پٹ اوس دروازہ مین گھسکر جو سو محلے سے تعلق رکھتا ہے اپنے تئین کسی محل مین غائب کردے لیکن ابونشاط نے اوسکے عندیہ سے واقف ہوکر اور یہ سمجھکر کہ بعد داخل ہونے سو محلے کے ہرگز اوسکا پتہ نہ لگ سکیگا وہی خنجر آبدار جو شاہزادہ کے دست بریدہ سے اوچھلا ہوا پڑا تھا اوٹھا اس چالاکی سے ریوبجر کے پہلو مین رسید کیا کہ دل وجگر پھوڑ زبان خشک کیطرح دہان زخم سے باہر نکل آیا اور بادشاہ نشۂ آب بقا دہم سے ٹھنڈا ہوکر زمین پر گر پڑا شعر

زدوش خنجر آبگون برجگر الیمان کرد گر سوبر آورد	گذر کرد برخسروی جوشنش
بخون غرق شد شهریاری تنش	الجی ابونشاط دشنہ خون آشنہ کو باہر نہین نکالنے پایا تھا کہ والکینو طوفان بلا کیطرح جوش کھاکر اوس پر ٹوٹ پڑا یعنی اس زخم کاری کا شمشیر آبدار سے خون بہا دینا چاہا خدا کی قدرت سے ابوسعید اور ماجد بن مجید جو شاہزادہ کو قتل حریف کی بشارت دینے چلے آتے تھے اوسی حالت مین والکینو کے قریب جا پہونچے اور اوسکے ارادہ سے مطلع ہوکر دونون نے پس پشت سے لنگر مین ہاتھہ ڈال کر بزور کیطرح زمین پر دے پٹکا مگر وہ پیل مست کا حکم رکھتا تھا ان بیچارون کی اوسکے آگے کیا اصل تھی زمین پر گرتے ہی دونون کو سمیٹ اپنے گھٹنون مین دبوچ بیٹھا اور آہستہ سے قبضۂ اندوہ در در دونون کا جامۂ حیات قطع کرنے لگا شاہزادۂ عالی تبار نے جو رفقا کا یہ حال ملاحظہ فرمایا بجلی کیطرح

کرکے کرالکینو پر جا پڑا اور ایک ایسا ہاتھ تلوار کا لگا یا کہ اگر گنبد گردون پر پڑتا یقین ہے کرہ ارض کیطرح خط معدل النہار کی مانند دو پھانکین کرتا اگر وہ خبر ہی نہوا بلکہ اسطرح داستانۂ فولادی پر دیکھا کہ جن سے تلوار ہی کے دو ٹکڑے ہوگئے یہہ امر اور بھی شاہزادۂ سبحان کی قوت سبعی کے تحریک کا باعث ہوا یہانتک کہ بے سوچے سمجھے خالی ہاتھ حریف کے مقابلہ مین جا کھڑا ہوا وہ تو خدا سے ایسا شکار ڈھونڈھتا پھرتا تھا بیٹھے ہی بیٹھے ایک ایسا ہاتھ شمشیر بے پیر کا چھوڑا کہ اگر خدانخواستہ اوسکی ہوا بھی لگ جاتی تو خود و مغفر زرہ و بکتر کسی چیز کا بھی پتہ نہ لگتا لیکن شاہزادۂ بلند اقبال بفضل لایزال سے خالی دے گیا اور برق لامع کیطرح تڑپ کر تلوار کے نیچے سے نکل گیا جسوقت ہاتھ خالی گیا اور تلوار کی جھوک سے والکینو نے مونہہ کی کھائی دونون گھٹنے ایسے ٹیڑھے ہوگئے کہ ماجد بن مجید نے سان اپنا ہاتھ نکال لیا اور فوراً اوسی کا خنجر اوسکی کمر سے کھینچ ایسا مقعد شریف مین پرویا کہ دل و جگر تک مزاج پرسی کر آیا

مثنوی

چنان زخم کاری زد شش نشست	کہ افتاد بر خاک چون پیل مست	یکے غرہ بنخچہ شد ہر نگون	زراہ دگر جانش آمد برون

جب والکینو کا بھی اس ذلت و خواری کے ساتھ حریف کے ہاتھ سے کام تمام ہوچکا تو وزیر اعظم چپکے ہی سے شاہزادۂ فارس بل کو سوے محلے مین ہو جو دروازے کی راہ قلعہ محلے کے باہر نکلوا لے گیا اور ابو نعیم نے تمام دروازے قلعہ کے بند کروا دیے بس قلعہ کے بند ہوتے ہی سارے شہر مین خل مچگیا کہ بادشاہ اور والکینو ایک سفید فراسیس کے ہاتھ سے مارے گئے اور وزیر و شاہزادہ دونون مجروح ہو خدا جانے کدہر کو رفوچکر ہوگئے یہہ خبر سنتے ہی شاہزادۂ فرخ حسن کو گونہ تشویش پیدا ہوئی اوسیوقت شمعون اور فیروزن اور وکٹوریس تینون رفقا کو ہمراہ رکاب لیکر سیدہا قلعہ محلے کے دروازہ پر آن پہونچا ابو نعیم تو انکو بھی جانتا ہی تھا فوراً دروازہ کھول اندر لے لیا شاہزادہ نے مع رفقا دین سے قتل عام شروع کر دیا

مثنوی

چمکا چمک تیغ آمد و گرز و تیر	ز خون یلان شد زمین آبگیر	ببے سر فتادہ بمیدان چو گوی	ز خون یلان بدر دان جو کوی
بہر سو ہمین رستخیز چون پیل مست	گرو بہ بکشت و گرو بہ خستہ	کہتے ہین اسیطرح تا بہ شام ہنگامۂ کارزار گرم رہا اور	

رفقاے جان نثار اپنی تیغ آتش بار کے جوہر دکھاتے رہے آخر کش اہل قلعہ نے امان چاہی اور سب نے ملکر جان دل سے شاہزادۂ عالم پناہ کی متابعت قبول کی

مثنوی

سپاہ الیان امان خواستند	بدان گفتہا دل بیاراستند		

برین برنہاد ند یکسر پیام | کزان پس نباشد کسے کینہ خواہ | چنانچہ شاہزادہ سبحان قبلۂ امن وامان نسخہ مذکور
خون آشام کو میان کرکے بخلوص دل دو رکعت شکرانہ کی ادا کین اور آپسمین صلاح ومشورہ کرنے کے بعد
شاہزادہ فیچرحسن کو تخت سلطنت پر بٹھاکے اوسیوقت چیف کمیپر کی زبانی افسران فوج بحری وبری کے نام حکم
بھیجوادیا کہ علی الصباح تمام معزز عہدہ دار جو بالفعل اسجگہ موجود ہین قلعۂ معلی مین حاضر ہو کر شاہزادہ
عالی تبار کو نذرین دکھائین اور جس شخص کو حاضر ہونے مین کسیطرح عذر ہو وہ اپنے تئین کار معینہ سے
معزول سمجھے چونکہ شاہزادہ فیچرحسن کو جرمن والے اپنی طرح پہچانتے تھے اور بارہا فراسیسیون کی تلوار کا
لوہا مان چکے تھے کسی نے بھی دم نہ مارا اور سب نے اپنے دلمین یہہ خیال کیا کہ بادشاہ یا شاہزادہ موجود ہوتا یا
خدانخواستہ کوئی ادنیٰ آدمی ملک دبا بیٹھتا تو البتہ ہم سرکشی کرتے بھی اچھے معلوم ہوتے اب کہ بادشاہ ہے نہ
شاہزادہ اور ملک ایسے شخص نے سر کیا ہے جسکے مقابلے کی خود فرمانروا بھی تاب نہ لاسکتا تھا پھر ہمکو ناحق جان
شیرین برباد کرنے سے کیا فائدہ اور عبث تلخی مرگ کے صدمے اوٹھانے سے کیا حاصل بہتر یہہ ہے کہ بات بعجلت
قبول کیجئے اور رشل ریونیجر کے اب فیچرحسن کو اپنا بادشاہ اور حاکم سمجھئے غرض انہین خیالات سے دوسرے دن
سبنے متفق ہوکر اپنے اپنے ہتھیار کمر سے اتار ڈالے اور بخوشی خاطر نذرین دکھاکر فیچرحسن کو تخت نشینی کی تہنیت دینے لگے بس
اسیطرح کا ایکدہ دغدغہ لگا ہوا تھا جب اوہ سے بھی اطمینان حاصل ہوگیا تو بلاتشویش قلعہ معلے کے دروازے
کھولدئے گئے اور سرکنگ ریونیجر کا تاج سے جدا کرکے حسب دستور سلاطین نعش کو دفن کروادیا گیا قطعہ

گردون ازو تہ تاب سلامت نگاشتہ | کاخر چو صبح صادق ازو نور ہا دمید | خیاط روزگار بالا بچکس | پیرایہ ندوخت کہ او را قبا برید

راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ فیچرحسن کو چونکہ فرمانروائی ملک الیمان کی اور جدائی شاہزادہ سبحان کی کسیطرح منظور نہ تھی
اسواسطے دوسرے روز تجہیز وتکفین کے شاہزادۂ عالیمقام واجب الاحترام نے ایک دربار عام کرکے ابونشاط اور ابونصر
کو شاہزادہ فیچرحسن سے خلعت وزارت دلوادیا اور آپ فہرست ملازمان ملاحظہ فرماکر احتیاطاً تمام عہدہ داران
سول اور ملٹری کو باہم تبدیل کردیا کہ کسی سرکش کی سرکشی پیش نہ جاسکے اور کوئی عہدہ دار ملازمین ماتحت سے سازش
کرکے بغاوت کا ارادہ نہ کرسکے بعدہ بادشاہ عالیجاہ کا سر بدین لحاظ شراب مقطر یعنی اسپرٹ مین ڈالکر کہ بارہا راستہ مین
سڑکے ضایع ہوجاے اور بوجہ احسن شناخت اوسکی ممکن ہو فیوزن آسٹفیہ سال کے حوالے فرمادیا اور حکم دیا تو خود

باحتیاط تمام اس تحفہ کو پرتگیز لیجا کر جیسمائن کے سرمار اور وصل محبوب کا سایہ ہو کر مجروحان کشتۂ زمان کو ہمیشہ دعائے خیر سے یاد کرتا رہے اب شاہزادۂ عالی تبار کی روانگی کوہ ارل کی جانب بیان کی جاتی ہے اور فیبوزن کی باقی سرگذشت کو کسی دوسرے وقت پر ملتوی کیا جاتا ہے **روانہ ہونا شاہزادہ سبحان نقاب پوش تصور دلدار ہم آغوش کا کوہ ارل کی جانب پولینڈ ہو کر واسطے رہائی لیا خاتون اور ٹیلڈا کے**

راویان شیرین مقال اور حاکیان رنگین خیال اس داستان نادر بیان کو یوں تحریر کرتے ہیں کہ شاہزادہ سبحان سرگروہ عاشقان بعد فتح کرنے ملک ایمان کے فیبوزن آشفتہ حال کو پرتگیز کی جانب روانہ فرما کے اور ابونشاط و ابونعیم کو نائب سلطنت بنا کے مع رفقاے جان نثار و یاران غمگسار دارالسلطنت زنگ فورٹ سے ملک پولینڈ کو تشریف لیگیا یعنی ۲۸ رمضان المبارک ۱۰۵۲ ہجری مطابق ۵ نومبر ۱۶۴۲ء روز جمعہ کو ایمان سے کوچ کر کے صوبۂ بویریا مین ہوتا ہوا دریاے سائی کو ہوف کے قریب عبور کرنیکے بعد سیکسنی مین پہونچا اور اوسکے کل امصار و قرا ملاحظہ فرما کر ڈریسڈن کی سیر سے فارغ ہو سیکسنی کا بڑا شہر دریاے ایلب کے کنارے پر آباد ہے سیلیشیا مین نگلیا وہان سے دریاے وارٹا کو اوس مقام پر جہان پر دستاندی سے ملا ہے عبور کر سرحد پولینڈ مین اور سرحد پولینڈ سے شات شوال روز چارشنبہ کو خاص شہر وارسا مین جو اوس ملک کا دارالسلطنت ہے جا پہونچا چونکہ شمعون سلجی بہ سبب عشق لیا خاتون اوس شہر کے ہر کوچہ و برزن سے ایک قسم کا اُنس رکھتا تھا کہ کہولتے ہی تمنائے آستانہ بوسی دلدار مین بیقرار ہو گیا اور شاہزادۂ عالی تبار سے تھوڑی دیر کی رخصت کا خواستگار ہوا لیکن شاہزادہ نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ اب رات زیادہ گئی ہے شاید تمہارے واپس آنے تک دروازے کاروانسرے کے بند ہو جائین اور تمکو تکلیف اوٹھانی پڑے رات کی رات صبر کرو کل انشاء اللہ تعالے ہم بھی مکانات شاہی کے دیکھنے کا قصد رکھتے ہین تمکو اپنے ساتھ لے چلینگے تم یہان کے کوچہ و بازار سے بخوبی واقف ہو اور بلا تردد تمکو ہر ایک جگہ کی سیر کرا سکتے ہو چنانچہ دوسرے روز شاہزادۂ عالیجاہ شمعون سلجی کو ہمراہ کر کے سمع شاہزادۂ سنوچر و امجد بن مجید ایوان شاہی کی جانب تشریف لیگیا اور دور تک بھگا نہ تا بصور و تمعن اوسکے اطراف و جوانب کو ملاحظہ فرماتا رہا جب دہان سے دیکھہ ہال کے لوٹنے کا قصد کیا تو شمعون سلجی کے دلکو تو اور ہی جھنک لگی ہوئی تھی فوراً ایک کوچہ و بازار کا چکر دے خاص لیا خاتون کے دروازے پر جا کھڑا ہوا اور ایک آہ جگر خراش سینۂ پاش پاش سے کھینچکر کہنے لگا **رباعی** دل جائے نوشد و گرنہ بر غون کشش | اور دیدہ توئی وگرنہ بیجون کشش

امید وصال نست جانا زاور نہ	از تن ہزار حیلہ بیرون کشش

ہائے بغیر اوس گنج مراد کے یہ محلہ کیسا ویران معلوم ہوتا ہے اور بغیر اوس ماہ پیکر کے یہ گلی کیسی اندھیری کوٹھری سی نظر آتی ہے کیا یہ وہ ہی مکان ہے جسے مین اپنے شفاخانہ سمجھتا تھا کیا یہ وہ ہی آستانہ ہے جسے سارا زمانہ ملک آسیا نہ کہتا تھا افسوس اس رشک پری نے مجکو دیوانہ بنا کے خدا جانے کو تسا پہاڑ جا بسا یا بیہمات اوس دستگیر عاشقان نے مجھ اپنے قدمون سے جدا کرکے واللہ علم کسی جا سرافراز فرمایا اب مین دل داغدار کا کیا علاج کرون اور دیدۂ دیدار طلب کو کسکی صورت دکھا کر تسکین دون تم کیا پھرے سارا زمانہ ہی پھر گیا مجھنے جفا شعاری پر کمر کیا باندھی دل و دیدہ تک ہمارے دشمن ہوگئے واللہ نہ ایک سمجھائے سے سمجھتا ہے نہ دوسرا سنائے سے منتا ہے اوسنے نشتر رگ جان کی کیفیت پیدا کی ہے اپنے لطمۂ موج طوفان کا سونہہ پھیر کہا ہے نہ جینے کی امید ہے نہ مرنے کا مگا ناہی نہ سیحا دوستی ہے نہ غوغائیل سے یارانہ ہے **مثنوی**

شمع زرخم زباد خسم مرد	صاف طرہم زغصہ شد دردم	عشق تو کشود آبم از چشم	عشق تو ربود خوابم از چشم
عمریست کہ با غمت قرینم	با غصہ دمے دہم نشینم	دارم دعنت ولے پرانش	چون طرۂ سرکشت مشوش
دریاب کہ زار و بیقرارم	آشفتہ چو زلف تست کارم	بشتاب کہ تاب و بیم نیست	در رفت تو صبور یم نیست
باشد کہ چو حال ما بدانی	از رہ بے وفا و مہربانی	سر باسن خستہ دل در آری	کامم ز وصال خود برآری

یہہ اشعار پڑھتے پڑھتے طبیعت نے جو کچھ دردمندی سی کی اور مزاج نے برہمی۔ ہاتھہ پاؤن ٹھنڈے پڑگئے اور آہ گرم ہمدمون کے سینہ سرد کو شعلۂ نار جحیم کا اثر دکھانے لگی شاہزادے کے کلیجہ پر لگ کے آہستہ ماجد بن مجید سے فرمایا دیکھو خدا کے لئے اس دیوانہ کی جلد خبر لو ایسا نہو اسکا افسانہ میرے حق مین افسون ہوجائے رفتہ رفتہ دونون کا حال دگرگون ہوجائے بھلا اسکو غم مفارقت سے کی تاب کسکو ہے اور کشتۂ تیغ مہاجرت کا زخم دیکھنے کی طاقت کہان جہان آپ تپ دوری سے تپنے کی طرح دل تپتا جاتا ہے اور آتش مجبوری سے تن بدن مین آگ کے شعلے اوٹھہ رہے ہین **رباعی**

آنم کہ بیاد من ساقی دہر	ریزد ہمہ درد و درد و نخبا بہ زہر

یہہ تقریر سنتے ہی ماجد بن مجید نے فوراً بگذر زسعادت و نحوست کہ مرا | ناہید بغیرہ کشت و مریخ بقہر

شعلون کو اپنے طور پر روک دیا اور شاہزادۂ عالیجاہ کو تفریح کے دریا سے دار الشفا کے کنارے لے ہوسنا کیونکہ

بردست سوائے گل گشت کے کوئی علاج تسکین خاطر کا ممکن نتھا اور کسی تدبیر سے وہ آگ بجھتی نظر نہ آتی تھی وہان پہونچکر البتہ کسیقدر وہ جوش و خروش کم ہوا اور شاہزادۂ سبحان نقاب پوش خیال جانان مین مستغرق امواج جنون عشق کا تماشا دیکھتے دیکھتے دور نکل گیا جب آبادی سے قریب تین چار میل کے فاصلہ پر جا پہونچا تو دیکھتا کیا ہے ایک شخص سن ستر پچھتر برس کی عمر ایک چھوٹی سی پنسولی مین ایک سلاخ آہنی ہاتھ مین لئے جسکی بعینہ تیر نما نوک کی سی صورت ہے تنہا بیٹھا دریا کی سیر کر رہا ہے اور چارون طرف اوسکے مچھلیان جمع ہین جس مچھلی کو چاہتا ہے پنسولی دوڑکر اوسی سلاخ سے چھید لیتا ہے اور باطمینان اوٹھا کر اپنے پاس رکھ لیتا ہے شاہزادہ نے چونکہ کبھی اس طور سے کسی شخص کو مچھلی کا شکار کرتے نہ دیکھا تھا تعجب سے دریا کے کنارے کھڑا ہوکر اوسکی کیفیت ملاحظہ فرمانے لگا اور ماجد بن مجید یا شاہزادۂ منوچہر سے اوس بڈھے کی چالاکی اور ہاتھ کی صفائی کی تعریف کرنے لگا جب وہ کھڑے تھوڑا عرصہ گذر گیا اور وہ شکاری بھی سمجھ گیا کہ یہہ لوگ میرا ہی تماشا دیکھ رہے ہین پنسولی کو کنارے کے قریب لاکر کہنے لگا آپ صاحب مجھے پردیسی سے معلوم ہوتے ہین اور ظاہراً شکل میرے آپ بھی اس شکار کے شایق نظر آتے ہین اگر دل چاہتا ہے تو بسم اللہ تشریف لائیے اور دو چار گھڑی شکار کھیل کر دل بہلائیے یہہ سنکر شاہزادہ مشتاقانہ مع منوچہر کے پنسولی مین تشریف لیگیا اور فرمایا ہم لوگ شکار کے شایق تو نہین ہین لیکن ہمارے ملک مین چونکہ اس طور سے مچھلی کا شکار نہین کھیلا جاتا اسواسطے دو ایک ہاتھ آپکے البتہ دیکھا چاہتے ہین اور آپکے نام و نشان سنکے یہ مشتاق ہین اوسنے جواب مین کہا کپتان کریسکو کہتے ہین اور دراصل مین ملک انگلستان کا رہنے والا ہون جو سمیرکو برس کے مغرب مین واقع ہے وہان سے میرا باپ شاہ روس کا ملازم ہوکر آیا تھا اور اوسی کی ملازمت مین انتقال فرمایا جن دنون مین والد ماجد نے انتقال فرمایا ہے مین ہین بادشاہ پولینڈ کے پاس رسالۂ بوڈی گارڈ مین بھرتی تھا بعدہ فوج بحری کا کپتان ہوگیا اور ایکمدت دراز تک بحر اطلس کی سیر کرتا رہا اب چند روز سے پنشن پاتا ہون اور بادشاہ کی جان و مال کو دعا دیتا ہون یہہ دست پچھلی کے شکار کی مجھے کپتانی کے عہدہ پر ہونیکی لگی ہے کیا معنی ہمیشہ دریا مین رہنا ہوتا تھا کوئی دوست ذی آشنا کہین آنا جانا مجبور سارے دن بیٹھا یہہ ہی جھک مارا کرتا تھا اور صبح سے شام تک شست ڈالے سطح آب کو گھورا کرتا تھا اتفاقیہ ایک بار جو بحر شمالی کی جانب ہماری فوج کا گذر ہوا اور گرین لینڈ والونکو خاص اسی طریقہ جسپر آپ شصت ڈالتے ہین دریائی مچھلی کا شکار کھیلتے دیکھا (جو قریب پچیاسی فٹ کے لمبی ہوتی ہے اور جسکی چربی سے قندیلین

بنائی جاتی ہین مجھے بہت پسند آیا یہانتک کہ چند روز انکے ساتھ رہ کر آپ بھی اوسیطرح مکان حاصل کر لیا اور شست پہینک پہانک اسی سلاح آہنی سے شکار کھیلنے لگا لیکن جس روز سے بنفش لیکر یہان آیا ہون بہ مشکل مہینے مین ایک یا دو بار شکار کھیلنے کا اتفاق ہوتا ہے کیونکہ سمندر کی یہی کثرت تو یہان ہے ہی نہین جب پندرہ بیس روز کسی خاص مقام پر اس پنسوئی مین مچھلیان جمع ہون نہ اس پنسوئی کی حرکت سے اونکی وحشت نکلے غرض شکار کھیلنا کہان اب تو طبیعت کا بہلانا اور شوق کا پورا کرنا رہ گیا ہے یہ کہکر ایک ایک سلاح ان دونون کو بھی دی اور کہا اسے مارتے ہی تھوڑا سا چکر دیدیجیے تاکہ دونون پرے پیکان کے زخم مین اٹکے تھے اور مچھلی تڑپ کر نکلنے نہ پائے چونکہ شاہزادہ سبحان کا ہاتھ نیزہ پر بخوبی بیٹھا ہوا تھا ایک ہی دو وار مین کریسکو پر بھی سبقت لیگیا اور شروع شروع مچھلیان بکا کر ڈیرہ لگانے کا جب شام ہوگئی اور وہان سے لوٹنے کا ارادہ کیا تو کریسکو نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہہ ہرگز نہین ہوسکتا یہہ شکار آپ ہی کی محنت و جانفشانی کا ہے جب تک غوطہ پر چلکر آپ اولش نکر دیجیے گا واللہ مجھے اسکا نمک بھی چکھنا حرام ہے یہہ سنکر شاہزادہ مجبور ہوگیا اور موافق عادت کریسکو نے کہ مذہب مین کسی کی دلشکنی روا نہین رکھی گئی بلا تکلف اوسکے ساتھ ساتھ ہو لیا تھوڑی دور چلکر کریسکو نے شاہزادہ سے عرض کیا بھلا یہہ تو فرمائیے آپ کہان کے باشندے ہین اور یہان کب اور کس تقریب سے تشریف لائے ہین شاہزادہ نے فرمایا ہم لوگ انگلستان امریکہ کے رہنے والے ہین کچھ اسباب تجارت لیکر آئے تھے وہ خدا کی عنایت سے جرمن پہنچتے پہنچتے فروخت ہوگیا اب بتقریب سیر اور ہوا بھی اچھی ہے کیونکہ ملک دوس دیکھنے کا بھی اشتیاق تھا اور یہان کے باشندون کی حد سے زیادہ تعریف و توصیف سنتے تھے یہہ سنتے ہی کریسکو گھبرا کر کہنے لگا یہان دو چار روز سے ہر خاص عام مین مشہور ہو رہا ہے کہ بادشاہ فرانس نے لنگ لیوپیز کو دغا سے قتل کر کے بوربا اور سیکسنی پر جو جرمن کے جنوبی حصے ہین اپنا قبضہ کر لیا آیا یہہ صحیح ہے یا غلط کیونکہ آپ تو بالفعل اوسیطرف سے چلے آتے ہین شاہزادہ نے فرمایا جب یہہ معرکہ ہوا ہے ہم لوگ شہر برلن مین تھے جو صوبہ پروشا کا دارالحکومت ہے ہین یہہ خبر اڈیرڈ حاکم پروشا کے ایک ملازم کی زبانی سنتے مین آئی تھی صحت مین اسکے کسیطرح کا شک نہ سمجھنا چاہیے مگر راوی یون نقل کرتا تھا کہ بادشاہ فرانس نے بعد قتل لیوپیز کے وہان کا انتظام اوسکے ملازمون کے سپرد کر دیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر شاہزادہ فاریل کو وزیر الیمان نہ بگاڑتا تو وہ ملک شاید غیر کے قبضہ مین نہ جاتا کریسکو نے

کہ ایڈورڈ بھی عجب نکما حرام آدمی ہے باوجود اس عنایت بے غایت کے ایسے معرکۂ عظیم کی خبر سنکر چپکا بیٹھا رہا یہ نہوا اپنے آقا کی مدد کرتا یا بعد قتل بادشاہ کے دشمن کو آرام سے نہ بیٹھنے دیتا ہی ہے

شعر

زبد اصل نیکی مدار امید	کہ زنگی نگردد زرستان سپید

شاہزادے نے جواب دیا ہماری دانست مین تو یہ سارا فساد اوسی کی ذات کا ہے لیکن ہمکو یہ نکموان جھگڑون سے کیا مطلب اور کسی کی نمک حرامی یا نمک حلالی سے کیا غرض شعر

مثلے یاد دارم از یارے	کار ہر مرد مرد ہر کارے

تاہم بالفعل اپنے سر مین اس ملک کی سیر کا سودا سمارہا ہے اگر براہ عنایت یہان کے کچھ حالات سے مطلع فرمائیے تو البتہ آپکا بھی احسان ہوگا اور ہمارا بھی فائدہ شعر

آن بہ کہ ہر کسے بجہان کار خود کند	وانکس کہ کار خود نکند نیک بد کند

یہ سنکر کریسکو کہنے لگا روس ایک ایسا بڑا اور وسیع ملک ہے جو فرنگستان اور ایشیا کا تمام شمالی حصہ گھیرے ہوئے ہے یعنی یورپ مین بحیرۂ بالٹک سے لیکر ایشیا مین کمچکیٹکا تک یہی ملک پھیلتا چلا گیا ہے حدود اربعہ اوسکی یہ ہین شمال مین بحر منجمد شرق مین پیسیفک اوشن جنوب مین چین و کوکان و فارس اور روم مغرب مین ترکستان و اسطونیا و لیوان و بحیرۂ بالٹک اور خلیج بوتنیا مگر کوہ ارل نے اوسکے دو ٹکڑے کردئے ہین ایک ٹکڑا یورپ کی مشرقی جانب واقع ہے جسے ایشیا کے لحاظ سے ایشیائے روس کہتے ہین دوسرا مغرب کی طرف جو یورپ کے سبب فرنگستانی روس کے نام سے مشہور ہے کہتے ہین اس مغربی حصہ مین قریب پانچ کروڑ کے آدمی بستے ہین اور زمین سولہ لاکھ میل مربع سے بھی سیقدر زیادہ ہے سابق مین یہ قطعہ چھوٹی چھوٹی نو سلطنتون پر منقسم تھا مگر بالفعل یہان صرف چار بادشاہ حکومت کرتے ہین اور وہ چارون شاہنشاہ روس کو سالیانہ خراج ادا کرتے ہین ہمنین ایک کنگ فریڈرچ والی ملک پولینڈ دوسرا اسٹرجم فرمانروائے ملک آچنجل قیسر آرمیاس بادشاہ ملک اور سینگ چوتھا ظریمعالک سوسکو وغیرہ جہان چارون مین بیمار مغز اور صاحب قوت مشہور ہے شاہزادہ نے فرمایا سنتے ہین کہ وہ ارل سارا کنگ فریڈرچ کے قبضہ مین ہے جواب دیا ہان قریب دو سو برس کے ہوئے کہ کسی وجہ سے بادشاہ پولینڈ نے اوسے فتح کرلیا تھا سو اب تک بدستور اوسی کے جانشینون کے قبضہ مین چلا آتا ہے ورنہ پہلے وہ بھی چار ہی حصون پر منقسم تھا اور یہ چارون بادشاہ جدا جدا اوسپر قابض تھے چنانچہ ایک ایک قلعہ نہایت مستحکم دیا ہمارا اب تک ہر ایک بادشاہ کی سرحد مین موجود ہے اور اوسی کے نام سے مشہور شاہزادہ نے فرمایا یہ تو ہم نے مانا کہ بادشاہ

پولنیڈ نے کسی زمانہ مین والیان ملک آرچیفیل وغیرہ کو ضعیف و ناتوان پاکر آہستہ آہستہ چارون قلعون پر مدت دراز مین قبضہ کرلیا ہوگا لیکن اب کیا سبب کہ بادشاہان مذکور اپنا اپنا حق چھوڑ بیٹھے ہین اور دشمن کے ہاتھ سے اون قلعون کے نکالنے کا ارادہ نہین کرتے اگر کہئے اب بھی وہ ہی ضعف سلطنت کا عذر چلا جاتا ہے تو تینون ایک کیون نہین ہوجاتے اور آپس مین متفق ہوکر غنیم پر حملہ کیواسطے نہین کرتے مثل مشہور ہے

شعر

وودل کیہ شود یکشکنہ کوہ را | برا گندگی آرد انبوہ را

اگر کسیکو نے کہا اول تو یہہ امر شرائط عہد نامجات باہمی کے خلاف ہے کیونکہ یہہ بادشاہ شاہنشاہ روس کے تابع اور خراج گذار ہین اور انکا کوئی قانون یا معاہدہ بغیر منظوری شاہنشاہ روس کے ہرگز صحیح و مکمل نہین سمجھا جاتا چنانچہ سلطان روس کیطرف سے از راہ دور بینی ان چارون مین یہہ عہد و پیمان کرادیا گیا ہے کہ وہ یا تین بادشاہ متفق ہوکر ایک پر حملہ کرنے کا ارادہ نکرین اگر کرین تو فریق مغلوب کو شاہنشاہ روس کیطرف سے مدد دیجائیگی اور درصورت اثبات جرم ملک مقبوضہ اوسکا قابل ضبطی کے سمجھا جائیگا البتہ اگر ایک بادشاہ اپنی قوت ذاتی یا تدبیر صائب کے ذریعہ سے دوسرے بادشاہ کا ملک و مال دبانے کا ارادہ کرے تو شاہنشاہ روس کچھ مداخلت نہین کرسکتا اور نہ اوسکو اپنے ارادہ سے باز رکھ سکے ہان اگر کوئی غیر بادشاہ انمین سے کسی پر حملہ کرنا چاہے یا یہہ کسی غیر پر حملہ کرنیکا ارادہ کرین تو بیشک یہہ چارون آپس مین ملجانے کے مختار ہین اور ایک دوسرے کے مدد دینے کا مجاز دویم قلعہ جات کوہ ارل کچھ ایسے موقعہ کا نواح مین کہ جو چاہے بے سوچے سمجھے اون پر ہاتھ ڈال بیٹھے کیا سمجھا اول تو وہ ایسے مقام قلب مین واقع ہوئے ہین کہ کسیطرح وہان تک کسی غنیم کا گذر ہی نہین ہوسکتا دوم اونکا قلعہ دار ایرانی ترک کوہ پیکر ایسا جرار و آزمودہ کار آدمی ہے کہ جسکے سامنے بیلچہ زور چل سکے نہ شجاعت سے حوصلہ نکل سکے شاہزادہ نے پوچھا علاوہ ابراہیم ترک کے وہان کسقدر فوج رہتی ہوگی جواب دیا سات سات ہزار سوار جرار ہر ایک قلعہ پر متعین ہے اور ایک ایک اونکا کمانڈر جسے نائب قلعہ دار سے خطاب کرنا چاہیے کیونکہ یہہ لوگ ابراہیم ترک کے ماتحت سمجھے جاتے ہین اور بغیر اوسکی اجازت کے اپنی طرف سے کوئی حکم نہین دے سکتے غرض شعر

ہر کہ کند چشم ہین رہ سیاہ | یا سرش از دست رود یا کلاہ

ابھی یہہ تقریر ختم نہونے پائی تھی کہ ترکیکو مکان پر پہونچ گیا اور جاتے ہی سامان می نوشی شاہزادہ کے روبرو رکھکر کہنے لگا جب تک ملازمین چھلی کے کباب تیار کرین

آپ اس سے مشغل کیجئے تاکہ طبیعت مشغلفتہ ہو اور دل کو تازگی ہو پہنچے شاہزادہ نے فرمایا مین نے توسبب زیادتی صفا کے اسی مدت سے چھوڑ رکھا ہے اور یہ تینون صاحب یہ سبب نہین پیتے آپ بیشک اپنا مشغل کرین اور ہم چاروں کو اس تکلف سے معاف فرمائین یہ سنکر کریمکو نے بھی مہمان کی خاطر سے چاہا کہ جام و صراحی اوٹھا کر علیحدہ رکھدے لیکن شاہزادے نے میزبان کو تکلیف دینا گوارا نہ کیا اور فرمایا اگر آپ ہمارے سبب سے اپنے معمول مین فرق ڈالنا چاہتے ہین تو واللہ ہم بھی مہمان کا بیٹھنا پسند نہین کرتے اسواسطے مجبور ہوئے جام شراب اوٹھا کر سر منہ سے لگا لیا اور ادھر اور ہر کے ذکر اذکار مین شاہزادہ حال تبار کا دل بہلانے لگا جب تھوڑے سے عرصہ بعد اسکی آنکھون مین سرور آیا اور موافق معمول شرابیون کے خود بخود اپنے دل کی باتین اوگلنے لگا تو شاہزادہ سبحان نقاب پوش نے موقع پاکر فرمایا آپکے والی ملک کے عادات و حالات کی نسبت ہنوز کچھ ارشاد نہین کیا اور نہ یہ فرمایا کہ آپکو اوسکے مزاج مین کہانتک دخل ہے یہ سنکر کریمکو کہنے لگا ہمارا بادشاہ علاوہ خیال اولوالعزمی اور ہوائے کشور کشائی کے تواریخ سے ازبس شوق رکھتا ہے اور بادشاہان پیشین کی پیروی کو بہرحال اپنا وسیلہ نجات سمجھتا ہے کوئی دن ایسا نہین ہوتا کہ بہ تبدیل لباس ہر گلی کوچہ مین گشت نہ لگاتا ہو اور نیک و بد خبر عوام کی اپنے کان سے نہ سن لیتا ہو اوسکو منظور یہ ہے کہ ہمیشہ رعیت میری شاد رہے اور کوئی زبردست کسی زیردست کو ہرگز آزار نہ پہونچانے پائے اسیواسطے عجائب خانہ کی شمالی دیوار مین جو شارع عام پر واقع ہے اک ہزار دون مقیم و مسافر کا روزمرہ وہان گذر ہوتا رہتا ہے مستعد وطاقچے عرایض ڈالنے کے واسطے بنکے اوسکے نیچے مقفل صندوق رکھدیے گئے ہین تاکہ ہر کس و ناکس جب گذر بادشاہ تک ممکن نہو تحریر کے ذریعہ سے اپنے حال کی اطلاع بادشاہ تک پہونچائے اور ہمیشہ ملازمین کے ظلم و تعدی سے محفوظ رہے یہ صندوق ہفتہ مین ایکبار خود بادشاہ اپنے ہاتھ سے کھولتا ہے اور تمام عرایض ملاحظہ فرماکر بنفس نفیس اوسی روز درصورت امکان اوسکا تصفیہ فرما دیتا ہے اس سبب سے اوس دیار کو جسٹس وال کہتے ہین اور بادشاہ دور دور عادل زمان اور منصف دوران مشہور ہو رہا ہے لیکن باوجود ان اوصاف حمیدہ کے دو عیب بھی ایسے سخت رکھتا ہے کہ میری دانست مین سارا عدل و انصاف ایک طرف اور وہ دونون عیب ایک طرف کیا مضائقہ اول تو جرم کا اوسکے جرم سے ستر زیادہ دیتا ہے دوم اپنے ملازمین سے ناحق اونی اونی بات پر ہمیشہ بدظن ہوتا رہتا ہے چنانچہ آجکل ابراہیم ترک کی

طرف سے کچھ بگڑا ہوا معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایک دن مجھ سے (اپنا تک پر ورد ہ قدیم سمجھکر) فرماتا تھا ہم تمکو تھوڑے دن کے واسطے صوبۂ پرم کی جانب بھیجا چاہتے ہین مین سنتے ہی سمجھ گیا خفیہ برابیم ترک کا کچھ دال دریافت فرمانا مقصود ہے اور بیشک اوس بیچارے کیطرف سے کوئی نہ کوئی شبہ پیدا ہوا ہے شاہزادے نے فرمایا تھا برابر اس تقریر سے تو کوئی شبکی بات پائی نہین جاتی اور جو آپ سمجھے ہون تو براہ مہربانی مفصل بیان فرمائین جواب دیا اگر موسم بہار مین زید جوار کے لوگ نقر سکا چند روز کیواسطے بعض بعض کوہ ارل کی مشہور چوٹیون پر ہر سال چلے جایا کرتے ہین اتفاقاً ایسے برس اوسنے مین آیا ہے کہ) یہ سبب عالم تجرد اور ولولۂ جوانی کے ابرابیم ترک کو یہ پیکا ایک عورت حسین مس فورنا نامی باشندۂ صوبۂ پرم پر جو بطریق میر کوہ ارل پر گئی تھی مفتون ہو گیا اور یہانتک آتش عشق کا فون سینہ مین شعلہ زن ہوئی کہ ہزار حیلہ وحوالہ تھوڑے دن بعد اوسے راضی کرکے اپنے عقد مین لے آیا لیکن صوبۂ پرم زیواس والی ملک اور بزرگ کے زیر حکومت ہے اور وہ ہمیشہ اسی فکر مین رہتا ہے کہ کسی تدبیر سے اپنا قلعہ اور بزرگ جو کوہ ارل پر واقع ہے حریف کے قبضہ سے نکال لے اسلیے مین کہہ سکتا ہون کہ یقین بادشاہ کو یہہ عقد ناگوار گذرا اور ابرابیم ترک کی محبت نے اوسے اندیشہ ہاے دور دراز مین ڈال دیا ورنہ صوبۂ پرم مین مجھے بھیجنے سے کیا علاقہ اور اخفاے راز مین تاکید اکید فرمانے سے کیا مطلب بقول شخصے شعر | در عرض اشتیاق چہ حاجت بحرف صوت | | |

فریزہ کے ہم مین سے کوئی اندر جائے اور بادشاہ کو موافق خیالات کریکو کے ابراہیم ترک کیطرف سے کسیقدر بدظن پائے تو نیزی دانست مین تھوڑی سی اور بھی آگ لگادے اور یہانتک بھڑکائے کہ بادشاہ ملکارآسیمہ دل کردے بعد موقوفی ابراہیم ترک کے بہرحال کوئی نہ کوئی اوسکی جگہہ بھیجا جائیگا اور وہ اس صورت مین خواہ مخواہ اپنا خیرخواہ سمجھے گا بس اوسکے ذریعہ سے ہمارا کوہ ارل پر ہوبیٹھ جانا اور اپنے قیدیون کو چھوڑالانا کیا مشکل بات ہے شاہزادہ نیوجرسی نے کہا جس حالت مین بادشاہ تک ہمارا گذر ہوجائے اور تخلیہ کی بھی کوئی صورت نکل آئے تو جھوٹ بولنے اور فریب کرنے سے کیا حاصل جسوقت وہ کوہ ارل کی نسبت سوال کرے زبان شمشیر ہی سے کیون نہ جواب دیا جاے شاہزادہ سبحان نقاب پوش نے فرمایا یہ موقع جرمن ہی کے واسطے تھا یہان بادشاہ کے قتل کرنے مین علاوہ مطلب اصلی فوت ہونے کے بیسیون طرح کے فتور اوٹھتے نظر آتے ہین کیا آپ ابھی کریکو کی زبانی یہان کے عمدہ امون کا ذکر نہین سن چکے وہ کہتا تھا اگر کوئی غیر بادشاہ یہان کے کسی ملک کا ارادہ کرے تو زنار وایان قرب وجوار کو بموجب معاہدہ کے اوسکی مدد دینی لازم آتی ہے اور جو بالفرض محال وہ مدد نہ دین تو شاہنشاہ روس کب گوارا کرسکتا ہے کہ اوسکا ملک دوسرے کے قبضہ مین نکل جائے علاوہ ازین اگر آپنے فریزکو مار ڈالا تو یقینی قیون بادشاہ متفق ہوکر پوتیند پر حملہ کرینگے اور سوا پوتیند کے کوہ ارل کو پہلے دبابیٹھین گے ہم زمانے ان ساری بلاؤن کو کون سمیٹے گا اور جو سمیٹنے کا ارادہ بھی کیا تو کوہ ارل پہونچنے پہونچتے برسون جاتے مین جبتک ندا جائے قیدیون کا کیا حال ہوا اور قلعہ جات کوہ ارل سلامت بھی رہین یا نہین شمعون نے عرض کیا میری دانست مین تو کسیطرح آپس ہی مین آتش فتنہ وفساد مشتعل کردیجاے تو اچھا ہے یعنی خواہ ابراہیم ترک کو بھڑکا فریزر سے باغی کرادیا جاے خواہ سلاطین ثلاثہ مین سے کسیکو بڑہاوے دیکر کوہ ارل سے بہڑا دیا جاے کیونکہ جب اسکا موقع پڑا اور انتظام مین فرق آیا ہم کسی نہ کسی طرح اپنے قیدیون کو نکال ہی لائینگے شاہزادہ عالی تبار گردن و فارنے فرمایا بہرحال ایک عرضی تو لکھکر ڈال دینا چاہیے باقی آپ حاضرین کی تقریر کا جواب جبتک مین خود فریز سے ایک ملاقات کرکے اوسکا رنگ ڈھنگ دیکھلون اور اوسکے مزاج کی کیفیت سے کماحقہ واقفیت حاصل نکرلون ہرگز نہین دے سکتا شعر

بمزدل من چون کے پہلوے من سوزد نہ دیگ

نقد مختصر دوسرے دن علی الصباح حسب فرمان واجب الاذعان شاہزادہ سبحان کے وہ عرضی لکھی گئی اور تیسرے

دن عرضی لکھنے کے یعنی ۱۱ شوال ۱۲۵۲ ہجری مطابق ۱۳ فروری ۱۸۳۶ء روز یکشنبہ کو کہ خاص اجلاس شاہی کا دن تھا بادشاہ پولینڈ نے وہ عرضی ملاحظہ فرما کر منادی کرادی کہ جو شخص خیر خواہ سلطنت اپنے تئین تحریر کرتا ہے آج شب کو دربار دولت پر حاضر ہو اور افسران بارگاہ سلطانی کو لازم ہے جسوقت کوئی شخص اپنا یہ نام ظاہر کرے فوراً حضور معلی مین پہونچا دین چنانچہ شاہزادہ بلند بارگاہ اوسی دن کچھ رات گئے موافق اپنے معمول کے مسلح ہوکر ایوان شاہی مین تشریف لیگیا اور طرحا کر بادشاہ کو نذر دکھا کر حسب دستور سلطنت گوہر مدعا و مُنا کا پیچا دینے لگا فرنیز نے اوسیوقت کمال اشتیاق سے تخلیہ کرکے ارشاد فرمایا اجماع عرض کرو کیا عرض کرنا چاہتے ہو شاہزادہ سبحان نقاب پوش نے جواب دیا بندہ کہ اصل مین ترکستان کا رہنے والا ہے چند روز سے بطریق سیاحی ایشیائے روس کی جانب گیا ہوا تھا وہان سے واپس آتے وقت جو صوبہ پرم مین دو چار ترکون سے (جنمین اکثر اسمعیل ترک سابق لار ملک پرنگیز کے رفاقت مین دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا) ملاقات ہوئی اور اون سے وہان کے قیام کا سبب دریافت کیا گیا تو اونہون نے بیان کیا کہ بعد انتقال اسمعیل ترک کے ہم لوگ اوسکے بھائی ابراہیم کے پاس (جو بادشاہ پولینڈ کی طرف سے کوہ ارل پر مامور ہے) چلے آئے ہین اور بالفعل اوسی کی مشکوہ فورنا کی ہمراہی مین اسجگہ آئے ہوئے ہین مین نے کہا فورنا تو نام عیسائیون کا سا معلوم ہوتا ہے ابراہیم کو اوس سے کیا نسبت اور فورنا کو ترکون سے کیا مناسبت جواب دیا یہی ہے فورنا فی الحقیقت عیسائی مذہب رکھتی ہے لیکن ابراہیم کو آتش محبت سے مجبور ہوکر یہہ اختلاف قبول کر لینا پڑا اور فورنا صرف والی اورنبرگ کے خون سے مبرا و تہرا راضی ہوگئی کیونکہ در اصل وہ اوسکے ایک ملازم خاص کی لڑکی ہے اور اوسی کے ملک کی رہنے والی مین نے کہا پھر والی اورنبرگ کو کیا غرض پڑی تھی جو ناحق ایک حریف کے واسطے اسقدر کوشش کرتا اور اپنے ملازم خاص کی رعایت لحوظ خاطر نہ کرتا جا بدیا غیر لیکن اس والی اورنبرگ تو مدت سے ابراہیم ترک کے گانٹھنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ اوسکی سازش سے اپنے قلعہ اورنبرگ کو بادشاہ پولینڈ کے قبضہ سے نکال لے اب جو بیٹھے بٹھائے خداوند کریم نے ایک صورت پیدا کردی فوراً اوسکا داؤ چل گیا اور بے دامون ابراہیم ترک کو اپنا غلام بنا لیا یہانتک بیان کرکے شاہزادہ عالی تبار کہنے لگا چونکہ بادشاہ عولم الناس مین سایہ جان کے ہے اور جان کا حتی المقدور بلیات ارضی و سماوی سے بچانا فرض اسواسطے جو کچھ سنے مین

آیا تھا حضور کے روبرو موبمو گذارش کر دیا گیا آیندہ جھوٹ بیچ راوی کی گردن پر اور نیک و بد ابراہیم تک کے نامہ اعمال مین شعر کرسانے حق شناس و حق گذار نہ | کہ حال از بادشاہ پنہان نمانہ | تیسرا نکتہ قزلباش نے گردن جلالی ادا کیا بیشک یہ جہال اسیواسطے پیدا کیا گیا ہے لیکن قبل اسکے کہ آتش فتنہ و فساد مشتعل ہو ابدولت ابراہیم کو معزول فرما کر بجاے اور کسے دوسرے معتبر کی تجویز کیے دیتے ہین شعر | چو بینی برہمہ زیرم اغیر مراورم گردد | تمن نہ آنم کہ زبونی کشم از چرخ کجرفتار | شاہزادہ جہان نقاب پوش نے جواب دیا کہ حقیقت ملازمت کے حق مین معزولی سے بہتر کوئی تعزیر نہیں ہے لیکن ہر ذی عقل ناقص مین ایسے شخص کو جسکے دماغ مین خیالات فضولی سما چکے ہون اور بجاے خود اپنے تئین ایسی جگہ کا حاکم یا افتیار ہو کہ جہان فرشتہ ہی پر نہ مارسکے یکایک معزولی فرمانا اپنی دانست مین دانستہ مدد پہونچانا ہے اگر خدانخواستہ معزولی کا حکم سنتے ہی گھبرا بیٹھے تو کیا علاج ہوسکتا ہے اور کیونکر یہ فرمایان آستان ملک آشیان اوسکو اپنے قابو مین لاسکینگے اولی تو جگہ بے ٹھوبہ دوسرے دشمن سر پر موجود یقینی اوسکے بگڑتے ہی تینون بادشاہ ملکر اپنے اپنے قلعون پر حملہ کرینگے اور شیطین عہدنامہ سرن کی ساری بیکار ہوجاویگی کیونکہ وہ ایک غیر شخص ہے جب ملک روس کے کسی حصہ کو اپنی قوت ذاتی سے دبا بیٹھے گا ہر ایک بادشاہ اوسپر حملہ کرنیکا مجاز ہوجاویگا اور عہدنامے صرف اس سبب سے کہ وہ اپنے قلعے ایک غیر شخص کے قبضہ سے نکالنا چاہتے ہین ہرگز کام نہ آئینگے ہان بعد انکے فتح کرلینے کے حضور پر الابتہ عہدنامہ کی پابندی لازم آجائیگی اور دوسو برس کا ملک بقدوبند مفت مین ہاتھ سے جاتا رہیگا اگر کسی بہانہ سے ہمین اوس سید فساد کو طلب فرمالیا جاے تو بہتر ہے اور نا وقتیکہ وہ حاضر نہولے کوئی متنفس حضور کے عہدنامے سے آگاہ نہونے پاوے تو بہتر ہے شعر | چو زیبا گفتہ است آن مرد دشیار | کہ گر بر بایدت سر را نگہ دار | بادشاہ نے فرمایا بہلا بہانا کیا کیا جاے شاہزادہ نے جواب دیا صرف اتنا کہدینا چاہیے کہ (کلک جرمن مین بالفعل ایک قسم کا غدر پھیل رہا ہے اور کنگ ملیوم الی ملکہ آسٹریا جسکی سرحد آلمان سے ملی ہوئی ہے ہسپانیہ و پرتگیز سے کوہ پرنیز پر لڑ رہا ہے غرض یہان سے وہانتک میدان خالی پڑا ہے اور کوئی روکنے ٹوکنے والا نظر نہین آتا ایسے موقع پر ہم چاہتے ہین کہ فرصت کو ہاتھ سے نہ دین اور طغیانی آپ شمشیر کا تماشا ملاحظہ فرمائین مگر چونکہ تمہارا مشورہ اس باب مین مقدم ہے اسلئے تمکو چاہیے کہ اپنی دانش و ہدایت بنیان کے دیکھتے ہی اپنے تئین وآرسا مین حاضر کردو اور تا موجودگی اس جگہ کے فلان شخص کو اپنا کارمتعلقہ سپرد کردو) آیندہ حضور مختار ہین اور ہم لوگ مطیع و فرمانبردار لیکن اتنا پھر بھی کہینگے شعر

دزدو فع بلائے کہ تقدیر بساط | تقدیر ہمین است کہ تقریر افتاد | یہ گفتگو بایستہ و برامین شایستہ سنکر فرخ زاد نگاہ گیا
اور شاہزادہ کی طرف دیکھکر کہنے لگا تم کس قبیلہ سے ہو اور بالفعل کونسا کام تمہارے متعلق ہے شاہزادہ نے
جواب دیا اگرچہ اصلیت تابعدار کی ملک آمریکہ سے ہو لیکن بالفعل مین اپنے تئین ترکستان سے منسوب کرسکتا ہون کیونکہ
قریب اٹھارہ انیس برس کے ہوئے کہ رعایاے ہیلے نیکس نے موافق اپنے دستور جمہوری کے والد ماجد کو بدبر نوظر دیکھکر
چار برس کے واسطے اپنا بادشاہ بنالیا تھا جب وہ میعاد گذر گئی اور دوسرے کی نوبت پہونچی تو والد بزرگوار نے
اوس ملک کا رہنا پسند نفرمایا یعنی تخت سے اوترتے ہی سیدھے ترکستان کو چلے آئے اور سلطان روم کی رفاقت مین
عمر بسر کرنے لگے اب عرصہ دو برس کا ہوا کہ حضرت نے جہان فانی سے کوچ فرماکر عالم جاودانی کو رونق بخشی اور میرے شیشہ
دل کو سنگ مفارقت سے چور چور کر ڈالا چونکہ دیدنی ایک جگہ بیٹھے بیٹھے سنا اسلئے مین جی سارے جہانگرد
چھوڑ چھاڑ کیا رگی گھر سے نکل کھڑا ہوا اب دو برس بعد تمام جہان کی خاک چھانکر ترکستان کو واپس جاتا ہون کیونکہ
حکمانہ کہا ہے شعر | آسودہ باش و باز شقت فزون مکش | انگشا میان کہ رنج جہان را کنارہ نیست | یہ سرگذشت
سنکر فرخ زاد نے شاہزادہ کو بیٹھنے کا حکم دیا اور فرمایا ہم تم سے اتنا تا ایک سوال کرنا چاہتے ہین شاہزادہ نے ارشاد کیا زہے
کہاستہ ہین اسفدان سے ایک سوداگر کچھ تلوارین لیکر ملک یورپ مین داخل ہوا اور پہلے ہی بادشاہ روس کی خدمت
مین حاضر ہوکر کسیقدر تلوارین اوسکے ملاحظہ کے گذرانین بادشاہ روس نے کچھ تلوارین پسند فرماکے باقی واپس
کردین سوداگر نے واپس شدہ تلوارون مین سات تلوارین اور ملاکر بنسبہ بادشاہ آلمان کی خدمت مین بھیجدین
بادشاہ آلمان نے بھی مثل روس کے کچھ تلوارین اونمین سے نکال کے باقی کی واپس کردین اوسنے اونمین سے سات
تلوارین اور ملاکر والی اسٹوریا کی خدمت مین پیش کردین غرض اسیطرح وہ سوداگر باری باری یورپ کے اٹھارہ
ملکون مین پہرا اور ہر ایک بادشاہ کو واپس شدہ تلوارون مین سات سات تلوارین ملاکر بندرہ کرتا رہا جب
اوسنے یون ملک مین پہونچا اور بدستور سات تلوارین ملاکر اوسکی خدمت مین بھی پیش کین تو اوسنے سبکے سب رکھلین
یعنی واپس بھیجدیا ایک بھی نہ لی لیکن حساب کی رو سے کسی بادشاہ نے کم و بیش تلوارین خرید نہین فرمائین اور سب
کو یکسان حصہ پہونچ گیا پس ہم پوچھتے ہین پہلے ہی اوس سوداگر نے والی ملک روس کی خدمت مین کسقدر تلوارین
پیش کی تہین اور ہر ایک بادشاہ نے کتنی کتنی خرید فرمائین شاہزادہ نے جواب دیا شاید یہ سوال غلام کے جوڑ ا بنانیکو

ارشاد فرمایا گیا ہے کیونکہ اسکے جواب بے انتہا ہوسکتے ہین اور اعتراض ایک پر بھی لازم نہین آتا کیا معنی ممکن ہے
کہ ہرایک بادشاہ نے دس دس تلوارین خریدنے فرمائی ہون اور پہلے ہی پہلے اوس سوداگر نے چونسٹھ تلوارین سلطان
روس کی خدمت مین پیش کی ہون کیونکہ جب چونسٹھ مین سے دس نکل گئین تو پچاون باقی رہین جنمین موافق شرائط
سوال کے سات اور ملاکر اکسٹھ دوسرے بادشاہ کی خدمت مین بھیجی گئین اور وہان سے بھی بسبب اسکے کہ ہرایک
بادشاہ نے کیسان خریدنے فرمائی ہین دس نکال کے اکیاون واپس کردی گئین جو شات ملانے کے بعد تیسرے کیپوسطے
اٹھاون ہوگئین اسیطرح اخیر تک سلسلہ وار پورا پورا عمل کیا جاے تو اٹھارہوین ریاست تک پہونچتے پہونچتے
صرف تین واپس ملتی ہین جنمین سات ملانے سے اور ننیسوین ریاست کیپوسطے وہ ہی تعداد دس کی باقی رہجاتی
ہے جنکو وہ موافق قاعدہ سوال کے واپس نہین کرسکتا لیکن اگر یہ کہون کہ ہرایک بادشاہ نے دس دس تلوارین
خریدنے فرمائین تو معترض کہہ سکتا ہے کہ نہین یہ غلط ہے بلکہ ہرایک بادشاہ نے بیس بیس خریدنے فرمائین اور پہلے ہی پہلے
سلطان روس کی خدمت مین روسو چون بیش کی تہین کیونکہ اس تعداد پر بھی عمل کرنے سے کسیطرح کا ثبوت مین
فرق نہین آسکتا پس مین سوائے خاموشی کے کیا جواب دے سکتا ہون اور معترض کو کیونکر مجبور کرسکتا ہون
اسیطرح اکیس بائیس سے لیکر لاکھہ لاکھہ اور دو دو لاکھہ تک بھی خریداری ممکن ہے اور قاعدے
کی رو سے فرق ایک مین بھی نہین پڑتا یہ سنتے ہی فرنگی نے کہا ہم تم سے بہتر کوئی شخص کو ہ آرل کیواسطے تجویز نہین
کرسکتے اور تمہارے ہی جاننے مین یہ راز بھی پوشیدہ رہ سکتا ہے بسم اللہ کمر ہمت باندہو اور ہمارے مصقلہ عنایت سے
اپنے جوہر ذاتی کو جلی فرماؤ شاہزادہ سبحان نقاب پوش نے فرمایا اگرچہ بالفعل صدمۂ غربت و فرقت سے تنگ اگر سواے
ملک ترکستان کے کسی اور طرف کی طبیعت کو خواہش نہین ہوسکتی لیکن بمجبوری حکم شاہی بسر و چشم قبول کرتا ہون
ہون بشرطیکہ بعد اطمینان کامل کوہ آرل کا بوجہ کسی دوسرے مستحق کی گردن پر نہ رکھا جاے اور فرمایا جاے فرنگی
نے کہا یہ بھی بدل منظور کیا بلکہ آج ہی سے تمکو تمہارے فعلون کا مختار کردیا جاؤ اور جب تک تمہارا جی چاہے وہان
کا بندوبست کردیجیو کہکر اوسیوقت اپنے ہاتھہ سے سند قلعہ داری شاہزادہ عالی تبار کو لکھدی اور ایک فرمان
اوسی مضمون کا ابراہیم ترک کے نام تحریر فرماکر شاہزادہ کو اپنے پاس سے رخصت فرمایا جسوقت شاہزادہ سبحان مع
عالم و عالمیان نے ایوان شاہی کے باہر قدم رکھا منوچہر اور ماجد بن مجید وغیرہ رفقا جو منتظر کھڑے در وازے کو تک رہے

وہ جمال جہان آرا دیکھتے ہی دوڑ کر چمٹ گئے اور عرض کرنے لگے قربانت شویم کیا فیصلہ فرمایا شاہزادے نے شادان و فرحان تمام وکمال گفتگو جو کچھ فی زیر سے اس باب میں آئی تھی حرف بحرف کہہ سنائی اور فرمایا شعر

ہر کس کہ ز راہ کار عقل نہ اد	بے شبہ شد از بند بلا آزاد	تتبہ مژدہ فرحت انگیز سنتے ہی سب کے گل کیطرح کھل گئے اور بلبل کی مانند چہک کر یوں اوس غنچہ خوبی کو دعا دینے لگے قطعہ

اے خسرو زمانہ ز تو ہمہ معلت	مستند فراز گنبد نصفر زادہ	با دا طابق سپہر ترا رام کز ظفر	اصدلع چہ چین مہ و خورشاد

القصہ وہ رات بہزار وقت آدسی کار وانسرائے میں بسر کرکے دوسرے روز علی الصباح ۱۲ شوال ۱۲۵۲ ہجری روز دوشنبہ کو شاہزادۂ عالی تبار نے مع رفقا کوہ آرل کی جانب کوچ فرمایا اور رفع وظفر بنہ حلقہ بگوش کیطرح کان دبائے ساتھ ساتھ ہولی **پہونچنا شاہزادۂ بلند اقبال ہمایون فال کا تریب ویلڈیا پہاڑی کے اور ملاقی ہونا حکیم تعلیمون کا** راویان رنگین خیال و حکایان شیرین مقال نے اس داستان نادر بیان کو اسطرح تحریر فرمایا ہے کہ جب شاہزادۂ سبحان سرشتہ بود و احسان کشایندۂ مہمات زبان وزمانیان برآرندۂ حاجات عالم و عالمیان مع یاران معاون و موستان موافق ۱۲ شوال ۱۲۵۲ ہجری روز دوشنبہ کو ملک پولینڈ سے روانہ ہو کر تریب ویلڈیا پہاڑی کے پہونچا جا بین موسکو اور سینٹ پیٹرز برگ کے واقع ہے تو یکایک تصور والد ماجد نے کہ ایسا طبیعت پر غلبہ کیا کہ شاہزادۂ عالی تبار کو دل کا تھامنا اور نالہ و آہ کا ضبط کرنا مشکل پڑ گیا ناچار جب کلیجا دبل کر مونہہ کو آگیا اور خون جگر جوش کھا کر خود بخود آنکھوں کی راہ نکلنے لگا تو تمام رفقا کو شکار کے بہانے اپنے پاس سے علیحدہ کر کے ماجد بن مجید سے شکوۂ مفارقت بیان کرنے لگا اور فرمایا **رباعے**

جز نیدودے اندر ازمن دگران	لیکن الم من نہ پذیرد درمان	آرے نہود شکست بازار درست	ہر چند کہ پر مومیائی ہست دوکان

اے ماجد میں اپنے اس درد بے درمان کی دوا کہاں ڈھونڈھوں اور اوس آہ بے مہر کا نشان کس اختر شناس سے پوچھوں نہ یہ خبر کہ میں کہاں جاتا ہوں نہ یہ معلوم کہ مجھے کون لیے جاتا ہے تصویر کیا دیکھی ہوش و حواس ہی تھا اوڑھا بیٹھے محبت کیا کی کہ دین و دنیا ہی کے کام سے جاتے رہے اگرچہ یہ بے تابی اور اضطراب پہلے ہی دن سے ہے لیکن یوں دبدبہ و دل کب برہمی کرتے تھے اور اسطرح بے محابا آنسو کس روز آنکھوں سے نکل پڑتے تھے اب تو نہ وہ صبر رہا نہ قرار رہا اور حضرت دل پر نہ جبر رہا نہ اختیار شعر

دلے دارم کہ در فرمان من نیست	چنان با من کہ گویا زان من نیست	

اگر خدانخواستہ چندے اور یہی دل کا عالم رہا تو جینا تو جینا میری دانست مین مرنا بھی دشوار ہو جائیگا کیونکہ آدمی کا یہ تڑپ تڑپ کر سیماب کے خواص پیدا کر لیگا اور سیماب کا مرنا ایسا مشکل ہے جیسا کسی مردہ کا زندہ ہونا یا نسخہ اکسیر کا ہاتھ آجانا اور جو بالفرض مر بھی گیا تو مدت دیاس کی کشاکش سے بچا چھوٹا معلوم یہ بیشک مجاور بنکر قبر پہ بیٹھین گے اور پہلو مین چکیاں لے کر روز حشر تک عاملان سفلی کیطرح جگاتے رہین گے پس جبکہ جینے مین یہ قباحت اور مرنے مین اسقدر دقت ہو وہ کیونکر کسی کام پر دل لگا سکے اور کیا فاک بندہ ملازمت چھوٹنے کی خواہش کرے قطعہ

پیوستہ روان از رہ خون جگر ستم	از گیستہ خود را کہ پریدن نتواند	زینجا بکنایہ واز دام چہ خیزد	کیم و غم ما کہ رسیدن نتواند

بیتم چو بلا برجہ دگفن آرد | دستے کہ ببرجا سہ دریدن نتواند

تا جبین مجید یہ سنکر چاہتا تھا کہ کچھ کلمات تضحیک آمیز جنسے فی الجا طبیعت کو تسکین حاصل ہو گذارش کرے کہ ناگہان ایک سوار درہ کی سمت سے نمودار ہوا جسکو شاہزادہ نے جو بغور اوسے دیکھا تو اسے اپنا حبشی غلام کیطرف متوجہ ہوا

براسید وعدۂ مہمان جگر کردم کباب	دیدۂ در انتظارش چون نگہدان شد سپید

حکیم سقلیمون صاحب نے فرمایا بخدائے لایزال مجھے ہرگز منظور نتھا کہ آپکے دشمن میرے انتظار مین اسقدر تکلیف اوٹھائین یا مین ناحق وعدہ خلافی کے الزام سے متہم کیا جاؤن لیکن کیا کرون مجبور تھا پہلے مرتبہ ۱۰ رمضان کو حضرت اوستاد نامقدسنا جناب حکیم افالیموس صاحب سلطان الحکما ادام اللہ فیوضہم کی زیارت ایسی عجلت مین نصیب ہوئی کہ قبل فہم ہونے سبق کے حضرت نے یک بیک اثر مقناطیسی کو زایل کردیا اور مین آپکی نسبت کچھ بھی عرض نکرسکا دوسری مرتبہ ۱۷ شوال کو حضور کی نسبت گفتگو کی نوبت ہونچی اور حسب وعدہ ملاقات کی تمنا بیان کیگئی حکم ہوا بیسوین تاریخ کو اس مہینے کی کوہ دلیا پر کے فلانے چشمہ پر ٹھیک دوبجے دن کے شاہزادۂ والا دودمان نوردیدۂ عالم وعالمیان تشریف لائینگے وقت معین پر اوس جگہ پہونچکر تو بڑی آرزو پوری کرلیجیو چنانچہ مین ابھی آدھی چوٹی پر (جو سامنے نظر آتی ہے) کھڑا ہوا نقشہ درست کررہا تھا کہ ناگہان حضور پرنور پر نظر جا پڑی اور جذبۂ اشتیاق سے بیخودانہ کود پڑا عالم ہوگیا اب جو خیال کرتا ہون تو فی الواقع پوری بیسوین شوال کی ہے اور خاص وہی مقام ہے جو پیر و مرشد برحق حضرتہ فیض مطلق نے زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا تھا (سید تمام پیشین گوئیان اور اونکی صحت صرف علم مکاشفہ سے تعلق رکھتی ہین ہوانشاء اللہ تعالے عنقریب حضور پر بوجہ احسن روشن ہوجائیگا) شاہزادہ نے فرمایا پیر حضرت افادت پناہی نظر فیض نامتناہی نے معاملات خاص کی نسبت کیا ارشاد فرمایا جواب دیا حضرت نے آپکے حق مین دعاے خیر کی ہے اور فرمایا ہے وبسطے طے کرنے اس مرحلے کے بعد چندے مقیاس الحکمت کو آپکی خدمت مین روانہ کیا جائیگا جو کچھ دریافت کرنا ہو آپ اوسی سے دریافت کرلین کیونکہ اگر خدمتین اس قسم کی اوسی کے سپرد کیگئی ہین اور بالفعل وہ آپ ہی کے کام مین مصروف ہے لیکن قبل پہونچنے مقیاس الحکمت کے اگر کوئی خبر خشت اثر آپکے مخیے مین آئے یا کسیطور کی دقت کسیکام مین واقع ہو تو عقل صائب کیطرف رجوع کیجیے گا ایسا نہو انقشاط طبیعت کے باعث مطلب اصلی فوت ہو اور محنت ہماری مفت مین ضایع جائے بلکہ وسطے تکمیل اس ہدایت کے بہتر ہوگا کہ آپ آیہ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم کے امداد سے (جوازروے حساب ۲۰۹۸ ہوتے ہین) ایک مربع چار در چار کا شرف آفتاب مین وضع کرکے ہمیشہ اپنے پاس رکھا کرین کیونکہ یہ نقش صاحب مربع کو منسوبات آفتاب سے نہایت نفع پہونچاتا ہے اور کبھی کسی قسم کا

تردد لاحق نہین ہونے دیتا شاہزادہ نے کہا اسکے بھرنے کی ترکیب کیا ہے جواب دیا عموماً جس آیت یا اسم کا مربع بنا ہو اوس کے اعداد از روے حساب ابجد جمع کرکے تیس نکال ڈالے اور باقیماندہ یعنی حاصل تفریق کے چہارم حصہ سے بھرنا شروع کردیجئے اگر تین کی کسر پڑے یا پنجوین خانہ مین ایک کی کسر دیجئے اگر دو کی پڑے نوین خانہ مین ایک کی اگر ایک کی پڑے تیرہوین خانہ مین ایک کی۔ یا یہ کہ چاہے جس عدد سے بغیر طرح وغیرہ کے بارہ خانہ بھر لیجئے بعدہ شمار کرکے جسقدر باقی رہے ہون تیرہوین خانہ مین بھر کر نقش بھر لیجئے اور چال بھرنے کی یہ ہے پہلے اسپ پہر فرزین پہر اسپ پہر رخ پہر اسپ پہر فرزین پہر اسپ بعدہ پیل کی چال اخیر تک لیکن اولٹی یعنی بڑے عدد سے چھوٹے کیطرف مثلاً اخیر اسپ کی چال آٹھ پر ختم ہوئی ہو تو اوسکے مقابلے مین نو لکھئے پہر سات کے مقابلہ مین دس علی ہذا القیاس چھ پانچ چار تین دو ایک کے مقابلہ مین گیارہ بارہ تیرہ چودہ پندہرہ سولہ لکھکر نقش پورا کرلیجئے اور یقین ہے یہہ ہی نقش تسخیر عوام کیواسطے بھی مفید پڑتا ہوگا کیونکہ تالیف قلوب کی نسبت ہی حضرت مقدسنانے قدرے زیادہ تاکید فرمائی ہے اور فوائد اسکے اظہر من الشمس ہین کیا معنی نفس انسانی مین جو ایک جوہر بسیط قرار دیا گیا ہے مختلف قسم کی فضیلتین پائی جاتی ہین جنمین سے ہر ایک فضیلت وقت معین پر ہر شخص کے مقابلے مین کام آتی ہے جیسے سخاوت کو محتاج ہے مساکین کی یا عدالت کہ مخصوص ہے واسطے مظلومون کے مگر اخلاق ولطف ومدارا کہ اسکی ہر جگہہ اور ہر شخص کے مقابلہ مین ضرورت پڑتی ہے اور طلب منفعت اور دفع مضرت دونون فائدے اس سے متصور ہین خواہ فوائد دینی ہون خواہ فوائد دنیوی جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے

شعر

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است	با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

اور شاہزادہ فراسیس کی نسبت جو شاید مدت مدید سے آپکی رفاقت مین ہے حکم دیا ہے کہ اسکی خاطرداری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نفرمائیگا اور کسی راز کے اظہار سے ترددنہ کیجئے گا کیونکہ اسکو بھی بوجوہات آپکے ہمراہ کیا ہے بہت سے کام آپکے اسکے نکلے ہین اور نکلین گے اور ایک کام اسکا آپکو بھی کرنا پڑیگا لیکن بالفعل چونکہ یہہ کیفیت مقناطیسی مین مبتلا ہے اسواسطے تمام وکمال اپنے مطالب کھولا ہوا ہے اور سوا متابعت کے یہہ مطلق تمیز نہین کرسکتا کہ مین کسکے ساتھہ جاتا ہون اور کیون جاتا ہون ہان اوقات معینہ پر جبکی سیعاد مناسب مجھے بطور خود مقرر کردی ہے اپنے حالات سے آپکو مطلع کرلیگا اور سوقت آپکو اسکی تسکین کرنا اور حسب موقع ومحل مدد دینا لازم ہے

رباعی

از بہر تو خویش گر جفا بر داری	ہر گام ہزار وظیفہ ہا بر داری
در راہ سلوک تنگ دستی تو شود	آنرا کہ زخاک چون عصا بر داری

آپ ہمین اپنی طرف سے نصیحت کرتا ہون کہ چندے آپ اور صبر فرمائین اور تصور و لدار سے جی بہلائین جب حکیم صاحب آئینگے تو تصور کو نہین بلکہ بہبود و ارین امام اللہ برکاتہ آپکے حامی و مددگار ہین تو انشاء اللہ تعالیٰ کسیطرح کسیکا ہم نشور و تصور واقع نہین ہو سکتا البتہ تقدیم و تاخیر ضرور ہے اور بے تابی اور اضطراب فعل مجرم کے واسطے لازم لیکن وہ کونسا گنج ہے جو بے رنج ملجاتا ہے اور وہ کونسی بہار ہے جو بے خزان ظہور میں آتی ہے

تا نم نخورد رود نیفزود و تا دم نزند صفیر بلبل نیاید	از نامئہ سعادت خود مرد اور و بے باغ نخفتہ رنج دولت نبرد

شاہزادہ نے فرمایا سچ اللہ شاید نہین کلمات نصیحت آمیز کی امید پر ہم آپکا انتظار کرتے تھے اور اسی شربت ناگوار کی خواہش مین آپکو بنگل جنگل ڈھونڈھتے پھرتے تھے واللہ ایک داستان طول وطویل سنانے کے بعد جبکہ کذب وصدق میز بھی ہنوز کلام ہے کیا خوب تدبیر بتائی ہے کہ صبر کیجئے تصور جلد سے دل بہلائیے دولت وصل منتظر ہو تو چند سے محنت ہجر اوٹھائیے فی الواقع طبیب کامل ہو تو آپ سا اور مریض عاجل ہو تو مجھ سا شاید یہ رباعی کہنے میرے اور آپ ہی کی شان مین تحریر کی ہے رباعی

رفتم بطبیب و گفتم از رو رنہان	گفتا کہ زغیر دوست بر بند زبان
گفتم کہ غذا گفت ہمین خون جگر	گفتم پرہیز گفت از ہر دو جہان

یہ سنتے ہی ماجد بن مجید نے اس خوف سے کہ سباوا ہجوم رنج والم کے باعث کوئی کلمہ خلاف تہذیب زبان سے نکل جاے فوراً شاہزادہ کو اپنی طرف مخاطب کرلیا اور عرض کیا خداوند نعمت یہ رونا تو تمام عمر کا ہے ہوا ہی کریگا حضور اسوقت جناب حکیم صاحب کی صحبت کو غنیمت سمجھین اور غلام کو بھی اجازت دین کہ حضرت کی قدمبوسی سے شرف حاصل کرے فرمایا ہان سچ ہے لیکن تعجب ہے حضرت تجھے پہچان گئے ہون کیونکہ مین کو وہ اطلس پر تیرا ذکر کرچکا ہون جناب حکیم صاحب نے فرمایا آپکے ذکر کرنے پر کیا موقوف ہے مین آپکے تمام رفقا کو (جواب صحبت مین ہین یا آیندہ ہونگے) جناب اومتاد صاحب ظلہ العالی کی توجہات سے بخوبی پہچان سکتا ہون اگر ایسا نہوتا تو بیٹھتے ہی اسکے نام ونشان کی بابت استفسار کیا جاتا ماجد بن مجید نے عرض کیا کیا یہ امر بھی اوسی علم سے متعلق ہے جسکو آپ بار بار اثر مقناطیسی کے نام سے تعبیر فرماتے ہین جواب دیا ہان بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک وغریب کام اس علم سے لیے جاتے ہین وہ سب انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آپکے آگے بظاہر کردیے جائینگے لیکن یہ نہین کہہ سکتا اس خدمت خاص پر کون شخص مقرر فرمایا جائے التماس کیا

ابدتشریف آوری بر اعظم افریقہ کے مضمر کو کونسی خدمت سپرد ہوئی فرمایا وہ ہی خدمت پیمایش ہنانچہ بالفعل ترکستان کے پہاڑون کا ارتفاع تحقیق کیا جاتا ہے شاہزادہ نے پوچھا سب سے بلند پہاڑ فرنگستان مین آپکے نزدیک کونسا ہے جواب دیا مونٹ بلینک جو کوہ ایلپس کے سلسلہ مین سے ملک اطالیہ کے شمال مین واقع ہے اور قریب پانچ ہزار دوسو پندرہ گز کے اونچا ناپا گیا ہے ماجد بن مجید نے عرض کیا کسی چیز کا ارتفاع ناپنے مین توجہ سے زیادہ وقت کرنی پڑتی ہوگی خصوصاً اوسکے کا ارتفاع جو عمودی نہین ہے جیسے پہاڑ وغیرہ فرمایا نہین اسکی پیمایش بہ نسبت زمین کے بہی آسان ہے یعنی بلندی صرف ایک آلہ سے ناپ لیجاتی ہے جسے مقیاس الہوا کہتے ہین کیونکہ مسایل علم طبعی سے بخوبی ثابت ہوچکا ہے کہ ہوا کا دباؤ جو ایک لطیف سیّال الجکدار شے ہے ہر ایک جسم پر یکسان اثر کرتا ہے جسکے باعث اوسکا وزن مخصوص (جو خاص اوس مقام پر جہان حرارت مین اعتدال پایا جاتا ہے فی مربع انچ ساڑھے سات سیر دریافت کیا گیا ہے) معلوم نہین ہوسکتا لیکن یہ تجربہ سے تحقیق ہوگیا ہے کہ نیچے کا طبقہ ہوائی بہ نسبت اوپر کے طبقے کے کسیقدر کثیف ہے یعنی جسقدر اوسکی بلندی سلسلۂ جمع مین بڑہتی جاتی ہے اوسیقدر اوسکی کثافت سلسلۂ تقسیم مین کم ہوتی جاتی ہے کیونکہ اوپر کا طبقہ ہمیشہ نیچے کے طبقہ کو دباتا ہے اور جسقدر سلسلہ وار طبقات مختلفہ پر اوسکا دباؤ پڑتا ہے اوسیقدر اوسکے اجزا آپسمین ملکر کثافت پیدا کرتے جاتے ہین اسیطرح اوپر کے طبقے بسبب کمی دباؤ کے لطیف ہوتے جاتے ہین حتی کہ سمجھا جاتا ہے کہ اوپر زیادتی لطافت کے باعث ہوا بالکل معدوم ہوجاتی ہے پس اسی تجربہ کی رو سے ایک آلہ بنایا گیا ہے جسمین صرف ایک شیشے کی نلی ہوتی ہے (ایک طرف سے بند ایک طرف سے کھلی ہوئی) اس نلی مین کھلی ہوئی طرف سے پارہ بھر کر خوب گرم کرتے ہین تاکہ رطوبت اوسکی بالکل جذب ہوجائے بعدہ اوسکا مونہہ داونگلی سے بند کرکے ایک پیالہ مین جسمین پہلے سے تھوڑا سا پارہ بھردیتے ہین آہستہ سے اوسکو نکالتے ہین بس انگلی ہٹاتے ہی نلی اور پیالہ کا پارہ کشش اتصالی کے باعث باہم مخلوط ہوکر تھوڑا سا نلی کو خالی کر دیتا ہے جہان بالکل ہوا کا نام و نشان باقی نہین رہتا اس مقام پر نلی مین موافق اپنی خواہش کے نشان کرلیے جاتے ہین تاکہ بیرونی ہوا کا دباؤ جو پیالہ کے پارہ پر اثر کرکے نلی کے پارہ کو اوپر چڑہائے یا اتارے اوس سے کثافت اور لطافت ہوا کی وقتاً فوقتاً معلوم ہوتی رہے کیونکہ جس مقام پر ہوا زیادہ کثیف ہوگی پارہ کو زیادہ دبا کر اوپر چڑہا دیگی اور جس مقام پر لطیف ہوگی پارہ بسبب کمی دباؤ کے نیچے اتر آئیگا یہانتک کہ پانسو فٹ کی بلندی

پارہ بقدر آدہ انچہ کے نیچے اوتر آتا ہے اس آلہ سے اگرچہ بہت سے مختلف مطالب حاصل ہوتے ہین لیکن مین بالفعل
صرف بلندی دریافت کرنے کے کام مین لاتا ہون حاجی محمد نے عرض کیا یہہ سب صحیح لیکن ہوا کا لچکدار ہونا کس
طرح پر کیا جاسکتا ہے کہ ثابت کیا جاوے فرمایا خواص اجسام مین سے جو تعداد مین ثابت مقرر
کی گئی ہین ایک امتناع تداخل بھی ہے یعنی یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دو جسم ایک ہی مکان تامہ ایک ہی وقت مین ایک جگہہ
نہین رہ سکتے مثلاً ایک گلاس پانی کا بھرا ہوا ہے مین لب پانی بھر کر ایک پتھر کا ٹکڑا اسمین ڈالدین تو بقدر جسامت پتھر کے پانی
اوسمین سے نکل جائیگا اسیطرح جسمونت پانی گلاس مین ڈالا جاتا ہے تو ہوا (ہوا اوسمین لبریز ہوتی ہے اور بسبب
لطافت کے محسوس نہین ہوسکتی) نکل جاتی ہے البتہ اوسکے نکلنے کو جگہہ نہ ملے تو پانی داخل نہین ہوسکتا کیونکہ دو
جسمون کا ایک جگہہ ایک ہی وقت مین سمانا ناممکن ہے چنانچہ ایک خالی گلاس شیشہ کا اگر کسی پانی کے بھرے ہوئے
ٹب مین آہستہ سے اوندہا کر سیدہا نیچے کو دبایا جاوے تو چونکہ ہوا گلاس کی پانی کے سطح سے بند ہو جائیگی
ہرگز پانی اوسمین سرایت نکرسکے گا گو گلاس قوت اعصابی کے ذریعہ سے بالکل تہ پر بیٹھا دیا جائے ہان کسیقدر
پانی گلاس کے کناروں پر (انگل یا دو انگل) چڑہا ہوا معلوم ہوگا اور یہہ ہی ہوا کے دب جانیکی دلیل کافی ہے
کیا یعنی جسقدر اوسکے اجزا مین بسبب تخلل کے گنجایش تھی اوسیقدر اوسنے دبا کر پانی کو جگہہ دیدی اب اگر
اوس گلاس کو دہین کا دہین چھوڑ دیا جائے تو وہ فوراً اوچھل کر اوپر آجائیگا اسسے صاف ثابت ہوگیا کہ ہوا ایک
لچکدار جسم ہے جسنے باوجود مزاحمت پانی کے سطح آب سے معاودت پیدا کر کے ایسا اچھلکر دیا کہ گلاس خود بخود اوپر آگیا
علاوہ اسکے جوشے دبانے سے دب جائیگی اوسمین لچکنے کی بھی خواہ مخواہ صفت پائی جاتی ہوگی اسکا سمجھہ مین آنا ہی
کیا مشکل ہے اس عرصہ مین شاہزادہ معہ ابوسعید وغیرہ کے ایک سمت سے آنکلا اور وہ رات ساری اسی
قسم کے علمی مباحثون مین گذر گئی صبح ہوتے ہی حکیم اسقلیمون صاحب تو رخصت ہو کر اوسی درۂ کوہ مین گھس گئے
اور شاہزادہ سبحان معہ مصاحبین اور تابعین کے آگے کو چل نکلا **پوچھنا شاہزادہ عالی تبار کا**
کوہ ارل پر اور رہا ہونا اسیران بلا کا قید الم سے لکھا ہے کہ شاہزادہ بلند اقبال مسعود و
خصال بعد رخصت کرنے جناب حکیم صاحب کے ٹیلہ یا پہاڑی سے دو اننز لاتا ہوا پہلے کوہ سرمہ مین آیا پھر دیر تک
کی سیر کرتا ہوا شہر پیرزدہ کے قریب ہو کر جو صوبہ پرم مین داخل ہے سیدہا کوہ ارل پر چڑہ گیا وہان مصلحتہً غیر

مین پہونچکر سوم ذیقعدہ کو ابراہیم ترک سے ملاقات کی اور بعد زبانی گفتگو طے کرلینے کے بادشاہ پولیند کا نامہ حوالہ کردیا وہ بیچارہ تو اس کارستانی سے بالکل لاعلم ہی تھا فوراً اپنا کام شاہزادہ کے سپرد کرکے اوسی روز پولینڈ کی جانب روانہ ہوگیا اور تمام اپنے اوا حضین کو بھی ابوسعید وغیرہ کی تحریک سے اپنے ساتھ ہی لے گیا شاہزادہ عالی تبار دو ایک روز تو قلعہ جات کے مختلف انتظامون مین مصروف رہا بعدہ مسٹر اسٹیوارٹ قلعہ دار سے دریافت فرمایا اس قلعہ مین کسقدر مجرمان شاہی مقید ہونگے اور کس کس قسم کا سلوک اونکے ساتھ کیا جاتا ہے عرض کیا صرف دو عورتین جو خواصان شاہی مین سے سنی جاتی ہین مقید ہین اور چونکہ بادشاہ ذیجاہ بسلطانہ ظل اللہ نے اونکی محافظت وغیرہ کی نسبت تاکید اکید تحریر فرمائی تھی اسواسطے ایک نہایت تیرہ وتار مین اونہین اسیر کیا گیا ہے شاہزادہ نے فرمایا مجھے گمان تھا کہ شاید بہت سے لوگ مقید اور قلعہ پر دہ ہان اسیر ہونگے کیونکہ حضور انور نے چلتے وقت بمجملا معہ سے یہی واسطے حفاظت اسیران قلعہ کے حد سے زیادہ تاکید فرمائی تھی اور مین بھی اپنکے لفظ حفاظت کے معنی یہہ ہی سمجھے ہوئے تھا بنابرین ترک نے سمجھا اور ہمراہ اوسکے زنخانہ اونکے واسطے تجویز کیا لیکن یہہ سراسر ہمارے قہر کا تصور ہوگیا کہ دو عورتون نے ہمین اسقدر تکلیف اٹھانے کا حکم قلعہ خون بادشاہ کو غالب نہین ہوسکتا کہ ایسے مقام محفوظ مین متواتر حفاظت کی تاکید فرماتے اور خود قلعہ دار کی بھی اونکی نگرانی کرنی پڑے اگر یہہ ہی منظور ہوتا تو تشدد کے واسطے حکم دیتا یا تیسرے اشارہ فرماتا لفظ حفاظت لکھنے یا زبانی کی کیا ضرورت تھی ہماری دانست مین بہرحال بادشاہ کو انکا آرام دینا مرکوز ہے اور تکلیف انکی منظور نہین گو ارا نہین یہہ کہکر متعون کو حکم دیا آج سے تم اس خدمت خاص پر مامور فرمائے گئے اسپوقت جاؤ اور رکھو اسی مکان مقید قلعہ مین تجویز کرکے اون بیچاریون کو زنخانہ سے نکلواؤ ایسا نہو رفتہ رفتہ اس عذاب شدید سے جان بحق تسلیم ہوجائین اور ہم علاوہ عتاب شاہی کے روز حشر گرفتاخ خون بیگناہ مین ماخوذ ہوتے پھرین شعر کام کسے برآرکہ خود ہمہ کس ہوا ہوس چون گل نشان شود پر ببلبل بہ تیر بند متعون یہہ سنتے ہی رعا دیکر اوٹھ کھڑا ہوا اور فوراً ایک مکان عمدہ فرش وفروش وغیرہ سے آراستہ وپیراستہ کرواکے اوسمین دو خاتون اور دو خادمہ کو زنخانہ سے باہر نکلوا لایا لیکن بغیر اجازت شاہزادہ عالی تبار کے ملاقات کی جرأت نکرسکا اور نہ اپنے تئین ظاہر ہونے دیا کہین کون ہون تاکہ راز فاش نہوجاے اور غازون کو سراغ رسانی کی تلاش نہ پڑجاے ہان دروغدار پر کہ بستہ حاضر رہا اور خدمت دربانی کو بخوبی سلیمانی سے بستہ سمجھا

اور ہرلیانا خاتون اور ٹیلڈا نے جو مدت مدید بعد تہ خانہ سے باہر قدم نکالا اور عیش عشرت کا تمام و کمال سامان مہیا پایا متعجب ہو کر کہنے لگین کیا آج چرخ کجرفتار اپنی اصلی چال جفا شعاری کی بھول گیا یا یہ کوئی نیا طریقہ ایذا رسانی کا ایجاد کیا ہے ہمین اپنے بخت برگشتہ سے تو امید نہین کہ اس قید الم سے رہائی ہو یا دامن مقصود تک دست کوتاہ کو رسائی۔ شاید اس حیلہ سے سوزش نہانی کا بڑھانا منظور ہے اور شعلۂ اشتیاق کا بھڑکانا مقصود کیونکہ جب دفعتاً یہہ سامان عیش و نشاط نظر سے گذریگا خواہ مخواہ وہ دشمن جان یاد آئیگا اور داغ ہجر پر داغ فراق سے ہمسری پیدا کریگا بیت شعر

ایں مشوز و تا من شد گر چہ با تو ہم رنگ	آتش کہ صحبت کاہ است دار دلباس کاہ ہے

اتنے مین ایک پرستار نے جو ہمیشہ انکی حرکات و سکنات پر عوض کر رہی تھی پاس آکر گذارش کیا کیون میری بیداری ہیبوداہ تم کس بیخبر والہ مین گرفتار ہو اور کسلئے اپنے معبود مطلق کا شکر ادا نہین کرتین جسنے شب تار مصیبت کے عوض عشرت کا روز روشن دکھایا اور اوس گرفتاری کے بدلے ایسا باغ پر فضا جنت کا نمونہ عنایت فرمایا ہرلیانا خاتون نے جواب دیا شکر تو اوسکا ہر حال مین واجب ہے خصوصاً ہم جیسے گنہگارون کے واسطے کہ جنت و اعراف ہیورد و دوزخ کی بھی قابلیت نہین رکھتے لیکن بالفعل ہم یہہ سوچ رہے ہین اتنے عرصہ دراز کے بعد کونسا عمل نیک ہماری رہائی کا باعث ہوا اور کونسا لغزش گیرنے خلاف قیاس و دفعتاً یہہ اثر پیدا کیا اگر خدا نخواستہ بادشاہ خود ہمارے حال پر مہربان ہوا ہے اور تمام تقصیرین معاف کر کے کہ جو فی الواقع قابل بخشنے کے نہین بدستور ہمارا مقرب بنانا چاہتا ہے تو سچ ہا اس سمن گلزار سے وہ ہی گورتبرہ و نار ہزار مرتبہ افضل ہے اور اس عیش و آرام سے وہ ہی نبرد و آلام ہمارے حق مین بہتر اور سکا تخت شاہی اوسے سلامت رہے اور ہمارا بوریا گدائی ہمین بیت شعر

آنکہ در رہم ہوس تخت و تاج نیست	محتاج رو بہی کسی احتیاج نیست

پرستار نے کہا بادشاہ کے رحم کمانے کہ کہانے کا حال تو مجھے معلوم نہین مگر یون سنتی ہون کہ ابراہیم ترک پہلا قلعہ دار ہوا ایک نہایت سنگدل اور جفا جو آدمی تھا کوہ آرل سے بدل گیا اب اوسکے عوض کوئی امیرزادہ جہان آیا ہے گو یہہ بھی ترکی نژاد ہے مگر رحم و کرم مین دوسرا پانا ثانی نہین رکھتا اور ہر کہ و مہ پر احسان کرنے کو موجب بہبودی دارین سمجھتا ہے شاید اوسی نے آپکو خط سے نکلوایا ہے اور وہ ہی بادشاہ کے مہربان ہونے کے نمونے ہے ہی واقعیت رکھتا ہو گا یہہ سنکر آہستہ سے ٹیلڈا نے کہا کیون کوئین لیا کیا اچھا ہو جو یہہ رحمدل کریم النفس امیرزادہ بالکل ہی ہمکو آزاد کر دے اور ہم مطلق العنان

ہوکر جسطرح چاہین اپنے درد دل کا علاج کرتے پھرین **شعر** نوشتار وزکیہ اسباب طرب را بمیز آمادہ
نیاشد جز کدو کے ساز فرنے نمال از بادہ۔ آیا خاتون نے ایک مسکراہٹ سی سانس بھر کر جواب دیا **قطعہ**

پروانہ رظلمت نبرد راہ بمقصود	آن گیست کہ شمعے نہ نہد بر سر راہش
تہلا یہ کب ممکن ہے کہ بجہان شاہی کو نیر استمزاج اوسکا ایک ادنی ملازم رہا کردے اور جو بالفرض محال چھوڑ بھی دیا	
تو البتہ تمہارے واسطے تو سید ہا ایمان کا راستہ بنا ہوا ہے جسطرح چاہو گی وہان پہونچکر اپنا مطلب حاصل کرو گی	
مین کیونکر کیا کرونگی اور اپنا مطلوب کو کہان ڈہونڈہتی پھرونگی نہ یہ معلوم کہ ہم کس قلعہ مین جا کر اسیر ہوئے تھے	
نہ یہ خبر کہ بعد ہمارے اوسکے ساتھ کیا معاملہ گذرا اور جو ایسی ہی قسمت نہ بدست ہوتی تو یہانتک نوبت ہی کیون	
پہونچتی اور اسطرح دشمنون کے ہاتھہ سے پامال ہی کیون کیے جاتے اب تو میری دانست مین اسی کنیز تمنا کی کو اپنا	
شفاخانہ سمجھہ لو اور رہین ہجر یار مین جان دیکر وصال اوسکا نام رکھہ لینا **رباعی**	

نے صاف ترا بہ ایم و نہ در دا یاغ	نہ پر تو آفتا بہ نہ دود چراغ	تا گستر سہ تیم در گلخن عشق	وا ماندہ شد ایم زنہا نہ داغ

یہ کہکے گہنے دل جو ہر آیا وہان سے اوٹہکر ایک علیحدہ کمرے مین جا جو خاص واسطے اوسکے شب باشی کے تجویز کیا گیا تہا
لیٹ رہی اور مونہہ لپیٹ کر آنکہین بند کر لین چونکہ اس عرصہ مین آرام کرنے کا بہی وقت قریب آگیا تہا نیند نے
بہی زیادہ ستانا مناسب نہ سمجہا رہ بہی اپنی خواجگاہ مین پہونچکر مثل عاشقان جگر سوختہ کے شب بیداری کے سامان
کرنے لگی ہے **شعر** دست از جان شستن آسانست در شب ہاے ہجر | میتوان چون شمع خون خود بگریہ تا اب کرد

کہتے ہین جب قریب پہر بھر کے رات گذری اور تعینات نقل خاص اپنی اپنی جگہہ پر گہرا خواب سے بیہوش ہوکر
تنہائی کے مضمون کے دل نے اضطرابی شروع کی اور دیدہ و دیدار طلبی نے زیارت حبیب سے مشرف ہونا چاہا بقول **شعر**

گذشتی و دل و در مردم چشم فغان آمد	کہ باہر کو تند واریم گاہے میتوان آمد

یہ تو حضرت پہلے ہی سے گہر جانے اور نقب لگانے مین استاد تہے بغیر شب و تار دیکہے چپکے ہی سے اوٹہہ رہے لیا خاتون کی خواجگاہ مین (جسے
دن ہی کو اپنی آنکہون سے دیکہہ چکے تہے) جا پہونچے اوسوقت تک اگرچہ لیا خاتون کی پلک مشعل سے آنکہہ نہ لگی تہی
مگر بستور مونہہ لپیٹے ہوئے پڑی تہی شمعون نے جاتے ہی آہستہ سے پڑہنے کا آنچل رخ انور سے ہٹا دیا اور اپنے جو بیکل کیے تہے
کہولین اور محبوب نواز کو کروٹ مین کر اوپر کیا فرط محبت اور جوش الفت سے بیہوش ہو گئی اور بارے آنا شادی

میرے زخم جگر پر نمک چھڑکنے کو اپنی دل لگی سمجھتی ہے شعر میزند چشم تو ہر لحظہ بر جگر ناخن | ترسم آشوب جہان من و تو نگذارد

مثیلڈا نے کہا اے خاتون سچ تو یوں ہے کہ کل بینے تہ خانہ سے نکلتے وقت شمعون کی پرچھائیں سی دیکھی تھی مگر آپ سے اسواسطے اظہار نہیں کیا کہ شاید میری غلطی ہو اب جو رات کا ماجرا سنا تو یقین کامل ہو گیا وہ شمعون ہی تھا اور اسنے خواب نہیں دیکھا سچ دولت و بیدار سے مشرف ہوئی ہیں لیکن پھر یہہ سوچتی ہوں شمعون ہوتا تو ہم سے اسطرح کیونکر بھاگتا پھرتا اور اسقدر روز دیکھ چکا بغیر تمہارے اوسے چین کہاں پڑتا خیر دیکھو آج خدا نے چاہا تو بخوبی اس امر کو تحقیق کر کے عرض کرونگی بلکہ عرض تو کیا انشاء اللہ تعالے شمعون ہی کو دکھا دونگی اور جو وہ نہیں اوسکی تصویر ہی سہی وصل نہیں وصل کی تدبیر ہی سہی بقول شخصے شعر اے عاشق جفا زدہ فریاد شرط نیست گر دوست نائب است غم دوست حاضرست قصہ مختصر اسی قسم کے فقرے دے دیکر ایسا امید و بیم کے جھگڑے میں پھنسایا کہ وہ بیچاری عالم تحیر میں مبتلا ہو کر وصل کی خوشی اور ہجر کا غم دونوں دل سے بھلا بیٹھی یہانتک کہ بعد غروب آفتاب کے جب مثیلڈا نے کہا اے لیا خاتون لو مبارک ہو اسوقت شمعون نے آنے کہا ہے تو جواب دیا ہو کو تو نہ کسی کے وصل سے غرض نہ ہجر سے مطلب آئے تو واہ واہ اور نہ آئے تو واہ واہ اپنا آئینہ دل مصفا چاہیئے اور تصور دلدار سلامت شعر بجیشہ ظاہر اگر رخصت تماشا نیست | نہ بستہ است کسے شاہ راہ دلہا را

مثیلڈا نے کہا خدا کے واسطے میری دن کی دل لگی پر نہ جائیگا وہ تو ایک بات تھی اسوقت اگر انعام دلوانے کا اقرار کیجئے تو ابھی بلا لاتی ہوں لیا خاتون نے کہا خیر اگر انعام ہی لینے کا ارادہ ہے تو جائیے بلا لائیے جب تک زندہ ہیں آپکی کنیزی کرینگے جب مر جائینگے داغ احسان اپنے سینے پر لے جائینگے یہہ سنکر تھوڑی دیر مثیلڈا اور یہی باتوں میں لگائی رہی جب ٹھیک پہلے ہی دن کا وقت آگیا تو چپکے سے اوسنے شمعون کو اپنے ساتھ لا سامنے کھڑا کر دیا اگرچہ اس ملاقات میں بھی کچھ کچھ آثار خود رفتگی کے پیدا ہو گئے لیکن کل کی سی نوبت نہ پہونچی فقط تھوڑا سر بڑھا کر چاہتی تھی کہ سر زانو پر رکھدے کہ شمعون نے دوڑ کر چھاتی سے لگا لیا اور چھاتی سے چھاتی کا ملنا تھا اور ہر غنچہ دل کا کھلنا تھا وہ بیہوشی رہی نہ وہ نالہ فروشی ہیچ ہے شعر درد عاشق را دوا بہتر ز دیدار نیست | شربت بیماری زار اور اشیر کینہ

باقی داستان کا باقی رہنے اسواسطے صرف اسیقدر لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعد معانقہ و مصافحہ و مساحقہ شمعون

نہانی کے شمعون نے مفصل کیفیت اپنی رہائی کی قلعۂ عباب سے اور رسائی کی شاہزادہ قمر رکاب تک حرف بحرف کہہ سنائی اور کہا اگر ایسے آقائے رحمدل اور رہنمائے کامل کے قدم مبارک ہاتھہ نہ آتے واللہ تمہاری خاک کف پا تک دستیاب ناممکن تھا اور دستبرد یا بمالی چرخ کجرفتار سے بچنا دشوار اسی ضمن مین کوہ پر نیز کی لڑائی فرنگ فورٹ کی تباہی پوپٹیا کے اختیارات حکیم اقلیمون کی ملاقات جو کچھہ زبان پر آیا سب بیان کر گذرا اور ان اشعار پر اپنی گفتگو کو ختم کر دیا ہے

زمانہ تابع حکم و رائش	سلاطین فلک بوس آستانش	رسوم داد و دین مینیاد کردہ	بہ داد و دین جہان آباد کردہ

لیا خاتون اور ٹیلڈا نے جو شاہزادۂ بلند اقبال ستودہ خصال کی اسقدر تعریف و توصیف سنی حصول دولت قدمبوسی کے باب مین حد سے زیادہ مبالغہ کرنے لگین یعنی اوسکے دیدار فیض آثار سے آپ ہی سرشار ہونا چاہا شمعون نے کہا بغیر استمزاج حضور انور کے مین اقرار نہین کر سکتا کل انشاء اللہ تعالے خدمت عالی مین گذارش کرکے جواب دونگا ٹیلڈا نے کہا میری طرف سے آنا اور یہی عرض کر دینا ایک کنیز ناچیز باوجود عہدہ معدلت کے ہنوز تپ سفارت اور درد مہاجرت کے صدمہ مین گرفتار ہے گو مرض تشخیص ہو چکا اور نسخہ تجویز کر لیا گیا لیکن مریض کو اطمینان کامل نہین ہوا اور امید شفا جیسے پہلے تھی ویسی ہی اب ہے

رباعی

از درد دل خود بہ تمام جہانم	در زندگی خویش تمام پشیمانم
صبر است مرا چارہ و دانند ہمہ	لیکن من بیچارہ ندارم چہ کنم

اتنے مین آثار سحر نمودار ہوئے اور شمعون پیچھے سے اوٹھ اپنے کمرے مین آن لیٹا جب آفتاب طلوع ہوا اور شاہزادۂ خورشید انوار نے ورد و وظایف سے فراغت پا کر نقاہ کو یاد فرمایا تو شمعون نے حاضر ہو کر تمام و کمال حال گذارش کیا اور لیا خاتون اور ٹیلڈا کی تمنا سمع مبارک تک پہونچا دی فرمایا جی تو ہمارا بھی انکے دیکھنے کو بہت چاہتا ہے مگر کیا کرین یہ محل اس قسم کی ملاقات کا نہین سو دشمن ہین سو دوست مبادا کوئی دیکھہ لے اور نتیجہ اسکا خلاف اپنی مرضی کے پیدا ہو جائے بلکہ ہماری رائے تو یہ ہے تم لیا خاتون کو لیکر بلبیم چلے جاؤ اور ٹیلڈا کو راستہ مین اونشاط کے حوالہ کر دو آیندہ خدا جانے کیا افتاد پڑے اور یہ اختیار ہاتھہ حاصل ہے واللہ اعلم رہے یا نہین شمعون نے عرض کیا تا بعد ار تو نادم زیست حضور کے قدمون سے جدا ہونیکا ارادہ رکھتا نہین رہا بلبیم کا معاملہ وہ پہلے ہی غلام گذارش کر چکا ہے نہ وہان کوئی اپنا یار ہے نہ مددگار صرف ایک مسٹر شیلکا دکھائی نظر آتا ہے سو اتنے عرصۂ دراز بعد اوسے اپنے حال سے مطلع کر نیکو جی نہین چاہتا اگر حضور مناسب سمجھین تو لیا خاتون کو بھی ٹیلڈا کے ہمراہ فرنگ فورٹ ہی روانہ کر دین جب مع الخیر خیام فلک احتشام جزیرۂ قائمہ کی سرحد

پہونچ جائین گے خاکسار چند روز کی رخصت حاصل کرکے بنات خود اوسے وہان سے لے آئیگا شاہزادہ نے تھوڑی دیر تامل کرکے فرمایا غیر یون ہی سہی لیکن سوا تمہارے ہم کسی اور کو ہمراہی کیواسطے تجویز نہین کرسکتے اگر ایسا ہی جی چاہتا ہے تو پہونچا کر پھر واپس چلے آنا شمعون نے عرض کیا بہتر الامر مور معذور تابعدار کو کیا عذر ہے جو حکم ہوگا بسر وچشم بجالائونگا شعر

اگر بہ تشریف فرمائی می پذیری بندہ ام ۔ گر بہ تشریف فرمائی می پذیری بندہ ام

چنانچہ دوسرے روز آدہی رات کے قریب پل قلعہ سے پوشیدہ دونون کو بلباس مردانہ اپنے ہمراہ لے ملک الیمان کی جانب روانہ ہوگیا اور چلتے وقت بموجب حکم شاہزادہ عالی تبار خاص محل خاتون کے جھونپڑے مین آگ لگا گیا چونکہ تمام کاروبار اوس محل کے اسیکے سپرد تھے اور بغیر اسکی اجازت کے وہان پرندہ بھی پر نہین مار سکتا تھا صبح ہوتے ہوتے تمام محل خاک سیاہ ہوکر رہ گیا اور سوائے گونگون کے دیو بھوت کے انسان اور حیوان شجر وحجر کسی قسم مین بھی تمیز باقی نہین رہی عجب اسٹیشو نائب قلعہ دار کو اس امر کی اطلاع ہوچکی تو گھبرا کر شاہزادہ بلند اقبال کی خدمت مین دوڑا آیا اور ہماری کیفیت محل کے جل جانے کی گذارش کرکے کہنے لگا بڑے غضب کی یہ بات ہوئی کہ اسیان شاہی بھی اوسی مین جلکر خاک سیاہ ہوگئے اب بادشاہ کو کیا لکھا جاے اور کیونکر اپنی غفلت کا پردہ ڈالا جاے شاہزادہ نے فرمایا تقاضا وقدر کے روبرو تو کچھ پیر اپس چل سکتا ہے نہ بادشاہ کا صاف صاف لکھ بھیجنا اتفاقیہ محبس مین قریب آدہی رات کے آگ لگ گئی اور دونون لونڈیان بھوبت سے اسیر تھین اوسین جلکر رہ گئین بازیادہ عتاب شاہی کا خیال ہو تو اتنا اور بڑھا دو ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے اونہین لونڈیون نے زیست سے تنگ ہوکر بارادہ خودکشی محبس مین آگ لگائی ہے کیونکہ جب تک حیات اندر رونی جلتے رہے کچھ شور وغل کی آواز نہین آئی جب وہ بالکل سمار ہوچکے اور خود زبانہ آتش نے اظہار ناتوانی نہ کوشش کرنی شروع کی تو سوا اسکے کہ آب تدبیر سے اوسے ٹھنڈا کیا جاے اور سوختگان بند بلا کی نعشون کو نکالکر سپکو دیا جاے اور کوئی حکمت عملی نہ کام آسکی) اور اے اسٹیشو نی الواقع اس جرم کی مرتکب بھی وہی دونون لونڈیان ہوئی ہین ورنہ کیا مجرمان مین سے نکل آنا شہ رذل کو پہونچا دینا ممکن نہین تھا بلکہ مین جانتا ہون دارو غہ محبس بھی شامل تمہارے اغیر ہی ہین اس حادثہ سے مطلع ہوا ہے جبکے باعث اوسکا کچھ قابو تو چل نہ سکا ہے شرم کے بھاگ گیا ہے اور اوسی جلتی ہوئی آگ مین کود پڑا ہے یہ تقریر شاہزادہ عالیقدر کی سنکر عبدبن حمید وغیرہ مصاحب بھی جو اوسوقت خدمت فیضدرجت مین حاضر تھے اوسی کلام کی تائید کرنے لگے حتی کہ تمام اہل قلعہ کے یہی امر ذہن نشین ہوگیا اور

اسیطرح کنگ فریزیر والی ملک پولینڈ کو کلہ بھیجا گیا ایسے ہی موقع پر کسی نے کہا ہے **مثنوی**

بآہستگی کار سالہ برآید	کہ در کارگر گری نیاید بکار
شکیب آورد بندہا را کلید	شکیبندہ ازیں پشیماں نہ دید
چراغ ارگری نیفروختی	نہ خود را نہ پروانہ را سوختی

اب شاہزادہ ثریا جاہ فلک بارگاہ کو چند سے قلعہ جات کوہ ارل کے انتظام مین مشغول رکھکر دو فقرہ کنگ نرلس والی ملک فرانس کی نسبت بیان کئے جاتے ہین لکھا ہے کہ بعد کام آنے کرنیری وزیر اعظم اور جنیس سپہ سالار ملک فرانس کے جو یکم رمضان ۱۲۰۲ ہجری روز چارشنبہ کو کوہ پرنیز پر مقتول و ابو سعید مصاحب شاہزادہ سبحان صاحبقران عالم و عالمیان کے ہاتھ سے قتل کئے گئے کنگ نرلس والی ملک فرانس نے دو ہفتہ تک اس بسبب ہجوم افکار و کثرت انتشار کے خیمہ سے باہر قدم نہ نکالا اور رات دن اہل سپاہ پر تگیز کی چالاکی و بیباکی کے خیال مین کف حسرت افسوس ملتا رہا اس عرصہ مین مستعد مدبرین افسران لشکر فرانسیس کیطرف سے حریف پر حملہ کرنے کے لیے مین کی گئین سب بیکار پڑین اور سوے جان و مال ضایع کرنے کے کوئی صورت بہبودی کی نظر نہ آئی کیونکہ سپاہ بیدل بادشاہ کا یہہ حال کہ تماشا کون اور وہان سی چیز مفت مین خرچ کرنے کو جی کاہتا ہے آخر خود سر ہوا اور لگین سلطنت و عمائدین مملکت متفق ہوکر بادشاہ نرلس کی خدمت مین حاضر ہوئے اور دست گذارش کیا کہ اگر بھولارڈ کرنیری اور جنرل جنیس کا داغ جدائی ایسا نہین کہ یک بیک دل سے مٹ جائے یا اونکی خدمت اور خیر خواہی دعوتاً طبیعت سے بھلا دیجائے لیکن ظاہر حضور مانور کو اسقدر ماتم غم والم مناسب نہین کیونکہ ادوار تو ملازمین و تواہین بیدل ہوتے جاتے ہین روم ضامنخواستہ اگر دشمن کو یہہ خبر ہو چکی تو ایک طرح کا حوصلہ پیدا کریگا اور تمام ملک مین شادیانے خوشی کے بجائے گا اس سے بہتر یہہ ہے کہ بادشاہ جم جاہ بدستور کار و بار سلطنت کیطرف متوجہ ہوا اور کرنیری اور جنیس کا خیال بالکل خاطر عاطر سے نکال ڈالے **مثنوی**

چنین ہست رسم سرای سپنج	یکے زو دمن آسان و دیگر بہ رنج
نہ زو شاد ماین نہ زو ناشاد	نہ نومید گشتن بروز نیاز
جہان اچنین ست بازی ست	برین بر آن روند ہم بگذرد
نہ ہر رنگ نیرنگ سازی سپہر	خردمند مرد ہر چرا غم کند

کنگ نرلس نے ایک آہ سرد سینہ پر درد سے کھینچکر فرمایا ہر چند مین خود ان قبیح سے واقف ہون اور چاہتا ہون کہ کسیطرح اپنے تئین اس فکر و تردد سے باز رکھون لیکن بجوقت مہمات ملکی والی کیطرف خیال کرتا ہون یا سیتعمال

اعدا کی نسبت کوئی تدبیر سوچتا ہون فوراً کریزی یاد آجاتا ہی اور اوسکا تصور دنیا و مافیہا کا خیال دل سے مٹا دیتا ہے کیونکہ اوسکی عقل سلیم ہر ایک سختی مین کام آتی تھی اور اوسکی رائے صائب ہر ایک مشکل مین عقدہ کشائی فرماتی تھی دیکھو ابھی جس روز اعداے نمکون بخت کے ہاتھہ سے قتل ہوا ہے اس مہم خاص کی نسبت کس ثبات و وقار کے ساتھہ تم سبکے سامنے دعوی کیا تھا کہ کل علی الصباح کوئی تدبیر معقول استیصال دشمن کے باب مین اوسکے اطمینان و جواب پر خوض و تعمق کرکے گذارش کرونگا اور ایک سہل ترکیب مین انشاء اللہ تعالے ان سبکو طے کر کہونگا لیکن افسوس موت نے فرصت ندی اور حیات مستعار نے ایک رات بھی امن و امان سے نہ گذرنے دی تاکہ اوسکے عندیہ پر وقوف حاصل ہوجاتا اور حضور اینجانب کو اسقدر غور و تامل نکرنا پڑتا بیہمات شعر

آب حیوان تیرہ گون شد خضر فرخ پے کجاست	خون چکیدہ از شاخ گل باد بہاران راچہ شد

القصہ بیچرزیرد و مرنے گذارش کیا خداوند نعمت جسوقت ۱۴ ماہ اکتوبر ۱۸۰۳ء روز پنجشنبہ کو قریب دو بجے رات کے متعینان خیمہ وزارت نے غلام کو کریزی کے قتل ہونے کی خبر پہونچائی ہے اور تا بعدار بدحواس اوٹھہ کر دوڑا گیا ہے دیکھا تو سکا بجنسہ کرسی پر سر نیچے کیطرف جھکا ہوا پڑا تھا اور سر (جس سے خون کا فوارہ جاری تھا) ایک کاغذ پر مثل پیپر ویٹ کے جما رکھا تھا مین نے جو اوس کاغذ کو اوٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسی مہم کی نسبت اپنی رائے اظہار کرتا تھا لیکن ابھی دو چار ہی دفعات قایم کرنے پایا تھا کہ پیغام اجل آن پہونچا اور بغیر ختم کئے اپنے مدعا کے آپ ہی ختم ہوگیا بادشاہ نے فرمایا مضمون اون دفعات کا کیا تھا عرض کیا اگرچہ بسبب بہنے خون کے کل عبارت اچھی طرح پڑھی نہین گئی لیکن مطلب اوس تحریر کا ظاہر ہا یہ سمجھ مین آتا تھا کہ کہ آدمی آزمودہ کار تری کی راہ دار السلطنت آوین کی جانب بھیجے جائین تاکہ شاہزادی سنبیم کو گرفتار کرکے پرنگیز پر اپنا دخل کرلین کیونکہ بالفعل وہان مطلع صاف ہے اور سارا زور غنیم نے اسپیطرف دے رکھا ہے بعد گرفتار ہوجانے سنبیم کے بادشاہ تیرہ باطن کو باج و خراج پر تصفیہ کرلینا پڑیگا یا لشکر کے دو حصے کرکے نصف پرنیز پر رکھیگا اور نصف پرنگیز کی جانب لیجائیگا یہ دونون صورتین اپنے مفید مطلب ہین کیا معنی اگر باج و خراج دینا قبول کیا تو ہم سنبیم کی شادی کا اقرار پہلے کروالین گے اور جو لشکر کے دو حصے کرڈالے تو ہر جہاز راں سے زور دیکر علاوہ پرنگیز کے ہمسایہ کو بھی اپنے قبضے مین لے آئینگے یہ تقریر سنکر بادشاہ نہایت خوش ہوا اور فرمایا اسیوقت حاکم بے پونی کے نام ایک فرمان لکھا جاے کہ بلا توقف حکم کے پہونچتے ہی بارہ جہاز جنگی اپنے

گماشتے دارالسلطنت لزبن کی جانب روانہ کردے اور تم لوگ لشکر موجودہ مین طبل جنگی بجوا کر بندر بران بیٹھے شجاعت کو حکم سنا دو کہ کل علی الصباح بادشاہ خود قلعہ حریف پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے چنانچہ اسیوقت ان دونون حکمون کی تعمیل کیگئی اور دوسرے روز علی الصباح کنگ زلیس تمام فوج کے چار حصے کرکے ہر ایک درہ کوہ سے قلعہ پرتگیز پر حملہ آور ہوا کتے مین چارون راستے کوہ پرتگیز کے متعارف و غیر متعارف (جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے) ایسے تنگ اور پیچدار واقع ہوئے تھے کہ ہرگز فرانسیسی ایک ہی دفعہ سو دو سو آدمی کی جمعیت سے دشمن پر حملہ نہین کرسکتے تھے اور اہل ہسپانیہ اور پرتگیز دامن کوہ سے لیکر پہاڑ کی چوٹی تک دو طرفہ درات درن گھاٹیون مین چھپے ہوئے حریف کے منتظر بیٹھے رہتے تھے جہان دس بیس آدمی درہ کوہ مین داخل ہوئے اور اونہون نے سید ہا دار الآخرت کا راستہ بنا دیا بس اسوجہ سے نہ لشکر کی کثرت کام آتی تھی نہ بہادرونکی بہادری پیش جاتی تھی آج جو فرمانروائے ملک فرانس خود مع سے شام تک خراب ہوا اور کسی حملہ مین لشکر شاہی کو سرسبز ہوتے نہ دیکھا اوسی جگہ گھوڑے سے اوترے اور تیر بڑا اور تلوار شدید کھاکر فرمایا جب تک قلعہ پرتگیز کو سر نکر لونگا یا اپنا سر خاک و خون معرکہ مین نہ ملا دونگا ہرگز قدم پیچھے نہین ہٹاینگا

ہمہ تیغ ہا جنگ را بر کشیم	بسینگ اندر آریم و خون کشیم	بپیکانہ ہا بیست آغاز شان	بر ہنہ شود بے گمان راز شان

یہ کلمہ سنتے ہی تمام افسران فوج نے نرم سے گردن نیچی کرلی اور علحدہ ہو کر باہم صلاح کی جو یہ سو ہوا آج رات ہی کو غنیم پر دھاوا کرو یا مطلب دلی حاصل ہوگا یا جان شیرین مثل فرہاد کے اس پہاڑ پر نثار کرکے رات دیکھا طن تو تیغ چوب ہوگئے

کنون گاہ رزم ست کین آوریم	باعدائے بیدین یکین آوریم	ہر آنکس کہ مردی کند آشکار	ز رشتہ خلعت و بخشش ازگار

یہ مشورہ کرکے بدستور سب اپنے اپنے مکانون پر چلے گئے اور آدھی رات کے قریب یکبارگی تلوارین گھسیٹ کر بلا کے بیدریان کیطرح مختلف درہ ہاے کوہ مین گھس پڑے چونکہ حریف انکے حملے سے بے خبر تھا اور سب سوار اور پیادے طلیعہ کے سب کے سب خواب غفلت مین مبتلا اونکے ہوشیار ہوتے ہوتے فوج معقول ہر ایک درہ مین داخل ہوگئے اور شاہ پیکر اجل کی طرح تلوار چلانے لگی

مثنوی

زرخشیدن خنجر و تیغ تیز	ہمے جست مہتاب راہ گریز
بپیکاں چاک بر خاست از ہر دو سوے	بر خاش خون اندر آمد بجوے
تو گفتی کہ ابر بہار آمد سیاہ	ببارید خون اندرون رزمگاہ

غرض تھوڑی دیر کے بعد دست و گریبان ہونے مین چارون طرف کشتون کے پشتے لگ گئے اور فرانسیسی بلا مدد غیر شجاعت کے مہار کیطرح آگے بڑھتے ہوئے چلے گئے لیکن ابھی نصف سے زیادہ راستہ طے کرنے پائے تھے کہ خدا کی قدرت سے

صبح ہوگئی اور حریف نے آگاہ ہوکر باقی راستہ کا بخوبی بندوبست کرلیا اب فرانسیسیوں کی کیا مجال تھی جو آگے قدم رکھ سکتے یا ممکنہ ہسپانیہ کیطرف بہ نظر طمع آنکھ اوٹھا سکتے تیروں کی بوچھار سے ہوا کا دم بند ہوتا تھا اور یہ کیا خیال عالم تصور میں خانۂ زنبور کی کیفیت پیدا کرتا تھا جسنے جرأت کو کام فرما کر قدم آگے بڑھایا صورت غربال مشکبار ہوکر سیدان کارزار کی خاک چھاننے لگا آخر بادشاہ نے مجبور ہوکر افسران فوج کو روک دیا اور فرمایا صفت میں جان برباد کرنے سے کیا فائدہ ہمکو آج کی لڑائی سے بخوبی تجربہ حاصل ہوگیا کہ بیہمم بغیر متواتر شب خون مارے ہرگز نہیں سر ہوسکتی کیونکہ حریف بسبب تنگی راہ کے فقط تیر و کمان پر بھولا پھرتا ہے اور تیر ہماری دانست میں رات کو مرغ بے پر سے زیادہ نشانہ نہیں رکھتا ہے خصوصاً شب تار میں اسکا وار ہو ہی نہیں سکتا اور جو حریف آپے تو از سر تا پا اوسکی خطا ہے یہ کہہ کر اوسیجگہ ولاوران لشکر کی کمریں کھلوادیں اور تین سو سوار متفرق با قیماندہ ناکوں پر دوڑا کر حکم بھیجدیا کہ کوئی فرد بشر دانستہ نہنگ اجل کے منہ میں پانو نرکھے یعنی ناحق جوش شجاعت میں جان عزیز برباد کریگا ارادہ کرکے بیٹھے دانستہ نہنگ اجل کے منہ میں پانو نرکھے یعنی ناحق جوش شجاعت میں جان عزیز برباد کریگا ارادہ کرکے بیٹھے

کہا ہے شعر

ہر چند کہ تریاق بدست است ترا	از مار کہ تا زہر ہلاہل نخوری

غرض بعد اس لڑائی کے آٹھ سات شب برابر کنگ زلیس خبر نہوا کیونکہ وہ دن چاندنی کے تھے اور شبخون کا لطف بغیر اندھیری کے حاصل نہیں ہوسکتا جب بیسویں یا بائیسویں قمری بیٹھے کی ہوئی اور رہت ساعت رات کا گیسو عنبریں سے ہمسری کرنے لگا بادشاہ نے خواجہ یحیٰی کیطرح چونکا اور تہا اور ریکا یک فوج کو آراستہ کرکے سرشام سے دشمن پر آفت آسمانی کی مانند ٹوٹ پڑا لیکن اہل ہسپانیہ بھی ایسے بیوقوف نہ تھے کہ ایکبار دھوکا کھاکر دوبارا اوسکے زیب میں آجاتے ہر وقت سلح مستعد چشم براہ و گوش بر آواز بیٹھے رہتے تھے اور چاروں راستوں کے تمام موروں پر (جیسا کہ اکثر پہاڑوں میں مورچے بناکر سلامت کوچے تیار کرلیتے ہیں) مورچے باندھ رکھے تھے جسوقت درہ میں سوار و پیادہ کی آہٹ سنی موافق اپنے دستور کے رجا بالغیب تیروں کا مینہہ برسانا شروع کردیا ان تیروں نے اگرچہ صفین کی صفین اوندہی کردیں لیکن بقول بادشاہ زنیس کے وہ فائدہ نہ بخشا جو حریف اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھا یعنی فرانسیسیوں کا حملہ نہ روک سکا جو گرگئے وہ گرگئے اور جو نکل گئے وہ نکل گئے آخر الامر آہستہ آہستہ وہ ہی نوبت پہونچگئی تیر گر کمان میرے ہاتھ میں اور میرا گریبان تیرے ہاتھ میں جب دونوں مخالفوں کے اسلحہ بیکار ہوگئے تو ہاتھا پائی پر کمانکا تیر اور کمر پر کی کمان خاصی طرح تیغ بیدریغ چلنے لگی اور فرانسیسیوں کی اس سرے سے اوس سرے تک ٹھٹ لگ گئے لیکن اللہ رے دلیری و دلاوری اگرچہ اہل ہسپانیہ تعداد میں دوسو سے بھی

کسیقدر کم تھے اگر جب تک زخمون مین چور چور نہین ہوجاتے تھے یا بیجان ہوکر زمین پر نہین گر پڑتے تھے حریف کو آگے قدم نہین بڑہانے دیتے تھے یہانتک کہ اوسی مورچہ پر صبح ہوگئی اور روشنی کے پہلے ہی لشکر ہسپانیہ جھٹ پٹ دوسرے موڑکے مورچے کو لیکر پہر اپنے اوپر ہنکلنڈون پہاڑ آگیا یعنی آب پیکان تیر سے تمام درہ کوہ کو بھر دیا اور گویا ایک دیوار آہنی اپنے آگے بناکر کھڑی کرلی فراسیسیون نے ایک ہی مورچہ کا قبضہ مین آجانا غنیمت سمجھا اور شل ساتھ رات کے انتظار مین پہر دہین کے دہین ٹہنک رہے کہتے ہین اسیطرح کنگ زلیس دن کو آرام کرتا تھا اور رات کو حملہ کرکے ایک یا دو مورچے اپنے قبضہ مین لے آتا تھا حتی کہ رفتہ رفتہ تمام مورچون کو فتح کرکے ۸ر نومبر ۱۷۱۲ء روز دوشنبہ کو شہر تالیسون رمضان المبارک کی تیج خاص اپنا دورہ طے کرگیا باقی موضع دوسرے ناکون کے اہل شہر نے پرتگیز کو اپنے آپ چھوڑ دینے پڑے کیونکہ جب ایک طرف کی آمد و رفت جاری ہوگئی ہر دو سر راستون کے رکنے سے کیا فائدہ تہا بلکہ خوف یہہ تہا کہ سبا دا دشمن دونون طرف سے گیر کر بیچ مین دبالے اور عرصہ حیات کا تنگ ہوجائے غرض تمام لشکر فراسیس کا مظفر و منصور اوسی دن پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ گیا اور طرفین سے صف آرائی ہوکر حصار قلعہ پرتگیز کے میدان مین جنگ مغلوبہ ہونے لگی اگرچہ اس لڑائی مین بہی لشکر ہسپانیہ و پرتگیز نے کوئی دقیقہ کوشش و جانفشانی کا اپنی طرف سے فروگذاشت نہین کیا لیکن بسبب اسکے کہ فراسیسی متواتر لڑائیون مین فتحیاب ہوچکے تھے اور یہہ نصف سے زیادہ مختلف مقابلون مین کام آچکے تھے مردانہ وار میدان کارزار مین قدم نہ جاسکے یعنی غروب آفتاب سے پہلے پہلے گہبرا کر پیٹہہ دکہاگئے اور قلعہ مین گستے ہی چارون طرف کے دروازے بند کرلئے کنگ ولیبورن والی ملک پرتگیز نے اسقدر رافسران فوج کو سراسیمہ و بدحواس دیکہکر اوسیوقت چارلس زمانروائے ملک ہسپانیہ سے تخلیہ کیا اور کہا یہہ تو ظاہر ہے کہ اب ہم لوگ بسبب کمی سپاہ کے کسیطرح فراسیسیون سے مقابلہ کرنیکے قابل نہین رہے لیکن قرار و قرارداد صلح و جنگ کی نسبت بہی کوئی بات سمجہ مین نہین آتی آپنے بجائے خود اس معاملہ مین کیا تجویز کیا ہے چارلس نے جواب دیا میرے خیال مین تو یون آتا ہے کہ بالفعل برائے چندے حریف سے صلح طے کرکے روسار ملک کو جمع کیا جائے اور اوسکی معرفت رعایائے صوبہ جات کیٹلونیا وغیرہ سے کسی شرط خاص پر مدد مانگی جائے اگر موافق ہماری خواہش کے رعیت نے مدد دینے کا اقرار کرلیا تب تو کچہ اندیشہ کا مقام نہین اور جرمنی تو ہر دیکہا جائیگا اور جو افتاد پڑیگی اوٹہائی جائیگی رعایا جبور رضا بقضائے خدائی شامل بغیر صبر بوقت بلائی شاہ

ازانجیہ رقت قلم سرکش دگر نہ بیا	برون رواز خطا اوگر ترانی شاید

ولیورن نے کہا بیشک سو اسکے اور کوئی صورت تو ظاہر اسکے ملک و مال بچنے کی نظر نہین آتی اور اپنی رعیت سے مدد لے لینا کچھ عیب کی بات بھی نہین ہے لیکن جہانتک ممکن ہو جلدی کیجئے اور وقت کو ہاتھ سے نہ دیجئے کیونکہ اگر خدانخواستہ جمع ہوتے ہوتے پیر لڑائی ٹھن گئی تو تمام سپاہ ہتھیار کھول کھول کے آپکے آگے رکھدیگی اور ہم سے پیشم بھی کندہ نہو سکے گی یہہ سنکر جارج نے فوراً ارکین سلطنت کو جمع کیا اور اپنا مفشاء دلی ظاہر کرکے اوسیوقت ایک شخص ہوشیار سا کنگ زیلس کی خدمت مین روانہ فرمایا وہ تو پہلے ہی قسم شدید کہا چکا تھا پیغام سنتے ہی صاف کہلا بھیجا اگر آپکو مہلت درکار ہے تو بسم اللہ قلعہ خالی کردیجئے ایک دن کی جگہہ دو دن کی مہلت لے لیجئے اور جو نہین تو یہہ ہی گو یہہ ہی میدان ہے دلاور دل کا زور بازو دیکھا جائیگا آج نہین کل خالی ہو جائیگا مثنوی

بہ بینی تو بیکار مردان کنون	شود دشت یکسر چو دریائے خون
ز پولاد پوشان لشکر شکن	بہ لرزد تن کوہ برخود شکن
چو تک بادشاہان پرتگیز وہسپانیہ ایسے کلہ سخت کا نیزہ پر ہوا	

لشکر وسپاہ کے سیطرح جواب نہ دے سکتے تھے مجبور دوسرے دن قلعہ پرتگیز کو خالی کرکے چپکے ہی سے شہر جیان کی جانب اوتر گئے اور رسوائی اپنی تجویز کے رمایا اطراف وجوانب کو جمع کرکے مہم معلومہ کی نسبت صلاح ومشورہ کرنے لگے اب کنگ زلیس کو تہنڈک پڑی اور بدلبھی تمام قلعہ سریف پر قبضہ کرکے عیش ونشاط کیطرف مشغول ہوا لیکن یہہ چرخ کجرفتار کب کسیکو چین سے بیٹھنے دیتا ہے ابھی دو دن بھی خیریت سے نہ گذرنے پائے تھے کہ قضا عند اللہ شاہزادہ فیڈرسن کے مصاحب اپنے آقا کو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے خاص کوہ پرتگیز پر جا پہونچے اور بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر تمام وکمال حال شاہزادہ کے غائب ہو جانیکا کہہ سنایا یعنی عرض کیا خداوند نعمت ہم لوگ مدت سے شاہزادۂ عالی تبار کے ہمراہ بتقریب شکار کوہ واسگس پر مقیم تھے اور رات دن مفصل اخبار بادشاہان پرتگیز وہسپانیہ کی شکست کھانے کے سنا کرتے تھے نہین معلوم کیا سبب وقضا ایک روز کہ شاید چبیسوین اکتوبر کی تھی قریب غروب آفتاب کے وکٹورس نے شکارگاہ کیطرف سے آکر بیان کیا کہ شاہزادہ بعد دوپہر کے ایکہ خبر وحشت اثر پرتگیز کی بابت سنکر تن تنہا پیرس کی جانب تشریف لیگیا ہم سب کی نسبت حکم ہے کہ اسیوقت بلا توقف دارالسلطنت کو کوچ کر جائیں ہم یہہ حکم سنتے ہی تمام ہیر ویگاہ اپنے ہمراہ لے بلنار پیرس کو چلے آئے وہان پہونچکر شاہزادۂ بلند بارگاہ کا کہین نام ونشان بھی نہ پایا اور نہ کسی جگہہ راستہ ہی مین مسافرین کی زبانی کوئی خبر سننے مین آئی آخر

یہ خیال گذرا کہ شاید حضور انور براہ راست کوہ پرنیز پر تشریف لے گئے ہوں اسواسطے سرراستہ سنجانہ استعجالی اطراف کو چلے آئے مگر یہاں بھی نہ کہیں راستہ میں قدمبوسی حاصل ہوئی نہ اس جگہ دیدار نصیب ہوا اب ہم اپنی پریشانی اور سرگردانی کا کچھ حال گذارش نہیں کرسکتے نہ ہمیں اتنی تاب کہ جدائی کے صدمے اور سہا سکیں نہ ہاتھ پاؤں میں اتنی طاقت ہے کہ راندن کوہ و بیابان کی خاک چھانتے پھریں رباعی

مجروح سینہ ایم و ندارم مرہمے	چوں شمع سوختہ رشتہ جانم ز تار بیں
از سوز سینہ ہے نفتہ انم زدن دمے	از ہاتھ ہے با بسوختہ زہجران بدیدہ

یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی بادشاہ نے ایک آہ جگر گداز سینہ سوزان سے کھینچکر فرمایا ہی کرنیری نوقیلس کا زخم جدائی اسی طرح بھرنے نہیں پایا تھا کہ فلک بد باطن نے ایک اور نشتر غم دامول ہجر سے مجروح کردیا آنکھوں سے بہا دیا شعر

فغان زین چرخ دولابے کہ ہر روز	ببرچاہے اگاند داہے شب افروز

یہ کہکر حکم دیا کہ جیسے بنکہ غنیم صلح و جنگ کی نسبت باہم شورہ کرکے کچھ جواب ندے لارڈ ٹیلیجر یہاں کا بندوبست کرے اور آپ اوسیوقت شاہزادہ کی تلاش میں دارالسلطنت کیطرف روانہ ہوگیا کہتے ہیں بادشاہ کے ہوشیار ہونیکی خبر شہر پیرس میں ہر کہ ومہ کی زبان پر مفصل قصہ ایمان کا جاری ہوچکا تھا یعنی ہر خاص و عام میں یہ مشہور ہوگیا تھا کہ شاہزادہ فیچرسن نے شکار کیلئے کوہ واسگس سے بخط مستقیم فرنک نورین کیطرف جانا تھا جسکی خبر کنگ فرنک کا کام تمام کیا اور صرف ایک یادو روز تخت سلطنت پر جلوس فرما کر خاص بادشاہ ایمان کے کسی ملازم کو سارا مال سنجشد یا یہ سنکر نہ لیس کو اور بھی زیادہ تعجب پیدا ہوا کیونکہ بغیر فوج و لشکر کے اتنا بڑا وسیع ملک ایسے جلدی نہ شاہزادہ کے ہاتھ سے نفع ہونا سمجھ میں آتا تھا نہ فرنک کے دوسرکو بلاوجہ بخشدینا عقل تسلیم کرسکتی تھی اسلئے مجبور سفر ہوئیں نوبر ۱۶۶۶ء روز چارشنبہ کو چند مخبر واسطے انکشاف حال کے ایمان کی جانب روانہ فرمائے اور آپ بھی فکر میں پڑا کہ بعد طے کرلینے ان تمام جھگڑوں کے شاہزادہ کدہر غائب ہوگیا چونکہ بالفعل صحیح خبر شاہزادہ فیچرسن کی کسیطرح بادشاہ تک نہیں پہونچ سکتی اسلئے اس قصہ کو یہیں چھوڑکر تھوڑا سا حال شاہزادہ فایرہل کا بیان کیا جاتا ہے جسکے گذارش ہوچکا ہے کہ بعد قتل ہوجانے کنگ ریوبچز اور جرینل ویلکینو کے لارڈ فینیولا یعنی وزیر اعظم ملک ایمان شاہزادہ فایرہل کو صلعتاً سوءمحل کی راہ قلعہ معلی سے باہر نکال لے گیا کیونکہ جب ویلکینو سا بہادر اور جوانمرد آدمی اسطرح کتے کی موت مارا گیا

تو فاریہل سے (جو اپنا ایک ہاتھ پہلے ہی دشمن کی نظر کر چکا تھا) کب امید ہو سکتی تھی کہ یہ اپنے باپ کا عوض لے سکیگا یا حریف سے مقابلہ مین عہدہ برآ ہو سکیگا پہنچا جی اوسکی بھی بنا برباد کرانے اور ملک الیمان کے بے چراغ کرنے سے کیا حاصل

کو کہ بخت بد طالع شود از اوج جاہ | آنچہ تصور بود روزے گردد | مد طالع اگر نیست مرنجان خود را | اگر روز سیہ بچرخی بر گردد

غرض انہین خیالات سے وزیر الیمان شاہزادہ فاریہل کو اپنے ہمراہ لے شہر کے باہر ایک گانون مین کسی زمیندار کے گھر جا چھپا اور بجاے خود سپاہ کے گانٹھنے کی تجویز کرنے لگا لیکن جب یہہ سنا کہ تمام افسران فوج نے ہتھیار کیلئے ڈالے اور برضا و رغبت نذدین دکھا کر خلوص دل سے فرانسیسیون کی متابعت قبول کر لی تو اپنی اس تدبیر کو محض فضول سمجھکر اوسی روز کہ چوتھی ماہ نومبر کی تھی مع شاہزادہ فاریہل شہر پرتھ دار السلطنت صوبہ پرتھ شیا متعلقہ ملک الیمان کی جانب روانہ ہو گیا **راوی کہتا ہے** یہہ پرتھ شیا وہ ہی صوبہ ہے جو ملک الیمان کے شمالی حصون مین بیان کیا گیا ہے اور بعد قتل اسمیل ترک قوی بازو کے ایڈورڈ کو دیدیا گیا ہے اسکے شمال مین صوبہ ہنو ور ہے جہان پرنس لارڈم شاہزادہ فاریہل کا ہمجدی چچا حکومت کرتا ہے اور اپنے تئین سلطنت جرمن کا مستحق سمجھتا ہے اتفاقیہ جس روز فاریہل اور فینیولا دار السلطنت پرتھ شیا مین پہونچے ہین اوسی ایک روز پیشتر پرنس لارڈم کچھ اخبارات الیمان سنکر برلن مین داخل ہو چکا تھا اور آیڈورڈ سے ژنگ فورٹ کی نسبت گفتگو کر رہا تھا وقتا فوقتا جو عین برسر موقع فاریہل جا پہونچا دونون کے حوصلے پست ہو گئے اور کچھ ایسا ایک دوسرے کے لحاظ اور دبا ئو نے اثر پیدا کیا کہ سوا متابعت قبول کر لینے کے مطلق سرتابی کی جرات نکر سکے لیکن ہان جب ژنگ فورٹ کی نسبت گفتگو شروع ہوئی تو ایڈورڈ نے اس خیال سے کہ مبادا میری نئی سلطنت مین کسی قسم کا فتور واقع ہو جائے برائے چندے صلح کی صلاح دی اور پرنس لارڈم نے فسادنیت کے باعث قبول باج و خراج کی تجویز بتائی اور کہا **مثنوی**

ہی تا برآید بہ تدبیر کار | مدارائے دشمن بہ از کارزار | چو نتوان عدو را بقوت شکست | بہ نعمت باید در فتنہ بست

نخواہی کہ باشد ز خصمت گزند | بہ تعویذ احسان زبانش بہ بند

شاہزادہ نے یہہ تقریر سنکر فینیولا کیطرف دیکھا اور فرمایا تیری اس بین کیا راے ہے اوسنے عرض کیا خداوند نعمت صلح کا ہونا تو منحصر ہے طرفین کی رضامندی پر اور رضامندی طرفین کی اوس حالت مین ہو سکتی ہے کہ دونون فریق ہم پلہ ہون یا ایک کو دوسرے پر مدت دراز تک غلبہ نہ حاصل ہو سکے رہا باج و خراج پر تصفیہ کر لینا یہہ صرف فریق غالب کے اختیار مین ہے مگر یہہ بھی اوسی حالت

مین ہوسکتا ہے کہ غنیم کو فتح و شکست کے باب مین کچھ تذبذب ہو نہ کہ غنیم سارا ملک دبا بیٹھے اور ہم اوس سے کہین کہ آپ اسمین سے ایک حصہ لیکر باقی ہمارے واسطے چھوڑ دیجیے یہہ تو وہ ہی مثل ہوئی

شعر

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا | الایا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا | علاوہ ازین ہمکو چاہیے کہ بادشاہ کے بدلا لینے اور ملک جرمن کی بدنامی دور کرنے کی فکر کرین نہ کہ اولٹا حریف کی خوشامد کرنے کا دل مین ارادہ کہین غرض غلام کی سوا اسکے ہرگز رائے نہین کہ تیغ بیدریغ میان سے کھینچی جائے اور خون عدو سے خاک معرکہ کا غازہ تیار کرکے غازیان لشکر کے چہرون پر لگایا جاوے قطعہ

از سر گذشتہ نباید بمیدان نہ رہین | گوئے مراد در خم چوگان آرزو

خواہی کہ بخت روی نماید بکام دل | با بد شدن بہ معرکہ با خصم روبرو

البتہ یہہ امر تجویز للبرہ گیا کہ کس طریقہ سے دشمن پر حملہ کرنا ہمارے حق مین مفید پڑیگا کیونکہ اول تو حریف نے حضور کے خوف سے بوجہ اس سرحدان کا احتیاط کر لیا ہوگا (خصوصاً سرحد پر روشیا کا) دوم تمام سپاہ الیان جو بخوبی ہماری حرب و ضرب سے آگاہ ہے بجان و دل غنیم کی متابعت قبول کر چکی ہے اب وہ اس خیال سے کہ مبادا بعد فتح شاہزادہ عالی تبار کے ہمکو ہماری نمکحرامی کی سزا دیجائے کسی طرح اہل جرمن کا غالب ہونا جایز نہین رکھین گے یعنی خوب دل کھول کھول کے لڑین گے اور جہانتک ممکن ہوگا مردی و مردانگی کے جوہر دکھائینگے سوم ڈنمارک و ہولینڈ و بیلجم یہہ تینون ہمارے دشمن ہین اور پروشیا و ہنوور ان دونون صوبون مین ساٹھہ ہزار سے زیادہ فوج نہین معلوم ہوتی کیونکہ یہہ لوگ یہہ مقدار سپاہ رکھنے کے بادشاہ جرمنی کی طرف سے مجاز تھے پس ایسی صورتون مین البتہ یکایک تدبیر کا سمجھ مین آجانا دشوار ہے اور حریف پر حملہ کر بیٹھنا از بس محال

شعر

من و غم زین پس و زین پیش و ہمہ کس بیدانم | کہ دل خویش ہمی زین ہمہ حالی بہ چہ رسد

یہہ سنکر بیچے کا گردن نیچی کرلی اور تھوڑی دیر بعد اوسی حالت سکوت مین مجلس برخاست ہوگئی جب شاہزادہ عالی تبار نے تو فیصلہ لانے کی گذارش کیا جناب عالی لارڈ ہم اور ایڈورڈ کی تقریر صاف صاف نیت پر دلالت کرتی ہے اب ان سے میری دانست مین ہرگز کسی معاملہ مین مصلح و مشورہ نہ لینا چاہیے ورنہ یہہ ایسی ہی اولٹی تدبیرین بتائینگے جنسے خواہ مخواہ دشمن کی خوشامد کرنی پڑے اور انجام کار پروشیا ہی ہاتھہ جاتا رہے فایرہل نے کہا بے رہ رہ کر اسبات کا خیال آتا ہے کہ باوجود اسقدر استحکام داد و دستی کے فراسیسیون سے کیونکر یہہ حرکت ناشائستہ خلاف آیین ملکداری ظہور مین آئی فیصلو لانے عرض کیا ظاہرا ایسا سمجھ مین آتا ہے کہ وہ صلحنامہ جو پیرس مین

طرفین سے دستخط کرا رہے تھے دوا می نہیں سمجھا گیا اور اوسکے دوا می نہ سمجھنے کے باعث فی الحقیقت کنگ رلیس کو
ہماری طرف سے غافل ہو جانا نہیں چاہیئے تھا خصوصاً ایسے وقت مین کہ اوسے تمام اپنی فوج سمیٹ کر کوہ وگس
پر لیجانی پڑی اور فرانسیس بالکل خالی رہ جائیگا چنانچہ اسی واسطے مدت دراز تک شاہزادہ فرڈیننڈ نے شکار کے
بہانے کوہ واسگس پر تعین رکھا اور جب دیکھا کہ اہل ہسپانیہ کا حد سے زیادہ غلبہ بڑھ گیا ہے (جیسا کہ اخبارات
ماہ گزشتہ سے ثابت ہو چکا ہے) تو ایک تدبیر صائب سے ایلیان کو دباکر ہماری طرف سے اطمینان حاصل کر لیا
اور ہماری غفلت کے سبب سے موقع دیکھتے رہ گیا اب یقین ہے کہ بعد فیصلہ ہسپانیہ کے پروشیا کا بھی قصد کرے
اور فرانسہ کا بھی کہ باعث ہمسایہ کا بھی رہے جانین شاہزادہ نے فرمایا جب صلح و جنگ اور قبول پانچ خراج
ان تینون مین سے کوئی بھی امر تیرے پسند خاطر نہین تو پھر کیا کیا جائیگا اور کیونکر ہمارے دل کے پھپھولے جو
دشمن کیطرف سے پڑ رہے ہین پھوٹین گے جواب دیا غلام جنگ و جدل کو تو منع نہین کرتا لیکن صرف یہ چاہتا ہے کہ
اسی تھوڑی سی فوج مین دشمن کی سر کوبی ہی ہو جائے تو فتح فورٹ بھی نکل آئے اور ملک کے انتظام مین بھی سہولت
کا حاصل ہونا فرمایا وہ کیا تدبیر ہے عرض کیا میری دانست مین بالفعل فرانس پر حملہ کرنا چاہیئے کیونکہ وہ آجکل بالکل
خالی پڑا ہے اور بادشاہ ہمدم تن مصروف پیرینیز کیطرف متوجہ ہے اگر تقدیر نے موافق تدبیر کے حکم کیا تو یقینی ہماری چڑھائی
کی خبر سنکر ہسپانی اور پرتگالی اودہر سے زور لگائین گے اور نپولیس کو مجبور سوا صلح کر لینے یا ملک خالی کر دینے
کے کوئی علاج نہ بن پڑے گا جب فرانسیس ہاتھ آگیا تو ایلیان کا چڑھا لینا کونسی بڑی بات ہے اور جو بالفرض محال کچھ
دقت ہی پڑی تو ہسپانیہ اور پرتگیز اوسیوقت مدد دینے کو تیار ہو جائین گے شاہزادہ نے فرمایا اس صورت مین پرشیا
کے حوالے کیا جائے کیونکہ فوج تو ساٹھ ہزار سے زیادہ ہے نہین اور دشمن چارون طرف سے ٹوٹے پڑتے ہین
یعنی شمال مین ڈنمارک مونہہ کھولے بیٹھا ہے مغرب مین ہولینڈ اور بیلجیم دانت پیس رہے ہین جنوب مین فرنچ زبان
پروشیا ہوگا اور آسٹریا اور لارڈم کا تو کچھ کہنا ہی نہین یہ تو گویا گھر ہی مین موجود ہین فیلڈ مارشل نے کہا میرا ارادہ ہے
صرف چھ ہزار آدمی انتظام ملک کیواسطے چھوڑ کر فوج کے تین حصہ کرڈالون جنمین سے دس ہزار آدمی سرحد ڈنمارک
پر موجود رہین بیس ہزار سرحد ایلیان پر اور باقی چوبیس ہزار اپنے ہمراہ لیکر پہلے ہی ہولینڈ و بیلجیم سے لگا لگا دون
کیونکہ یہ دونون ہمیشہ فرانسیس ہی کے بھروسے اوچھلا کرتے ہین اور فرانسیس آجکل مدد دے نہین سکتا رہ گیا

آئیڈورڈ اور لارڈ روم کی فکر انمین سے ایک کو اسطور یا بھیجدیجئے اور ایک کو پولینڈ تاکہ زمانہ والیان ملک اسکے و پولینڈ سے مفصل حال الیمان کا بیان کرکے امداد کی درخواست کرین اگر انمین سے کسینے مدد دیشے کا وعدہ کرلیا تو فبہا الا ورنہ بالفعل ایکطور کا دغدغہ تو دور ہو جائیگا شعر بیا تا یک زمان ہمدم و خوش باشیم و زارت کہ در عالم نمیماند کسے احوال فرخار با آنش تہ پر کہ سنکر فاتر نہایت خوش ہوا اور دوسرے ہی دن سے موافق رائے فیلیپولا کے لشکر کشی کا انتظام کرنے لگا جب فوج جابجا سرحدات پر تقسیم ہوگئی اور لارڈ روم اور ایڈورڈ دونوں ملک اسطور یا اور پولینڈ کیطرف روانہ کر لیا تو آپ چھبیس ہزار سوار جرار اپنے ہمراہ لے ۱۷ نومبر ۱۶۶۶ء روز چہارشنبہ کو مع وزیر اعظم ملک ہولینڈ کی جانب کوچ فرمایا ہنوز دریاے رائین کو جو بعض بعض مقام پر سرحد ہولینڈ کو پورا نہ کیا تھا کہ نوین کے دو ٹکڑے کرکے بارہ ہزار کی معیت سے آپ ایلیم پر حملہ کیا اور بارہ ہزار سوار لارڈ و فیلیپولا کی ہمراہی مین واسطے سرکوبی حاکم ہولینڈ کے روانہ فرمائے (بیان اسکا کہ یہ کیا ہی ضرور چاہیئے) کہ ان دونون ملکون مین بنسبت دوم سرجان واٹرلو کا چوتھا بیٹا جد کا ذکر پہلے شمعون کی زبانی ہو چکا ہے سلطنت کرتا تھا مگر ابھی چند روز کا عرصہ گذرا کہ اوسنے چالیس برس حکومت کرنے کے بعد لاولد اس سرائے فانی سے کوچ کیا اور بجاے اوسکے سرجان جیمس اوسکا چوتھا بیٹا تخت سلطنت پر بیٹھا یا گیا یہ شخص اگرچہ بسبب قرابت قریبہ کے سلطنت و تعلیم کا مستحق ضرور تھا لیکن قابلیت سلطنت کرنے کی نہین رکھتا تھا کیونکہ اسکی تمامی ہمت عیاشی اور مے نوشی پر مصروف تھی اور ہر حرص و بخل و ظلم و تعدی جو جو بری خصلتین ہین ساری اسمین پائی جاتی تھین بلکہ شاید ناظرین کو بھی یاد ہوگا شمعون کے ساتھ اسنے کیا کیا سلوک کئے ہین جبکہ اپنے بڑے بھائی کو کس خوبصورتی سے زہر دیکر نبٹا یا ہے پھر وسیلہ کے باشندے اسکی کیسی کیسی تعریفین کرتے تھے ترک پدری کا دخل رخچ اسنے کس دانائی کے ساتھ باندہ رکھا تھا لیکن خاندان واٹرلو مین سے چونکہ سوا اسکے کوئی شخص باقی نہین رہا تھا مجبوراً اسکی ننگ و اطاعت سب کو اپنا سر پر رکھنا پڑا اب بھی اگر جیمس اپنی عادتون کے سوا نے میں کوشش کرتا اور اس نعمت غیر مترقبہ کی تھوڑی بہت قدر کرتا تو کچھ مشکل بات نہ تھی لیکن اوسنے برخلاف اسکے تخت پر بیٹھتے ہی میخوشی و عیاشی تو درکنار نام ارکین سلطنت کو معزول کرکے اپنے یاران ہم پیالہ و ہم نوالہ کو اونکی جگہ مقرر کردیا اور ہولینڈ کا حکومت اپنے ایک رفیق خانہ زاد و قدیمی نامی کے نامزد کردی اس صورت مین جیسا کچھ انتظام

ملک کا ہوا ہوگا یا سپاہ و رعیت نے آرام پایا ہوگا وہ ظاہر ہی ہے کہنے سے کیا فائدہ بقول شخصے **قطعہ**

زبوم شوم توقع مدار یمن کہ ہما	طمع مدار کہ کبک تو فعل باز کند
چنین کہ پایہ مفلس بلند شد چہ عجب	کہ دست قدرت ہر جا بہ وزر باز کند

قصہ مختصر جب لارڈ نیپیولا نے بموجب حکم شاہزادہ فائرنل کے ہولینڈ پر حملہ کیا ہے تو ورنا اوس جگہ کا گورنر مقرر ہو چکا تھا اور شہر امیسٹرڈم مین جو دریائے ایمسٹل پر ملک کے مغربی جانب سمندر کے قریب واقع ہے قیام پذیر تھا نیپیولا تو وہان کے حالات سے بخوبی واقف ہی تھا چپکے ہی سے رات کے وقت گرونلو مین ہو کر یکایک شہر اوٹرخت متعلقہ قسمت کولڈ رلینڈ پر جا پڑا کیونکہ یہان لحاظ سرحد ہونے کے بہت بڑا میگزین غنیم نے جمع کر رکھا تھا اتفاقیہ اوسیوقت وہان جنرل بیتم افسر سپاہ ملک ہولینڈ بھی بتقریب دورہ ایک ہزار سوار کی جمعیت سے آنکلا اور بغیر ارادہ و قصد دونون فوجون کا باہر مقابلہ ہوگیا اگرچہ بیتم مدت مدید سے اسی ساعت سعید کا منتظر تھا اور دن رات درگاہ قاضی الحاجات مین یہی مناجات کرتا رہتا تھا خداوندا میرے اس غلام زبکار و دنیا کی متابعت سے کہین نجات پائے مگر چونکہ ایسے موقع پر پہلوتہی کر جانے مین اپنے جوہر ذاتی کو بٹہ لگتا تھا اور ہم چشمون کے روبرو سبکی حاصل ہوتی طوعاً و کرہاً اپنے ہزار سوارونکے چار ٹولیان بنا چارون طرف سے لشکر غنیم کو گھیر کر کھڑا ہوگیا یہ تو اپنے دل مین یہ سمجھا کہ شاید دشمن ہماری فوج کو پھیلا ہوا دیکھکر کثرت سپاہ کے خیال سے تو جم کے مقابلہ ہو ہی جائے اور نیپیولا نے اونکا متفرق ہو جانا ہی اپنے حق مین بہتر جانا کیونکہ جب ایک ہزار سوار کے چار پرے کر دیئے گئے تو صرف ڈیڑھ ڈیڑھ سو رہ گئے اب اونکا چن لینا کونسا مشکل تھا فوراً اپنے لشکر کا چوکھٹا قلعہ باندہ لیا ہر چار گی چارون طرف سے تلے کا حکم دیدیا بس ادہر تلے کا حکم سنانا تھا اودہر سوارون کا آپسمین غٹ پٹ ہو جانا گذرے سے کند ہالتے ہی تیغ بید یغ ہر ایک کی مزاج پرسی کرنے لگی اور کرنا ہے سر و تن مین جدائی دیکھکر ستم زدون کیطرح ٹنڈی ٹنڈی سانسین بھرنے

زنالیدن کوس باکرناے	بہین آسمان اندر آمد زجاے

مثنوی

دل چرخ گردان ہمہ چاک شد	ہمہ کام خورشید بر خاک شد	زگرد سواران ہوا بست میغ
ہوا را تو گفتی ہمی بر فروخت	چو الماس روئے زمین را بدوخت	چو برق درخشندہ پولاد تیغ
بمغز اندرون باگنو فلاخن	بگردون درافتاد باگمہ رخش	ابا بر اندرون آتش و باد و خاک

اسیطرح تھوڑی دیر جو معرکہ کارزار گرم رہا نصف سے زیادہ لشکر ہولینڈ ٹنڈا ہوگیا اور دل دلا مرون کے تہر تہر خوف سے کانپنے لگے یہ ماجرا دیکھکر مجبور پیتم نے

پیچھے ہٹنے کا بگل کرا دیا اور سبکو دور ایک میدان مین جمع کر کے جنگ و نزار کی نسبت اندیشہ کرنے لگا لیکن فیروز ایک آزمودہ کار آدمی تہا بلا یہ اونہین کب جانے دیتا تہا فوراً نقاب کر کے سبکو گہیر لیا اور کہا یا جان شیرین تیغ آبدار کی نظر کر دیا ہتیارون کا ایک ہنگامہ ہو مچا اگر جان جی چاہے اپنا کا لا مونہہ کر جاؤ رستم یہ تقریر سنتے ہی غلبہ گاہ سے باہر نکل آیا اور غصے سے لال ہو کر کہنے لگا صرف کثرت کے زعم پر یکایک ایسا بیہودہ کلمہ زبان سے نکال بیٹہنا کچہ بہادرون مین داخل نہین ہے اور نہ ایک شیر ژیان کو نر غہ مین گہیر کر گرفتار کر لینے سے آدمی شجاع کہلا سکتا ہے ہان اگر کوئی شخص جوانمردی رکہتا ہے تو میدان کارزار مین آکر زبان تیغ سے ہتیارون کا سوال کرے اور دیکہے کس برش کے سزا وار اوسکو جواب دیا جاتا ہے

مثنوی

ہر آنکس کہ پیش من آید بکین	ازانہ بدو در نوردد زمین
اگر تیغ نارا بہ بیند بجنگ	بدرد دل شیر و چرم پلنگ

تہہ سنگر ہو ریو گردنکش رسالہ اول کا افسر برق جہندہ کیطرح گہوڑا پھکا کر رستم پر آن پڑا اور کہا ہس بس زبان روک اور اپنے گور و کفن کا سامان کر

مثنوی

مشو غرہ تا آب و سہر ہا خوری	مگہہ دار جا یکہ پا ے خوری
ہمہ آورد خوہم چو خود بر گزین	بچہ سیارا ے تندی بر ین

چو تیشہ بزہر آب و یار و ی | ابر با نگی مانند یور ی
تہہ کہا کر ایک ایسا نیزہ اوسکے سینہ پر کینہ پر لگا یا کہ دونو پانون رستم کے رکاب مین سے نکل گئے اور نوک پیکان زرہ کو چیر کر جوشن تک پہونچ گئی لیکن گہوڑا پیچہے ہٹ کے فوراً اس وار کو بچا گیا اور رستم بدستور پشت زین پر سنبہل کے ہو تیا ہا تے مین ہو ریو نے دور سا پا نہہ ماتھے کی چوٹ کا چوڑا (جسے ٹہک کہتے ہین) اگرچہ یہ بھی گردن چرا جانے کے باعث اوپر ہو کر خالی نکل گیا لیکن اوسکا خود وہرہ کے سبب جو واسطے نشان افسری کے لگا یا گیا تہا نیزہ کی نوک مین الجہ کر معلق زمین پر آن پڑا جسکی شرمندگی سے تمام جسم رستم کا عرق ہو گیا اور سمصام خون آشام میان سے لیکر اسطرح ہو ریو گردنکش پر گیا جیسے کڑی کمان کا تیر جاتا ہے ہر چند وہ بھی نیزہ ہاتھ سے پھینک کر فوراً شمشیر و سپر کیطرف رجوع کر گیا مگر اسنے سنبہلتے سنبہلتے ایک ایسا سیدہا جنیا لگا کہ بائین مونڈہے کو کاٹتا ہوا سید ہا اندری کرتک اور ترا یا

مثنوی

بر آورد و زد تیغ بر گردنش	بدو نیمہ شد تا کمر گردنش
بنیاد ت برسان برگ درخت	کہ بر شاخ او بر و زد باد سخت

بعد کام آجانے ہو ریو کے گلیمو دوسری جنگ کا افسر رستم سے باہر نکلا اور وہ بھی ہو ریو کے دو چار ہاتھ صفائی کے دیکہا کے انجام کار رستم کی رہنمائی سے سیدہا مارا لآخر یہ بھی راہی ہو گیا اسیطرح باری باری چہہ افسر جلیل القدر تہوڑی سی دیر مین رستم کے ہاتھ سے مارے گئے اور تمام لشکر مین کہلبلی

تھکا سا معلوم ہوا جب یہ نوبت پہونچی تو فیبیولا اس خوف سے کہ مبادا فاتح پر ان افسران نمک حلال کے بے سبب قتل کروا دے
[illegible] اندیشہ کرکے خود سپاہیان جنگ میں نکل کھڑا ہوا اور کہا اے رفیقو ہمیں ہر شمار ہو جاموت کا وقت قریب آن
پہنچا تھی دیر اور دیتی تھی تسمت میں کسی حیلے سے دنیا کی ہوا کھانی لکھی ہوئی تھی سو کہا چکا اب آپ پیکان کی بارش ہے
اور تیر ہمہ مرگ کی تیاری مثنوی ہمان آفرینندہ یار من است | اجل وتیغ وباز رمعصار من است
اگر شاد وباشد دیو نزار | بیا بایش گیرنتہ بندگر | ہمین کنون در صف کارزار | بہ مردنگی چون بر آرم دمار

فاتح پیم یہ سنکر سمجھا یا ارکہا آخر تیرا نام کیا ہے شاید کسی کے رو برو تیری یاوہ گوئی کا افسانہ کہنے کا اتفاق ہو جائے
اور وہ نام ونشان پوچھے فیبیولا نے کہا کیا تو مجھے نہیں جانتا میں وہی فیبیولا وزیر اعظم ملک لاتیان ہوں جسکے
نام سے ہمیشہ ہولیکنڈ و نیلیو کانپتا رہا ہے اور مرگ عاد و بیراخطا ہے یہ سنتے ہی رستم نے خوش ہو کر فیبیولا کا کیطرف گھوڑا
اوٹھا یا کیونکہ اسکے مارلینے کے بعد بالکل سطح میدان تھا لیکن قضا عنداللہ جو موت تربیہ پہونچا گھوڑا ٹھوکر کھا کر سوندھے
بل گر پڑا اور رستم فاتح زمین سے فرش زمین پر آن رہا بس اسکے گرتے ہی فیبیولا نے ایک ایسا نیزہ سینہ پر ہو بیکر چھوڑ
کیا کہ زرہ بکتر توڑ کے دل اور جگر پھوڑ کے دو ہاتھ زمین کے نیچے اوتر گیا اب کیا موقعہ تھا جو فوج غنیم نے ہوا کر تماشا
دیکھا اور مردانگی کا دم بھرا سب اپنے اپنے ہتھیار کھول کے بجوان مرد ان فیبیولا کی متابعت قبول کرلی اور لشکر پریشیا
زین فتح وظفر کے شادیانے بجنے لگے بعد سر ہو جانے اس مہم کے فیبیولا چاہتا تھا کہ صرف پانچ سو سوار آزمودہ کار بدرقہ
حفاظت میگرین کے شہر نوجم میں چھوڑ کے آپ آگے بڑھ جائے مگر کیتیلس سالار فوج امان یافتہ نے اس تجویز کو پسند نہ کیا
اور کہا یہاں سے قریب شمال کی جانب دریائے آیسل کے کنارے ڈریونیز کے نزدیک دس ہزار سپاہ غنیم کی راستے میں گرانی
سرحد پر روشیا کی پڑی ہوئی ہے اگر وہ اس لڑائی کی خبر پاکر شہر نوجم پر حملہ کر بیٹھے تو ان پانچسو سوار کا اوسکے مقابلہ
میں بعینہ ویسا ہی حال ہوگا جیسا ہمارا اور تمہارا مسلمانگرد کیا اور میگرین پر رفت میں دشمن کے ہاتھ لگ جانیکا ڈر ہے
بہتر یہ ہے میگرین کو آگ لگوا دیجئے اور اپنے آدمیوں کو جہاں چلنا منظور ہو اپنے ساتھ لے چلئے یہ سنکر فیبیولا نے نہایت
پسند کی اور اوسیوقت ایک خلعت بیش بہا شاہزادہ فاتح بل کیطرف سے کیتیلس کو عنایت فرمایا اور میگرین میں آگ
لگوا دی نڑادی کہتا ہے یہ معرکہ چھبیسویں نومبر روز سہ شنبہ کو وقوع میں آیا اور ۲۷ رنومبر کو فیبیولا تمام کامون سے
فراغت حاصل کرکے آلیسٹرڈم کیطرف کوچ کر گیا اوسی روز راستہ میں کسی مخبر نے خبر دی کہ حاکم ہولینڈ بیس ہزار

فوج جرار لئے ہوئے بذات خود واسطے انتظام اس مہم کے چلا آتا ہے یقین ہے آج شام یون شام پیش خیمہ اتر پیٹ سے
کچھ آگے بڑھ آوے یہہ خبر سنتے ہی فینیولا برابر یلغار چلا گیا اور قریب آدھی رات کے عین موقع پر پہونچکر اپنی تمام فوج
کے بارہ ٹکڑے کرڈالے جنمین سے کچھ ایکر سفورٹ کی جہازیون مین چھپا دئے اور کچھ اتر پیٹ کے کھیتون مین جب
تیسک دوپہر ہوئی اور سارا لشکر پڑاؤ پر ہو چکے کہ کھول چکا تو فینیولا نے موقع و محل دیکھکر صرف ایک ہزار سوار
لشکر غنیم پر چھاپا مارا ہر چند دشمن اس آفت آسمانی سے بالکل بے خبر تھا اور فوج تھکی ہوئی گاپسب یا کثرت سپاہ کے کچھ
سراسیمگی نہ پیدا ہوئی فقط ہزار پانسو آدمی کے ضایع ہوتے ہوتے سنبھلے سب دریس ہوگئے اور سواران پرشیا کو روس
دیکھ نیمہ گاہ سے میدان کیطرف نکال لے گئے ہنوز رکنے یا میدان باندھنے کی نوبت نہ ہونے پائی تھی کہ موافق تجویز
فینیولا کے دفعتاً ایک ہزار سوار نے پشت غنیم کو جا مارا جسکے باعث افسران فوج ہولینڈ نے نصف پہیلی صفون کا
رخ باآن فیس کی بولی دیکر پیٹھ کیطرف پھروا دیا اور جیکو دیا اسلو اسٹیٹ سے آہستہ آہستہ آگے بڑھکر سواران
حریف کو جانتک ممکن ہو منتشر کردو کیونکہ انکے اکٹھا رہنے مین اول تو حملہ کا خون ہے دوم ہمارا قابو نہین چل سکتا
چنانچہ سپاہ ہولینڈ نے آہستہ آہستہ آگے بڑھنا شروع کیا اور سواران پرشیا کا بسبب قلت کے درجہ بدرجہ
قدم پیچھے پڑنے لگا فینیولا نے جو یہہ حال دیکھا دو ہزار سوار اور دائین بائین سے گرا کر لشکر غنیم کو بیچ مین لے لیا
اور کہا جو کوئی میدان جنگ سے قدم پیچھے ہٹائیگا ارسکا زن و بچہ تک انشاءاللہ تعالےٰ زندہ نہ چھوڑینگے
گا یہہ وقت جان نثار کرنے کا ہے یا دشمن کی گیدڑ بھبکیون سے ڈرنے کا یہہ کلمہ سنتے ہی سب سپاہ اپنی اپنی جگہ
ٹھٹک گئے اور غنیم کو بھی ان سوارون کا حملہ روکنیکے واسطے مجبور ساری اگلی اور پچھلی صفون کے اون سپاہیکو
جو چپہ و راست کھڑے تھے باآن کوار ٹرنیس کروا کے ہالٹ کا حکم دیدینا پڑا اب البتہ لڑائی تھم گئی اور ہولینڈ
والونکا وہ زور و شور جو شروع مین تھا جاتا رہا کیونکہ اونمین اسطرح متواتر مدد پہونچنے کی امید نہ تھی اور نہ
یہہ بھروسا تھا کہ آہستہ آہستہ حریف کو بھگا لینگے غرض لڑائی کا رنگ بدل گیا اور ہولینڈی باوجود
کثرت کے مقابلہ سے دل چرانے اور آپ دم شمشیر سے آنکھین چوکانے لگے اوسی حالت مین بموجب حکم فینیولا کے
چار ہزار سوار گوشہ صحرا سے نکلکر بلائے بیدریغ کیطرح لشکر غنیم پر ٹوٹ پڑے اگرچہ اس حملے کو بھی کولون والے
سپاہیون نے ابوٹ باآن کوار ٹرنیس ہونیکے بعد پشت پہلو قلعہ باندھکر روک تو لیا مگر ہاتھ پاؤن ڈھیلے پڑگئے

اور سب کے سب بدحواس جنگل کی طرف دیکھ دیکھکر کہنے لگے خدا جانے یہ فوج دریا کی سی موج کدہر سے اوبلتی چلی آتی ہے اگر یہی ڈیوڑھی لگی رہی تو شام تک یقین ہے ملک ہولینڈ مین کہین تل رکھنے کو بھی جگہ باقی نرہی اتنے ہی مین کیپٹن نے چار ہزار یا تیا ندہ سوارون کے آٹھ ٹکڑے کرکے آٹھ طرف سے حملہ کیا بس ان سوارون کی گرد کا نظر آنا تھا اور ہولینڈ والون کے پاؤن کا اوٹھ جانا تمام لشکر مین ایک کھلبلی سی پڑگئی اور سارے سپاہی بھاگنے کی فکر مین ادہر ادہر راستہ ڈہونڈہنے لگے خصوصاً ورنا حاکم ہولینڈ (جو ابھی کسی قدر انداز کا تیر مین چشم راست پر کہا کرآنکھ کو ریتھا تھا) خدا سے چاہتا تھا کسی طرح جان بچے اور یہہ سارا ملک و مال اپنی ایسی تیسی مین پڑے غرض فینیولا نے حریف کے حرکات وسکنات سے اوسکا عندیہ دریافت کرکے فوراً جنوب کی طرف جدہر بلجیم تھا راستہ دیدیا اور ساری فوج دم بھر مین ہتری ہوگئی کہتے ہین اوسی شب کو زخم کاری کے باعث ورنا نے جہان فانی سے کوچ کیا اور لشکر یقیۃ السیف اوسکی لاش کو لیکر برسیلز دارالسلطنت ملک بلجیم کو روانہ ہوگیا مگر آگے آگے یہہ خبر پہنچی اوسکے تعاقب مین فینیولا وزیر اعظم

اب بلجیم کا حال سنیے کہ وہان کیا معاملہ گذرا

لکھا ہے کہ شاہزادہ فاریرل نے بعد عبور کرنے دریاے ٹائین کے کولون مین پہونچکر تمام افسران فوجی کو جمع کیا اور فرمایا مجھے سنا ہے اور شاہ بلجیم نے سرحد ایلیان کے خون سے احتیاطاً اپنی سپاہ شہر ویٹ سام کی چھاؤنی مین جو ملک کے گوشہ جنوب و مشرق مین واقع ہے مقرر کر رکھی ہے اگر اسی طرف سے ہم برسیلز پر حملہ کرین تو رفیق لشکر ایک شخص کا مژدہ بھی فوج غنیم کو جکہلتے جائین تو کیسا ہے تھوڑی دیر تامل کرکے عرض کیا بیشک اس صورت مین بہت کچھ سپاہ غنیم کی ضایع و برباد ہوجائیگی حضور کی رے نہایت درست و صحیح ہے لیکن غلامون نے بجاے خود موسک کیطرف سے حملہ کرنا تجویز کر رکھا تھا جو بلجیم کے گوشہ شمال و مشرق مین واقع ہے کیونکہ قبل پہونچنے برسیلز کے دیدہ و دانستہ غنیم کو چھیڑنا اور دبی ہوئی آگ کو اوکیدنا مناسب نہین معلوم ہوتا اور یقین ہے فاردک فینیولا نے بھی ڈیوزیٹر کی چھاؤنی بچاکے ہولینڈ کے جنوبی حصے سے سرحد غنیم مین قدم رکھا ہوگا اس صورت مین اگر خدانخواستہ لشکر ظفر پیکر کو ہولینڈ سے بھیجا گیا ہے یا بالفعل بلجیم کو جاتا ہے کسی قسم کی ضرورت پڑے تو پاس کے پاس طرفین کو ایک دوسرے سے مدد بھی پہونچ سکتی ہے یہہ سنکر شاہزادہ فاریرل نے فرمایا فی الواقع تم لوگون کی تجویز بہت ٹھیک ہے خواہ مخواہ فتنہ خوابیدہ کو بیدار کرنا اور بندگان خدا کے خون ناحق سے ہاتھہ بھرنا کچھہ ضرور نہین موسک ہی کیطرف

ہو کر نکل چلو چنانچہ اوسیونت وہان سے کوچ کر کے دوسرے روز کہ چوبیسویں نومبر کی تھی توسک کے میدان مین خیمے لگائے گئے یہان قضا عندالله جرنیل کلاوس سپاہ ویٹ سام کا افسر دریاے مینوس کے کنارے شکار کھیلتا پھرتا تھا اور جین توسک کے پھاٹک پر ضروری بچ کے دو چار آدمیون سے فوکش تھا اسنے جو دفعتاً سنا پر وشیاے بے انتہا فوج چلی آتی ہے فوراً یہ تبدیل لباس خیمہ گاہ غنیم مین جا داخل ہوا اور کسی حکمت عملی سے سارا منشا دلی فاتر ہل کا دریافت کر کے اور فوج کی کثرت دیکھ کے اپنے دلون کہنے لگا ویٹ سام کی چھاونی یہان سے قریب ستر اسی میل کے ہے اگر مین وہان جاؤن اور فوج کو مقابلے کے واسطے لاؤن تو کم سے کم آٹھ دس روز کا عرصہ چاہیے اور غنیم کے ارادہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے دو دن نہین تو چار دن مین خاص دارالسلطنت تک پہونچ جائیگا اس سے بہتر یہہ ہے صرف ایک آدمی واسطے اطلاع دہی کے ویٹ سام کیطرف روانہ کر کے آپ بسمباتھ تعجیل بروسیا چلا چلون اور بادشاہ کی خدمت مین تمام وکمال حال گذارش کر کے حملۂ غنیم کے روکنے کی کوئی تجویز نکالون یہہ سوچ کر اوسیونت بروسیا کی جانب چل نکلا اور دوسرے روز پہر رات گئے کے قریب منزل مقصود پر پہونچکر جو کچھ دیکھا یا سنا تھا صاف صاف بیان کر دیا وہ وقت بادشاہ سلامت کے عین مزے کا تھا تمام مصاحبین حاضر تھے اور دور شراب ناب چل رہا تھا سارا قصہ سنکر فرمایا بیٹھے تمکو اسواسطے جرنیلی کا عہدہ نہین دیا ہے کہ فوج کو مشرق مین چھوڑ کر آپ مغرب مین شکار کھیلتے پھرو آج سے تم اپنے تئین اس عہدے سے معزول سمجھو اور آئندہ جو بدہی کی فکر کرو کلاوس یہہ سنتے ہی آگ ہو گیا اور کہا شاید حضور کو کثرت مے نوشی کے باعث یاد نہین رہا غالم کو موافق تجویز ڈاکٹر صاحب کے دو مہینے کی رخصت عنایت ہو چکی ہے اور واسطے تبدیل آب و ہوا کے توسک کے قرب جوار مین دریاے مینوس کے کنارے رہنے کا حکم ہوا ہے چنانچہ ابھی ایک مہینا میری رخصت مین باقی ہے یہہ صرف نمک حلالی کا باعث ہے کہ باوجود علالت طبع اور ایام رخصت ایک دم سے غنیم کا منشا دلی آپ پر ظاہر کر دیا گیا ورنہ مصرع مارا چہ ازین قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت جس کچھ تو نشے کے نشہ مین اندھا ہو رہا تھا اس سخت کلامی نے اور بھی ہوش و حواس زایل کر دئے فوراً کلاوس کو پابجولان کر کے حیلفانہ بھجوا دیا اور آپ بدستور اسی طرح صبح تک جام و صراحی کے شور و قلقل کا افسانۂ دل پسند سنتا رہا جب صبح ہوئی اور خاص و عام مین کلاوس کے مقید بھجانے کا چرچا پھیلا تو فوج کے تمام افسران جلیل القدر نے متفق ہو کر بادشاہ سے اوسکی سفارش کی

اور کہا یہہ وقت مالیف قلوب کا ہے نہ ایسی سزا نامرغوب کا **قطعہ** چو قدرت دادت ایزد برگنہگار | بعفوش بندگان را بندہ گردد
کہ مجرم کشتہ افعال خویش است | چو بوے عفو یابد زندہ گردد | مگر وہ حضرت کب کسی کی پند نصیحت خاطر میں لاتے
تھے فرمایا تم لوگ گلگلوس کی سفارش نہیں کرتے ہمکو دھمکاتے ہو کہ اگر ایسے وقت میں ہماری عرض منظور نکرو گے تو
ہم جرمانہ کے مقابلے سے پہلوتہی کر جائینگے سو خیر ہے یہ مایہ دولت کچھ تم لوگون کے بہروسے سلطنت نہیں کرتے
تم نہیں تمہارے بھائی اور بھتیرے ہو جائینگے **فرد** | سنت سنہ کہ عدت سلطان ہمیکنی | سنت شناس ورنہ کجا بندگی کنی
یہہ سنکر سب مجمع باہر دربار سے اوٹھ آئے اور باہر نکل کر آپس میں کہنے لگے ایسے ناقدر آدمی کی ملازمت کرنا
عقل کے خلاف ہے جو آقا اپنے غلام کو نظر حقارت سے دیکھے اور یہہ سمجھے کہ اسکا ہونا نہونا ہماری خدمت میں یکساں
ہے اوس سے سوائے حضرت کے کسیطرح بہبودی کی امید نہیں ہوسکتی ہماری دانست میں اسکی نوکری سے بھیک
مانگ کھانا اچھا اور ایسے وطن سے غریب الوطنی ہزار مرتبہ اولےٰ یہہ کہکر اوسیوقت اس شعر کا مضمون اپنی زبان
میں ادا کرتے ہوئے کسیطرف کو چلدیئے **بیت** | چنین کہ بست دلت راز غصہ سوزان | ہزار بار بہ از بودن استخوان بودن
ہرچند سرجان جیمس کو اونکے حملے کے گھنٹہ دو گھنٹہ ہی بعد اطلاع ہوگئی کہ تمام افسران فوج گھبڑکر جزیرہ سیلان سے کوچ
کر گئے لیکن اوسنے مطلق اونکی دلجوئی کرنے میں کوشش نہ کی اور نہ کسی فسر ہی کو جھوٹھ موٹھ سمجھانے کے واسطے بھیجا
بلکہ طرہ یہہ کیا کہ اوسیوقت اپنے رفقا کو وہ تمام عہدے تقسیم کرکے شست ہو بیٹھا غرض اوہر تو یہہ عمل و نصب
ہو رہا تھا اور اودہر شاہزادہ فایرپل نے ۵ نومبر کو سکندرہ سے کوچ کرکے ہیرن تہلیز میں مقام کیا اور دوسرے
روز اسکے خاص شہر آیٹروپ کو جا دبایا اب متواتر خبریں غنیم کے ہو پہنچنے کی سنکر بادشاہ جیمس کی آنکھیں کھلیں اور
بجبور ۲۶ نومبر کو آدھی رات سے پیشتر تمام سپاہ دارالسلطنت کی سمیٹ سمٹا آیٹروپ کی طرف کوچ کر آیا پر
لیکن جیسا بادشاہ خود مدبر و منتظم تھا اوسکے اہالیان دولت عقل و تمیز رکھتے تھے وہ تو ظاہر ہی ہے قبل ہونگی
کے یہہ معلوم ٹہرائی گئی کہ میگزین کے لد وانے میں اور کرایہنیون کے ساتھ چلنے میں عرصہ بہت ہوگا ایسا نہ ہیگا کہ
بڑھ آوے مناسب یون ہے ایک ہزار جوان واسطے اس انتظام کے پیچھے چھوڑ کر ہم پیشتر روانہ ہو جائیں اور میگزین
کے ہو پہنچنے ہو پہنچنے مورچہ بندی وغیرہ کا بخوبی بندوبست کر لیں چنانچہ وقت معلومہ پر بغیر میگزین ساتھ لئے سب
کے سب خالی ہاتھ بلا تہ بلاتے بر وسیلز سے غنیم کے روکنے کو نکل کھڑے ہوئے جب قریب دس بارہ میل کے پہونچے تو کسی

راہ گیر کی زبانی معلوم ہوا آج پرتگشیا والون کا اینٹروپ مین مقام کرنے کا ارادہ ہے کل اسطرف کوچ کرینگے
یہ سنتے ہی جیمس نے حکم دیا صد رسوار مابدولت کے ہمراہ رکاب مین رہ سب آج شامون شام جہانتک ممکن
ہو ملتا رہے جائین تاکہ غنیم کو لشکر فیروزی اثر کے پہونچ جانے کی خبر ہو جائے اور ہم بھی جمعہ جلد ہو سکا متفق
اپنے تئین پہونچاتے ہین غرض سوارونکو آگے روانہ کرکے دیدہ و دانستہ نصف زور اپنی فوج کا گھٹا دیا اور
لیجانے والے یعنی نے رسالہ دار بہادر جو اہی مصاحبین خاص مین سے بھرتی کئے گئے تھے ایسے پیوقوف کہ اونہونے
اوسی روز برابر اینٹروپ پہونچنے کا مصمم اپنے دل مین ارادہ کر لیا قضا عند اللہ یہ خبر بجنسہ فاتیرل نے بھی
قریب دوپہر کے اپنے کسی مخبر کی زبانی سن پائی اور اوسیوقت اینٹروپ کوچ کرکے پہر بھر دن رہے لاکر کے
میدان مین لشکر غنیم کو آن لیا اب کیا ہوش و حواس باختہ ہوئے اور حریف کی صورت دیکھتے ہی ہاتھ پاؤن
پھول گئے کیونکہ اول تو یہ اچانک سے پہر مین داخل ہو پڑنے کا اتفاق ہوا تا دوم سارے دن کے تھکے ہوئے
بھوکے پیاسے نہ ہاتھون مین طاقت نہ پاؤن مین قوت لڑتے کیا خاک اور مقابلہ کیا پر کرتے مجبور اوسی جگہ کھڑے
ہو کر حیرت زدہ افسرون کا مونہہ گھورنے لگے وہ بیچارے اون سے زیادہ ناتجربہ کار تھے حکم دیا سوانت اوسی
دستور کے جیسا کہ ہمیشہ پریڈ پر کرتے رہتے ہو تلوارین گسیٹ گسیٹ کر گھوڑے کو دانا شروع کرو شاید حریف کچھ
خوف کھاکے پیچھے کو لوٹ جائے یہ سنتے ہی سبنے اپنی اپنی تلوارین میان سے نکال سارا زور قواعد پر ڈال دیا
یعنی آپس ہی مین جرنیلی ہونے لگی فاتیرل کو جو دور سے تلوارین چمکتی اور گرد اوٹھتی نظر آئی سمجھا غنیم نے ہمکو
گھیر لیا ہے حکم دیا دہنے سے تیرون کا مینھہ برسانا اور رسیلان خون سے جنگ گاہ کو گرد باد شروع کر دیا یہ سنتے ہی پرتگشیا والون
پر گویا دوسری بلا نازل ہوئی کیا معنی تلوار کا مقابلہ پڑ جانا شاید وہ بھی کچھ حوصلہ کرتے لیکن اب تو یہ تیرون کا مینھہ
مین نہین ترکش سارے خالی تیرون کا جواب دین تو کہان سے دین ناچار آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے کا لگا لگا
مگر پرتگشیا والون کو کون روکنا تھا وہ اسیطرح دوڑاتے ہوئے دم بھر مین چھاتی پر آن چڑھے اور قریب پہونچکر
ایک ایک تیر مین برابر آٹھ آٹھ دس دس کو پرونے لگے جب یہ نوبت پہونچی تو افسران فوج نیجیم نے کمال دانائی
سے سارے سوارون کو اتار کر گھوڑون کے پیچھے چھپا دیا اور کہا پرتگشیا والون کے ترکش خالی ہو جائینگے
بعد انشاء اللہ تعالے اگر زندگی ہے تو ہم پیادہ پا بھی اپنا عوض ان سے نکال لینگے کیا قواعد مین پیادہ

سواروں سے مقابلہ کرتے نہیں دیکھا بس اور ہر سوار دس کا گھوڑوں سے اونچا تھا اور اور دہر فایرہل کا
بلاے بے درمان کی طرح ٹوٹ کر سارے لشکر کا تہ و بالا کر دیتا تب کہیں زین تک پہونچنے کی مہلت ملی نہ کوئی تلوار
میان سے نکال سکا آتے ہی وہ آب دم شمشیر کی طغیانی دکھائی کہ نصف سے زیادہ لشکر غنیم کا دریاے خون
مین غرق ہو گیا یعنی کچھ زخمی ہوئے کچھ مارے گئے باقی جو بچے وہ سیدھے بروسیلز کیطرف نو کدم ہولئے اور
فایرہل نے بہ سبب اسکے کہ آفتاب غروب ہو چکا تھا اور دن کا بھاگا پکڑنا مناسب نہ سمجھا اور سیدھے خیمے لگائے جانے کا
حکم دیدیا دوسرے دن علی الصباح کسی مخبر نے خبر دی کل تمام کو تمیس بھی میلائنز تک آ لیا ہے اور آج آگے بڑھنے
کا بھی قصد رکھتا تھا مگر سواران بقیۃ السیف کے پہونچ جانے سے وہ ارادہ فسخ کر دیا بلکہ تمام فوج کو شہر
مین داخل ہو جانیکا حکم دیدیا ہے یہ سنتے ہی فایرہل نے افسران لشکر سے فرمایا میلائنز جہان سے قریب سات
میل کے ہے جسقدر جلد ممکن ہو سکے اپنے تئین وہان پہونچا کر غنیم کو فرصت نہ دینا سے بیشتر سنبھال لو وقت
لڑائی طول کھینچ جائیگی اور حریف پر مشکل سے اپنا قابو چل سکیگا وہان کیہ یہی زبان کے ہلاتے ہی سارا لشکر تیار
ہو گیا اور باگوں کے اوٹھاتے ہی میلائنز سامنے نظر آنے لگا لیکن جیسے مع لشکر کے رات ہی کو شہر مین داخل ہو کر
دروازے بند کروا چکا تھا اب البتہ فایرہل کو ایک گونہ تردد لاحق ہو گیا اور سواے اسکے کوئی تدبیر نہ سوجھی کہ
شہر کا محاصرہ کر کے چاروں طرف لشکر کا پڑاؤ ڈلوا دیا کیونکہ دفعتاً حملہ کرنا اس لحاظ سے مناسب نہین سمجھا گیا کہ مبادا
غنیم نے اسین کوئی فریب کیا ہو اور شہر پر حملہ کرنے سے یا بروسیلز کیطرف کوچ کر جانے سے کسی قسم کی مضرت ہمارے واسطے
متصور ہو حالانکہ حریف کے دم و دمان مین بھی یہہ بات نہ تھی وہ تو صرف اپنے میگزین کا انتظار کرتے تھے اور شہر
کو بجاے خود ایک جگہ امن کی سمجھے ہوئے تھے لیکن بعد معسور ہو جانیکے میگزین ہو نہ پہنچا کیونکہ اور اتنی فوج کیواسطے
شہر مین کھانے کو کہاں سے آتا مجبور جب تین روز تک میگزین نا ہو پہنچا اور غلہ کی قلت سے ایک روز صاف فاقہ سے
گذر گیا تو تمیس نے مسٹر تولش اپنے ایک مصاحب کی معرفت فایرہل کو کہلا بھیجا ہم بسبب عجلت کے اپنا میگزین پیچھے
چھوڑ آئے ہین اور دفتار سد وغیرہ کا بھی بند وبست کچھ نہین کر سکے اگر آپ براہ مہربانی ہماری ایکہفتہ کے
کل جانے کو راستہ دیدین تو بروسیلز سے میگزین بھی آجائے اور رسد کا بھی بند وبست کر لیا جائے فایرہل یہہ
سنکر بہت ہنسا اور کہا اپنے بادشاہ کو ہمارا سلام بولو اور کہو ہمارا آپکا معاملہ جدا جدا نہین اگر بادشاہ آپس مین

ایک دوسرے سے اسقدر تکلف کیا کرین تو تمام کاروبار سلطنت کے معطل ہو جائین آپ میگزین کی کچہ پروا نکرین بے تکلف شہر سے باہر نکل آئین ہم اسیوقت اپنے دو ہزار سوار بیجکر پرسیلا سے میگزین منگائے دیتے ہین اور جب تک آپکا میگزین نہ آئے جسقدر جوشے درکار ہوگی ہم آپکو پہونچاتے رہین گے یہہ کہکر ایک افسر کو حکم دیا ہی دو ہزار سوار واسطے خبر گیری میگزین کے روانہ کئے جائین اور ایک دن کے خرچ کے موافق رسد بہی دیدیا بادشاہ کی خدمت مین خاص نیلا کنز کے اندر پہونچا دی جائے یہہ سنتے ہی مسٹر فولش نے تو خوشی خوشی رخصت ہو کر جیمس گواس مژدہ سے مطلع کیا اور فایرہل نے ہر ایک کرانچی پر دو دو جوان آزمودہ کار متعین کر کے تمام شہر کے دروازے پر رسد پہنچنی شروع کر دی جیمس تو عقل کے پورے تہے ہی فرمایا ہان پیچہے بادشاہ کو بادشاہ کا خیال نہو تو کسے ہو بلا تکلف دروازے کہولکر رسد اندر لیلو اور افسران فوج کو حکم سنا دو آج شام تک حریف کے مقابلہ کا بندوبست کر کہین جوشے درکار ہو گا [illegible] دیجاوینگی غرض دروازے کہولدئے گئے اور لشکر بتلیم باہر نکل نکلکر ایک میدان مین جمع ہونے لگا جب تمام دلاور سلاح باہر نکل آیا اور ساری کرانچیان رسد کی شہر کے اندر پہونچ کے گودام مین جمع ہولین تو اودہر تو اون جوانون نے جو کرانچیون کے ہمراہ بہیجے گئے تہے موافق حکم اپنے افسرون کے شہر کے دروازے اندر سے بند کر لیے اور ادہر فایرین نے لشکر غنیم پر حملہ کرنے کا حکم دیدیا اگرچہ بتلیم کے لوگ بالکل اناڑی تہے اور افسر بڑے الّو کے پٹے مگر بہر سپاہی کہلاتے تہے اور ایسے وقت مین تو تمام مرد بہی اکثر مرد ہو جاتے ہین جب غنیم سر ہی پر آن پہونچا اور کوئی جگہہ پناہ کی نظر نہ آئی تو لاچار جان دینے اور دلانے پر مستعد ہو گئے یعنی ظفر سے تلوارین کھنچ گئین اور دیکہتے ہی دیکہتے چاردن طرف کیچا کیچ ہونے لگی

مثنوی

دو لشکر بہ یکدیگر آویختند	تو گفتی بہم اندر آمیختند	ہمیگرد بر رعد غران فسوس	غریوید ن مرد و غرنده کوس
ز آسیب شیران پولاد جنگ	دریده دل شیر و چرم پلنگ	ز نعم ستوران دران پہن دشت	زمین شش شد و آسمان گشت
فتور فتد بر رفت روز نبرد	باہای یم خون و برہاه گرد	فتصدعت اسیطرح دو گہڑی رات گئے تک برابر لڑائی	

ہوتی رہی اور تمام میدان کارزار لاشون ہی لاشون سے پٹ گیا آخر کار طرفین سے بوق بازگشتی بجوا دیا گیا اور دونون لشکرون نے اپنی اپنی جگہہ آرام کیا قضا عند اللہ اوسی شب کو کسی نے جیمس سے ہولینڈ کے فتح ہو جانے کا ذکر کر دیا اور کہا پرتگالیا کی فوج مورو ملاح سے زیادہ لڑنے بڑنے پر آمادہ ایمسٹرڈم سے لیکے انٹورپ تک

برابر جلی آتی ہے اگر خدانخواستہ اس سے مقابلہ آن پڑا تو ایک شخص بھی نام کو زندہ باقی نہیں رہیگا یہ سنتے ہی تلاشیہ جمیس تمام اپنے معاہدوں کو ہمراہ لے سیدہا بروسیلز کی طرف روانہ ہوگیا حالانکہ ڈھنگ اوسکی اڑانی کا اچھا پڑا گیا تھا اور وہ فوج جسپر تو وشیا کا گمان تھا ہولینڈ کی بھاگی ہوئی سپاہ تھی اگر جمیس اس خبر کو بخوبی تحقیق کر لیتا اور اوسکی تسکین کے واسطے کسی نسر کو بھیجدیتا تو بھاگنا تو بھاگنا فاریرل کو بیچ میں دبا کر مار لینا کچھ مشکل کام نہ تھا مگر اوسکے تو سنتے ہی ایسے اوسان خطا ہوئے کہ بروسیلز تک کہیں بیچ میں سانس لینے کو بھی قدم نہ ٹھہرایا ایسا گیا جیسے گدھے کے سر سے سینگ جاتے ہیں اور سچ ہی ہے اوس بیچارے نے شراب و کباب اور ناچ رنگ کو سلطنت نمظو کی تھی یا میدان میں کھڑے ہوکر سر کٹانے کو جو ہاتھ جام و صراحی سے ایک بار آشنا ہو چکے ہوں وہ کیونکر دفعتاً تیغ و سپر کی طرف رجوع کر سکتے ہیں یہ کہاوت و بہر مورے مشہور ہے اور اکثر عمل جلی مسطور شنوی

گس سا بہر طاؤسے نزد دلم	لیمخ سا فر غقاسے نادونم	زسر کہ آرزوے می نشا ملم

لیکن افسوس باوجود اس دہشت و وحشت کے بروسیلز میں بھی ... وامن نہ ملا جاتے ہی گرفتار ہوگیا کیونکہ وہ تیغ سام کی فوج (جسکو جرنیل گلاوس مقام موسک سے دارالسلطنت میں داخل ہونیکا حکم دے آیا تھا) اوسی روز وہاں پہونچی تھی اور بلا قصور اپنے جرنیل کے قید ہوئے کا حال سنکر مختلف قسم کی تدبیریں اوسکی رہائی کی نسبت سوچ رہے تھے ناگہان اوسی موقع پر جمیس جو تن تنہا جا پہونچا سپاہ نے دیکھتے ہی قید کر لیا اور جبلخانہ توڑ تار گلاوس کی بیڑیاں کٹوا فوراً میلائنز کی جانب کوچ بول دیا اگرچہ اصل منشا اس فوج کا صرف فاریرل سے مقابلہ کرنے کا تھا لیکن میلائنز والی فوج چونکہ بادشاہ کے بھاگ جانے کے بعد رات ہی کو اپنے ہتھیار غنیم کے حوالے کر چکی تھی اسواسطے گلاوس نے مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا جاتے ہی جمیس کو فاریرل کی نذر کر دیا ہر چند فاریرل گلاوس کی اس نمک حرامی سے کچھ خوش نہیں ہوا لیکن چونکہ وہ موقع لطف مارا کا تھا نہ سزا و جزا کا اسواسطے تالیفاً گلاوس کو سرکل اون ویلنہ کا خطاب عنایت فرما کے اوسیوقت بروسیلز کی جانب واسطے انتظام ملکی کے روانہ کر دیا اور آپ سپاہ معقول لیکر فیلیو لا کے انتظار میں بدستور انٹورپ لوٹ آیا وہاں پہونچکر سنا ہولینڈ کی بھاگی ہوئی فوج صبح شام میں بلجیم کی شمالی سرحد پر پہونچا چاہتی ہے اور پیچھے پیچھے اوسکے فیلیو لا وزیر اعظم ہے یہ سنتے ہی انٹورپ سے بھی نیچے اوکمپ ادے اور دوسرے بھی دن

علی الصباح خاص برٹیڈا اور ٹل برگ کے بیچ میں سپاہ ہزمیت یافتہ کو جا دبایا اب بیچارہ نکلو کوئی جگہ فرار کی نہ تھی کیونکہ جنوب و شمال میں پرروشیا کی فوج تھی مشرق میں دریائے ڈونیل مغرب میں سمندر بہا گتے تو موج گرداب بجائے خود زنجیر فولادی کا حکم رکھتی تھی میدان معرکہ میں قدم جماتے تو آپ شمشیر سے ازسرتا پانون میں غرق ہوتے کا خوف تھا جبور ہتھیار ڈال دیئے سب ایک طرف کھڑے ہو گئے اور فوج پرروشیا میں فتح و ظفر کے شادیانے بجنے لگے المختصر وہاں سے منصور و مظفر فاریرل نے برسیلز میں مراجعت فرما کر ساتویں دسمبر ۱۸۱۴ء روز سنیچر کو تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور اوسی روز حسب تجویز لارڈ ویلنگٹن و ڈیوک آف ولنگٹن کا انتظام کنگلیس کے سپرد کر کے آپ فرانسیس کی تیاریان کرنے لگا **آگاہ ہونا کنگ زیلس والی ملک فرانس کا فاریرل کے ارادہ سے اور مشورہ کرنا اہالیان دولت کا اس مہم خاص کی نسبت** تاریخ فرنگ میں لکھا ہے کہ جب شاہزادہ فاریرل نے پرروشیا سے ہولینڈ و بلجیم کیطرف کوچ کیا ہے تو سر الارڈ ڈیوک آف ولنگٹن کے کیاس راز سے آگاہ نہیں کیا تھا کہ میں کو فتح کر جاؤں گا اور کیوں جاؤں گا اسیواسطے ہر ایک شخص کو بجائے خود یہی خیال تھا کہ شاید شاہزادہ بعد سر کرنے مہم ہولینڈ اور بلجیم کے پھر پرروشیا کو واپس چلا جائیگا لیکن جب فاریرل نے تخت بلجیم پر جلوس فرما کر تمام کاروبار ملکی اور مالی کنگلس و کنگلوس کے سپرد کر دیئے اور لارڈ ڈیوک ولنگٹن سوا آرمودہ مختلف رجمنٹوں سے چھانٹ چھانٹ کے چھاؤنی کے باہر پریڈ پر جمع کرنے لگا تو سب کے کان کھڑے ہوئے اور سمجھے کہ ابھی حوصلہ دلکا پورا نہیں ہوا شاید کمین اور کچھ ارادہ ہے خصوصاً خفیہ نویسان ملک فرانس کو (جو شہر برسلز سے لشکر پرروشیا کے ہمراہ تھے اور روزمرہ مفصل حال فاریرل کے کوچ و مقام کا تحریر کرتے رہتے تھے) حد سے زیادہ تردد پیدا ہوا اور فوراً بادشاہ زیلس کو اس امر کا پورا یقین لگا یعنی لکھا کہ فاریرل باوجود فتح کر لینے ملک ہولینڈ اور بلجیم کے بدستور فوج کی آراستگی اور پیراستگی میں مصروف ہے اور کچھ سوار جرار بوجہ حکم فیلڈ مارشال کے پیرس گیٹ کے باہر جمع ہوتے جاتے ہیں اگرچہ ہنوز کوئی تنفس یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ تیاریان کہاں کے واسطے ہو رہی ہیں لیکن ظاہر اسباب سوائے فرانسیس کے کوئی سمت سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ مغرب میں سمندر ہے (جسپر فوج کشی ہو نہیں سکتی) مشرق میں آلیمان ہے (جہاں سے یہ خود آیا ہے) شمال میں ہولینڈ ہے (جسکو ابھی یہ فتح کر چکا ہے) پھر سوائے فرانسیس کے جو جنوب کی طرف واقع ہے اور کونسا ملک رہ گیا آیندہ الغیب عند اللہ۔ یہ خبر وحشت

سنتے ہی بادشاہ کے ہوش اوڑ گئے، اور بلیکس سکرٹر اعظم سے کہنے لگا یہ ممکن ہے کہ ریونیجر خلاف اوس عہدنامہ کے ۱۵۵۹ء مین خاص اوسیکی درخواست سے منظور و مقبول ہو چکا ہے فرانسیس پر حملہ کرے اور تمام ہمارے احسانات کو بھولے اپنے صفحہ دل سے مٹا ڈالے اور بلیکس نے تھوڑی دیر تامل کرکے عرض کیا بیشک یہ امر ہے تو خلاف آئین ملک داری لیکن ریونیجر کی ذات سے کچھ بعید بھی نہین کیونکہ عرصہ دراز سے اوسکی حرکات ناشایستہ نے اسقدر شہرت پائی ہے کہ اکثر عوام اوسے ڈسیمبلر (یعنی منافق) کے خطاب سے مشہور کرلے گئے ہین بادشاہ نے فرمایا منافق کسے کہتے ہین عرض کیا جسکا دل اور زبان یکسان نہو یعنی دل مین کچھ ہو اور زبان سے کچھ کہے کیونکہ حکماے متقدمین نے تمام بنی نوع انسان کو باعتبار قول و فعل کی چار قسمون پر منقسم کیا ہے اول وہ کہ زبان سے نہین اور کرگذرین (یہ خصلت صدیقون کی ہے) دوم وہ کہ کہین اور کرین (یہ عادت جوانمردون کی ہے) سوم وہ کہ نہ کہین اور کرین (یہ شیوہ بدنفسون اور دون ہمتون کا ہے) چہارم وہ کہ کہین اور نہ کرین (یہ طریقہ منافقون کا ہے) پس تعجب نہین کہ ۱۵۵۹ء مین ریونیجر نے اپنی کسی غرض نفسانی کے باعث معاہدہ کرلیا ہو اور اب موقع پاکر اوسکے خلاف عمل کرنا چاہتا ہو بلکہ ابعد از کے عقل مین تو یون آتا ہے کہ شاہزادہ فیجرسن بھی اسی بدذات کے ہاتھ سے گرفتار ہوا ہے اور یہہ اعتبار کہ ولیعہد فرانسیس نے بادشاہ جرمن کو قتل کرکے اوسی کے ایک ملازم کو سارا مال بخشدیا محض اسواسطے مشہور کیا گیا ہے کہ اپنی طرف عہدشکنی کا الزام نہ عاید ہو ورنہ یہہ ممکن ہے کہ شاہزادہ عالیجاہ تن تنہا آلیمان کو فتح کرلے اور پھر اوسی کے کسی ملازم کو تخت و تاج سپرد کرکے ایسا غائب ہوجائے کہ کوئی اوسکا سراغ بھی نہ لگا سکے گنگ زلیس نے کہا فی الواقع قیاس تیرا بہت صحیح ہے اور اب ہم یہہ بھی کہہ سکتے ہین کہ وہ پرنیز پر جو دفعتاً شبخون مارا گیا یا لارڈ کریزی اور جرینل جیلس کا واقعہ ظہور مین آیا وہ بھی سب اسیکی شرارت تھی ہمپانیہ والے یہہ جرأت نہین رکھتے تھے کہ باوجود مغلوب ہونیکے اس قسم کی دغا کرتے اور درانستہ ہمین اپنے خون کا پیاسا بنالیتے افسوس ہمنے اس بدباطن کے تملق پر کیون خیال کیا اور اوسی زمانہ مین یعنی ۱۵۵۹ء مین کسلئے اسکا پیچ و خم نہ نکال دیا سچ ہے **قطعہ**

چنانکہ از روش عقل و شرع ممنوع است	بدی بنسبت پاکان و نیکوان کردن
بجاے دون صفتانے کہ مردم آزارند	بہیچ وجہ نکوئی نے توان کردن

بعدہ تمام ارکین سلطنت کو جو اوسوقت پیرس مین موجود تھے جمع کیا اور سارا قصہ اول سے آخر تک بیان کرکے فرمایا زیادہ تر خیال اس بات کا ہے کہ جو

شاہی یہان سے چھ سات سو میل کے فاصلہ پر پڑی ہے اور غنیم سر پر آپہونچا اگر خدانخواستہ وفعتاً اوسکے حملہ کی خبر پہونچگئی تو ہم بغیر ہاتھ پاؤن کے کیا تدبیر کرسکین گے کاش پہلے سے اس وقعا اور فریب کا حال معلوم ہوجاتا تاکہ ہم ماقبل اپنا بچاؤ کرلیتے نہ بگاڑتے یا آسمان کو اس قابل نہ چھوڑتے کہ دوبارہ سے مقابلہ کی جرأت کرسکتا لیکن مشیت ایزدی سے ایسا نہ ہوسکا

بعد از جنگ آید بر کلہ خود بایدزد بیت	من نالہ زبیگانہ ندارم کہ دلم ریش ہر غم کہ رسیدہ است ہم از خویش رسیدہ است

یہ تھا مختصر اکیفیت سلطنت کو بھی ایک قسم کا تردد پیدا ہوا اور مختلف طرح کی تدبیرین اس باب مین کرنے لگے لیکن انجام کار یہ رائے قرار پائی کہ بالفعل تھوڑی بہت فوج سے جو قریب وجوار کی چھاؤنیون مین موجود ہے صرف کا انتظام کیا جائے اور آیندہ کے واسطے برائے چند سے جم پر تیز کوشش کی کہ مضاف فوج شاہی روان ہوجائے یہ رائے نرسیمن نے بھی پسند کی اور کہا بیشک سوسے آسکے سرست کوئی اور بندوبست نہین ہوسکتا لیکن جہانتک ممکن ہوا اسکی تکمیل مین کوشش کرنا چاہئے گیونکہ اگر چارلس فرمانروائے سپانیہ کو فرانسیس کے حملہ کی خبر پہونچگئی تو ہر گز مہلت منتظر نہ رہیگا اور سرد وطرف کی لڑائی کا سمندا لا الیہ مشکل پڑجائیگا کما قیل بیت

دشمن اگرچہ فرو بود از طریق حزم	او را بزرگ دان و کم کار خویش خور

انہی یہ سہی تقریر ہورہی تھی کہ ایک پرچہ ضروری اور پہونچا جسمین لکھا تھا آج دس دسمبر کو فایر بل پینیتیس ہزار سوار کی جمعیت سے فرانسیس کی جانب کوچ کرگیا اسکے دیکھتے ہی بادشاہ نے نیز پر ہاتھ دے مارا اور کہا خدا کی قدرت ہے کہ پرنس شیا فرانسیس کا ارادہ کرے اور فرانسیس اپنی کوتاہ اندیشی کے باعث اوسکے مقابلہ سے مونہ چھپائے شعر گرفتن خورم زخجلت این غصہ در خورست و رحمان دیم زنا خوشی این عمل رواست۔ یہ کہکر اوسیوقت لارڈ ویمپر نیز دوم کے نام جو کوہ پرنیز پر متعین تھا ایک چٹھی اس مضمون کی تحریر فرمائی کہ اہل سپانیہ سے برائے چندے مہلت طلب کرکے جسقدر جلد ممکن ہو فوج معقول اس طرف کو روانہ کردے اور افسران فوج موجودہ شہر پرس کو حکم دیا کہ گردنواح کی سپاہ جمع کرکے حریف کے مقابلہ کے واسطے فوراً آگے کو بڑھ جائین لیکن اطراف وجوانب سے فوج کا اکٹھا ہوجانا کونسا آسان تھا جب تک یہان انتظام ہورہے ہی ہوسے فایر بل نے شمال کیطرف سے اوتر سپاہ سرحد کو جو اوسوقت وہان موجود تھی صفایا بنا فوراً اور کیٹلیس دونون صوبون پر اپنا قبضہ کرلیا اور اسکے دوسرے ہی روز کہ فایہ ۱۳ دسمبر کی تھی وہان سے صوبہ بسکی کی جانب کوچ بول دیا جب رفتہ رفتہ ابیتول اور ایمنیز پر تسلط کرکے شہر بیوس مین پہونچا تو کسی

مخبر کی زبانی سنا کہ فوج شاہی قریب دریاے ڈائیس کے پہونچ گئی ہے اور اوس مقام سے اوتر اچاہتی ہے یہ سنتے ہی فاریہل نے پانچ ہزار سوار دریاے ڈائیس کی جانب روانہ کرکے صرف یہ حکم دیا کہ لشکر دشمن کسیطرح اسطرف نہ اوترنے پائے اور آپ باقی تمام فوج اپنے ہمراہ لے دریاے سین کو شہر روئین کے قریب عبور کرا وسکے جنوبی کنارے کنارے دفعتاً شہر پیرس میں جا پہونچا اور اوی کنارے پر ڈیرے کوا تک یہ گمان تھا کہ فوج شاہی سپاہ غنیم کو دریاے ڈائیس سے اسطرف ہرگز عبور کرنے دیگی اور جو کسی جگہ سے اوتر بھی آئی تو آہستہ آہستہ مدت مدید میں مقابلہ کرتی ہوئی شہر پیرس تک پہونچے گی تب تک کوہ پر سے مدد آجائیگی اور مدد آتے ہی انشاء اللہ تعالے ایسی گوشمالی دیجائیگی کہ پردیشیا اور رائفان تک بھی شاید کسیکا رخ باقی نرہے اسیواسطے سامان قلعہ بندی نہین کیا گیا تھا اور سواے حکام سول یا سپاہیان پولس کے سبکو صوبہ نرمنی کیطرف روانہ کردیا تھا اب جو یکایک فاریہل کے پہونچنے کی خبر سنی ہوش و حواس باختہ ہوگئے اور مجبور بغیر مقابلہ کئے پیرس کو چھوڑ دینا پڑا یعنی بادشاہ مع اہالیان دولت بہ تبدیل لباس دار السلطنت شہر روئین کو بھاگ گیا کیونکہ دہان جی شہل پیرس کے اکثر مکانات شاہی اسقسم کے ہین کہ تھوڑے سے ہتھیارون سے قلعہ کا کام دے سکتے ہین غرض زلیس تو اس معرکے دوسرے روز روئین ہین پہونچکر خندق وغیرہ کدوانے کا بندوبست کرنے لگا اور فاریہل نے پندرہ ہزار سوار کی جمعیت سے اوس لشکر فراسیس پر جو ڈائیس کے قریب پڑا ہوا تھا آدھی رات کے قریب شبخون جا مارا

مثنوی

چو بگذشت کیپاس از نیمہ شب	بابستند مردم ز گفتار لب	شنیدند گردان ہمہ تیغ کین	عنان ہا فگندند بر پیش زین
بر فتند برسان ابر سیاہ	سوے لشکر دشمن کینہ خواہ	برآمد ز ہر سو یکے دار و گیر	درخشیدن تیغ و باران تیر
سران را سہ سر جدا شد ز تن	ہزار ان ہا کہ چنگ پہراز خون دشمن	ز بر تیغ و تشویر و گوپال گرم	ز بس رست با لون نرم
چنان آتش افروخت از ہر کنیغ	کہ گفتی ہوا گر ز بارد ز میغ	شب تار و تشویر گرد سیاہ	ستارہ نپیدا نہ تابندہ ماہ

اس شبخون مین بعضے تو کہتے ہین کہ چھ ہزار آدمی فراسیس کے مارے گئے اور اسیقدر زخمی ہوئے اور بعضے کہتے ہین مقتول و مجروح دونون ملاکر چھ ہزار شمار کئے گئے تھے لیکن اسمین شک نہین کہ صبح ہوتے ہوتے قریب نصف لشکر کے ضایع و برباد ہوگیا کیونکہ فراسیسیون کو یہ گمان تھا کہ شاید غنیم نے اوس فوج سے جو ہماری سرحد

تھی پیشقدمی نہ کرتا ہے اسواسطے بار بار دریاے ڈائیس کیطرف حملہ کرتے تھے اور مطلق کچھہ حاصل نہین ہوتا تھا جب روشنی ہوئی اور حریف کے پرے جنوب کی جانب نظر آئے تو باوجود مغلوب ہوجانے کے اس خوبصورتی سے لڑائی کا ڈھنگ ڈالا کہ تھوڑی ہی دیر بعد فاریرل کو اپنا لشکر پیچھے ہٹا لینا پڑا اب بدستور طرفین سے مورچہ بندیان ہوگئین اور روزمرہ صبح سے شام تک معرکہ کارزار گرم رہتا تھا جب اسطرح آٹھہ دس روز گذر گئے اور کچھہ نیک نتیجہ حاصل نہوا تو نیپولیانے فاریرل سے کہا میرے تحقیق سُنا ہے کہ زملین نے کچھہ نئی سپاہ بھرتی کرنے کا حکم دیا ہے اور کمیتہ در فوج کوہ پرنیز سے بھی اسطرف کو چل نکلی ہے اگر یہہ روایت صحیح ہے تو خداوند نعمت کو بنفس نفیس اس مہم پر پدھارنا مناسب نہین یہان کا بندوبست تو افسران فوج ہی کرسکتے ہین حضور انور وہ تدبیر کرین کہ حریف اپنے واسطے کسیطرف سے مدد نہ پہونچا سکے یہہ رائے فاریرل کو بھی پسند آئی اور اوسیوقت صرف پانچ ہزار سوار اوس مقام پر چھوڑکر نیپولیا کو شہر ورسیل کے محاصرہ کا حکم دیا اور آپ پندرہ ہزار سوار چار ایام کے بعد جنوبی فرانسیس کی طرف روانہ ہوگیا کہتے ہین فاریرل مختلف اسمعار پر قبضہ کرتا ہوا ہنوز قریب شہر تورس کے پہونچا تھا کہ سُنا لشکر پیرینیز ہی دریاے رہتی سے جو جنوب سے بہتا ہوا دریاے لوئیر مین جاملتا ہے عبور کرچکا یہہ سنتے ہی افسران فوج کو حکم دیا کہ دریاے انڈر کو عبور کرکے کوئی مقام معقول واسطے مورچہ بندی کے تجویز کرین (یہہ دریا بھی اگرچہ جنوب سے بہہ کر لوئیر ہی مین آملتا ہے لیکن تورس سے چار کوس قبل انڈر کے ایک اور دریا بھی پڑتا ہے جسے چیر کہتے ہین) اس دریا کے عبور کرنے مین لشکر پرتوشیا کو اسقدر مزاحمت ہوئی کہ خاص دریاے انڈر پر پہونچکر دونون فوجون کا مقابلہ ہوگیا لیکن اسطرح کہ جنوبی کنارہ پر لشکر فرانسیس تھا اور شمالی پر لشکر پرتوشیا جسکے باعث اوپر کی فوج ادھر لگی اور ادھر کی اودھر چند طرفین نے آگے بڑہنے کی تدبیرین کین مگر کوئی پیش نہ گئی اور آیندہ ہی دیکھئے کب تک پیش نہ جائے **عرضی پہونچنی ابونشاط و ابونعیم کی کوہ ارل پر شاہزادہ سبحان والا و دومان کی خدمت عالی مین اور مطلع ہونا اوس ہزبرینیتہ شجاعت کا و ہیسیم وغیرہ کی معرکہ آرائی سے** وقایع نگاران ملک فرنگستان نے لکھا ہے کہ شاہزادہ سبحان نقاب پوش تصور ولدار ہمآغوش چونکہ کنگ فریزوال ملک پرتگیز سے چلتے وقت انتظام قلعہ جات کوہ ارل کی بابت تاکید فعال تقیہ ابراہیم ترک کو پیکر اپنی ذمہ داری کرگیا تھا اسواسطے ہنوز اوسیجگہ مقیم تھا لیکن خاص قلعہ ارل مین نہین تھا بلکہ

تھوڑی دور کے فاصلہ پر کہین شکار کھیل رہا تھا اور وجہ موجہ شکار کھیلنے کی یہ ہوئی تھی کہ موافق دہان کے دستور کے ہمیشہ یکم جنوری کو بتقریب کرسمس ڈے خاص قلعہ آرک پر جہان کمنڈرن جیفے (یعنی حاکم قلعہ) رہتا تھا کنگ ٹرنیر کیطرف سے ایک دربار عام ہوا کرتا تھا جسمین تینون کمنڈر (یعنی نائب قلعہ دار) کسیقدر جلوس سے حاضر ہوکر بجاے بادشاہ کے کمنڈرن جیفے کو نذرین دیکھایا کرتے تھے شاہزادہ نے جو یہہ حال سنا رقفاے جہانگیر سے فرمایا ہم چاہتے ہین یہہ دربار اظہار دانیس روز ہٹاکر خاص عید الضحی کے دن منعقد کیا جائے تو بہتر ہے کیونکہ آئین کسیقدر اسلام کی بھی عظمت پائی جائیگی اور ہم بھی رسم نصاری کے ادا کرنے سے بچ جائینگے مصرع جہ خوش بود کہ بیا یہ بیکدگر شمرد و کار۔ یہ مشکر انہ سعید اور راجہ بن مجیندنے عرض کیا اگر حضور کو یہہ ہی منظور تو استفتا کو سلمان دربار یہ کرنے کا حکم دیکر خود بدولت شکار کے بہانے کیطرف کوچ چلین اور ایسے وقت پر تشریف لائین کہ موقع دربار کا گذر جائے لیکن خاص عید الضحی کا دن دربار کے واسطے مقرر کرنا مناسب نہین معلوم ہوتا کیونکہ یہہ اخراجات قوم نصاری کے ہیں گا اور ناخوشی ہمارے بیٹنگ اسکی پابندی کو نہ اگر اگذرے گی اگر یکم جنوری کے عوض یکم فروری کا حکم دیدیا جاے۔ کہ جو بیس یا بائیس روز کی آنجہ کو آن پڑیگی) تو ہی کچھ مضایقہ نہین اور نہ اسمین کسی شخص کو کسی قسم کا شبہ واقع ہو سکتا ہے یہہ اے شاہزادہ عالی تبار نے بھی پسند فرمائی اور بعد رخصت کرنے شتون کے شاید اکیس یا بائیس دسمبر کو مع مصاحبین خاص ایک مرغزار پر فضا مین جاکر جیسا شکار کھیلنے لگا غرض ہنوز واپس ہوئے نکی نوبت نہین آئی تھی کہ ابو نسناط اور ابو نعیم کی عرضی پہونچی اور وہ عرضی خاص شکار ہی کے موقع مین شاہزادہ بلند اقبال کی نظر فیض اثر سے گذرانی گئی جسکا خلاصہ یہہ ہے۔

جناب عالی حضور کے تشریف لیجانے کے بعد فاریر ہل ولیہہ ملک الیمان (جو ایک باتہ کٹ جانے کے باعث عوام مین ہینڈلیس کے نام سے مشہور ہوتا جاتا ہے) یکایک ملک پرتگالیہ مین خروج کرکے چوبیس ہزار سوار جرار کی جمعیت سے ۱۷ نومبر کو ہولینڈ اور زیلیم پر حملہ آور ہوا اور محض حاکم وقت کی غفلت کے باعث وہ دونون قطعہ اپنے قبضہ مین لاکے دس دسمبر کو فراہیس کی جانب اوتر گیا چونکہ فراہیس ایک عرصۂ بعید سے خالی ہی پڑا ہوا تھا اکثر شمالی حصے اور کے بھی مع دار السلطنت فاریر ہل کے باتہ لگ گئے بلکہ کنگ زلیس والی ملک فراہیس بھی (جو شاہزادہ فیجرس کی تلاش مین پندرہ سولہ نومبر کو کوہ پیرنیز سے دار السلطنت پیرس مین چلا آیا تھا) فلانی فلانی وجہ سے شہر وسیل

مین محصور ہو گیا اب سنا ہے فایر ہل اپنے وزیر فینیلو لا کو اسطرف چھوڑ کر آپ جنوبی فرانسیس کی جانب کوچ کرنا چاہتا ہے کیونکہ بادشاہ فرانسیس نے مہم سپانیہ کو ملتوی کر کے کسیقدر فوج واسطے گوشمالی پرتوشیا کے کہ پرنیز سے طلب فرمائی ہے اور اہل سپانیہ التوائے جنگ پر اسواسطے راضی ہو گئے کہ فرانسیسیون نے بندرگاہ بے یونی سے ملیق بسکی کی سمت بارہ جہاز جنگی روانہ کر کے تمام پرنگیز پر اپنا قبضہ کر لیا جسکے سبب لنگ ولیلبورن اپنی فوج اوسطرف کو لیجانا چاہتا ہے اور چارلس تنہا فرانسیسیون سے مقابلہ کرنا مناسب نہین سمجھتا علاوہ ازین بادشاہ کیتولس والی ملک آسطوریا خاص الیمان پر حملہ کرنیکا ارادہ کر رہا ہے بلکہ دریاے الجیر پر کرنیکے کے ترتیب لام بندینے کا حکم بھی دے چکا ہے کیونکہ نیپلز نے برلن سے چلتے وقت لارڈم اور رائڈ ورڈ کو پولینڈ و آسطوریا روانہ کر کے کسیقدر امداد کی درخواست کی تھی جسمین سے بادشاہ پولینڈ نے تو انکار کر دیا لیکن بوہیمیا اس شرط پر مدد دینے کا وعدہ کر بیٹھا ہے کہ جسقدر ملک ہماری دستگیری سے فتح ہو گا نصف اوسمین سے ہم تقسیم کر لینگے چنانچہ لارڈم بھی اس شرط کو منظور کر چکا ہے اور صبح شام مین یہ فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا چاہتا ہے اس عرضی کے پہونچتے ہی سب کے ہوش وحواس باختہ ہو گئے اور ہر ایک اپنے ہی قصد غم والم کیطرف رجوع کرنے لگا یعنی ابوسعید کو تو یہ تشویش پیدا ہوئی کہ ابونشاط و ابونعیم دونون ناتجربہ کار اور معاملات جنگ وجہاں سے محض ناواقف ہین اگر خدانخواستہ کیتولس ملک الیمان پر حملہ کر بیٹھا تو بجز اسکے کہ دونون جان وین یا حریف کے مقابلہ سے پہلوتہی کر جائین جو جان دینے سے بھی بدتر ہے اور کیا بن پڑیگا اور شاہزادہ نیچرسن کو یہ خیال آیا کہ جب والد بزرگوار فایر ہل کے ہاتھ محصور ہی ہو چکے ہین تو پھر ملک کے بچنے کا اور جان کے سلامت رہنیکا کیا ٹھکانا یا اس عرضی کی تحریر کے بعد گرفتار ہو گئے یا اب ہو جائینگے اور ماجد بن مجید کے کلیجہ مین یہ کانٹا کھٹکا کہ جس حالت مین پرنگیز فرانسیسیون نے خالی کر الیا تو خورشید لقا کہان رہی اب یا غم ہجر مین جان دیجیے یا تمناے وصال مین تا دم مرگ ایڑیان رگڑتے رہیے غرض جو تھا اپنا ہی رونا روتا تھا اور شاہزادہ سبحان ششدر و حیران خاموش بیٹھا ہوا ہر ایک کا مونہہ گھورتا تھا ہر چند چاہتا تھا کسیطرح انکی تشفی کرون اور اس رنج لاطائل سے باز رکھون مگر کوئی تدبیر سمجھ مین نہ آتی تھی آخرش مجبور سبکو اپنے ہمراہ لے شکار کے واسطے سوار ہو گیا اور دو روز برابر جنگل ہی مین دل بہلاتا رہا تیسرے روز جب وہ رنج والم کسیقدر کم ہوا اور خیمہ جات کی جانب آیا

آیا تو دیکھتا گیا ہے کہ وہ ارل کا جنرل پوسٹ ماسٹر خاص تحریر کے ہاتھ کی ایک چٹھی ضروری لئے نقطہ بیٹھا ہے شاہزادی سمجھا شاید میری نسبت یہاں سے اوترنے کی اجازت ہوگئی اب انشاء اللہ تعالے الیمان پہونچکا پوسٹ ماسٹر یا کا بند وبست کرلیا جائیگا لیکن جب اوسے کہہ کر ملا دفعہ فرمایا تو لگا تھا "ابراہیم ترک یہاں پہونچا اور یہیں کسیقدر کشیدہ و دیکھو خود ایک حیلۂ شرعی سے مستعفی ہوگیا اب اگرچہ حسب وعدہ ہم تمکو وہاں رہنے کے واسطے مجبور نہیں کرسکتے لیکن چونکہ بالفعل ہمارا ارادہ ہو جولات ملک الیمان پر فوج کشی کرنے کا ہے اسواسطے ہمارا سمجھنا ہے کہ تم براہ مہربانی تاتحریر ثانی بدستور قلعہ جات کوہ ارل کا انتظام کرتے رہوگے بعد تصفیہ الیمان انشاء اللہ تعالے کوئی آدمی معتمد تمہاری جگہ روانہ کیا جائیگا اور اس مہم کے سرکرنے مین یقین ہے آنا عرصہ بھی نہ لگیگا تمکو وہانکا قیام ناگوار گذرے کیونکہ نیچرسن بعد قتل کرنے والی ملک الیمان کے ایسا مفقود الخبر ہوگیا ہے کہ جنگ کیمپہ پتہ ہی نہین لگا اور قارہرل اپنے باپ کا انتقام لینے فراسیس کی جانب چلا گیا ہے غرض ملک خالی ہے اور مالک لاوبالی جوکوئی اوسوقت مین توڑی سی بھی ہمت کریگا بیشک اپنا قبضہ کرمیٹھے گا" یہ مضمون دیکھتے ہی شاہزادہ عالی تبار نے تخلیہ کرکے تمام رفقا کو جمع کیا اور نہایت افسوس سے انگشت حیرت دانتون مین دبا کر فرمایا آسطوریا تو آسطوریا پولیسٹ ہی الیمان پر حملہ کیا چاہتا ہے پہلے تو مجکو یہہ خیال تھا کہ ابو نشاط اور ابو نعیم گونا تجربہ کار ہین لیکن یہ ایک آسطوریا سے سوا نہ مورخ ہیں کے اب البتہ اس تہمی کے پہونچنے سے کسیقدر اوسمان منطاہر ہوئے جاتے ہین کوئی تدبیر ایسی نکالو کہ فوج زیر اپنے ارادہ کو فسخ کردے یہہ سنکر ابو سعید اور ماجد بن مجید نے عرض کیا ہر چند ان اخبار موحش کے متواتر پہونچنے سے حکیم اقلیمون صاحب کی وہ نصیحت یاد آتی ہے جو اونہون نے حضور کے حق مین دربارہ ولیڈیا پہاڑی پر فرمائی تھی یعنی کہا تھا قبل ملاقات مقابل اس لمحکت کے اگر کوئی خبر وحشت اثر آپکے سننے مین آئی یا کسی طور کی وقت کسیکام مین واقع ہو عقل صایب کیطرف رجوع کیجیے گا ایسا نہو انشاط طبیعت کے باعث مطلب اصلی فوت ہوجاے لیکن دو تین روز سے کچھ ایسا ساول قابو سے نکل گیا ہے کہ سوا تو ہمات بے معنی کے کوئی بات سمجھ ہی مین نہین آتی یہہ سنکے بھی شاہزادہ بلند اقبال مسکرا کر فرمانے لگا معلوم ہوا انجام اسکا بخیر ہے اور تشویش ہماری سراسر لاحاصل یعنی یہہ وہ ہی خبر وحشت اثر ہے جسکی پیشین گوئی حکیم صاحب کرچکے ہین انشاء اللہ تعالے الیمان محفوظ رہیگا اور دوست شاد دشمن برباد مصرع دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است یہہ کہکر فرمایا ہماری دانست مین والیان ملک آرپنجیل وغیرہ مین سے کیسے

ساتھ لڑائی ٹھان دینی چاہیے گو نتیجہ اسکا ہماری مرضی کے موافق نہ نکلے لیکن اس حکمت عملی سے فریڈریکا یک پولینڈ کو خالی کرکے الیمان کا قصد نکریگا اور جو شاید اسپر بھی نہ مانے تو خلاف عہدنامہ باہمی کے تینون بادشاہون (یعنی والی آسٹرجل اور پنبرگ و موسکی) سے یکلخت بگاڑ بیٹھنا پھر تاپس کی جوتی پیزار سے سر کھجانے کی نوبت یلیگی نہ الیمان کا کوئی ارادہ کریگا لیکن البتہ اس مطلب کے پورا کرنے کے واسطے کوئی اپنا خاص آدمی بطور ایلچی کے ہر ایک قلعہ مین ہونا چاہیے تاکہ وقت پر وقت نہوا اور نہشار دلی اپنا کسی پر ظاہر کرنا نہ پڑے

شعر

آنکہ وصل تو میسر نشود چندان نیست	کہ رقیبان زسر طعن زبان بکشایند

رفیقون نے عرض کیا بالفعل خدا کی قدرت سے بہ تقریب دربار تینون نائب اسیجگہہ حاضر ہین مع الخیر یہان سے قلعہ مطلے مین تشریف لیچل رہا چاہیے جسے معزول کیجئے اور چاہیے جسے اوسکی جگہ مقرر فرمائے بیشک سوائے اسکے ظاہرا کوئی صورت الیمان کے بچانے کی سمجھ مین نہین آتی اور نہ بجز اس تدبیر کے کسیطرح فریڈریا اپنے ارادہ سے باز رہ سکے

شعر

زہے ضمیر تو از سرکن نکان واقف	زہے بیان تو اسرار علم را کاشف

غرض بعد طے ہوجانے اس گفتگو کے شاہزادہ ذیجاہ بلند بارگاہ نے والی ملک پولینڈ کو لکھا کہ مین بہ طور تابع فرمان اور مطیع حکم سلطان زمین و زمان ہون جبتک اجازت نہ پاؤن گا اپنی لیاقت کے موافق یہان کا انتظام کرتا رہونگا لیکن ظاہرا الیمان پر حضور کا حملہ کرنا کئی وجہ سے مناسب نہین معلوم ہوتا اول تو یہ کہ کیونکر پولس ہی نصف ملک کے لاوے اور پھر کارادہ کریگا دوم فایرہل اپنے ملک موروثی کا چھوڑ دینا کسیطرح جایز نہین رکھ سکتا سوم فرانسیس اسقدر فایرہل کے خون کا پیاسا ہوچکا ہے کہ جبتک وہ الیمان کو اس سرے سے اوس سرے تک آگ نہ لگا لیگا ہرگز اوسکے قابو مین ہنڈک نہ پڑیگی خواہ وہ فایرہل کے قبضہ مین ہو خواہ کسی غیر کے بس ان صورتون مین اگر حضور نے کچھ حصے الیمان کے صرف کثیر کرکے فتح بھی کرلیے تو کیا حاصل انجام کار یا چھوڑ دینے پڑینگے یا تینون بادشاہان زبردست کو مخالف اپنا دشمن بنا لیا جائیگا البتہ اگر روس کے تینون حصون مین سے کوئی حصہ آجائے تو کسیقدر اپنا غلبہ وجلال بھی بڑھ سکتا ہے اور ظاہرا کوئی دعویدار بھی اوسکا نہین دکھائے دیتا چنانچہ مین نے بجائے خود ایک اسی قسم کی تدبیر سوچی ہے اگر تقدیر نے یاوری کی تو بعد چندے انشاء اللہ تعالے اوسکے نتیجہ سے مطلع کرون گا جبتک حضور الیمان کا قصد نفرمائین بلکہ پولینڈ ہی کے مشرقی سرحدات کے سنبھالنے مین کوشش کرتے رہین

پہنچی کلمکرا وسیوقت ایک نامہ ابو نشاط و ابو نعیم کے نام تحریر فرمایا جسکا مضمون یہ تھا۔ یقین ہے تمنے مہم اسطوکا کیمہ بندوبست کرلیا ہوگا اور جو نہ کیا ہو تو اس تحریر کے پہونچتے ہی ہمہ تن اوسی طرف کو متوجہ ہوجاؤ یعنی بعد اطمینان سرحدات پر دوشیا و فراسیس ہر ایک چھاونی مین ضرورت کے موافق سپاہ چھوڑ کر تمام فوج اگر کس ہیئہ کے مقابل کسی مقام مناسب مین جمع کرادو اور ملازمین درجہ اعلےٰ مین سے جس کسی کے بالاتفاق سب لوگ افسری منظور کرین اوسیکو جرنیل فوج بناکر لشکر کے ہمراہ بھیجدو لیکن جرنیل فوج کے واسطے لازم ہے کہ قواعد حربی و ضرب سے بخوبی واقف ہو اور کم سے کم ایک یا دو مرتبہ دشمن کے مقابلہ مین فتح بھی پاچکا ہو یعنے شجاع قوی دل قوی جثہ ثابت قدم مدبر اور عاقل ہو تاکہ انواع انواع کے حیلے اور تدبیرون سے اپنا کام نکالے اور بے ضرورت اشد کسی سپاہی کو ضایع نہونے دے حکما کا قول ہے سپاہ ملک کی پشت پناہ ہے اور نگرانی اور راحت رسانی اسکی والی ملک کے ذمہ واجب خصوصاً لڑائی کے وقت جہانتک ممکن ہو اسکی دلجوئی کرے اور کسیطرح کھانے پینے وغیرہ کیطرف سے درماندہ نہونے دے اگر خدانخواستہ فوج شکست خاطر ہوگئی یا دشمن کا رعب اوسکے دل مین بیٹھ گیا پھر ممکن نہین کہ بادشاہ یا اوسکے ہوا خواہ کسی تدبیر یا صرف کثیر سے کچھ علاج کرسکین یا بذات خود دشمن کا معاملہ روک لین اسواسطے کہا ہے شعر

ایمان ہرکہ لشکر بجان پروری	کہ سلطان زلشکر کند سروری

اور خاص لڑائی کے موقع پر احتیاج کے موافق دس بیس ہوشیار جاسوس بھی مقرر کرلینا تاکہ ہر روز مفصل حال دشمن کی مصلحت کا گذارش کرتے رہین اور قبل وقوع کے بوجہ احسن اوسکا بندوبست کرلیا جاے اگر بر تقدیر کوئی ایسی خبر موحش سنے مین آوے کہ جسکی سردست کوئی تدبیر سمجھ مین نہ آئے تو یہہ خیال کرکہ بیٹھنا کہ اب اسکا انسداد ممکن ہی نہین بلکہ جہانتک ہوسکے راے صواب اندیش کیطرف رجوع کرنا اور اراکین سلطنت سے اوس معاملہ مین صلاح پوچھنا کیونکہ مشورہ مین ارباب عقول کا اجتماع ہوتا ہے اور ہر ایک اپنی اپنی فکر کے موافق اوسکے نشیب و فراز اور اطراف و جوانب پر نظر کرکے کوئی نہ کوئی بات کام کی نکال ہی لیتا ہے شعر

بہ پیشکاری عقل شریف وراے درست	تواں کند تصرف بہ آسمان انداخت

لیکن یہہ اچھی طرح خیال رہے کہ اسرار شاہی رسمیات عرفی کی مانند نہین ہوتے یعنی ہر کس و ناکس پر اونکا افشا کرنا مناسب نہین چنانچہ دانشمندون نے اس باب مین تاکید اکیدفرمائی ہے اور کہا ہے شعر

چو نتوانی کہ راز خویش را پنہان کنی	پس چرا رنجی کہ اورا دیگران افشا کنند

اور اگر رسالت کیواسطے کسی شخص کے بھیجنے کی ضرورت پڑے تو ایسے شخص کو بھیجنا جو سوختن اور ساختن کے قاعدہ سے بخوبی واقف ہو اور شکوہ و دبدبۂ بادشاہی کسی حال مین کم نہونے دے کیونکہ رسول زبان بادشاہ کے ہوتا ہے جو غیر ملائم بادشاہ کے اوسکا حال دریافت کرنا چاہے تو اوسکے فرستادہ کی گفتار و کردار سے دریافت کرلے اسیواسطے سکندر بارہا یہ تبدیل لباس آپ رسالت کو گیا ہے تاکہ ہر سوال کا جواب موافق اپنے نشار کے بکیار گی ادا کردیا جائے اور حریف کے مطالب اور کنایات بخوبی وقوف حاصل ہوجائے۔ قصہ مختصر اسی قسم کی بہت سی کارہائے ہدایتین تحریر فرماکر دونون لفافہ روانہ کردیے اور آپ اوسی روز شکارگاہ سے مراجعت فرماکر اوسی جنوبی کو خاص قلعہ ارل مین داخل ہوگیا بعد داخل ہونے قلعہ معلی کے دوسرے روز علی الصباح حسب وعدہ شاہزادہ والا قدر نے دربار کیا اور اوسی دربار مین تینون نائبون کو معزول فرماکر بجاے اونکے اپنے مصاحبون کو مقرر فرمادیا یعنی کونٹرا کی جگہہ جو قلعہ تومسکو کا نائب تہا ابوسعید کو مقرر فرمایا ایلمین نائب قلعہ اورینبرگ کے جگہہ اقبامند کو اور ڈکو نائب قلعہ آرخنجل کی جگہہ شاہزادہ منوچہر کو نامزد کیا مگر یہ ان تینون مین کونٹرا ایک رذیل نااہل صاحب غرض ناپاک طینت بدنفس دروغگو نام اور بیوفا آدمی تہا جو پہلے ہی پہلے کسی کی سفارش سے خلاصیون کا پیشدست مقرر ہوکر بمشکل آہستہ آہستہ مدت مدید مین اس عہدۂ جلیل تک پہونچا تہا بہلا اوسے کہان تاب تہی کہ ایسے سخت حکومت سے اوتارا جائے اور اپنے ہاتہہ پاؤن نہ ہلائے معزولی کا حکم سنتے ہی بگڑ بیٹہا اور ایسے کلمات ناشایستہ سر دربار زبان سے بکنے لگا کہ شاہزادۂ عالی تبار نے مجبوراً اوس نابکار کو گرفتار کرواکے حکم دیدیا کہ جلاوطن کرکے کوہ آرل کی سرحد سے باہر نکال دو بلکہ حکم اس شعر کے شعر

چو از تو می یکے بیدانشی کرد	نہ کہنہ را مزلت ماند نہ مہ را

ایلمین اور ڈکو سے بھی فرمایا تم دونون صاحب بھی ایک دو روز مین اپنا بندوبست کرکے اس پہاڑ سے نیچے اتر جاؤ وہ بیچارے (یعنی ایلمین اور ڈکو) اس حکم سخت کے سنتے ہی آبدیدہ ہوکر کہنے لگے اگرچہ ناسپاسی ہمکو کوہ آرل کے چھوڑ دینے مین کسیطرح کا عذر نہین لیکن اگر تخلیہ مین ہمراہ عنایت ہماری دو دو باتین سن لیجائین تو دل کی حسرت نکل جائے اور یہ بھی ارمان نرہے کہ کمانڈر ان چیف سے مہنے اپنا حال کیون نہین بیان کیا آخر کار یہ ہجوم افکار سے ایک روز مرنا

اور دنیا ردنی سے کوچ کرنا تو قسمت مین لکھا ہی ہوا ہے تخت شاہی پر مرے تو اور بوریا گدائی پر مرے تو ریا عی

چون زنت زتن روان پاک من و تو	خشتے دو نہند و مر خاکمن و تو
ذنگہ زبر خشت خاکن گران	ور کالبد کشند خاک من و تو

یہ سنکر شاہزادہ سبحان کا جی دل بھر آیا اور تخلیہ مین لیجاکر زمانے لگا کہو کیا کہتے ہو عرض کیا جناب عالی ہم دونون ایک ایسے مرض مہلک مین گرفتار ہین کہ جسکا علاج سوائے ملک الموت کے کسیکے اختیار مین نہین ہان اس بیماڑ پر یکبارگی تخفیف کی صورت نظر آتی ہے اور اسیواسطے بیان کا قیام بھی جایز کہا گیا ہے اگر بموجب حکم محکم کے اس جگہ کو چھوڑ دیا جائے تو ساتھ ہی جان بھی جائیگی اور خون اوسکا ہمارے سر ہوگا حضور کے نامۂ اعمال مین لکھا جائیگا ہم یہ نہین چاہتے کہ خواہ مخواہ کوئی عہدہ ہی ملجود یا جائے یا تزک و شان ہی کے ساتھ کوہ ارل پر ہمارا رہنا ہو فقط اس بات کے امیدوار ہین کہ چندے آزادانہ اس جگہ بسر کرتے رہین جب خداوند کریم اپنا فضل و کرم کریگا کوہ ارل کیا ملک روس کیا ہر جگہ ہی ہم اپنا سر خم کرین تو جو چاہیے گا ہمارا حال کیجیے گا شاہزادہ نے فرمایا یہ معما ہماری سمجھ مین نہین آتا اگر مفصل بیان کرو تو البتہ اجازت دے سکتے ہین بلکہ وعدہ کرتے ہین کہ حتی المقدور ہم بھی تمہارے کام مین کوشش کرینگے

شعر | او فا کنیم و ملالت کشیم و خوش باشیم | کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن

یہ سنتے ہی الیمین نے تو ایک آہ سرد کھینچکر اپنی گردن نیچی کرلی یعنی یہ قصہ بیان کرنے کے قابل نہین لیکن ڈکونے کہا جب کوہ ارل سے اور تم بھی ہمارے حق مین موت کی نشانی ہے پھر اپنا حال پوشیدہ رکھنے سے کیا حاصل جو ہو سو ہو مین تو بیان کیے دیتا ہون

شعر | بہ بزم و رزمدان زار نالیدن ہوس دارم | چو نے خواہم کہ در فریاد باشم تا نفس دارم

یہ کہکر بیان شروع کیا

اپنی داستان شروع کردی جو بجنسہ ذیل مین درج کی جاتی ہے بیان کرنا ڈکو کا اپنی اور الیمین کی داستان تعشق شاہزادہ سبحان سرگروہ عاشقان کے حضور مین۔ ڈکو نے عرض کیا جناب عالی میرا باپ بالفعل صوبہ استراخان کا حاکم ہے جو مغربی روس کے گوشۂ جنوب و مشرق مین واقع ہے اور الیمین کا باپ جو میرا حقیقی چچا تھا شاہنشاہ روس کے صاحبزادہ یعنی ولیعہد بہادر کو جسکا نام نامی پرنس گریفو ہے پڑھاتا تھا عرصہ تین برس کا ہوا کہ اوسنے ایک لڑکا اور ایک لڑکی (یعنی الیمین اور مس انیسیا) چھوڑکر جہان فانی سے کوچ کیا اور الیمین بنظر پدرش ولیعہد بہادر کے مصاحبین مین داخل کردیا گیا اوسوقت تک ہم سب ایک ہی جگہ دارالسلطنت ٹوبالسک مین رہا کرتے تھے کیونکہ والد ماجد اوس زمانہ مین پریوی کونسل کے ممبر اعلی مقرر تھے

بعد انتقال چچا صاحب کے اخیر ۱۸۴۸ء مین جب قبلہ گاہی کو استر خان کی حکومت تفویض فرمائی گئی تو فقط تو بالسک
ہم سے چھوڑا دیا گیا یعنی المیلین مع اپنی والدہ اور مشیرہ کے رہین رہ گیا اور مین اپنے والد ماجد کے ساتھ استر خان
کو چلا آیا لیکن جو صدمہ تو بالسک کے چھوڑنے کا میرے دل پر گذرا ہے مین کچھ بیان نہین کر سکتا شاید حضرت آدم
علیہ السلام کو بہشت برین کے چھوڑنے کا بھی اسقدر صدمہ نہ گذرا ہوگا اوس شہر سے کیا نکالے گئے اپنے آپ ہی سے
نکل گئے نہ دل پر اختیار رہا نہ ہوش و حواس سے سروکار رہا شعر چون شمع بود دامنم ما زیر پای ما
از پا نشستہ ایم و بہ منزل رسیدہ ایم ۱۲ اور فی الواقع جب اسطرح کا ایک محبوب کا ساتھ چھوٹ جائے تو کیونکر
شیشۂ دل سنگ مہاجرت سے نہ ٹوٹ جائے یہہ کہکر ایک گہری ٹھنڈی سانس بھری اور کہا اے میرے پیارے کمسن دوست
چیف جب مین چھوٹا سا تھا تو اکثر اپنی چچازاد بہن مس اینیما کے ساتھ رہا کرتا تھا اور ایک ہی مدرسہ مین ہم دونون
پڑھنے جاتے تھے اس ایک جگہہ کے رہنے سے کچھ ایسی آپس مین دوستگی ہو گئی کہ لیلی مجنون کے عالم سے بھی اپنا عالم
بڑھ گیا گو ہم یہہ نہین جانتے تھے کہ محبت کسے کہتے ہین اور الفت کیا چیز ہوتی ہے لیکن بندۂ شوق ایک ایسا آئینۂ
کامل ہمارے ہاتھہ لگ گیا تھا کہ ہر لحظہ اور ہر ساعت کسی نہ کسی بات مین جان نثاری کے ڈھنگ سکھاتا ہی رہتا تھا
اور حق المقدور کشش تصالی کا اثر اتحاد باہمی کی تقریب سے بڑھاتا ہی جاتا تھا یہانتک کہ رفتہ رفتہ ہماری محبت
مرتبۂ عشق کو پہونچ گئی اور اپنا بیگانہ بلکہ سارا زمانہ موافق دستور قدیم کے بے سبب ہم سے کاوش کرنے لگا جب یہہ
نوبت پہونچی اور ہم دونون خدا کے کرم سے کچھہ ہوشیار بھی ہو گئے تو جان اینیما کی والدین نے بدنامی کے خوف سے
رازِ محبت کی طرح اوس پر باد کنندۂ خاکسان کو چھپا رکھا اور میری نسبت قطعی حکم دیدیا کہ یہہ ہرگز ہمارے گھر
مین نہ آیا جایا کرے آپ جانتے ہین بچپن کی محبت یکایک تو چھوٹ ہی نہین سکتی اس حکم سخت کے سنتے ہی میرے ہوش
و حواس جاتے رہے اور دل ایسا مضمحل ہوا کہ تمام دنیا کے کاروبار سے اوچاٹ ہو گیا پر چند کوشش کی کہ کسیطرح
یہہ بھلے اور وہ خیال محال جسکا دفعتاً چرخ کجرام کو رشک پیدا ہو گیا ہے ظاہر و باطن طبیعت سے دور ہو جائے
لیکن استغفر اللہ مین دل کے تابع تھا یا دل میرے تابع جسقدر ضبط کرتا تھا سینے مین سو راخ پڑتے جاتے تھے
اور جہانتک سیر و شکار کی تدبیر مین مشغول ہونا تھا وحشت زیادہ ہوتی تھی آخر کار دو چار ہی دن مین حالت
ردی ہو گئی اور مجبوراً اسی دار الشفا کیطرف پھر رجوع کرنا پڑا جان سے پہلے تشخیص مرض کے بعد دوا کی تو

اور دوا کے عوض صرف پرہیز کفتی سمجھا گیا تا یعنی پانچوین یا چھٹے روز خود بخود یہ خبط سما یا کہ کوچۂ دلدار مین تو ایک چکر لگانا چاہئے اگرچہ ایسے نصیب تو کہان کہ دولت دیدار میسر ہو لیکن خیر سنگ دیار ہی کی زیارت سے آنکھین منور کرآئینگے وصل نہین وصل کا خیال ہی سہی دیار نہین و یار کا احتمال ہی سہی **شعر**

اے عاشق ستم زدہ زیاد شرط نیست | اگر دوست غائب است غم دوست حاضر است

غرض انہین خیالات مین کشتۂ فراق مجروح رشتۂ اشتیاق مرہم زخم جگر کی تلاش مین آستانۂ ملک آشیانہ پر پہونچا و ان جاکر دیکھتا کیا ہون وہ ہی کج کلہ طرہ یار است خرام کوچۂ جفا کمند گیسو دوش پر ڈالے شمشیر ابرو میان سے باہر نکالے آہوے وحشی کی مانند اپنے دروازے مین کھڑا ہوا اسطرح گلی کیطرف گھور رہا ہے جیسے کوئی کسیکا منتظر ہو یا عاشق جگر افگار محبوب ستمگار کے خیال مین نقش بدیوار بنکر رہ گیا ہو مینے جاتے ہی اپنی ٹوپی اوتار کر تین بار اوسکے سر سے قربان کی اور جبین نیاز قدم سے پاکر کیطرف جھکا کر آہستہ آہستہ یہ اشعار پڑھنے لگا **اشعار**

شمع رخسار ترا آفت جان ساختہ اند | جان صد دل شدہ پروانۂ ان ساختہ اند | آہ رخسار تو آئینۂ حسن ازل است
کہ از وجہ ہا مقصود عیان ساختہ اند | خاک راہ کہ ترا سایہ بر آن افتادہ است | سرمۂ دیدۂ صاحب نظران ساختہ اند
سوختم بے تو ندانم کہ ایسران خسراق | با چنین آتش جانسوز چسان ساختہ اند | توئی شمع شبستان خوبی چراغ خانہ ان

محبوبی یہ اشعار اپنی جان نثار کی زبان سے سنتے ہی بے اختیار آنکھون مین آنسو بھر لائی اور فرمایا اے ظالم تو ہے تیرا ایمان کا آنا جانا موقوف ہو گیا ہے نہین معلوم میرا صبر و قرار کون لے گیا نہ بیٹھے کل پڑتی ہے نہ اوٹھے آرام آتا ہے دل تو کہتا ہے کوچۂ دلدار کو چل غیرت سمجھاتی ہے گھر سے باہر نکل سر پر سودا سوار ہے اور پاؤن وحشت کا رکاب پورا کر نیکو تیار **شعر**

دل چاک چاک دیدۂ گریانم آنچنین | کشتی ہزار پارہ و طوفانم آنچنین

اگر مین ایسا جانتی کہ محبت کے واسطے جدائی بھی کوئی شے لازم ہے اور اوس جدائی مین دل قابو سے نکل جایا کرتا ہے تو بخدا ہرگز اپنی عمر عزیز برباد نکرتی اور مرتے دم تک اس کوچہ مین قدم نہ دھرتی اب تو بقول کسی نوگرفتار کے دل کا دل گیا اور مصیبت کی مصیبت اوٹھائی پڑی **قطعہ**

دوشینہ بکوے میفروشان | پیمانہ مے بزر خریدیم
اکنون ز خمار سر گرانم | زر دادم و درد سر خریدیم

تب کہکر فرمایا بڑی دیر سے پایا ہوا خوری کو گئے ہوئے ہین ایسا نہو دفعتاً آجائین اور ہم دونون کو ایکجگہ دیکھکر اس ملاقات کا بھی کچھ بندوبست کردین گو جی تو نہین

چاہتا لیکن نالہ اندیشی اس امر کی مقتضی ہے کہ مین اسوقت اپنے دل پر صدمہ اوٹھاکر یہی سے رخصت کردن
بہ شرطیکہ ہر روز اسیطرح کم سے کم دن مین ایک یا دو بار تکلیف کیا کرے اور مثل سابق کے مدت دراز تک مجھے اپنے
دیدار سے محروم نہ رکھے اے پیارے جسقدر جلد جلد کسی زخم پر مرہم لگایا جائیگا اوسیقدر اوسے فائدہ ہوگا اور جو بالفعل
مجال فائدہ نہوا تو بڑھنے کا خوف تو جاتا رہیگا **شعر** پس از مردن چو آئی بہر دست بر مزار من ؎
بہ تعظیم تو خوش مستانہ برخیزد غبار من ؎ تیہ افسون وہم کرکے وہ ستم شعار تو گھر مین گھس گئی اور مین حیرت زدہ
عین دروازے مین بیٹھکر اپنے کوچ و قیام کی نسبت دل سے مباحثہ کرنے لگا یعنی یہان سے جاؤن یا نہ جاؤن
اور جاؤن تو کہان جاؤن بستیون تو کو وکن کے نام سے بدنام ہو چکا اور وادی نجد حضرت قیس کی جاگیر مین لکھا
گیا اب سوائے کوچہ دلمار کے ہم مقلدین کا ٹھکانا کہان رہا دیدہ و دانستہ اس آستانہ کو چھوڑنا بسمار سفر دیدہ
سنگ حماقت سے پھوڑنا ہے یہہ دروازہ ایسا دروازہ ہے جسکے ہر ذرہ مین اکسیر کی خاصیت پائی جاتی ہے اور یہہ
گلی وہ گلی ہے جہان کا ہر جھونکا نسیم خلد سے ہمسر ہونیکا دعوی رکھتا ہے **قطعہ**

بداغ لالہ رخان چون برون روند ہمین باغ	گل دگر نہ دمد نیز لالہ از گل من
کہ تخم مہر و وفا سبز گشتہ در دل من	ہمہ متاع جہان را بہ نیم جو نہ خرم
بدست و دست ہلال مراز قتل چہ باک	اگر ہلاک شوم جان فدائے قاتل من

مین گرفتار تھا کہ مسٹر انگلو (مس انتیما کا باپ) ہوا خوری سے واپس آگیا وہ کمبخت تو مہر و وفا کے نام سے ایک تیر
کا بیر رکھتا ہی تھا مجھے اس عاشقانہ صورت سے بے باکانہ اپنے دروازہ پر بیٹھا دیکھکر زبردستی اوس گلی سے نکلوایا
اور ایک نہایت طول طویل چٹھی اپنے بھائی فیگیور ایعنی میرے پاپا کو لکھہ بھیجی جسوقت رات کو ہم سب کھانا کھانے ایک
میز پر جمع ہوئے تو والد بزرگوار فرمانے لگے اے ڈگو ہمنے سنا ہے آج تمکو تمہارے چچا تنے دیکھے دیکر اپنے دروازے سے
اوٹھوا دیا افسوس تمکو شرم نہین آتی اور یہہ خیال نہین کرتے انجام اس ذلت و مذلت کا کیا ہے اور نصیب دشمنان
کسکا نام بدنام ہوتا ہے **شعر** من این آہ بیکس سوزاندہ دل بیان چسکن دارم ؎ جدا از دیگرے نالم چہ در دروازہ خویشتن دارم
یہہ سنتے ہی بے اختیار میری زبان سے نکل گیا **فرد** من نہ باختیار خود بیدرم از قفای او ؎ کیستم چون نکند و سکشد کشش نگار
آسے پاپا اگر میرا دل میرے قابو مین ہوتا تو باوجود مخالفت کے دیدہ و دانستہ مین اوس گلی مین کیون قدم رکھتا مین

معلوم محبت کس بلا کی کمند ہے کہ جہان بیٹھتا ہون اوسیطرف کو کھچا جاتا ہون اور جسقدر اپنے دلکو سمجھاتا ہون اوتنی ہی مضمحل پاتا ہون اب بھی اس ذلت و مذلت کے اوپر کیا یہ بھی چاہتا ہے کہ آپکی نصیحت پر عمل کرون اور اوسے چھوڑ دون استغفر اللہ ایک بار نہین ہزار بار دیکھے پڑین تو کیا ہوتا ہے اور آپ نہین تمام جہان اگر سمجھائے تو کون سمجھتا ہے جسوقت زیادہ طبیعت بے چین ہوگی خود بخود سونہ قبلہ نما کیطرح اوسی طرف مڑ جائیگا اور جب سونہ مڑ گیا تو استانۂ دلدار جس مین سنگ مقناطیس کا اثر ہے بغیر جذب و کشش کے چھوڑ دے بلا کب ممکن ہے

غرض بیت | چین پیشانی کشد ما را چنین تقدیر بود | سر نوشت ما ز خط جوہر شمشیر بود

یہ سنتے ہی باباجان نے کہانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور اوسیوقت نہایت ہمدردی کے ساتھ ایک چٹھی دوحرفی اس مضمون کی اپنے بھائی کو تحریر فرمائی اگرچہ ہمارا ارادہ تھا کہ ڈاکٹر کو لسل شاہی مین سے کسی عورت کے ساتھ منعقد کرکے تھوڑی سی اپنے خاندان کو وسعت دیجے لیکن سنتا ہون وہ عقل کا دشمن اتنیا پر مفتون ہے اور اتنیا بھی ظاہر اوسکی محبت سے خالی نظر نہین آتی اسواسطے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مناکحت کو خاص انہین دونون کی مرضی پر منحصر رکھا جائے تاکہ ہماری تمہاری بے معنی قید و بند سے آتش محبت دو چند ہوجائے اور آیندہ اوسکے تارک مین کسیطرح کی تشویش نکرنی پڑے حکما کے نزدیک ارتکاب جرم کا روک دینا بہ نسبت اوسکے سزا دینے کے بدرجہا اولی ہے شعر

بود عشاق را وست دگر در کار جانبازی | اگر بوشم این صد از تیشۂ فرہادی آید

چچا صاحب نے اس تحریر کو ملاحظہ فرماکر بجائے اسکے کہ اصل مطلب پر غور فرماین چٹھی کو ایک انگیٹھی مین جو آگے رکھی سلگ رہی تھی بے محابا ڈال دیا اور نامہبر سے ارشاد فرمایا بس اس سوال جگر سوز کا یہ ہی جواب تھا جو بھیجنے اوکار دیا وہ بیچارہ اپنا سا سونہ لیکر خالی ہاتھ پھر آیا اور جو کچھ معاملہ گذرا تھا موبمو والدہ کے روبرو بیان کردیا والدہ نے فرمایا اے ڈاکٹر کو دیکھا تمہارے چچا نے ہماری تحریر کا کیا جواب دیا ہے اب ہمارا اس معاملہ مین تحریک کرنا بالکل لاحاصل ہے بلکہ تمکو بھی یہہ ہی صلاح دیتے ہین کہ متی المقدور اس خیال محال سے باز آؤ اتنیا نہین اتنیا کی بہتیری جس سے ایک دوری ربط ضبط بڑھاؤ گے خواہ مخواہ قول بستگی ہوجائیگی اور کسی کی دل بستگی کے بعد اتنیا کی محبت بھی قایم رہے یہہ بالکل ناممکن ہے شعر

اے دلبر از تغافل تو بیدل میرما | گر دل بما نمیدہی از ما چہ می بری

مین نے سوچکے سے سونہ سے عرض کیا محبت خوب انشاء اللہ تعالے بہت کرونگا بشرطیکہ حضرت دل نے بھی منظور فرمالیا کیونکہ انکے حکم کے رد کرنے کی مین اپنے مین

طاقت نہین دیکھتا اور لطف یہ حرکت طریق وفا سے کچھ بعید بھی معلوم ہوتی ہے بقول کسی شاعر کے رباعی

جعفر سخن از کعبہ و از دیر مگو | در وادی شک چو گمرہان سیر مکن
رو شیوہ بندگی بشیطان آموز | یک قبلہ گزین و سجدہ و غیر مکن

غرض اوس روز سے دونون بھائیون کے بھی آپس مین چشمک گئی اور یک لخت دونون نے راہ و رسم خانمانی کو اسطرح موقوف کر دیا جیسے کسی کی ملاقات ہی نتھی یعنی گھر ون کا آنا جانا تو درکنار اگر کبھی راست مین بھی وہ چار ہو جاتے تھے تو ہارے کہ ورت کے ایک دوسرے سے آنکھ نہین ملاتا تھا۔ شعر غنی زخم زبان را چو مرہم بہ نہی سازد | کہ زخم زبان خاصیت زخم دہان دارد ۔ قضا عند اللہ اس رنجش کے تھوڑے ہی دن بعد مسٹر ایلیٹ کو گھوڑے سے گرکر انتقال فرمایا اور اوسکا بیٹا یعنی ایلیٹن بہ نظر پرورش شاہزادۂ عالی تبار کے مصاحبون مین داخل کر دیا گیا چونکہ والد ماجد کو ہر دم میری پریشانی کا خیال رہتا تھا اور مین رات دن غم مہاجرت سے مجنون کی شکل پیدا کرتا جاتا تھا اسواسطے بعد انتقال جناب چچا صاحب کے پھر والد بزرگوار نے میری مناکحت کی نسبت سلسلہ جنبانی شروع کی یعنی چچی صاحبہ کو مس امیلیا کا پیغام بھیجا لیکن اوس نیکبخت نے بھی مثل اپنے شوہر کے صاف انکار کر دیا اور فرمایا مسٹر ایلیٹ کے روبرو یہ بات تو رہی نہین پائی تو اب کیونکر ہو سکتی ہے اور ہر تو یہ زخم کاری میرے سینے پر لگا اور اور ہر وقت والد ماجد کو استر اخان جانے کا حکم ہو گیا کیونکہ وہان کا حاکم کسی علت مین معزول ہو کر روبکاری کے واسطے طلب کیا گیا تھا اور سوائے والد بزرگوار کے کوئی شخص اس عہدہ کا استحقاق نرکھتا تھا چنانچہ دو سہ یا تین دن اس پیغام و سلام کے بابا جان ہم سبکو اپنے ساتھ لیکر استر اخان روانہ ہو گئے اب آگے تو زرنیف مین اپنی بیقراری و گریہ وزاری کی کچھ حد بیان نہین کر سکتا نہ کسیکو اسطرح روتے دیکھا جو اوس سے سنال دون سے لیکر اسطرح تڑپتے سنا جو آپکے روبرو نظیر کند رانون ہان برق و باران کی سی صورت تھی کبھی آنکھون سے خون جاری ہوتا تھا کبھی سینے سے آگ کے شعلے اوٹھتے تھے نہ بیٹھے آرام آتا تھا نہ لیٹے چین پڑتا تھا شعر چون شمع نالہ سر زراہ صدم شدم | ہر دانۂ سرشک مرا زاد راہ شد ۔ اور سچ بھی ہے تو بالسک مین اگرچہ کوچۂ دلدار تک جانے کی مجھے اجازت حاصل نہین تھی مگر بغیر ایک دو پھیرے لگائے مین بھلا کب مانتا تھا اور جو بالفرض محال نہین بھی جاتا تھا تو یہ اطمینان تو تھا جب چاہون گا دو قدم پر کمر آستانۂ معلی کی زیارت کر آؤن گا یہان تو نہ وہ آستانہ رہا نہ کہین آنے جانے کا ٹھکانا رہا گوشۂ تنہائی تھا اور شب جدائی کی جھاڑسی راتین۔ تصور دلدار تھا اور چرخ کجرفتار کی ظلم و ستم کی باتین

آغوش غم مہاجرت سے روتے روتے دیدہ بلا دیدہ بے نور ہوگئے اور تیرآہ کا بلا آزمائے آزمائے کلیجہ مین سر سے پار اور
تک ناسور شعر | شام غم کز چشم من دور آن مہ پر نور بود | چون دگر گن کیمیا نور از دیدہ من دور بود | مقفہ
مختصر جب ایک زمانہ دراز اسی سوز و گداز مین گذر گیا تو ایکدن شام کے وقت دیکھتا کیا ہون الٰہی (یہ ہی میرا
بھائی دہائی) جلا آتا ہے لیکن بعینہ میری ہی طرح بیقرار آنکھین نشۂ الفت سے سرشار ہوش وحواس مین اختلال
ظاہر اکسی کے جور وستم کا پایمال لبون پر آہ سرد چہرہ آتش پنہانی سے زرد جسکے دیکھتے ہی مین نار گیا ہیتک ایک
دل پر بھی کہین نہ کہین چوٹ لگی ہے اب اسکے ساتھ ہمدردی بیش آنا نفس انسانیت سے گویا ارتباط بڑھانا ہے سینہ تھام
مین اپنے ہی عکس کو طرف اسے لیگیا اور نہایت محبت سے اپنے پاس بٹھاکر پوچھا ہے بھائی تو نے اپنی یہ کیا شکل بنالی
ہے آیا کسی کا تیر عشق کلیجہ مین لگا ہے یا خدانخواستہ کوئی اور معاملہ ہے اسنے جواب دیا اے گو کو کیا بیان کرون مین
تو بے پیغام اجل دنیا سے کوچ کر چلا بیشک تیرا خیال صحیح ہے یعنی تیر محبت ہی سے میری یہ نوبت پہونچی ہے لیکن افسوس
ایک ایسے تیرانداز کے ہاتھ سے چرکا کھایا ہے کہ نہ مین اپنا زخم جگر کسیکو دکھا سکتا ہون نہ بعد مائکے کوئی مرہم
تدبیر اوسپر کارگر ہوتا نظر آتا ہے شعر | جراحت دل من بر طبیب پیدا نیست | کہ تیر غمزۂ او بر نہ کرد پیمان کرد | مقفہ
کہکر بے اختیار رونے لگا اور کہا اے برادر عزیز مفصل اس مصیبت کی داستان یون ہے کہ بعد انتقال والد بزرگوار
اور ملازمت شاہزادۂ عالی تبار کے (جسکا حال تجھے بخوبی معلوم ہے) ایک روز ایک مصاحب خاص نے پرتس گریفو کے
سدبروتس وغیرہ کے خط وخال کی تعریف وتوصیف جو کنگ فریزر والی بک پوکینڈ کی ہے شہزادے سے اس شد ومد کے
ساتھ بیان کی کہ شاہزادۂ بلند اقبال کو نادیدہ اوسکے حسن وجمال کے دیکھنے کی آرزو پیدا ہوگئی حکم دیا جاسی طرح
ہوسکے ایک تصویر صحیح اوس رشک بدر منیر کی ہماری نظر فیض اثر سے گذرانی جائے تقضا عند اللہ کسی مرقع سلطانی
مین اوس یوسف ثانی رشک ماہ کنعانی کی تصویر بھی موجود تھی اور اوسکو دیکھکر اوس مصاحب نے یہ آتش فتنہ وفساد
مشتعل کی تھی دوسرے ہی روز داروغہ توشہ خانہ سے مرقع لیکر وہ تصویر پرتنویر حضور کی خدمت مین پیش کردیگئی
اتفاقیہ جسوقت وہ تصویر پیش کیگئی ہے مین بھی ملازمت مین موجود تھا بس اوس شبیہ دلکش کے دیکھتے ہی نہین
معلوم کس قسم کا دل پر صدمہ پہونچا کہ مین محو تصور ودلبار حیرت سے نقش دیوار بنکر رہ گیا نہ یہ خیال آیا کہ انجام اس تحیر کا
کیا ہوگا نہ یہ عقل نے سمجھایا کہ دوا اس درد بیدرمان کی کیونکر کیجائیگی کیونکہ شاہزادہ میرے مجروح ہونے سے پہلے ہی

فرما چکا تھا کہ اس فتنۂ عالم کا پیغام موافق راہ و رسم بادشاہون کے والی ملک پولینڈ کو بھیجنا چاہئے بلکہ یہ ہی کلمہ سنکر میرے
کمبخت مشتاقانہ اوس طرف کو متوجہ بھی ہوا تھا یہ کیا معلوم تھا پڑتے ہی تیغ نگاہ پر رگ کاٹ کر جائیگی اور دیکھتے ہی دیکھتے
زخم تازہ کیطرح خون کا فوارہ اوگل دیگی شعر | گر در دل خیال تیغ آتش بار او بگذشتہ | آبہمچو آب آہن نایاب میگردد
غرض یہانتک نوبت پہونچنے کے بعد بھی اگرچہ دل تو یہ ہی چاہتا تھا کہ اوس تصویر بے نظیر کو کھسے دیکھا ہی کیجیے یا وہان سے
اسیطرح اپنے کلیجہ مین رکھ لیجیے لیکن وہ موقع چونکہ انشاے راز کا نہ تھا نہ اظہار سوز و گداز کا اسواسطے بمشکل اپنے
دل پر جبر کرکے وہان سے مین اپنے گھر چلا آیا اور آتے ہی والدہ ماجدہ کی خدمت مین تمام وکمال حال گذارش کرکے
ہمدردی کا امیدوار ہوا والدہ نے فرمایا چہ خوش پسر انباشد اگر اس بے بال و پر سی پر یہ ہی بلند پروازیان ہین
تو دیکھئے کیونکر نبھتی ہے اے کمبخت وہ شاہزادی شاہزادون کا کہان ہم فقیر رات دن مین ہاتھی فقیری کا رونا بھلا کیا
ایسی بڑی بات اس چھوٹے سے موندھے پر ہے محبا بالکل شیخیا کب زیبا ہے بادشاہون کی تمناوہ کرے جسے نیک و بد کی
تمیز ہو حسینون کی محبت کا دم وہ بھرے جسے جان و دل عزیز ہو خبردار پھر ہرگز یہ کلمہ زبان پر نہ لایو اگر خدانخواستہ
کسی نے سن پایا تو پھانسی کے طوق پاؤن مین زنجیر ہوگی یا دار پر مارا ہوگا سولی کی تدبیر ہوگی شعر

تا سر ہر چندہ رود کیکہ بمیرد زعشق	سعی کارے مکن چون نبود استعداد

یہ تقریر نا دلپذیر سنکر میرے اور بھی ہوش
وحواس جاتے رہے کیا سنی پہلے تو صرف اتنی فکر تھی کہ دیکھئے دیدار یار کب اور کیونکر میسر ہوتا ہے اب یہ دہن مین سماگئی
کہ ہماس نعمت غیر مترقبہ کی قابلیت ہی نہین رکھتے افسوس تقدیر نے ایسی ریشہ سب جگہ پہنیایا کہ وصل کی تدبیر ہمارے
خود ہمارے خیال کیواسطے ایک زنجیر ہوگئی شعر | ہر آتیغ استادیدل تا کمار ویش تو میخوانی | بجے ہر کش فتد معنی این بیت ابہامی
قصہ مختصر بقول کسی شاعر کے شعر | نصیحت بر دل صد پارہ عاشق بدان ماند | کہ باشد زخم شیرہ بر دوز ندش بسوزن ہم
والدہ صاحبہ کی چارہ جوئی نے ایسی میرے زخم جگر پر نمک پاشی کی کہ ایک ہی دو دن مین بجاے اگر بند ہنسے کے سینہ
و پہلو پھوڑا دل و جگر تک تمام زخمون مین ناسور پڑگئے یعنی بے معنی ضبط کرتے کرتے مثل مین تو ہو گیا دماغ مین سودا سما
گیا لیکن شکر ہے خداوند کریم کا کہ ابتداے مرض سے انتہاے جنون تک کوئی کلمہ کسی اپنے بیگانے کے روبرو ایسا میری
زبان سے نہین نکلا جسکے باعث میری وحشت عشق و محبت سے تعبیر کیجاتی جسسے زیادہ مدہوش یا بے سبب خاموش
دیکھا یہ ہی کہا عالم تجرد کی وجہ سے اسلیئے روز بروز زرد پڑتا جاتا ہے تعجب نہین کہ یہ ہی گرمی دورۂ ازاطاکو بھی

انیخولیا کی آفت مین سے مبتلا کردے ہان والدہ ماجدہ البتہ میرے درد سے بخوبی آگاہ تھین سو وہ یہ سمجھکر کہ دیوانہ راہوی بس است کبھی اس مرکا تذکرہ بھی میرے روبرو نہین کرتی تھین جب یون یہین اندر ہی اندر سلگتے سلگتے ایک برس کامل گذر گیا اور دل اندوہ منزل بخوبی اپنے افسانۂ غم والم کے ضبط کرنے پر قادر نہ رہا یعنی راز نہان نوک زبان کے حوالے کرنے لگا تو مین مجبور دشمنون اور حاسدون کے خون سے یہہ سوچکر سر بصحرا نکل کھڑا ہوا کہ آخرش اس مرض مہلک سے جان پر اران کا بچنا تو معلوم ہجر کی آفت سے گئے تو رقیبون کی عداوت سے مرے تو پھر ناحق روز و شب کے غم کھانے اور قید حیات کے صدمے اوٹھانے سے کیا فائدہ جسطرح ہوسکے ایک بار اس جسم نزار کو دریا دل تک پہونچا دیجئے اور سر شوریدہ کو آستانۂ ملک کاشانہ پر نثار کرکے محبت کے ہاتھ سے سبکدوش ہوجائے چنانچہ اسی ارادہ سے یہانتک پہونچا ہون اور شب بخیر مع نیو لینڈ کا تصدر کہتا ہون شعر در راہ شوق خواہم چون تیر پہ بر آرم تا کے برند مردم پیچون کمان بدوشم ؎ اے کندہ رمن چیف یہہ ماجرا حیرت زا مسٹر کیرے دلکو ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ مین کچھ عرض نہین کرسکتا نہ اس وجہ سے کہ ایلیسن ہی میری طرح گرفتار بلا ہوگیا بلکہ اس خیال سے کہ اب یہہ میرے سوز درون سے بخوبی آگاہ ہوسکے گا چنانچہ نذکر تاسب موقع ملنے ہی کچھ تعلیہ پر غصہ اسکے روبرو ادا سیوقت بیان کیا اور کہا اے ایلیسن باوجود اس صدمۂ جانکاہ کے مین بے حیا اب تک زندہ ہون اور ہرگز یہہ نہین چاہتا کہ کسی طریق مجرمانہ سے اپنی جان عزیز برباد کرکے ناحق یار دلنواز کی بیوفائی اور بیرحمی اداؤں کے الزام سے بدنام کرون اگر تم خدانخواستہ موافق اپنے قول کے خودکشی کا ارادہ پورا کرینگے تو سوائے اسکے کہ دو بار شیرین و فرہاد کا قصہ تمام جہان مین تازہ ہوجائے کچھ بھی حاصل نہوگا شعر | گر نگیرد بہ بتان گرمی و سردم سر دل | کون در نستان بچینان آتش ہیجر بنشیند

اسنے پوچھا پھر کیا کرنا چاہئے مین نے کہا ابتداے مرض مین بغیر دوا و دوش کے دفعتاً استرخاے اسید ہوجانا بالکل معقل کے خلاف ہے پہلے کوئی تدبیر ملاقات کی سوچو اگر بر تقدیر نتیجہ اوسکا موافق خواہش کے نکلا تو پھر دیکھا جائیگا کیا تمہارے درد کا علاج میرے درمان سے بھی مشکل ہے کہ ابھی سے کہتون کی مانند ہاتھ پاؤن ڈالے دیتے ہو ہمین دیکھو باوجود جواب صاف ملجانے کے بنوز وہ بھی سودے انجام کئے جاتے ہین حالانکہ ناوکنم والم کھاتے کھاتے کلیجہ صورت غربال ہوگیا اور سانس آنا جانا مثل شعر | ابر شد از گرمی دمین خانۂ زنبور پر عسل | اور درین زنبور خانہ شہد باشد جان شیرینم | اسنے کہا استغفراللہ آپکے افسانہ کو میری داستان جگر سوز سے کیا نسبت وہ معاملہ شکر رنجی کا ہے اور یہہ حادثہ تلخکامی کا تب

ایک مدت معقول مین جب چاہین منزل دوری کو طے کرسکتے ہین اور مین عنصر پاکر بھی تا دم مرگ اپنے مہجوری کا رونا نہ روئین
کوشش کے نہین مٹا سکتا شعر بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا اور جو بالفرض محال اسکے برعکس ہی آپکے ذہن
مین سمائی ہوئی ہے تو لو مین آپکی تیمارداری کا دعوی کرتا ہون آپ میرے نشتر غم نکالنے کی فکر کیجیے دیکھین پہلے کسکی
تدبیر کارگر ہوتی ہے اور کون اپنی مراد کو پہونچتا ہے مینے کہا البتہ اس ترکیب سے تو شاید دونون کے مطلب حاصل
ہوجائین کیونکہ میری کل تو تمہارے ہی ہاتھ مین ہے جب جا ہو اپنی والدہ کو راضی کرلو اور تمہارے واسطے مین اپنی جان
لڑانے کو موجود ہون شعر آثار کنم نقد جانے کہ ہست | ہمجا آورم ہر چہ آید بدست بقدر اس گفتگو کے مین نے کہا
لوگ کہتے ہین سرد ملک سرد موسم ہمارے مین اکثر گورہ آتی ہے دو مہینے کے واسطے تشریف لایا کرتی ہے اگر اوسی زمانہ مین اوس
رشک پری کو کسیطرح ہمارے پاس سے اوڑا لیجائین تو بہت سہل مین یہ مشکل آسان ہوسکتی ہے لیکن اس صورت مین
البتہ بادشاہ پولینڈ اور پرنس گریفوڈ دونون ہماری جان کے دشمن ہوجائین گے پس مناسب یون معلوم ہوتا ہے
کہ پہلے تم اپنی والدہ اور ہمشیرہ کو قوبا لسک سے استرخان مین لے آؤ جب خدا کے فضل و کرم سے ہمارے کام کو بخوبی انجام
دے لینگے تو اسی طرف سے مس اینیا کو ہمراہ لیتے ہوئے ترکستان وغیرہ کی طرف اور تم جلین گے یہہ کیا کم ہے کہ ملک روس
ہی کی صحبت مین ہمیشہ گرفتار رہین اور جب الوطنی کی آرزو مین اپنی جان تک جانے کا خیال نکرین کیا سنا نہین شعر
ہر کہ پا بند وطن شد سیکشد آزار ہا | پاے گل اندر چمن دایم پرست از خار ہا اینیلین نے کہا یہہ تو ہیچ ہے مگر ایسے کار دشوار
کا انجام دینا بغیر کسی ظاہری حکومت کے سمجھ مین نہین آتا اور میری والدہ ماجدہ جو فقط وقرم کے عشق ہی کا نام سنکر گھبرا
گئی تھین ایسے گناہ عظیم کے ارتکاب کو کیونکر جایز رکھین گی مین نے جواب دیا یہہ کون کہتا ہے کہ آپ اپنی والدہ کو بھی اس
راز مخفی سے خواہ مخواہ آگاہ کردین وہ تو وہ مین جانتا ہون جو اس تدبیر کو سنیگا سنتے ہی کانپ اوٹھے گا کیونکہ
مجذوب اور اہل سلوک کی رائے کبھی متفق نہین ہوسکتی یہہ عواقب امور پر نظر رکھتے ہین اور وہ حصول مطلب کیواسطے
جان و مال کا تلف ہوجانا اصلا خیال مین نہین لاتے رباعی گفتگوئے عقل در خاطر فزاید مرا | بندۂ سلطان عشقم تاج و افسر میزنم
بستۂ زلف پریرویان شدن از عقل نیست | ایکہ من دیوانہ ام زنجیری باید مرا رہا حکومت کا حاصل کرنا یہہ صرف
فرنچ کی عنایت پر منحصر ہے لیکن ابھی چند روز ہوئے مین نے پولینڈ کے اخبار کنگ اوف پین مین لکھا دیکھا ہے کہ بادشاہ
قلعہ جات کو اوس مین بسبب اسکے کہ خاص قلعہ سے بہت دور دور واقع ہوئے ہین اور تنہا کنڈرن چیف اون

سبکی گرانی سے معذور ہے علیحدہ نائب مقرر کرنا چاہتا ہے چنانچہ اسکیٹو اور کونسل اور دو شخص اس عہدے پر
مامور ہی ہوچکے ہین اگر ہم دونون بھی باقی کی دونون نیابتون کے واسطے درخواست کرین تو کیا تعجب ہے
زبا وشاہ منظور نرالے لیکن بہتر ہوگا کہ مین اس عہدہ کیواسطے اپنے پاپا سے سفارش کرواؤن اور تم جب اپنی
ہمشیرہ اور والدہ کو ٹوٹ بالسک یعنی جاؤ تو پرنس گریفو سے اس باب مین ایک چٹھی لکھوا لاؤ تاکہ لارڈ نعم کا خاوند
جی دل سے دیا تا رہے یہ سنکر ایلین نہایت خوش ہوا اور دوسرے دن صبح ہوتے ہی موافق میری نصیحت کے ٹوٹ بالسک
کو روانہ ہوگیا پہنچنے کے بعد نورا ایک چٹھی شوقیہ والد بزرگوار سے کنگ تمرین کے نام لکھوا کر اپنی
عرضی کے بموجب نیابت کی درخواست تھی پولینڈ کو بھیجدی وہ تو ہوشیار آدمی کی مدت سے تلاش رکھتا ہی تھا
میری درخواست دیکھتے ہی منظور کرلی اور موافق دہان کے دستور کے تلعہ انچنبل کی سند میرے نام تحریر کرکے
لکھ بھیجا کہ ہانتک جاکر مجھ سے تلعہ مذکور مین ہوکر نگہبان چین کو اپنی تقرری سے مطلع کرو لیکن مین ایلیز
الیلین کے آنے جانے مین سکتا تھا کیونکہ اوسکے ساتھ مس اینیما کی تشریف آوری کا بھی خیال تھا اور اسیوجہ سے
یہہ تمام طوفان برپا کیا گیا تھا مگر افسوس مدت مدید بعد ایلین یونہین خالی ہاتھ آن کھڑا ہوا اور کہا چونکہ مین
موافق آپکی تعلیم کے خاوند اپنے عندیہ سے جناب والدہ صاحبہ کو مطلع نہین کرسکا اس وجہ سے اونہون نے فضول
قصد یہہ سمجھکر صرف ایک رقعہ اپنا و تخطی آپکی تسکین خاطر کے واسطے لکھدیا ہے جسکا مضمون یہہ ہے مین بخوشی تمام اقرار
کرتی ہون کہ بعد مدت ایلین کے بلا عذر اینیما کا عقد ثانی کو کے ساتھ کردون گی اگرچہ اس تقریر سے میری وہ تمام
خوشیان جو وابستہ ہیہ روز کے غم مہاجرت کے عوض مل اندوہ منزل مین متمکن ہوگئی تھین یک لخت رنج والم سے
مبدل ہوگئین لیکن مجبور کیا کرتا اسی اقرار کو وصل کا مژدہ تصور کرکے خاموش ہورہا بقول کسی شیدا فراق کے

شعر اگر وصال یار نبود با خیالش ہم خوشم | کلبہ درویش را شمع از مہتاب نیست

بعد اس بیان کے ایلین نے پرنس گریفو کا قصہ چھیڑا یعنی کہا مین نے شاہزادہ کی خدمت مین اپنی نسبت یون عرض کیا تھا جناب عالی عرصہ
دراز سے مین اپنا دل اپنے قابو مین نہین پاتا اور جسقدر علاج کیا جاتا ہے برعکس اثر بخشتا ہے اب ڈاکٹر لوگ کہتے
ہین یہہ تمام فتور آب وہوا کے تصور کا ہے اگر چند روز کو ہارل پر اپنی بود و باش مقرر کردو تو یقین ہے بیماری
شکایتین جاتی رہین امیدوار ہون کہ حضور پرنور سے براہ بندہ پروری چند روز کے واسطے کوہ ہارل پر رہنے کی

اجازت ملجائے اور احتیاطاً والی پولینڈ کو مطلع کر دیا جائے تاکہ غلام کو کسی طور کی اوس جگہ تکلیف نہونے پاوے ہیر
شاہزادہ نے ایک پرچہ بطور سارٹیفکٹ کے اس مضمون کا لکھدیا ہے "مین کرنیفورروس کا شاہزادہ اٹیلین اپنے مخلص
جان نثار کو بسبب اوسکی علالت طبع کے بخوشی گوہ آرل پر رہنے کی اجازت دیتا ہون اور امید کرتا ہون کہ اوسے
وہان کسی نوع کی ناجایز تکلیف نہ پہونچیگی" اب کہو مین کیا کرون اور کسطرح اس پرچہ کو نیابت حاصل کرنے کا وسیلہ
گردانون مین نے کہا بہتر ہے کہ تم خود پولینڈ چلے جاؤ اور بادشاہ سے اتفاقاً ملاقات کرکے زبانی اسپر مدعا مین گفتگو کرو
اگر اوسنے تمہاری درخواست منظور کرلی تبہا رہ مین تو آہی چکا اب مقرر ہو ہی لیا ہون جو کچھ بن پڑیگا انشاء اللہ
تعالے بنا جائیگا شعر

توان بہ برہم تدبیر یک دراے صواب	جراحت دل صد پارہ را دوا کردن

غرض ایک دو روز مین سامان سفر مہیا کرکے مین تو قلعہ آرنجیل کو چلا آیا اور اٹیلین پولینڈ کی جانب روانہ ہوگیا اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اٹیلین
پولینڈ جانے سے صرف آشنا ہی تماکہ کسیطرح عہدہ نیابت ہاتھ لگ جائے لیکن جب وہان پہونچا اوسی سارٹیفکٹ کے
ذریعہ سے یہہ مرحلہ خاطر خواہ طے ہو چکا تو اوسکے دل مین یہہ خیال آیا دیار محبوبہ تک پہونچکر مین دیدار نعمت آشنا سے
محروم رہ جانا پڑے افسوس کی بات ہے کوئی ایسی تدبیر نکالنی چاہیئے کہ دیدہ بلا دیدہ کو اوس ماہ لقا مہ کی زیارت
بھی نصیب ہو جائے چنانچہ بعد حاصل کرلینے سند نیابت کے بادشاہ سے بتقریب سیر ایک ہفتہ کی اجازت لیکر اٹیلین خاص
اوس کوٹھی مین جو سفیران شاہی کے واسطے تعمیر کی گئی ہے اتر گیا اور در پردہ اپنی کامیابی کی نسبت تدبیرین کرنے لگا

اب یہان سے طبیعت کا خلجان مٹانے کے واسطے تھوڑا سا حال مس وٹرم کا بھی مختصر بیان کر دینا پڑا وہ یہہ ہے کہ مس وٹرم کو عہد طفولیت مین کہانیان سننے کا اسقدر شوق تہا اور اوسکی سہیلیان ایسی کم عقل اور کوتہ اندیش تہین کہ ہمیشہ عشق و محبت ہی کے جھوٹے سچے قصے اوسکے روبرو بیان کرتی رہتی تہین جب یہہ سن تمیز کو پہونچی اور کچھ کچھ جوش جوانی مزا دکہانے لگا تو خود بخود دل تابہ سے نکل گیا یعنی ایک بیک اوس آگ نے بھڑک جو راکہن مین وقتاً فوقتاً کانون کی راہ معدن سینہ مین جمع ہو گئی تہی اوسکے مزاج مین مثل عاشقون کے سوز و گداز پیدا کر دیا اور طبیعت نے اس بات کی رغبت دلانی شروع کی کہ کسیطرح صحبت کی کیفیت حال کرا پنے اوپر بہی آزمانا چاہیئے شعر

بامرد دلان چند نشینی بہ سا جد	خم خانہ نشین باش کہ تم زندہ بگور ہست

خدا کی قدرت سے اوسی زمانہ مین پرنس گرنیٹ نے (حسب بیان سابق) بادشاہ پولینڈ کو اوسکی شادی کا پیغام بہیجا اور کسیطرح مس وٹرم کو یہہ بہی خبر پہونچگئی کہ روس کا

شاہزادہ تیری تصویر دیکھکر دام عشق مین گرفتار ہو گیا ہے **شعر** کہ دسوراغ خدنگ تو نشان را و گذشت استخوانیکہ بدن بو دکنون شست شد است ؛ پس یہان تو مہمان نوازی کے سامان پہلے ہی سے مہیا ہو رہے تھے اس خبر کے پہونچتے ہی مس و رقم وہ مس و رقم ہی نہین رہی عقل پر زوال آگیا اور ہوش و حواس مین اختلال **شعر** مانند آفتاب کہ روشن شود بصبح | ایوان دلش ز مہر رخم کانور تازہ شد | اس بیان سے یہ ارادہ مطلب نہین ہے کہ اوسکو بھی اگر نیو کے ساتھ عشق پیدا ہو گیا بلکہ یہ کہ افسانۂ محبت نے رخ رقم کے خیالات کو گونہ وسیع کر دیا یعنی تکمیل سوز نمائی کی لوازمات بخوبی اوسکے ہاتھ آگئے اور اون عشاق کا حال ہو اکثر قصون مین سنتی رہتی تھی اپنی نسبت تعبیر کرکے حضرت دل سے مختلف قسم کے سوانحے کرنے لگی جب یہ نوبت پہونچی تو سرگرمیان کیطرف جھکنے اور جی دنیا کے کاروبار سے مرکنے لگا پہر چند بھولیان سمجھاتین اور ہنسی دل لگی کی باتون مین طبیعت بہلاتی تھین مگر دمبدم بے چینی دونی ہوتی جاتی تھی یہانتک کہ اوس روز کھانا بھی تناول نہین فرمایا نیند بھی اچٹ گئی بار بار پلنگ پر کروٹین بدلتی تھی اور یہ شعر پڑھ پڑھ کر ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی **شعر** سوز دلم چو شمع بجائے رسیدہ است | اکنون زشعلہ گل آتش دمیدہ است | ناگاہ اوسی حال مین ایک خواص خاص نے کچھ اشعار معرفت لحن داؤدی مین سنانے جو شروع کئے تو کیا کہ شہزادی کو غنودگی سی آگئی لیکن ہنوز آدہ گھنٹہ سے زیادہ نہین گذرا ہوگا کہ دفعتًا دونون ہاتھ سینہ پر مار کر اچھل پڑی اور زبان سے نوت نیئے ایک عجیب خواب دیکھا بھلا کوئی اسکی تعبیر تو سوچو کیا ہوئی - دیکھتی کیا ہون مین اپنے پرانے باد شاہی باغ مین مع چند سہیلیون کے مینا بازار کی نقل کر رہی ہون یعنی تھوڑے تھوڑے پھول مختلف قسم کے ہم سنے اپنی اپنی چنگیرون مین بھر لئے ہین اور ایک روش پر بیٹھے آپس ہی مین ہنس رہے ہین ناگہان ایک خواص نے کچھ تازے گلاب کے پھول جمع کرکے مجھ سے عرض کیا چونکہ یہ پھول حضور کے عارض گلگون سے نہایت مشابہت رکھتے ہین اسواسطے مین امید کرتی ہون کہ اسکے خریدار بہ نسبت اور پھولون کے زیادہ پیدا ہون یہ سنکر مین اوسپر ناراض ہوئی اور حکم دیا کہ اسے میرے پاس سے ہٹا دو چنانچہ وہ اپنی چنگیر لیکر دور ایک روش پر جا بیٹھے دیر نہوئی تھی کہ اتفاقیہ دو شخص اجنبی آگے پیچھے اوسی روش پر ہوکر گذرے مجھسے آگے نے تو اون پھولون کو دیکھتے ہی بے تکلف چنگیر مین ہاتھ ڈال دیا اور پچھلا یہ سمجھکر کہ شاید یہ سونچنے لگا کہ دیکھنے مین ان پھولون کو کسی حکمت سے حاصل ہی کر سکتا ہون یا نہین یہ معاملہ دیکھکر مین نے چپکے سے اوس خواص کو اشارا کیا کہ خبردار اس ستگر ستاخ آدمی کے ہاتھ جو بے محابا پھولون کو دیکھتے ہی دست درازی کر رہا ہے

ہرگز بھیجنے کا قصد نہ کیا لیکن اس ملعون نے نامہ نامانوس خط اوسی شخص سے مول تول چکانے لگی اس بات پر مینے خفا ہو کر اوسکی طرف سے مونہہ پھیر لیا اور دل مین سوچی جب یہہ دونون یہان سے چلے جائین گے تو اس عدیل حکمی کا انشاء اللہ تعالے خاطر خواہ اسے مزا چکھاؤن گی اتنے مین وہ ہی شخص حیرت زدہ جو پیچھے کھڑا ہوا بہ نظر حیرت و یاس اون پھولون کو دیکھہ رہا تھا کچھہ ہیئت بدلے ہوئے ایک درخت کے نیچہ مین سے نکلکر عین میرے روبرو آن کھڑا ہوا آہ جیسے ابر وے خمدار اور مژۂ نوکدار پاس سے دیکھتے ہی ایک چھری سی میرے کلیجہ پر چل گئی نہ یہہ ہوش رہا کہ مین کہان ہون نہ یہہ خیال آیا کہ مین کیا کرتی ہون بے اختیار پیش دل سے گہرا کر دونون ہاتھہ زور سے چنگیر پر دے چکے لیکن وہان چنگیر کہان تھی وہ ہاتھہ سوتے مین میرے ہی سینہ پر پڑے اور ایسے کمبخت پڑے کہ فوراً صدمہ سے آنکھہ کھلگئی اب دیکھتی ہون تو وہ پلنگ بدستور سامنے کھڑا نظر آتا ہے اور طبیعت یہہ چاہتی ہے جانتک ہو سکے اسیکے دیدار فیض آثار سے آنکھین روشن کیے جائیے شعر بیان شوق نہ دانستہ ام کہ تا چند ہست | جز این قدر کہ دلم سخت آرزومند ہست

یہہ سنکر سہیلیون نے عرض کیا جناب عالی ظاہرا اسکی تعبیر یہہ ہے سمجھہ مین آتی ہے کہ وہ گل گو یا حضور ہین اور اوسکے خریدار حضور کے خواستگار ہین شاہزادۂ ایران اگلا شخص ہے جسنے بارسال آپکے ساتھہ شادی کی درخواست کی تھی اور حضور نے اپنی والی کی معرفت والدہ صاحبہ کو انکار کر بھیجا تھا جیسا کہ عالم رویا مین خواص کو ممانعت فرمائی گئی اور پچھلا شاہزادہ روس ہے جو بالفعل حضور کی تسخیر کرتا ہے اور بسبب محبت نہانی کے عاشقون کی صورت مین نظر آیا یعنی مفہوم رمایوس بقول کسی شاعر کے رباعی آنکس کہ مئی عشق بجامش کردند | از درد دی و درد تلخ کامش کردند

گویا ہمہ غمہای جہان در یک جا | جمع آمدہ بود عشق نامش کردند۔ شاہزادی نے فرمایا البتہ اس تقریر سے تو خواب کی تعبیر یہہ ہی معلوم ہوتی ہے لیکن جب تک کہ گریفو کو یا اوسکی تصویر کو مین اپنی آنکھہ سے نہ دیکھہ لون طبیعت کا خدشہ دور نہین ہو سکتا اگر گریفو اوسی شخص کے ہمشکل ہے جسکو مینے خواب مین دیکھا ہے تو سبحان اللہ اس سے بہتر اور کیا ہوگا اور جو نہین تو بلاشک حضرت عزرائیل سے رجوع کرنا پڑے گا اور دہن گور کو اپنی مشت خاک سے بھرنا رباعی

از حسن نیاز جلوہ پیدا شدنی است | از زلف و ناز فتنہ برپا شدنی است

از قامت او قیامتے در عالم | امروز اگر گشت فردا شدنی است

یہہ کہکر فرمایا اگرچہ شاہزادۂ گریفو کی تصویر مرقع شاہی مین بھی ضرور موجود ہوگی لیکن بالفعل اوسکی درخواست کرنے مین تھوڑا سا بہانہ نامی کا خیال ہے مین چاہتی ہون کوئی شخص اپنے ہی سازداروں مین سے اس کام کے واسطے قوی بالسکا بھیجدیا جائے

تو اچاہے تاکہ وہ گریفو کی طبیعت کا بھی امتحان کرتا آئے اور ایک پرچہ تصویر کا بھی لیتا آئے اس کے کو سب اہل مشورہ نے نہایت پسند کیا اور اسی وقت ایک عورت مس کیولن نامی کو تجویز کرکے پوشیدہ تو ہالسک کی جانب روانہ کردیا کیونکہ اس عورت کے بدن پر مردانہ لباس خوب سجتا ہے اور آواز بھی اسقدر سخت ہے کہ اگر محل والے مس کیولن کی عوض میکیولن کہتے ہیں تو بھی معنی زبان انگریزی میں مذکر کے ہیں غرض مس کیولن شاہزادی سے رخصت ہوکر چند روز میں گریفو کی خدمت میں پہونچی اور حسب موقع و محل شاہزادی کا اشتیاق ملاقات بیان کرکے تصویر کی خواستگاری ہوئی اتفاقیہ اوس ایام میں پرنس گریفو کو بخار آتا تھا اور کوئی تصویر ایسی عمدہ اوسکے پاس موجود نہ تھی جو معشوق کے پیشکش کے قابل سمجھی جاتی فرمایا اے مس کیولن اگرچہ ایسے موقع پر تمہارے لازم تھا کہ تصویر کے بہانہ سے خود دربار دولت پر حاضر ہوکر اپنا چہرہ شاہزادی کے سرکار میں لکھواتا لیکن کیا کروں مجبور ہوں شدت تپ مہاجرت سے کہیں کا آنا جانا یا تصویر کھچوانا تو درکنار سمجھ اکریوٹ بدلنا بھی دشوار ہے تو جاکر میری طرف سے دست بستہ گذارش کردے کہ بالفعل غلام کو اس حکم کی تعمیل سے معاف رکھا جائے انشاء اللہ تعالے عنقریب بفرض صحت شبیہ صحیح اسی زمانہ کی تیار کرواکے پوشیدہ کسی معتمد کے ہاتھ خدمت عالی میں ابلاغ کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ یہی عنایت بے نہایت ہمیشہ میرے حال کثیر الاختلال پر مبذول رہے کیونکہ تصویر کا طلب فرمانا اور اپنا اشتیاق جتانا محض حضور کے لطف و کرم میں داخل ہے میرے نصیب ایسے کہاں کہ بجائے دلربائی کے آپ جیسی مزاج محبوبان کو دلداری کا خیال آوے شعر

من کہ باشم کہ بران خاطر عاطر گذرم	لطف ہا میکنی اے خاک درت تاج سرم

جملہ تقریر بنبہ بست کیولن نے شہزادہ سے واپس آکر شاہزادی کی خدمت میں گذارش کردی اور اپنی طرف سے گریفو کے حسن صورت اور حسن سیرت کی اس درجہ تعریف و توصیف بیان کی کہ مس وٹرم کو پہلے سے بھی زیادہ خلجان پیدا ہوگیا کہنے لگی خدا خیر کرے اخیر بات بد نظر آتے ہیں اگر یہ بھی کلجگ چندے اور رہے یہ عالم میں پڑی ہی تو واللہ میں ہرگز اپنی طبیعت کو نہ سنبھال سکوں گی دل پہلو میں نوک خار کا کام دے رہا ہے اور آنکھیں ظاہر طوفان برپا کرنے کا تہیہ کرتی جاتی ہیں قطعہ

ناز کہ دام رشتہ گوہر شہ باز تنگ	این دیدہ تنگنا گوش کہ دارد شندر رشتہ گلدستہ زیادش زن زار
آن توتہ گل جا بدہ آغوش کہ باز	

درنی الواقع اوس دن سے شاہزادی کا حال ایسا تباہ ہوگیا جیسا کسی عاشق ستم دیدہ کا ہوتا ہے نہ وہ چھپانا رہا نہ وہ تحمل لگانا کہ اوقات تو خاموش رہتی تھی اور جو کبھی کچھ بولنے کو جی بھی چاہتا تو مجولیوں سے فراغت تھی خدا کے واسطے

تم سب ملکر شافی مطلق کی درگاہ مین گریفو کی صحت کیواسطے دعا کرو تاکہ اوسکو اپنی تصویر روانہ کرنے مین کسیطرح کا عذر باقی نرہے اور مس کیولن سے کہو وہ ہمیشہ روس کے آنے جانے والون کی درپردہ خبر لیتی رہے ایسا نہو کوئی آدے اور بیاتک بار نہ پاسکے چنانچہ مس کیولن بموجب حکم کے روزمرہ ایک ایک کارواانسرائے مین مرمارہ بھیس بدلکر جاتی تھی اور ہرکہ ومہ سے دریافت کرکے خالی ہاتھہ پھرآتی تھی جب برفتہ برفتہ اٹلیلین وہان پہونچا جیسا کہ اوپر گذارش ہوچکا ہے تو موافق معمول کے اسکے پاس بھی وہ روڈری آئی (یعنی مس کیولن) اور بخوبی مولد و منشا تحقیق کرکے کہنے لگی آپکے پاس کوئی پرچہ شاہزادہ روس کی تصویر کا تو نہوگا چونکہ عشاق کو رقیبکے نام سے سوسوطرح کے خیال پیدا ہوتے ہین اٹلیلین نے پوچھا آپکا اس استفسار سے کیا مطلب ہے جواب دیا جبتک چند روز سے یہ خبط سا گیا ہے کہ جسقدر دنیا مین بادشاہ یا شاہزادے ہین اون سبکی تصویرون کو جمع کرکے ایک مرقع تیار کیجئے لیکن خداوند کریم نے اسقدر قدرت نہین دی ہے کہ زر کثیر صرف کرکے اپنے اس منشا کو پورا کیا جائے اسواسطے جو کوئی سفیر یا سوداگر غیر ملک کا کسی تقریب سے یہان وارد ہوتا ہے اوسکی خدمت مین حاضر ہوکر طرح طرح کا اپنی تمنا کو بیان کرتا پڑتا ہے چنانچہ اسیطرح بہت سی تصویرین جمع بھی کرلی ہین اگر آپکے پاس موافق میرے گمان کے شاہزادہ کی تصویر موجود ہو تو للہ دریغ نفرمائیے آپ کا یہ احسان تادم واپسین میری گردن پر رہیگا اس تقریر سے اٹلیلین کا اور بھی دل پکڑا گیا یعنی سوچا یہ شخص کہین مس وطرم کا بھیجا ہوا تو نہین ہے کہا بیشک تصویر تو اوسکی میرے پاس موجود ہے لیکن افسوس ایکہ ایسے زبردست شخص کی امانت ہے کہ مین بغیر اوسکے حکم کسیکو دے نہین سکتا یہ کلمہ زبان سے نکلتے ہی کیولن کو یقین ہوگیا کہ یہ وہی شخص ہے جسکا پرنس گریفو نے وعدہ فرمایا تھا بولی واللہ اس امانت کا سوائے ہمارے کوئی مستحق نہین رہتا آپ بلاتشویش وہیچ مکھ عنایت کردیجئے اور ساتھ ہی تمام تصدیعے تو بالسک جانے کا شاہزادے کے وعدہ فرمانے کا محبت کی خانہ خرابی کا مس وطرم کی بیتابی کا جو کچھ گذرا تھا من اول الی آخرہ کہہ سنایا اگرچہ اس ماجرے کے سنتے ہی بے ساختہ اٹلیلین کا یہ جی چاہا کہ ابھی گریبان کے پرزے پرزے اوڑا کے پیرہن کی کفنی بنا کے سر شوریدہ کسی دیوار یا در سے دے پٹکے لیکن یہ خیال آگیا جب مرنے ہی پر کمر باندھ لی تو دیدار کی حسرت تا یوم قیامت کیون باقی رکھئے گو اوس عیار کی بیوفائی مین کسیطرح کا شک نہین مگر مجکو تو بموجب قاعدہ کے وفا کے سارے ارکان روبقبلہ ہی ہوکر ادا کرنے چاہئین یہ سوچکر نہایت جوانمردی سے فوراً دلکو قابو مین کرلیا اور کہا اے مس کیولن اگرچہ مجھے تصویر تمہارے حوالہ کردینے مین کسیطرح کا

عذر نہین ہے لیکن شاہزادے نے دست بدست دینے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے ایسی ترکیب سے دینا کہ ہرگز کسی غیر بشر کو اطلاع نہونے پائے مس کیولن نے کہا بہت اچھا مین حضور انور سے جاکر عرض کرتی ہون جیسا حکم ہوگا ابھی آپکو مطلع کر جاؤنگی یہ کہکر خوشی خوشی شاہزادی کی خدمت مین دوڑی گئی اور سارا حال ایلیین کے آنیکا گذارش کرکے خاص اوسکی تمنا ہی بیان کردی فرمایا شکر ہے کریم کارساز کا آج مدت مدید بعد یہ میری زبانی یہ مژدہ سننے مین آیا لیکن یہ کہو وہ تصویر ہمارے پاس تک کب پہونچیگی اور اوسکی ملاقات کے واسطے کونسی جگہہ تجویز کرنی چاہیے کسی سہیلی نے عرض کیا خداوند نعمت پرانا باد شاہی باغ اس کام کیواسطے نہایت مناسب ہے کیونکہ وہان بہ سبب بعد مسافت کے کبھی کسیکا گذر نہین ہوتا فرمایا ہان بات تو بہت ٹھیک ہے لیکن ہمکو احتیاط آج ہی اوس باغ مین چل رہنا چاہیے تاکہ اپنی مرضی کے موافق پہرے چوکی کا انتظام کرلیا جائے اور ایلیین کو حکم بھیجدین کہ وہ کل علی الصباح کسی عورت کا بھیس بدلکر بیوشیدہ شاہزادے کی تصویر لے آوے غرض اسی رائے پر سب نے اتفاق کیا اور مس کیولن اوسی روز ایلیین کو اس حکم سے مطلع کرکے آپ مع تمام رازدار سہیلیون کے بادشاہی باغ مین جارہی اتفاقیہ دوسرے روز ایلیین کو کچھہ دیر ہوگئی یعنی وہان قریب پہر بھر دن چڑھے کے پہونچا کیونکہ راستہ بہت دور کا تھا اور مس ولڈرمنے گھڑی بھر رات سے دیہوم مچا رکھی تھی کہ ہے ہے اب تک تصویر نہین آئی دیکھئے آج بھی میری مراد پوری ہوتی ہے یا نہین ہر چند سہیلیان اور ہرا دو ہر کی باتون مین لگاتی تھین مگر وہ ایک کی نہین سنتی تھی آخر مس کیولن نے نہایت بیتابی دیکھکر عرض کیا اے جہان پناہ جب تک ایلیین تصویر لاوے ہم سب ملکر اوسی مینا بازار کی نقل کرین جو حضور نے خواب مین دیکھا تھا فرمایا دل تو اس حیلہ سے بھی بہلتا نظر نہین آتا لیکن تمہاری خاطر منظور ہے یہ کہکر پہلے تو دو عورتون کو مردانہ بھیس بدلوایا بعدہ ایک بڑی چوڑی روش کو جو بہت سے گنجان درختون مین واقع تھی صاف کرواکے حکم دیا کہ سب سہیلیان مختلف قسم کے پھول چن چنکر اپنی اپنی چنگیرون مین بھرلی جائین اور اسی روش پہ میرے برابر برابر بیٹھتی جائین جب سب بیٹھہ چکین تو ایک سہیلی نے موافق تعلیم کے ستوڑے سے گلابکے آزے پھول جمع کرکے عرض کیا خداوند نعمت یہ پھول چونکہ حضور کے عارض گلگون سے نہایت مشابہت رکھتے ہین اس واسطے مین امید کرتی ہون کہ اسکے خریدار بہ نسبت اور پھولون کے زیادہ پیدا ہون یہ سنتے ہی مس ولڈرمنے خفگی کی صورت بناکے ایسی غضبناک آنکھون سے اوسے گھورنا شروع کیا کہ وہ بیچارے مارے خون کے اپنی چنگیر یکبر

بہت دور ایک روش پر جا بیٹھی ابھی بیٹھے دیر نہوئی تھی کہ وہ ہی دونوں خواصین جنہیں مردانہ لباس پہنایا گیا تھا بطور خریداروں کے آگے پیچھے اوسی روش پر ہو کر گذرین جنہیں سے اگلے نے تو جاتے ہی اوس چنگیر میں ہاتھ ڈالدیا اور پچھلی بیقرار شکل بنا کے بہ نگاہ حسرت و یاس دور سے اون پھولوں کی زیارت کرنے لگی شاہزادی نے یہ معاملہ ملاحظہ فرما کے چپکے سے اوس خواص کو اشارہ کیا کہ خبردار اس گستاخ سنگدل آدمی کے ہاتھ پھولوں کے پہنچنے کا قصد نہ کیجیو مگر وہ تو سکھائی پڑھائی ہوئی تھی اوس اشارہ کو جانتی کب تھی بلا تکلف اوسی سے مول تول چکانے لگی اس پر شوخ و شرم نے ناک بھوں چڑھا کے اوسکی طرف سے مونہہ پھیر لیا اور خدا جانے کیا کیا اپنے ہونٹوں ہی ہونٹوں میں بڑبڑانے لگی اتنے ہی میں خدا کی قدرت سے الیلین بھی وہاں پہونچگیا اور ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے خاص اونہیں درختوں سے سر جا ٹکرا لا جہاں مس شوخ و شرم خواص کیطرف سے مونہہ پھیر کر آنکھیں لڑا رہی تھی بس آپس میں شہباز نظر کا ملنا تھا اور دونوں کے زخم جگر کا چھلنا ادہر تو الیلین کلیجہ پکڑ کر بیٹھ گیا ادہر شاہزادی نے ایک آہ سرد کھینچکر فرمایا ہائے یہ وہ ہی غیرت یوسف ہے جسنے خواب میں میری عقل و خرد کا قافلہ لوٹا ہے **مثنوی**

بخوابم دوش زیبا این نمود است	شکیب و جان شیرین این ربود است
بدن در تب بدل در تاب از بیم	زدیدہ خون خون اب از بیم

مس کیولن نے عرض کیا ضد و نعت ذرہ غور سے ملاحظہ فرمائیے یہ روس کا شاہزادہ نہیں اوسکا فرستادہ ہے جو سودا اے دیوانی مجھے روس کے شاہزادہ سے مطلب ہے یا اپنے دل دادہ سے اگر اوسکا قبضہ روس پر ہے تو اسکا سودا دل مایوس پر وہ صرف ایک ملک کا بادشاہ ہے یہ میرے جان و ایمان دونوں کا پشت پناہ یہ کہتے کہتے ضعف سا جو آگیا دہین کی دہین فرش خاک پر ہاتھ پاؤں پھیلا کر لیٹ گئی اور کہا **شعر** بسکہ ہا تا رہی شب ہائے غم خوکردہ بود ثابت پروانہ در پائے چراغ آرام یافت ۔ یہہ حال دیکھتے ہی ساری سہیلیاں دوڑ پڑیں اور بیتاب ہو کر کوئی تلوے سہلانے لگی کوئی رومال کا پنکھا بنا کے ہلانے لگی کسی نے بٹی کے عاشق و معشوق ڈھیلے کر دئے کسی نے گلاب کے پھول چنکر نتھنوں کے پاس دہر دئے اس تدبیر سے شاہزادی کا کچھ کچھ دل جو ٹھیرا سیدہی اوٹھکر الیلین کی بالین چلی آئی اور فرمایا **قطعہ**

یک داغ بر دلم ز خیال رخ تو بود	رویت وا مہ بود بنظر آمد یکے دو شد
شاخ خدنگ غمزہ بدل بود گوشہ گیر	تیر کرشمہ بر جگر آمد یکے دو شد

یہہ آواز شیرین اوس رشک مسیحا الیلین کے حق میں بعینہ قم باذنی کا کام کر گئی یعنی فوراً یہہ شعر کسی شیدائی کا پڑھ کر تعظیماً کھڑا ہو گیا **شعر**

زنده دیگر دم پس از مردن چو برابگذری | میشو بیدار چون بر خفته آید آفتاب | بعد نهایت ادب سے چاہتا تھا کہ جھک کر خاک کف پا کو بوسہ دے کہ مس وشم نے اوٹھا کے چھاتی سے لگا لیا اور ہاتھ پکڑ کے تھلتے تھلتے خاص تخلیہ کے کمرے مین لے پہونچی وہان جاکر پوچھا اے میرے پیارے بتا تو کون ہے اور یہان تیرا کسطرح آنا ہوا **مثنوی**

بگو ای این جمال و دلستانے | کہ در اصل ز کدامی خاندانے | درخشان گوہرے کانت کدام است | اگر امی شاہی ایوانت کدام است

ایلیسن نے کہا کیا خوب بھلا بے اقتنائی ہو تو اتنی تو ہو **شعر** مکر جانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے ؎ سبھون سے پوچھتا ہے اسکو کسنے مار ڈالا ہے ؎ اے ستم شعار کیا تجھے نہین معلوم مین تیرے گیسوے خمدار کا گرفتار ہون اور راسی کالے کا منتر پوچھنے یہانتک دوڑا آیا ہون اگر ابھی سے یہ تجاہل اور تغافل ہے تو آیندہ کا خدا حافظ **شعر**

دل را بتار زلف کمندے تو بستہ ام | بر من جفا و جور کمن دل شکستہ ام | تہیہ کہکر سارا قصہ اول سے آخر تک کہدیا یا اور عرض کیا اے جانی جس روز سے تیری تصویر پرنس گرلیفو کے پاس پس پشت کمرے ہو کر دیکھی ہے واللہ نہ مین دل کے قابو مین ہون نہ دل میرے قابو مین **شعر**

من ز دل تنگ و دل ز من تنگ است | صحبت ما چو شیشہ و سنگ است

تہیہ حال سنکر مس وشم بہت مسکرائی اور اپنی سہیلیون کیطرف مخاطب ہو کر کہنے لگی سنا تم نے میرے خواب کی تعبیر ہے جو ایلیسن نے بیان کی ہزار ہزار شکر ہے اوس خدائے بزرگ و برتر کا جسنے آج میری طبیعت کا خیال دور کیا اور اپنے محبوب مرغوب کی صحبت سے مسرور **مثنوی**

شدم با ناز نین خویش ہمراز | سزد اگنون کہ بر گردون کنم ناز
درین عشرت سرا بیغم چو من کیست | پس از پژمردگی خرمی چو من کیست
در آمد سیلے از ابر کرامت | بدریا بر دو از رگیم سلامت
بر آمد از افق تابندہ ماہے | بکوی دولتم بنمود راہے
در آمد ناگہان خضر از درمن | آب زندگی شد بامن و رمن

فقہ مختصر ایلیسن ایک ہفتہ تک برابر اوسی باغ مین داد عیش و نشاط دیتا رہا اور ایام ہجر کا عوض لیتا رہا جب دن رخصت کے پورے ہوگئے تو مجبور مس وشم سے اجازت لیکر کرہ اول پر چلا آیا اور بموجب سند نیابت کے اختیارات قلعہ داری حاصل کرکے اپنے کام مین مصروف ہوگیا اے کہ ایلیسن نے چلتے وقت شاہزادی کی خدمت مین اپنا نشان دل بھی ظاہر کر دیا تھا اور اوسنے بھی وعدہ واثق فرمایا تھا کہ

انشاء اللہ تعالے زندگی ہے تو مین ضرور موسم بہار مین کوہ ارل پر آونگی اور جو تو کہیگا بسر و چشم سمجھ لاونگی لیکن افسوس یہان موسم بہار پہونچنے سے پہلے ہی گلشن عمر پر خزان آگئی یعنی حضور نے بے تصور و بے رول فرماکے جیتے جی ہم دونون کے گلے پر چھری پھیر دی اب سوائے اسکے کوئی علاج نہین ہن پڑتا کہ خنجر آبدار اپنا ہمارا اور کیسکا ہر کے تمہارا یا دونکے بے دریغ

کلیجہ پر بیٹھے فرد

دواغ می باشد علاج زخم چون اسور شد	دروے دران مارا چارہ دردیگر است

تیغہ آبدار جیسے انور سنتے ہی شاہزادہ سبحان رقاب پوش کا شفقت سے دل بھر آیا فرمایا فی الواقع تم لوگ واجب الرحم ہو اگر ہم ایسا جانتے تو ہرگز تمہارے زخم جگر کو ہاتھ نہ لگاتے لیکن جو تینے تدبیر اپنے معاملہ مین سوچ رکھی ہے زنہار قابل اطمینان نہین کیونکہ آجکل ملک یورپ کے اکثر حصون مین آتش فتنہ و فساد مشتعل ہو رہی ہے امید نہین کہ شاہزادی حسب وعدہ کوہ ارل پر تشریف لاوے اور جو بالفرض محال وہ آئے بھی اور تم لے بھی بھاگے تو تمام عمر چھپتے چھپتے گذر جائیگی اتنی فرصت کہان پاوگے کہ کہین آرام سے بیٹھو باشرت وصال کی حلاوت سے کام و دہن کو کامیاب کرو پر ایسے وصل سے تو میری دانست مین ہجر ہی بہتر ہے

شعر

چنین کہ بہ دولت راز غصہ سوون	ہزار بار بہ از بوون است نابوون

ڈکوار اوتیلین نے عرض کیا یہہ بھی ایک ایام مہاجرت کی دل لگی تھی جو شدت رنج والم سے گبرا کر ہم دونو کر بیٹھے ورنہ ہماری ایسی قسمت کہان کہ محبوب کے قدمون تک دسترس ہو یا چرخ کینہ پرور ہمارے حال سراپا ملال پر رحم کھاوے کیا سنا نہین

شعر

ہزار دل شکند تا یکے درست کند	فلک طبیعت خاکر دشیشہ گر دارد

شاہزادہ نے فرمایا اب تم ایسے کلمات یاس اپنی زبان سے نہ نکالو خدا نے چاہا تو عنقریب ہم یہہ خار مفارقت تمہارے کلیجہ سے نکالے دیتے ہین لیکن بالفعل تمکو ہمارے کام مین مدد دینی پڑیگی عرض کیا اس قابل تو ہم نظر نہین آتے لیکن ہان جو حکم ہوگا اوسکی تعمیل سر آنکھون سے بجا لاسکتے ہین فرمایا بالفعل ہمکو صوبہ آرچنجل کا فتح کرنا منظور ہے سنا ہے کہ تم مین سے ایک شخص ہمارے پاس موجود ہے اور ایکلاسٹر بم والی ملکہ آرچنجل کی خدمت مین حاضر ہو کر بنا فقانا اوسی رسوخ پیدا کرے باقی جو کچھہ ہم ہدایت کرین یا آیندہ وقتاً فوقتاً کرتے رہین اوسپر کاربند ہوا قیاس کیا یہہ کونسا لنبا چوڑا کام ہے سو تو واللہ آپ حضور کے قدم مبارک پر جان تک نثار کر دینے مین کچھہ دریغ نہین

شعر

من نہ آنم کہ سر از خط وفا بر دارم	چون قلم گر چہ بسازند ز بند	عرض شاہزادہ عالی تبار نے بعد اطمینان کامل اوسی جلسہ مین بصلاح کید بگر ہم آرچنجل کی نسبت گفتگو طے کر کے ڈکو کو آرچنجل بھیجہ یا اور شاہزادہ

سنو پھر وغیرہ کو قلعہ جات کوہ آرل کے مختلف مقاموں مین (جیسا کہ سابق مین بیان ہو چکا ہے) روانہ
فرما کے سارے سامان جنگ مہیا کرلئے **فوج کشی کرنا اسٹریم کا قلعہ آرچنجل پر ترغیب سے مسٹر ڈکو**
کے اور فتح یاب ہونا شاہزادہ سبحان کا ایک حکمت عملی سے کہا ہے کہ ڈکو نے خلعت رخصت
عنایت ہونے کے بعد ۲۰ فروری ۱۸۶۸ء روز شنبہ کو دارالریاست آرچنجل مین پہونچکر موافق ارشاد شاہزادہ سبحان
والا دودمان کے ایک عرضی اس مضمون کی کسی خواص خاص کی معرفت اسٹریم کی خدمت مین گذرانی کہ مین ڈکو قلعہ
آرچنجل کا نائب سابق ملازم بادشاہ پولینیڈ نلک کجو فتار کے ہاتھ سے ایک زخم کاری کھا کر حضور کے دامن دولت
مین پناہ لایا ہون اور کچھ زبانی گذارش کرنا چاہتا ہون فرمایا اچھا آوے اور صاف صاف اپنا منشا دلی بیان
کرے اسنے جاتے ہی مراسم عبودیت ادا کرنے کے بعد ایک تمہید معقول اوٹھا کر التماس کیا خداوند نعمت میرا چچازاد بھائی
ایلیلین جو قلعہ تیرم کا نائب تھا بالفعل ایک سوزی کے چنگل مین اسیر ہو گیا ہے اگر بادشاہ بہ نظر پروش اوسکے حال
رحم وکرم فرماوے تو نا بعد امراس علیہ عظمی کے شکریہ مین قلعہ آرچنجل کو لڑے کٹے حضور کے ہاتھ سے فتح کرا سکتا ہے
وہ تو مدت مدید سے اس فکر مین رہتا ہی تھا کہ کسیطرح قلعہ آرچنجل میرے تصرف مین آجائے نہایت شفقت سے فرمایا
وہ کہان قید ہے اور کیونکر قید ہوا جواب دیا مفصل یون ہے کہ چند روز سے والی ملک پولینیڈ نے ابراہیم ترک
کے عوض ایک شخص سبحان نامی کو عہدۂ قلعہ داری سے معزز فرماکر کوہ آرل پر بھیجا ہے یہ شخص ایسا بد باطن کوتہ
اندیش شکیلو رتند مزاج ہے کہ تمام سپاہ جسکے ہاتھ سے الامان الامان پکارا وٹھا ہے شاید حضور نے بھی سنا ہوگا
کہ ایکے بڑے دن کاروبار انہین ذات شریف کی خوبیون سے کسی قلعہ مین نہین ہونے پایا اور کوتہ اندیشی سے نائب قلعہ موصوف
جو پرانے نمک خواران شاہی مین سے تھا ایک ادنی بات پر کوہ آرل کی سرحد سے باہر نکلوا دیا گیا لیکن غلام کو ان
بے معنی جھگڑون سے کیا غرض صرف اپنا مطلب گذارش کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ بعد معزولی کو نٹرا کے مجھکو اور میرے
بھائی ایلیلین کو حکم ہوا کہ تم دونون بھی تین چار روز مین اپنا بندوبست کرکے اس پہاڑ سے نیچے اوتر جاؤ ہم نے بسوخ
عزت تخلیہ مین لیجا کر گذارش کیا اگرچہ تا بعد اونکو یہان سے چلے جانے مین کسیطرح کا عذر نہین لیکن براہ بندہ پروری
سمجھ ہمارے قصور سے بھی مطلع فرمایا جائے تو نہایت احسان ہو فرمایا بالفعل سمجھ والی چرم سے ابراہیم ترک کے فراغت
کا عوض لینا منظور ہے اور بعد کامیابی کے آرچنجل اور موسکو کی سیر کا بھی ارادہ ہے پس ایسے حال مین چونکہ سوائے

اپنے مصاحبین خاص کے کسی غیر کا اعتبا ا ا ہو سکتا اسواسطے حکمو موقوف کیا جاتا ہے باقی ہم یہہ نہین جانتے قصور کسکے کہتے ہین اور تابعداری کے کیا معنی الیلین نے کہا اگر فی الواقع حضور کا یہی منشا ہے تو ہم خود اس جگہہ کا رہنا پسند نہین کرتے آپ بلا تکلف جسکو چاہئے ہماری جگہہ مقرر فرمائے لیکن اتنی نصیحت کر دینا ہمارے اوپر بیشک واجب ہے کہ یہہ تینون قلعے نہایت محنت و جانفشانی سے ایک عرصۂ بعید مین حاصل کئے گئے ہین ایسا نہو خیر خواہی کے لالچ مین آپ ناحق انکو بھی ہاتھہ سے دے بیٹھین حکمانے کہا ہے مقابلہ کیواسطے اپنی قوت و شوکت دشمن سے زیادہ ہونی چاہئے اگر ایسا نہو تو برابر کا مقابلہ ہونہ کہ برعکس اسکے آپ ضعیف ہوا ور دشمن زبردست جیسے لوہڑی کی لڑائی غیر کے ساتھہ بھلا والیان ملک پرہم وغیرہ کا مقابلہ اگر آسان ہوتا تو ابراہیم ترک کو وہ پیکر با وجود اس ہیبت اور عظمت کے کسلئے درگذر کرتا اور فریزر ہمارا دلی نصیحت اب تک کیون خاموش بیٹھا رہتا کیا آپنے سنا نہین مشہور قول ہے بیت

ہمان کہتر کہ با مہتر ستیزد	چنان افتد کہ ہر گز برنہ خیزد

یہہ نصیحت اوس ظالم کو ایسی ناگوار گذری کہ بغیر نشیب و فراز سمجھے اوسیوقت الیلین کو پابزنجیر کرکے محبس مین بھیجدیا اور مجھے زبردستی پہاڑ سے نیچے اوترو ادیا نہ یہہ سوچا کہ کیون ہین نہ یہہ خیال آیا کہ یہہ کیا کہتے ہین اب سینے مین آگ کے شعلے سے اٹھہ رہے ہین اور کلیجہ کباب کیطرح پڑا بھنتا ہے

مثنوی	
زکینہ ہمہ پاک دل خستہ ایم	کمر بر میان جنگ را بستہ ایم
فدائے تو با دا ہمہ جان ما	سر اسر بر نیست پیمان ما

اگرچہ پہلے ارادہ ہوا تھا کہ فہرا رسا مین جاکر خاص بادشاہ سے اس بیدادگی کی داد زیادہ کیجئے لیکن دل نے کہا جسنے ایک اجنبی شخص کو بغیر استحقاق سابقہ اسقدر اختیار دیدئے ہین وہ ہماری کاہیکو سنیگا چلو آپنے چلکر اپنا درد دل بیان کرو اگر کسی نے رحم کھایا فبہا الا دور نہ شاہنشاہ روس کی خدمت مین حاضر ہوکر اسکا استغاثہ کرینگے شعر

اگر دشمن از تیغ دارد ستیز	مرا ہم سنان زبان است تیز

اسٹریم نے کہا سنین نہین تمکو در بدر پھرنے کی کیا ضرورت ہے جو کچھہ سامان کہوگے انشاء اللہ تعالے اس جگہہ مہیا کر دیا جائیگا خواہ پہلے اپنے بھائی کو چھڑانا خواہ قلعہ آرچنجل کی بھی

شعر	
من اگر خویش را نی شایم	دیگرے را چہ سان بکار آیم

ابھی فکر کو اسکا کچھہ جواب نہ دینے پایا تھا کہ لارڈ میلرن شن وزیر آرچنجل ہاتھہ باندھہ کر کہڑا ہوگیا اور عرض کیا خداوند نعمت ایسے معاملات نازک مین اسطرح بے محابا ہر گز حکم دے بیٹھنا نہین چاہئے مجھے یہہ شخص از سر تا پا زہر کا بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے اور اسکی باتون سے خود بخود بو نفاق کی چلی آتی ہے اول سے آخر تک جو کچھہ اسنے بیان کیا سب غلط اور بعض مصنوعی قصہ ہے کون جان اور

کہ جس آپس کی دشمنی فرزانہ و عقل کا پتلا ہے کہ ایک مدبر صائب ہین زمین و آسمان جانب توجہ سے اوکہار کر بیٹھ اوسے اوس سے کب امید ہوسکتی ہے کہ ایسے مفسد آدمی کو مقرر کرکے ناحق اپنے حق مین کانٹے بوبیٹھتا اور جو بالفرض محال اوکو سچا بھی ہے تو ہمکو خلاف عقل و نقل اپنی تدبیر سے غافل ہوجانا کب زیبا ہے کیا حضور کے گوش ہوش تک یہ شعر نہین پہونچا شعر | بقول خصم بد اندیش غرہ متوان شد | کسیکہ پشین عائشت پشیمان شد | بادشاہ نے فرمایا یہ صحیح لیکن ابھی دو روز کا ذکر ہے کہ تم خود کوہ ارل کے اخبارات مین بعینہ یہہی قصہ جو تم کو بیان کرتا ہے تمکو پڑھا چکے ہو پھر اب کیا ہوگیا جو اسکے قول کا اعتبار نہین کرتے عرض کیا جہان پناہ وہ تصعیب ہی تھا سچا اور قابل اعتبار کے تھا کہ تم کو یہان نہین آنا تھا اب اسکے آنے سے صاف ثابت ہوگیا کہ جو کچھ امیرزادہ سبحان سے ظہور مین آیا وہ سب ہمارے ہی گلے پر چھری چلانیکے واسطے تھا پہلے ہم اوسے بیوقوف اور نا تجربہ کار جانتے تھے تو معلوم ہوا کہ اوسکے برابر دوسرا عقلمند پیدا نہوا ہوگا ہان اگر تحلیہ کا حال بھی ہمارے وقایع نگار کی معرفت ٹھیک ہمکو پہونچ جاتا تو کیا مضایقہ تھا اسقدر حجت نہ نکالنی پڑتی اب تو جہانتک زبان یاری دیگی غلام یہہ ہی گذارش کریگا شعر

| دشمن دوستی چنان دست | کہ یک جا جمع کردن آب و آتش | تم کو نے جو دیکھا اسٹریم وزیر کی باتون پر زیادہ متوجہ ہوتا جاتا ہے ایسا نہو بنا بنایا کام بگڑ جائے کہنے لگا غریب پرور ٹلین تم پہنچ عرض کرتا ہے اگر ایسا ہوا ہے کہ دشمن نے دوستی کے پردے مین اپنی چالاکی سے تقرب حاصل کرکے دریف کا کام تمام کرنا چاہا ہے لیکن وہ تاہنگ گذر چکین اور ہر کہ دمہ اون سے واقف ہوگیا اب اگر کوئی اونہین طریقون سے دشمن کو اپنے تئا ہین لانا چاہے تو محض اوسکی بیوقوفی ہے آپ ہرگز ایسا خیال اپنے دل مین نہ لائین اور جو شاید یہہ ہی امر ذہن نشین ہوگیا ہو تو ایک آسان ترکیب ہے مجھے نظر بند کردیجیے جب سجنی قلعہ آرخینل پر آپکا تسلط ہوجائے تو چاہئے اس کارنمایان کے صلہ مین میرے بھائی کے ساتھ سلوک کیجیے گا چاہے نہ کیجیے گا کیونکہ مطلب جو سبحان کے زک دینے کا ہے وہ ہر طرح حاصل ہوہی جائیگا شعر | نشادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی | گو نشست خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد | اور یہہ تو سوچنے اگر مجھے زیبا کہ زمانہ ظہور ہوتا تو فریب اس والی پرم کے پاس نہ جاتا جسکے باعث یہہ سارا فساد پیدا ہوا ہے حضور کی خدمت مین کیون حاضر ہوتا لیکن مین قلعہ پرم کے حالات سے بخوبی واقف نہین اوسکے پاس جاکر کیا کرتا شعر | در و ندیم و فہر میدہ از سوز درون | من ہم خاک ولیکن نہ چشم تر ما | اسٹریم نے پھر اپنے وزیر کی

طرف دیکھکر فرمایا اب تم اس معاملہ مین کیا کہتے ہو عرض کیا امان دینا تو اسکو کسی صورت مین جایز نہین لیکن خیر اگر حضور کی یہہ ہی مرضی ہے تو مین مجبور ہون تھوڑی سی سپاہ اسکے ہمراہ بھیجکر جھوٹھ سچ کا امتحان کرلیا جائے ٹوکو نے کہا استغفراللہ اسطرح تو تھوڑی سپاہ کیا بہت کا ہی وہان گذر نہین ہوسکتا گو قلعہ آرچنجل پر کاہم مقیم صرف دس ہزار سوار مستعد ہین تہنے سے ایک ہزار کو باری باری قلعہ کے اندر رہنے کا حکم ہے اور باقی کو مختلف گہاٹیون پر لیکن وہ گہاٹیان ایسی بے موقع اور کڈہب ہین کہ شاہنشاہ روس کے لشکر کا بھی وہان کچھہ زور نہین چل سکتا پھر ہین کیا فرشتہ ہون جو اوپر ہی اوپر اڑکر آپکی فوج کو قلعہ کے اندر پہونچا دونگا شعر

سخندان با ندیشہ راند کلام | کہ بے فکر باشد سخن ناتمام

بادشاہ نے فرمایا پھر بجائے خود اوسکے فتح کرنے کی کیا تدبیر سوچی ہے جواب دیا خداوند نعمت افسران فوج حریف مین سے کپتان مگرو اور کپتان گریوس جنکو مین اپنی تقریر دربار اپنے ہمراہ قلعہ آرچنجل پر لیگیا تہا امیرزادہ سجان کی بدمزاجی کے باعث اس مشورے مین شریک نہین ہوئے اور حلفاً اقرار کرچکے ہین کہ جسطرح تو اس معاملہ مین کہیگا ہم بسر وچشم بجالائین گے میرا منشا ہے کہ پہلے ایک شخص معتمد بطور مخبری اونکے پاس بھیجکر یہہ خبر منگائی جائے کہ اگر وہ یا گریوس کی باری قلعہ مین رہنے کی کب آویگی اور ہم کس گہاٹی کی راہ اونکی مدد سے بآسانی قلعہ تک پہونچ سکتے ہین جب اسکا جواب شافی آجائے اور وہ ہی کوئی تاریخ بھی مقرر کردین تو ٹیلین ٹن صرف دس ہزار سوار منتخب اپنے ہمراہ لیکر پوشیدہ اوس طرف کو روانہ ہوجائے یقین ہے وہ بموجب اپنے وعدہ کے گہاٹی پر بھی مزاحمت نکرین اور قلعہ کا دروازہ بھی بلا عذر کھول دین باقی اندر پہونچ کے ٹیلین ٹن جانے اور ٹیلین ٹن کا کام لیکن جس گہاٹی سے یہہ اپنا لشکر پہاڑ پر لیجائے اوسپر احتیاطاً پانچ ہزار آدمی چھوڑتا جائے تاکہ یہ فریب دوبارا اوسپر قبضہ کرکے ہمارے لشکر کا راستہ مسدود نکردے کیونکہ بعد فتح ہوجانیکے قلعہ کے یقینی سجان چارون طرف سے فوج جمع کرکے ٹیلین ٹن کا محاصرہ کریگا اور حتی المقدور ہمارے لشکر کو پہاڑ پر چڑہنے سے باز رکھیگا اوسوقت اگر کسی راستہ سے ہماری سپاہ اوپر پہونچ گئی تو بالبداہتہ ایک ایسی سہل اور عمدہ ترکیب دشمن کے قلع وقمع کرنے کی سوچی ہے کہ شاید حضور ہی اوسے سنکر بہت پسند فرماوین وہ ترکیب یہہ ہے کہ قلعہ آرچنجل کے گرد کہائی سے تھوڑی دور فاصلہ پر ایک سرنگ مختلف مقامون مین اس قسم کی کھدی ہوئی ہے کہ جسکو قلعہ کے اندر سے آگ دیجا سکتی ہے ایک دفعہ ابراہیم ترک نے جسکا بیان کیا تہا کہ کہہ اوپر دو سو برس کا عرصہ

ہوا جب یہ سرنگ کسی خاص مہم کے واسطے پوشیدہ تیار کرائی گئی تھی مگر چونکہ نوبت جنگ وجدال کی نہین پہونچی اسلئے ناتمام بند کرادی گئی اوس سرنگ کا پتہ تین نے مگر واور گرنیوس کو بخوبی بتا دیا ہے جب دشمن اپنا تمام لشکر محاصرہ کیواسطے جمع کرا چکے تو ٹیلین نے موافق نشاندہی اشخاص مذکورہ بالا کے اوسمین بارود بچھوا کے آگ لگوا دے امید تو یون ہے سرنگ کے اوڑتے ہی لشکر غنیم کا نام ونشان بھی باقی نرہے اور جو شاید وہ بچ بھی جاوین تو اودہر سے اہل قلعہ اور ادہر سے ہم لوگ جو بہ دکو بیچ مین گھیر کر دم بہر مین ترکی تمام کر دینگے اس حکمت سے صرف قلعہ آنچھیل ہی کا فتح ہونا نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ مین جانتا ہون اگر کوشش مین کمی نہوئی تو چارون قلعون پر یونہی قبضہ ہو جائیگا شعر

دل اگر خار جفا دید امید است کہ باز ۔۔۔ گل مقصود بچیند ز گلستان مراد

یہ تقریر سنکر اسٹر عظیم کا بلکہ ٹیلین کا بھی بالکل شک وشبہ دور ہوگیا فرمایا چاہتا تھا نے جواب کے تم کرنیلیا اسٹر نگوکے مکان پر تقیم رہو اگر اس مہم نے اسیطرح انجام پایا جیسا کہ تم بیان کرتے ہو تو دیکھنا ما بدولت کس الطاف واکرام سے تمہارے ساتھ پیش آتے ہین اور ایک شخص نسیونامی کو پوشیدہ قلعہ آنچھیل کی جانب روانہ فرمایا وہان پہلے ہی یہ تجویز ہو چکی تھی کہ کسی تدبیر سے حامیان سلطنت اور افسران فوج کو جو نامی ہین قلعہ بند کر کے سرنگ کے ذریعہ سے اوڑا دیا جائے پھر دیکھہ لینا کے اسٹر عظیم اپنے ہاتھہ پاؤن سے کیا کرتا ہے چنانچہ نسیو متوجہ ہونے قلعہ مین داخل ہوتے ہی مخفی جا بجا قلعہ کے اندر سرنگ کھودنی شروع کرا دی تھی لیکن ہنوز کچھہ کام باقی تھا کہ نسیو نے پہونچکر گرواور گرنیوس سے بادشاہ کا منشا بیان کیا گرد نے جواب دیا اگرچہ بفضلہ تعالے یکم مارچ سے میرے لشکر کی تبدیلی خاص قلعہ کے اندر ہو گئی ہے جسوقت بادشاہ تشریف لاوے اوسکا مکان ہے لیکن کل نائب قلعہ نے حکم دیا تھا کہ عنقریب کمنڈرن جیف بہ تقریب دورہ قلعہ پرم پر آنیوالا ہے ہم بیسوین مارچ کو اوسکی ملاقات کیواسطے جانا چاہتے ہین اگر بادشاہ بیسویں مارچ تک اپنے اس عزم کو ملتوی رکھے تو نہایت مناسب ہے کیونکہ اوسکی موجودگی مین گرنین دروازہ قلعہ کا کھول دونگا لیکن یہ نہین کہہ سکتا کہ انجام اس معرکہ آرائی کا کیا ہو یہان اوسکے چلے جانے کے بعد اگر بادشاہ کا ایک آدمی بھی ضایع ہو جائے تو جس عقوبت سخت کے ساتھہ چاہے مجھہ سے قصاص لے ہم یہ نہین چاہتے کہ تمہارے ولی نعمت کو ناحق تصدیعہ اوٹھانا پڑے اور ہم بیٹھے تماشا دیکھا کرین نسیو نے پوچھا اگر فوج شاہی آوے تو کہہ رہے اوسے جواب دیا گھاٹی کے بہ تین سے جہان بالفعل گرنیوس کا لشکر پڑا ہوا ہے سوائے اسکے تمام راستے مخالفون سے گھرے ہوئے ہین اور منزل مقصود سے بھرے ہوئے اگر احیانا ایک

آدمی بھی کسی اور طرف کو جا نکلا تو قلعہ کا ہاتھ آنا تو ایک جانب ہم جانتے ہین جان بھی سلامت بچ رہے تو غنیمت ہی یہہ کہکر نسیو کو اوسی روز وہان سے یہہ بہانہ کرکے رخصت کردیا کہ تمہارے یہان رہنے مین لوگون کو شبہ پیدا ہوگا ایسا نہو مطلب اصلی فوت ہوجائے شعر کارہاے این چنین آن بہ کہ پنہانی بود ۔ نہ آنشکارا گر کنی آخر پشیمانی بود ۔ نسیو نے یہہ ہی کہانی بجنسہ واپس آکر اسٹرلیڈ کی خدمت مین گذارش کردی اور آخر کار وقت معین پر ٹھیک ٹھیک اسی طرح اوسپر عمل کرلیا گیا یعنی ٹیلین ٹن حسب وعدہ بیسیوین تاریخ کو بڑے بڑے آزمودہ کار افسر اور جرار سپاہی اپنے ساتھہ لیکر قریب آدھی رات کے گھاٹی نمبر تین پر ہوتا ہوا گرنیوس کی پنہالی سے سیدہا قلعہ آنچغل مین داخل ہوگیا اور داخل ہوتے ہی دروازے قلعہ کے بند کروادیے کیونکہ گرنیوس نے راستہ مین ملاقات کرکے یہہ نقرہ دیدیا تھا کہ کسی مخبر نے تمہارے عزم سے افسران فوج کو مطلع کردیا ہے آج کی روز سے تمام سپاہی ہر وقت کمربستہ مانگون پر مستعد رہتے ہین جہانتک جلد ممکن ہو سکے قلعہ مین داخل ہوکر دروازے قلعہ کے بند کروادینا لیکن دروازے بند ہونے سے پیشتر گرنیوس بوق بازگشتی ہوکر اپنے تمام سپاہیون کو قلعہ سے باہر نکلوا دیا تھا صرف آپ ہی بیکس و تنہا ٹیلین ٹن کے پاس اوسوجہ سے رہ گیا تھا کہ میرے جانے سے اسکے دل مین کسی طرح کا شک نہ پڑجائے یا یہہ اپنے طور پر کچھہ اور بندوبست کرلیوے جب یہہ فرحت اثر قلعہ پر بہونچی جہان شاہزادہ سجان ہی بیسیوین مارچ سے آیا ہوا چشم براہ و گوش بر آواز بیٹھا تھا تو سنتے ہی جمعیت معقول لیکر تیر کیطرح چل نکلا اور آتے ہی کچھہ آدمی تو قلعہ کے محاصرہ مین شامل کردیے اور کچھہ ایک جانب دور مختلف غارون مین پوشیدہ کرکے گرنیوس سے اس مضمون کا ایک رقعہ ٹوکو کے نام تحریر کروایا کہ بفضل ایزد منان بیسیوین مارچ کو قلعہ پر بغیر کشت وخون ہوئے ٹیلین ٹن نے اپنا قبضہ کرلیا لیکن حریف روز بروز قوت پکڑتا جاتا ہے اور سپاہ اوسکی ایسی منتشر اور پریشان ہے کہ سنگ اوڑانے مین وہ فائدہ جو ہم سوچے ہوئے تھے حاصل ہوتا نظر نہین آتا اگر بادشاہ خود تشریف لاوے یا تمکو اسطرف روانہ کردے تو کوئی اور تدبیر معقول اس بلاے بے درمان کے دفعیہ کی سوچی جاوے اور چالاکی یہہ کی کہ وہ رقعہ اونہین لوگون مین سے ایک افسر کلان کی معرفت روانہ کیا جسکو ٹیلین ٹن گھاٹی نمبر تین پر چھوڑ گیا تھا جسوقت یہہ رقعہ اسٹرلیڈ کی نظر سے گذرا نہایت مسرور و محظوظ ہوکر ٹوکو کو اپنی چھاتی سے لگالیا اور کمال شفقت سے کرسی وزارت پر بٹہاکے پوچھنے لگا اب اس مہم کی کیا تدبیر کرنی چاہیے اوسنے عرض کیا منا سب یہہ ہے کہ

حضور بہ نفس نفیس صرف بیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر تشریف لے چلیں ہر چند حریف نے قلعہ ترم وغیرہ سے سپاہ جمع کرلی ہو گی لیکن کہا تک آخر وہ بھی دس دس ہزار سے زیادہ جمعیت نہیں ہے اگر پانچ پانچ ہزار آدمی ہر ایک جگہ سے آئے ہوں گے تو کل پندرہ ہزار ہوئے اگر یقین نہیں پڑتا کہ صرف قلعہ کے محاصرہ کے واسطے اسقدر سپاہ جمع کی گئی ہو بہرحال بستقدر ہو ہم انشاء اللہ تعالے جاتے ہی ہر چہار طرف سے جنگ و پیکار شروع کر کے سب کو آہستہ آہستہ خاص سرنگ پر جمع کر دینگے اور ٹیلین ٹن کو اطلاع یہیں گے کہ جسوقت یہہ لوگ سرنگ کی زد پر آجائیں تم بسم اللہ کر کے آگ دیدینا پہر اول تو سرنگ ہی سے دشمنوں کا بچنا مشکل ہے اور جو شاید کچھ بچ بھی رہے تو آتش شمشیر بلائے کو موجود ہے دیکھیں کون جان سلامت لیجاتا ہے اور کون کو مع نصرت قلعہ پر چڑھ کر بچا تا ہی ہے

بہیئم کز ما بلندی کراست	درین کار فریبندگی کراست
مگو داستانے ز دیو شنیست	کہ با زیردستان شنونرا رواست

قضائے الٰہی سے یہہ ہی تدبیر اسٹریٹیم کو بہی پسند آئی اوسی روز بائیس ہزار سوار کی جمعیت سے کوچ کر کے نئی غنیم کو آگیا اور ٹرکو کی معرفت ٹیلین ٹن کو پیغام بہیجا کہ ہم تمہارے ۱۰ کو آپہونچے ہیں جسوقت لشکر حریف چاروں طرف سے سمٹ کر خاص سرنگ کے کنارے ہو پہونچ جائے تم بلا وسواس سرنگ اوڑا کر قلعہ سے باہر نکل آنا تا کہ جو آدمے نیم برشتہ پیچ رہیں اونکو دونوں طرف سے گیر کر کباب خام کیطرح نیزہ و تیر میں چہید لیا جائے لیکن ٹیلین ٹن کے پاس کیون جاتا اوسنے آتے ہی یہہ ماجرا شاہزادہ جہان کی خدمت میں گذارش کیا اور شاہزادے نے اپنی اوس سپاہ کو جو غاروں میں چہپادی گئی تھی لشکر آچنبل کے چاروں طرف پہیلا کر حکم دیدیا کہ جسوقت سرنگ اوڑانے کے بعد اسٹریٹیم آگے کو حملہ کرے تم برق جنبدہ کیطرح تلوار اور گسیٹ گسیٹ کر پس پشت سے کود پڑنا ایسا نہو حریف کا کوئی آدمی تمہارے ہاتھہ سے بچکر زندہ نکل جاے یہہ روز جنگ ہے اور وقت ناموس و ننگ

فرد

بنام نکو مردی آرزوی است	کزین جملہ مقصود و نام نکوست

راوی کہتا ہے ایسا معاملہ بھی شاید ہی کسی زمانہ میں گذرا ہو گا باوجود اسطرح محصور ہونے کے اسٹریٹیم کو یہہ گمان ہے کہ مینے لشکر غنیم کو گیر رکھا ہے جب چاہونگا ایک پلیتہ دکھا کر اوڑا دونگا حالانکہ حملیت اوس سرنگ کی جسپر وہ بولا بیٹھا ہے کچھہ بھی نہ تھی ہر روز اہل قلعہ سوفہ شاخ مکر کے مختلف مقاموں کو کھودتے تھے اور جب وہاں سے کوئی نشان برآمد نہوتا تھا تو انگشت حیرت دانتوں میں دبا کر خاموش ہو رہتے تھے آخر شب جس روز اسٹریٹیم پہاڑ پر پہونچا اور ٹیلین ٹن نے سرنگ کے باب میں زیادہ تاکید کرنی

شروع کی تو گرو نے کہا مجھے تو کوئی سرنگ کا پتہ نہیں بتایا تو البتہ تھا مگر اچھی طرح میری سمجھ میں نہیں آیا اب باوشاہ ہماری ملک کو تشریف لایا ہے یقین ہے تو کوئی ہمراہ رکاب آیا ہوگا میں جاکر اور سمجھ کر یہاں بلائے لاتا ہوں وزیر اوسکے آنے بہت عقیدہ ہمارے تمہارے ہاتھ سے کہلانا نظر نہیں آتا اپنی صورت میں ہمیں نہ سہی اوسے روکنا مناسب نہیں سمجھا بلکہ خود بشخص خاطر کمند ڈال کر قلعہ سے نیچے اور دریا کنارہ پر اوتر کر پہلے شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوا بعدہ پہر پہر رات گئے کے قریب بموجب حکم اپنے کمنڈن چیف کے پاس جاکر کہنے لگا حضور کے اقبال سے سرنگ جمع وجود تیار ہوگئی ہے مع الخیر کل علی الصباح حملہ کریں کہ ایک خلقت جمع کر دیجئے تاکہ سرنگ اوڑانے کے حواس خمسہ اونکے منتشر کر دیئے جائیں لیکن افواہاً مجھے یہ بھی سنا ہے کہ آج رات کو کمنڈن چیف کا ارادہ شبخون مارنے کا ہے افسران فوج کو حکم ہو جائے کہ اپنے لشکر کو کسیطرح غافل نہ رہنے دیں اس فقرہ سے صرف یہ مطلب تھا کہ سرنگ اوڑانے کے وقت تک فوج غنیم کا کوئی سپاہی یہاں سے نہ ہٹنے پائے چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ رات تو یہی رون کو شبخون کے خوف میں گذر گئی صبح ہوتے ہی اسٹریٹیجم نے حریف پر حملہ کر دیا شام کو غروب آفتاب کے بعد جب سب لشکر اپنے ماندے لوٹ کر اپنے اپنے بستر پر پڑے تو گرو نے پھر پیغام بھیجا اور شاہزادہ کو اپنے اوسنے جاکر عرض کیا خداوند نعمت لشکر غنیم عین موقع پر پہونچ گیا ہے آج رات کو کسی وقت سرنگ اوڑائی جائیگی تا بعد اسرصرف اطلاع کیواسطے خدمت فیضدرجت میں حاضر ہوا ہے یہ سنتے ہی پہر کر بندی کا حکم ہو گیا مگر ہنوز سیاہ در پیس خوفے پائی تھی کہ شاہزادہ سبحان نے قلعہ مثل قلعہ آتشبازی کے جسمیں تین من مع اپنے لشکر کے محصور تھا اوڑا کے فوج کو عین راستہ میں لا چھپایا جسوقت اسٹریٹیجم کا لشکر گھبرایا ہوا تھیک اوسکے سر پر جا پہونچا ایک ہی حملہ میں نصف سے زیادہ کو مٹے کر دیا جو اوٹھا اوسنے دس پانچ کو گرا دیا جو اوٹھا اوسنے دس پانچ کو گرا دیا تا تنکہ کہ سب کے سب بدحواس ہو کر پیٹھ دکھانے کے کیونکہ اول تو وہ آٹھ پہر کی کوفت اوٹھائے ہوئے تھے دوسرے یہ کہ یا جانتے تھے کہ سرنگ اوڑنے کے بعد ہی مرے اوٹھہ اوڑھ کر ہم سے ہماری جان کے خواہاں ہو جائینگے بھاگتے نہیں تو کیا کرتے مگر افسوس یہ ہے بھاگنے کون دیتا تھا آگے سے شاہزادے نے دوبالہ چھ سے پہلی فوج نے آن گھیرا پھر تو جو اوانکو بھی لڑنا ہی پڑا صبح تک ایسی تلوار چلی کہ آب شمشیر سر سے بہی ایک ہاتھ اونچا ہو گیا

چنان گرم گشت آتش کارزار	کہ از نعل اسپان بر آمد شرار	ز شمشیر برگشتہ جائے نبود	کہ دزخارا واماندہ جائے نبود
شنگ خدنگ از کمین کمان	نیا سود بر یک زمین یک زمان	پدر با پسر کین بر آراستہ	مہا با شدہ مہر خاستہ
ستون علم جامہ در خون زدہ	نجات از جہان خیمہ بیرون زدہ	انجام کار اسٹریٹیجم پر بسبب کمی سپاہ اور ناواقفی راہ کے دوبالہ	

آدمی سے زندہ گرفتار ہوا شاہزادہ نے فتح پائی دشمنوں نے مونہہ کی کھائی لیکن شاہزادہ نے بعد فتح کے بادشاہ کی عزت و حرمت مین کسی طور کا فرق نہ کیا اوسی کروفر اور تاج و تخت سے شادیانۂ خوشی کے بجاتا ہوا قلعہ پرم مین لے آیا وہان ہوکر گڑھ کو ریاست آرچنبل کا گورنر مقرر کیا اور گڑھ کو قلعہ آرچنبل کی حکومت اور گڑھ ویس کو قلعہ پرم کی نیابت عنایت فرماکے کچھ کچھ فانی جاگیر بھی مقرر کردی فی الواقع قضاء قدر کے کارخانے مین کچھ دم نہین ہا راجا خوشی اور غم ہمیشہ سے آپس مین توام چلے آتے ہین کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے کہین ان دونون کے نام سے طبیعت کو رنج ہوتا ہے شعر

خوش گذشتے است دہر کہ گلچین روزگار ۔ از صحت نمی بود کہ تماشا کند کسے

تہنیت نامہ لکھنا شاہزادہ بلند اختر کا کنگ فریزر کے نام اور دربار روکنا اوسکو ملک الیمان کے ارادہ سے

تاریخ سلطانی اور تزک سبحانی مین لکھا ہے کہ ہنوز شاہزادۂ بلند اقبال نے مع آرچنبل کا حال کنگ فریزر کو تحریر نہین فرمایا تھا کہ ایکدن ہاپی مین تیمانامی خاص شہر وار سکا رہنے والا جو چند عرصہ سے بحصول رخصت اپنے گھر گیا ہوا تھا قلعہ پرم پر واپس آیا شاہزادہ نے اوسکو اپنے روبرو بلاکر فرمایا ملک پولیٹنگ کے نئے اخبارات مین سے تمنے کچھ سنا ہو تو بیان کرو اوسنے عرض کیا سب سے زیادہ مشہور اور تازہ خبر تو وہان کی یہ ہے کہ جہان پناہ نے اپنی فوج ظفر موج کو بغرض جنگ و پیکار ملک الیمان کی سرحد پر جمع ہونے کا حکم دیا تھا چنانچہ کچھ سپاہ جمع ہوگئی تھی اور کچھ ہوتی جاتی تھی کہ اوسی عرصہ مین حضور کی عرضی پہونچ گئی جسکے باعث جہان کی تہان سپاہ روکدی گئی اور افسران فوج کو حکم ہوگیا کہ بالفعل امیرزادۂ سبحان نے بغیر ہمارے استمزاج کے ناحق کا جھگڑا کھڑا کرلیا ہے جب تک اوس سے اطمینان حاصل نہو جائے ہم الیمان کا قصد نہین کرسکتے اس حکم کے تین چار ہی روز بعد غلام اسطرف کو چل نکلا پھر نہین معلوم کیا ہوا اور کیونکر اوس مہم نے قرار پایا شاہزادہ نے پوچھا ابراہیم ترک کا تو کچھ حال نہین سنا کہ اب وہ کہان ہے اور کسطرح بادشاہ اوسکے ساتھ پیش آیا جواب دیا ابراہیم ترک کے پہونچنے پر بادشاہ نے ایک معتمد کی زبانی کہلا بھیجا تھا کہ تم لشکر سین قیام کرو جس روز ہمکو فرصت ہوگی تمکو طلب کیا جائیگا اسپر وہ دو روز تو انتظار کرتا رہا جب بارشاہ نے یاد نفرمایا تو تیسرے روز خود دربار مین گھس گیا اور کہا ظاہرا بادشاہ کا مزاج میری طرف سے کچھ برہم پایا جاتا ہے اور میرے دل مین بھی کسیقدر رکدورت آگئی ہے ایسی صورت مین مین اپنا رہنا یہان مناسب نہین سمجھتا امیدوار ہون کہ آستھانی میرا استعفی منظور فرمایا جاوے کیونکہ حکماکے نزدیک عقلمند و نکو و شخصون کی ملازمت سے اجتناب واجب ہے اول بیقدر کی

ملازمت سے جسکے نزدیک خیرخواہ اور بدخواہ دونون یکسان ہون دو مرد جاہل بے خرد کی ملازمت سے جو اپنے اور غیر کے نفع و نقصان مین فرق نکر سکتا ہو افلاطون الٰہی کا قول ہے بیقدر کی خدمت کرنا ایسا ہے جیسا تصویر سے بامید توالد و تناسل دل لگانا اور جاہل کی ملازمت کو سعدن صدیخ دھنا لکھا ہے قطعہ

ہرکہ از دنیا فائدہ میرسد	دین او در خطر جان و دل است
با کماز و فائدہ متوان گرفت	صحبت او در ضرر ے عاجل است

علاوہ ازین دانشمندون نے کہا ہے روسا کو چار شخصون پر ہر گز اعتماد کرنا نہ چاہیے اول کارندۂ ستوحش پر دوم ہمگان پر سوم جفا دیدہ پر چہارم معزول شدہ پر اور بالفعل یہہ چارون صفتین خاص میری ایک ذات واحد پر صادق آسکتی ہین پس نہ بادشاہ کو میرے حال پر شفقت کرنا مناسب ہے نہ مجھکو بادشاہ کی ملازمت مین رہنا لازم شعر

آرزو بود کہ میرم چو سگان در قدمت	خاک شدیم ہمہ امید بیکبار و رفت

یہہ کہکر وہان سے اوتھ کر اٹھا اور سید ہا ایوان کیطرف چلا گیا اب سننے مین آیا تھا کہ ملازمین فیجرسن نے اوسے عہدہ سپہ سالاری سے ممتاز فرماکر مہم آسٹوریا کیطرف روانہ کیا ہے کیونکہ بادشاہ کیوپلس بھی مثل والی ملک پونیہ کے ایمان کی تیاریان کر رہا تھا باقی بالغیب عند اللہ یہہ سنکر شاہزادہ نے اپنے تمام رفقا کو جمع کیا اور فرمایا مین تمھاری زبانی سے کہ ابونشاط نے ارزیہہ ترک کو اپنی طرف سے سپہ سالار بناکے مہم آسٹوریا کی جانب روانہ کیا ہے اس خبر سے البتہ کسیقدر طبیعت کو اطمینان حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ آدمی بہادر اور واقف کار ہے یقینی ہے یہہ کے حملے کو سنبھال لیگا لیکن ساتھ ہی وہ یہہ بیان کرتا ہے کہ کنگ فریزر نے افسران فوج کو قطعی حکم ایمان کی سرحد چھوڑ دینے کا نہین دیا شاید ابھی اوسکے دل مین باقی ہے اگر خدانخواستہ آرچیل کی فتح کا حال سنکر دوبارہ وہ اوسطریا کا قصد کر بیٹھا تو اب ایمان مین کوئی جواب دینے والا نظر نہین آتا کیونکہ ابونشاط نے بموجب ہماری تحریر کے تھوڑی سی فوج مختلف سرحدات پر چھوڑکر باقی ہم آسٹوریا پار روانہ کردی ہوگی تمھاری دانست مین اسکا علاج کیا کرنا چاہیے اونھون نے دست بستہ ہو کر عرض کیا۔

اے در پناہ عقل تو ملک ہنر ورے	وے پرتوے ز رائے تو خورشید خاوری	تدبیر صائب تو با ندیشۂ صواب	
تمہید دادہ قاعدۂ داد گستری	فکر مراچہ وقع بود پیش رائے تو	خرمہرہ راچہ قدر بود نزد یک جوہری	

لیکن پر یہ المامور معذور مشہور ہے اسواسطے گذارش کیا جاتا ہے کہ اگر کنگ فریزر کو صرف آرچیل ہی کے تصفیہ کا انتظار تھا تو آرچیل نہین پر ہم سی اب گھتی ہاتھ فریزر اوس سے چیڑ چھاڑ شروع کردینی چاہیے تاکہ فریزر کو اس طرف کے خون سے اپنا ملک چھوڑنے کی جرأت نہوسکے پر جب تک یہہ لڑائی فتح ہوگی خدا نے چاہا تو آسٹوریا کا بھی کچھہ نہ کچھہ فیصلہ

ہو ہی جائیگا اور جو ہوا تو انشاء اللہ تعالے کوئی اور تدبیر نکالی جائیگی **مثنوی**

بیک تدبیر نیکو آن توان کرد	کہ توان باسپاہ بیکران کرد	بشمشیرے توان جانے ربودن	بفکرے شاید اقلیمے کشودن

شاہزادہ نے فرمایا واللہ یہہ ہی میرا ارادہ تھا لیکن صرف تم لوگون کی تکلیف کے باعث اپنی زبان سے نہین نکال سکتا تھا الحمد للہ کہ تم خود اس رائے کو پسند کرتے ہو انشاء اللہ تعالے ایمان کیطرح ہمارے قبضہ سے نہین جا سکتا یہہ لکھکر فرزیر کو تمام رکمال حال آچنجل کا تحریر فرمایا اور اخیر مین لکھدیا کہ اب میرا ارادہ پریم جانے کا ہے مناسب ہے کہ بادشاہ اپنی تمام فوج مغربی سرحد سے سمیٹ کر مشرق کی جانب تیار رکھے تاکہ ضرورت کے وقت بعد مسافت کے باعث مدد پہونچنے مین نا غہ

مرا نصرت ایزدی حاصل است	کہ رایم قوی لشکر م کبیر دل بہ	سپہ را کہ فیروز مندی رسد	ز یاران یکدل بلندی رسد
دو دل یک شود شکند کوہ را	پراگندگی آرد انبوہ را	امید م چنان شد بہ تیر ہمی	کہ بستا راز دشمنان تاج و تخت

مشورہ کرنا شاہزادہ عالی تبار گردون وقار کا مہم پریم کی نسبت اپنے مصاحبین سے اور روانہ ہونا لشکر فیروزی اثر کا مختلف لباس عیاری مین۔ مثنوی

ز کسار لشکر بہ سیمان پریم	کہ دارم کنون عزم رزم پریم	ہمان تیغ خونریز گیرم بکف	کنم خرمن عمر اعدا تلف

راویان عیار پیشہ اور حاکیان دور اندیش بیان کرتے ہین شاہزادہ سبحان نوردیدہ عالم و عالمیان نے نامۂ تہنیت لکھنے کے بعد نہم اپریل ۱۸۰۸ء روز شنبہ کو ایک جلس خاص منعقد کرکے یاران صادق اور دوستان موافق سے فرمایا ہماری دانست مین مہم پریم کی نسبت بھی شل آچنجل کے کوئی ایسی بات چلنی چاہئے کہ زیادہ جنگ و پیکار کی نوبت نہ پہونچے بلکہ جب تک تدبیر سے کام نکل سکے شمشیر پر میان سے نہ کھینچی جائے تو بہتر ہے حکمانے کہا ہے۔ **شعر**

بہ شمشیر کے ناصدتوان کشت	بہ رائے لشکرے را بشکنی پشت

شاہزادہ سنو چہ تے جواب دیا بعد اسٹر یچم کے زیر و بم کا بھی ہمارے داؤن پر چڑھ جانا کسیطرح سمجھ مین نہین آتا کیا اسے آچنجل کا حال دسنا ہو گا پھر کب ممکن ہے کہ دوبارہ بعد وہ آپ ہی اوسی بلا مین گرفتار ہو جاوے **قطعہ** عاقل آنست کہ در ہر یہ نفع و ضرر | از حریفان دگر بر خود بردارد

ہر چہ دانست کہ بو نفع رسد بستاند | وانکہ از دے ضرر ے نفع کند بگذارد۔

ابو سعید نے عرض کیا یہہ سب صحیح لیکن یہہ کیا ضرور ہے اوسکے ساتھ بھی وہ ہی پیچ کھیلا جائے جو اسٹر یچم کے ساتھ کھیلا گیا ہزارون عیاران ہین اور لاکھون تدبیرین ایک نہین دوسری سی دوسری نہین تیسری سی اگر کوئی نہ کوئی موقع پر کام آ ہی جائیگی **مثنوی**

خردمند دانا کسے را شناس	کہ محکم نہد کار خود را اساس	کسے را کہ حرمش بنیاد نہ شد درست	بنائے عمش پود سخت سست

شاہزادۂ سبحان نے فرمایا اگر تجھے کوئی تدبیر سوجھی ہو تو بیان کر والتماس کیا مین نے سنا ہے فرنواس کو گھوڑون سے زیادہ شوق ہے اگر حضور دو سو عمدہ عمدہ گھوڑے اپنے لشکر ظفر پیکر مین سے چھانٹ کر علحدہ کر دین تو بعد اراون کے ذریعہ سے بہ طریق سوداگری خاص اوسکے دربار تک پہونچ سکتا ہے اور اس حیلہ سے دو سو نامی پہلوان ہی سائیسی کے لباس مین میرے ہمراہ جا سکتے ہین وہان پہونچکر جیسا ارشاد ہوگا بجالاؤن گا خواہ اسمین جان جائے یا رہے شعر

من زجانان گرچہ صد اندوہ جان خواہم کشید	۱؎ نانہ پنداری کہ خود را بر کران خواہم کشید

اقبال مند نے کہا اگر حضرت خاص دربار شاہی یا اوسکے قرب مین جہان کہین بادشاہ ہو جو کسی حیلہ سے داخل ہونیکا وعدہ کرتے ہین تو انشاء اللہ تعالے دو ہزار آدمی غلام بھی آپکی مدد کو شہر پرم مین پہونچ سکتا ہے شاہزادہ نے فرمایا وہ کیونکر عرض کیا افسران فوج قلعہ مین سے دو شخص اکمبھ اور وائیف لیس نام خاص شہر پرم کے رہنے والے عنقریب اپنی شادی کے واسطے سسرال رخصت جانے والے ہین ان دونون کے مکان پر بتقریب موہانی ایک ایک ہزار آدمی کا ہو پہونچا دینا کچھ مشکل نہین ہے حامد بن مجید نے کہا میری عقل ناقص مین اسقدر سپاہ بھی اتنے بڑے شہر کے واسطے کافی نہین ہو سکتی کیونکہ شہر پرم کے چار دروازے ہین اور چارون پر شاہی فوج متعین ہے یہ دو ہزار آدمی جو کہ دو دروازون کا بندوبست کر لینگے پھر دو دروازے باقی رہے اوسکا کیا علاج کیا جاوے گا شاہزادہ نے فرمایا انشاء اللہ تعالے اون دونون دروازون پر پانچ ہزار آدمی سے ہم عدد پہونچائین گے تدبیر اسکی یون سوچی گئی ہے کہ دو ہزار آزمودہ سپاہی اسیران آنجملہ کی حیثیت سے روانہ کئے جائین اور تین ہزار سوار حراست کے بہانہ سے اونکے ہمراہ ہون ان لوگون کو شہر پرم کے قرب وجوار مین ایسے موقع پر پہونچنے کا حکم دیا جائے کہ عین وقت پر اوجہ سعید کو مدد دے سکین یہ سنتے ہی سب کے سب خوشی سے اوچھل پڑے اور کہنے لگے اگر تقدیر نے موافق تدبیر کے حکم کیا ہے تو اب پرم کے فتح ہونے مین کسی طرح کا شک وشبہ باقی نہین رہا آج فتح ہوا تو کل فتح ہوا تو

مصرعہ سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

لیکن حتی المقدور اس معاملہ مین عجلت کرنی چاہئے دشمن آخر دشمن ہے جب تک اوسے زیر کر لیا جائیگا طبیعت کو آرام نہ آئیگا شاہزادے کو تو آپہی جلدی ہو رہی تھی اوسی روز اکمبھ اور وائیف لیس کو مراحم خسروانی کا امیدوار کر کے رخصت کر دیا اور دو ہزار سپاہیون کو حکم دیا کہ تم مختلف لباس مین مختلف دروازے سے دس دس بیس بیس کر کے ان لوگون کے مکان پر پہونچتے رہو لیکن مکان مہاجنی کے قریب دروازون کے تجویز

کے جائیں تاکہ عند الضرورت بآسانی اونپر قبضہ ہوسکے بعدہ دوسرے روز ابو سعید نے سوداگران ایرانی کے بھیس
مین مع دو سو گھوڑون اور دو سو پہلوانون کے کوہ ارل سے کوچ کیا (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے) ان سب کے بعد
شاہزادہ نے اپنے پانچہزار آدمیون کو اقبالمند کی ماتحتی مین روانہ فرمایا یعنی دو ہزار سپاہیون کو باربیجر کرکے تین منزل
سوار بطور راست اونکے ہمراہ گئے اور قبل روانگی کے کشتی چٹھیان جاری کردین کہ اسیران آرجنبل ملک پولینڈ کو بھیجے
جاتے ہین جس مقام پر پہونچین محافظان راہ کی طرف سے رسد وغیرہ کا بندوبست کردیا جائے لیکن ابوسعید کو قبل
اقبالمند کے پرم کے پہونچنے کا حکم دیا گیا تھا چنانچہ اوسنے ۲۰ اپریل کو شہر پرم مین داخل ہوکر فرویاس کی ملازمت
حاصل کی حکم ہوا اچھا کل ہم تمہارے گھوڑے ملاحظہ فرمائین گے ابوسعید نے عرض کیا اگر چہ تابعدار کی یہ مجال نہین
کہ حکم شاہی کو کسیطرح رد کرسکے لیکن بالفعل جانور بسبب صعوبت سفر کے اس قابل نہین رہے ہین کہ حضور والا نکو
پسند فرمائین اگر برا و پروش دس روز کی مہلت عنایت ہو جائے تو مین خاوندی سے فرمایا خیر تیس اپریل کو بعد
چار بجے کے ملاحظہ کرلونگا عرض کیا بہت بہتر اور اوسیوقت ایک آدمی پوشیدہ اقبالمند کے پاس روانہ کردیا وہ جس
قریب نصف راستہ کے طے کرچکا تھا اس خبر کے ہاتھ ہی تمام منزلون کا حساب کرکے ٹھیک تاریخ معین پر قبل دوپہر کے
شہر پرم کی چہاونی مین جا ہونچا اور اپنی جمعیت کے درجے کرکے ڈیڑھ ہزار آدمی ایک دروازے کے مقابلہ مین
ٹھہرادیے اور ڈیڑھ ہزار دوسرے کے مقابلہ مین جسوقت چار بجے کے قریب بادشاہ نے ابوسعید کو در دولت پر بلکر
مع اراکین سلطنت گھوڑے ملاحظہ فرمانے شروع کئے اقبالمند چارون طرف سے اپنی سپاہ سمیت دوڑ کیطرح لیکر ٹوٹ
پڑا اور شہر مین گھستے ہی دروازے بند کرکے ایک ہی سرے سے دوسرے تیسرے کی دے تیرے کی چہاونی یعنی جسکے توپ رہیلے
ہوئے دیکھے یا جسکی وضع سپاہیون کی سی نظر آئی بے پوچھے گچھے اوسیکو چاٹ کر کردیا ہوتے ہوتے ہر ایک کو معلوم
کوچہ بنگیا اور بازار یعنیہ موت کا بازار سرفروشی و بہان کا کاروبار تھا اور جان سی عزیز چیز کا ہر ایک شخص خریدار
لیکن کو سپاہی نقد حیات لیتے تھے اور دینے کو فقط تلوار کا ہاتھ دیتے تھے جب رفتہ رفتہ دربدولت تک یہ خبر پہونچی کہ اسیران
آرجنبل نے بگڑکر شہر کو شہر خموشان کا نمونہ بنادیا ہے تو بادشاہ ایک بیک مع اپنے وزیر اگنورینٹ کے گھبراکر اوٹھہ کھڑا
ہوا اور چاہتا تھا کوئی حیلہ کرکے وہان سے کسک جاوے کہ ابوسعید نے اپنی کمر سے کمند کھول کے ایکہی وار مین دونون
کو بند کرلیا اور کہا بس تخت و تاج کا زمانہ گذر گیا اب تاخت و تاراج کا وقت آیا وہ اسیران آرجنبل نہین ہین پیغام دیکر

ملک اجل ہین جبتک وہ شمشون کو قید حیات سے نہ چھڑالین گے زندان الم سے رہائی نہ پائین گے پھر تو وہان بھی معرکہ کارزار گرم ہوگیا ابو سعید کے سائیس اور ہر ملک پرم کے رئیس دونون مین کھچا کھچ ہونے اور موت ہر ایک کے سر پر کھڑی ہو کر رونے لگی تھوڑی ہی دیر مین خون کے دریا بہ نکلے اور کشتون کے پشتے کیا پل بندہ گئے یہہ سب کچھ ہوا مگر فریواس نے ابو سعید کے ہاتھ سے رہائی نہ پائی کیونکہ خاص شہر کے اندر سوائے جوکی پہرے والون کے اسقدر سپاہی نہ تھے کہ ایسے زبردست حریف کا حملہ روک سکتے اور جو کچھ تھے بھی وہ پہر پہر رات گئے تک ایک ایک کرکے چن لیے گئے جب ابو سعید نے دیکھا اب کوئی ہمارے مقابلہ کو باقی نہین رہا اقبالمند سے اتفاق رائے کرنے کے بعد چار ہزار سپاہی چار دروازون سے باہر نکال کر پوشیدہ فوج متعین پر چھاپہ جا مارا بہر چند وہ بھی غافل نہ تھے مگر یہہ نہ جانتے تھے کہ حریف ایسی جلدی شہر کا فیصلہ کرکے ہم پر کود پڑیگا کیونکہ لشکر مین جو دار و گیر کا شور مچا جسکا سب حواس کھوئے اپنی اپنی نیندین جاگنے لگے اور سپر طرح یہہ ہوا کہ آدھی رات کے قریب شاہزادہ مسجان بھی رس نہار سوار کی ہیئت سے آن پہونچا کیونکہ جو ممبر ابو سعید نے اقبالمند کے پاس بھیجا تھا وہ اوسنے برادر راست قلعہ پر کہ کر دیا تھا جسپر شاہزادہ بھی آگیا اور اوسکے ہمراہیون نے بھی تلوار کھینچ لی پھر کیا پتہ لگتا تھا صبح ہوتے ہوتے اسطرح مطلع صاف ہوگیا جیسے ہوا تند و تیز کے آگے ابر غلیظ سپٹ جاتا ہے کچھ تو مارے گئے کچھ بھاگ گئے اور جو باقی بچے اونھون نے شاہزادہ اقبالمند کی اطاعت قبول کرلی لیکن باوجود مغلوب ہو جانیکے شاہزادہ بلند اقبال نے اونھین سے کسیکا اعتبار نکیا سبکو شہر کے باہر ایک مقام خاص پر ٹھہرا کر آپ مع ابو سعید وغیرہ بادشاہ کی ملاقات کو تشریف لیگیا وہان جاکر دیکھتا کیا ہے وزیر اکنور بیچارہ کی لاش اپنی گود مین لیے ہوئے بیٹھا ہے سبب اسکا دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا فریواس نے اسکو ستم گری کا حال سنکر دربار عام مین فرمایا تھا ایسے کوتہ اندیش حاکمون کا یہی علاج ہونا چاہیے مگر ہمکو تعجب ہے کہ اب اوسکو کس بات کی امید باقی ہے جو ایسی سخت گرفتاری مین بھی اپنی جان کو عزیز سمجھے جاتا ہے صرف اسی تکلہ کے لحاظ سے اسیر ہوگیا ہے بعد مارے شرم کے اپنی انگوٹھی مین سے زہر کی کنی نکال کر کھا گیا ہے شاہزادہ نے اس سانحہ قیامت پر یہہ نہایت افسوس کیا اور

لاش کو حیرت سے دیکھکر فرمایا مثنوی

چنین بود تا بود گردان سپہر	کہ جنگ زہر است وگہ نوش مہر
یکے را زماہ اندر آری بماہ	یکے را بر آری بشاہی زراہ
یکے را بہاری بچرخ بلند	یکے را بخاری دہی ہای و ہوی
چنین است رسم سرائے فریب	کہ بر فرازد و کند بر نشیب
یکے را کنی خوار و زار و نزند	یکے را بدریا بماہی دہی

نہ باآنت مہربہ نہ باایں نت کمین | کہ بہ دان توئی ای جہان آفرین | جہان را بلندی و پستی توئی | ندانم چہ ہر چیز ہستی توئی

ناگہان اوسی حال مین باوشاہ کا لڑکا ایلیک ٹرن نام جسکی عمر اوس زمانہ مین پانچ چھ برس سے زیادہ نہوگی محلون سے باہر نکل کے کمال جرات سے تخت پر اوچک اوچک کر چڑہنے لگا شاہزادہ کو اوسکی یہہ بات نہایت پسند آئی اوسوقت اپنے ہاتہہ سے اوٹہاکر (ایلیک ٹرن) کو تخت سلطنت پر بٹہا دیا اور تمام حاضرین مجلس سے نذرین ولوا کر ایمیرڈا اور وائف لیس کو بطور آتالیق اوسکی خدمت مین مقرر فرمایا بعد ہ اگنو رینٹ کو اپنے ہاتہہ سے باوشاہ کی لاش پر نثار کر دیا (یعنی مار ڈالا) اور فرمایا ایسا بیوقوف آدمی ہی آجتک ہماری نظر سے نہین گذرا اگر تہوڑی بہت بہی آیین عقل ہوتی تو ابہی آسانی سے ہرگز ہم پر قبضہ کو نفع نکرسکتے کیا ایمیرڈا اور وائف لیس کی اسے خبر نتہی کہ یہہ حریف کے ملازم ہین انکے مکان پر ہجوم کیون ہونے دیا اور کیا پولینڈ کا راستہ سوا سے پرم کے کوئی اور نہ تہا جو بلا عذر ہماری فوج کی اسطرف سے ہوکر گذرنے کی اجازت دیدی اور جو اجازت ہی دی تہی تو سو سو آدمی کرکے شہر کی سرحد سے نکالے ہوتے یہہ کیا ضرور تہا سب کے سب ایکہی بار آکر جہاونی ڈالدین ہماری دانست مین بادشاہ کا خون اسی کی گردن پر ہے اور شہر کا وبال اسکی جان پر افسوس نہ بادشاہ ایسے معزز عہدہ سے اسے ممتاز کرتا نہ سلطنت مین سلطنت برباد ہوتی ہے ہے شعر

در خاک رہ سختن زر و زیور دریغ نیست | با ناکسان دریغ بود لطف و مردمی

وو بارا مشوش ہونا شاہزادہ سجان والا دومان کا ملک الیمان کیطرف سے اور پہیرنا عنان عزیمت کا ریاست موسکو کیجانب ۔ مثنوی

بیا ساقی از بادہ ہر دار بنہ | بہ پیمانے پیمودن باد چند ۔ ۹

خرابم کن از بادۂ جام خاص | اگر زین خرابات یابم خلاص ۔

لکھا ہے کہ شاہزادۂ عالی تبار سر آمد روزگار بعد تخت نشینی ایلیک ٹرن کے اوسی رات کی اپنے رفقاے جان نثار سے تخلیہ مین بیٹہا باتین کر رہا تہا ناگہان ابونشاط کا جو ذکر آگیا کہنے لگا افسوس ملک الیمان کا دغدغہ کسی طرح ہماری طبیعت سے نہین مٹتا اور فی الواقع دغدغہ اوسکا بیجا ہے کیونکہ فرنیزرا اوسکی خواہش مین مونہہ پہاڑے ہوئے بیٹہا ہے جس روز اسطرف سے اوسکا اطمینان ہوگیا یقینی اپنا مشاپورا کرنے مین کوشش کریگا بلکہ مین جانتا ہون ملک پرم کی فتح اور بہی اوسکے دانتون پر بالہ چڑہا ویگی گو باہم ملک فتح نہین کرتے اپنے ہاتہہ سے اپنے حق مین کانٹے بوتے جاتے ہین بان اگر آپ چہل یا پرم کے واسطے اوس سے بہی کسیقدر فوج کی درخواست کی جاتی تو گو وہ ہمارے کام نہ آتی لیکن یہہ تشویش بیشک رفع ہوجاتی کیا معنی جب وہ ہمکو مدد دیتا تو لامحالا ملک الیمان

ید کو چھوڑ دینا پڑتا لیکن ہمکو یہہ کیا معلوم تہا کہ یہہ دونون ملک ایسی جلدی اور ایسی آسانی سے نتح ہو جائینگے سو ہوا اب کہو اس معاملہ مین کیا تدبیر کرنی چاہیئے میرا تو یہہ ارادہ ہے کہ توسکو پر فوج کشی کرکے اپنی تابعداری قبول کرا لیجیے یعنی ادہر سے ہم چلین اور ادہر سے فرنیز کو لکھہ بہیجین کہ آپ بہی چارون طرف سے اپنی سپاہ جمع کرکے سرحد پر آجائے سوائے اس تدبیر کے کوئی اور چال اوسکے مُگج تولنے کی سمجھہ مین نہین آتی اور جب ایکبار سرحد سے پس چلی آئی تو پہر جمع کرنا اور ایسی مسافت بعید پر لے جانا کچھہ آسان نہین ہے جہان تفرقہ پڑا اور بہاگ چلے تو کیا کوہ آرل کا بہاگنے ہمیشہ کے واسطے ٹھیکہ لے لیا ہے اسی لڑائی مین انشاء اللہ تعالیٰ سے کسیطرح ملاقات کرکے سند قلعہ داری اوسکے سر مارینگے اور چلتے وقت کہہ جائینگے کہ ملک آلمان ہمارے قبضہ مین رہے اور اوس طرف ارادہ کیا تو اس چند روزہ راہ و رسم ظاہری کا ہرگز لحاظ و پاس نہ کیا جائے گا والسلام یہہ ہی تیغ بیدریغ ہمین ہوگی ورنہ آپکا سر پہ سخوت سواران جنگی کی ٹہوکرون مین

مثنوی

نہ بایدکہ این سود گردد زیان	نہ آرام نشین و بردار جام
بدریا گذر نیست بے اشتباہ	جہان تابش ماہ نتوان نہفت
کہ من خود یکے مایہ ام در ستد	زتندی و تیزی مبر سیچ نام
برہ من برستیزہ مریز	نہ رو راہ توان کرد با شیر جفت

مدین مجید وغیرہ نے بعد [illegible]

حضور راوسکی تشویش نفرمائین اور ریاست توسکو کی جانب تشریف لے چلین اگر وہ بہی خداوند کریم نے مثل پرتہول اور پرم کے فتح کرا دیا تو فرنیز کیا تمام یورپ پر بموجب ہماری تیغ آتش بار کے جوہر کہل جائین گے پر یقین نہین کہ کوئی اوسطرف آنکہہ بہی اوٹہا کر دیکہہ سکے اور جو دیکہے گا وہ دیکہے گا کہ ہماری شمشیر برق تنور کس سلوک سے اوسکے ساتہہ پیش آتی ہے لیکن ہان فرنیز کا بہی اس مہم پر بلوا لینا ضرور چاہیئے یہہ کچھہ انصاف نہین کہ ہم اسطرح میدان وغا مین کہڑے ہو کر اپنی جان لڑائین اور وہ مفت مین موٹہا ہی بیٹہا اپنا جاہ و اقبال بڑہاتا چلا جاوے

شعر

کہ حق خورند حریفان و من نظارہ کنم	درست گویم مجھے تو انم دید

شاہزادہ نے رفقا کی اس ہمت مردانہ پر تہپکی فرنیز کی اور اوسیوقت دوات و قلم منگوا کر ایک نامہ اس مضمون کا فرنیز کے نام تحریر فرمایا اگرچہ بغیر استمزاج اپنے حوصلہ سے زیادہ جرات کر بیٹہا تہا لیکن شکر ہے خدائے بزرگ و برتر کا کہ اوسنے میری عزت اور آبرو

رکھدی یعنی آج یکم مئی کو ملک پرم بھی فتح ہوگیا اب مغربی روس مین صرف ریاست موسکو باقی رگئی ہے سو مصمم ارادہ ہے کہ بیس مئی تک کچھ سامان جنگ مہیا کرکے اسکا بھی جھگڑا بیچ مین سے مٹا دیا جاے لیکن والی ملک موسکو مثل اسکے مغرور اور فریب اس کے بے خبر نہین ہے سنا ہے کہ اوس نے آرچیمل ہی کے اخبارات پر اپنی سرحدات کا بند وبست کرنا شروع کردیا ہے اسلئے سنا سب معلوم ہوتا ہے کہ مین شرق کیطرف سے حملہ کرون اور آپ مغربی سرحد سے اپنی فوج اوتار لائین تاکہ دو طرف کی لڑائی پڑجانے کے باعث تھوڑے ہی عرصہ مین اس سرے سے اوس سرے تک فیصلہ ہوجاے حالانکہ آرچیمل اور پرم مین سوائے شمشیر بے پیر کے پیر کوئی دستگیر نتھا اور یہان بھی خدا نے چاہا تو آہستہ آہستہ اپنا مطلب بہر طور پورا کرلون گا لیکن مین چاہتا ہون جھٹ پٹ تمام مغربی روس پر اپنا قبضہ کرکے آپ سے پوچھون بھلا آپ جلدی ایسا عمدہ نتیجہ الیمان کی طرف ہی نکل سکتا تھا یا نہین لاحول آپکو کہنا پڑیگا نہین اوسوقت کہون پہلے آپ الیمان پر حملہ کرتے تھے اب حملہ روکنے کی تجویز کیجے کیونکہ ابراہیم ترک کو وہ پیکر دیوان جاکر ملازم ہوگیا ہے اور یہہ ابراہیم وہ ہی ابراہیم ہے جسنے آسمعیل ترک قوی بازو کے ساتھ ایک پیٹ مین پاؤن پھیلائے ہین اس تخصیص سے مجھے صرف یہہ جتانا منظور ہوگا کہ آسمعیل ترک پہلے کنگ ریونیجر کا ملازم تھا لیکن جب ۱۸۵۰ عیسوی مین مسٹر ہولسٹن سے بگڑ کر آسطریا چلا گیا اپنے آقا کو ایسے ناک چنے چبوا رکھے تھے کہ اوسکو اپنا ملک سنبھالنا مشکل ہوگیا تھا اگر کیوپولس اپنی کم ہمتی سے آسمعیل کی غیبت مین صلح نامہ پر دستخط نکردے تو یقین ہے ریونیجر کا کہین پتہ بھی نلگے وہ ہی معاملہ بجنسہ اب ہمکو ابراہیم کے ساتھ پیش آیا ہے تعجب نہین کہ وہ خود کسی اوٹی جہانہ کا منتظر بیٹھا ہو واللہ اعلم کیا بیچ پڑگیا ہے کہ باوجود آپکی تیاریون کے آہستہ آہستہ اوسنے اسطرف کا ارادہ نہین کیا مگر کہان تک اگر یہی اوہر سے برابر سرگرمی رہی تو ایک نہ ایک روز یہہ آگ ضرور بھڑکنے والی ہے واسطے خدا کے بالفعل الیمان کا خیال دل سے نکال ڈالئے اور موسکو کو تشریف لائیے کہ اسکے فتح ہوجانے کے کچھ آثار بھی نظر آتے ہین آیندہ آپکو اختیار ہے اور ہم لوگ مجبور و لاچار شعر

من انچہ شرط بلاغست با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

یہہ نامہ ملک پولینڈ کو روانہ کرکے اوسیوقت حکم دیدیا کہ لشکر آرچیمل اور پرم سے دس دس ہزار سوار جرار منتخب کرکے ۱۹ مئی تک صوبہ کرسک و ماتحت ریاست پرم مین دریاے والگا پر قریب سرحد موسکو کے جمع کردی جائین ہم انشاء اللہ تعالے بیس تاریخ کو ہونچکر دوسرے روز تنہیہ پر حملہ کرینگے مثنوی

بہ بندم میان را بدین کار سخت	اگر یار باشند گردون و بخت
نیاسایم از جنگ او یکزمان	اگر کار دیگر شود در زمان

برایم وزین برنگردم بدل | ہیے نابود در جہان آب وگل ۔ راوی کہتا ہے کہ سٹروما ایک چھوٹا سا علاقہ (قریب پونے تین سو میل کے لمبا اور پونے دو سو کے چوڑا) صوبہ بُیاٹکا کے مغرب مین اور والوگڈا کے جنوب مین واقع ہے اسمین پہلا صوبہ (یعنی ویاٹکا) ریاست پرم مین داخل ہے اور دوسرا (یعنی والوگڈا) آرخینجل مین شامل اور موسکو کا اسکی اور نزدیک راستہ آرخینجل والون کو والوگڈا کی راہ جو رسلی مین ہو کر ہے جو کہ سٹروما کے مغرب مین واقع ہے اور پرم والونکو ولیڈیمرمین ہو کر جو کہ سٹروما کے گوشہ جنوب و مغرب مین واقع ہے اسیواسطے ٹریو زا نزدیک ملک موسکو نے اتفاقاً بیس ہزار سپاہی (سوار و پیادہ دونون ملاکر) جو رسلی مین اکٹھا کر رکھے تھے اور بیس ہزار ولیڈیمرمین کہ دیکھئے حریف کسطرف سے نازل ہوتا ہے جب افسران فوج موسکو کو لشکر کے جمع ہونے سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ امیرزادہ سبحان کا ارادہ ولیڈیمرمین ہو کر ہے تو جو رسلی کے سپاہ کو بھی اسیطرف بلوالیا لیکن ہنوز تمام سپاہ غنیم کی جمع ہونے پائی تھی کہ شاہزادہ ثریاجاہ نے بموجب وعدہ کے بیس تاریخ کو علی الصباح پہونچکر لشکر کا کچھ آگے کو کرادیا اور حکم دیا کہ شامون شام حریف کے مقابلہ مین خیمہ زن ہو کے رات ہی کو مورچہ بندی وغیرہ کا سامان درست کر لیا جائے ناگہان راستہ مین ایک مخبر نے خبر دی کہ افسران فوج موسکو نے بجاے خود یہہ تدبیر کی ہے کہ آج سپاہ حریف کی تھکی ماندی آوے گی آتے ہی حملہ کر کے علوار کے موند کہہ لینا چاہیے تاکہ علاوہ حزیمت فاش دینے کے کسیقدر مال غنیمت بھی ہاتھ لگے اور ہمارا خون بھی ہر ایک متنفس کے دل مین بیٹھ جائے یہہ سنتے ہی شاہزادہ نے اوسجگہ سے اپنی فوج کے تین حصے کر کے پانچ ہزار سوار ابوسعید کی ماتحتی مین غنیم کی دائین جانب اور پانچہزار ماجد بن مجید کی ماتحتی مین بائین جانب روانہ فرمائے اور آپ دس ہزار سوار لیکر سیدھا آگے کو بڑھتا چلا گیا لیکن چلتے وقت ابوسعید اور ماجد بن مجید کو سمجھا دیا تھا کہ تم لوگ قریب لشکر حریف کے پہونچکر مختلف مقامون مین پوشیدہ ہو جانا جسوقت غنیم اپنے خیمہ جات کو چھوڑ کر دور نکل جائے تم سب کے سب یکبارگی کمین گاہ سے یورش کر کے تمام مال و اسباب پر اپنا قبضہ کر لینا چنانچہ انہون نے ایسا ہی کیا یعنی جاتے ہی اپنے ہمراہیون کو مختلف جھاڑیون اور کھیتون وغیرہ مین چھپا دیا اور شاہزادہ نے دانستہ راستہ مین اسقدر دیر لگادی کہ پڑاو پر پہونچتے پہونچتے دو گھڑی رات جاتی رہی اس سے یہہ مطلب تھا کہ حریف کو اور بھی زیادہ حملہ کرنے کی جرأت ہو جائے اور ہماری فوج کی کمی بیشی کسی پر ظاہر نہو غرض اہل دسکو نے شاہزادے کے پہونچنے کے بعد اپنی دانست مین اسقدر مہلت دی کہ تمام سپاہیون کی بخوبی کمر کھل جائین

ابدہ کا یک دبا وے کا حکم دیدیا یہان تو شاہزادہ منتظر ہی کھڑا ہوا تھا فوج غنیم کے پہونچتے ہی سارا مال واسباب اور
طور بیزر کر خالی سوار ون کو پیچھے ہٹا لے گیا وہ سمجھے مورچہ فتح کر لیا خوشی خوشی غنیمون مین آگ لگا کے ادنی سے اعلیٰ
تک سبکے سب لوٹ کھسوٹ مین پڑگئے جب کسی زور بشر کو اپنے تن بدن کا ہوش نرہا تو شاہزادہ تلوارین علم کئے ہوئے
دس ہزار کی جمعیت سے اسطرح گرا جسطرح بکریون کے گلے پہ بھی گرتی ہے یا چڑیون کے جنڈ مین دس پانچ باز چھوٹ
جاتے ہین سنبھلتے سنبھلتے زمین پر لاشون کے تودے لگا دئے اور تودون مین خون کے نالے بہادئے اتنی دہشت
سیکونہ ملی کہ میان سے تلوار کھینچے یا سر اوٹھا کر دیکھے کہ حریف کس سمت سے چلا آتا ہے اور جسکو ملی بھی وہ نوک سم
سیہ یا فرود گاہ کیطرف ہو لیا یہ خبر ہی کو جو ملی کہان ہے نہ یہہ ہوش آیا کہ ٹوپی کدہر گئی جیسا دہا وا کر کے ادہر
کو آئے تھے ویسا ہی زور لگا کے گھر کیطرف لوٹنے لگے لیکن زبان ابوسعید اور ماجد بن مجید نے یہان سے بھی زیادہ
قیامت برپا کر رکھی تھی نہ کسی خیمہ کا نشان چھوڑا نہ کسی آدمی کا اور جو ہزار دو ہزار اونکی تیغ خونریزسے بچ بھی رہے
تھے وہ خود سراسیمہ اسیطرف کو بھاگے آتے تھے جب آگے پیچھے کہین راستہ نہ ملا تو سب کے سب رائین بائین ہو کر اپنے
خیمون مورچون سے بھی تین چار کوس پیچھے جا پڑے اب اس لشکر مین اسقدر طاقت نہین رہی کہ حریف کا مقابلہ کر سکے
لاچار دوسرے روز شاہزادہ کو بہت سا عجز براے چندے جنگ مفوض پر رہنے کرکے بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ یہان ایک
ہی میدان مین لڑائی کا طور بے طور ہو گیا ہے جسقدر جلد ہو سکے معقول مدد روانہ فرمائیے ورنہ ایک میدان مین بیڑا
پار ہے اور ملک کا محافظ پروردگار شعر

بد اندیش گر دو سر شد نا	بہ تاراج دشمن شود رخت ما

خدا کی قدرت سے
جسروز یہہ عرضی پہونچی اوسی روز صوبہ منفلی سے (جو پولینڈ کی سرحد پر واقع ہے) ایک افسر فوجی نے آکر بیان کیا کہ
فرزند لشکر بے انتہا لیکر پریزاندی کو عبور کر آیا ہے دو تین متواتر اس زور شور سے مارے ہین کہ مطلق کسیکے ہوش
و حواس بجا نہین رہے اگرچہ اوسکی سپاہ بھی اس معرکہ آرائی مین کچھ کم نہین کٹی لیکن ہمارا بہ نسبت اوسکے کسیقدر زیادہ
نقصان ہوا ہے اور جسسے زیادہ تشویش کی یہہ بات ہے کہ اوسکو برابر پولینڈ سے مدد پہونچتی چلی جاتی ہے ہمکو آگے بڑھنے
کوئی نظر نہین آتا اگر حضور کو ملک بچانا منظور ہے تو جلد کوئی معقول تدبیر فرمائیے ورنہ بعد فتح کرلینے سرحد کے موسکو تک
ایک متنفس اوسکے ہاتھ سے جان سلامت نہ لیجائیگا مثنوی

رسید ند چندان بشہر ران جنگ	کہ شد در بیابان گلندگاہ تنگ
گر آید بیاری گری شہریار	وگرنہ بتاراج رفت این دیار
زمجلس بے دلی پراگندہ ایم	وگر کشتہ راست ماندہ ایم

یہ خبر وحشت اثر سنکر تزیمو کو سوا اسکے کوئی تدبیر نہ بن پڑی کہ کوچ پسپاہ فراہم کرکے ولیٹیہ کی جانب روانہ فرمائی اور کچھ اپنے ہمراہ لیکر مقابلی کیطرف کوچ کیا یہاں پہونچکر تمہید اثر تیر کو لکھا کہ بس بس اسقدر تندی و تیزی و کام فرمانا چاہئے آدمی جب اپنی بساط سے آگے قدم رکھیگا ظاہر ہے کہ سر کو دھڑ سے جدا پڑا ہوا دیکھے گا شعر

گویند زبان شیشہ نہانی بگوش جام | ہر کس کہ سر کشد بجہان سرنگون شود

آپنے استر یم اور فرقواس کو فریب و دغا سے کیا مغلوب کرلیا گو یا تمام جہان آپ ہی کے قبضہ مین آگیا موسکو وہ موسکو ہے جو ہمسائگی کے لحاظ سے پولینڈ کے ساتھ ہمیشہ رعایت کرتا رہا ہے ورنہ اگیان اور آسٹریا وغیرہ کب کا ارسکو دبا بیٹھے ہوتے آج گردش زمانہ سے یہ نوبت پہونچی کہ وہی اوسکے مقابلہ کرنے لگا اول تو یہ بات زیبا ہی نتھی اور زیبا بھی تھی تو سینہ زوری سے مقابلہ کیا ہوتا نہ کہ دغابازی اور چوری سے بھلا تمہین انصاف کرو چھپکے چھپکے رات کو حملہ کرنا قزاقون کا کام ہے یا جوانمردونکی عادت کبھی کسی نے اسطرح ملک قبضہ کیا ہے کہین کوئی شبخون مارکر اپنی مراد کو پہونچا ہے کیا سنا نہین بزرگون کا قول ہے شعر

ملک را بوقت تمکان تاختن | بہ وزدی نہ شاید ظفر یافتن

۔ اور جو کوئی شبخون مارنے سے ہمارا صرف یہ مطلب تھا کہ لڑائی کو طول دیکر بندگان خدا کی مفت مین جانین ضایع نہ کی جائین تو بسم اللہ کل علی الصبح میدان جنگ مین خود تشریف لائے ہم دونون آپس ہی مین کیون نہ نپٹ لین دوسرونکو کس لئے تکلیف دین دیکھیے کسی شمشیر جانگیر کے قبضہ مین غنمت وتای ہوتا ہے اور کون گور وکفن کو محتاج ہوتا ہے والسلام ایک ہاتھ مین ملک معاملہ اک بھی کہین قدم ٹھیر جاے تو میدان خدا اور تیغ فولادی کے ایک وار مین جسم نازنین دو پیکر کی صورت نہ بن جاے تو کہنا

تو اہنگ فرسنگ و خارا بکاہ | مزن پنجہ با شیر جنگ آزماے | ہم جنگی با مست یا رہ کوہ | سیاہت کہا و سپہدار کو
چو کردوم بوی سار خوئی کنی | کہ با اژدہا جنگ جوئی کنی | اگر کردی این خوی ما ان رہا | دگر نہ من و تیغ بون اژدہا
چنانت دہم مالش از تیغ تیز | کہ یا مرگ خواہی زمین یا گریز | صف لشکرت گر شود دشمنم | اگر کوہ آہن بود بشکنم
بمیدان مرا تا نہ جنبد زمین | ہمین گویمت باز گویم ہمین

یہ نامہ پڑھتے ہی فرتیر کے تن بدن مین آگ لگ اوٹھی اگرچہ وہ فن سپہ گری مین مثل تزیمو کے کامل نہ تھا لیکن آخر بادشاہ تھا نامہ بر سے فرمایا بابی کہہ دینا کل انشاء اللہ تعالے سواخ تمہاری درخواست کے میدان جنگ مین اس سوال یعنی کا جواب دیا جائیگا

مثنوی

حسابے کہ با خود برانداختی | چنان زشت بازی غلط باختی | تو ام کم گرون فرازی کنم | بشمشیر با شیر بازی کنم

بہ تیغ افسر گاہ خواہم گرفت | بدین اژدہا ماہ خواہم گرفت | من انگہ عنان باز پیچم زراہ | کہ یا سر بہ یم یا ستانم کلاہ

دوسرے روز جب خورشید خاور نے تاج زرین اپنے سر پر رکھکر دریچۂ مشرق سے مونہہ نکالا دونون لشکر آراستہ و پیراستہ ہوکر میدان مین آئے اور بموجب حکم کے دونون لشکرون کے بیچ مین ایک چوڑا سا قطعہ زمین کا خس و خاشاک سے پاک کیا گیا بعدہ دونون بادشاہ از قدم تا فرق دریاے آہن مین غرق اپنے اپنے گھوڑے چوکھارکے اسطرح پرون سے باہر نکل آئے جیسے ابر غلیظ سے بجلی نکل آتی ہے اور نکلتے ہی میدان سے تلوارین گھسیٹ لین گویا اژدہا دہون نے منہ اوگل دیے پہر اوسپر کلائی کی صفائی سبحان اللہ وبحمدہ اتنا تو دکھائی دیتا تہا کہ ایک ایک سنہری سانپ دونون کے بدن پہ پیچ و بل کہا رہا ہے لیکن یہ نظر کام نہین کرتی تہی کہ ہاتہہ کیونکر پہرا ہے اور وار کدہر ہوکر نکل جاتا ہے جسقدر اہل صف وہان موجود تہے دیکہہ دیکہہ کر تعجب سے ٹھنڈی سانسین بہرتے تہے اور پہرکاوے کے ساتہہ آنکہون کے اشارے سے اپنا جان و دل قربان کرتے تہے جب آہستہ آہستہ زور بکترا اور رفتہ رفتہ دو سہرنے اونکے مونہہ پہیرے یعنی تلوارون کے صرف قبضے ہی قبضے دونون کے ہاتہہ مین رہ گئے تو گرزگران اوٹھا اوٹھاکر تمام میدان مین محلہ آہنگران کی طرح دہادہم مچادی

شعر

برافراختند آن زمان بال را	زرین برکشیدند گوپال را
چو شیر ژیان برہم آشوفتند	بہ بر سر کلہ گرز کوفتند

بعد اسکے کہ مارہوئے پہر تیر و کمان کی صفائی دکہائی گئی آخر کار جب سب ہتہیار آزما لے گئے تو نیزون کی نوبت پہونچی پہلی ہی بسم اللہ فریمونے جو لوک پیکان سینہ مین اژدہے کے زور کیساتہہ فریزر کو خاک زمین سے اوٹھالے گیا مگر اللہ رے جرأت اوسی حال مین فریزر نے نیزہ پھینک کمان کہینچ شست و مشت ملا ایسا تیر جا نگیر لگایا کہ فریمو کا خود و مغفر توڑکے دماغ کو پہوڑکے سینہ کی راہ دل و جگر کو چھیدتا ہوا گہوڑے کی پیٹہ سے نکل دو ہاتہہ زمین مین اوتر گیا اس صدمۂ جانکاہ سے فریمو اوسیوقت گوہر جان نثار کرکے زین سے نیچے آیا اور ساتہہ ہی نیزہ بہی بخط عمود مع فریزر زمین پر گرا چونکہ بادشاہ پولینڈ ہنوز اوسکی پیکان سے جدا نہوا تہا گرتے ہی ایسا دہچکا لگا کہ نوک نیزہ سیدہی کلیجہ کے پار نکل گئی اور وہ بہی اوسیجگہہ بہہ رہا

رباعی

بگذشتہ ہوا شد ہ ابو گیا	افسوس کہ رفت نقد عمر شتاب
از بہر تماشاے جہان ہیچ حباب	سرخوش نشدیم یکدم از بادۂ ناب

کہتے ہین تیس مہینے ۳۰ روز دوشبانہ کے بعد فریمو طوس مین آیا اوس روز شاہزادۂ سہان حریف کو دباتا ہوا خاص دارالسلطنت موسکو تک پہونچگیا تہا وہین اوسنے

اس حادثہ قیامت خیز کی اطلاع پاتی سنتے ہی مغلی کیطرف چل نکلا لیکن اوسکے پہونچتے پہونچتے دونوں بادشاہ موافق اپنی وصیت کے اوسی مقام پر جہان زخمی ہوئے تھے دفن کردئے گئے تھے شاہزادہ نے اونکے دفن پر پہونچکر حسب اہدا ترتب یادگاری بنانے کا حکم دیا اور فرمایا مختصر حال اس معرکہ آرائی کا ایک پتھر پر کندہ کرکے ان دونوں کی قبروں پر نصب کردیا جائے بعد ہ آپ پولینڈ کو چلا گیا وہان جاکر بندوبست جون کو بسبب اسکے کہ دونوں بادشاہ لاولد مرے تھے مس وڑم کو تخت سلطنت پر بٹھادیا اور رائیلین کو ریاست متوسکو کا گورنر مقرر کرکے ارشاد فرمایا مس وڑم کو تم اپنی امانت سمجھو جس روز اونکی شادی اتنیا کے ساتھ کردوگے یہہ امانت تمہارے حوالہ کردیجاویگی قبل اسکے ہم اسواسطے ملاقات کی اجازت نہین دے سکتے کہ پیش متصل شکوخود اوسکی سوزش دل سے مطلع کرتے رہے بقول شخصے شعر راز خود ہر گز نخواہم گفت خیر از زلف یار زانکہ احوال پریشان را پریشان واقف است ۔ اتنے مین ماجد بن مجید نے عرض کیا خداوند نعمت جو سپاہ ان لڑائی مین حضور کے ہمراہ رہی ہے وہ بھی اپنے انعام کی نسبت کچھ التماس کرنا چاہتی ہے فرمایا بیشک اونکا حق سب سے مقدم ہے ہماری دانست مین علاوہ اسکے کہ ہر ایک کی تنخواہ المضاعف کردی جائے پہلے سال کا خراج بھی (آرچیل اور ترپم اور متوسکو کا) انھین پر حصہ رسد تقسیم کردیا جائے اور جو لوگ مارے گئے ہین یا زخمی ہوگئے ہین اونکا انعام کسی معتمد کی معرفت اونکے مکانون پر بھیجدیا جائے بلکہ تنخواہ بھی ماہ بماہ عمر طبعی کی حد تک اوسیجگہ پہونچتی رہے باقی جو محض لاوارث تھے اونکا انعام مع پیشگی تنخواہ کے جمع کرکے علاوہ علاوہ ہر ایک کے نام سے مختلف شہرون مین ایک ایک مکان شل دھانسہ یا مدرسہ یا شفاخانہ وغیرہ کے تعمیر کرادیا جائے تاکہ ابدالآباد اونکی روح کو ثواب پہونچتا رہے یہہ حکم سنتے ہی تمام سپاہ مین واہ واہ کا شور مچگیا اور الکزون کو یہہ افسوس ہوا کہ ہم ان لڑائیون مین کیون نہ شامل ہوئے جو اس عطیہ عظمی سے محروم رہے مگر شاہزادہ نے فرمایا تھا کہ آیندہ ہو جو ملک کی جانفشانی اور خونریزی سے فتح ہوگا اوسکے ساتھ اسی قسم کی رعایت کی جائیگی اسواسطے ہر ایک امید کرتا تھا کہ انشاء اللہ تعالے اب کے ہم بھی اسی انعام کے مستحق ہوجائینگے خداوند کریم کہ کمین لڑائی ہو اور ہم اپنے جوہر دکھائین فی الحقیقت جب تک سپاہ کے ساتھ اسطرح کا سلوک نہ کیا جائے

جہان سی عزیز چیز نہ ذاکرنے کی جرات نہین ہوسکتی شعر	جہان بہ کہ لشکر بجا پروری
	کہ سلطان زلشکر کند داوری

پہونچنا فیوزن مڈیری کا شہر وارسا دارالسلطنت ملک پولینڈ مین اور بونشاط کی عرضی لیکر اور بیان کرنا مختصر حال اپنا اور پرتگیز کا

سامعین کو یاد ہوگا کہ فیوزن آشفتہ حال

چوتھی ماہ نومبر ۱۸۰۰ء کو دارالسلطنت ٹوبنگن نورٹ سے مع سرکنگ ریونیجر کے پرتگیز کو روانہ کیا گیا تھا وہ ۱۲ جون ۱۸۰۱ء کو کچھ اوپر سات مہینے بعد شہر وارسا مین واپس آیا اور آتے ہی کمال اشتیاق سے شاہزادہ عالی تبار کے قدمون پر گر پڑا شاہزادہ نے مسکرا کر فرمایا تم نے تو پرتگیز جاکر ایسی جاودانی جہالی کہ کبھی اپنی خیریت سے بھی مطلع نہین کیا یہہ ہم جانتے ہین کہ وہان تمہارا دل لگ گیا ہوگا لیکن اسطرح اپنے دوستون کو بھول جانا آئین مروت سے بہت بعید ہے نیوزن نے عرض کیا حضور کا ارشاد میرے سر آنکھون پر بیشک غلام کا پرتگیز مین دل لگ گیا تھا مگر اسطرح جیسے کسی ہار بردار گھوڑے کی پیٹھہ لگ جاتی ہے جسقدر زمانہ طول کھینچتا گیا زخم گہرا اور ہی صورت پیدا کرتا گیا یہانتک کہ رفتہ رفتہ دل تو دل جگر مین بھی ناسور پڑ گئے اب بخدا یہہ حال ہے کہ سینہ پر ہاتھہ رکھنے سے کلیجہ مین درد ہوا ہوتا ہے اور پرتگیز کا نام سنتے ہی مونہہ پر ہوائیان چھوٹتی ہین شعر

بساط جسم مین تنہا ایک دل ایک قطرہ خون وہ بھی	سو رہتا ہی نہ اب مژگون سے دامن تر یہ دن وہ بھی
خیال مرگ کب تسکین دل آزردہ کو بخشے	مرے دام تمنا مین ہے ایک صید زبون وہ بھی
نکلنا کاش نالہ جسکو کیا معلوم تھا حضرت	کہ ہوگا باعث افزایش درد درون وہ بھی

شاہزادہ نے فرمایا یہہ کیا عرض کیا اعمالون کی خوبی اور قسمت کی برگشتگی بقول کسی شاعر کے شعر قدم مبارک مسعود گر بہ یار رود بر آرد ودود۔ مفصل یون ہے کہ نا بعد ارجہان پناہ سے رخصت ہو کر بارہ ماہ نومبر کو شہر پیرس دارالسلطنت فرانس مین پہونچا وہان انوا نامی تین آدمیون نے ایک تدبیر صائب سے ملک انگلینڈ کی فتح کر لیا اور بادشاہ زیبا وہی جسکو کسی وجہ موجہ سے قلعہ پرتیز چھوڑ دینا پڑا تھا دوبارا اوسپر قبضہ کرنے کی تجویزین کر رہا ہے یقین ہے آج ہی کل مین وہان کا بھی تصفیہ فیصل ہو جائے مین نے اپنے دلمین کہا جیسا انگلینڈ شاہزادہ نیجرسن نے فتح کیا ہے ہمین خوب جانتے ہین اور جو کچھہ پرتیز کا نتیجہ حاصل ہوگا وہ بھی ہمارے ہی دل سے پوچھنا چاہیے لیکن جب غلام پیرس سے روانہ ہو کر شہر انورگلین مین پہونچا جو دریاے لوئیر پر صوبہ لوئیرٹ مین واقع ہے تو کنگ زیلس والی ملک فرانس کو لبھاری کی اک کوہ پر سے آتے دیکھا اور ہرہا سبحان بادشاہ کی زبانی یہہ بھی معلوم ہوا کہ قلعہ پرتیز فتح ہو گیا بادشاہ صرف شاہزادہ نیجرسن کے غائب ہو جانے کی خبر سنکر برائے چندے دارالسلطنت کی جانب تشریف لے جاتا ہے بعد واپسی کے یا پرتگیز رہسپانیہ باج و خراج پر صلح کر لین گے یا یہہ دونون ملک زبردستی چھین کر فرانسیس مین ملائے جائینگے یہہ سنتے ہی کہ مین اور گلین سے بنظر تحقیقات سیوا پرتیز کی جانب ہو لیا وہان جاکر دیکھا تو فی الحقیقت ہاؤپر فرانسیسیون کا عمل ہے

اور جنوب کی طرف قریب شہر جیکا کہ بادشاہان پرتگیز و سپانیہ پڑے ہوئے روسا و ملک سے مدد لینے کا مشورہ کرتے ہیں لیکن روسا کی شرطین اسقدر سخت ہین کہ انکا منظور کرلینا بجاے خود اپنا ملک دوسرے کے ہاتھ مین دیدینا ہے کیا معنی وہ کہتے ہین اوّل تو دیسال کا محصول پرتسم کا تمام رعیت پر معاف کردیا جائے دوم یہ کہ فوج کا انتظام ہمیشہ کے واسطے ہم لوگون کے سپرد ہوجائے جسقدر سپاہ ہم کہین اور جاہین جسے اوسکا افسر مقرر کرین ان مین سے پہلی شرط کو تو ہمراہ قبول کرلیا ہے اور دوسری پر تکرار ہورہی ہے میرا ارادہ ہوا کہ بیطرح درباخاص تک بار ملجائے تو مین بھی اپنی راے اسمین شامل کردون یعنی کہون بالفعل موقع تکرار کا نہین ہے تالیفا اس شرط کو بھی بلاحجت منظور کرلینا چاہیے بعد کارروائی کے البتہ اپنی طرف سے ایسے احکام جاری کئے جائین کہ رعیت کو خوشی و گھبراہٹ اضطرارات فوجی سے مستغنی ہوجانا پڑے مگر یہہ خیال آیا تھے ان قصون سے کیا مطلب جس کام کے واسطے آیا ہے اوسکی فکر کر اور تا دم حیات شاہزادۂ شریا جاہ قبلۂ عالم پناہ کی جان و مال کو دعا دیتا رہ یہہ سوچکر اوسی روز وہان سے لزبن کی جانب چل کھا ہنوز سرحد پرتگیز مین داخل نہین ہوا تھا کہ ایک شخص نے جو تیسرے دسمہ کو بمقام ہونور بیان کیا کہ بادشاہ فرانسس نے کچھ جنگی جہاز فلیمنگ بے یونی سے روانہ کرکے شہر لزبن پر اپنا قبضہ کرلیا اور لواحقین اور توابعین بادشاہ پرتگیز وہان سے بھاگ کر سیتیوبرم مین آگئے جو دارالسلطنت کے شمال مین پچاس ساٹھ میل کے فاصلہ پر آباد ہے اس خبر وحشت اثر نے میرے ہاتھہ پاؤن کو ایسا ڈھیلا کردیا کہ بجز غلام اپنی زندگی سے بھی تنگ ہوگیا بمشکل آٹھہ نو روز کے عرصہ مین مرمر کر سیتیوبرم تک پہونچنا نصیب ہوا اتفاقیہ شہر کے دروازہ پر پہونچتے ہی مسعود خواجہ سرا سے ملاقات ہوگئی مین نے نہایت تپاک سے سلام کرکے پوچھا شہزادی معظمہ العالی کا مزاج کسطرح ہے اوسنے سوکھے سے مونہہ سے جواب دیا اچھی طرح ہے مین نے کہا وہ آپکی شرط خدا کے عزوجل کی عنایت سے پوری ہوگئی ہے اگر کس روزی سے ملاقات کرادیجئے تو اپنی تمام جانفشانی اوسکے روبرو بیان کرون جواب دیا کس روزی سے تو بالفعل ملاقات کرنا بہت مشکل ہے لیکن ہان اوسکی ماں جیسا مین کے پاس لئے چلتا ہون جو کچھہ کہنا ہو اوس سے کہہ لینا یہہ کہکر مجھے جیسا مین کے پاس لے گیا دیکھتا کیا ہون وہ بی اپنا قدیمی سیاہ مائی لباس پہنے ہوئے کچھہ مغموم سی بیٹھی ہے مین نے جاتے ہی بادشاہ کا سر کھولکر اوسکے روبرو رکھدیا خوش ہوکر کہنے لگی بیشک تو نے بڑی جانکوہی کا کام کیا اب براہ مہربانی اتنی تکلیف اور کر کہ اسے اسمعیل کی تربت پر بانیتی کیطرف ایک نیزہ گاڑکر چڑھا آ یہنے کہا ایک نظر رسن روزی کو دکھادیجئے جو یہہ مصعوبت سفر کی میری طبیعت سے دور ہوجائے جواب ملا

ایسا سوال تجھے بغیر اپنی خرط پورا کئے زبان پر لانا نچاہیے مین مجبور اوسی روز کچھ مایوس سا ہوکر لزبن کی جانب روانہ ہوگیا قضا عندالله جسوقت بموجب اوسکی ہدایت کے آنجمیل کے بائمتی نیزہ گاڑکر ریو مجر کا سر چڑہانے لگا لشکر فراسیس کے دو چار افسر بطریق سیر اوسیجگہ آنکلے شاید اونمین سے ایک دو بادشاہ کی صورت سے بھی آشنا تھے کہنے لگے تو کون ہے اور یہہ سر تیرے ہاتھ کہان سے لگا مینے کہا مین ہی ایک فلک کا ستایا ہوا آدمی ہون اور یہہ سر خاص شہر فرنگ فورٹ سے لایا ہون پوچھا شاہزادۂ فنچرسن بعد فتح کرنے آلیمان کے کدہر تشریف لیگیا مینے کہا مین فنچرسن کے حال سے مطلق آگاہ نہین اور نہ یہہ کہہ سکتا ہون کہ آلیمان کیطرح ہاتھ سے نکل گیا یا یہ سنتے ہی کسی شبہ سے مجھے گرفتار کرکے اپنے لشکر مین (جو شہر کے اندر مقیم تھا) لیگئے اور کرنگ ولیس اپنے آتا کو کلمہ بھیجا کہ ایک شخص مخبوط الحواس مع سر کرنگ ریو مجر کے آنجمیل ترک کی نسبت ایسے ایسے بند ہرہ دسہ کو گرفتار ہوا ہے ہر چند وہ اپنا آتا خاص ملک الیمان سے بیان کرتا ہے اور یہہ بھی یقین ہے کہ وہ فرنگ فورٹ کی لڑائی مین شامل تھا مگر شاہزادۂ عالم پناہ کا کچھ حال نہین بتاتا اگر حکم ہو اوسے پابجولان حضور کی خدمت فیضمنزلت مین روانہ کردیا جائے مینے اپنے دلمین کہا بس اب سن روزی کا مدار نصیب ہوچکا ولیس بیشک مجھے اپنے پاس بلوا کر فنچرسن کا حال دریافت کریگا اور مین بتاؤنگا نہین پر سوائے اسکے کہ دار پر مرا ہو یا زندان تیرہ و تنگ مین خار و مہاجرت سے کلیجا افگار ہوا ور کوئی صورت نظر نہین آتی افسوس موت آئی اور بڑی آئی تلاش جانان مین جان گنوائی اور بیموقع گنوائی شعر اولٹی پڑ گئین سب تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا آخر اس بیماری دل نے اپنا کام تمام کیا۔ لیکن صد شکر جالے اوس کریم کارساز کے کہ جسنے دو چار ہی روز بعد یقتا یہ سارے وہمنے میری طبیعت سے ٹلا دئے یعنی یک بیک شہر مین شہرہ ہوا کہ فایرہل ہولینڈ اور بیلجیم پر قبضہ کرکے دس ہزار فراسیس کے جانب اوتر پڑا کیونکہ نپولیس سے وہ اپنے باپ کا عوض لینا چاہتا ہے اسیواسطے کوہ پرنیز سے (بعد التوائے جنگ) نصف فوج پیرس کی جانب طلب لگگئی ہے اور بادشاہ پرتگیز اپنا لاؤ لشکر لیے ہوئے لزبن کیطرف چلا آتا ہے وہان اس خبر کے اوڑتے ہی سپاہ غنیم مین ایک کھلبلی سی مچ گئی اور شہر کے باہر چار میل کے فاصلہ پر اوسی روز سے مورچہ بندی کی تیاریان ہونے لگین حتی کہ بادشاہ کے پہونچتے ہی یکم جنوری کو لڑائی شروع ہوگئی اگر مفصل حال اس معرکہ آرائی کا بیان کیا جائے تو شاید کئی دفتر سیاہ کرنے پڑین اور سواے سمع خراشی کے کچھ حاصل بھی نہین ہے اس لئے خلاصہ عرض کیا جاتا ہے کہ تین مہینے تک برابر ولیبورن نئے نئے طور سے شہر پر حملہ کرتا رہا لیکن بسبب استحکام کے کسیطرح

کہ ماجد بن مجید بھی بیٹھے بیٹھے بسمل بیتاب کیطرح تڑپنے لگا کیونکہ تسلیم کا سلسلا اوسیجگہہ آکر منتہی ہوتا تھا لیکن اوسے چونکہ شاہزادہ عالی تبار کی طبیعت بگڑ جانے کا بھی اندیشہ تھا اسواسطے قصۂ فراق سے زیادہ اپنی زبان کو آشنا نہ کیا صرف یہہ شعر پڑہکر بار بار تپش دل کی شکایت کرنے لگا **شعر** ؎ ولیدین درمیان جاہ خصاصت و شا شاہزادہ نے فرمایا یہہ صحیح کہ ہجرت کے برابر آجتک کوئی مصیبت انسان بلکہ حیوان کے واسطے بھی نہیں بنایا گیا لیکن سوائے صبر کے یہہ بتائے اسکا علاج کیا ہے اگر کوئی کہے ہم سے صبر نہیں ہوسکتا تو یہہ سراسر اوسکی حماقت ہے ہم پوچھتے ہیں صبر کریگا تو کیا کریگا ایام دوری کا کاٹنا تو ضروری ہے خواہ صبر سے کاٹے خواہ جبر سے پھر انحق ان اللہ مع الصابرین کے اجر سے اپنے تئیں محروم رکھنا کیا ضرور ایسے وصل کہتے ہیں وہ بغیر فصل ظاہری کے ممکن نہیں کیونکہ اگر جدائی نہو تو وصل کا کلمہ خود بے معنی ہوا جاتا ہے اور بے اعتنائی اور بے وفائی عین معشوقوں کا وصف ہے جب تک انسان اس مرحلہ کو طے کر کے عاشقوں کی صورت نہ بنائیگا ہرگز ان ظالموں کے دل میں جگہہ نہ پاسکے گا کیا سنا نہیں **شعر**

دور ہر کہ بے گدازے نرسید	تا در دلش از زبانہ نازے نرسید
ہر شانہ تا کرنہ یابد صد شانع زلف	دستش بسر زلف نگارے نرسید

غرض یہ اس تسلی کی پند و نصایح سے خوب دونوں کی تسلی ہولی تو شاہزادے نے فیونز سے فرمایا کچھہ آسطور یا کو ذکر کئے الیمان میں نہیں سنا عرض کیا خداوند نعمت میری پریشانی طبع دیری لاعلمی کی گواہ ہے لیکن ابو نشاط نے ایک عرضی دی ہے شاید اوسمیں کچھہ مسطور ہو یہہ کہکر عرضی شاہزادے کی خدمت میں پیش کی اوسمیں لکھا تھا ابراہیم ترک کوہ پیکر کے اقبال سے ملک آسطور یا اخیراہ مارچ میں قبض کر لیا لیکن بادشاہ کیوپولس کسیقدر فوج سے اطالیہ کیطرف اوتر گیا ہے چونکہ اسطرح اوسکے فرار ہو جانے میں ایک مسطور کا خدشہ تھا اور فرمانروائے ملک اطالیہ نے عند الطلب اوسے دیا نہیں اس واسطے ابراہیم بھی اپنی فوج اوسیطرف لیگیا ہے یقین ہے آج ہی کل میں اودھر سے بھی اطمینان حاصل ہو جائے کیونکہ میسنا پر یل تک وینس ولمبارڈی اور پیڈمونٹ تینوں شمالی حصے وہ اپنے قبضے میں لا چکا ہے اور یہہ نشاط کا حال ہوا ہے کہ اوسنے بھی الیمان کیطرف آنیکا ارادہ کیا تھا لیکن ڈنیمارک نے اوسکے اس عزم کو ملتوی کرا دیا کیونکہ اوٹو ریچی والی ملک سویڈن نے اوسے مدد دی ہے اور مدد دینے کا باعث یوں سنتے ہیں آیا ہے کہ جب اوسنے غلام کے اس عہدہ سفرنہ پر پہونچ جانے کی خبر سنی تو از راہ تعصب وحسد کہ تین کی والدہ غزالی تاتاری کو تنبیہ کرنے تمام گھر بار سمیت آگ لگا دی اور ہینری بادشاہ ڈنیمارک کو لکھہ بھیجا کہ آجکل پچھہ دشمنیاں اور الیمان خالی پڑا ہوا ہے ایسی فرصت کا وقت پھر ہاتھہ آنا محال ہے

اگر تم کہو ہمت کرو تو مین اپنی تمام فوج تمہاری مدد کو بھیج سکتا ہون کیونکہ بالفعل میرا ملک ہر ایک غنیم کے حملہ سے محفوظ ہے لیکن شرط امین یہ ہے کہ بعد فتح الیمان کے آپ جو شوت میرے حوالہ کر دینگے کہ ایک ہی ساتھ اوسکو مع اوسکی مالکہ کے سزا دیجائے ہینری نے بخوشی اس شرط کو منظور کرکے کل سپاہ اوسکی ڈنمارک مین بلوالی اب لارڈم اور ایڈورڈ منظفان ملک پرو شامہ تن اوسی طرف متوجہ ہین بلکہ کئی روز ہوئے جب ایک مخبر نے بیان کیا تھا کہ اولڈن برگ اور نکلین برگ وغیرہ کا تھوڑا سا علاقہ پروشا والون سے نکل بھی گیا ہے ہر چند اونکے اسطرف آنے مین کسیطرح کا شک باقی نہین رہا لیکن یہانتک پہنچتے پہنچتے بیقین ہے ابراہیم بھی آسطوریا سے واپس آجائے پھر میری دانست مین کچھ اندیشہ کا مقام نہین یہ عرضی پڑھکر شاہزادہ نے ابوسعید سے فرمایا لیجے حضرت اوٹو ریچ نے پھر آتش دیرینہ کو مشتعل کیا معلوم ہوتا ہے بدل اوسے آپکے خاندان سے عداوت ہے افسوس جسقدر ملک آسطوریا کی فتح سے طبیعت خوش ہوئی تھی اب اوسقدر غم آل تاماری کی گرفتاری سے ملول ہوگئی لیکن شکر کہ ہنوز کسی قسم کی حسی تعزیر اوسے نہین دی گئی اب ہم تو الیمان جاکر پروشا کا بندوبست کرتے ہین آپ صوبہ آرچنجل سے معقول سپاہ لیکر لیپ لینڈ یا فن لینڈ مین ہوتے ہوئے نورے کیطرف اوتر جائیے ایسا نہو تساہل مین کچھ زیادہ تردد کرنا پڑے لیکن وہان کے حالات سے متواتر مطلع کرتے رہنا تاکہ حسب ضرورت وقتاً فوقتاً ہم بھی تمہارے ڈیرہ در ڈیرہ کے شامل حال رہین اور جب وہان سے فراغت پاؤ تو جہان ہم سے وہین چلے آنا ہم تمہاری جدائی گوارا نہین کرسکتے شعر

دارم بسوی تو بسے دل نگران	حال دل خود با تو بگفتم تو دانی

روانہ ہونا ابوسعید کا سوئیڈن کی جانب اور پہونچنا شاہزادہ سبحان کا ملک الیمان مین

چونکہ سوئیڈن کی حدود اربعہ قبل اسکے کسی داستان مین بیان ہوچکی ہین اسواسطے دوبارا اعادہ کی ضرورت نہین معلوم ہوتی البتہ فن لینڈ کی توضیح ضرور چاہیے جدہر ابوسعید کو جانا پڑیگا وہ یہہ ہے کہ فن لینڈ آرچنجل کے مغربی حصے کو کہتے ہین جسکے شمال مین لیپ لینڈ ہے اور مغرب مین خلیج بوتنیا اسکے بعد سوئیڈن ہے اور بہر نورے اگر فن لینڈ کی کہاڑی مین ہوکر (جو خط عرض کے ساٹھوین درجہ پر واقع ہے) کوئی شخص سوئیڈن کو جائے تو خاص ٹرنڈہوم کے قریب جائیگا گا جو اوس ملک کا دارالسلطنت ہے اسیواسطے شاہزادہ سبحان نے ابوسعید کو اسطرف جانے کی صلاح دی تھی اور لیپ لینڈ کے کہنے سے یہ مطلب تھا کہ وہ خشکی کا راستہ ہے اگر تری کی راہ فوج کے لیجانے مین کچھ دقت پڑے تو دوبارا ہم سے اجازت لینے کی حاجت نہ ہے غرض ۱۷ رجون ۱۷۱۸ء کو ابوسعید نو برجب ہمکے فن لینڈ کی طرف

سوئیڈن کی جانب روانہ ہوگیا اور شاہزادہ عالی تبار سع یاران غمگسار آلیمان کو چل نکلا جب ۲۸ جون کو قریب نرنگ فورٹ کے ہو پہنچا تو یکایک ابوشاط اور ابولنیم نے تشریف آوری کی خبر سنکر دور تک پا پیادہ استقبال کیا اور نہایت تزک و شان سے زر و جواہر نثار کرتے ہوئے شہر مین لے آئے شاہزادے نے گھوڑے سے نیچے قدم اوتارتے ہی پوچھا شمعون کہان ہے ابوشاط نے عرض کیا وہ تو حضور ہی کے ہمراہ رکاب چلا گیا تھا پھر کہی اسطرف نہین آیا فرمایا اچھا ہمراہ سے سع لیا خاتون اور ٹیلیڈا کے دولت ہوئی) فرنگ فورٹ روانہ کر چکے ہین اگر یہان نہین آیا تو کہان رہ گیا یہ سنتے ہی ابوشاط کا غم ہنانی سے چہرہ زرد ہوگیا نہ تو ٹیلیڈا کا نام سنکر طبیعت کو تاب و تمین رکہہ سکا نہ شاہزادہ کے لحاظ سے کلی اظہار محبت کا زبان پر لاسکا اندر ہی اندر جو دل نے فلا بازیان کہائین اوسی جگہہ گھڑی ہو کر رہ گیا شاہزادہ نے سنکر واحدین جمیعہ اور قنیوزن سے فرمایا یہہ حضرت بہی تمہارے ہی ساتھیون مین ہین اور خدا کی قدرت سے میر اکسیقدر لحاظ بہی کرتے ہین انہین یہان سے علیحدہ لے جاکر پہلے ہوش مین لانے کی تدبیر کرو بعدہ اچھی طرح سمجہا دو کہ ہم سب اسی مرض مین گرفتار ہین جسمین تم ہو اگر شمعون یہان نہین ہو پہنچا تو کچہہ فکر کی بات نہین انشاء اللہ تعالے اوسکی تلاش کیجائیگی سلطنت کے کاروبار ایسی مدہوشی اور غود فراموشی سے نہین چل سکتے اسکے واسطے آدمی ایسا چاہئے کہ ایکبار پہاڑ بہی سر پر ٹوٹ پڑے تو گردن نہ جہکائے کیونکہ جو انسان ادنی ادنی بات پر سراسیمہ و بدحواس ہوجائیگا وہ کسی بہاری مہم کا کیا خاک انتظام کرسکے گا حکما نے کہا ہے

سرے کز تحمل نمایہ تہی	حرامش بود تاج شاہنشہی

غرض ماجدین جمیعہ وغیرہ تو ابوشاط کو دوسرے کمرے مین لیجاکر غشی دور کرنے کی تدبیر مین مصروف ہوئے اور یہہ دونون شاہزادے ایک علیحدہ بیٹہہ کر آپس مین ادہر ادہر کی باتین کرنے لگے شاہزادہ سمعان نے کہا اب ہمکو صرف دو دن کا تردد باقی رہ گیا ہے ایک پرتوشاکا دوسرا فراسیس کا ان دونون مین آپ پہلے کسطرف چلنا مصلحت سمجہتے ہین فیچرسن نے بڑی دیر مین تامل کرکے جواب دیا اگر کنگ زملیس کو فایر ہل کے ہاتہہ سے بچانا منظور ہے تو پہلے فراسیس ہی کی جانب چلنا چاہئے کیونکہ ظاہر پرتوشاہی ایک اوسی کی شاخ ہے جب فایر ہل نبضہ مین آگیا تو وہان کون رہا اور جو صرف ایلیمان کی حدود کا بڑہانا منظور ہے تو وہ بات دوسری ہے شاہزادے نے فرمایا مین چند روز سے آپکو کسیقدر رملول پاتا ہون شاید اوسکا سبب یہی ہے کہ آپ اکثر اپنے والد ماجد کے خیال مین مستغرق رہتے ہین کہا بقول آپکے یہہ فکر مقدم تہی مگر مین ابتدا سے ایک ایسے خلجان مین پڑا ہوا ہون کہ سوائے اوسکے کوئی فکر طبیعت پر نہین بیٹہتی پاتی بارہا ارادہ ہوا کہ آپکو بہی اوس سے مطلع کردون لیکن اس خیال سے زبان پر نہین لایا کہ کہین آپکو میرے خلل دماغ کا گمان

نمود شاہزادہ نے فرمایا استغفراللہ آپ کیا فرماتے ہین اگر ہم آپس ہی مین ایک دوسرے سے اسقدر تکلف کرینگے تو اپنی اس صحبت کے زمانہ کو کیونکر کاٹ سکینگے آپ مجھے اپنا دوست صادق تصور فرماکر جو خطرہ نے خاطر عاطر مین خطور کیا ہے بلاتکلف ارشاد فرمائیے مین ایسا سودائی نہین کہ خدانخواستہ آپ پر خلل دماغ کا گمان کرون فیثیغورس نے بیان کیا جب مین گورہ واسگس سے آپکے ہمراہ ہوا ہون تو مجھے اچھی طرح یاد تھا کہ فلانے کام کے واسطے ملک روس کیطرف جاتا ہون لیکن غلطی پر پہونچتے ہی کچھ ایسا استغراق ہوا کہ وہ کام تو کام مجھے یہہ بھی یاد نرہا کہ مین کون ہون اور کہان سے آیا ہون جب آپ مغربی روس کو فتح کرکے پولینڈ مین تشریف لائے تو خود بخود وہ کیفیت دور ہوکر آنیا دآیا کہ مین فیثیغورس ہون اور شہر پیرس مین ایک ایسی عجیب حالت نے مجھے گھیر رکھا تھا کہ جسکے دور کرنے کی فکر رات دن میرے دل کو لگی رہتی تھی بلکہ وہ ہی حالت بے چین کرکے مجھے گورہ واسگس پر بھی لے آئی تھی وہان ہوٹل کارافاقو ایک شخص حسن فقیر نامی صورت سے ایک درخت کے نیچے میری ملاقات ہو گئی مینے دریافت سمجھکر اوس سے اپنا درد دل بیان کیا اوسنے فرمایا عنقریب ایک شخص بادشاہ پولینڈ کے ملازمون مین سے مغربی روس کو فتح کریگا اگر تو اپنا حال اوسکے روبرو بیان کرے تو البتہ کوئی صورت بہبودی کی نکل سکتی ہے شاید اوسی شخص کی تلاش مین تو اور مہرآیا ہتا اور وہ شخص بموجب شرایط کے خیال کیا جاتا ہے تو آپ ہی ہین مگر ہرچند سوچتا ہون یہہ یاد نہین آتا کہ وہ کونسا امر تھا جسکے واسطے تمام اپنا ملک روما چھوڑکے مینے یہہ مصیبت اختیار کی تھی تاکہ موافق ہدایت اون شاہ سامعہ کے آپکو واسطے دستگیری کے تکالیف دیسماے اب فرمائیے یہہ تقریر سوداگرون کی تھی یا سچ مچ ہے یا نہین شاہزادہ جہان نے یہہ افسانہ سنتے ہی سمجھ لیا کہ فیثیغورس کیفیت متقدمہ طبیعی مین مبتلا ہے جسکا ذکر کورہ ڈیلما پر حکیم تعلیمون صاحب نے کیا تھا جب تک بالکل اوسکا امتزاج نہو جائیگا اسیطرح یہہ اپنے حال مین غلطان و پیچان رہیگا فرمایا آپ اسکا کچھہ تردد نہ کیجئے اکثر انتشار طبیعت کے باعث یہہ ہی معاملہ ہمارے ساتھہ بھی گزرتا رہتا ہے اور علاج اسکا سوا اسکے کہ سیر و تماشے مین دل بہلایا جاے آجتک کچھہ سمجھ مین نہین آیا پہلے ہوا خوری کا وقت قریب آیا ہے تھوڑی دیر کیواسطے دریا کنارے کی فضا ملاحظہ فرمائیے یہہ کہکر اپنے ساتھہ ٹہلنے کی سڑک پر لے گیا اور تمام راستے ذرا سی ہی کا ذکر کرتا رہا جب وہان سے لوٹکر قلعہ مین آیا تو ابونشاط بھی ہوش مین آگیا تھا شاہزادے نے اوس سے پوچھا آجکل مین اطالیہ سے تو کوئی تازہ خبر نہین آئی عرض کیا خداوند نعمت ابراہیم نے لکھا تھا کہ یکم جون کو مین آسطور یا واپس آگیا کیونکہ کیو پولس جو میدار انسداد تھا نشے کی حالت مین فصیل قلعہ سے گرکر مرگیا اور منہری دوم والی ملک اطالیہ نے اونہین

قلعون حصون پر چڑھنے میں فتح کر چکا تھا صلح کر لی ایدہ اللہ تعالے وہ بھی فرنگ فورٹ میں حاضر ہوتا ہے شاہزادہ نے فرمایا فی الواقع ابراہیم نہایت جرار اور آزمودہ کار آدمی ہے اوسکا اس جگہ ملازم ہو جانا بہت ہی غنیمت ہوا ہمارے آنے کے کل ایک دربار عام کر کے اوسکے واسطے مع اون لوگوں کے جو ملک آسٹوریا کی لڑائی میں شامل تھے انعام وغیرہ تجویز کیا جاوے تاکہ آیندہ اور لوگ بھی جان نثاری کا حوصلہ بہ رفتار عرض کیا بہت مناسب ہے اور اوسیوقت موافق قاعدہ کے جا بجا دربار کی اطلاع دیدی گئی دوسرے روز قبل منعقد ہونے دربار کے خدا کی قدرت سے ابراہیم بھی آگیا شاہزادہ اپنے ساتھ اوسے دربار میں لے گیا اور تمام افسران فوج سے اوپر بٹھا کے فرمایا یہ وہ شخص ہے جسکے قوت بازو سے آسٹوریا سا دشمن خداوند کریم نے ہمارے سر سے دفع کیا اور اوسکی ہمراہی جنگی نسبت میں امید کرتا ہوں کہ ابراہیم خود اپنی زبان سے بیان کریگا ابتدا سے انتہا تک معرکہ جہاں وقتال میں ایسے سرگرم رہے کہ دربار والیان کو مدد دینے کی ضرورت نہ پڑی اگر دل سے انصاف کیا جائے تو یہہ لوگ یکتائے زمانہ ہیں اور ابراہیم قابل تاج شاہانہ ہم نہایت شکر گذار ہوں اوس شخص کے جوان لوگوں کے انعام تجویز کرنے میں ہمکو مدد دے ابراہیم ترک نے دست بستہ کھڑے ہو کر بعد مدح و ثنا کے گذارش کیا شکر ہے خدائے بزرگ و برتر کا جسنے میری اور میرے توابعین کے محنت و جانفشانی کو آقا کی نظروں میں اسقدر مقبول کر دیا کہ خود اپنی زبان سے اس مجمع عام میں براہ نوازش و کرمروہ الفاظ بیان فرمائے کہ جسکی لیاقت تا قیام قیامت بھی ہم لوگ حاصل نہیں کر سکتے اب اس سے زیادہ انعام کی طمع کرنا محض ہماری نادانی ہے البتہ اتنی آرزو اور باقی ہے کہ بادشاہ ملک پرتوشا کا زمان بھی خاص غلام ہی کے نام تحریر فرماتے تاکہ آئیدہ درڑ سے اپنے بھائی اتھیل کا عوض لیکر آدم واپس حضور کی کفش برداری میں مصروف رہوں شاہزادہ نے فرمایا ہر چند پرتوشا کا ہم خود عزم بالجزم کر چکے تھے لیکن تمہاری درخواست کو رد نہیں کر سکتے بسم اللہ جاؤ اور رشل آسٹوریا کے دربان بھی اپنے کارنامہ سے ہمکو محظوظ کرو انشاء اللہ تعالے بعد تصفیہ پرتوشا کے دونوں جگہ کا ایک ہی دفعہ انعام تجویز کیا جائیگا ابراہیم ترک نہایت ادب سے پایہ تخت کو بوسہ دیکر اپنی جگہ بیٹھ گیا اور دربار میں نذرین ہونے لگیں چوتھے بعد بنوچہ وغیرہ کے ابو نشاط نے حاضر ہو کر نذر دکھائی تو دفعتاً شاہزادہ کو ابو سعید کا وہ قول یاد آگیا جو اوسنے اپنی داستان میں ابو نشاط کی نسبت بیان کیا تھا کہ شاید بہ سبب واسطہ غزال تاتاری کے یہی ملک آسٹوریا کا مالک ہو اسواسطے اوسنے اپنے روبرو تخت کے نیچے بٹھالیا جب سبکو خلعت مل چکے اور نذرین لیلی گئیں تو ابو نشاط کو دربار [illegible]

دیکر فرمایا ملک آسطور یا تمکو عنایت کیا گیا بالفعل ابو نعیم یہان کی نگرانی کریگا تم جاکر وہان کا بندوبست کرو بعد واپس آنے ابو سعید کے بشرط فرصت تخت نشینی کی رسم ادا کی جائیگی لیکن قوانین معدلت کی محافظت مین کسیطرح کوتاہی نہونے پائے اور شرطین معدلت کی چار ہین اول انصاف خلایق کو باہم برابر و مساوی رکھنا کہ اونکی صلاحیت سے ملک رونق پکڑے دوم رعیت کے احوال و افعال پر نظر رکھکے موافق اونکے استحقاق و استعداد کے مرتبہ عطا فرمانا کہ ہر ایک کو اکتساب فنون کا شوق پیدا ہو سوم ہر شخص کے جان و مال کی بوجہ احسن حفاظت کرنا تاکہ ایک دوسرے پر دست تعدی دراز نکرنے پائے چہارم باشندگان قلمرو کو یکسان سمجھنا خواہ غریب ہون خواہ امیر تاکہ کوئی متنفس بیدل ہوکر دوسرے ملک مین چلے جانے کا قصد نکرے اس تقریر کے بعد ابو نشاط نے دوبارا نذر دکھائی اور دربار برخاست ہوگیا **تشریف لیجانا شاہزادہ سبحان نوردیدہ عالم و عالمیان کا فراسیس کی جانب اور فتح کرنا اسپین سوئیٹزرلینڈ کو** محققین نے اس داستان نادر بیان کو یون تحریر فرمایا ہے کہ شاہزادہ عالی تبار نے دوسرے روز دربار کے ابو نشاط کو آسطور یا روانہ کرکے ابراہیم ترک کوہ پیکر کو پندرہ ہزار کی جمعیت سے پروشا کی جانب رخصت کیا اور چلتے وقت سمجھا دیا کہ اگر خداوند کریم موافق منشا دل کے اس مہم کو سر کرادے تو تم سیدھے ہمارے پاس (جہان کہین خبر سنو) چلے آنا بعدہ آپ تیس ہزار سوار جرار ہمراہ رکاب لیکر فراسیس کی جانب شہر پیرس کا ارادہ کیا لیکن فیچرسن نے صلاح یہ دی کہ پہلے فارہل کی خبر لینا چاہیے جسنے دریاے اندر پر ہماری فوج کو روک رکھا ہے اگر وہ کسی طرح مغلوب ہوگیا تو علاوہ حریف کی ہمت ٹوٹ جانے کے لشکر پر نیز کو بھی اسطرف آنے کا راستہ ملجائیگا پھر پیرس بغیر کے جوڑنے مین اسقدر تردد نکرنا پڑے گا شاہزادہ نے اسبات کو پسند فرماکر حکم دیا کہ لشکر الیان ڈنگ فورڈ سے جنوب کی جانب صوبۂ بیڈن مین ہوکر ڈارسٹ ٹیڈ برنٹ سیل اور کرلس رو وغیرہ مین مقام کرتا ہوا بیسل چلے وہانسے سیدھے مغرب کیطرف سیون کوٹ دوسار اور تیور مین ہوکر ضلع کوبلنز مین چل دیا ئین گے چنانچہ اسی راستہ سے بہار جون کو کوچ کیا گیا راوی کہتا ہے شہر بیسل دریاے رہین کے کنارے سوئیٹزرلینڈ کے شمالی سرحد پر واقع ہے اور سوئیٹزرلینڈ ایک چھوٹا سا ملک الیان کے جنوب مین ہے جسمین قریب بیس لاکھ کے آدمی بستے ہونگے جب شاہزادہ بیسل سے کوچ کرتا ہوا جنوب کیطرف اور ترکرلون کے نزدیک پہونچا تو دیکھتا کیا ہے ایکشخص بہت حسن رسیدہ عین میدان مین گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے اپنی کردبا تا ہے اور زار و قطار رو رہا ہے شاہزادہ اوسے دیکھکر کھڑا ہوگیا اور فرمایا اے بڑے میان

تم اسطرح مظلومون کی شکل بنائے کیون رو رہے ہو اوسنے جو گردن اوٹھاکر چند جوان مسلح گھوڑون پر سوار دیکھے سمجھا شاید کہین کے رئیس ہین بتقریب شکار اسطرف آنکلے ہین جواب دیا تم میرے رونے کا حال کیا پوچھتے ہو جاؤ اپنا کام کرو جو شخص خود دوسرون کے گلا کاٹنے کی فکر مین ہو گا وہ کسی تم رسیدہ کے ممنون ضمیر کو کیا سمجھے گا شعر

کسیکا دردِ دل پیارے تمہارا ناز کیا سمجھے	جو گذرے صید کے دل پر اوسے شہباز کیا سمجھے

شاہزادہ نے فرمایا آپکا قیاس اسوقت ہماری نسبت بالکل غلط ہے ہم وہ نہین ہین جو آپ تصور فرماتے ہین اللہ اپنے حال سے مطلع فرماکر ہم لوگون کو ممنون فرمائے اگر ہم مدد نہ دے سکین گے تو آپکے دل کا بخار تو نکل جائیگا شاید آپکو یہ قاعدہ نہین معلوم کہ اپنی مصیبت بیان کرنے سے کسیقدر دل کا ملال کم ہوجاتا ہے بڈھے نے کہا بھلا جسکا لخت جگر مع ہزارہا آدمی کے عنقریب تیغ جفاسے ذبح ہوا چاہتا ہو اوسکا ملال کیسکے روبرو اپنا حال بیان کرنے سے کیا خاک کم ہوگا بلکہ مین گمان کرتا ہون کہ سامعین بھی سنکر میری ہی کیفیت پیدا کرین تو تعجب نہین شعر

کسے کے میتواند گوش کردن قصۂ ما را
کہ سوزد پردۂ گوش سمندر داستان ما۔

شاہزادہ نے فرمایا بس اسقدر سنانے سے کیا فائدہ آپکو اپنے اوسی لخت جگر کی قسم جسنے اسطرح کلیجہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا ہے سچ بتائے آپ کون ہین اور کس مصیبت مین گرفتار ہین جواب دیا اے جوان رعنا خدا تیری عمر دراز کرے مین ایک غریب آدمی قصبۂ سوریٹ کا رہنے والا ہون جو شہر برن دار السلطنت ملک سوئیٹزرلینڈ کے مغرب مین براہ راست قریب بیس میل کے واقع ہے اوسکے جنوب مین پانچ میل کے فاصلہ پر ایک اور قصبہ ایوینی ہس کے نام سے مشہور ہے جہان کے زمیندار پیٹر پارا کی لڑکی مس ریرس نام کیسقدر حسن وجمال مین کمال رکھتی ہے اتفاقیہ دس ماہ جون ۱۸۶۶ء کو میرا پیارا لڑکا سشا نامی جسکی عمر اسوقت تک پوری اٹھارہ برس کی نہین ہوئی اوسکو کسی تقریب سے دیکھکر عاشق ہوگیا اور ایسا عاشق ہوا کہ جان کے دشمن نے کہانا پینا بھی ترک کردیا لاچار پیٹر پیرارا کو مین نے شادی کا پیغام بھیجا لیکن چونکہ وہ کیتھولک مذہب رکھتا ہے اور مین پروٹسٹینٹ ہون اسواسطے اوسنے قبول نکیا بلکہ اولاً سشا کی جان کا دشمن ہوگیا یہانتک کہ ایک دن اپنی تمام برادری کو جمع کرکے اس ارادہ سے سوریٹ پر چڑھ آیا کہ سشا کو گرفتار کرکے کسی ایسے مذہب سخت مین مبتلا کرے کہ یا وہ جان سے جاتا رہے یا ریرس کا خیال دل سے نکال ڈالے لیکن آپکی عنایت سے مین بھی مشلح اوسکے اپنے گاؤن کا زمیندار ہون اگر وہ ہزار آدمی لیکر آیا تھا تو مین دو ہزار سے مقابلہ کیا آخر کار اوسکا کچھ بس نہ چل سکا جیسا آیا تھا ویسا ہی لوٹ گیا البتہ ایک بنیاد فساد کی اوس روز سے

ایسی تمایم ہوگئی کہ اولی اولی بات پہ ہم دونون کا آپسمین جوتا چلنے لگا تھی کہ غیرہ وسہ بنگ سات مہینے کے عرصہ
مین اکیس مرتبہ مقابلہ کا اتفاق ہوا اور علاوہ زخمی ہونیکے طرفین سے قریب سوا سو آدمیون کے خانہ جنگی کے جرم مین سزایاب
ہوئے مگر ایسا شیطان ہم دونون کے سروں پر سوار ہوگیا تھا کہ نہ منذا اثر کرتی تھی نہ زخمیون کو دیکھکر اپنی بیوقوفی کا خیال آتا
تھا جو تباہی کہتا تھا کہ سیطرح زریق ثانی کو مغلوب کرکے گھر بانک برباد کردینا چاہیے چنانچہ شروع ماہ جنوری مین ایکایسا
زنگا معظیم برپا ہوا کہ پچہتر آدمی دونون طرف کے جان سے جاتے رہے اور قریب ڈیڑھ سو کے زخمی ہوئے اس محاربہ کی
خبر سنکر خود تیوپل والی ملک موقع واردات پر آیا اور ہماری آپس کی دشمنی کا باعث دریافت کیا کسی نے اپنے اظہار مین
لکھوادیا کہ دراصل اوراط محبت سے یہ عداوت پیدا ہوئی ہے باقی تمام جھگڑے مین یعنی ایتی کس کا لڑکا سنسا پر تیورا
کی لڑکی ریرس پر دل وجان سے قربان ہے اور یہ اصل ان دونون کا بسبب اختلاف مذہب ظاہری کے ہونہین سکتا تھا کہ
آپس مین عاشق ومعشوق کے اتحاد کا یہہ حال ہے کہ سنسا سے پوچھا جاتا ہے تو وہ بار بار پریسینٹ ہونے کے کہتا ہے
اور کیتیلک ہون اور ریرس سے دریافت کیا جاتا ہے تو وہ عاشق کی رعایت سے اپنے تئین پروٹیسٹینٹ بتاتی ہے پھر
اوپر والے نہین مانتے اور خواہ مخواہ اونکا جھگڑا کرنا اپنے نزدیک اسقدر ثواب سمجھتے ہین کہ آپس کا قتل تک گوارا کیا پھر بات ہی نہین
بادشاہ نے یہہ اظہار لینے کے بعد چاہا کہ دونون عاشق ومعشوق اوسکے روبرو صاف کرلیجائین لیکن پریورا نے منظور نکیا
اور کہا اگر حضور کو ریرس سے کچھ دریافت فرمانا ہے تو باتوار السلطنت مین بلوالیجئے یا ایونی سس تشریف لیجئے اگر مجھے
ان دونون کا ایک جگہہ جمع کرنا منظور ہوتا تو اسقدر جدال وقتال کی نوبت ہی کیون پہونچتی اسپر پریورا نے طرفین پر جرمانہ
کرکے دونون فریق سے آیندہ کے واسطے تحلکے لکھوالئے اور پریورا کو حکم دیا کہ ریرس کو دوگھڑی کے واسطے شہر برن مین
لے آوے اس طلبی سے اوسکا صرف یہہ مطلب تھا کہ اگر ریرس بدل سنسا سے راضی ہو تو دونون کو باہم منعقد کرکے ہمیشہ
کے لئے یہہ جھگڑا مٹا دیا جائے لیکن وہان قسمت کی خوبی سے بادشاہ خود اوسپر عاشق ہو بیٹھا دیکھتے ہی کہہ ایسی ادا بھائی
کہ نہ ہوش رہے نہ حواس فرمایا ہے پریورا سوائے اسکے کوئی صورت تمہارے تصفیہ کی نہین معلوم ہوتی کہ ہم خود ریرس
کو اپنے محلون مین داخل کرلین چونکہ بادشاہ بھی کیتھولک ہے پریورا بخوشی اپنی لڑکی کو اوس جگہہ چھوڑ کر چلا آیا جب
سنسا کو یہہ خبر پہونچی تو لگنے لگا اب مین بھی یہان ہی مین جاکر اپنے واسطے محل سلطانی کے آگے ایک تکیہ بناتا ہون شعر

تیرے شکل مین اکیلا ہے مچھ جانے دو	خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

لوگون نے کہا اگر یہہ معشوقہ تمہاری

نازاور عاشقوں کا نیاز تمام زمانہ مین مشہور ہے لیکن یہ غضب کہون نہین سنا کہ معشوق غیرون کی خاطر اسقدر بے اعتنائی کرے اور آپ کو بہ ترتیب مین ٹھوکرین کھاتا پھرے یہہ مقام ڈوبہ مرنے کا ہے نہ محبوب بننے الفت کرنیکا شعر

نے جور نے عتاب نہ کین میکشد مرا | باغیر لطف میکنی این می کشد مرا

ہمارے اس فضیحت نے کچھ ایسا اثر کیا کہ ظاہرا سٹا چار مہینے تک مطلق ریرس کا نام زبان پر نلایا اتفاقیہ ایک روز کسی شخص نے اوسکے آگے ذکر کردیا کہ اب ریرس کا سٹا کے فراق مین بہت برا حال ہے ہر چند بادشاہ علاج معالجہ کرتا ہے مگر ہر روز اسکی وقت موقوف نہین ہوتا تب راوی نوہان تک بیان کرتا ہے کہ ایک روز ریرس نے سنا کہ گلوکے سیوسے مین پھانسی لگانے کا سامان کرلیا تھا لیکن خاصون نے دیکھ کر روک دیا آیندہ دیکھئے انجام اوسکی پریشانی کا کیا ہوتا ہے اور اس محبت کی آفت سے بیچاری کی جان بچتی ہے یا نہین یہہ افسانہ اوسکے حق مین ایسا افسون ہنگیا کہ تمام گھر بار چھوڑ چھاڑ چپکے ہی سے بادشاہ کے دروازہ پر جا بیٹھا وہ تو سٹا کے نام سے کاوش رکھتا تھا دیکھتے ہی گرفتار کرکے میرے پاس بھیجدیا اور کہا یہہ شخص سودائی ہے اگر تم سے اسکا علاج ہوسکا بہتر ورنہ ہم خود کوئی معقول دوا تجویز کرلینگے مین نے اپنے دل مین کہا یہہ وہی مثل ہے زبردست مارے اور رونے نہ دے صبر کیا جاتا ہے اسکا سودا بغیر لحلمۂ زلف عنبرین کے کسیطرح نہین جاسکتا پھر ناگہان ایسا حکم اپنی زبان سے نکالتا ہے خیر بسبب دردپدری کے حتی المقدور مین اوسکی محافظت مین کوشش کرنے لگا لیکن اوسکو بغیر آستانہ بوسی ولدار کے کب چین پڑتا تھا دو چار ہی روز بعد پھر محل سلطانی کے گرد پھرا گیا اور دو چار ہی روز بعد پھر پکڑا گیا آخرش پیوپل نے جلاد کر طوق و زنجیر سے کام لیا یعنی عاشقون کی صورت بنا کے زندان مین بھیجدیا رفتہ رفتہ ریرس نے یہہ حال سنا تو ایک سیب کے دو ٹکڑے کرکے کسی رازدار کے ہاتھ پوشیدہ مجھ مین سٹا کے پاس بھیجے اور ہر ایک ٹکڑے پر نوک کارد سے سٹا کا نام کندہ کردیا بھیجتے کہتے مین اس حرکت سے صرف اوسکے یہہ جتانا منظور تھا کہ تیری دوری مین جگر غم والم سے میرے دل کا یہہ حال ہوگیا ہے اور باوجود اسکے ہر ایک ٹکڑے پر منجملہ تیرا ہی نام منقوش ہو اور بھیجتے کہتے مین نہین اوسکا یہہ شتاب تھا کہ سیب کو اپنے تئین اس بلا سے نجات دینی چاہیے کیونکہ بادشاہ کا نام پیوپل ہے اور پیوپل کا مترادف ہے آپل کے معنی سیب کے مین پس ظاہری معنون کو چھوڑ کر خواہ مخواہ کی تاویل کرنا اور سیب کو دل کی شکل قرار دینا مناسب نہین ہے چنانچہ سٹا نے بھی شاید یہی خیال کرکے یکم جولائی کو ایک سیاہی سے تلوار مانگی اور کہا مجھے اس سے تھوڑی دیر کے واسطے کچھ کام لینا ہے اوس نے اس امر کی بادشاہ کو

رپورٹ کردی بادشاہ نے فرمایا ظاہر ستسٹا کی نیت مین فساد معلوم ہوتا ہے بہتر ہے کہ اوسے تیسری جولائی کو چار بجے شام کے سولی چڑہا دیا جائے اور رائینٹی کس سے کہلا بہیجا جائے کہ اگر اپنے لڑکے کو دیکہنا منظور ہے تو اوسی روز آکر دیکہہ لے ہے ہے یہہ خبر وحشت اثر سنتے ہی میر ایسا عالم ہوگیا جیسے کوئی دلکو پاش پاش کرکے نمک بہر دیتا ہے روتے روتے نہ آنکہون مین آنسو باقی رہا نہ کلیجہ مین واویلا کرنیکی طاقت رہی بار بار سر پٹک بیتاب کیطرح زمین پر لوٹتا تہا اور اپنی زندگی پر تاسف کرکے یہہ اشعار پڑہتا تہا

منصور بست رخت نہ دنیا و دار ماند	پرواز کرد گل ز گلستان و خار ماند	ہمچون سپیدی کہ بود گرد و مرد مک
تا دید پشہ داغ مرا بر کنار ماند	بگذشت عمر و موی سپیدی بجا گذاشت	خاکسرے ز قافلۂ یادگار ماند

قصہ مختصر تیسری جولائی کو اوسی حال سے مین برگشتہ قسمت روزنامچہ مع اپنے تمام برادری کے برزن کیطرف روانہ ہوا رہان جاکر دیکہا تو چارون طرف سولی کے خلقت کا اژدہام ہے اور بیچ مین وہ معراج عشق کا مشتاق تختہ پر چڑہا ہوا بآواز بلند یہہ قطعہ پڑہ رہا ہے

قطعہ

کوئی ہمارے تغافل شعار سے یہہ کہے	کہ آپ فدرہ نوازی جو مہر دار کریں	
تو باوجود تقاضائے مرگ وشدت نزع	ہم اور بہی نفس چند انتظار کریں	یہہ عالم دیکہتے ہی بے اختیار مین نے

ایک چیخ ماری اور آہستہ سے کہا اے خداوند دو جہان تیرے ہر ایک امر پر قادر ہونے مین کسی فرد بشر کو شک نہین تو وہ ہے جسنے حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر آتش نمرودی کو گلزار کردیا تو وہ ہے جسنے حضرت یونس علیہ السلام کو مچہلی کے پیٹ مین سلامت رکہا تو وہ ہے جسنے حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو نیل کی گود مین پرورش فرمایا تو وہ ہے جسنے سچے حضرت عیسیٰ مسیح کے حق مین آب پیکان دار کو آبحیات بنا دیا اگر اسوقت اپنی اوسی قدرت کاملہ سے میرے پیارے لڑکے ستسٹا کو بہی اس بلا سے بچالے تو تیری بندہ پروری سے کچہ بعید نہین ابہی یہہ دعا ختم نہونے پائی تہی کہ یکایک میرے قصبہ والون نے ازراہ ترحم حملہ کرکے ستسٹا کو سولی پر سے اتار لیا اور گلہبانان صلیب کو دفع ادبار کرکے حوالہ کرکے سیدہا موریٹ کا راستہ پکڑلیا جب بادشاہ کو یہہ خبر ہوئی تو اوسنے خود پانچ ہزار آدمیون سے ہمارا پیچہا کیا لیکن اوسکے پہونچنے پہونچنے ہمنے موریٹ کو لے لیا شاہان سے بہ سبب اتفاق باہمی کے تمام باشندے ہمارے ساتہہ ہولئے پہر جو تیسری جولائی کو سارے دن ایسی لڑائی ہوئی کہ حضرت عزرائیل کو کثرت کے باعث کشتونکی روبقبض کرنا دشوار پڑگیا یعنی اکثر یون ہی بےموت سسک سسک کر مرگئے مگر کہانتک آخر شہر والی ملک والی ملک ہے قریب شام کے رعیت نے شکست فاش کہانیکے بعد شہر مین گہسکر چارون طرف کے دروازے بندکرلئے اور اپنی غلطی پر بہت افسوس کرنے لگے رات کو بادشاہ نے ایک معتمد کی معرفت باشندگان شہر کو پیغام بہیجا کہ اگر

اب ہی سسٹا کو ہمارے حوالے کردو تو تمہاری تقصیر معاف کیجاتی ہے ورنہ آیندہ کوئی عذر قبول نہوگا اور تم سبکے سب اوسی حرامزادہ کے ساتھ ایک تلوار سے حلال کئے جاوگے اسپر بزرگان قوم نے دو روز کی مہلت طلب کی کہ اس عرصہ مین ہم لوگ باہم مشورہ کرکے معقول جواب عرض کرینگے مین نے اپنے دل مین سوچا جو جواب معقول سوائے اسکے کہ مجھے زبردستی راضی کرکے سسٹا کو موذی کے چنگل مین دیدین اور کوئی نہین ہوسکتا اس سے بہتر ہے کہ تم خود اپنا گلا کاٹ کے دنیا کے تمام جھگڑون ہی پر لعنت بھیجو اتنے مین ایک شخص اجنبی صورت نے مجھے علیحدہ لیجاکر چپکے سے کان مین کہا مینے سنا ہے کہ شاہزادہ سبحان (جسکی مدت مدید سے تمام ملک یورپ مین دہاک بندہ رہی ہے) بالفعل فرنکفورٹ سے جیسل کی راہ فرانسیس کو جاتا ہے اگر تو کسیطرح اوسکی قدم بوسی حاصل کرکے اپنا درد دل بیان کرے تو امید ہے یہ سارے قضیے دم بھر مین فیصل ہوجائین اور تیری غیبت مین یہ ہرگز یقین نہین پڑتا کہ باشندگان موریٹ بغیر لڑے بڑے سسٹا کو بادشاہ کے حوالہ کردین چونکہ اوسوقت یہ ایسا حال تھا جیسے شدت مرض مین کسی تیماردار کا ہوتا ہے یعنی جو کوئی جسطرح اوسے سمجھا دیتا ہے وہ اوسیطرح کرنے لگتا ہے مین بغیر سوچے سمجھے شہر سے باہر نکل جیسل کی جانب چل نکلا البتہ دو تین میل نکل کرنے کے بعد جب ضعف پیری کے باعث کمر مین بشدت درد ہونے لگا تو یہ خیال آیا کہ ان ہاتھ پاؤن سے لب گور تک تو جانا دشوار ہے جیسل کون ہوسکیگا سو وہ ہی ہوا کہ زمانہ مہلت کا پورا ہوچکا اور ہم اہی یہین دہرے ہوئے ہین آج شام کو باشندگان شہر یا خود سسٹا کو بادشاہ کے حوالے کردینگے یا وہ زبردستی یہین کر اپنے دل کا ارمان پورا کرلے گا کاش مین موریٹ سے نہ نکلتا جو اخیر وقت مین نیت بہرکے اپنے فرزند دل بند کی صورت تو دیکھ لیتا اب نہ وہ فرزند رہا نہ دل مستمند رہا یہی تمام کار زمانہ ہے اور اسی طوفان اشک مین کشتی عمر کو ڈبونا **قطعہ** اور داکر بیچ گلبن شادی بریدہ گشت

واحسرتا کہ شاخ طرب بار ور نماند	اے دل فغان برآر کہ آرام جان برفت	وے دیدہ خون ببار کہ نور بصر نماند	

شاہزادہ نے فرمایا اے آیتی کس بس تیرے نالۂ جگرخراش سے دل پاش پاش ہوا جاتا ہے خدا کے واسطے زبان روک اور درگاہ کریم ساز مین یہہ دعا کر کہ آجکی رات اور تیرے بیٹے پر خیریت سے گذر جائے کل انشاء اللہ تعالے ہم خود کمر ہمت باندھکر تیرے دشمن کی خبر لینگے یہہ تو نہین کہہ سکتے کہ انجام ہماری کوشش کا کیا ہوگا مگر جب تک جان ہے سسٹا پر کسی طرح آنچ نہ آنے دینگے اس عرصہ مین لشکر ہمراہی بھی جو پیچھے رہ گیا تھا آن پہونچا شاہزادہ نے اوسی جگہہ سبکی کمر کشا کی اور آدہی رات تک سامان جنگ مہیا کیا اور بعد آدہی رات کے پندرہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر ٹرن کی راہ موریٹ کو چل نکلا

جب مورچے قریب جا پہنچے کہ رہ گیا تو دیکھتا کیا ہے بادشاہ رستمشا کو مع اون آدمیون کے جماوے کے ساتھ بعد تقضیے
میعاد مہلت گرفتار ہوئے تھے خونیون کو ہمراہ لے چلا آتا ہے شاہزادہ نے پہونچتے ہی چارون طرف سے فوج غنیم کا غول
کر لیا اور پرے سے باہر نکلکر فرمایا اے پتوپل بوشار ہو جا تیری موت کا زمانہ قریب آگیا جو تلوار تو نے مظلومون
کے واسطے علم کی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اوسی سے تیرا قتل کیا جائیگا افسوس تو نے یہہ خیال نہ کیا کہ جس خدائے بزرگ
و برتر نے مجھے سلطنت عنایت فرمائی ہے وہ ہی ان بیچارون کا بھی حافظ و نگہبان ہے اگر آج میں انپر ظلم کرونگا تو
کل روز جزا کو اپنے مالک کے روبرو کیا جواب دونگا خیر جو کیا سو اچھا کیا اب بتا کیا ارادہ ہے اگر لڑائی کا قصد ہے تو
بسم اللہ فوج آگے بڑہا اور اگر صلح کی خواہش ہے تو قدم پیچھے ہٹا میں وہ شاہزادہ جہان ہون جسنے کوہ پرنیز کو صرف چار
آدمیون سے پرکالہ کیطرح اوکھاڑ پھینکا تھا اور میں وہ ہزبر ستان ہون جسنے بادشاہ ایران کا بھری مجلسون میں تماشا کیا

بجاے سیاوک کہ جنبم زجاے — نہ وارد پرشہ ابپیل پاے — چو از معرکہ درکشم تیغ تیز
فرس بگسلد جوش من نیل را — نہ رخ من پیادہ کند پیل را — سلیح از تنم زود بیرون نریز
چو گردون برآرم بگردون کشی — نہ زابی بتر ہم نماز آتشی — تو بر لا دو ارم سلاح دگر

بادشاہ نے جو شاہزادہ جہان کا نام سنا اور لشکر ہی انہا
فقرا یا ہوا مناسب نہ سمجھا گھوڑا آگے بڑہایا کے بعد ادائے رسم مصافحہ صلح کر لی اور کہا مثنوی

تو آوردہ سوی من تاختن — مرا با تو کینہ نہ است ساختن — خصومت نگہ نیز بر گرفتم زراہ — بدین اعتماد آمدم نزد شاہ
چو من مہربانی نمایم بسے — نہ بتر دسر مہربانان کسے — وگر نیز کردم گناہے بزرگ — غریبی بود عذر خواہی بزرگ
نوازندۂ تر شد انصاف شاہ — کہ رحمت بر د خاصہ بر بیگناہ — ز زنہاریان در گذارد گزند
اگر من دبین بارگاہ آمدم — بدستوری عدل شاہ آمدم — پناہندہ را سر نیازد دہ بند — خدایش بہ پکار زان یاد رست
کہ شاہ جہان را دگر راد رست

شاہزادہ نے بعد صلح قبول ہو جانے کے پوچھا پرس کہان ہے پتوپل نے جواب دیا وہ سکا تو کیم جولائی سے کہان محل شاہی
مین پتہ نہین لگتا و اللہ اعلم رستمشا کی تعذیب کا حال سنکر کہان غایب ہو گئی شاہزادہ نے فرمایا یہہ بھی آپ ہی کی
خوبیون کا نتیجہ ہے خیر اپنے تصور تو مان کر دیا الیکن جب تک ہم پرس کو نہ لاتے کہ رستمشا سے منعقد کردین تم اسی
میدان مین بطور سافرون کے مقیم رہو اور تاج و تخت کو جی ہاتھ نہ لگاؤ صرف ہماری طرف سے اپنے تئین اس ملک کا حاکم
سمجھو بعد وصال ان دونون عاشق و معشوق کے بشرط اظہار لیاقت دوبارہ تخت پر بٹہایا جائیگا اور رستمشا سے فرمایا

ہم تمکو اپنے ساتھ لے چلتے مگر تمہارا باپ بہت ضعیف ہے امید نہیں جو تمہری بار مفارقت کا وہ متحمل ہو سکے بہتر ہے کہ تو یہیں
کے دستیاب ہونے تک اوسی کی خدمت میں حاضر رہ ہم انشاء اللہ تعالے عنقریب اس علاقہ کو حل کرکے تجھے خوشخبری بھیجینگے
اون بندہ آپ دو سے روز لوٹن کو واپس آیا اور لوٹن سے فراہیسن کی طرف کوچ فرمایا جب تک شاہزادہ
سبحان وریا سے آنڈریہ پہونچکر فایر ہل سے مقابلہ کرے کچھ مختصر حال سویڈن
و پروشیا کا بیان کیا جاتا ہے یہہ تو سامعین کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ۲۹ جون کو ابراہیم ترک کو وہ یکہ
پندرہ ہزار کی جمعیت سے پروشیا کی جانب روانہ کیا گیا ہے البتہ آیندہ کا حال تحریر کرنا چاہیئے وہ یہہ ہے کہ فرنگ
فورڈ سے نکلتے ہی ابراہیم کا یک ایسا تپ لرزہ میں مبتلا ہوا کہ بیچارے کو اپنے تن بدن کا بھی ہوش باقی نہیں رہا گیا
بسبب ملازمت کرہ ارل کے اوسکا مزاج کسیقدر آلودہ ہوگیا تھا متواتر صعوبت سفر کا متحمل نہو سکا ابراہم اوسنے
اپنی ہمت مردانہ سے اس عرصہ بالجزم کو ملتوی نہ کیا برابر اوسیطرح بخار میں رلاگیا جس طرح شاہزادہ عالی تبار سے حکم
پایا تھا یہانتک کہ دوسرے روز علی الصباح بیچارہ اس سیل طے کرنے کے بعد قریب شہر مارسبرگ کے فوج حریف کو جو سرحد پر
بطور نگہبانی کے متعین تھی جا دبایا یہہ فوج اگرچہ تعداد میں ہر اعتبار سے بہت کم تھی لیکن سپاہ لار کی علالت
کے باعث ایسی ہیوقع لڑائی واقع ہوئی کہ شام تک طرفین سے غالب مغلوب کی تمیز نہو سکی آخرش ابراہیم نے افسران
فوج کو غیرت دلائی اور کہا ہمکو امید تھی کہ تمکو ایکبار کسی پہاڑ سے بڑا دیا جائیگا تو دم بہر میں اوسے جڑ پیڑ سے اوکھاڑ
پھینک دوگے بڑا افسوس ہے کہ ایک پرکاہ کی خاطر صبح سے اسوقت تک کوشش کی گئی ہنوز مطلق کوئی نتیجہ تمہاری
جانفشانی کا ظہور میں نہیں آیا آیندہ برابر کے مقابلہ میں کیا کرسکوگے یہہ میدان کارزار ہے اسکا بغیر جرات و جوانمردی
کے طے کرنا آسان نہیں دشوار ہے کوشش کرو اور غالب ہو کر مغلوب ہے دم دباتے نہ چلے جاؤ اشعار

یکے داستان زد سوار دلیر	کہ روبہ چو سنبہ بچنگال شیر
کجا نیزہ و گرزہ گاہ و ساز	کجا نیزہ و گرزہ گاہ و ساز
بکوشید و یکبار جنگ آوریم	جہان بر مبادا نیش تنگ آوریم
بکردار باران ز ابر سیاہ	ببارید تیر اندران رزمگاہ
زمین آہنین گردد اسپان ز نعل	برو دست گردان بخون گشت لعل

(اوی صفحہ پر)

کہ پیش آمد امر و رزنگ نبرد	ابر دان جنگ آور آواز کرد
بدین دشت کینہ بیا میکشید	نہر ہا کنون کرد باید پدید
پر شید جوشن ہمہ دشت و کوہ	سیاہ اندر آمد ز سر گروہ
چنان چون شبان بہن از پی رمہ	چنان چون شب آہن از تیر و تیغ

جب یہہ نوبت پہونچی تو بیچارے پروشیا والے کہاں مقابلہ

سماب لاسکتے تھے فوراً میدان جنگ چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے اور لشکر ایمان نے نظفر و منصور رات بھر اونکی جگہ قیام کیا دوسرے روز آدھی رات کے قریب دوبارا شہر کیسل پر یہ ہی ہنگامہ رستخیز برپا ہوا کیونکہ انسان فوج حریف نے اسبرگ سے بھاگ کر قریب شہر کیسل کے اپنے مورچے لگا رکھے تھے ابراہیم کے پہونچتے ہی پھر مثل پہلے روز کے بمقابلہ پیش آئے لیکن تھوڑی سی گو شمالی مین وہان سے بھی بیٹھہ دکھا گئے اور ابراہیم اپنا لشکر لیکر آگے کو چل نکلا اسیطرح میگڈی برگ تک دس روز مین سات لڑائیان ہوئین اور ساتون لڑائیان ابراہیم نے فتح کین اس عرصہ مین اٹیلی و رڈاور لارڈم منتظمان ملک پر شیا کو بھی خبر پہونچ گئی کہ سپہ سالار لشکر ایمان سور و بلغ کیطرح اپنی سپاہ لئے ہوئے چلا آتا ہے یقین ہے دو ایک روز مین برلن پر قبضہ کرکے اسطرف بھی عنان عزیمت منعطف کرے یہہ خبر پہونچتے ہی دونون کے رنگ فق ہوگئے کہنے لگے بڑی مشکل پڑی ابھی ایک بلا سے نجات ہی نہین ملی تھی کہ دوسرے آفت ناگہانی اور آن ٹوٹی اگر یہان سے ہم اپنی فوج ہٹا کر برلن کیطرف لیجاتے ہین تو ڈنیمارک چھا نہین چھوڑیگا آدھا ڈنیمارک کا خود کرتے ہین تو دارالسلطنت جانیکا بعد ملک کی قوت آدھی رہ جائیگی بلکہ قوت آدھی رہ جانا کیا معنی خود اسمجگہ قیام کرنا مشکل پڑ جائیگا کیونکہ جب دو طرف سے دو ایسے زبردست حریفون نے گھیر لیا اور رعیت پر زور باقی نہ رہا تو یہہ مختصر سپاہ کہانتک اپنی جان لڑائیگی شعر آہ ازین طالع برگشتہ کہ ہر روز مرا رہ بجائے بنماید۔ بلا بیشتر است۔ مبتلا زدہ دونون اسی تشویش مین گرفتار تھے کہ شاہ نجمری والی ملک ڈنیمارک نے تین ہفتہ کی مہلت طلب کی سبب اور سکا یون سننے مین آیا ہے کہ ابوسعید نے (جو سلوا جون کو تین لینڈ کی راہ سویڈن روانہ کیا گیا تھا) تیس ماہ مذکور کو آدھی رات کے قریب دفعتاً اسٹاک ہالم کے نزدیک اوترکر غازاں تاتاری کی خاطر صدر جیلخانہ کو توڑ ڈالا اور پانچہزار قیدی رہا کرکے حکم دیدیا کہ جسقدر شہر کے گرداگرد بنگلے ہین اون سب مین آگ لگا کے صبح ہوتے ہوتے خاک سیاہ بنا دو چونکہ بادشاہ اصل حال سے بالکل بے خبر تھا سمجھا شاید کسی نے ڈاکا مارا یا رعایا مین سے کوئی باگر کر زمانیون پر آن پڑا ہو فوراً پانچہزار آدمیون سے بہ نفس نفیس نکلکر جیلخانہ کیطرف روانہ ہوگیا اور اسکے نکلتے ہی ابوسعید نے اپنی فوج کے تین حصے کرکے ایک ثلث کو شہر کے اندر بھیجدیا تاکہ اپنا قبضہ کرکے بادشاہی سپاہ کا راستہ مسدود کردے اور دو حصون سے اسطرح بادشاہ کو گھیر لیا کہ کچھہ سپاہ اوسکے مقابلہ مین رکھی اور کچھہ پیچھے سے بھیجکر حملہ کرادیا اب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یہہ رعیت کا کام نہین ہے صرف ابوسعید اپنے بیٹے ابونشاط کی حمایت سے غازاں تاتاری کا عوض لینے آیا ہے حکم دیا کہ جھٹ پٹ لشکر سلطانی دائین بائین ہوکر شہر مین داخل ہوجائے مگر یہان فصیل کے قریب پہونچکر دروازے

بند پائے اور فوج حریف کو بدستور اپنے تعاقب مین سرگرم دیکھا مجبوراً وسی رات کو جان بچاکر ملمو کی جانب بھاگ گیا لیکن بسبب سرحد ہونے کے ہمیشہ کسیقدر فوج جمع رہتی تھی اور والی ملک ڈنمارک کو لکھ بھیجا کہ بمجرد یکہ آپ اس نامہ کے دیکھتے ہی ہماری سپاہ کو اسطرف روانہ کردین چنانچہ ہینری نے بموجب تحریر اوٹو ریچ کے ۔ تاوین جولائی کو فتحمان ملک پر وشیا سے صلح کی درخواست کی وہ تو خدا سے یہہ چاہتے تھے بلا عذر اوسکی درخواست منظور کرکے مع فوج معقول برلن کی جانب چل نکلے جب قریب شہر نوسٹیڈ کے پہونچے جو دار السلطنت سے گوشۂ شمال و مغرب مین واقع ہوا تو وسٹ جولائی کو یک بیک لشکر الیمان سے مقابلہ ہوگیا کیونکہ وہ دانستہ برلن کو دائین ہاتھ چھوڑ کر مکلین برگ کی طرف ہولیا تھا آج بسبب اسکے کہ برابر کا مقابلہ تھا ابراہیم ہی باوجود شدت بخار کے میدان مین نکلا ایک مقام بلند پر بیٹھہ گیا اور دیر تک آب شمشیر کی روانی سے دل بہلاتا رہا ناگہان آپڈورڈ اور لارڈم کی نظر جو اوسپر جا پڑی سمجھے ایسے تنگ حال مین اسکا مار لینا کچھہ مشکل نہین ہے دونون تلوارین کھینچ کھینچکر اسطرح اوسپر گرے جیسے بلندی سے خرزہ چیری پر گرتا ہے کیا معنی پاس پہونچتے ہی ابراہیم نے کمند دوسرے پھینکا کے ایسا جھٹکا دیا کہ دونون پر قبچ کبوتر کی مانند لوٹ پوٹ ہوکر خانۂ زین سے فرش زمین پر آن رہے تلوارین کہین گئین آپ کہین گئے مگر بسبب نقاہت کے سپہ سالار سے شرک نہ سکے دونون نے ایک ساتھہ ملکر زور جو کیا کمند کا سرا ابراہیم کے ہاتھہ سے نکل گیا ہاتھہ اوس نے جانے نہ دیا چھٹ کر دونون کی گردنین پکڑ لین اور ایک کا سر دوسرے کے سر سے اسطرح ٹکرایا کہ باہم اوغاں ہوکر دونون حریف شدید کی صورت بنگئے بس یہہ ہی اوس فوج مین افسر اعلیٰ اور صاحب قوت سمجھے جاتے تھے انکے ختم ہوتے ہی تمام سپاہ نے ہراساں ہوکر استدعاے حفظ و امان اپنے نشانون کو زمین پر ڈال دیا ابراہیم نے سبکو مراحم خسروانی کا امیدوار کرکے اوسی روز مکلین برگ کیطرف کوچ کردیا ۔ یہہ مکلین برگ وہ ہی پروشیا کا حصہ ہے جو ڈنمارک کے الون نے اپنے قبضہ مین کرلیا ہے اوسیجگہ اونکی فوج پڑی ہوئی تھی مگر بادشاہ مع حمایدین سلطنت مملکت کے اطمینان پر دار السلطنت کی طرف چلا گیا تاابراہیم نے بزور شمشیر ایک ہی روز مین اوسے بھی فتح کرکے اپنا لشکر آگے ڈنمارک کی جانب بڑھا دیا راوی کہتا ہے ڈنمارک ایک جسیم صورت کا لنبا ملک ہے جسکے جنوب مین ہالسٹن ہے شمال مین جٹلینڈ اور بیچ مین شلیسوک اسکے مشرق مین علاوہ چھوٹے چھوٹے کئی جزیرون کے دو بڑے بڑے حصے ہین پہلا فیونن دوسرا زیلینڈ دار السلطنت اسی اخیر کے حصہ مین مشرقی کنارہ پر واقع ہے جو کوپن ہیگن کے نام سے مشہور ہے بادشاہ

بسہیل ڈاک یہان ہو پہنچ گیا تھا مگر سوئیڈن کی فوج ہنوز فیونن تک ہی نہین ہو پہنچی تھی کیونکہ وہ فرڈرکشیا کی راہ گئے تھے جہان سے تری کا راستہ طے کرنا نہ آسان ہے اور بادشاہ ایلسن ہو کر سیدہا نکل گیا تھا ابراہیم نے ڈینمارک کی سرحد مین قدم رکھتے ہی یہہ تمام پتے لگانے کے بعد سوسوار آزمودہ کار ایلسن کی راہ ڈاک والے جہازمین بیٹھکر قبل اسکے کہ سوئیڈن کی فوج فیونن پہونچے تمام کشتیان ناقی بورگ سے کپواکے (جو خاص زیلینڈ کے جانے کا بندر ہے) جنوب کیطرف منگوالین اور اوسی راستے اپنا تمام لشکر ایک ہی بار زیلینڈ کو اتار لے گیا البتہ اسقدر سپاہ فرڈرشیا کی جانب ہی روانہ کر گیا کہ حریف دوبارا سطرف رجعت کرنے نہ پائے۔ یہان شاید سامعین کو یہہ شبہ پیدا ہوگا کہ سوئیڈن کی فوج جو پہلے روانہ ہوئی تھی وہ تو ابتک فیونن ہی نہین پہونچی ابراہیم ایسی جلدی کیونکر راستہ طے کر گیا اسکا سبب یہہ ہے کہ ابراہیم سوارون کی وجہ سے یلغار جاتا تھا اور سوئیڈن والے پیادون کے باعث منزل بمنزل کوچ کرتے تھے چنانچہ ابراہیم نوشمیڈ سے چلکر چار روز مین ایلسن ہو پہنچا اور سوئیڈن والے بارہ روز مین طے کرنے کے دسوین روز فرڈرشیا ہو کر فیونن مین داخل ہوئے مقصد مختصر حریف کی سپاہ اس تدبیر سے جزیرہ فیونن مین مقید کی گئی اور ابراہیم موتاریخ کو کوسر کے گھاٹ زیلینڈ مین اوتر کر اونیس جولائی کو بمقام روزکلڈ جا پہونچا جو دارالسلطنت سے صرف بائیس میل کے فاصلہ پر مغرب کی جانب واقع ہے تیزی نے جو سنا غنیم ڈینمارک کو دباکر یہانتک آن پہونچا اور سوئیڈن کی فوج فیونن مین محصور ہو گئی کمال دانائی سے ابراہیم کو جملے کا پیغام بھیجا یا اسنے جوابدیا اگر چہ بینے اپنے آقا سے اس باب مین ہنوز استصواب نہین کیا لیکن دو شرط سے مین اس امر کو منظور کر سکتا ہون اول ادا کرنا باج وخراج کا دوم مانحت وتابع رہنا اوٹو ریچ کے تخت وتاج کا بادشاہ نے یہہ دونون شرطین بسر وچشم قبول کر کے ابراہیم کو باعزاز واکرام دارالسلطنت مین بلالیا اور کہا والی ملک سوئیڈن کی گرفتاری کا سب سے زیادہ سہل طریقہ یہی میری سمجھ مین آتا ہے کہ مین خود مناسفانہ نالمو چلکر اوسکو تمہارے حوالہ کردون ابراہیم نے اس رائے کو پسند کر کے اوسی روز سپہ بادشاہ تھوڑی سی سپاہ سے براہ تری نالمو کی جانب کوچ کر دیا ہنوز نصف راستہ بھی قطع نہین ہوا ہوگا کہ نالمو کیطرف سے ایک ہوا خوری کا بجرا نہایت تیزی کے ساتھ ادہر آتا ہوا دکہائی دیا سمجھا گیا شاید بادشاہ نے کوئی ضروری چٹھی بھیجی ہوگی لیکن جب پاس پہونچا تو معلوم ہوا خود بادشاہ سلامت ہی تشریف رکھتے ہین تیزی نے نہایت تپاک سے ہاتھ ملاکر اوٹو ریچ کو اپنی کشتی مین لے لیا اور پوچھا اس تنہائی اور پریشانی کا باعث کیا ہے جوابدیا

ابوسعید کا حال تو آپکو اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ وہ کیسں جون سے امراض دیرائی کیطرح ہمارے ملک مین آیا ہوا ہے اسی کے سبب مین دارالسلطنت ہوکر تا ملو مین چلا آیا تھا لیکن کم بختنے دہان بھی بھین سے نہ بیٹھنے دیا شمالی حصون کا بندوبست کرنے کے بعد دس جولائی کو اپنی تمام فوج لیکر تا ملو پر چڑھ آیا ہر چند کئی دفعہ ایلچیون مین متواتر سمجھوں جواب دے گئے لیکن آخر کار ظالم نے حکم دیدیا کہ جو تا ملو فتح کرے اوسیکو دہان کی غنیمت معاف ہے یہ سنتے ہی پانچہزار قیدی جو تسٹاک ظالم سے اوسکے ساتھ ہوئے ہین اور اکثر ڈاکہ زنی کے جرم مین قید کئے گئے تھے بے تحاشہ کدالین لے لیکر تا ملو پر ٹوٹ پڑے نہ کسی سپاہی کا بس چل سکا نہ افسرون کی ہمت نے کام دیا دم بھر مین شہر کی یہ صورت کل آئی جیسے کوئی سرنگ لگا کر اوڑا دیتا ہے سرکانون کے ڈھیر لگ گئے گنتون کے پیشتے بندہ گئے رعیت بھاگ گئی فوج ساری کام آئی مین تن تنہا ناچار اس بچرے پر سوار ہوکر ادہر چلا تا کہ آپ سے مصلحت لیکر باطمینان اس مہم پر ہاتھ ڈالا جائے مہتری نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا افسوس مین خود مصلحت دینے کے قابل نہ رہا مثل آپکے دماغہ وہ پریشان ہوگیا بلکہ آپکو خدا کی عنایت سے آزادی حاصل ہے مین دشمن کے ہاتھ مین گرفتار ہون شاید سوئیڈن تک یہ خبر نہین پہونچی کہ لشکر الیان نے شمالی سرحد سے آکر پروشیا ہی فتح کر لیا اور ڈینمارک بھی بالیا آپکی فوج تینون مین قید ہے اور میری سپاہ بیگناہ تہ تیغ ہوئی یہ سنکر ابراہیم نے کہا کیا ارشاد کیا کہ یہ بھی حضرت اوس لشکر کے سپہ سالار ہین انکا ارادہ تہا کہ سوئیڈن اور نورویے کو ناک سیاہ بنا کے آپکے دشمنون کو کسی عقوبت سخت سے قتل کرین لیکن مین نے بہت وساطت اسپر تصفیہ کیا ہے کہ ملک و مال جو انکی اصلی غرض ہے لے لین اور آپکی جان کے خواہان نہون آیندہ آپ دونون معاصب موجود ہین جو امر قرار پائے بہتر ہے ابراہیم نے کہا مین ایک ادنی ملازم سلطنت کا ہون اور راوٹ ریچ اوس شخص کا ہمرم ہے جو شاہزادہ بلند اقبال کی خدمت مین مثل دوستون کے رہتے رہتا ہے مین بغیر ابوسعید کی مرضی کی کوئی بات قبول نہین کر سکتا ہان مثل تحفہ ہی کے خون کی نسبت سفارش کر سکتا البتہ میرا کام ہے اس صورت مین بالفعل سوئیڈن ہی کا چلنا مناسب معلوم ہوتا ہے چنانچہ وہ کشتیان اوسی ہیئت مجموعی سے شامون شام تا ملو گھاٹ جا لگین ابراہیم نے ابوسعید سے ملاقات کر کے ساری سرگذشت بیان کی اور پوچھا اب آپ کا کیا ارادہ ہے اوسنے جواب دیا مین خود بغیر استصواب اوس زینت تخت و تاج کے اس معاملہ مین کچھ دخل نہین دے سکتا جب تک حضور انور کی قدمبوسی حاصل ہو اسے نظر بند رکھنا چاہئے بعد وہ جیسا حکم ہوگا تعمیل کی جائیگی غرض بادشاہ اوتھ ریچ کو قید کر کے خود سوار ہوا اس لشکر مین ہزار بھیڑ یا جان غزال تاتاری قید کی گئی تھی اور پروشیا و سوئیڈن کا بندوبست جو رہی کے سپرد کر کے (جسمین بدرالدین عینی

کے تھے دو نورے کے دو پر دشمنا کے دو ڈویژن کرکے اور دو ڈویژن کرانیمان کے افسر اعلی) آپ ۲۲ جولائی کو ازاسیس کی جانب روانہ ہوگئے اب شاہزادہ ثریا جاہ بلند بارگاہ کا حال تحریر ہوتا ہے کہ اوس نے کسطرح فایرپل کو زیر کرکے فراسیس فتح کیا اور آیندہ کہان اور کیون تشریف لیگیا

کنون برگلم تیغ کین ازمیان	چنینش درآرم زمین وزمان	بگویم کہ کردہ راستگ ریزد	فراسیس گیرم بشمشیر تیز

راویان سعیف زبان اور حاکیان ناوک بیان سے یہ داستان یون سنتے مین آئی ہے کہ جب شاہزادۂ سبحان سریر عاشقان نے سب بیان سابق دہم جولائی کو لوٹون سے کوچ کرکے اکیس ماہ مذکور کو قریب شہر پونٹ جیس کے دریاے چرکو عبور فرماچکا تو کسی مخبر نے خبر دی کہ اب فایرپل کا لشکر بیان سے صرف دو لیوی میل کے فاصلہ پر رہ گیا ہے آگے ذرا ہوشیاری سے قدم اوٹھانا چاہیئے ایسا نہو یکایک کسی مقام پر مقابلہ ہوجائے اور نصیب اعدا لشکر سلطانی کو کچھ ضرر پہونچے شاہزادہ نے فرمایا وہ فایرپل اوسوقت مین ہمارا کیا بگاڑ سکتا جب تمام ملک جرمن پر اوسکا قبضہ تھا اور ہم تن تنہا اوسکے دربار مین گئے تھے اب صرف پندرہ ہزار کی جمعیت سے ہماری تیس ہزار فوج ظفر موج کا کیونکر مقابلہ کرسکے گا دیکھا کال بر حصۂ کارزار مین کیسی قیامت برپا ہوتی ہے اور کس کس کی نعش پر کیسی سرپٹکر روتی ہے **مثنوی**

بہ بینی کہ فرد امن پیل زور	سرشش چون سہارم بہ شم ستور	بہ بست غلامان مستش دہم	بہ چوب شبانان شکستش دہم

یہ کلمہ کہکر خداوند کریم کا ایسا بڑا معلوم ہوا کہ دو چار روز پہلے ہی مقابلہ مین شاہزادہ نے شکست فاش کھائی تفصیل اوسکی اسطرح ہے کہ ۲۲ جولائی کو شاہزادہ پچھلی رات سے کوچ کرکے بعد دوپہر کے فایرپل کے مقابلہ مین پہونچا اور ارادہ کیا کہ آج فوج کو آرام دیکر کل علی الصباح معرکۂ کارزار گرم کیا جائیگا لیکن فایرپل نے اس ارادہ کو پورا نہونے دیا لشکر کے اوترتے ہی اپنی تمام سپاہ تیغ بکف لیکر بلاے بے درمان کیطرح ٹوٹ پڑا اوسوقت ہراسیان شاہزادۂ عالی تبار بسبب اسکے کہ دور سے تھکے ماندے چلے آئے تھے کچھ ایسے حواس باختہ ہوئے کہ سواے پیچھے ہٹنے کے مطلق ہراُت مقابلہ کی نکرسکے جسقدر شاہزادہ نے کوشش کی اوسیقدر سپاہیون کا دل ٹوٹتا چلا گیا یہانتک کہ تمام ہوتے ہوتے قریب دس میل کے پیچھے سرکگئے اور علاوہ زخمیون کے کچھ اوپر پانچہزار آدمی معرض قتل مین آئے **شعر** بگرد سواران واز سیل خون زمین لالہ گون شد ہوا نیلگون۔ بعد غروب آفتاب کے یہ ہنگامہ موقوف ہوا اور ہر ایک لشکری نے اوسی مقام پر جہاں وہ پہونچ گیا تھا اپنی اپنی کمرین کھولین زبردست زیردست ہوگیا اور زیردست زبردست کسیکا وہ رات خوشی مین

سوتے گذر گئی اور کسیکو مجروحون کے سرہانے بیٹھکر روتے صبح اوٹھتے ہی پھر وہی تیاری اور موت کی گرم بازاری شروع ہو گئی یعنی تلوار آفتاب قیامت آثار آفتاب محشر کیطرح اپنی تابش دکھانے اور دشت کارزار مین صاف عرصۂ رستخیز کی کیفیت

زنای درنده بر آهنگ دو پا	گمان کرده کامد سرافیل صور	زبس کوفتن بر زمین گرز و تیغ	ز بر غار بر شد غباری چو میغ
ز سنگار پولاد پران خدنگ	گره بسته خون در دل خاره سنگ	گمان کرا بر و برگان تیر	ز پستان بوشن بر آورد شیر
کمند گره داده چون پیچ پیچ	بجز گرد کرون نمی کشت هیچ	زمین گشته از خون آشیبگان	همه بسته از آله رنجیدگان

آج بھی قدرت پروردگار سے شاہزادۂ عالی تبار کی فوج سراسیمہ ہو کر ایسی دشمن کے آگے سے بھاگی کہ دریاے تجر کے پار جا کر دم لیا اگر اوس زمانہ مین وہ دریا پایاب ہوتا تو یقین ہے سب کے سب مارے خون کے طوب کے مرجاتے اب شاہزادہ کی آنکھین کھلین اور اپنے اون کلمات سخوت آمیز پر جو بمقام تجر جبین نادانستہ زبان سے نکل گئے تھے نادم ہو کر خداے بزرگ و برتر کی درگاہ مین سر کہول کے گریہ وزاری کرنے لگا کہ اے بادشاہ دو جہان پشت پناہ زمین و آسمان بیشک تو قادر مطلق ہے تیرے کارخانے مین کسیطرح دم نہین مارا جاتا اگر تو چاہے تو بغیر اسباب ظاہری کے ایک قطرے سے دریا کو گویہ لے اگر تجھے منظور ہو تو طرفۃ العین مین کوہ البرز کا سونہ پیدا کر دے انسان ضعیف البنیان کی کیا طاقت کہ اس جثہ حقیر پر فتح و ظفر کا دم بھر سکے یا میدان کارزار مین قدم جمانے کا دعوی کر سکے یہان سواے تیرے فضل و کرم کے قلت و کثرت کا گمان محض بے معنی ہے مین نے بڑی غلطی کی جو اپنے لشکر کو باعث اپنی بہبودی کا سمجھا فی الواقع مین اسی سزا کا سزاوار تھا کہ تمام خلقت مین ذلیل و خوار اور زمان حسرت و افسوس مین گرفتار کیا جاؤن لیکن اب بطفیل رسول مقبول اور واسطے اوس شافع روز جزا کے جسکا نام تو نے اپنے نام کے پاس لکھا ہے میرے حال پر رحم فرما اور اس خطا سے درگذر آخر تو ستار العیوب اور غافر الذنوب ہے اور انسان ہمیشہ سہو و نسیان سے منسوب ہے

ذاکره گناه و رحیمان کیست بگو	آنکس که گفته نکرد چون زلست بگو	من بدکنم تو بد مکافات دهی	پس فرق میان من و تو چیست بگو

اسیطرح تمام رات درگاہ قاضی الحاجات مین مناجات کرتا اور تاسف سے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرتا رہا جب سپیدۂ سحر نمودار ہوا سہ بارہ اپنی فوج میدان وغا مین لا کر میمنہ و میسرہ و قلب و ساقہ درست کر چکنے کے بعد تمام سلاح حرب اپنے بدن پر سجا کر غیرون کی طرح پرے سے باہر نکل آیا اور استعارہ رجز پڑھنے کے بعد غنیم سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ کوئی شخص تم مین سے یہ قابلیت رکھتا ہے کہ اپنا سر تیلی پر رکھ کر میری تیغ بید رنگ کا تماشا دیکھے اور میدان جنگ کو سراسر اپنے خون سے رنگا کر

تمثیل ارزنگ کا نمونہ بنائے گمان ہے فایرپل اور کہ ہر ہے اوسکی فوج آوے اور محراب شمشیر کے آگے سجدہ کے لئے گردن جھکاوے آج بفضل خالق انس وجان میرا پیر جہانگیر پہریزے نکالنے کو تیار ہے ایسا موقع نجات کا اور ملک الموت کی ملاقات کا پہر اتا آنا آسان نہیں دشوار ہے **مثنوی**

من اکنون بدین خنجر آبگون	جہان پیش عمد اگر نیز گون
زمن نام مردی بہ گیتی مخواہ	جہان آفرینندہ یار من است

اگر زندہ ماندیکے زین سپاہ — ہمہ نرہ دیوان شکار من است

خدا کی قدرت سے اوسوقت کچھ ایسا رعب شاہزادہ کا لشکر حریف پر چھا گیا کہ ہرگز کوئی قدم آگے نہ بڑھا سکا بلکہ ہر ایک یہ سوچنے لگا اگر یہ پل دہان اسی مہابت سے ہمارے اوپر حملہ کر بیٹھا تو ہم کیونکر اپنی جان ناتوان اسکے ہاتھ سے سلامت لیجا سکینگے یہ آدمی نہیں حضرت عزرائیل کی تصویر ہے یہ میدان جنگ نہیں قید حیات سے رہا کر نیکی زنجیر ہے یہاں زور آزمائی کرنا واللہ اپنے خون سے اپنا ہاتھ دھونا ہے یقول شخصے **شعر** ہرکہ با فولاد بازو پنجہ کرد — ساعدِ سیمین خود را رنجہ کرد — فایرپل نے جو دیکھا کہ سیدان میں نکلنے کو جی نہیں پاتا بلکہ سپاہ و زر دید و نگاہ سے شاہزادہ کو دیکھ دیکھ کر آپسمیں اوسکی جرات کی داستان بیان کر رہی ہے کہا **اشعار**

بلے زندہ پیل است بر تیغ کوہ	اگر رزم سازند جملہ گروہ	سبا یہ کنیم ایدن کار پیش	کہ بخشم شمارا ازین رنج گنج
بکوشید و شمشیر و گرز آورید	ہزبر ہا زبالا و برز آورید	پلنگ آزمان ہمچو از کمین غریو	کہ پنجہ بمنید بسا لین خویش

پھر تو دونوں سپاہیں اپنی اپنی جگہ سے بڑھ کر دیکھتے ہی دیکھتے غٹ پٹ ہو گئیں شمشیر برق تنویر خورشید محشر سے جھسری کا دعوی کرنے اور صدائے کرناء و سرافیل سے بھی کچھ بڑھ کر دم بھرنے لگی اسنے خفتگان خاک کو جگا دیا اور اوسنے بیداران غمناک کو لباس ارغوانی پہنا کر آغوش لحد میں سلا دیا اسیطرح دس پانچ منٹ جو بہادروں کا وار چلتا اور خون کا فوارہ اوچھلتا رہا میدان کارزار صاف دریا سے ذخار کی صورت بنگیا جسپر کشتوں کا پل باندھکر نصف سے زیادہ لشکر حریف تلوار کے گھاٹ پار اوتار دیا گیا **مثنوی**

دو لشکر چو مور و ملخ نا مختند	ابر دو جہان در جہان ساختند	بشمشیر پولاد و تیر خدنگ	گذر گاہ بر بعد کردند تنگ
چو زنبور گیلی کشیدند نیش	زمین را بزنبورہ کردند ریش	آغوش فایرپل کے قدم میدان جنگ میں نہ جمنے کے گویا اگر یہ ارادہ کیا کہ اپنے اصلی مورچوں پر پہونچکر دوبارا دشمن کے قتل وقمع کا سامان مہیا کرے لیکن اوسیوقت کسی نے بیان کیا کہ لشکر پنیز جو دریا کے اوتار پر بدت سے روکا ہوا پڑا تھا اوسنے باطمینان عبور کر کے ہمارے مورچے

لے لیے اور آج وہ طوفان بلا کیطرح اسی طرف موندہ اوشائے چلا آتا ہے یہ سنتے ہی اور بھی ہوش وحواس باختہ ہوگئے
واچار اپنی سپاہ بقیۃ السیف کا موندمغرب کیطرف پھرواکے بوق بازگشتی بجوادیا شاہزادہ نے فرمایا بہادر شکار
پاتہ سے بچانے پائے جہانتک اسمین سانس باقی ہے اسکے پیچھے چلنا چاہیے حکما کے نزدیک دشمن کو مارنیمین کوبیدہ کی
طرح ہوتو طرح دینا بڑی نادانی ہے شعر عون خصم تبہ ہمت بایدو بایند توشد | ایمنست اندائش کہ اندیشہ ندہی چنانچہ آہستہ
آہستہ وورون مین فوج حریف کو دباکر اوس مقام پر پہونچادیا جہان آنڈرائیچر دونون ندیان دریاے توبیر
سے جاکر ملتی ہین اور آگے کو کوئی راستہ پیچھے ہٹنے کا باقی نہین رہتا اوسیجگہ پہونچکر دفعتاً فایرپل کی ہمت ٹوٹگئی
افسران فوج سے کہنے لگا اب تمہارے نزدیک صلح وجنگ وغیرہ سے کونسی بات بہتر معلوم ہوتی ہے اونہون نے جواب
دیا جنگ ایسی حالت تنگ مین ظاہر ہے کہ کچھ فایدہ نہ بخشیگی اور صلح شاید حریف منظور نکرے رہا فرار وہ مع تمام لشکر
کے ممکن نہین بہتر یہ ہے کہ حضور تن تنہا پوشیدہ کیطرف کو چلے جائین ہم بعد تشریف بری کے چندے مناقفہ غنیم کی
متابعت قبول کرلینگے جب پرخدا وندکریم کوئی صورت بہتری کی نکالیگا دیکھا جائیگا فایرپل کو یہ رائے بہت پسند آئی
اوسیوقت فیبولا اپنے وزیر اعظم کو پوشیدہ ایک چٹھی اس مضمون کی لکھکر (کہ ہم فلانی جگہ جاتے ہین اگر تم حریف سے عہدہ
نہو سکو تو اپنی جان سلامت مین ضایع نکرنا وہین ہمارے پاس چلے آنا) آپ مع چند رفقا دریاے توبیر کو عبور کرکے کسی
طرف کو روانہ ہوگیا دوسرے روز جب فوج حریف پر شاہزادہ نے حملہ کرنا چاہا تو سنجے ہتھیار ڈالدیے اور کہا جاتا تھا
رات کو بغیر اسکے کہ ہمین اپنے مشارسے مطلع کرے پوشیدہ کہین چلاگیا اب ہم لڑنا بہتر نہین جانتے آپکو اختیار ہے خواہ ہمین
قتل کیجیے خواہ امان دیجیے شاہزادہ نے فرمایا ظاہر تم دانستہ فایرپل کے عندیہ کو چھپانا چاہتے ہو یہ ممکن نہین کہ اوسکے
حال سے تمہین آگاہی نہو لیکن خیر فوج بے سرپر یون بھی ہمارے نزدیک ہتھیار ڈالنا جو امروز سے بعید ہے ہمارا مطلب
تھا کوہ پر نیز پہانی بود و باش اختیار کرو آیندہ جو کچھ تمہارے حق مین تجویز ہوگا اوس سے مطلع کیا جائیگا یہ
کہکر ہمراہیان فایرپل کو کوہ پر نیز پر روانہ کیا اور آپہ درسولا کی جانب راستے سرکوبی فیبولا کے تشریف لے گیا کہتے ہین
شاہزادہ بلند اقبال کے پہونچتے پہونچتے فیبولا بھی موافق تحریر اپنے آقا کے دہان سے کسک دیا تھا مگر سپاہ کو سمجھا گیا تھا
کہ جانتک ہوسکے دشمن کے مقابلہ مین جانفشانی کرا مین صرف دو چار روز کے واسطے فایرپل کے لیئے کہ جانا ہون ایسا نہو
لڑائی سے موندہ چرا کر ناحق تم ہی ذلیل ہو اور مجھے بھی شرمندہ کرد شاہزادے نے پہونچتے ہی الکسیس جولائی کو چار و ن طرف

فوج حریف کو دبا کر ایسی تلوار کی کہ سیکو سانس لینے کا بھی وار نہ آیا تھوڑی دیر مین تمام سپاہ بصورت دو دآہ منتشر ہو
میدان جنگ سینۂ تنگ کیطرح خالی پڑا رہ گیا شاہزادہ نے اوسیوقت وکٹورس عرف اقبالمند کی معرفت بادشاہ فرانس
کو فتحیابی کے پہونچنے کی خبر دی اور کہلا بھیجا یہ فضل الٰہی سے دشمن کا نام ونشان باقی نہین رہا آپ بلاخوف وخطر دارالسلطنت
کو میں دیکھے دہان سے فوراً تمام ارکین سلطنت دوڑے آئے اور دونون شاہزادہ کو مبارکباد دی مگر یہ عجب معاملہ ہوا کہ جو شہر مین سے نکلا وہ ایک سپاہ کیڑا باز و پرباز ہے ہوئے نکلا شاہزادہ سبحان نے اسکا سبب
دریافت فرمایا تو عرض کیا بادشاہ خلد آرامگاہ مینس جولائی کو جہان فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کر گیا پوچھا کیونکر جوابدیا
ظاہرا کنگ جیمس والی ملک ہولینڈ نے (جو بعد فتح ہولینڈ ویلیم کے فایرہل کے قبضہ مین آگیا تھا) زہر دیدیا کیونکہ
اوسنے یکم جولائی کو شہر نیاہ کے نزدیک اگر بمنت وسماجت بادشاہ کی قدمبوسی کی درخواست کی تھی جب اندر لے گیا تو بیان
کیا کہ مین بمشکل دشمن کے ہاتھ سے رہا ہوکر یہانتک پہونچا ہون امیدوار ہون کہ بادشاہ مجھے اپنے سایہ حمایت مین
امن دے اور بعد قلع وقمع حریف کے میرے درد دل کا بھی کچھ علاج فرمائے بادشاہ نے فرمایا این خانہ شناست
شوق سے یہان قیام کیجیے انشاء اللہ تعالے اس نرغہ سے نکلنے کی نوبت پہونچے تو تمہارے ملک کی تدبیر کیجائیگی ہر چند
ہم لوگون نے عرض کیا یہ شخص مدت مدید تک دشمن کی صحبت مین رہا ہے اسکا اعتبار نہین اور جو حضور کو اسکی پیشرفت
ہی منظور ہے تو خیر باطمینان کامل بطور دشمن کے نظر بند رکھنا چاہیے مگر مطلق غلامون کی گمنارش پر خیال نفرمایا گیا آخر
ظالم نے ربط وضبط بڑہانے کے بعد مینس جولائی کو کسی تدبیر سے ایسا زہر بلا کہلا دیا کہ دو گھنٹہ مین بادشاہ تمام
ہو گیا ہم لوگون نے اس جرم کی تعزیر مین اوسے بھی زندہ بادشاہ کے قدمون کے نیچے دفن کر دیا شاہزادہ نے فرمایا
فی الواقع وہ ایسے ہی ذات شریف تھے خوب کیا کہ اوسکے شر فساد سے جہان کو خالی کر دیا حکمانے کہا ہے شعر

برانداز بیخے کہ خار آورد	پیرور درختے کہ بار آورد

بعدہ مع حشم وخدم شہر پیرس کو صاحبت فرمائی اور شاہزادہ
نے پیرس سے فرمایا اب آپ اپنے قدم سراپا کرم سے تخت فرانسیس کو زینت بخشین اور عدل وداد سے رعیت کو شاد فرمائین
یہ کلمہ سنتے ہی اوسکا چہرہ زرد ہو گیا کہا اے شاہزادہ عالی تبار شاید مین پہلے اکیبار کسی مقام پر حضور سے گمنارش
کر چکا ہون کہ شہر پیرس مین ایک ایسی عجیب حالت نے مجھے لمبدد کیا تھا کہ جسکے دور کرنے کی تدبیرات دن میرے دلکو لگی
رہتی تھی بلکہ وہ ہی حالت بے چین کر کے مجھے کوہ واسگس اور وہان سے ملک روس کیجانب لیگئی تھی مگر باوجود خوش

تعشق کے یہ یاد نہین آتا تھا کہ وہ کیا بات تھی اور کس نے میرے دل سے بہلاوی اسوقت دفعتاً خود بخود وہ تمام وکمال قصہ یاد آگیا گو یا مین کسی نشے مین تھا کہ وہ نشہ اور تر گیا اب تخت وتاج کی تو کیا اصل ہے مجھے اپنی زندگی تک دوبھر معلوم ہوتی ہے اگر آپ موافق میرے عندیہ کے وہ ہی شاہزادے ہین جسکی تلاش مین مدت مدید تک مین سرگردان رہا ہون تو میرے حال پر رحم فرمائے ورنہ مجھے میرے طور پر چھوڑ دیجئے کہ خبر آبار کی نوک سے مین آپ ہی اپنا علاج کر لون شاہزادہ نے کہا مین بسر وچشم آپکی امداد کو حاضر ہون مگر یہہ تو سن لون وہ کیا کام ہے جسکے واسطے اسقدر دل بیتاب کی شکایت ہو رہی ہے جواب دیا انشاءاللہ تعالےٰ آج شب کو تخلیہ مین گذارش کرونگا **بیان کرنا فیچرحسن کا اپنی داستان رنج والم شاہزادہ والاجہم کے روبرو اور دستگیری و نانا اوس سراپا فضل وکرم کا** بیان سے کلک دوزبان غیرت بلبل ہزار داستان بزم یاران بہم رشک گلزار ارم مین ولولہ شوق سے یون چہچہے کرتا ہے کہ جب شاہزادہ سبحان سرگروہ عاشقان (جو بعد فتح کرلینے فرخ حسن کے تمام ملک یورپ مین ڈراون سورڈ کے نام سے مشہور ہو گیا ہے جسکے معنی شمشیر برہنہ کے ہین) مع یاران عگسار ودوستان جان نثار خوابگاہ مین تشریف لیگیا تو شاہزادہ فیچرحسن مبتلاے رنج ومحن نے حسب وعدہ ایک نالہ سینہ خراش جسکے باعث سامعین کا کلیجہ پاش پاش ہوجائے کہنیکا اسطرح اپنا قصۂ پرغصہ بیان کرنا شروع کیا کہ آدمے درد جان مستمندان واے مرہم زخم دل آرزومندان مین سرگشتہ زیست سے پشیمان دود آہ عاشقان کی مانند پریشان اوس دردپے درمان مین مبتلا ہون جسکا گرفتار سواے گوشۂ مزار کے کہین آرام سے بیٹھنے نہین لگا سکتا یعنی مرض عشق مین اور سجز اے لاینزال سواے اس آرزو کے کہ گاہے ماہے اپنے طبیب حاذق سے روبرو کچھ تو اسبہت بالمشافہ درد دل بیان کرنے کی نوبت پہونچ جایا کرے ہرگز نہین چاہتا کہ یہہ مرض کسی علاج سے مفارقت کرجاے کیونکہ مجھے اچھی طرح تجربہ کی رو سے ثابت ہو چکا ہے کہ دنیا مین عیش ونشاط سے بڑھ کر کوئی نعمت نہین پیدا کی گئی اور اگر پیدا کی گئی ہے تو وہ آزادی ہے یعنی ہر ایک امیر وغریب یہہ ہی چاہتا ہے کہ مین چاہے جس حال مین ہون مگر کسی قسم کی پابندی سے نہ مایہ ہوتو کوئی پابندی نفیس ہو آزادی کی اور جسقدر انسان کو آزادی کی خواہش ہو اسیقدر پابندی سے نفرت لیکن مجھے محبت کی پابندی ایسی پابندی ہے کہ خود بخود طایر دل کو اسکی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے اور یہان پر بیکار آزادی سے طبیعت ایسی نفرت کرتی ہے جیسے کسی دورے حال مین پابندی سے کرنی چاہئے چنانچہ کسی گرفتار دام

(لف مشکبار کا قول ہے شعر | اور تو اسیری تھی یہہ تمنا کاش کہ ہوں آزاد کہیں | خوف یہہ ہے بے بال و پری ہیں چھوٹ نہ جائے قفس

بعد اس تمہید کے ابتداے مرض سے اپنی کیفیت بیان کرتا ہوں وہ یہہ ہے کہ ایام طفولیت میں کچھ ہم سن لڑکیاں جلکا رشتۂ قرابت روسا رشہر پر منتہی ہوتا تھا میرے ساتھ کھیلنے اور خدمت میں رہنے کو مقرر کی گئی تھیں اور نہیں سے ناگہان ایک لڑکی جسکو اوس زمانہ میں اپنی کرکے پکارتے تھے بسبب نادانی اور کم سنی کے خود بخود میرے خط و خال پر شیفتہ ہوگئی اور ایسی شیفتہ ہوئی کہ رفتہ رفتہ اوسکی محبت درجۂ تفریط سے گذر کر مرتبہ عشق تک پہونچگئی لیکن باوجود اسکے اوسنے مدت مدید تک مطلق اپنے راز کو کسی پر افشا نہونے دیا یہانتک کہ میں بھی باوصف محبوب ہونے کے زنہار اوسکے افعال و اقوال کی نسبت یہہ شک نہیں کر سکتا تھا کہ یہہ مجھ سے محبت رکھتی ہے البتہ یہہ جانتا تھا کہ یہہ عورت بہ نسبت اور خواصوں کے خدمتگاری کے قاعدوں اور حاضر باشی کے فائدوں سے بخوبی واقف ہے اسواسطے ہر وقت میرے اوپر جان و مال نثار کرنے کو تیار رہتی ہے - جب میری عمر قریب چودہ پندرہ برس کے پہونچی اور اکثر اوقات دو دو تین تین روز مجھے شکار میں بسر ہونے لگے تو آتش مہجوری سے یکبارگی اوسکا جسم زار گھل کر بعینہٖ نوک خار کی صورت بن گیا کیونکہ اول تو رشتۂ مہاجرت کے زخم کاری یوں ہی عاشقوں کے تن بدن میں خون کی بوند باقی نہیں رکھتا دوسرے اوس نے بجاے خود عہد کر رکھا تھا کہ جب تک کہ میں ہمیں ایکبار میری صورت نہ دیکھہ لیتی تھی نہ کھانا کھاتی تھی نہ پانی پیتی تھی پر طاقت رہتی تو کہاں سے رہتی اور بیچاری بیمار کی طرح ہر وقت بستر پر پڑی رہتی تو کیا کرتی لیکن پر بھی جسوقت میں محلوں میں جاتا تھا فوراً کمر ہمت چست باندھ کر سب سے پہلے میری خدمت میں اسطرح حاضر ہو جاتی تھی کہ گویا اسکو کچھہ مرض ہی نہیں ہے ہر چند ہماری کے خیال سے میں اوسے منع کرتا تھا اور اپنے پاس آنے سے روکتا تھا لیکن وہ نہیں مانتی تھی اور کبھی تھی جب ہم ایسے تنگ حال میں بکشادہ پیشانی حضور کی خدمت نہ کرینگے تو ہم چشموں میں عزت و توقیر کیونکر پائیں گے اسواسطے میں بھی بہ نسبت اور خواصوں کے اوسے زیادہ عزیز رکھتا تھا بلکہ اکثر خاص کاموں میں سواے اوسکے کسی دوسرے کو حکم نہ دیتا تھا نازنینہ اس عنایت بیغایت کے باعث باقی کی تمام خواصیں اوس سے ناحق حسد رکھنے لگیں اور در پردہ یہ سنی لگائیں سنا سنایا کہا کہ کسیطرح اوسے میری نظروں سے گرا دیں لیکن چونکہ میں اوسکی خبث باطن سے بخوبی واقف ہو گیا تھا اسلئے اصلا کبھی کسیکی بات پر خیال نہ کیا بلکہ آخر الامر اون سبکو سمجھا دیا کہ اگر آیندہ کوئی اپنی کی شکایت میرے

رو برو بیان کریگا تو مین بیشک اوسے محلون کے باہر نکلوادونگا یہ امر اور بھی اوس گروہ بدخو کی عداوت کا باعث ہوگیا یہانتک کہ سب نے باہم اتفاق کرکے یہہ صلاح ٹھہرائی کہ کسیطرح اسے کسی جرم مین متہم کرکے تمام محل والون کے روبرو ذلیل کرنا چاہیئے چنانچہ رات دن سبکی سب اسی فکر مین رہنے اور ناحق آتش حسد کے صدمے سہنے لگین اتفاقیہ ایکبار دیکھو عین دوپہر کے وقت مین شکارگاہ سے جو واپس آیا بسبب ماندگی کے ایک علحدہ کمرے مین آنکھین بند کرکے لیٹ رہا اور اپنی موافق اپنے دستور کے میرے سرہانے کھڑی ہوکر تنہا مگس رانی کرنے لگی ہنوز اچھی طرح میری آنکھ نہ لگی تھی کہ اوس کشتۂ فراق ہمہ تن اشتیاق یعنی ایچی نے مجھے بے خبر سوتا جانکر متواتر کئی ٹھنڈی سانسین

اشعار

بھرین اور یہہ اشعار پڑھے

ہجران توام بلائے جان است	وصل تو حیات جاودان است
دردا کہ دل از محنت بفرسود	وز وصل تو یک نفس نیاسود
پیوستہ چو باد بر درو دشت	آشفتہ چو بیقرار مے گشت
او نیز بحال او نظر داشت	زان رو کہ زحال او خبر داشت
آخر نظرے بگین بحالم	کز دست فراق پا بگالم
از من ہمہ روز بے قراری	از تو ہمہ دم جفا و خواری
رفت از غم عشق تو بہ بیمار	دست طرب و نشاط از کار
زنہار کہ از من پریشان	چون طرۂ خویش سر بچیان
بر من در وصل خویش بگشای	بر نالۂ زار من بہ بخشای

ترجمہ آہ بر آہ و رونا کم ۔ زین بیش کوشش در بلا کم
خونین دلم از غمت چو لالہ ۔ کارم ہمہ گریہ است زالہ
مجنون کہ ز عشق روی لیلی ۔ با جان و جہان عداوت لیلی
ہموارہ چو ابر نو بہاری ۔ میکرد ز دیدہ اشکباری
حال من بیقرار و محزون ۔ بگذشت ز حال زار مجنون
بسیار بفا کشیدم از تو ۔ یک روز وفا ندیدم از تو
ہجران تو اے نگار دلبند ۔ شد تلخ طرم ز بیخ بر کند
دل بے تو غریق بحر خون شد ۔ وز پردۂ عافیت برون شد
چون نیست مرا بہیچ روئے ۔ جز دیدن روئت آرزوئے

پھر تو کہ مجھے کہ لیلی سکی زبان سے اس قسم کا کلام سننے کا اتفاق نہوا تھا اور نہ یہہ معلوم تھا کہ یہہ عہد سے محبت باطنی رکھتی ہے اسواسطے متعجب ہوکر سینے چاہا کہ آنکھین کھولکر دونون ایر دیکھون یہ کسکی طرف مخاطب ہو ہوکر اپنا درد دل بیان کررہی ہے پھر خیال آیا نہین اسطرح یہہ عقدہ ہرگز نہین کھلیگا خاموش لیٹے لیٹے سنے جاؤ شاید ولولۂ محبت مین خود بخود معشوق کا نام بھی اسکی زبان سے نکل جائے کہ اتنے مین اوسنے گردن جھکاکر آہستہ سے میرے داہنے رخسار کا بوسہ لیا جسکے دفعتاً محسوس ہونے سے بے اختیار گھبراکر مین اوچھل پڑا اور کہا وئیل اپنی آج تجھے کیا ہوگیا اوسنے یہہ سنتے ہی اپنا سر میرے قدمون پر پٹکا دیا اور گلو ہراشک دریا در یا فاگ

پر شار کہکے کہنے لگی اے پیارے میری آنکھون کے تارے بیشک مین محبت کرنے کی گنہگار ہون اور اس گناہ کی تعزیر (جسکا نام غم جدائی رکھا گیا ہے) اتمام جرم کی نیت سے بیشتر میرے حق مین تجویز ہو چکی ہے کہ میں حضور کی خدمت مین ہر وقت حاضر رہتی ہون لیکن اپنی حیثیت پر نظر کرکے یہہ امید ہرگز نہین کر سکتی کہ کبھی اپنی مراد کو بھی پہونچ جاؤنگی پس میری حضوری اگر خوش نہ فرمائے تو بدتر از دوری ہے ہان اگر آپ رحم فرماکر اپنے دست مبارک سے میرے گلے پر چھری پھیر دین تو واللہ آج میرے جی مین جی ہو جائے نہ یہہ دل کی تپش باقی رہے نہ فراق کی خلش اور کہانتک آخر یہی ہونا ہے جب نوبت حد سے زیادہ گزر جائیگی یا تڑپ تڑپ کر مین آپ ٹھنڈی ہو جاؤن گی یا ہوش و حواس کسی گستاخی کی پاداش مین خود نوکر دارسے اپنا علاج کرلیگی

ابیات

اگر سودائے عشق آنست من دیوانہ خواہم شد	چہ جائے آشنا از خویش ہم بیگانہ خواہم شد
دمیدی یک فسون از دوستاں دیگر بہر دونقل من	خدا را ترک افسون کن کہ من افسانہ خواہم شد
غم عشق ترا پون گنج در دل کردہ ام پنہان	بایں گنج نہانی ساکن ویرانہ خواہم شد

ہنرنیانی کی یہہ حرکت تاملایم (جسی بوسہ لینے کی جرأت) اس قابل نہ تھی کہ بغیر سخت سزا دئے معاف کر دیجائے لیکن اوسکی بھولی بھولی درد آمیز باتون نے کچھ ایسا میری طبیعت پر اثر پیدا کیا کہ باوجود طیش و غضب کے میں خاموش رہا اسنے اوٹھکر باہر چلا گیا: آپ کچھ تنبیہ کی نکسی دوسرے کو یہہ حال جتایا قضا عنداللہ اوسکے ساتھ والی دو ایک خواصین بھی دوڑ پڑیں یہ سارا معاملہ دیکھ رہی تھین اور اوسی زمانہ مین میری خالہ زاد بہن ایوگرین ملکہ اسکاٹلنڈ سے آئی ہوئی تھی جو انگلینڈ یا انگلستان مین واقع ہے اور انگلستان ایک چھوٹا سا قطعہ رنگ گلزار خلد برین کی مانند پر بہار ہے ملک فرانسیس سے شمال کی جانب ہے جسے رود بار انگلستان نے یورپ کے براعظم سے علیحدہ کر دیا ہے ان دونون معمون کے مغرب مین آئرلینڈ ہے اور یہہ تینون ملک برطانیہ اور برٹن کلان کے نام سے مشہور ہین جہان قدیم الایام سے اگرچہ جداجدا بادشاہ سلطنت کرتے ہین لیکن ایک ہی خاندان سے چلے آتے ہین چنانچہ اسکاٹلنڈ کا بادشاہ کنگ جارج جسنے شہزادہ کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا ہے بادشاہ انگلستان کی پھوپی کا لڑکا ہے جسکے ساتھ میری خالہ کی شادی ہوئی ہے اور آئرلینڈ کا بادشاہ کنگ ریچارڈ جو شہر ڈبلن مین رہتا ہے بادشاہ اسکاٹلنڈ کا پھوپھی زاد بھائی ہے غرض اون سب خواصون نے دو ایک روز مین باہم مشورہ کرنیکے بعد ایوگرین کی دائی

پیل پٹو کو اپنے ساتھ گانٹھ کر میری بہن کی معرفت ملکہ معظمہ تک یہہ خبر پہونچادی والدہ صاحبہ نے مجھے بلاکر دریافت فرمایا مین نے انشار راز مناسب نہ سمجھا عرض کیا جناب عالی یہہ ساری بندشین اوسکے دشمنون کی ہین کیونکہ اپنی سچی کارگذاری کے مجھے زیادہ عزیز ہے اور خدام کا قاعدہ ہے جسپر آقا کی زیادہ عنایت دیکھتے ہین اوس سے حق ناحق کاوش کرنے لگتے ہین چنانچہ یہہ ساری خواصین عرصۂ دراز سے اس فکر مین ہین کہ کسیطرح کوئی بہتان اپنی کے ذمہ لگا کر اسے محلون سے نکلوادین یا شاہزادے کی نظرون ور نہ استغفراللہ وہ اس قابل کہان سے آئی آجتک مین نے اوسے اونچی نگاہ بھی کرتے نہین دیکھا چہ جائے کہ ایسی واہیات حرکت اوسسے ظہور مین آئے اور اگر بالفرض محال وہ ایسا کرتی بھی تو یہہ جرم کچھ اس قابل نہین ہے جسکی حضور اسقدر آفیشیش فرمارہی ہین کیا اوسنے تعظیماً میرے رخسار و نکو مس کیا ہو یا محبت خادمی درجۂ افراط کو پہونچ گئی ہو کیا سنا نہین کہ یکا قول ہے

فرد

گلمن نشود وطیع گل باز نالہ بلبل	فریاد گدا رونق بازار کریم است

کہتے تو مین یہہ کہہ گذرا لیکن بعد مین خیال آیا تو نے یہہ کیا غضب کیا اسکے تو صاف یہہ معنی ہین کہ اوسنے بیشک ایسا کیا اور مین نے جایز کرلیا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ والدہ صاحبہ کو اس فقرہ نے میری طرف سے بھی بدگمان کردیا سمجھین شاید یہہ خود اوس سے اولجھا ہوا ہے مگر اوسوقت اپنے غصہ کو مطلق ظاہر نفرمایا بلکہ جس جس نے حسد کی راہ سے نمامی کی تھی اون سبکو قلعۂ معلی سے باہر نکلوادیا اور حکم دیدیا کہ آیندہ کوئی ایسی بے معنی شکایت ہمارے روبرو نہ کیا کرے تاہم میرے دلکو کھٹکا لگا رہا اپنی باوجود بری ہوجانے کے ایسی نادم اور شرمندہ ہوئی کہ اوس روز سے بالکل میرے پاس کا آنا جانا چھوڑ دیا کبھی کبھی دور سے نگاہ حسرت دیاس دیکھ لیتی تھی اور انگشت حیرت دانتون کے تلے دبا کر خاموش ہو رہتی تھی اس واقعہ کے دو ڈیڑھ مہینے بعد جب ڈیوگرین ملک اسکاٹلنڈ کو روانہ ہوئی تو والدہ صاحبہ نے اوسی اگلی بدگمانی کے خیال سے اپنی کو بھی ہمراہ کردیا گو مجھے اوسکے ساتھ کچھ محبت نہ تھی لیکن چلتے وقت جذبۂ دل کے اثر سے خواہ مخواہ یہہ خیال آیا کہ ایسے موقع پر اپنے کشتۂ انتظار کو شربت دیدار سے محروم نہ کرنا چاہیئے بیشک اوسکا دل میری تیغ ابرو کا بسمل ہے اور علاج ایسے زخم کاری کا وہ ہی دم شمشیر ہے جسکی روانی نے اوچاٹ پڑنے کے سبب پورا کاٹ خواہش کے موافق نہین کیا یہہ سوچکر راستہ مین کسی حیلہ سے اوسکے روبرو ہوکر گذرا دیکھتا کیا ہون رنگ فق ہے سینہ شق ہے بار بار چشم اشکبار سے آنسو بہا بھاکے ٹھنڈی سانسین بھرتی ہے وحشت زدہ ادہر اودہر دیکھ دیکھکر

اپنی زبان مین اس شعر کا مضمون ادا کرتی ہے **شعر** | از شہر خویش طولم سر سفر دارم | بجز غم تو ندانم چہ توشہ بردارم

اور کبھی کہتی ہے **شعر** | اشک حسرت بسکہ میچکد شبہ ہنگام وداع | میرود پا بم بکوشش لیکہ در گل میرود ۔ یہہ حال پر ملال دیکھہ کر ایک بیک ایسی میری طبیعت کو وحشت ہوئی کہ مین ایک دم بھی وہان نہ ٹہر سکا اور سیوقت شکار کے بہانے اپنے دوستون کو ہمراہ لیکر ایک جنگل کیطرف نکل گیا اور کئی روز اوسیجگہ سرگردان پہرتا رہا جب وہان سے واپس آیا تو اپنے خوابگاہ کے کمرے مین ایک دیوار یہ خاص ایسی جگہ جہان پلنگ پر لیٹتے وقت بخوبی میری نظر پڑسکے یہہ شعر آیینی کے ہاتہہ کا لکھا دیکھا **شعر** | الٰہی گم شوی ایدل تو کشتی ہم قتیبہ ن | بکوئے جیب ن

اس شعر کے پڑہتے ہی بے اختیار میری آنکھون مین آنسو بہر آئے اور دل محبت منزل ایسا بیقرار ہوا کہ پلنگ پر لیٹنا دشوار ہو گیا ناچار مین نے اوسیوقت اوٹہہ کر اپنے ہاتہہ سے اوس شعر کو مٹا ڈالا لیکن مٹانے کا نشان جو دیوار پر باقی رہ گیا تہا بجاے خود آیینی کے غم کی داستان بن گیا یعنی جب کبہی اوسکی خواب گاہ مین جا پڑتی تہی بعینہٖ آیینی سامنے کہڑی نظر آتی تہی اور جی یہہ چاہتا تہا کہ سیطرح کہین سے اوسکی خیریت دریافت کرنی چاہیے چنانچہ جب فراسیس کی سپاہ جو اولیور گرین کے ہمراہ بطور بعیت گئی تہی واپس آئی تو مین نے پوشیدہ وکٹوریس کے معرفت اوسی بڑے کے ایک سپاہی سے آیینی کا حال دریافت کیا اوس نے جواب دیا جاتے وقت شاہزادی اولیور گرین کے شہر کنڈن کے قریب ایک میدان مین تن تنہا اوسے چہوڑ ہوا دیا اور عمداً نکو دیہا کہ خبردار کوئی اوسے اپنے ہمراہ نہ آنے دے ہر چند اوسکی بیکسی اور بے بسی اس قابل نہ تہی کہ کسی فرد بشر کو ایسے حال پر مین اوسپر رحم نہ آتا لیکن ناچار بحکم سے مجبور رفتہ جسکی طرف وہ بیچاری نظر حسرت و یاس سے دیکھکر دستگیری کی درخواست کرتی تہی وہ ہی شاہزادی کے خوف سے سونہہ پہیر لیتا تہا حتی کہ وہ اکیلی اوسی ویرانہ مین رہ گئی اور ہم سب کے سب اسکاٹلنڈ پہونچ گئے جب وہان سے لوٹکر دوبارہ لنڈن مین آنے کا اتفاق ہوا تو اکثر لوگون نے بیان کیا کہ ایک عورت فراسیسی خوبرو سال اسشقتہ حال بتلاے آلام آیینی نام مدت سے یہان کے باگھ خانے مین گرفتار ہے اگر تم مین سے کوئی اوسکا وثوقا ہو تو فضل ضامنی پر رہا کرا کے اپنے ساتہہ لیتا جائے کئی بار بذریعہ منادی اوسکے دار ثون کو اطلاع دی گئی ہے ہنوز کوئی پیدا نہین ہوا یہ سکر اول تو ہمارے دل مین آیا کہ چلو اوسے لیتے چلین پہر دوبارہ غلطون نے کہا واللہ اعلم اسمین کیا بھید ہے کسلئے وہ فراسیس سے ساتہہ کردی گئی تہی کیون بہ جرم اولیور گرین اوسے یہان چہوڑ کر گئے کو

چلی گئی بادشاہون کے معاملے بادشاہ ہی خوب سمجھین ہمین دخل درمعقولات دینے سے کیا حاصل ایسا نہو ترحم کے عوض اور اولٹے لینے کے دینے پڑجا ئین اس لحاظ سے زیادہ تفتیش نہین کی سیدھے اور ہر کر چلے آئے اب نہین معلوم اوسکا کیا حال ہے یہ ماجرا سنتے ہی مین نے وکٹورس کو مخفی لندن روانہ کیا تاکہ یہہ اپنے طور پر ضمانت وغیرہ کے علاج پوشیدہ رانی کو یہان لے آوے اسنے پورے ایک مہینے بعد واپس آکر جواب دیا کہ وکٹوریزین (شہر پیرس کے رہنے والے) جو بالفعل خاص لندن کے سرکاری پاگل خانہ مین متعین ہین بیان کرتے ہین کہ بیشک ایک عورت منجنوط الحواس جو کبھی اپنا نام اینی بتاتی تھی اور کبھی فیجر سن پولیس کی معرفت ہمارے پاگل خانہ مین آئی تھی مگر دس روز کا عرصہ ہوا کہ شاہزادی پولین طال عرف بادشاہ انگلستان کی لونڈ جگر حکماً اوسے یہان سے نکلوا کے اپنے ہمراہ لے گئین کیونکہ وہ اکثر بسبب لڑکپن کے گاہے ماہے عورات کے پاگل خانہ مین بطریق تفنن طبع تشریف لایا کرتی ہین۔ اگر دس روز پیشتر تم خبر لیتے تو البتہ ہمین رہا کردینے کا اختیار تھا یہہ کہکر وکٹورس نے عرض کیا خداوند نعمت اہل درد کے نزدیک مرض عشق کا یہہ اخیر درجہ ہے کہ عاشق اپنے تئین معشوق سمجھنے لگے جیسا اینی اپنے آپکو شاہزادی فیجر سن تصور کرتی ہے اب ظاہرا اوسکے بچنے کی کوئی آثار معلوم نہین ہوتے خصوصاً ایسے وقت مین کہ مطلق امید میوب کے ملنے کی منقطع ہوچکی ہو اور کوئی تسکین دینے والا پاس موجود نہو مین نے کہا پر یہہ تو بڑے غضب کی بات ہے اگر خدانخواستہ ہجو وغیرہ اسے اپنی جان برباد کردی تو یہہ سوا خندہ روز مشرتک ہماری گردن پر باقی رہیگا واللہ ہمکو ہرگز منظور نہین کہ ہمارے سبب اوسکو کسی طور کی تکلیف پہونچے تم جاؤ اور رہمان پناہ کی خدمت مین ہماری طرف سے گذارش کرو کہ شاہزادہ ملک انگلستان کے دیکھنے کی اجازت چاہتا ہے اگر حکم ہو گیا تو ہم خود لندن جاکر کسی حیلے سے اوسے اپنے ہمراہ لے آئین گے قضا عند اللہ ہمیں زمانہ مین بیٹھے یہہ ورنہ است کی ہے فلک سمانی کی پہ کلیسیقت علیل تھی زمایا ایسے وقت مین غیر ملک کی سیر کا ہم زنہار حکم نہین دے سکتے بعدہ مجھے بخار آنے لگا پھر کوئی موقع گذارش کرنے کا نہین ملا آخر مین اسکا منڈ کا وزیر دوم دہمان کے بادشاہ کا نامہ لیکر پہونچا جسکا مضمون یہہ تھا کہ دو دن بعد ۵ ردسمبر کو مبارک دن ہے شاہزادی الیور گرین کی شادی قرار پائی ہے امید ہے کہ آپ بھی برادرانہ محبت کیوجہ ضرور اس تقریب مبارک مین قدم رنجہ فرمائین اسپر بادشاہ نے مجھے حکم دیا کہ تو انگلستان کی سیر کا مدت سے ارادہ رکھتا ہو دو چار روز بعد یہان سے روانہ ہوکر لندن وغیرہ دیکھتے ہوئے اسکا منڈ تک ہو آ و بالفعل ہمارا جانا نہین

ہوسکتا میں تو خدا سے یہ چاہتا تھا ایک ہی ہفتہ میں سارا سامان مہیا کرے انگلینڈ کو روانہ ہو گیا جب لندن پہونچا
تو معلوم ہوا کہ شاہزادی بولین بسبب علالت طبع کے پندرہ روز سے کوہ پیک پر جو وسط انگلستان میں واقع ہے
تشریف لیگئی ہیں اور تمام اونکی جلیسیں انہیں ہی اونہوں کے ہمراہ ہیں یہ سنکر مجھے نہایت ملال ہوا کیونکہ اپنی
کی ملاقات (جسکے واسطے یہ دور دراز سفر اختیار کیا گیا تھا) بغیر بولین کی موجودگی کے ممکن نہ تھی میں نے کہا
افسوس ہماری محنتیں یون ہی اکارت گئی اب آپنی کے دور کا کچھ علاج نہیں ہوسکتا و کنٹرولر نے گذارش کیا جناب
لندن سے اسکاٹلنڈ کو دو راستے جاتے ہیں ایک تو ٹنگ ٹون ہوکر دوسرا رگ بائی ہوکر حضور تیمپٹن سے رگ بائی
ہوکر سیدھے صوبہ ڈربی کی جانب تشریف لے چلیں جسکی سرحد میں کوہ پیک واقع ہے اگر وہان سے کہیں مرچیشا شاہزادی
کا پتہ مل گیا تو دو روز کے واسطے تھوڑا سا چکر کھالینا ہی کچھ مشکل نہیں ہے بلکہ میری دانست میں بہ نسبت لندن
کے کوہ پیک پر عمدہ صورت ملاقات کی عمل میگی میں نے کہا ایسا ہو تو سب سے بہتر ہے جہان سے کاٹون کوس کی صعوبت
اور ٹھائی ہے وہان دو چار روز کی تکلیف اور سہی غرض لندن سے مع حشم و خدم رگ بائی ہوتا ہوا میں خاص شہر ڈربی
میں داخل ہوا وہان پہونچکر سنا کہ شاہزادی چار روز سے مع چند خواصون کے داسن کوہ میں مرغان آبی کا شکار
کھیل رہی ہیں مگر کوئی اجنبی نہون جانے پاتا میں نے تمام اپنے لشکر کو اوسیجگہ ٹہرا کر صرف پندرہ بیس آدمیون کی جمعیت
سے چاٹر کی جانب کوچ کیا جب قریب پہونچ گیا تو ایک بلند چوٹی پر کئی بڑے بڑے خیمے استادہ دکھائی دئے اور معلوم
ہوا کہ شاہزادی صاحبہ اسوقت یہین تشریف رکھتی ہین وہان سے میں نے اون آدمیون کو یہی چھوڑ دیا آپ
ہی تن تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر اوس چوٹی کی جانب چل نکلا ہنوز نیمون تک نہین پہونچا تھا کہ دیکھتا کیا ہون ایک
چشمہ کے کنارے بہت سے گنجان درختون کے سایہ مین کچھ عورتین مکلف لباس پہنے ہوئے علیحدہ علیحدہ سیخ کباب
تیار کر رہی ہین اور شاہزادی بولین اونہین کے حلقہ مین بڑے کروفر سے میری طرف پیٹھ کئے ہوئے ایک کرسی زرنگار
پر بیٹھی کسی کتاب کے مطالعہ مین مشغول ہے ماناز و انداز پس پشت کھڑا ہوا پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ عورت افسر جہان
جہان اور رونق دہ بزم خوبان ہے جسکے آفتاب محشر کو ندیکھا ہو اسے دیکھ لے جسنے شعلہ طور کی زیارت نکی ہو اسکی
زیارت کرلے شعر | آنکہ بر سوز ندطنہ بقامت آیست | آنکہ دریاہ کشد خط ز استہ آیست | مین یہ کیفیت دیکھتے
ہی گھوڑے کو ایک پتہر سے اٹکا کر مشتاقانہ درختون ہی درختون کی آڑ آہستہ آہستہ شاہزادی کے قریب پہونچا اور

پیچھے سے ایک جھاڑی کے پیچھے کھڑا ہو کر بلا تکلف اوسکے چہرۂ انور رشک خورشید خاور پر نظر غور سے دیکھا بس نگاہ کا پڑنا تھا
اور طبیعت کا بگڑنا دفعتاً ایسے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے کہ مین باوجود اس سن وسال کے بلہ ہون کیطرح دانت
کمال کے بدحواس اوسی درخت کے نیچے لیٹ گیا اور کہا شعر زابروے تو عرق آلودہ است دوچار شدم
فغان کہ کشتۂ شمشیر آبدار شدم - مجھین معلوم میری آواز اوسکے کانون مین پہونچ گئی یا کشش محبت نے اثر دکھایا
یہہ شعر زبان سے نکلتے ہی پولین نے اگاڑی لیکر آ ہوئے وحشی کی مانند میری طرف دیکھا اور دیکھتے ہی کرسی کے تکیہ سے
پر سر کھکر ہمارون کیطرح کراہنے لگی خواصین جو کرد و پیش بیٹھی ہوئی تھیں ہمسیک رہی تھین اوسکی آواز سنتے
ہی دوڑ پڑین اور عرض کیا قربان جائین یکایک بیٹھے بیٹھے یہہ کیا ہو گیا فرمایا کچھ نہین ان کبابون کی بو سے شاید سر
پھر گیا ہے تھوڑی دیر کے لئے آگ کو بند کرو کہ میرے ہوش و حواس درست ہو جائین کسی نے کہا خداوند نعمت یہہ
ہو تو شاہ تک بھی دور نہین ہونے کی حضور فوراً اوٹھ کر چہل قدمی فرمائین تو بہتر ہے یا ہوا دار پر سوار ہو کر خیمہ گاہ کی
جانب تشریف لے چلین فرمایا اچھا یہہ کہکر اوٹھہ کھڑی ہوئی اور دو خواصون کے کندھون پر ہاتھہ رکھکر روانہ ہوئی
طرف تشریف لائی جبہ مین عالم بیہوشی مین پڑا ہوا تھا جب پاس پہونچگئی تو بیٹھے دیکھکر تعجب سے فرمایا ارے یہہ کون
ایک خواص نے آگے بڑھہ کر عرض کیا شاید کوئی غریب مسافر تھکا ماندہ رہا ہے کہا نہین یہہ راستہ مسافرون کے آنے جانے
کا نہین ہے کوئی اور ہو گا پھر خود میری بالین پر تشریف لیگئی اور فرمایا اسکا لباس تو ذرا سپاہیون کے لباس سے بہت
مشابہت رکھتا ہے اور بظاہر معلوم بھی رئیس زادہ ہوتا ہے واللہ اعلم کون ہے ذرہ آہستہ آہستہ اسکے ملوے سہلاؤ
تاکہ اپنے آپ بیدار ہو جائے مین تو بڑا ہوا یہہ باتین سن ہی رہا تھا تلوؤن کو ہاتھہ لگاتے ہی آنکھین کھول کر اوٹھہ بیٹھا
ہوا اور تعظیم تمام پولین کو آداب بجا لایا فرمایا آپ کون ہین مین نے کہا مین ایک غریب سپاہی زادہ ہون فاقہ مست
آزاد منش فراسیس کا رہنے والا اسکاٹلنڈ جاتا تھا راستہ چھوڑ کر شکار کیلئے ادہر بھی آنکلا نیند کا جو غلبہ ہوا
اس درخت کے نیچے پڑ کر سو رہا پوچھا شاہزادۂ فراسیس کی خبر اسکاٹلنڈ جانے کی مجھ کچھ معلوم ہے اوسکا اشکر کہان
تک پہونچ گیا میرے مونہہ سے نکلا وہ تو شاید پیٹرسبورگ کی راہ نیو آرک ہو کر نکل گیا یہہ سنکر بہت ہنسی کیونکہ اوسے
صوبۂ ڈربی تک پہونچنے کی اطلاع ہو چکی تھی فرمایا اب ہمین یقین ہو گیا کہ تم ضرور غنیم مین نمایاں جاسوس ہو اور یہہ بات
ہو بھی سپاہی زادہ ہی خیر کیا مضایقہ ہے کہ کھول کر آرام سے سو رہو اسطرح تم کہین کسی رہین تو نہین ہے نہ قید

مین نے کہا حضور کا ارشاد میرے سر آنکھون پر لیکن مسافر کو بغیر منزل پر پہونچے کسیطرح آرام نہین مل سکتا ارشاد ہوا اچھا جاری خاطر ہی سہی اس حکم سے مین فوراً سمجھ گیا کہ اسنے مجھے پہچان لیا کیونکہ (اے شناہزادۂ عالم) سلاطین ملک فراسیس ہمیشہ کمر مین پٹکے کے نیچے پوشیدہ ایک خاص قسم کا خنجر رکھا کرتے ہین جسکے سبب وقت بیوقت اپنے تئین بآسانی عوام پر ظاہر کرسکین وہ ہی خنجر تو لین ہی دیکھکر مجھے جھوٹا کرنا چاہتی تھی چنانچہ یہہی ہوا کہ زبردستی میری کمر کھولکر اوس خنجر کو نکال لیا اور کہا یہہ آپنے کہان سے چرایا مین نے کہا چرایا نہین آپکے مرگان خونریز سے ستعار لیا ہے جسکے وصف مین کسی شاعر نے لکھا ہے شعر

ز رہ پوشیدہ ما ہے از نہیب تیر مژگانش	ز رسم تیغ اطلاوس بر بر پیکار

فرمایا بہرطور رہیدہ ثابت ہوگیا کہ آپکو خونریزی کا حد سے زیادہ شوق ہے ورنہ اسطرح اسکے اسباب جمع کرکے پھرتے خیر اب تھوڑی دور قدم رنجہ فرماکر ہمین ممنون فرمائیے یہہ کہکر اپنے ساتھ ساتھ خیمہ گاہ کی جانب لیگئی اور تخلیے مین کرے مین بٹھاکر کہنے لگی مدت مدید سے آرزو تھی کہ کسیطرح آپکی زیارت نصیب ہو سو الحمد للہ کہ آج خداوند کریم نے پوری کردی مگر مجھ اخوف اس بات کا ہے کہ آپ باوجود شکار درست ہونے کے اکثر اپنے صید کو خیم سہل چھوڑ دیا کرتے ہین اس کنایہ سے اوسے صرف اپنی کا سال جتانا منظور تھا۔ مین نے کہا اگر بقول آپکے یہہ ہی عادت مجھمین ہوتی تو اسقدر دور دراز سفر کیون اختیار کرتا اور ناحق صید گریختہ کی تلاش مین اپنے طایر دل کو آپکے تیر مژگان کا نشانہ کیلئے بنا بیٹھتا ہلا اپنے دل مجروح کے زخم تازہ تو پیچھے دکھائے جائین گے پہلے آپ یہہ فرمائے اب اپنی کہان ہے اور کس خیال مین مبتلا ہے جواب دیا سنئے جو کچھ مجھے اپنی سے سنا ہے اور جسقدر خود اوسکے حال سے واقف ہون مفصل آپکے روبرو گذارش کرتی ہون وہ کشتۂ ہجران مقتول خنجر جہان سب آپکی بے اعتنائی اور چشم پوشی سے آبور گرین کے ساتھ کردی گئی تو آبور گرین نے خواہ اپنے کیئے پر پرینہ کے باعث خواہ اپنی والدہ ماجدہ کے حکم کے موافق لندن کے قریب ایک جنگل بیابان مین اوسے چھوڑ روادیا وہ بیچاری تن تنہا دو روز تک برابر ایک درخت کے نیچے بھوکی پیاسی بیٹھی رویا کی نہ وہان سے شہر پیرس کے بادشاہی محل نظر آتے تھے جنکے دیکھنے سے شاید آنکھون کے نا سور بند ہوجاتے نہ کوئی شخوار باس موجود تھا جو جھوٹا سچا وصل کا مژدہ سناکر تھوڑا بہت مرہم تسکین دل پاش پاش پر رکھدیتا آپ ہی روتی تھی اور آپ ہی خلک ہوکر تار کیطرف نظر حسرت ویاس سے دیکھکر خاموش ہورہتی تھی اتفاقیہ تیسرے روز کو قوال قسم کسی مفرورہ عورت کی تلاش مین مع چند اہالسان پولیس کے اوس سمت کو جا نکلا فلان دستور اپنی کو جو وہان تنہا

بیٹھا دیکھا پوچھا تو کون ہے، اور کہان سے آئی ہے اوس نے جواب دیا مین فتحپرسن ہون تم کہو کیا کہتے ہو پھر کہا نہین نہین یہہ تو شاید پیرس کی گلیان ہین اگر محل شاہی کا راستہ جانتے ہو تو مجھ بتا دو بعد وہ یہہ اشعار پڑہنے لگی شعر

چو بامارام گردد نشین سرو روان ما	بہار تازہ آرد باز ایام خزان ما	یکے ای شمع رونق شبستان وصال شو
چو میسوزی بداغ ہجر ما راجان جان ما	بہ پیرہن نہ گنجی از بسے شادی در بر ما	تا اگر مہربان گردد بت نامہربان ما

غرض ایسے ایسے شعر پڑہے جواب دیئے کہ کوتوال نے مالیخولیا کا شبہ کر کے سرکاری پاگل خانے مین پہونچا دیا وہان اکثر مین بھی پاگل عورتون کا تماشا دیکھنے آیا جایا کرتی تھی اور جو چیز پھینکر اونکی گالیان کہایا کرتی تھی ایکبار موافق اپنے معمول کے اپنی کی باتین جو جا کر سنین اوسکا کلام میری بہن ایلیز بتہ کے کلام سے (جو اپنے چچا زاد بہائی ڈیوک اون ڈیون کے عشق مین مدت سے متاع عقل و خرد برباد کر بیٹھی ہے اور لوگون مین دیوانی مشہور ہو رہی ہے) نہایت مطابق معلوم ہوا کیونکہ مجھے اکثر اوسکی ملاقات کا بھی اتفاق ہوتا رہتا ہے اور یہہ بھی مین خوب جانتی ہون کہ عشاق کے کلام سے گو وہ سراپیر کتنا ہو گر دل پر چوٹ لگتی ہے اور دیوانون کی گفتگو سے گو اونکی مصیبت ہی کا بیان ہو خواہ مخواہ ہنسی آتی ہے اس خیال سے مین نے اپنی کو علیحدہ بلا کے پوچھا کہ تو کبھین کسی پر عاشق تو نہین ہے وہ یہہ سنتے ہی ایک آہ سرد سینہ پر درد سے کھینچکر آنکھون مین آنسو بھر لائی اور میرا مونہہ گھورنے لگی مین سمجھ گئی بیشک یہہ کسی کے دام گیسو مین گرفتار اور بادۂ محبت مین سرشار ہے اسکا یہان دیوانون مین پڑا رہنا مناسب نہین اوسیوقت مارے جیلنے کے کہا مین اپنے ہمراہ اپنی کو مکان پر لے آئی کہان ہو پہونچکر اوسنے بغیر استفسار ابتدا سے انتہا تک تمام اپنے تعشق کی داستان میرے روبرو بیان کی اور کہا اب زندگی اسمین ہے کہ آپ کسی طرح مجھے دیر پیرس تک پہونچا دین مین نے کہا بھلا فتحپرسن کی کچھ تعریف تو بیان کر جسکی محبت نے تمھین اس درجہ کو پہونچا یا ہے جواب دیا ہاے میری زبان اس قابل کہان کہ اوس کی تعریف بیان کرون مثنوی

از ماہ رخش جہان منور	آفاق ز زلف او معطر	غور شید غلام طلعت او
ماہیست ز اوج دل نوازے	سروست ز باغ سرفرازے	دل بستۂ زلف تا بدارش
نمود بہا شتان کماہے	انوار صنایع الہے	رویش کہ بحسن بے مثال است
افگند بگاہ در خشانے	خون در جگر عقیقین کانے	لعلش کہ حیات جاودانیست
		گوئی کہ حدیث جان شیرین
		رویست ازان دہان شیرین

پیشمش کہ بشمہ در بائے	بالاش بر استی بلائے	گیسو ش کہ رشک عنبر آمد	دریائے نشاد و بر سر آمد
آشفتہ چو روزگار عشاق	شوریدہ چو حال زار عشاق	گویند کہ ہست تا نہ دچین	در زانۂ زلف اوست صید چین
ہر حلقہ بران مدار موش	کلیست بنام من در آتش	ہمخوابۂ سنبل ارغوانش	وابستۂ طاق ابروانش
در زلف نہ پیچدش بجز تاب	در چشم نیابدش بجز خواب	تا دیدہ بروے او کشادم	جان و دل و دین ز دست دادم

غرض اسے فیچر سن وہ تو بیل کیطرح تیرے عارض گلگون کے خیال مین پیچے لگائی جاتی تھی اور میرا رنگ رو برگ خزان لی مانند زرد ہوا جاتا تھا یہانتک کہ نادیدہ تیری محبت نے میرے سینہ مین گھر بنالیا اور دل اندوہ منزل نوک خار کیطرح پہلو مین خلش پیدا کرنے لگا جب یہہ نوبت پہونچی تو کہان کا آرام کہ ہر کا چین طاقت آپکو طاق ہو گئی ہوش و حواس آپکو کوچ کر گئے نہ کہانے کا لطف رہا نہ پینے کا مزا اسیر و تاشے سے جی گھبرانے لگا قصے کہانی سے کلیجہ مونہہ کو آنے لگا یان ایک تیرا ذکر البتہ کوئی کرتا تھا تو خوب کان لگا کر سنتی تھی مگر سوائے اپنی کے ایسا کون تھا جسکے ذریعہ سے یہہ غذائے روحانی مجھ تک پہونچ سکتی جسوقت کسی علاج سے فائدہ نہوتا تھا اپنی کو ذرہ چھیڑ دیتی تھی پھر وہ خود شام سے صبح اور صبح سے شام تک مختلف رنگین عبارتون مین تیرا ہی حال سنائے جاتی تھی کیونکہ اوسکو آپ یہہ ذکر دل وجان سے پسند آتا تھا اور میرے کانون کو بھی کچھ ایسا استسقا کا سا مرض ہو گیا تھا کہ ہر چند رات دن تیری کہانی سنتی تھی مگر طبیعت کو کسیطرح سیری نہوتی تھی اسیواسطے اپنی کے برابر تمام گھر مین مجھے کوئی عزیز نہ تھا وہ ہی میری معالج تھی اور او ہی کی ذات پر سارا میرا کھانا پینا بیٹھنا اوٹھنا منحصر تھا رفتہ رفتہ پیرس کے یہان بھی لوگون نے ہمچاری کے رسوی پر رشک کھایا یہ تو کوئی سمجھا نہین یہہ تمام خاطر اور مہربانی صرف اپنی دل لگی کے واسطے ہی کرتی تھی نے ملک سے جاکر لگا دیا کہ کئی روز ہوئے شاہزادی بالگل غائب ہے ایک لاوارث عورت کو اپنے ہمراہ لے آئین تھین اب اوسکے ساتھ اسقدر ربط وضبط بڑہایا ہے کہ بغیر اوسکے کسیوقت چین ہی نہین آتا والدہ صاحبہ یہہ سنتے ہی خود میرے پاس تحقیقات کے واسطے تشریف لائین اتفاقیہ اوسوقت بھی ہم دونون ایک علیحدہ کمرے مین بیٹھے ہوئے آپ ہی کا ذکر خیر کر رہے تھے اپنی کو دیکھکر فرمایا بیٹھے بیٹھے کبھی اس عورت کو نہین دیکھا یہہ کون ہے مین نے عرض کیا ایک غریب الوطن مصیبت کی ماری آوارۂ خانمان نحوست طالع مین گرفتار ابراہیم خسروانی کی امید وار ہے تھوڑے دن سے مین نے اسے مونہہ بولی بہن بنایا ہے اور ارادہ ہے کہ شاہزادۂ فرانس کو اسکی شادی کا پیغام بھیجون یہہ اثر صرف اوس گفتگو کا

تھا جو قبل تشریف آوری ملکہ معظمہ کے ہم دونوں میں باہم ہو رہی تھی یعنی اپنی اپنی بیقراری بیان کرتی جاتی تھی اور مین کہتی تھی اے بہن برائے چند سے صبر کر انشاء اللہ تعالے زندگی باقی ہے تو ایک نہ ایک روز ہم ضرور تجھے شاہزادہ عالی تبار کے قدمون تک پہونچا دینگے وہ ہی بے ساختہ ملکہ کے سامنے زبان بے قید سے نکل گیا اور فی الواقع میرا بیقرار دل تھا کہ کسی حیلے سے اپنی کو فرانسیس روانہ کرکے اوسکے حق مین ہی سفارش کرون اور اپنا تعشق ہی ایک خوبصورتی کے ساتھ جتا جاؤن مگر افسوس فلک نے نہ چاہا ملکہ کو میری یہہ گفتگو ایسی ناگوار گذری کہ اوسی وقت اپنی کو اپنے ہمراہ لیجاکر جزیرہ سنٹ ہلینا کو روانہ کردیا (یہ جزیرہ افریقہ کے جزایر سن سے جنوبی بحر اوقیانوس کیطرف عین تین کیلو کے مغرب مین واقع ہے اور ملک انگلستان ہی سے تعلق رکھتا ہے) بعد اوسکے چلے جانے کے میری وحشت نے اور ہی زیادہ پاؤن نکالے اور طبیعت ایسی گھبرائی کہ کپڑے پھاڑ کر گھر سے نکل جانے کو جی چاہا مگر سراسیمہ میرے کلیجہ کو کوڑ بانسے اُن تک نہ نکالی دروازہ کے باہر نکلنے کا تو کیا ذکر ہے ہان اپنی بہن ایلزبیتہ کو البتہ اپنے دورہ واقعہ کی یاد اوسی کی صحبت سے تھوڑی بہت میرے دل غمزدہ کو تسکین ہی ہوتی رہی کیونکہ وہ عاشقی کے تاعدون سے خوب واقف ہے اور مین جانتی ہون جیسا ڈھنگ عشاق کے سمجھانے کا اوسے یاد ہے ایسا کسیکو بھی نہو گا مین نے پوچھا ایلزبیتہ کی اصلی کیفیت کیا ہے اور وہ اپنے بھائی پنجاز اور کیون عاشق ہوئی فرمایا آپنے سنا ہوگا کہ میرا چچا پرنس اون کارنوال (جو انگلستان کے تمام جہازی فوج کا حاکم ہے) بیس یا بائیس برس سے پہلے ہی سے تمامی موتمدین رہتا ہے کیونکہ اوسکے باپ پرنس ریجنٹ یعنی میرے دادا نے اپنے انتقال کے وقت خود یہہ اختیارات اوسے تفویض فرماکر ملکی ہیئت یا پورٹس موتمدین رہنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ تمہین دونون مقامون کو جہازی فوج کا بندرگاہ بنانا چاہیے تاکہ رودبار انگلستان کے تمام جنوبی ملک انگلینڈ پر حملہ کرنیکی جرأت نہ کرسکین مگر آب وہوا اون دونون مقامون کی قرب سمندر کے باعث ایسی مرطوب ہے کہ ہر سال کوئی نہ کوئی بیماری باشندگان شہر کو گھیرے ہی رہتی ہے خصوصاً چھوٹے نازک بچون کے واسطے تو نہایت ہی مضر ہے اسلئے جب میری چچی پرنسیز ویلی بنت رچارڈ والی ملک ارلینڈ کے بطن سے ڈیوک آف ڈیون پیدا ہوا تو میرے چچا نے بیماری کے خوف سے دونون ماں بیٹون کو اندن اپنے بھائی کے پاس بھیج دیا اوسکے تین چار ہی مہینے بعد میری والدہ نے بھی وضع حمل کیا جسکا نتیجہ میری بہن ایلزبیتہ ظہور مین آئی یہہ دونون لڑکے ہم عمر ہونے کے باعث ایک ہی جگہہ پرورش پائے اور ایک ہی محل مین رہنے سہنے لگے فطرت سے

پاس رہتے رہتے ان دونون مین ایسی محبت ہوگئی کہ جب چوتھے برس میری چچی نے بلائی کہ تم جانا چاہو تو ٹی ویک اور ایلزبتہ نے روتے روتے اپنا یہہ برا حال کیا کہ لوگون کو زندگی کی امید باقی نہین رہی آخر شی مجبور تیلی تنہا اپنے خاوند کے پاس چلی گئی اور یہہ دونون اوکسفرڈ کے مدرسۂ اعظم مین تعلیم کے واسطے بھیجدیے گئے وہان جاکے انکی محبت اور بھی زیادہ ترقی کی یہانتک کہ تیرہ چودہ برس کے سن تک پہونچتے پہونچتے تمام کلیئر پڑھنا ہوگیا چار فاصلہ عاشق و معشوق بن بیٹھے نہ کسی طرح کے طعن و تشنیع کا خیال رہا نہ اپنی جان جانے کا ملال۔ ہمارات و زبان پر لذت درد عشق کی کہانی تھی یا شکوہ اضطراب و شکایت سوز نہانی تھی کبھی کہتے تھے خنجر عشق باعث التیام زخم جگر ہے کبھی کہتے تھے آتش محبت تسکین جان مضطر ہے کبھی روتے تھے کبھی یہہ اشعار پڑھ پڑھ کر خوش ہوتے تھے **اشعار**

غم عشق از دل کس کم نہ سادا	اولے بے عشق در عالم مبادا	فلک سرگشتہ از سودائے عشقست	جہان پر فتنہ از غوغائے عشقست
اسیر عشق شو کآزاد باشی	عنیف سینہ نہ تا شاد باشی	ز یاد عشق عاشق تازگی یافت	ز ذکر او بلند آوازگی یافت
اگر مجنون نہ بودے زین جہان خوار	کہ او را او بود عالم نام بردے	ہزاران عاقل فرزانہ فتند	ولے از عاشقی بیگانہ نہ فتند
نہ نامی ماند زیشان نے نشانے	نہ در دست زمانہ داستانے	بسا مرغان خوش سیرت کہ ہستند	کہ خلق از ذکر ایشان لب ببستند
چو اہل دل ز عشق افسانہ گویند	حدیث قلبل و پیرو نہ گویند	گہے گر چہ صد کار آرزو مالی	ہمین عشقت دہد از خود رہائی

ہوتے ہوتے یہانتک نامکہ نگاران مین اونکی دوستان کی داستان مشہور ہوگئی کہ کسی اخبار والے نے جلد ایک تمہید طول طویل کے بعد یہہ فقرہ چھاپ دیا کہ خدا خیر کرے حضرت عشق (جسکے نام سے لوگ پناہ مانگتے ہین) خاندان شاہی سے خبر نہ فرما کر حکم الناس علی دین ملوکہم کے قریب تمام ملک کو اپنے قبضہ مین لایا چاہتے ہین اسپر پرے پاپا کنگ ولیم کو ایسی ندامت حاصل ہوئی کہ اوسی روز جینا۔ آدمی بھیجکر ایلزبتہ کو اپنے پاس بلوالیا اور ٹی ویک اوف ڈیون کو پلی موتہ بھیجدیا لیکن یکایک اسقدر بعد مسافت ایسے عاشق و معشوق کب گوارا کرسکتے ہین چند مہینے کے عرصہ مین ایلزبتہ تو غم کھاتے کھاتے صاحب بستر بنگئی اور ٹی ویک اوف ڈیون سومرسٹ لندن اور پلی موتہ کے راستہ کو پاگل گیا آخر کار پرنس اوف کارنوال نے ہار کر اپنے بھائی کو لکھا کہ ہم سب کچھ علاج کرچکے مگر کوئی تدبیر ہمین نہین پڑتی اب بہتر یہی ہے کہ ان دونون کو سنعقد کردیا جائے لیکن افسوس پاپائے منظور نظر نہ ہوا جواب دیا تمہارا لڑکا دیوانہ ہے ہم نہین چاہتے کہ ایلزبتہ اوسکے ساتھ سنعقد ہو یہہ جواب سنکر پرنس اوف کارنوال غصہ سے لال ہوگیا اور قسم کھائی کہ واللہ اب کبھی جیتے جی ہمارے

صورت نہ دیکھنے کا اگر اوسکو گھمنڈ ملک و مال کا ہے تو ہمکو تیغ خوش جمال کا بلکہ لوگ تو یون کہتے ہین کہ وہ موقع اور وقت دیکھ رہا ہے بغیر اسکے کہ اکیلا انگلستان مین خون کا دریا بہاوے ہرگز اوسے چین نہین آنے کا اور یہہ مین بھی خوب جانتی ہون کہ پاپا کو اوسکا خوف حد سے زیادہ غالب ہے کیونکہ بعد جواب صاف ملجانے کے ڈیوک اون ڈیون اپنے باپ کی اجازت سے فقیرانہ صورت بناکر لندن کے قریب دریاے تھیمس پر آن بیٹھا ہے اور رات دن ایلزبتہ کے نام کی تسبیح پڑہتا ہے جاتا مگر بادشاہ کی مجال نہین کہ اوسے بٹہاوے یا ایلزبتہ کے نام لینے سے منع کرے البتہ ایلزبتہ کو کہین گھر سے باہر نکلنے کا حکم نہین ہے صرف اتوار کے دن گرجا گھر نماز ادا کرنے کے واسطے بہم غفیر کی حفاظت مین جاتی ہے اور پہر لوٹکر پاؤن گھر کو چلی آتی ہے وہین موقع پر ڈیوک اون ڈیون بھی جنگل سے آکر کہین گرجا گھر کے راستہ مین ہو بیٹہتا ہے اور آتے جاتے اپنے مطلوب کی زیارت سے آنکھین روشن کر لیتا ہے بس یہہ ہی اون دونون عاشق و معشوق کی زندگی کا سہارا ہے اور اسی آسرہین دن کی امید نے ابتک اوسکے مرض کو بڑہنے نہین دیا ورنہ کہان ایلزبتہ ہوتی اور کون آپنی کے بعد میرے زخم جگر پر مرہم لگاتا یہہ بھی خدا کی قدرت تھی کہ بیمار پڑنے سے پیشتر اوسنے دو تجربہ کار آدمی میری خدمت کے واسطے بھیجدئے ایک گیا تو ایک باقی رہا لیکن بہیات یہہ کسی سے بھی نہو سکا کہ میرے چہرہ پر آثار مرض نہ پیدا ہونے دیتا جون جون دن بڑہتے گئے طاقت گھٹتی گئی مونہہ ذرا سا نکل آیا ہاتھہ پاؤن سوکھہ گئے رنگ زرد پڑگیا آتش نیستان سکا یہہ نکلا کہ والدہ صاحبہ نے ایلزبتہ کی صحبت میرے حق مین مضر سمجھکر حکم دیا کہ اپنی بہن کے پاس زیادہ نہ بیٹہا کرو جب مین بازنہ آئی تو خفا ہوکر اس پہاڑ پر بھیجدیا جسکو حضور کی زیارت نصیب ہونیکے باعث تعظیماً کوہ طور کے نام سے تعبیر کر سکتی ہون - یہہ کہکر بیک بیک دونون ہاتھہ نانو پر دے مارے اور فرمایا ہے ہے محبت خیالی مین تو میرا یہہ حال تھا اب شربت دیدار کی حلاوت سے واقف ہوجانے کے بعد واللہ علم کیا نوبت گذریگی

شعر

پیش ازین در کار خود گرا اختیارے داشتم	چون تو آوردیم عنان اختیار از دست رفت

بین نے کہا اے شاہزادی آپ تو اپنا سا راحال (خواہ ہیچ ہو خواہ مہمان نوازی کی راہ سے ہو) ارشاد فرمایکین اب مین کہکے آگے جاکر فریاد کرون کہ ایک ستمگر کی بھولی بھولی صورت اور میٹھی میٹھی باتون نے مجھے راستہ چلتے لوٹ لیا **شعر** بیماری آن نرگس بیمار کشت

این ظالم مظلوم نما را چہ کند کس - افسوس مین کیون آیا تھا کہان جاتا تھا کسکے پھندے مین پھنس گیا دام ہو تو آپکی زلف گرہ گیر کا سا ہو دل ناکام ہو تو مجھ سے عاشق برگشتہ تقدیر کا سا ہو بھلا یہہ تو آپ خوب جانتی ہین کہ آپکے ناوک

مرگان کانشانہ ہونے سے بیشتر اپنی کے تعشق کے باعث مجھے معشوقی کا رتبہ حاصل تہا اور معشوق تمام جہان مین بیوفا بگ اداشوخ چشم زود رنجش خونریز فتنہ انگیز شدخو جفا جو ستمگار دل آزار مشہور ہین باوجود اسکے آج تک صرف اس لحاظ سے کہ اسی ایک بندۂ خدا پر سے باعث آتش رنج والم مین جل جل کر کباب کی صورت پیدا کرتا جاتا ہے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا ہون پر عاشقی کے رتبہ پر پہونچ کر آپ یقین کر سکتی ہین کہ حضرت عشق کے امتحان پر ایسے دل مضمحل کو سلامت چہوڑ دیجیے خدا کے واسطے اے مسیحاے جان وای دوای درد دل ناتوان کوئی ایسا علاج بتاکہ مرحانہ پڑے اس مرحلہ کو طے کر جاؤن شعر

بہر دل کہ در و کش و دا غدار تست | وار وے لطف باید و آن در دیار تست

جواب دیا مرحلۂ عشق کے طے ہونے کی تو دو ہی صورتین ہین یا وصل یا امید وصل سو اسے اسکے آج تک نہ کوئی دوا اس مرض مین کام آئی ہے اور نہ آیندہ آویگی مین نے کہا امید وصل تو صرف وصل کے وعدہ پر منحصر ہے اور یقین اوس وعدہ کا مین خاص اپنے حق مین کسیطرح کر نہین سکتا کیونکہ شاید چوتھی یا پانچوین پشت کا ذکر ہے کہ بادشاہ انگلستان نے اپنے چہوٹے فرزند ولیعہد کی شادی ہمارے خاندان مین کسی کے ساتھ کرنی چاہی تہی مگر بادشاہ فرانسیس نے (جو کوئی اوسوقت مین تہا) نامنظور فرما کر یہ حیلہ پیش کیا کہ آپکا چہوٹا بیٹا مزاج کا سخت اور طبیعت کا تیز ہے اگر بڑے بیٹے کی نسبت یہ پیغام دیا جاتا تو شاید ہمین قبول کرنے مین کچہ عذر نہوتا اسپر بادشاہ انگلستان نے ارکین سلطنت سے فرمایا کہ والی ملک فرانس در پردہ ولیعہد بہادر کی درخواست کر کے دونون ملکون کو ایک کیا چاہتا ہے اور یہ ہمکو منظور نہین لہذا آپ شعر

این دام بر قصد شکارے دگرے کن | کان صید کہ دیدی بہ کمند تو نیارند

اس جواب و سوال سے طرفین کے دلون مین کچہ ایسا رنج پیدا کر دیا کہ اوس روز سے آجتک کسی رشتہ کی نسبت درخواست نہین کی گئی پر مین کیونکر امید کر سکتا ہون کہ والد ماجد میرے واسطے آپکی نسبت درخواست کرین اور کنگ ولیم بلیب خاطر منظور فرمالے شعر

دصل تراز بخت سیہ چون طلب کنم | ور شب طلب نکردکسے آفتاب را

بولین نے کہا نہین یہ بالکل طبیعت کا وہم ہے جو بات جسکے ساتھ تہی اوسکے ساتھ گئی مین ہرگز یقین نہین کر سکتی کہ وہ کینہ اب تک طرفین کے سینہ مین باقی ہے آپ بلا تکلف شادی کی درخواست کرین دیکہین خداوند کریم کیا کرتا ہے لیکن ہان اسکا ٹلنڈ کا جانا موقوف کیجیے اب اپنا دل ہیتا اس قابل نہین ہے کہ عرض کیجیے تکمیدۂ دوری اور آفت مہجوری کا تحمل کر سکے شعر نیست از سامان متاعی ہیچ در کاشانہ ام

چون نگین من از برائے نام صاحب خانہ ام۔ قصہ مختصر مین بولین کی ہدایت کے موافق اوسی جگہہ سے اسکا ٹلنڈ کا اراد

فتح کرکے خیالی پلاؤ پکاتا ہوا فراسیس کو لوٹا اور جہان پناہ کی خدمت مین حاضر ہوکر یہ بہانہ پیش کیا کہ کمترین دہلی کے قریب پہونچکر یکایک بیمار ہوگیا اسواسطے آگے جانیکی جرأت نکرسکا لیکن ظاہر اکوئی علامت مرض سے تو میرے چہرہ پر بائی نہ جاتی تھی والد ماجد یہ عذر نامعقول سنکر نہایت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ ناپسندیدہ خلایق ہے اور صاحب تکبر گرعقلمند دن کے نزدیک موت وعزت نہین باسکتا کیا سنا نہین کسی شاعر نے کہا ہے **شعر**

مزن در وادی کر وحیل گام	کہ در دام بلا افتی سرانجام

مین یہ کلمہ سنکر ایسا نادم ہوا کہ باوجود اضطراب الطبیعت کے ہرگز اپنا مطلب بادشاہ کی خدمت مین نہ گذارش کرسکا بلکہ اوس روز سے مارے ندامت کے بادشاہ کو مونہہ دکھانا بھی چھوڑدیا نہ یہ سوچا کہ بغیر کہے مرض خاص کا علاج کیونکر ہوگا نہ یہ سمجھا کہ بغیر علاج شدائد ضروری کا تحمل کون ہوسکے گا رات دن چپکے چپکے صدمے اوٹھاتا اور اندر ہی اندر غم کھاتا رہا آخر خش آتش فرقت نے سینے مین مشتعل ہونے کے بعد آہستہ آہستہ دل وجگر تک اثر کرکے تپ لازمی کی نوبت پہونچادی اور میرا رنگ روپ اپنے مونہہ سے آپ بول اوٹھا کہ یہ شخص یا بیمار ہے یا کسیکے دام گیسو مین گرفتار ہے پھر تو بادشاہ کے بھی اوسان خطا ہوگئے فرمایا بیشک شاہزادہ سچ کہتا تھا مجھسے بڑی غلطی کی کہ آجتک اسکے حال زبون کی خبر نہ لی مگر اوسوقت پہنچتے سے کیا ہوتا تھا ہر چند تمام شہر کے ڈاکٹرون کو جمع کرکے علاج کیا لیکن کسی کی دوا نے فائدہ نہ بخشا اور فی الواقع جب مرض کے خلاف علاج کیا جاے تو دوا کیا خاک فائدہ بخشے وہ ہی بدستور کلیجہ مین درد رہا اور سیطرح تپ مہاجرت سے چہرہ زرد رہا ڈاکٹر نسخہ بدلتے بدلتے ناچار ہوگئے تیماردار دوڑتے دوڑتے بیمار ہوگئے **رباعی**

بر سر بالین طبیب از نالہ من زار شد	از برائے صحت من آمد و بیمار شد
صبر میکردم کہ در عشق خوبان کم کنم	لیکہ از دارو سے تلخ اندوہ من بسیار شد

جب یون ہی تپ چوبہ مہینے کے گذر گئے تو کوتوال نے مصلحت وقت سمجھکر کہ مبادا مختصر حال میرے درد والد کا اپنے ایک دوست ڈاکٹر سے بیان کردیا اوسنے جاکر جہان پناہ کی خدمت مین گذارش کیا جہان پناہ نے فوراً انگلستان لیٹر کو لکھا کہ اگر ایسا معاملہ ہوجائے تو ہم نہایت آپکے ممنون ومشکور ہون ممکن تھا کہ بادشاہ انگلستان اس امر کو منظور کرلیتا لیکن کسی فتنہ پرداز نے عین موقع پر سارا حال پہلی شکر رنجی کا جو ابھی مین گذارش کرچکا ہون یاد دلادیا اور کہا اوس روز سے آجتک مہینے کو ئی رشتہ فراسیسیون کے ساتھ انگلستان کا ہوتے ہوئے سنا نہیں گیا

حضور کو اختیار ہے بادشاہ نے فرمایا نہیں جواب صاف دینا تو مناسب نہیں یہہ لکھدو کہ شاہزادی کا عقد ملک ہندوستان کی خ پر مشروط ہے یعنی جو کوئی ملک ہندوستان بولین کی رونمائی مین دیگا اوسیکے ساتھہ اوسکا عقد کیا جائیگا اگر آپ سے یہہ شرط پوری ہوسکتی ہے تو بسر وچشم ہمکو تجہیز حسن کی درخواست منظور ہے چونکہ سردست ایسی شرط کا پورا کرنا کسیکے اختیار مین نہ تہا اسواسطے والد ماجد نے مطلق اوس طرف کی امید منقطع کرکے بجائے بولین کے شاہزادی سنبیم پیرے عقد کے واسطے تجویز فرمائی کیونکہ اونکی دانست مین پیرا عشق بولین کے ساتھہ صرف حسن وجمال کے باعث تہا اور حسن وجمال مین سنبیم آجکل تمام ملک یورپ مین اپنا ثانی نہین رکہتی پس وہ سمجہے کہ شاید سنبیم کا وصال حاصل ہوجانیکے بعد بولین کا خیال بالکل اسکے دل سے دور ہوجائیگا حالانکہ یہہ محض غلط تہا عشق کا ہونا کچہہ حسن وجمال ہی پر منحصر نہین واللہ اعلم کیا چیز معشوق کی پردہ مین عاشق کے دل پر اثر کرجاتی ہے کہ یہہ جوہر تن اوسیکے تصور مین غرق ہوکر اپنی جان تک مطلوب کی راہ مین برباد کردیتا ہے اگر اسیطرح ہر ایک خوبصورت کے دیکھنے سے طبیعت پر چوٹ لگا کرے تو شاید دن مین کئی کئی بار عرضکی نوبت پہونچے کیا معنی دنیا مین لاکہون حسین ہین کروڑون صاحب جمال بھلا کس کس کے ہاتھہ سے انسان اپنے دلکو بچاتا پھرے گا غرض جہان بنانے بغیر میری مرضی کے ولیلورن بادشاہ پر تگیز سے شاہزادی سنبیم کی درخواست کی اور خدا کی قدرت سے اوسنے بھی انکار کیا یعنی جواب دیا ہمنے اس باب مین شاہزادی سنبیم کا منشا لیا تہا اوسنے صاف اپنی ناراضامندی بیان کی اب ہم مجبور ہین آپکی فرمائش کے موافق ہرگز جواب نہین دے سکتے کیونکہ چند روز سے اکثر ہمارے ملک کے تجربہ کار دانا نے عموماً زن وشوکی نااتفاقی اور وباہی محبت کی زیادتی دیکہکر (جو غالباً اقربا کی جفاشعاری اور اپنی بے تقیدی کے یقین سے پیدا ہوتی ہے) عورت ومرد کو عقد ومناکحت کے باب مین اپنے نفس کا آپ مختار کردیا ہے یعنی جسکے ساتھہ جب وہ چاہین اپنی شادی کرلین کوئی دوسرا سوائے صلاح ومشورہ کے مطلق اونکے معاملہ مین دخل نہدے اور واقعی جب سے یہہ التزام اور انتظام کیا گیا ہے بہت کم شکایتین آیا ہے کہ فلانا مرض محبت صدر سے ہجر سے سودائی ہوگیا یا فلانے زن وشو مین بعد مناکحت کے کسی باعث سے سلسلۂ اتحاد قایم نہین رہا پس ہم امید کرتے ہین کہ آپ دوبارہ اس بارہ مین تحریر کی تکلیف نفرمائینگے یہہ جواب ناصواب سنکر بادشاہ کے تلوؤن سے آگ لگ گئی اوسیوقت حکم دیا کہ کچہہ سپاہ واسطے سرکوبی پرتگیز کے مہیا کیجاے اور چارلس شاہ ہسپانیہ کو لکہا کہ ہم کسیقدر اپنی فوج

آپکی قلمرو مین ہوکر پرتگیز لیجانا چاہتے ہین آپکی کیا مرضی ہے اوسنے بسبب رابطۂ قدیمی کے جوابین پرتگیز وہسپانیہ کے یہ جواب دیا کہ اگر آپکو پرتگیز پر فوج کشی کرنا منظور ہو تو تعلیم بسکی مین ہوکر تشریف لیجایئے ہم راستہ ہرگز نہین دینگے اسپر جہان پناہ اور بھی مشتعل ہوگئے فرمایا خیر اگر آپ راستہ نہین دے سکتے تو روکنے کا سامان کیجیے ہم انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہی کیطرف ہوکر آتے ہین **مثنوی**

کنون آمدم تا بہ بینی مرا	ز گردن کشان برگزینی مرا ؎
بہ بینی کنون زخم جنگی نہنگ	کزان پس نہ پیچی عنان سوے جنگ

غرض والد ماجد تو اس جھگڑے کے بعد مع لشکر ظفر پیکر ہسپانیہ کی جانب تشریف لیگئے اور مین میدان خالی پاکر شکار کے بہانے کوہ واسگس کو چل دیا کیونکہ جب سے بادشاہ انگلستان کی شرط سنی تھی یہ ہی ارادہ تھا کہ کسیطرح ہندوستان پر چلکر قسمت آزمائی کرنا چاہیے اگر ملک ہاتھ آگیا تو المراد یہ ہی وسیلہ ہے مطلوب تک قدمون تلک پہونچنے کا۔ اور جو اس کوشش مین جان جاتی رہی تو بلا سے ہم جانین گے روز کی مصیبت ہی سے چھوٹ گئے مگر جب مین پہاڑ پر پہونچا تو ناگہان ایک پیرمرد درویش صورت سے راہ چلتے ہوئے ملاقات ہوگئی اوسوقت خدا کی قدرت سے مین تن تنہا اپنے خیال مین غلطان پیچان یہ شعر پڑھتا ہوا چلا جاتا تھا **شعر**

یکہ ناوک کاری زکمان تو نہ خوردم	ہر زخم تو محتاج بہ نرخم دگرم کرد

اوس پیرمرد نے یہ شعر سنکر کمال مہربانی سے میرا حال پوچھا اور فرمایا شاید تو فرانسیس کا شاہزادہ ہے مین نے کہا ہان ہون تو سہی بعدہ اس امید پر کہ یہ میرے حق مین دعا کرینگے تمام وکمال اپنا حال اونکی خدمت مین گذارش کیا اونہون نے فرمایا بالفعل ایک شاہزادہ عالی حسب والانسب بادشاہ پولینڈ کا ملازم ہوکر کوہ ارسل پر دو گرفتاران بلا کی ہالی کے واسطے جاتا ہے اور یقین ہے آہستہ آہستہ وہ ہی مغربی روس کو بھی فتح کرے اگر تو اوسکی خدمت مین حاضر ہو کر ابتدا سے انتہا تک اپنا قصہ بیان کرے تو عجب نہین کہ اوسکی دستگیری سے بلا تردد تیری عقدہ کشائی ہوجائے یہ سنکر مین چاہتا تھا کہ اوس شاہزادہ کا نام ونشان دریافت کرون کہ یکایک کچھ ایسی غنودگی سی آئی کہ مین بیخبر اوسی درخت کے نیچے جہان اونسے ملاقات ہوئی تھی پڑکر سو رہا جب آنکھ کھلی تو نہ وہ درویش تھے نہ مین دلریش تھا یکبارگی پولین کا خیال اور ہجر کا ملال اسطرح میرے دل سے جاتا رہا کہ گویا کبھی کہین عاشق ہی نہین ہوا تھا فقط اتنا ایک خواب سا یاد رہ گیا کہ تجھے کوئی سخت مہم درپیش ہے اور اوس مہم کا سرانجام بغیر کوہ ارسل پہونچے کسطرح نہین ہوسکتا چنانچہ یہ ہی کلمہ شاید مین نے آپسے پہلے کہن بھی گذارش کیا تھا اور اسیواسطے حضور کی ملازمت قبول کرنے مین

لیکن بخدا یہ مطلق نہین یاد تہا کہ کسی درویش نے مجھے یہہ ہدایت کی ہے آن البتہ وہ خواب غفلت دور ہوا ہے اور طبیعت کو از سر نو پہر وہ ہی کیفیت حاصل ہے جو ابتدائے عشق مین حاصل تہی **شعر** باز عشق آمد و دیوانگی پیش آمد بر دلم از مژۂ غمزہ زنی پیش آمد۔ اب فرمائیے مین تخت سلطنت پر بیٹہون یا کوچۂ دلدار مین جاکر اوسکی خاک کف پا کو اپنا تاج کرامت بناؤن **شعر**

مرا عمر از برائے وصل یار نازنین باید	گر آن دولت نباشد زندگی دیگر چہ کار آید

تیسرا داستان حیرت بیان سنکر شاہزادہ نے فیچرسن کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور فرمایا واللہ آپکے مالیجانکاہ نے ہمارے سیۂ سوزان کو خاک سیاہ بنا دیا اگر یہہ حال پہلے سے معلوم ہوتا تو ہرگز ہم آپکی طرف سے اسقدر غفلت نکرتے خیر جو ہوا سو ہوا اب آپ اپنے باپ کا تخت و تاج سنبہالئے ہم انشاء اللہ تعالےٰ انگلستان جاکر اس عقدہ کی حل کرنیکی کوئی تدبیر نکالتے ہین صرف اسقدر مہلت درکار ہے کہ دو چار روز ابوسعید اور آبراہیم ترک کا انتظار کر لیا جاے تاکہ اوو ہر سے بھی طبیعت کو اطمینان حاصل ہو جائے فیچرسن نے کہا سبحان اللہ آپ جیسا مخدوم میری خاطر یہہ بار گران اپنے دوش پر اوٹہائے اور مین تخت سلطنت پر بیٹہکر بتکلف عیش و نشاط مین مصروف ہون یہہ ہرگز نہین ہو سکتا علاوہ ازین یہہ کس کم بخت کو گوارا ہے کہ حضور اوس غریب بدبدور کے ملک کو تشریف لیجائین اور مین یہان اسطرح زندان رنج و الم مین گرفتار پڑا رہون آپ خوش ہون یا ناراض مین تو یہہ قدم سر پاکر ہرگز نہ رکہونگا ملک برباد ہو جائیگا سو بلا سے کل کا برباد ہوتا آج برباد ہوتا **شعر**

دولت دنیا کہ تنہا کند	با کہ وفا کرد کہ با ما کند

ماجد بن مجید نے عرض کیا خداوند نعمت سچ ہے دولت دنیا عجب دولت پایدار ہے اسکو چہوڑ کر نثار عاشق صادق دنیا روی کے آگے گردن نہین جہکا سکتا حضور یہان کا انتظام کسی اور کے سپرد فرمائین فیچرسن کو اپنے ہمراہ لے چلین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد آجانے ابوسعید اور ابراہیم ترک کے فوجیسی کا انتظام فیوزن کے سپرد کیا گیا اور فیچرسن شاہزادہ سبحان کے ہمراہ ہو لیا **جب تک شاہزادہ انگلستان مین داخل ہو احوال اون مصاحبین کا جو کوہ کارڈلی کی جانب تلاش حکیم مقیاس الامراض روانہ کئے گئے تہے لکہا جاتا ہے**۔ ناظرین والا تمکین کو یاد ہوگا کہ جب شاہزادہ ملبنا قبال حکیم مقیاس الامراض کی خبر باشندگان نیویورک سے سنکر وینی زولا مین پہونچا ہے (جو جنوبی امریکہ کے شمال مین واقع ہے) تو قرار یافتہ و فلاقدر مفتاح الملک سہیل یعنی بہرام رومی امیرزادہ تیمور

وغیرہ اپنے مصاحبین کو بعد ایک طول طویل مباحثہ کے حکم دیا تھا کہ تم حکیم مقیاس الامراض کو جنوبی امریکہ کے متعلق کچھ
مین تلاش کرکے ریجانا مین حاضر ہو۔ مابدولت بھی مع عماد بن عمید ملک برزیل کی سیر کرتے ہوئے براہ راست اسپیطان
تشریف لیے جاتے ہین۔ چنانچہ اس حکم محکم کے صادر ہوتے ہی یہ سب رفقا بلا عذر کوہ کارڈلی کی جانب ۲۰ جمادی الاول
۲۵۳ ہجری روز دوشنبہ کو شہر میرے کیبوسے جو وینی زولا کے شمالی حصہ مین اسی نام کی ایک جھیل پر واقع ہے
روانہ ہوگئے۔ ابتدا مین انکو یہ خیال تھا کہ شاید کوہ کارڈلی کوئی چھوٹا سا پہاڑ ہے جسکو ہم چند روز مین بالائے
دیکھ بھال کر واپس چلے آئین گے لیکن جب چار پانچ منزلین طے کرنیکے بعد شہر اسکورٹو مین پہونچے جو مضافات
گرے نینڈا مین شمار کیا جاتا ہے اور قریب سلسلۂ کوہ کے واقع ہے تو ہرام رومی نے کہا مین نے آج ایک محقق تک
زبانی سنا ہے کہ یہ پہاڑ کوہ کارڈلی جسکا اول سارے چار ہزار میل سے بھی کچھ اونچا ہے اس ملک کے مغربی کنارہ
پر شمال سے جنوب تک برابر اسطرح پھیلا ہوا ہے کہ کہین ایک یا دو میل کا بھی سلسلہ منقطع نہین ہوا اگر یہ سچ ہے تو
ہمارا اگلا گمان بالکل غلط ہو گیا یعنی ہم زمانہ اس سفر کو ایسے جلد ختم نہین کر سکتے کہ آقائے نعمت کو ریجانا پہونچکر ہمارا
انتظار نکرنا پڑے کیونکہ شاہزادۂ عالی تبار نے ہمارے رخصت ہونے سے ایک روز پیشتر ملک برزیل کا نقشہ طلب
فرماکر شمالی سرحد سے خاص ریجانا تک نوک سوزن سے اوسین بنا دئے تھے جسکے معنی ظاہر اسی منزلون
کے حساب کے اور کچھ سمجھ مین نہین آتے پھر کہان تین مہینے کہان کوہ کارڈلی کا سفر ہم ایسے دور دراز و دشوار گذار
راستہ کو ایسی جلدی کیونکر طے کر سکتے ہین ہان یہ ممکن ہے کہ یہان سے ہم سب چمبوری تک جو ایک مشہور جھیل کوہ
کارڈلی کی ہے بالاتفاق حکیم صاحب کی تلاش کرین پھر وہان سے علیحدہ علیحدہ ہو کر الیمانی اور سورالی وغیرہ مشہور
چوٹیون کو دیکھتے ہوئے انہین تین مہینے کے اندر اندر لوٹ کر پھر شاہزادۂ عالی تبار کی خدمت مین حاضر ہو جائین
لیکن خدا جانے تو صاحب بھی اس رائے کو پسند کرتے ہو یا نہین مسیل کہنی نے کہا بیشک تمہاری رائے نہایت معقول
ہے نہ اسمین عدول حکمی کا الزام ہمارے ذمہ عاید ہو سکتا ہے نہ شاہزادۂ عالی تبار کے دیدار فیض آثار سے تمام عمر
کے لئے محروم رہ سکتے ہین البتہ استقدر التزام اور انتظام اور کرنا چاہئے کہ ہم سب ایک ہی بار اسطرح شاہزادہ کی
خدمت سے رخصت ہوئے ہین اوسی طرح اوسکے قدمون مین پر حاضر ہو جائین تاکہ کسی کے پیچھے پہونچنے کے باعث ناحق کوئی
شخص معتوب نہو یہ امر سب سے مقدم ہے تو میری دانست مین یہ اکتوبر تک بہت وقت تلاش کامل سکتا ہے اس

لیکن دکھن ہم سب لوگ سین قس مین جمع ہو جائین جو بریجا نا کے جنوب مین واقع ہے اور جو شاید ہم مین سے کوئی پہلے پہونچ گیا تو اوسی تاریخ معین تک اپنے دوسرے ہمراہیون کا انتظار کرنا چاہیے اس رائے کو تمام اہل مشورہ نے نہایت پسند کیا اور دوسرے روز علی الصباح توکلت علی اللہ سب حکیم صاحب کی تلاش مین چل نکلے

امیرزادہ تیمور کا ایک پریکے دام گیسو مین اور رہائی پانا دل محبت منزل کا وفقاً گرفتار ہونا تعلقات آزادی سے

لکھا ہے کہ جب ان رفقا کو سب قرار داد باہمی شہر اسکور تو سے چمبوری کیطرف کوچ کرنا پڑا تو امیرزادہ تیمور کو یہ امر حد سے زیادہ شاق گذرا کیونکہ وہ اپنے دوستون مین بسبب جوش جوانی کہ جو عمدہ وقت زندگانی کا ہے یکساں قدر حسن وجمال کو زیادہ عزیز رکھتا تھا یعنی وہ لوگ بھی ہر چند اس مرض حالی سے بالکل خالی نہ تھے لیکن اسکا یہ حال تھا کہ جب تک کسی آتشین رخسار سے اچھی طرح آنکھین نہ سینک لیتا تھا دل کا ہونا نہونا اپنے مین یکسان سمجھتا تھا اور چمبوری پر سوائے جڑی بوٹی کے اس دوا کا یسر آنا ظاہر اعقل کے بالکل خلاف تھا مگر جب اور ون کی رائے متفق ہو گئی تو وہ اکیلا کیا کر سکتا جبراً و قہراً دلکو سمجھا کے قیدیون کی کیطرح سب کے ساتھ ہو لیا اور سپر طرہ بہہ ہوا کر رفقا دلآرکا اور دلآرا یو کو جو گو نہ دیکھنے کے قابل مکان تھے داہنی طرف ہٹا کر وسط برزیل کے پہاڑون کا سلسلہ قطع کرنے کے بعد سیدھے دریاے مے کے قریب جانکلے جہان سوائے اری گوا نرنگو بے ٹا جوس وغیرہ دو چار زمینون کے کوئی ایسا شہر یا قصبہ نہین ملا جسمین وہ تشنۂ شربت دیدار اپنی چشم پیاسکا کچھ علاج کرتا اور اس عرصہ مین منزلین بھی ایسی سخت کی گئین کہ مطلق اوسے اپنے مرہم زخم جگر کی تلاش مین دامین بالین سر کرنے کا موقع ہاتھ نہ آیا غرض کئی روز برابر خدا ے روحانی نہ ملنے کے باعث اوس بیچارہ کا ایسا حال ہو گیا جیسا کسی مفلس کا اشتہا کے وقت کھانا نہ ملنے کے سبب ہو جاتا ہے یا کوئی مرض مہلک بغیر معالجہ کے آہستہ آہستہ ترقی پکڑ کر آدمی کی صورت بگاڑ دیتا ہے لیکن عالم مجبوری مین کیا ہو سکتا ہے آپ ہی اپنی حسرت پر افسوس کرتا تھا اور یہ شعر پڑھ کر خاموش ہو رہتا تھا شعر

گلے نشگفت تا من عندلیب این چمن گشتم اگر از آشیان من بگا کلبن اصادت

آخر بیش رفتہ رفتہ اس غوغاے شہادت نے درجۂ کمال کو پہونچکر اوسی ویرانہ مین اوس بسمل دشنۂ محبت کو ایک قسم کا ایسا نشۂ تعشق سے ایسا حلال کیا کہ تمام دین و دنیا کے عیش و آرام اوس مبتلاے آلام پر حرام ہو گئے یعنی جب یہہ رفقا میرے من کو عبور کر کے ایکوڈر کی سرحد مین اوس عام رستہ پر پہونچے جو پیرو سے سیدھا خاکتاے پانامہ مین ہو کر

شمالی امریکہ کو چلا گیا ہے۔ تو ۲۹ راگست ۱۸۶۶ء کو علی الصباح اوسی سڑک پر دیکھتے کیا ہین کہ دس یا بارہ بیسوگاڑی نہایت آراستہ و پیراستہ بائین طرف سے بطور ڈاک کے چلی آتی ہین اور آدمی مسلح بھی اونکے ہمراہ ہین جسسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ کسی بڑے رئیس کی سواری ہے چونکہ سیاح آدمی کو اکثر نئے حالات دریافت کرنے کا زیادہ شوق ہوتا ہے یہ سب رفیق سڑک سے تھوڑی دور ہٹکر کھڑے ہو رہے کہ دیکھین یہہ کون لوگ ہین اور کہان جاتے ہین قضا عنداللہ وہ گاڑیان اوسی قرب و جوار مین آکر ٹھہر گئین جہان انھون نے تفتیش حال کے واسطے باگین روک لی تھین اور ٹھہرتے ہی اُنھین سے ایک غول عورتون کا اوترا جو ظاہر خوصین یا کنیزین معلوم ہوتی تھین کیونکہ اونھون نے اوترکر پہلے تھوڑا تھوڑا زمین پر پانی چھڑکا بعدہ ایک نہایت مکلف سند دو گاڑیون کے بہیوں سے ملا کے اسطرح پھیلا دی کہ اوترنے والے کے پاؤن خاک سے آلودہ نہون اسکے تھوڑی ہی دیر بعد اون دونون گاڑیون کے بھی دروازے کھولے گئے اور اونمین سے دو ایسے پری رخسار مہر و ماہ کی مانند برآمد ہوئے کہ دیکھنے والون کی روح ربا وجود بعد مسافت کے اندازہ ہو گئی مثنوی

دو بت ناز مین عقل فریب	پاے تا سر ہمہ لطافت و زیبا		
این بہ شمع شبستان بود	وان بلب نقل بے پرستان بود	خصوصاً اونمین ایک عورت جسکا سن پندرہ برس سے زیادہ نہوگا اس غضب کی عورت تھی کہ شور قیامت اوسکی ٹھوکر سے الامان مانگتا تھا اور زاہد صد سالہ اسکی چشم مخمور دیکھکر مستوالا بنجاتا تھا مثنوی	
خرامندہ ماہی چو سرو بلند	مسلسل دو گیسو چو مشکین کمند		
سہی سرو محتاج بالائے او	شکر بندۂ و شہد مولائے او	رخش برنفشہ گل انداختہ	بنفشہ نگہبان گل ساختہ
کہ بستہ زلف او مشکناب	کہ زلفش کہ بستہ بر آتشاب	بلورین تن و قامتین پشتاو	بشکل دم قاقم انگشت او
ز ابرو کمان کردہ دز غمزہ تیر	بہ تیر و کمان کردہ صد دل اسیر	آور لباس اوسکا ایسا عجیب و غریب تھا کہ خواہ مخواہ دیکھنے	

کپڑے پہاڑنے کو جی چاہتا تھا یعنی ماتھے پر تو صرف ایک کالا فیتہ بندہا ہوا تھا جسکو عشاق کالے کالے منتہ یا زلف ناگن کا گنڈا تصور کر سکتے ہین اور بال جنکو جان کا وبال کہنا چاہیے شانون کیطرف سے تا بہ کمر سینہ اور چہاتیون پر سطرح پھیلے ہوئے تھے جیسے گنج نہانی پر بوا لہوسون کے خوف سے طلسم کے سانپ بٹھا دیتے ہین اور رنگ مین سب سے نیچے سرخ رنگ کی ایک ریشمی قمیص تھی جسکی آستینین پہونچون تک پہونچ گئی تھین اور اوسکے اوپر ایک گلناری رنگ کی پیشواز جو فرنگستان والون کی گون سے نہایت مشابہت رکھتی تھی یعنی کمر کے پاس سے از بس تنگ اور چست تھی

اور سینہ اور کولون کیطرف سے پھیلی ہوئی باقی زیور کا ہر ایک موقع و محل اس شعر کا مضمون زبان حال سے ادا کر رہا تھا

شعر تکلف سے بری حسن ذاتی ہے آبائے گل مین گل بوٹا کہان ہے۔ اور فی الواقع جب معشوق کے قد کو سرو و ناز سے نسبت دیجاتی ہے تو اسکے واسطے پھول اور پھل ثابت کرنیکی کیا ضرورت ہے البتہ کانون مین دو سیاہ ریشم کے گچھے لٹکنے پڑے ہوئے تھے سو وہ نظر بد کی حفاظت کے واسطے تھے نہ حسن و جمال کو ترقی دینے کے لیے غرض وہ دونون برق جمنہ اس وقت دریچہ سے اوترتے ہی آفتاب عالمتاب کے روبرو (جسکی ہنوز تھوڑی سی کرن نکلنے پائی تھی) ہاتھ جوڑ کر باادب کھڑی ہو گئین اور سر کو نہایت عجز و انکسار سے ہاتھون کی طرف جھکا لیا رادی کہتا ہے اتنک امیزادہ تیمور کا حال قابل تاسف نہ تھا کیونکہ یہ رفیق اگرچہ مشرق ہی کیطرف کھڑے ہوئے یہ سارا تماشا دیکھ رہے تھے مگر اسقدر دور تھے کہ آنکھ سے آنکھ نہین لڑ سکتی تھی اور یہ محبت کا قاعدہ ہے کہ اکثر معشوق کے چشم فسون ساز سے پیدا ہو کر عاشق کے دل پر اثر کرتا ہے اگر یہ امر بالمواجہ ظہور پائے تو سبحان اللہ ورنہ دو بیگانے تصور کامل کے ذریعہ سے بھی ممکن ہے چنانچہ حکما نے تجربہ کی رو سے ثابت کیا ہے کہ اگر دو شخص باہم مقابل بیٹھ کر اپنی اپنی آنکھ کی پتلی ایک دوسرے کی پتلی مین دیکھ لین تو تا دم زیست اونکی محبت کسی باعث سے کم نہین ہو سکتی اور اسی واسطے شاید ساحر بھی ہمیشہ کوئی گول سیاہ چیز اپنے پاس رکھتے ہین جسکے سبب اونکا عمل کبھی خالی نہین جاتا لیکن یہہ بات طلسمات مین مشرح بیان کرنیکے قابل ہے یہان صرف اسیقدر لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جب رفقا نے یہہ حیرت انگیز حرکتین دیکھین تو وہان سے تھوڑی دور آگے سرک کے ایک سپاہی سے اون عورتون کا نام و نشان دریافت کیا اور پوچھا اسطرح سورج کے روبرو کھڑے ہونے سے انمین کیا فائدہ ہے اوسنے جوابدیا یہہ عورتین آفتاب پرست ہین صبح و شام طلوع و غروب کے وقت اسیطرح اسکی پرستش کیا کرتی ہین اور تمام دنیا کا کاروبار خاص اسی ایک ستارہ کی ذات پر منحصر سمجھتی ہین انمین سے بڑی عورت جو دائین طرف ایک عنابی ساجبہ پہنے کھڑی ہے میگسیکو کی ملکہ ہے غورہ اسکا نام ہے اور دوسری آفت کا پتلا اسکی لڑکی ہے اسے شیلان کہتے ہین پہلے اسکا خاوند (یعنی غورہ کا) شہر تلامین جو پیرو کا دارالسلطنت ہے معماری کا کام کرتا تھا پھر خدا کی قدرت سے رفتہ رفتہ میگسیکو مین مجلس قانونی کا ممبر اعلی مقرر ہو گیا اب چند روز ہوئے کہ وہان کی رعایا نے اوسے اپنا بادشاہ بنا لیا ہے اور یہہ بھی وعدہ کیا ہے کہ آیندہ بشرط لیاقت یہہ حکومت نسلاً بعد نسلاً تیری اولاد کو منتقل ہوتی رہے گی کیونکہ

اگلا حاکم جو بالفعل ایک جرم پر معزول ہو کر حبسیہ کو بامین نظر بند کیا گیا ہے کچھ اولاد نہین رکھتا اور اسکے فضل ایزدی سے ایک لڑکا بھی سترہ اٹھارہ برس کا موجود ہے اور ایک یہہ لڑکی ہے جسے اب ہم مع اوسکی والدہ کے لیکر لے جاتے ہین امیرزادہ تیمور نے کہا اگر ہم قریب جاکر بغور انکے طریق عبادت کو ملاحظہ کرین تو کچھہ حرج تو نہین ہے اوسنے کہا بالکل نہین بلکہ ہمین اس قوم کی خوشخوری مزاج کا باعث ہے کہ شاید کوئی اللہ کا بندہ طرز پرستش پسند کرے ہمارا مذہب قبول کرلے یہہ سنکر امیرزادہ تیمور نے آہستہ آہستہ گھوڑا آگے بڑہایا اور سکے ساتھہ اور بھی رفیق اوسی طرف کو چل نکلے جب نزدیک پہونچے تو سبحان اللہ نے بسبب عدم طفولیت کے کہ اوس زمانہ مین آداب عبادت کا چندان خیال نہین ہوتا چپکے چپکے کن آنکھیون سے ایکدوسرے کو دیکھنا شروع کیا اور دانستہ ادائے معشوقی کی لیناظ سے تیمور صاحبقران تیموری مین بل بھی ڈال لیا جسکے شاید یہہ معنی ہونگے کہ حسینون کا التفات کبھی بے اعتنائی سے خالی نہین ہوتا یا یہہ کہ ہمارے تیر نظر کا یہی جوہر ہے بقول کسی شاعر کے شعر

طاعت از پیران رعونت از جوانان خوشست	راستی در یکنژاد و کجروی در ماہ رویان

اور فی الحقیقت اوس بل نے کچھہ ایسا لطف دکھایا کہ تمام صف مین ایک کو بھی ہوش باقی نرہا جسپر زرہ دودستی تلوار کر اور معشوقانہ دبدبہ سے بڑی اوسکا کام تمام ہوگیا اور جہان ذرہ ہی رہی وہین بجلی کیطرح تڑپ کر باہر نکل گئی خصوصاً امیرزادہ تیمور پر تو اوسکا اسقدر اثر پیدا ہوا کہ باوجود شاقی کے وہ بیچارہ جگہہ سے بھی نہ ہل سکا اور شاید اوس شہباز حسن کو بھی اوسی کا شکار کرنا مکروز خاطر تھا کہ اخیر کو وہ جادو بھری نظر خاص اوسپر آکر ٹھہر گئی جسکے باعث وہ فعتاً اوسکے دل سے ایک شعلہ سا نکل کر تمام جسم مین سرایت کر گیا اور کلیجہ کا یہہ عالم ہوا کہ مرغ بسمل سے بھی اوسے نسبت دینا گویا مرہم الصیام لگانا ہے شعر

ببان سان در دلش افتاد جوشے	کہ پیدا شد ز ہر موبش خروشے

بالآخر اوسنے اون کا کلمہ بھی زبان سے نہ نکالا اور بیشک کیونکر نکالتا وہ نظر زخم دل اندوہگین کو فرحت ہو سکتی تھی یا خداوند خواستہ تکلیف دینے والی یہہ تو صرف ناواقف شاعرون کے ذہنی استعارے ہین کہ فلانے کمان ابرو کے تیر مژگان نے لوح سینہ کو خانہ زنبور بنا دیا ورنہ جسقدران تیرون سے دل مجروح کو فرحت ہو سکتی ہے مین جانتا ہون کسی مرہم سے بھی نہ ہو سکتی ہو گی لیکن البتہ وہ فرحت تحریر و تقریر مین نہین آسکتی جسپر بھی ہو وہی جانے یا شاید حسن پرست تہور ایسے موقع کا مذاق سمجھتے ہونگے جیسا کہ کسی مبتلا دوا الفت نے کہا ہے شعر

بے ریاضت نشود نسخہ عرفان حاصل	ناکہ دخشک نگردید مئی ناب نیافت

بہرصورت امیرزادہ تیمور (موافق قول

عوام کے) اوس رشک حور کی چشم مخمور دیکھتے ہی شیشۂ دل چور چور کر بیٹھا اور آہستہ آہستہ اوسکے نوک پیکان پر یہ شعر پڑھ پڑھ کر دم کرنے لگا شعر

ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشق دلگیر کو | جیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لیتا ہے تیر

مگر استغفر اللہ جس ستم شعار کو نئی نئی شوخیاں ایجاد کرنے کا شوق ہو وہ ایسے باتوں پر کب کان رکھتا ہے ابھی ایک غمزہ صحیح نہونے پایا تھا کہ دوسرے کی تیاریاں اور ہو گئیں یعنی سیلان نے نشانہ اور عرا دینے کے بعد کچھ اپنی مالک کے خوف سے کچھ تماشائیوں کے ہجوم سے ایک جگہ نظر کا قایم رکھنا مناسب نہ سمجھا اور یہ بھی نہو سکا کہ اپنے شکار کو تیر بسمل ہو کر دے اسواسطے بلا لحاظ دعوی سیمابی کے اپنی چشم مخمور کو بعینہ مثل جام بادہ اٹھا کے گردش دینا شروع کیا اسطرح کہ کبھی اپنی مان کو دیکھتی تھی کبھی رفقا کی طرف پھر نظر دوڑاتی تھی اور جب یہ یقین ہو جاتا تھا کہ اب سیکڑوں گمان بہ پیدا ہونگا تو یکبارگی شہباز تیز پنگال کیطرح یہ شعر پڑھ کر امیرزادہ تیمور پر آن پڑتی تھی شعر

صد نگہ جائے کہ او باشد بہر سو میکنم | تا بہ تقریبے نگاہے جانب او میکنم

مگر چشم فسون ساز کا یہ دور اس سرعت کے ساتھ طے ہوتا تھا کہ گویا کوئی اچھا پھکیت سیف آبدار کی ہاتھ نکال رہا ہے یا کوئی سبکدست کارگیر تیغ صفصافی پر باڑھ چڑھا رہا ہے ابھی مجھ تھی کہ طرفۃ العین میں دوسرے پر جا چکی وہاں ٹھہرنے نہ پائی تھی کہ تیسرے نے آواز دی وہ مارا اسیطرح دو چار گرے پورے ہو گئے رہا سہا اوس مجروح دشنۂ محبت کا کام تمام ہو گیا دین و ایمان سے تو پہلے ہی ہاتھ دھو بیٹھا تھا اب زندگی کی بھی امید باقی نہ رہی مایوس ہو کر کہنے لگا شعر

ترکمین آنکمین قبر آلودہ خاکمین میکند | لاغینگی ہا نیچی نیچی نظرین یہ کیا اپر ہو کر جائینگی ؟ اور جو کبھی غیرون کے ساتھ اوس التفات کا رشک پیدا ہوتا تھا تو یون اپنے دل ریجور کو تسکین دیتا تھا شعر

بسکہ بیمار ست می افتد بہر جا چشم او | گہ نظر بر غیر دارد گاہ بر ما چشم او

لیکن افسوس اس چرخ کجرفتار کو کسی حال میں دور است بازون کا ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھنا اچھا نہیں معلوم ہوتا ابھی وہان یہ ہی ناز و نیاز ہو رہے تھے کہ مہدعروس چرخ چارمی تو یہ دو ہاتھ کے مطلع سے بلند ہو گیا یعنی پورا قرص آفتاب کا پردۂ افق سے باہر نکل آیا اور سوقت خورہ نے اپنے دونون ہاتھ تین بار بطور ڈنڈوت کے پیشانی سے لگا کر اول اپنی نماز مصنوعی کا سلام ادا کیا بعدہ اوس بہار بوستان دیدہ عشاق کو بوے گل کی مانند نخت صبا رفتار پر سوار کر کے حکم دیا کہ اس میدان کو ہایال جو رخوان کر دیا جاے اور تمازت آفتاب کے لحاظ سے یہ بھی فرمایا کہ تنبو کناتون کے گلے فرہنے چاہئین اس حکم کے معنی کے سنتے ہی امیرزادہ تیمور کمال حسرت و یاس رشیہ

جہانتاب کی طرف دیکھکر کہنے لگا اے مغرور حسن بے فیض اگر آج تو تھوڑی دیر کیواسطے دریچۂ مشرق سے سر نکالتا تو کیا اندھیر ہوجاتا واللہ تجھے ہرگز بسبب رشک وحسد کے ہم لوگون کا عیش وآرام منظور نہین شاید اسیواسطے عشاق نے اپنے وصل کے واسطے باوجود تاریکی کے رات کو پسند کیا ہے سو تو اوسے بھی ہمارے عداوت کے اسقدر کوتاہ کردیتا ہے کہ طاق دل کی حسرت نہین نکلنے پاتی خیر خداوند کریم قیامت کے دن تجھ سے اسکا بدلا لے ہمارا سوا صبر وشکیب کے کچھ بس نہین چل سکتا یہ کہکر دونون ہاتھون سے اپنے کلیجہ کو تھام لیا اور چپکے چپکے یہہ شعر

داس کشان زصحبت سن یار بیرود	کار من زدست و دست من از کار بیرود

اتنے مین دربار کے [illegible] سین گھوڑون کی اور طمادی گیون پر تو اور بھی امیرزادۂ تیمور کو دل کا تھامنا [illegible] دونون نے جو ابھی تھوڑا عرصہ ہوا باعث تسکین دل مجروح تصور کیے جاتے تھے ایسی سوزش پیدا کرنی شروع کی کہ بے اختیار انکو اسبات سے تجرع غم مہاجرت کو یہہ ہی صلاح دی کہ اگر زندگی منظور ہے تو سیلانیون کی مانند اسی صیاد ستم ایجاد کے پیچھے ہولینا چاہیے ورنہ زمانۂ مفارقت مین یہہ بیقراری بہت کچھ خرابہ کریگی مگر ہمارا جو ہونہار دوم واپسین کیطرف سینۂ سوزان مین آگی ہوئی تھی اسامر کو منظور نفرمایا اور کہا گو آشوب دوری سے بچنے کی تو یہہ ہی صورت ہے جو تونے بیان کی لیکن اکثر رفقا تاثیر جذب الفت سے بیخبر تھے اور نہین جانتے کہ اونہین یہہ بھی نہین معلوم کہ عشق ومحبت اختیاری امر ہے یا غیر اختیاری پھر اگر تو اس بربادکنندۂ خانماں کا ساتھ ہولیا تو اونکو بیشک یہہ ہی خیال گذریگا کہ تیمور نہایت سخت دل آدمی ہے جو یکبارگی شاہزادۂ عالم پناہ کے رنج وایذا کو بالاے طاق رکھکر ایک معمار کی لڑکی پر اسقدر شیفتہ وفریفتہ ہوگیا کہ ہماری ہمراہی کو بھی جایز نہ رکھا اس سبب یہہ ہے کہ اپنا مزاج قبول کرو اور بالفعل رفقا کا ساتھ نہ چھوڑو اگر ایسا ہی درشت دل نے ستایا تو خیر مجبوری پر پھر بھی دیکھا جائیگا شعر

کمال مرتبۂ عشق آن بود اے دل	کہ جان سپارد واظہار مدعا نکند

یہہ سوچکر پہلے نگاہ حسرت سے دیر تک گاڑیون کیطرف دیکھتا رہا بعدہ نہایت جوانمردی سے یہہ شعر پڑھکر رفقا کے ساتھ ہولیا شعر

رفتی زبرم عاقبت اے شوخ جفاکیش	از دیدہ بر نمتی و نرفتی زدل ریش

اب یہہ پوچھنے کا باوجود اس ہنگامۂ محشر بپا ہونیکے رفقائے امیرزادۂ تیمور کی خبر کیون نہین لی اوسکی وجہ یہہ ہوئی کہ سیلانی کی پیاری پیاری شوخیون نے کسی مین اسقدر ہوش وحواس باقی نرکھے تھے کہ وہ آپس مین ایک دوسرے کی

فیر لیسکے اسبات سے اوس کی حالت کے زایل ہونے تک کہ امیرزادہ تیمور کیطرف زیادہ توجہ نہوئی البتہ دل
سے شوخی اور آنکھ سے شرم جب سے ہوش وحواس درست ہوئے اور امیرزادہ تیمور کا چہرہ کچھ اوترا ہوا نظر آیا
تو کمال دلسوزی سے کہنے لگے اے امیرزادہ تیمور مجھکو اسوقت تمہاری طبیعت کچھ پریشان معلوم ہوتی ہے کہین
اوس نے ہوے نطافی کے دام کمیسو مین تو گرفتار نہین ہوگئے امیرزادہ تیمور نے کہا یہہ تو آپ بخوبی جانتے ہین کہ
جس دین پرست آدمی ہون مجھان کو بی گمان اور ونظر آتا ہے خواہ مخواہ شتابانہ اوسکے تیر زخمہ کا نشانہ بنجاتا ہون
بلکہ جب آنکھ دوچار زخم کاری نہین کہا لیتا میرے سینہ کی خلش نہین مٹتی لیکن یہہ مجھے آجتک نہین معلوم کہ دام گیسو
مین گرفتار ہوجانا کسے کہتے ہین آیا آپکا یہہ مطلب ہے کہ مین مسیلاف پر عاشق ہوگیا ہون پس اگر ایسا ہوتا تو آپکے
ہمراہی بنکے کیون پسند آتی کیا عاشقون کو معشوق کی مفارقت ناگوار نہین گذرتی یا باوجود ناگوار گذرنیکے وہ
اپنے دردول کا علاج کرنا نہین چاہتے مین نے سنا ہے حکما مرض عشق کو مالیخولیا سے منسوب کرتے ہین کیونکہ انہین
عقل وخرد بالکل جاتی رہتی ہے اگر یہہ مسئلہ آپکے نزدیک بھی درست ہے تو ذرہ انصاف سے زمانے ابتدا اس مرض
کا دیکھے یا آپکے ہمنشین کو دانستہ صحیح وسالم آدمی کو بلا تشخیص مریض تصور کرلینا یہہ آپ ہی کا کام ہے اے حضرت
دیوانہ ہونیکے لئے آئینہ بننے اسقدر صاف ہوگیا ہے کہ اب یکایک کسیکا تیر نظر اثر نہین کرسکتا شاید یہہ
شعر جو کسی نے خاص میری زبان سے کہا ہے آپکے گوش گذار نہین ہوا شعر از سینۂ صاف من گذر دتیر ترا چو
مانند گلہا کہ ز بیخک بدر آید۔ رفقانے کہا اگر یہہ بات سچ ہے تو آپ اسقدر رشوش اور زلف پیچان کی مانند درہم
وبرہم کیون معلوم ہوتے ہین جس عشق نے سبھی کو اور سبب ہوگا مگر ہم سے پوشیدہ رکھنے کی کیا وجہ اگر اپنا خانہ شہ دوستان
سے دبیان کرینگے تو اور کس سے کہوگے شعر فصہ از شرم سکندر کز درد پنہان خلق | بہ کہ ریشان ملوق آب عور دن

امیرزادہ تیمور نے جواب دیا بیشک یہہ آپنے درست فرمایا تشویش سے مین ہرگز خالی نہین اور تشویشین بھی کئی طرحکی
ہین اونمین سے زیادہ تر روح کی تحلیل کرنے والی تو شانہ ارادہ والا دو دمان کی جدائی ہے جو ہر وقت کلیجہ کو چھانتی رہتی
ہے بعدہ غربت الوطنی کا رنج سفر کی تکلیف دنیا کے چھوٹ جانے کا صدمہ یہہ بھی اگر خیال کیجے تو لوازمات عشق سے کچھ
کم نہین لیکن بالفعل مین اونکا بیان کرنا نہین چاہتا کیونکہ طبایع مختلف ہونیکے باعث کوئی مضمون ہر ایک کی
طبیعت نے یکسان اثر قبول کیا ہو لیکن شاید آپکو یہہ خیال آئیگا کہ اس مصیبت مین ہم سب شریک ہین اسواسطے تم

اس تمام ملال و کلال کو آپ ہی کی منصفی پر منحصر کرکے صرف اوس تازہ فکر کا گذارش کرنا مناسب سمجھتا ہون جس نے ابھی تھوڑی دیر ہوئی میری خاطر مین خطور کیا ہے وہ یہہ ہے کہ جب سے مین نے غورہ اور سیلان کو آفتاب کی پرستش کرتے دیکھا ہے اور میکسیکو کی نسبت کا حال سنا ہے کہ اوسنے اپنے باوشاہ قدیم کو معزول کرکے ایک اجنبی شخص کو تخت سلطنت پر بٹہا دیا یہہ خبط دلمین سما گیا ہے کہ اس ملک کا تو بالاستحال مع یہان کے اقوام متلفہ اور نہ امید متعددہ کی اپنے سفرنامہ کے ذیل مین اس طور پر قلمبند کرنا چاہیے کہ جو شخص اوسے ملاحظہ کرے بغیر صعوبت سفر کے بخوبی اوسکے حالات سے واقف ہو جائے بشرطیکہ یہان کی گذشتہ تاریخ کا صحیح صحیح کسی سے پتہ لگ جائے اور یہہ بھی معلوم ہو جائے کہ روایی سلطنت اس ملک مین سب سے پہلے کس سے شروع ہوا تہا اگر آپکے نزدیک یہہ خیال شیطانی پیدا ہو جائے تو کیسا مفتاح الملک نے کہا فی الواقع بات تو یہی سوچنے کی ہین لیکن ہمالی جان مین کسی کتاب کے تحریر کرنے کی ہرگز مجال نہین ہے سکتا بلکہ نصیحت کرتا ہون کہ آپ اول تر الیف یا تصنیف کا قصد نفرمائیگا شعر

ترک گو یا ز دخل نکتہ گران بستن است	بستن لب خوشتر از مضمون رنگین بستن است

امیر زادہ تیمور نے کہا کیا کسی نے یہہ مثل نہین سنی شعر

نہ باشد نکتہ گیری آرزیتہ	کہ کار سنگ بود آہو گرفتن

اوسنے جواب دیا کیون نہین سنی لیکن جو عیب گوئی کو اپنا ہنر جانتا ہو اور آہو گیری کو اعلی درجہ کا فخر سمجھتا ہو وہ ایسی باتون پر کب کان رکھتا ہے اگر خدانخواستہ آپ کو ہر سخن معرض بیان مین لائے تو دیکھیے گا کیا کیا گل کھلتے ہین اور کیسے کیسے جوہری اوسکے پرکھنے کو جمع ہوتے ہین شعر

نغز گفت آن حکیم دور اندیش	کہ ہنر ہر چہ بیش دشمن بیش

اور سچ ہے جسنے کبھی قلم ہاتھ مین نہ اوٹھایا ہو اور رات ہی دو شمع سے اپنا داغ تاریک روشن نہ کیا ہو وہ کیا جانے کہ ہر شب چراغ کس وقت سے پیدا ہوتا ہے اور لخت جگر سے لعل بدخشانی کیونکر بنتے ہین اسکی قدر تو اوسی دل برشتہ سے پوچھنی چاہیے جو کم سے کم ایک یا دو مرتبہ اس آفت مین مبتلا ہو چکا ہو والا جب تک دوزبان کی مانند کلیجہ شق نہین ہو جاتا ہرگز کوئی فقرہ آبدار قلم زرنگار سے صفحہ قرطاس تک نہین پہونچ سکتا شعر

بگذر و دایم سخنور را بخون خوردن مدار	سرغی لقمہ طوطی شاہد این نعمت است

ایسے موقع پر امیرزادہ تیمور کا دل بہلانے کے لئے اور رفقا کو بھی مفتاح الملک کی تائید کرنی پڑی کہنے لگے آپکی اس تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف بے ہنر اس طریقہ کو اپنا ہنر جانتے ہین ہم کہتے ہین آجکل کے ہنرمند بھی خاص اسی مرض مین مبتلا ہین کوا سوقت

کتابون کا نام یاد نہین رہا لیکن ہمکو اچھی طرح یاد ہے کہ اکثر مولفین نے بھی خوب دل کھول کھول کے آپسمین لعن وطعن کئے ہین پر وہ قاعدہ کلیہ جو آپ ابھی بیان کرچکے ہین کہان باقی رہا اے محمد وسناہنرمند وبے ہنر کی تمیز نہ لگائے یون فرمائے شعر صد نقش درست آید و کس را نظرے نیست | چون رفت خطائے ہمہ را چشم براین دست

مفتاح الملک نے ہنسکر جواب دیا نہین نہین اسکو اصول مذہبی کی پابندی تصور کرنا چاہئے یا شاید بہ سبب اختلاف تحریر کے وہ آپس مین ایک دوسرے کے کلام کا لطف نہ سمجھے ہونگے کیونکہ انشا پردازون نے نثر لکھنے کے مختلف طریقے مقرر کئے ہین اور مذاق اون سبکا علحدہ علحدہ ہے مثلاً جوابات مقفا یا مسجع یا مرجز وغیرہ مین پائی جاتی ہے وہ عاری مین نہین ہے اور جو بے ساختگی عاری مین نکلتی ہے وہ اون مین نہین نہین پس اگر مقفا عبارت لکھون اور عاری کو مراتباون یا عاری لکھون اور مقفا سے ناک ہوون پڑہاون تو کچھ دانائی مین دانائی نہین ہے جبکہ کہ رنگین عبارت کے مقابلے مین رنگین اور سادی کے مقابلے مین سادی نرکہی جائے کیونکر کسیکا حسن دقیع دریافت ہوسکتا ہے مین نے سنا ہے اکثر مقفا لکھنے والے بغیر امتحان کے گمان کرتے ہین کہ عاری کا لکھنا کچھ مشکل نہین ہے اور عاری لکھنے والے ایسا ہی کچھ اسکے برعکس خیال کرتے ہین حالانکہ یہہ بالکل غلط ہے عقلمندون کے نزدیک دونون مشکل ہین اور اپنے خیال کو قلم سے نکالنا سب سے زیادہ مشکل ہے خواہ رنگین عبارت مین ہو خواہ سادی مین شعر

مراشد ناز ورق لالہ این سخن معلوم | کہ فکر معنی رنگین دماغ می سوزد | اسواسطے مین امیرزادہ تیمور کو امیر کے حالات لکھنے سے باز رکھنا چاہتا ہون کیونکہ اسمین بہ مقتضائے بشریت اکثر غلطیون کا واقع ہونا ممکن ہے جسکو خوردہ بین اپنے ہنرفراتی کی دستاویز تصور کرتے ہین شعر بدوراین سخن سنجان بہر سوئے رقم دستے کہ انگشت تاز خمی نسازد چون قلم دستے ۴ علاوہ ازین اے امیرزادہ تیمور فی زمانناابناے جنس ہنرلیات اور مسخرات کیطرف زیادہ مایل ہین اونکے سینۂ تنگ مین یکایک ایسے وسیع خیالات کا داخل ہونا معلوم ہوتا ہے مگر خون جگر پینے سے کیا فائدہ مجھے یہہ خوف ہے شعر خیال معنی رنگین زبسکہ کرد ضعیفم | کسے چو گفت گل شنود کلام

ہان اگر اس تالیف کے ذریعہ سے صرف طبیعت کا جلانا منظور ہے تو کسی مشہور اور مفید کتاب کا اپنی زبان ترکی مین ترجمہ کرڈالو کہ عوام بھی پسند کرین اور تمین بھی زیادہ دقت نہ پڑے کیا معنی اس قسم کے ترجمہ کیواسطے فقط اسقدر استعداد اور محنت درکار ہے کہ زبان غیر کا کسیقدر مطلب سمجھ مین آجائے باقی جتنے مرحلے اشاپردازی کے

وہ اگلا مولف آپ ہی طے کرلیتا ہے شعر | من اینچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم | تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال مت
امیرزادہ تیمور نے کہا آپکا ارشاد بیری سر آنکھوں پر لیکن اساتذہ کے قول کو کیا کیا جائے وہ فرماتے ہین شعر
کہن جامہ خویش آراستن | بہ از جامہ عاریت خواستن | اور فی الواقع آپکے حکم کی تعمیل کرنے مین سوا اسکے کہ عروس
سخن کو دوسرا لباس پہنا دیا جائے اور کیا لطف نکلیگا اگر کوئی لطیفہ گو اوسے دیکھکر دانتون لگی کی راہ سے کہہ بیٹھا شعر
پھر کے قندیل سخن کو منڈوہ لیا تو کیا ہوا | ڈاہنچ مین تو ہین وہی اگلے برس کی تیلیان | تو برائے خدا وزہ انصاف
سے فرمائیگا مین کیا جواب دونگا اس سے بہتر یہہ ہی ہے کہ موانعات ظاہری کے باعث اپنی کم ہمتی نہ کہولون اور
جو زبان سے نکالا ہے ایکبار اوسے پورا کردکھاؤن آخر ایک نہ ایک کا ہنر تو اوس سے ضرور ہی ظاہر ہوگا یا نہ سہی
عیب جویون کا سہی بقول شیخے شعر | بد کفتن من شدہ ہنر ہا حاسد و منکر | صد شکر کہ عیبم ہنرے ہا ہزان است
اور سچ ہے حضرت سن مین خیالات کے تحریر کرنے مین صرف اسی بات کو غنیمت سمجھتا ہون کہ وہ خیال کسیطرح دوسرے
کی سمجھ مین آجائے باقی ایک دریاے ذخار کا از سر تا پا موتیون سے پر ہونا بالکل ناممکن ہے شعر
نہ ہر حرفے کہ بر گوش آید از لب دلنشین افتد | کہ از صد قطرۂ نیسان یکے در ثمین افتد | قصہ مختصر اس مباحثہ
نے یہان تک طول کھینچا کہ چوتھے روز وہ تمام رفقا تمہوری پر پہونچ گئے اور یہہ تقریر ختم ہونے مین نہ آئی ملاقات
کرنا مصاحبین شاہزادہ عالی تبار کا درویش کامل سے اور منکشف ہونا بعض حالات امیر
کا اوسکی زبانی کہتے ہین کہ جمہوری پر پہونچنے کے بعد دوسرے روز علی الصباح جو حکیم صاحب کی تلاش مین یہہ سب رفقا
نکلے تو اوس چوٹی کو ایسا سرسبز و شاداب دیکھا کہ قدم قدم پر خورد و پہولون کی مہک سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا سنبل
پیچان عنبرین مویون کے طرۂ نہار سے ہمسری کا دعوی کرتا اور سرو آزاد قیامت قامتون کے قد بر جستہ سے کچھ بڑھ کر
مورد ناز کا وہم ہر اتا گو نام کو وہ کوہ کا رکڈلی کی ایک چوٹی تھی مگر فی الواقع صانع حقیقی نے اوسے اپنی قدرت کاملہ کا
ایک گلدستہ بنایا تھا یا یون کہنا چاہیے کہ تمام زمانہ کی لطافت و خوبی وہین ایک جگہ سمٹ کر جمع ہوگئی تھی مثنوی

صد ہزاران گلہ شگفتہ درو | سبزہ بیدار و آب خفتہ درو | ہر گلے گونہ گونہ از رنگے | بوئے ہر گل رسیدہ فرسنگے
صد ورق باز کردہ دفتر گل | لالہ بر کف گرفتہ ساغر گل | از شمیم شمال عنبر بیز | گشت اطراف آن عبیر آمیز

غرض یہ کیفیت دیکھتے ہوئے جب رفقا آگے بڑہے تو ایک درویش کہن سال فقیر بن مقال حضرت صورت فرشتہ سیرت

بلند مقام اخنوخ شاہ نام سے کہ جسکے انفاس متبرکہ کو دم عیسوی سے نسبت دیجاے تو کچھ بعید نہین کیسا ہی رنج و الم ہو ممکن نہین کہ اسکے فرخ زیارت سے دور ہو جاے اوسی چوٹی پر ملاقات ہو گئی اثناے گفتگو مین مفتاح الملک نے ایر زادہ تہمورث کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ حضرت آپ سے اس ملک کی نسبت دو سوال کرنا چاہتے ہین - اول یہ کہ ملک آپکو کب سے آباد ہے - دوم یہ کہ یہان بناے سلطنت کس سے قایم ہوئی اگر براہ اخلاق مرحمت آپ اس عقدہ کو حل کر سکین تو غریب نوازی سے بعید نہو گا اوسنے تھوڑی دیر تامل کرکے جواب دیا صحیح حال یہان کی آبادی کا آجتک کسی مورخ نے تحریر نہین فرمایا لیکن عقلاً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی چھٹی یا ساتوین پشت مین یہ ملک آباد ہو گیا تھا کیونکہ بعد طوفان حضرت نوح کے حضر الموت کے وقت مین جب قبیلہ سام سے چند شخص منتشر ہو کر یہان پہونچے تو اونہون نے حضرت مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام کا پتلا سنگ سفید کا بنا ہوا کوہ الیاس کی ایک بلند چوٹی پر دیوا ہوا پایا تھا جو اتنک بت پرستون کا زیارت گاہ تصور کیا جاتا ہے اور حضرت مہلائیل کا پتلا بنائے جانے کی وجہ مورخین نے یون لکھی ہے کہ آپ اسقدر صاحب جمال تھے کہ اکثر بندگان خدا دور دور سے تحفہ تحایف لے لے کے آپکی زیارت کو حاضر ہوتے تھے اور وہ جمال باکمال دیکھکر اپنی آنکھون کو منور کرتے تھے جب اونہون نے دار فانی سے کوچ فرمایا اور آمد و رفت لوگون کی کم ہو گئی تو شیطان علیہ اللعن نے موقع پاکر فرزندان مہلائیل کو یون ترغیب دینا شروع کیا کہ تم اپنے والد بزرگوار کی ہمشکل ایک صورت پتھر کی بنا کے رکھو چھوڑو ورنہ زایران مہلائیل تم سے منحرف ہو جائینگے اور یہ دولت و حشمت جو صرف اونکے اعتقاد کے باعث ہے آہستہ آہستہ تمام خاک مین ملجائیگی وہ بیچارے اوس ملعون سے یا اوسکے فریب سے کیا واقف تھے کہنے لگے اچھا اگر تم اچھا جانتے ہو تو بناؤ اوسنے فوراً ایک پتھر کا پتلا حضرت مہلائیل کی ہمشکل تراش کر دیا اور چہرہ پر اوسکے ایک نقاب ڈال دیا چند روز تو وہ پتلا صرف مشتاقون کا زیارتگاہ رہا بعدہ عوام اوسکی پرستش کرنے لگے یہانتک کہ اوسی زمانہ مین اوس ایک پتلے کے کئی پتلے ہو گئے اور جو شخص بطور سیاحت کسی دوسرے ملک مین گیا وہ تبرکاً و تیمناً اوسے اپنے ہمراہ لیتا گیا اس تقریر سے صاف ثابت ہے کہ قبل طوفان حضرت نوح علیہ السلام کے یہ سرزمین آباد ہو چکی تھی اور رواج سلطنت کی نسبت اکثر اہل تواریخ کا اسپر اتفاق ہے کہ پہلے پہل نسل کیان سے کیخسرو بن سیاوش بن کیکاؤس یہان آیا ہے اور اوسنے باج و خراج

لیکر آہستہ آہستہ اسجگہہ جہانبانی کی بناڈالی ہے ورنہ اوس سے پیشتر یہہ برعظم بالکل وحشی قوموں سے آباد تہا اور حکومت کی بو کسی نو دیشہ مین بہی نہ پائی جاتی تہی آیندہ العیب عند اللہ شعر درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند انچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم - یہہ گفتگو سنکر تمام رفقا آپسمین مین ایک دوسرے کی صورت دیکہنے لگے کہ یہہ کیا کہتے ہین کہان کنجشک و کجا ملک امریکہ اوس بیچارے کو افراسیاب کے ہاتہہ سے اتنی فرصت کب ملی جو وہ یہان آتا یا توانین سلطنت کے اجرا مین کوشش فرماتا شاید ان شناہ صاحب کی تحقیقات افیونیون کی زٹل ہے جو زبان پر آیا بے دہڑک کہنے بیٹہے نیک و بد سے کچہہ مطلب نہین ہم کہ بخوبی اوسکے حالات سے واقف ہین کیونکر اس امر کو تسلیم کرلین اس بولنے سے تو یہہ خاموش بیٹہے رہتے تو اچہا تہا شعر اگر درست من افتد زبانش قطع میسازم سخن سازی کہ گویہ چون قلم حرف نہ فہمیدہ و ہا اس بے موقع تیر سے افنوخ شاہ فوراً سمجہہ گئے کہ انکو میرے کلام مین کچہہ اعتراض معلوم ہوئی ہے جو اسطرح ایک دوسرے کا مونہہ گورہے ہین کہنے لگے اگر آپ صاحبون کو اس وقایع مین کچہہ شبہہ ہے تو پوست کندہ بیان فرمائے کیا عجب کہ مین آپکا اطمینان کردون شعر بیشم کم نگارجسم خاکساران را کہ این ہم داستانی دوست نزدیک ست پہر یاجاہ نے کہا البتہ ہم اس بیان کو باور نہین کرسکتے کیونکہ شرقستان کی کسی تاریخ سے کنجشکو کا ملک امریکہ مین ہونیکا ثابت نہین ہوتا اگر آپ فرمائین تو مین اوسکا تہوڑا سا واقعہ مع اوسکے باب سیاوش کی خدمت عالی مین گذارش کردون افنوخ شاہ نے جواب دیا بہت اچہا زمانے فرہاد نے کہا محرران راست بیان تحریر فرماتے ہین کہ گیو اور طوس سرداران لشکر کیکاؤس ایک بار ایک عورت پر سیچہرہ ابرو مہ لقا صیاد دل عاشقان کو (جو اپنے تئین شاپور زمانہ زوالے ملک بلغار کی بیٹی بتاتی تہی) کسی کنجگاہ سے کہیر لائے تہے اتفاق زمانہ سے وہ عورت کاؤس کی منظور نظر ہوئی اور چند عدد بعد اوسکے بطن سے ایک ایسے بلند بخت رشک خورشید انور نے طلوع فرمایا کہ آجتک نسل کیان سے کوئی اوسکے ہم پلہ پیدا نہین ہوا مثنوی

چو بر اوج سپہر کمال طالع شد	کہ کس مہ پنہین ماہ و نہر اران مہ
ازان نہال شرف تازہ گشت گلشن کیکاؤس	چنانچہ تازہ شود برگ گل بابونسا

خجستہ طالع و روشن دل و مبارک پے
گشتہ طلعت و نیکی خجستہ پایہ و فال

نام کرکہا اور رستم سانامی پہلوان ہزار دست و سماجت اوسکی غور و پرداخت کا مشغول ہوا جب نام خداوند تمیز کو پہونچا تو اتفاقیہ سودابہ اوسکی سوتیلی ماں اوسکا حسن و جمال دیکہکر عاشق ہوگئی اور ایسی خود رفتہ ہوئی کہ بلاحظ

تنگ و ناموس کے رات دن اپنی آتش شعل فروکرنے کی تدبیرین سوچنے لگی یہانتک کہ ایک روز کسی پرستار کی مرفت
خلوت مین بلاکے اپنے عہد بہ سے اوسے آگاہ کیا اور بکمال جد و جہد شربت وصال کی طالب ہوئی مثنوے

آہ نالہ وزاری در آمد	زچشم و دل بخون باری در آمد
منم تشنہ تو آب زندگانی	منم کشتہ تو جان جاودانی
زدانست سالہا در تاب بودم	زشوقت بے خور بے خواب بودم
بحق آن خدائے بر تو سوگند	کہ باشد بر خداوندان خداوند
باین نور یکہ تابد از جبینت	کہ دارد ماہ را سر بر زمینت
بہ محراب کمان ابروئے تو	بقلاب کمند گیسوئے تو
باین موئے کہ میگوئی سیانش	بآن رہے کہ میخوانی دہانش
بآب دیدۂ من راشتیاقت	بآہ گرم من از سوز فراقت
بہ استغنات از بودم بنبودم	باستیلائے عشقت بر وجودم
بدل عریست تا داغ تو دارم	ہوائے پرورے از باغ تو دارم
زقحط جور تو بس نا توانم	بہ بخشی از خوان وصلت تا کجا نم
مرا از شیر خرما قوت جان دہ	زجان دادم درین تحلیل امانے دہ

کہ اے خود کام کام من نمو کن
چنانم از تو دور اے گنج نایاب
مرا زین بیشتر در تاب مگذار
کہ باشد بر خداوندان خداوند
کہ دارد ماہ را سر بر زمینت
بجادو نرگس مردم فریبت
بخشکین نقطات بر رخ گلرنگ
بحرمانے کہ زیر کوہم از وے
کہ بر حال من بیدل بہ بخشائے
زمانے مرہمے داغ دلم شو
دلوائے نخل تر خرما زمن گیر

بوصل خویش در دم را دوا کن
کہ باشد کشتہ بیجان تشنہ بہ آب
چندینم بے خور و بے خواب مگذار
باین حسن جہانگیری کہ دادت
بسر و خوب رفتاری کہ داری
بدیبا پوش سرو جامہ زیبت
بشیرین خندہ ات از غنچہ تنگ
مگر فتار ہزار اندہ ہر آنے
ز کار شکر این عقدہ بکشائے
بموے روئی باغ دلم شو
لمکن در خوان نعمت نا دن بیج تنظیر

سیاوش یہ افسانہ ہوش ربا سنتے ہی مست ہو گیا اور مارے شرم و حیا کے آنکھین نیچی کر کے کہنے لگا افسوس آپ باوجود اس عقل و دانائی کے ایسا بیہودہ کلمہ زبان سے نکالتی ہین کہ ہرگز بعقل مصلحت اندیش اوسکا استماع کرنا نہین چاہتی کیا مین کیکاؤس کے نطفہ سے نہین ہون یا اظہار شفقت مادری کے واسطے آپکی شریعت مین یہی الفاظ مقرر ہین جو آپنے بطور نظم کے بیان فرمائے واللہ پرہ ناموس شاہی کو خنجر ظلم و ستم سے چاک کرنا اپنے خانہ عفتی کو آتش دوزخ سے بہزار ہا درجہ بہتر سمجھتا ہون پھر آپکے اس حکم کے یعنی کی تعمیل ظہور مین آئے اور دین و دنیا دونون جہان مین میرا مونہہ نہ دیکھے کالا ہو شعر

سیاوش بد گفت کا خود دیدہ	کہ از بہر دل من ہم دین بنہ
تو با نوے شاہی و فرشید گاہ	سزد گر تو نا ید بدینسان گناہ

چنین با پدر پیوفائی کنم
زمردی و دانش جدائی کنم

یہہ کہکر سیاوش وہان سے اوٹھنا چاہتا تھا کہ سودابہ

نے افشاے راز کے خوف سے یکایک اپنا حال مظلومون کا سا بنا کے شور و واویلا مچانا شروع کیا کہ سیاوش زبردستی میرے دامن عصمت کو گرد عصیان سے آلودہ کرنا چاہتا ہے خدا کے واسطے دوڑو اور مجھے اس ناحق شناس کے ہاتھ سے نجات دو میں کیا جانتی تھی دنیا میں ایسے ایسے لایق بھی بیٹے ہوتے ہین کہ ماں باپ کی عزت و حرمت کا اصلا لحاظ و پاس نہین کرتے ورنہ میری شامت آئی تھی جو اس محبت و شفقت سے اسے محلون میں دخل دیتی اور

دیدہ ور دانستہ اپنے واسطے آفت مول لیتی شعر	
نشاندم نمل خرما خار بردم	فشاندم تخم مہر آزار بردم
برسوائی مدہ سیر ا ہمنم را	بدست کس میالا دامنم را

وہ اوسی وقت محلون میں دوڑا آیا اور پوچھا کیا ہوا سودابہ نے کہا آپکے فرزند ارجمند نے ایک آفت برپا کر رکھی

درین خلوت براحت خفتہ بودم	درون از گرد محنت رفتہ بودم	چو دزدان بر سر بالینم آمد
خیالش آنکہ من از خود ندا گاہ	بخوم گلستانم آورد راہ	بقصد چیدن نسرینم آمد
چو دست آور دبیش آن نامجو مند	کہ بکشاید زگنج وصل من بند	بر و سنبل بغارت گل بتاراج
باسان گشتہ از بیماریء من	گریزان شد ز ضد تکاریء من	زجام بیخودی ہشیار گشتم

گیکاؤس یہہ ماجرا سنکر سیاوش کو تنہایی مین لے گیا اور فرمایا سچ کہو یہہ کیا معاملہ ہے اور کیونکر اسنے ظہور پایا اوسنے جواب دیا ایک عورت ناقص العقل کا کلام سنکر آیت و حدیث کے تصور کر لینا بیہودہ تو اور بات ہے ورنہ اصل اس قصہ کی یون ہے جو کمترین گذارش کرتا ہے یہہ کہکر تمام معاملہ من اول الی آخرہ جو کچھ گذرا تھا بے کم و کاست کہہ سنایا اور عرض کیا اگر حضور کو یہہ قول کا اعتبار نہین تو اپنے طور پر تحقیق فرما لیجیے اگر اس مین ایک بال برابر فرق نکلے تو جو حال گنہگار کا وہ میرا

شعر

ملاہا دے بمزان گر کجود ست	بر و من زین گنہکار بازار نبود ست	گرت بود قبول این بے گناہی

چونکہ گیکاؤس بھی ایسا نادان نہ تھا سمجھ گیا کہ یہہ ساری خرمیان سودابہ ہی کی ہین سیاوش کا اسمین اصلا قصور نہین فرمایا غیر جو ہوا سو ہوا اب اسکا تذکرہ زبان پر نہ لانا ایسا نہو یہہ بات شہرت پائے اور رفتہ رفتہ شاہ ماماوران یعنی پدر سودابہ تک اسکی خبر پہونچے اور یہہ ہی اوس گیسو بریدہ کو بہی سمجھا دیا لیکن وہ کب باز آنے تھی اوس روز سے اور بہی زیادہ سیاوش کے خون کی پیاسی ہو گئی ہر وقت اسی فکر مین رہنے لگی کہ کسیطرح

اسے بادشاہ کے روبرو ذلیل کیجئے یا اپنا مطلب دل حاصل کیجئے یہانتک کہ ایکبار کسی فاحشہ عاملہ کو مال وزر کی طمع سے گانٹھ کے سیاوش کی نسبت ایک جرم خاص کے ساتھ زنا بالجبر اور استقاط حمل کا بہتان لگایا اور بادشاہ کو ایسا مدہوش کیا کہ وہ بھی یکایک سفر سخن کو نہ پہونچ سکا آخرش موافق رسم اوس زمانہ کے یہہ تجویز قرار پائی کہ اگر سیاوش سچا ہے تو جلتی ہوئی آگ مین ہوکر نکل جائے ورنہ اسکے مجرم ہونے مین کسیطرح کا شک نہین سیاوش نے بھی اس فیصلہ کو بخوشی خاطر منظور کرلیا اور حکم دیا کہ اجہا ایک میدان وسیع مین محلون کے قریب دو دو فرسنگ تک لکڑیان جمع کرکے آگ لگا دی جائے جب وہ تمام سامان درست ہوگیا تو سیاوش شل کفن کے ایک سفید پیرہن زیب تن فرماکے کیکاؤس کی خدمت مین رخصت کیواسطے حاضر ہوا اور اوس کوہ آتشین کی راہ سے خلد برین کی جانب جانے کی اجازت چاہی اوسوقت فرط محبت سے کاؤس کا بھی دل ایسا بھر آیا کہ بے اختیار دو تین آنسو آنکھون سے ٹپک پڑے اور مصمم ارادہ کرلیا کہ اگر یہہ تھوڑا سا بھی عذر کرے تو مین فوراً قبول کرلون لیکن سیاوش نے برعکس اوسکے نثار کے عرض کیا حضور کچھہ تردد نفرمائین اگر مین بیگناہ ہون تو یہہ اگر نیوالا آب و آتش کا بہرحال مجھے اس نار گلنار سے محفوظ رکھیگا اور جو نہین تو مین خود اپنا مونہ نہ دیکھنا نہین چاہتا خداوند کریم اس آگ مین وہ تاثیر بخشے کہ ہرگز میرا قدم اس سے باہر نہ نکل سکے یہہ کہکر ایک اسپ صبا رفتار مشکین رنگ پر سوار ہوا اور بسم اللہ کرکے وفعتاً اوس آتش نمرودی مین داخل ہوگیا **شعر**

سیاوش سیہ را بہ انسان بتافت	نگوئی کہ اسپش بہ آتش بساخت
کسے خود و اسپ سیاوش ندید	ز بہر سوز یانہ ہے بر کشید

اوسوقت کہتے ہین تمام مخلوق ایران کی گرد و پیش اوس آگ کے جمع تھی اور باوجود پرنم نگاہ و حسرت سے دیکھہ رہی تھی دیکھئے کب اور کسطرح وہ نہنگ بحر وفا اس دریاے آتشین سے باہر نکلتا ہے کہ اتنے مین سیاوش بے خورشید خاور کی مانند پردہ شفق سے سر باہر نکالا اور گردن جھکائے بصد عجز و نیاز درگاہ کریم کارساز مین سجدہ شکر ادا کیا

ہمہ تن شش جامہ بے بر شدہ	اگر آب بود ے مگر تر شدہ	کہ آمد ز آتش بدن شاہ نو	چو اورا بدید ند برخاست غو
وز آتش وبا یکسان بود	چو بخشایش پاک یزدان بود	کہ گوئی سمن دشت اندر کناد	چنان آمد اسپ و تبا ے سوا

القصہ مختصر سیاوش ہمیشہ ایک نہ ایکایسا ہی طوفان بنا کر کھڑا کردیتی تھی اور کیکاؤس جسے ایسے موقع پر زن مرید کہنا چاہیے بلا تحقیقات اوسے یقین کر بیٹھتا تھا آخرکار روز کی زق زق بق بق سے سیاوش کا جی ہاک مین دم آگیا

گھبرا کر اپنی خلصی کی تجویزیں سوچنے لگا اور نہایت تجربہ کاری سے یہہ رباعی زبان پر لایا ۔ رباعی

یاران جہاں زاہمہ از کہتہ تا مہ	دیدیم بتحقیق درین دیر ادم
تا کیکدگر افتلا چون بند قبا	دارند ولے نیند خالی زگرہ

خدا کی قدرت سے اوسی اثنا میں ترکستان سے خبر پہونچی کہ افراسیاب دوبارا سامان جنگ مہیا کر کے ایران پر حملہ کرنا چاہتا ہے سیاوش کو اس سے بہتر اپنا منشار پورا کرنیکا کوئی موقع نظر نہ آیا کیکاؤس سے ملتجی ہوا کہ ایکہ کمترین کو اس مہم کی اجازت دیجاے دیکھیون افراسیاب کس تماش کا آدمی ہے اور اوسکی فوج کہان تک دم خم رکھتی ہے لیکاؤس نے بایاے سودا بہ بخوشی تمام اوسکی یہہ التجا قبول کی اور مع رستم پہلوان اوس صف شکن کو توران کی جانب روانہ فرمایا چونکہ فضل لایزال شامل حال تہا سیاوش نے جاتے ہی چند روز میں زنگہ اور طالقان وغیرہ صوبہ جات فتح کر کے فوج ظفر موج کو سیل فنا کی مانند آگے بڑہایا اور جستجو تجسس کار پردازان لشکر کے خاص شہر بلخ پر حملہ کرنے کا حکم دیا اودہر سے کہ سیوزا افراسیاب کا بھائی اور بارمان صوبہ بلخ کا حاکم دونون بے شمار سپاہ اپنے ہمراہ لیکر سد راہ ہوئے لیکن رستم کے گرز کوہ شکاف اور سیاوش کے شمشیر خوش غلاف کے روبرو کسکے قدم جمتے تھے تین روز تک تو خیر اچھے دم خم رہے بعدہ ایسا حوصلہ پست ہوا کہ سب میدان جنگ چہوڑ کر ایک دم بھاگ نکلے سیاوش نے بلا تامل بلخ پر بہی اپنا قبضہ کر لیا اور کیکاؤس کو بعد حمد و نعت کے ایک تہنیت نامہ لکہا جسکا خلاصہ یہہ ہے ۔ شعر

بہ بلخ آمدم شاد و پیروز بخت	بافر جہاندار یا تاج و تخت	سہ روز اندرین جنگ تندم درنگ	سپاہم بہ بخشید بر و رد گار
کنون تا بہ چیون سیاہ ست	جہان زیر فرمان شاہ ست	گر اینگ بفر ما یدم شہریا۔	سپہ بگذرانم کنم کارزار

کیکاؤس نے اسکے جواب میں بعد دعاے ترقی عمر و دولت کے لکھہ بہیجا ۔ شعر

ازان پس کہ پیروز گشتی بجنگ	بکار اندرون کرد باید درنگ	امن ہیچ بر جنگ بستن مشتاب	کہ جنگ تو خود آید از افراسیاب

غرض اودہر تو یہہ معاملہ گذرا اب ادہر کا حال سنئے جس روز کہ سیوز نے شہر شعدا مین پہونچکر افراسیاب کو یہہ خبر وحشت اثر سنائی اوسی رات اوسنے خواب مین دیکہا کہ ایرانی جنگ گرفتار کر کے کیکاؤس کے روبرو لیگئے ہین اور ایک خوش رو لکم سن جوان نے (جو اوسکے برابر تخت پر بیٹہا ہوا تہا) ایک ایسی ملوار لگائی ہے کہ میرا خیار تر کیطرح صاف تن سے جدا ہو گیا ہے یہہ سانحہ قیامت خیز دیکہتے ہی بے اختیار نعرہ مار کر اوچہل پڑا اور اپنے دولت کو جمع کر کے اپنے خواب کی نسبت گفتگو کرنے لگا کسی نے جان کی امان مانگ کے عرض کی خداوند نعمت بالفعل الحمد للہ

سے برائے چندے صلح کرلینا نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر خدانخواستہ سیاوش نے اس مہم مین فتح پائی تو فبہا ورنہ کا ظاہر ہے کہ تمام ملک توران یک لخت کف دست میدان ہوجائیگا اور جو برتقدیر سیاوش حضور کے ہاتھ سے مارا گیا تو بجز اسکے کہ کیکاؤس کا کینہ کسیقدر زیادہ ہوجائے اور ہمارے ہاتھ کیا آئیگا پھر نامی دوست نزدیک سے کیا فائدہ افراسیاب نے کہا بیشک تو سچ کہتا ہے ہم بھی ایسے موقع پر آشتی کو جنگ و پیکار سے بہتر سمجھتے ہین یہہ کہکر اسی وقت ایک نامہ لکھا اور کرسیوز کو مع ہدیہ ہاے گران بہا سیاوش کی خدمت مین روانہ فرمایا سیاوش نے موافق ہدایت رستم کے جواب دیا اگر افراسیاب اپنے عزیزون مین سے سو آدمی بطور فعل ضمانت کے ہمارے سپرد کرتا جاہے اور اون شہرون پر سے اپنا قبضہ اوٹھالے جنکو وہ زبردستی دبا بیٹھا ہے تو کیا مضایقہ ہے مین صلحنامہ پر دستخط کرسکتا ہون ورنہ شمشیر آبدار سے بہتر کوئی منصف میری سمجھ مین نہین آتا جو یہہ فیصلہ کردے وہ ہم دونون کو منظور کرنا چاہئے

شعر

عزت مرد بمیدان زثبات قدم است
شمع ہرجا منشر دپاے سراز اشود ۔

افراسیاب نے یہہ پیغام سنکر پہلے تو بہت پیچ و تاب کھایا بعدہ مجبور حکم دیا اپنا بالفعل سرقند و بخارا و سمنده و چاچ و شہاب وغیرہ سے اپنا قبضہ اوٹھالیا جائے اور سو آدمی ہی بطور ضمانت کے اسیوقت روانہ کردئے جائین پھر جب زمانہ برسرِ رحم آئیگا دیکھا جائیگا

شعر

کار و قوف بوقت است کہ چون وقت رسید ‖ خواہے از بند رہا نید مہ کنعان را

القصہ سیاوش نے اپنی دونون شرطین پورا ہوجانے کے بعد صلحنامہ پر دستخط کردئے اور رستم کو خوشی خوشی کیکاؤس کی خدمت مین واسطے مطلع کرنے اس امر کے روانہ کیا جسوقت کیکاؤس نے رستم کی زبانی صلح کا حال سنا دونون ہاتھ بغیر سے زمین پر دے مارے اور کہا بغیر مانا کہ سیاوش ناتجربہ کار ہے لیکن تجھے کیا ہوگیا کہ باوجود اس سن و سال افراسیاب کے دہوکے مین آگیا اگر لڑائی سے سونہ جیہانا اور بستر راحت پر پاؤن پھیلا کر مرے اور لڑا نا منظور تھا تو حضور اینجانب کو اطلاع کی ہوتی صلح کرلینے کا کس نے حکم دیا تھا ہم ہرگز افراسیاب کا آرام سے بیٹھنا نہین چاہتے بہتر ہے کہ سیاوش فوراً گرفتار ان ملک توران کو ہماری خدمت مین بھیجدے اور آپ از سرنو دشمن سے لڑنے کا سامان کرے رستم نے جواب دیا خداوند نعمت اگرچہ ملازمین ہردم تصور وارین لیکن تابعدار کو ایسا یاد پڑتا ہے کہ جب شاہزادہ بلند اقبال نے فتح فتح کرنیکے بعد آگے بڑھنے کی درخواست کی ہے تو حضور نے ارقام

چلے آوتا دس نہ اپنے دل مین سوچا اگر اڑتا ہون تو تمام جہان مین پیمان شکن مشہور ہوتا ہون اور جو نہین اڑتا ایران واپس چلا جاتا ہون تو ایسے موقع پر کہ باپ کے دل مین ایک طرح کی گرہ پڑ گئی ہو سو وابہ کے ہاتہ سے جان کا سلامت لیجانا بالکل ناممکن ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ دنیا سے دلی کی محبت دل سے دور کیجیے اور گوشہ صحرا کو پدر نامہربان کے دامن عنایت سے ہزار درجہ اولی سمجھے یعنی سپاہ اور لشکر کو چہوڑ چہاڑ کر جدہر سونہا رستہ ملا ادہر چل نکلے

بوجمعیت ناداں بلا کہ یوسف را	خطر سبک سر زانجا تمام زندان است

تیہ سوچکر قبل پہونچنے طوس کے گرفتاران توران کو رہا کر دیا اور زنگہ بن شاوران کی معرفت پوشیدہ آزاسیاب کو کہلا بہیجا کہ کیکاؤس صلح کرانے منظور نہین کرتا بجاے میرے اور رستم کے طوس کو تیرے مقابلہ کیواسطے روانہ کیا ہے اب تو جان اور تیرا کام جانے مین بموجب عہد کے تجہہ پر حملہ کرنا نہین چاہتا یہانتک کہ تخت و تاج کا چہوڑ دینا قبول ہے اور عہد شکنی کی بدنامی اپنے ذمہ لینا منظور نہین انشاءاللہ تعالے زندگی ہے تو کسی دیرانہ مین بسر کرونگا ایران کا نام تک بہول کر اپنی زبان پر

از صحبت دوستان این دور خطاست	مرغے کہ ز گلبنی بپرد آن بہ کہ
آزاسیاب اوسکے جواب مین ملکہ اکیکاؤس کا حال معلوم ہوا خیر کیا مضایقہ ہے جو وقت پر بن پڑیگا دیکہا جائیگا تم تاج اپنے تئین تشویش مین نہ ڈالو اگر ایران جانے کا ارادہ نہین ہے تو یہان چلے آؤ بعد بہی تخت و تاج تمہارے ہی واسطے ہے خداوند کریم نے تمکو حکمرانی کے واسطے پیدا کیا ہے نہ جنگل کی باسبانی کے لئے ر باعی	
ای از تو بلند قدر کاشانہ ما	آباد بعدولت تو ویرانہ ما
سیاوش سہیم مژدہ فرستاد کہ گیو پہونچنے ہی تین ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر بلا توقف توران روانہ ہو گیا اور آزاسیاب کو بعد القاب و آداب کے لکہہ بہیجا مثنوی	
ازان آتش مغز شاہ جہان	دل من برافروخت اندر نہان
ببالید برکوہ آتش گذشت	بمن زار بگریست آہو بدشت
دو کشور بدین آشتی شاد گشت	دل شاہ چون تیغ پولاد گشت
چو خشمش ز دیدار من گشت سیر	ہر سیر گشتہ نباشد دلیر
ندانم کزین کارگردان سپہر	چہ دارد دریغ اندرون جنگ مہر
	کہ من با جوانی خرد یافتم
	شبستان او در دمن شد نخست
	بخون و دلم رنج بیمایہ شست
	خرامان بجنگ نہنگ آمدم
	کشادن ہمان و ہمان نیز بند
	شدم من ز غم در دم آژدہا
	زکردار بد دیو بر تافتم
	بخون او بیالودم رنج بیمایہ شست
	ز توران بجنگ نہنگ آمدم
	نیامد زمن ہیچ کارش پسند
	ز شادی سیاوش دل او ربا

الغرض جب آزاسیاب کو سیاوش کے روانہ ہونے کی خبر

پہونچی تو اوسنے پیران دیسہ وزیر اعظم ملک توران کو شہر قاچار باتی تک واسطے استقبال کے روانہ کیا اور اجمی طرح سمجھا دیا کہ دیکھو شاہزادہ غریب الوطن اور شکستہ خاطر ہے ایسا نہو اوسکی طبیعت پر کسیطرح کا ملال آئے یا خاطر سے نہ اترے رنجیدہ خاطر ہو جائے جہانتک ہوسکے لطف و مدارات مین کوشش کرنا اور قواعد تعظیم و تکریم مین کسی وجہ سے فرق نہ آنے پائے اکثر زبان کی سختی سے اپنا بیگانہ ہو جاتا ہے اور کلام کی نرمی سے بیگانہ اپنا حکما نے کہا ہے

شعر

خواہی کہ دوستدار تو گردد جہان و پیر | چون منجل بپر تہ تواضع خمیدہ باش

چنانچہ پیران دیسہ سے بوجہ احسن اس حکم کی تعمیل ظہور مین آئی ایسی جوانمردی اور مہربانی سیاوش کے ساتھ ظاہر کی کہ وہ ایک ہی ملاقات مین گویا اوسکی تمام مہربانیون کو بھول گیا البتہ جو سامان پیران دیسہ نے اوسکی مہمانی کے واسطے مہیا کیا تھا اوسکو دیکھکر کسیقدر سیاوش کا دل بھر آیا کیونکہ وہ سارا ترک ایرانی طریق سے از بس مشابہت رکھتا تھا اور یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ جہان کہین اپنے وطن کا سامان نظر آئیگا باوجود تنفر کے طبیعت مین خواہ مخواہ ایکقسم کا جوش پیدا ہو جائیگا اسیواسطے سیاوش لے آبدیدہ ہو کر کہا اے پیران دیسہ جو لطف و مہربانی کہ تم اسوقت میرے نسبت ظاہر کرتے ہو مین اوسکے باعث تمہارا اور تمہارے بادشاہ کا از بس ممنون و مشکور ہون لیکن یہہ خیال آتا ہے کہ رفتہ رفتہ انقلابات چرخ و اثر گون سے کہین یہہ حالت منقلب نہو جائے اگر ایسا کرنا چاہتے ہو تو مجھے آج ہی آگاہ کر دو تاکہ مین دوسرے طور سے اپنا بندوبست کر لون اسوقت ہجوم رنج و الم کے سبب بوریائے گدائی کو تاج شاہی پر ترجیح دونگا میرے نزدیک بہت آسان ہے پر دوبارہ شاید نہو سکے

شعر

دل از یار کہن بردا شتن دشوار می آید

کشیدن مشکل است از زخم چندین سالہ پیکان را ۔ پیران دیسہ نے کہا استغفر اللہ آپ یہہ کیا فرماتے ہین آپ کے دل سے آپ کی محبت کا کم ہو جانا کسیطرح میری سمجھ مین نہین آتا اوسکے دل مین آپکی محبت اور شفقت اسقدر جاگزین ہو گئی ہے کہ اگر مین بیان کرنا چاہون تو ہرگز کسی قسم کی عبارت مین اوسے بیان نہین کر سکتا اور جو بالفرض آپکو یہہ بھی خیال ہے تو آید لازم کہ یہہ سوا خاص میری ذات سے تعلق رکھتا ہے اور بارہ ہزار عزیز و اقربا اسوقت سے ساتھہ اپنا سر بھیجے کو موجود ہین اون سبکو آپنے پر کرتا ہون جہان چاہئے لے جائیے اور جس ملک کی خواہش ہو بلا شرکت غیرے اوسپر حکومت فرمائیے

شعر

جہانیان ندارم بہ کسے جز از تو الفت | ندارم تو نیز بخواہی سر بیکی سلامت

اس لطف آمیز تقریر سے سیاوش کے دل مین مطلق کوئی مذبذبہ تورانیون کیطرف باقی نہ رہا وہ رات تو بارام تمام ہوی

شہر مین بسر فرمائی دوسرے روز بلاوغدغہ آگے کو چل نکلا جب اسیطرح منزل بمنزل آہستہ آہستہ قریب دار السلطنت کے پہونچا تو افراسیاب نے شہر سے باہر نکلکر واسطے اظہار خلوص اتحاد کے پیادہ پا استقبال کیا اور کہا شعر

آن دو یلے کہ می طلبید بر سالہا	بر سید راہ خانہ و خود بر در آمدہ

سیاوش یہہ کلمہ سنتے ہی گھوڑے پر سے کود پڑا اور نہایت محبت سے اوسکے ہاتھہ کو بوسہ دیکر کہنے لگا قطعہ

زہر لطف تو گر پرتو بر من فتد	ہمہ روشنی از روزگار من مہ دہم	بفر دولت تو بگذرد سرم زسہر

بعد اس گفتگو کے افراسیاب اوس گلبن حدیقہ کیانی کو کمال مہربانی اپنے ہمراہ شہر مین لے گیا اور تخت شاہزادگی پر اپنے برابر بٹھاکے مطربان خوش الحان کو رسم مبارکباد ادا کرنیکا حکم دیا اوس روز تمام شہر مین غلغلہ شادمانی اور طنطنہ کامرانی سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آج کسی نے منصف رعیت پرور بادشاہ کے تخت نشینی کا جلسہ یا کوئی زبردست ظالم ظلیم مغلوب کیا گیا ہے کہ جسکی خوشی مین ہر ایک متنفس کا غنچۂ دل ببول کی مانند کہلا جاتا ہے جدہر دیکھیے سوائے چنگ و رباب کے کچھہ نظر نہین آتا جہان سنیے بجز اس نغمہ کے کسیکا لب دوسرے سخن سے آشنا نہین معلوم ہوتا شعر

بہانہ آمدنت عید عشرتا فیروز است	مبارک ست کہ امروز روز فیروز است

اے افسوس شاہ مجھے اس بیان سے اپنی تقریر کو طول دینا منظور نہین ہے صرف یہہ جتانا چاہتا ہون کہ افراسیاب نے اوسی روز سے اپنی سچی مہربانیون کو سیاوش کے حق مین اسطرح ظاہر کرنا شروع کیا کہ روز بروز طرفین سے اتحاد باہمی کو ترقی ہونے لگی یہانتک کہ چند عرصہ مین وہ دونون یک جان دو قالب ہوگئے اور وغدغہ بالکل ایک کو دوسرے کا باقی نرہا یہہ حال دیکھکر پیران بن ویسہ نے اپنا رشتہ بڑہانے کے لئے جھٹ پٹ اپنی لڑکی گلشہر نامی کو (جسے وہ پیار سے خریزہ کہتا تھا) شاہزادہ کے ساتھہ منعقد کر دیا اور کہا شعر

بہر سبب تحفہ دگر بدست ما نبود	بوئے گل و رد اس باد صبا بچیدہ ام

اسکے تھوڑے دنون بعد اوسی عقل کے پتلے (پیران ویسہ) نے حاسد دون کیطرف سے اطمینان کلی حاصل کرنے کیواسطے ایک دن موقع پاکر سیاوش کے روبرو گفتگو بنت افراسیاب کی بہت کچھہ تعریف بیان کی اور کہا اگرچہ خریزہ آپکی شیرین کامی کو ظاہرا کافی و وافی معلوم ہوتی ہے لیکن فرنگیس کے ذریعہ سے افراسیاب کے ساتھہ رشتۂ فرزندی پیدا کر لینا میری دانست مین نہایت مناسب ہے اول تو بلا کلفت ہمرہ و ہمشیری کا قران ہو جائیگا دوم یہہ امر یقینی باعث ہوگا ازدیاد محبت کا شعر

چناں او قو پیوستہ خون شوی	ازین پایہ ہر دم بافزون شوی

سیاوش نے جواب دیا نسبت اچھا آپ افراسیاب کے

راضی کیجیے مین بسر و چشم اس نصیحت کو قبول کرتا ہون پیران اوسیوقت افراسیاب کے پاس دوڑا گیا کہ سیاوش فرنگیس کی درخواست کرتا ہے اور کہتا ہے شعر

نوازش دل ماکن چو دل نوازد توئی	بسازکار فقیران کہ کارساز توئی
اگر تو برسرم از لطف سایہ اندازی	چو آفتاب کنم بر فلک سر افرازی

افراسیاب نے اس پیغام کے سنتے ہی پہلے تو عذر کیا کہ مجھے بقول منجمین کے فرنگیس کے عقد کرنے مین اپنی جان کا خوف ہے وہ کہتے تھے اسکے بطن سے ایک ایسا فرزند تولد ہوگا کہ تمام ملک توران اوسکی آتش غضب سے خاک سیاہ ہوجائیگا لیکن اخیر کو پیران کے سمجھانے سے راضی ہوگیا یعنی فرنگیس کا سیاوش کے ساتھ عقد کردیا اور ساتھ ہی ملک چین بطور جہیز کے عنایت فرمایا کہ بعد متاہل ہوجانے کے سیاوش کے دل مین کسی قسم کی حسرت باقی نرہ جاے گو یا فرنگیس کو بمنزلہ بلقیس کے سمجھنا چاہیئے کہ علاوہ دولت وصل کے ایک ایسا وسیع ملک اوسکے سبب سے سیاوش کے ہاتھ آگیا کہ جہان خوب دل کھول کے حکومت کے حوصلے پورے ہوسکتے تھے اور یون حسن و جمال مین بھی (سنا ہے کہ) وہ ماہ کنعانی تمام ملک توران مین اپنا ثانی نرکھتی تھی ایسی عزیز عورت تھی کہ حریرہ کے وصل کی لذت اوس شیرین دہن کی ایک بوسہ مین سیاوش کے دل سے دور ہوگئی بار بار شب بھر مین مختلف اعضا کیطرف میل کرتا تھا اور کمال انبساط سے یہ شعر پڑہتا تھا شعر گہ دہان یار میبوسم بہ مستی گاہ چشم

پیش مستان ہیچ فرق از پستہ و بادام نیست

غرض رسوم زن و شوئی پورا ہوجانیکے بعد جب سیاوش نے ملک چین کا انتظام کیا تو پیران دیسہ کو بھی (اس سبب سے کہ وہ خاص شہر ختن کا رہنے والا تھا) بحصول خصعت اپنے وطن مالوف تک شاہانہ کے ساتھ جانا پڑا اور وہان پہونچکر یہہ بھی سیاوش کی خدمت مین اوسکی طرف سے درخواست گذری کہ اگر حضور انور اس مقام کو اپنا مسکن قرار دین تو مین میری اور میرے خاندان کی عزت و حرمت کا باعث ہے لیکن بسبب قرب ہمسائگی کے سیاوش کو وہان کی آب و ہوا موافق نہ آئی صرف ایک مہینہ اوس جگہ قیام کرکے مغرب کی جانب روانہ ہوگیا اور حریرہ کو اس باعث سے کہ وہ اون ایام مین حاملہ تھی ختن مین پیران دیسہ کے پاس چھوڑ گیا یہانتک بیان کرکے فرمایا جانے افتوغ شاہ سے پوچھا آپ جانتے ہین ختن کہان ہے اور اوسکے مغرب مین کیا ہے اونھون نے جواب دیا ہان ختن جو اصل مین کین تن کا معرب ہے تاتار چین کے گوشہ جنوب و مغرب مین واقع ہے اور اوسکے مغرب مین ایک ویران قطعہ ہے جسے تبت کہتے ہین فریاجاہ نے کہا بہت درست فرمایا اب آپ بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ جب ختن مین اوس غزال وحشی کا دل نہ لگا تو تبت مین کیونکر لگ سکتا تھا تھوڑے عرصہ مین تمام اضلاع کی سیر کرڈالی مگر کوئی جگہ اپنے رہنے کے قابل اوسے نظر نہ آئی

آخر کار سب نشانہ ہی کسی واقف کار کے جنوب کیطرف ایک وسیع میدان مین (جسکی آب و ہوا کہتے ہین گو نہ معتدل تھی) مجبور سکونت اختیار کی اور اوسی تبہ و جوار مین انہون نے دو پہاڑون کے ایک نہایت مستحکم و پایدار قلعہ کی بنیاد ڈالی گنگ دژ اوسکا نام کیا اگر آپ سمجھے اوس پہاڑ کا نام پوچھا جا ہین جہان وہ قلعہ بنایا گیا تھا تو نزدیک کی کوتہ قلعی کے سبب مجھے تھوڑی سی گردن پیچ کرنی پڑیگی لیکن تا ہو جہا لمغیب کہدون گا کہ اگر اونکے اشارات کی طرف ابھی طرح غور کیا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ درحقیقت کوہ مالیہ کے کسی سلسلہ کو اونگلی اوٹھا اوٹھا کر بتا رہے ہین گو نہ اوسکا نام اپنی زبان سے نہین نکال سکتے یہ ہرگز نہ سمجھون گا کہ وہ دریاے گنگ کے کنارہ پر واقع تھا جن صاحبون نے بسبب رعایت نام کے ایسا خیال کیا ہے وہ محض اونکی موزونی طبیعت کا باعث ہے یہان اونہین یہ سوچنا چاہیے تھا کہ تیاریش کو صرف اسلیے تعمیر کیا گیا تھا وہ دریاے گنگ کے کنارے (جو ہندوستان کی شمالی ندیون مین سے ہے) اپنی سکونت کے مکانات کیون تعمیر کرتا علاوہ اسکے گنگ کو دریاے گنگ نہ تصور کرنے کی ایک بڑی دلیل ہے کہ اوس زمانہ مین اکثر شہرون کے نام لفظ گنگ سے مرکب ہوتے تھے جیسا کہ افراسیاب کے پایہ تخت کو بہشت گنگ لکھا ہے جسکا ہندوستان مین واقع ہونا کسیطرح سمجھ مین نہین آتا کیا معنی ہین دریاے جیحون کو عبور کرکے (جسکے جنوبی کنارہ پر بلخ واقع ہے) شمال کیطرف قدم بڑہائے تو بعد چند منزل ہو جائے سرحد ترکستان کے روس کا ملک شروع ہو جاتا ہے اور یہہ وہی راستہ ہے جدہر ہو کر سیاوش آفراسیاب کے پاس گیا تھا پس کیا معلوم ہوا کہ اوسوقت مین دارالسلطنت توران اسی ملک کے کسی حصہ مین واقع تھا نہ دریاے گنگ پر جو گنگ دژ کیواسطے ناحق گنگا کا کنارہ تلاش کرنیکی کیا ضرورت ہے یہہ ہی کیون نہین کہدیتے کہ ملک ایران مین کسی مقام پر اوسنے اپنے رہنے کیواسطے ایک قلعہ بنایا تھا موقع اوسکا ہم نہین بتا سکتے اب رہ گیا یہہ اعتراض کہ اگر توران کا پایہ تخت ملک روس مین ثابت کیا جاتا ہے تو انقلاب زمانہ کے سبب سیطرح آہستہ آہستہ ملک ایران کی وسعت خاص فارس کے قطع پر ختم ہو گئی اور سیطرح توران کی سلطنت روس پر کیون نہ تمام ہوئی ترکستان مین منتقل کرنیکے آنے کا کیا باعث اسکا مین یہہ جواب دے سکتا ہون کہ شاید بہشت گنگ چند روز کے واسطے پایہ تخت مان لیا گیا ہوگا ورنہ اصل دارالسلطنت توران کا بلخ یا بخارا یا کاشغر وغیرہ کوئی شہر ترکستان کے شہرون مین سے ہونا چاہیے جو خاص تور کے حصے مین آیا تھا ایسے موقع پر بلا لحاظ سمع خراشی کے مجھے تھوڑا سا حال ایران و توران کی سرحد کا بھی ضرور بیان کر دینا لازم آیا تاکہ میرے قول کو گو نہ استحکام ہو جائے مورخین لکھتے ہین کہ کیومرث نے

عاقب بن نوح کے وقت سے فریدون بن آبتین کے زمانہ تک تمام روے زمین پر سلاً بعد نسلاً ایک ہی بادشاہ اولوالعزم
با اختیار سلطنت کرتا رہا ہے بعدہ فریدون کے تین لڑکے ہوئے سلم تور اور ایرج جسکے باعث اوسے تمام ملک
مروسے کے تین لڑکے کرکے تینوں لڑکوں پر تقسیم کر دینے پڑے یعنی خاور زمین اپنے بڑے بیٹے سلم کو عنایت فرمائی تور ان
جھلے بیٹے تور کو دیا اور ایران چھوٹے بیٹے ایرج کو لیکن کسی صاحب نے یہ نہیں ارقام فرمایا کہ یہ ملک کسطرف واقع
ہیں اور حدود اوانکی کیا ہیں البتہ اگر اول سے آخر تک بغور رہر ایک کی تحریر کو دیکھا جاوے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ خاور
زمین چاہے جس طبقہ پر ہو لیکن وہ سلم کے لاولد مارے جانے کے سبب تھوڑے ہی دن بعد ایران میں شامل ہو گئی تھی
اور ایران سے عرب فارس اور انگلستان مراد کہی گئی ہے اور توران سے روس چین اور ہندوستان تک
تمام روے زمین جو اوس زمانہ تک ثابت ہو چکی تھی اس تقسیم میں شامل ہو جائے میں کہتا ہوں نہیں سمجھ یوں معلوم
ہوتا ہے کہ کیومرث سے لیکر فریدون کے وقت تک تمام بادشاہ صرف اوس قطعہ پر حکومت کرتے رہے ہیں جو بالفعل
مشرق میں ہندوستان سے مغرب میں ایشیائے کوچک سے جنوب میں خلیج فارس سے اور شمال میں روس سے
محدود ہے (اس تمام قطع کو شاید اوس زمانہ میں فارس کہتے ہونگے) بعدہ جب فریدون نے ممالک محروسہ کو اپنی
اولاد پر تقسیم کرنا چاہا تو خاص اسی حلقہ کے (چھوٹے بڑے) تین ٹکڑے کرکے بڑا ٹکڑا مشرق کی طرف کا اپنے بڑے
بیٹے سلم کو دیا جسے مورخین نے مشرق کی رعایت سے خاور زمین لکھا ہے اور اب ہم اوسے ترکستان اور افغانستان
کہتے ہیں (اسکا طول ایک ہزار میل اور عرض سات سو اسی میل کا ہے) اوس سے چھوٹا ٹکڑا شمال کیطرف کا اپنے
منجھلے لڑکے تور کو دیا جو اوسکے نام سے توران مشہور ہو گیا اور اب ترکستان کہلاتا ہے (اسکا طول نو سے کچھ
میل کا ہے اور عرض ساڑھے چھ سو کا ہے) باقی زمین جو بچ رہی وہ اپنے چھوٹے بیٹے ایرج کو دی جسکو ایران کے
سبب ایران کہنے لگے اور اب تک اوسی نام سے مشہور ہے (اسکا طول نو سے میل کا اور عرض چھ سو میل کا ہے)
اب فساد باہمی کا حال سنئے جسکے باعث اس مقولہ کی زیادہ تر تصدیق ہو سکتی ہے کہتے ہیں بعد تقسیم کے سلم و تور نے
اس بات پر رشک کیا کہ ہمارا ملک ایران اور ایرج کا سیر حاصل ہے ایرج کو کسی ترکیب سے اپنے پاس بلا کر مار ڈالا
مگر ابتک فریدون زندہ تھا وہ خود ایران کو سنبھالے ہوئے بیٹھا رہا جب ایک عرصہ بعید بعد ایرج کا نواسا
منوچہر پیدا ہوا تو اوسنے اپنے نانا کا بدلا لیا یعنی سلم و تور دونوں کو مار کر خاور زمین ہی دبالی اور توران پر بھی

اپنا قبضہ کرلیا جسکے باعث تورکے لوا حقین وسقوسلمین بھاگ بھاگ کر روس وچین وہند وغیرہ مین منتشر ہوگئے اور درپردہ فوج کے فراہم کرنے مین ہمہ تن مصروف رہے آخر ش تورین منوچہر کے زمانہ مین افراسیاب نے پشنگ کے قہوی سی جمعیت سے ترکستان پر حملہ کرکے ایرانیون کا قبضہ اوس پر سے اوٹھا دیا کیونکہ فریدون کے وقت مین اوسکی بے اعتدالی کے سبب ملک بہت کمزور ہوگیا تھا پھر ایک زمانہ ایسا آیا کہ ایرانی دوبارا ترکستان پر قابض ہوگئے غرض اخیر تک اسی ایک چھوٹے سے ٹکڑے پر طرفین کا حملہ ہوتا رہا چنانچہ سیاوش کے وقت مین بھی دریاے جیحون کے جنوبی کنارہ پر کیکاؤس کا لشکر فروکش تھا اور شمالی پر افراسیاب کا جیسا کہ مین ابھی مفصل آپکی خدمت مین گذارش کرچکا ہون اس تقریر سے بخوبی یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ تورانیون کو ترکستان کے ساتھ کسی خاص قسم کا تعلق تھا ورنہ وہ بار بار اوسکے لینے پر کیون جان دیتے تھے کیا ایران پر افغانستان بلوچستان عرب فرنگستان وغیرہ کسی اور طرف سے حملہ نہین ہوسکتا تھا اور وہ تعلق اگر خیال کیا جاے تو یہ ہی تھا کہ ترکستان ہمارے حصہ مین آیا ہے ہم اوسے ایرانیون کے قبضہ مین ہرگز نہین چھوڑ سکتے ہان اسکا مجھے ضرور قایل ہونا پڑے گا کہ ہندوستان چین اور روس یہ تینون ملک مع اپنے متعلقات کے یا افراسیاب نے چند روز کے واسطے مصلحتاً اپنے قبضہ مین کرلیے تھے یا یہان کے حکام کسی امید خواہ بیم سے اوسے خراج دیتے تھے ورنہ ہر ایک جگہ موضعین کے اقوال مین نئے طور کی تاویل کرنی پڑیگی لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم مین کیا کہتا تھا اور کیا کہنے لگا ناحق اپنا مغز بھی خالی کیا اور سامعین کا بھی سر پھرایا مجھے ان جھگڑون سے کیا مطلب صرف یہہ ہی بیان کیون نکرنہ یا کہ آیندہ سیاوش کے ساتھ کیا گذری خیر وہ اب سن لیجے کہتے ہین ہنوز گنگ دژ کے مکانات اوس شاہزادہ ستودہ صفات کی ناظر خواہ تعمیر ہوچکے تھے کہ افراسیاب کیطرف سے اوسکا بھائی گرسیوز بطور مزاج پرسی کے ایک نامہ دستخط خاص کا لیکر حاضر ہوا جسکا مضمون شروع اور اخیر کا شعر مجھے یاد رہ گیا ہے باقی کا مضمون اسی پر قیاس کرلینا چاہیے۔

شروع کا شعر یہہ ہے

اے نور دیدہ رفتی و بے نور دیدہ ماند	مژگان چکاشیانۂ مرغ پریدہ ماند

اخیر کا شعر

گر شب ہجر سیاہی شود و آہ قلم	نامۂ شوق محال ست بہ پایان آید

سیاوش نے وہ نامہ لیکر پہلے خوب اپنی آنکھون سے لگایا بعدہ صرف بخوبی ملاحظہ کرکے کمال مسرت سے یہہ قطعہ پڑہا

رسید نامہ و آورد نامدار بہ بر	کہ گشت دیدہ منوز صورت رخش
چہ عذر خواہی تا صد کنم مگر گویم	ہزار جان گرامی فدائے ہر نمدش

اتفاقات زمانہ سے جس روز کہ سیوز یہ نامہ لیکر آیا اوسی روز حسن سے خبر پہونچی کہ گلشہر کا غنچۂ مراد (جسکی فو
مہینے سے دوستون کو امید تھی) آج بفضل خالق کون ومکان موافق مرضی کے کھل گیا یعنی لڑکا پیدا ہوا اور نام
اوس نیک فرجام کا حسب رائے بخمین فردوسی رکھا گیا سیاوش ایک ہی دن مین متواتر ایسے دو مژدۂ فرحت انگیز
سنکر مارے خوشی کے پیرہن مین نہ سماسکا حکم دیا چاجشن کی تیاری ہو اور شہر ہی ایسا ہو کہ جشن جمشیدی اوسکے
آگے گرد ہوجائے ویہان کیا دیر تھی زبان سے نکالتے ہی وہ سامان مہیا ہوگیا کہ تورانیون کو کبھی خواب مین بھی
نظر نہ آیا ہوگا کہ سیوز عمارت کا ڈھنگ قلعہ کی تیاری فوج کی آراستگی وغیرہ تو پہلے ہی سے دیکھکر حیران تھا اب اس
جلسہ نے اور رہی اوسکی آنکھین کھول دین اپنے دل مین کہنے لگا اگر بادشاہ کا دست شفقت اسیطرح برابر اسکے
سر پر رہا تو واللہ اعلم چند روز مین یہہ کیا کیا پاؤن نکالیگا اور پاؤن نکالے یا نہ نکالے ہم بیشک اسکی نظرون مین
حقیر ہوجائین گے اوسپر طرہ یہہ ہوا کہ بعد اس جلسے کے سیاوش نے سواران ایرانی وتورانی ایک میدان مین جمع کرکے
پہلے کہ سیوز کو اپنی گیند کھیلنے کے ہنر دکھائے بعدہ فن سپہ گری مین وہ وہ کام کئے کہ کسی تورانی پہلوانون سے اور کسی
عشر عشیر بھی نہو سکا یہہ امر اور رہی اوسکی رگ حمیت کو حرکت مین لے آیا جل کر کہنے لگا اے شاہزادے آپ جانتے ہین
آج کل ترکون مین میرا کوئی ہمتا نہین ہے اسیطرح یقین ہے ایرانیون مین آپ کا کوئی ہمسر نہو گا بس بہتر ہے کہ ہم دونون
آپس مین اپنے اپنے زور آزما دکھہین اگر مین آپکو خانۂ زین سے اوٹھا لیجاؤن تو میرے شہ زور ہونے مین کچھہ شک
نہین اور جو آپ مجھے اوٹھالین تو فی الواقع کوئی ترک آپکے مقابلہ مین سرسبز نہوسکے گا سیاوش نے نہایت آدمیت سے جواب دیا

نباید چنین گفت کاین بد نیست	مرا با تو و تو با منی ایمنی	همان بہتر شاہ بہ نیست	کلاہ تو آذر گشسپ ان است
ز گیتی برادر تو ئی شاہ را	همی زیر نعل آوری ماہ را	نبرد دو تن جنگ میدان بود	ببازو نشہ اگر چہر خندان بود

ہان اگر ایسا ہی آپکو میرے زور کا امتحان کرنا منظور ہے تو بسم اللہ مین حاضر ہون سواے اپنے جاہے جسے میرے مقابلہ
مین کھڑا کردیجئے بلکہ ایک کے عوض دو ہون تب بھی کچھہ مضایقہ نہین کرسیوز کو تو ذلیل ہی کرنا منظور تھا اپنے پہلوانون
کیطرف نگاہ اوٹھاکے کہا کوئی سیاوش سے مقابلہ کی جرات کرسکتا ہے یہہ سنتے ہی دو پہلوان ہاتھہ باندھ باندھ
کر آگے بڑھے ایک گروی زرہ دوسرا تور جو کرسیوز سے کچھہ رشتۂ قرابت بھی رکھتے تھے سیاوش نے ہنسکر کہا ایک
نہین دونون سہی غرض مثنوی

برفتند پیچان دو ببر و گروی	سیاوش بآورد بنہاد روی	

بہ بند میان کروے زرہ	فرو برد چنگال بر دو گرہ	زمین بر گرفتش بہ میدان فگند	نیایش نیامد بہ گرد و کمند
وزان پس بہ پیچید سوے دسور	اگر فتش بر دگر دن او بزد	چنان خوارش از پشت زین گرفت	کہ ماند ندگردن کشان در گرفت

چون معاملہ دیکھکر ظاہرا اگر تسیوز سواے تحسین و آفرین کے کچھ نہ کہہ سکا مگر دل مین کباب کیطرح جل کر رہ گیا آفرش جب لوٹ کر افراسیاب کے پاس پہونچا تو اوسی بغض و حسد کے باعث کنگ و ذر وغیرہ کی تعریف کے بعد بڑی ہی صورت بنا کے کہنے لگا شعر

چشم دلسوزی نے بایدز دشمن داشتن	از ستین کے پاک سازد اشک از رخسار شیع	افراسیاب نے کہا کیون کیا ہوا جواب دیا جسے ستایش کے رنگ کو ہمک سے آنچ ہی کھل آتش فتنہ و فساد تمام ملک توران مین مشتعل ہوتی ہوئی نظر آتی ہے رات دن وہ فوج کی آہنگی و پیراستگی مین مشغول ہے اور سناہے در پردہ کیکاؤس سے جنگ نامہ و پیغام ہوتا رہتا ہے پر مین کیونکر یقین لاؤن کہ وہ آپکا دشمن نہین ہے شعر

سنگین دل است ہر کہ بظاہر ملایم است	پنہان درون پنبہ بگر پنبہ دانہ را	افراسیاب نے پھر چارہ کیا کرنا چاہیے

جو ابد یا ظاہرا سواے تیز و بند کے اور کوئی تدبیر نہین ہو سکتی شعر کام دل نتوان گرفتن زجہان بے رہ سخت آتش آوردن برون از سنگ کار آہن است افراسیاب نے کہا نہین نہین مین نے اوسے فرزندون کیطرح پرورش کیا ہے اپنے ساتھ تخت پر بٹہایا ہے معشوقون سے زیادہ ناز اوٹہایا ہے اب اوسکے ساتھ اگر کچھ بدی کرتا ہون تو تمام زمانہ مین بدنام ہو جاؤن گا لوگ فرزند کش مشہور کرینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ اوسے یہان بلا کر کہدون ۔ بس حضرت مین نے اپنا کیا پالیا اب آپ ایران کو تشریف لیجائیے مرا بیڑہ تو امید نیست بد رسان کر تسیوز کہا تھا حضور نے

نا ید گزو رعد ایران شود	بر دبوم ما پاک ویران شود	ہر انگہ کہ بیگانہ خوش تو	بدانست رازے کم و بیش تو
انہ خو و نیشتن را نگہدار باش	شب و روز بیدار و ہشیار باش	نہ ہیمنی از و چیز بہتر درو ریغ	بر انگند و دو دہ ذمام و گیج

افراسیاب نے نہایت افسوس سے دانتون مین انگلی دابکر کہا بڑی مشکل پڑ گئی تیری ان باتون سے وسوسہ ہم انتشار بڑہتا جاتا ہے اور عقل کم ہوتی جاتی ہے یہ ہمات آجکل پیر آن دیسہ بہی میرے پاس موجود نہین کس سے پوچہون کہ مجھے اس معاملہ مین کیا کرنا چاہیے یہ کہکر محلون مین چلا گیا اور کئی روز برابر اپنے دل سے مباحثہ کرتا رہا جب پھر آیا تو ہو بہو ہی آستین کا سانپ (کرسیوز) پوشیدہ ڈنک مارنیوالا موجود تہا آفرش روز مرہ کی نئی نئی بندغون سے افراسیاب کا بہی دل بہر گیا ایک نامہ لکہکر کرسیوز کو دیا کہ اچہا جاؤ تسیاوش کو ہمارے پاس بلا لاؤ دیکہین اوسکا

چو زو این کجی آشکارا شود	بناچار دل بے مدارا شود	ازین پس نکوشش نباشد زکس

مکافات بد جز بدی نیست بس

کرسیوز خوشی خوشی وہ نامہ لیکر سیاوش کے پاس ہو نچا اور اس نے پہلے طور پر نہایت فخر سے نامہ کو آنکھوں سے لگا کر غنچہ امید کیطرح کھولا الا اور سین بعد عنوان شایستہ کے مکمانا تمہارے دیکھنے کو ہمارا جی حد سے زیادہ چاہتا ہے اگر چند روز کیواسطے یہاں آکر اپنے دیدار سے ہماری آنکھیں منور کرو تو سعادتمندی سے بعید نہو گا

شعر

خود بے تکلفانہ بیا شاد کن مرا — از سنت ہزار کس آزاد کن مرا

سیاوش یہ مضمون دیکھتے ہی چلنے کو تیار ہو گیا اور کہا

شعر

اگر چہ سر بسر ہمچو اشک آبلہ پا — از سیدہ دلگران بگذشتم می آیم

کرسیوز اپنے دل میں سوچا اگر یہ میرے ساتھ ہو لیا تو ابھی بات نہیں ہے تمام میری رات دن کی محنت کی ہوئی ایک ہی ملاقات میں غارت ہو جائیگی کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ یہ چلنے سے انکار کر دے یہ سوچکر فوراً آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور رکابدار جسکے سیاوش کا مونہ تکنے لگا اسسے پوچھا خیر تو ہے آپ یکایک اندیشہ کیوں ہوئے جواب دیا ہاں خدا خیر کرے مجھے افراسیاب کی اس طلبی میں کچھ فریب معلوم ہوتا ہے ایسا نہو خدانخواستہ آپکے ساتھ کچھ قسم کی بدی کرے یہ سنکر سیاوش نے کہا استغفر اللہ آپ یہ کیا فرماتے ہیں مجھے اوسکی ذات سے ہرگز بدی کی امید نہیں ہے

شعر

چو با آب نیرو بود باد را — نترسش آید ز بد بر بدن بر بدہ را خویش

پھر کرسیوز نے کہا یہ خیال محال آپ اپنے دل سے دور رکھئے گا افراسیاب وہ شخص ہے کہ جسنے ایک ادنی بات پر اپنے حقیقی بھائی غریرث کو اپنے ہاتھ سے دو ٹکڑے کر ڈالا پھر کسی دوسرے کی کیا حقیقت ہے خدا کیواسطے کہمیں داماری کے بھروسے پر آپ اپنی جان کو دے بیٹھنا

شعر

طبع دون ازرہ تقلید بنیکان نرسد — پای گرخواب کند چشم نخواہند درد

سیاوش نے کہا پھر آپ میرے حق میں کیا بہتر سمجھتے ہیں جواب دیا میں یہی یقینی نہیں کہہ سکتا کہ اوسکے دل میں کیا ہے صرف بے سبب ملانے سے اسوقت یکایک یہ خیال آیا ہے کہ میرا کہنے آپکی طرف سے کچھ بہکا نہ دیا ہو اگر میرا زعم درست ہے تو سوا اسکے کوئی تدبیر نہیں بتا سکتا کہ بالفعل آپ نشہ لے چلنے میں استقلال تعمیل نفرمائیں کچھ بہانہ بلکہ یہ بیجیں کہ فلاں سبب سے جنسے میرا آنا نہیں ہو سکتا میں وہاں پہونچکر انشاء اللہ تعالے بعد تحقیقات کے جو اصل معاملہ ہو گا بلکہ یہ بھیجوں گا اور سوقت آپکو اختیار ہے جو اپنے حق میں مناسب سمجھیئے گا یا واپس میں ہرگز نہیں چاہتا کہ آپکے دشمنوں کو میرے مارے جانے کا ملال ہو پہنچے

شعر

بسان تیر کہ بر پر بود ورو چو خدنگ — بجز بہ رستخیز مکن ازو بدل مرا

سیاوش نے اوس فقرے کے دم میں آکر بے محابا کہدیا کہ آہل و گیش کی طبیعت بسبب بارہ مہینے

کے پہونچ چکا ہے گو نہ علیل رہتی ہے اگر چندے اس حکم کی تعمیل سے تا بعد کو معذور رکھا جائے تو عین پرورش ہے

من اگر بطوف کویت نرسم مگیر برمن | ز ادب کے پسندم بدیرت غبار خود را

اگر سیوز یہہ نامہ لیکر صرف تین دن مین افراسیاب کے پاس جا پہونچا حالانکہ وہ راستہ بیس بچیس روز سے کسیطرح کم نہ تھا افراسیاب نے پوچھا اسقدر جلد واپس آنے کا کیا سبب عرض کیا مثنوی

سخن نیز نشنید و نامہ نخواند | سیاوش نگر دہیچ برمن نگاہ | بپذیرہ نیامد مرا خود براہ

سپاہ ز روم و سپاہ ز چین | ہمی ہر زمان بر خرد شد زمین | بما بود شہر ا بستہ شد

اگر دیر سازی تو جنگ آوری | تو بر کار را و گر درنگ آوری | ہمہ باد ازین پس بجنگ آوری

افراسیاب یہہ سنتے ہی غصہ سے کانپ اوٹھا یہہ بھی نہ دیکھا نامہ مین کیا لکھا ہے کیا نہین فوراً بے شمار سپاہ اپنے ہمراہ لیکر سیاوش کیطرف روانہ ہو گیا مثنوی

بگسیوز از خشم پاسخ نداد | دلش گشت پر آتش و مہر باد | ہمان سنج و شہپور و ہومان و ویسہ

پر از خشم و کینہ بگسیوز تاخت | بینداخت آن نامہ را نخواندہ | بگفتار کسیوز یدہ نکشت

لکھتے ہین جس روز افراسیاب نے گنگ دژ کا عزم کیا اوسی روز سیاوش کے دلکو خود بخود ایک وحشت سی پیدا ہو گئی نہ وہ رنگ رہا نہ وہ روپ رہا بار بار آسمان کیطرف دیکھتا تھا اور یہہ شعر پڑہتا تھا شعر

در روزگار مہر نماند است بالکے | ترسم کہ آفتاب ہم از آسمان رود

فرنگیس نے یہہ حال دیکھکر عرض کیا اے خسرو خوبان رونق بزم جہان و جہانیان آج مین حضور کے دشمنون کو کچھ مترد و سا دیکھتی ہون نہین معلوم آپکا کیا سبب ہے سیاوش نے اوس کے لب لعل نوشین کو بوسہ دیکر کہا کچھ نہین تم کسیطرح کی فکر نکرو صرف کسیوز کے کہنے سے تمو ثر اسا بادشاہ توران کی بدعہدی کا خیال ہو گیا ہے سو انشاء اللہ تعالے اب رفع ہو جائیگا یہہ کہکر تمام و کمال حال کہ کسیوز کے آنے اور جانے کا جیسا کہ اوپر مین بیان کر چکا ہون بیان کر دیا اور کہا شعر

شکستہ است دلم از غم زمانہ چنان | کہ آرزو نتواند بدرد ترا گرفت

جملہ عورتون کا دل ہی سو کتنا فرنگیس نے یہہ غم کی داستان سنتے ہی اپنا مونہہ نوچ لیا اور کہا شعر

پدر خود و لے دار دار تو بد | ز ایران نیاری سخن یاد کرد

سوے روم رہ بادرنگ آیدت | سوے چین نہ بوے ز گنگ آیدت | ز گیتی کرا گیری اکنون پناہ

ستم باد بر جان او ماہ و سال | کجا بر تن تو شود بد سگال | پناہت خدا و ند خورشید و ماہ

سیاوش نے کہا اسقدر فکر اوس حالت مین پیا ہے کہ جب

خدانخواستہ بالکل ہی معاملہ بگڑ جائے میں جانتا ہوں کہ سیوز یرے واسطے ہرگز کلمۂ خیر سے درگذر نکرے گا پھر اتنی تشویش کرنے سے کیا فائدہ **رباعی**

کارے چو ندارد چہ غم است از ضرر ش	باگردش دہر خلق پر شور و شر ش
خارے کہ تمام مایۂ آزار است	در پاے خلد تا نہ نہی پا بہ سر ش

غرض سیاوش کو اسی غم و غصہ میں چند روز گذرے ہونگے کہ کسی مخبر نے آکر خبر دی افراسیاب مورد ملنے سے زیادہ سوار و پیادہ لئے ہوئے سیل فنا کی مانند چلا آتا ہے سیاوش کے یہ سنتے ہی ہوش اور بگڑ گئے فرنگیس سے کہا لو پیاری ہمارا عزرائیل آن پہونچا اب کسیطرح جان بچنے کی امید باقی نہیں رہی جہان تم ہمیں اسوقت بیٹھا دیکھتی ہو تھوڑی دیر بعد ہمارا مردہ پڑا پاؤگی مگر خدا کے واسطے ہمارے لئے کچھ رنج نکرنا ہماری قسمت میں یہی لکھا تھا کہ تاج و تخت سے ماورد پدر سے جدا ہو کر ایک جلاد خونخوار کے ہاتھ سے ذبح کئے جائیں **شعر**

نگیرد دامن آسودگی خاک مزارمن	زبس آوارگی شد قسمت سخت غبارمن

فرنگیس نے اشک سرخ آنکھوں سے بہا کر کہا خداوند ماہ و ہور تا یوم النشور آپکو زندہ و سلامت رکھے ایسا کلمہ سخت زبان مبارک سے نہ نکالئے ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ خدانخواستہ اوسکا علاج نہو سکے جب تک افراسیاب یہاں پہونچے آپ اسپ صبا رفتار پر سوار ہو کر جسطرف مناسب سمجھئے تشریف لیجائیے لونڈی البتہ یہہ بوجھ لیکر حضور کے ہمراہ رکاب نہیں چل سکتی سو خیر آپ سلامت چاہئیں پھر جب کبھی تقدیر یاوری کریگی ملاقات ہو جائیگی سیاوش نے ایک آہ سرد بھر کر کہا اے مایۂ عیش و سرور بس ملاقات کا خیال اب دل سے دور رکھئے قضا و قدر کے آگے کسیکی پیش نہیں چل سکتی میں ابھی طرح جانتا ہوں کہ میرا پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہے اب جو تدبیر کی جائے محض بیکار ہے اسی گردونواح میں آج یا کل میرا یہہ سر جو اسوقت تاج و تخت کے قابل سمجھا جاتا ہے دشمنوں کی ٹھوکروں میں پھکا پھکا پھریگا لیکن میں تیرے حکم کو کسی حال میں رد کرنا نہیں چاہتا لے میں جاتا ہوں خدا تجھے صحیح و سالم رکھے اور تیرے بطن سے ایک ایسا ہنر بینظیر شجاعت ظہور میں لائے کہ جو دشمنوں سے میرے خون کا عوض لے اگر موافق میری خواہش کے خالق زمین و آسمان تجھے اولاد کا عنایت فرمائے تو نام اوس کا فرہاد رکھیو انشاء اللہ تعالے وہ میرا نام روشن کریگا اور دشمنوں کے قتل سے میری روح کو مسرت پہونچائیگا یہہ کہکر باوید پا برہنہ گھوڑے پر سوار ہوا اور ہزار سوار ایرانی اپنے ہمراہ لیکر ایک سمت کو چل نکلا قضا و قدر کے کارخانے دیکھئے ہنوز پوری ایک فرسنگ زمین طے نہ کی ہوگی کہ ناگاہ افراسیاب سے دوچار ہوگیا ہر چند یہہ موقع ایسا تھا کہ بے تامل سیاوش اپنے ہمراہیوں کو لیکر افراسیاب پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑتا لیکن اوسنے

اپنے اگلے عہد و پیمان کا خیال کرکے تمام ایرانیوں کو روک دیا اور کہا **مثنوی**

بگو ہر بر آن روز تنگ اور دم	ازین پیش شہ ہدیہ جنگ آورم
بدست بدان کز تو خواہد پناہ	اگر چرخ گردان اگر بے گناہ
بمردی مرا روز آہنگ نیست	کہ با کردگار جہان جنگ نیست

بعدہ اپنا گھوڑا پرے سے آگے بڑہا کر ازاسیاب سے کہا ای بادشاہ رونق دہ سریر کلاہ اپنے گھر خدا سے مہمان بلا کر بے جرم کسی مظلوم کا سر تن سے جدا کرنا کس ملت و آئین میں روا ہے میں نے تیرا کیا قصور کیا ہے کہ تو ناحق میرے خون کا پیاسا ہو گیا ہے آیا تو نے مجھے اپنی پناہ میں نہیں بلایا اور اپنی زبان سے یہ اقرار نہیں کیا کہ میں تجھے اپنے فرزندوں سے زیادہ عزیز رکھونگا پس بے سبب جنگ کا پرچار کرنے سے

چرا جنگجو آمدی با سیاہ	چرا کشت خواہی مرا بیگناہ
بران و زمین پر ز نفرین کنی	سیاہ و کشور برا ذکین کنی

ابھی ازاسیاب نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ گرسیوز پاس سے بول اوٹھا اگر بادشاہ کے حکم کو رد کرنا اور مسلح ہو کر لڑنے کے ارادہ سے اوسکے مقابلہ میں آنا تیرے نزدیک بیگناہی ہے تو ہمارے مذہب میں ایسے بیگناہ کا سر تن سے جدا کر دینا عین ثواب ہے **مثنوی**

گراید رہین بیگناہ آمدی	چرا بازہ نزد شاہ آمدی
پذیرہ شدن زین نشان راہ نیست	کمان و زرہ ہدیہ شاہ نیست

گرسیوز نے کہا بس معلوم ہوا یہ تمام کارستانی آپ ہی کی ہے ازاسیاب کا اسمیں کچھ قصور نہیں ہے رے سیاہ تو نے خود مجھے پہلے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے روکا اور اب بھائی سے عداوت کی کا الزام میری نسبت ثابت کرتا ہے خیر خدا تجھ سے میں تو اپنا سر ہتیلی پر لیے تیار ہی کہ لڑا ہوں **شعر**

شکست شیشۂ دل را کجا صد گونہ نیرنگ	کہ این صد گونہ نیرنگ	کہ این صد گونہ نیرنگ

اگر اس صد گونہ نیرنگ سے تیرا مطلب حاصل ہو تو خیر خدا تجھ سے سمجھ لیگا لیکن خواہ مخواہ جو دیکھا سیاوش میری غلطی کو لے دیتا ہے اپنے دل میں سوچا ایسا نہ ہو ازاسیاب کو اسکی باتوں کا یقین آجائے اور اوسے لڑنے کے دینے پڑ جائیں لشکر کا سپہ سالار تو تنہا ہی دفعۃً حملہ کا حکم دیدیا یعنی سیاہ ہوں سے کہا یہ کیا کیا ہو بالگین کیوں نہیں اوٹھاتے کیا بادشاہ کو صاف صاف ایک گستاخ کی زبان سے گالیاں سنوانا چاہتے ہو **شعر**

بلشکر بفرمود تا تیغ تیز	کشند و خروشند چون رستخیز

پھر ہلا و ہاں کون کسکی سنتا تھا چشم زدن میں تلواریں کھنچ گئیں اور دونو لشکروں میں خون کی ندیاں بہنے لگیں یا نیمہ اکنہ لوگوں کا مقولہ ہے کہ سیاوش نے اس وقت بھی تلوار کے نیمے پر ہاتھ نہیں ڈالا بلکہ اپنے ساتھیوں کو بھی لڑنے کا حکم نہیں دیا یہ ہی کہتا رہا جاتا رہا جاتا رہا مگر میں اپنے خواہ مخواہ کہنا نہیں چاہتا **شعر**

ہر چند دل دنیم بود حرف خود بہ تیغ	ہرگز نکرد یم چو قلم

آخر کار سواران ایران جو قریب ایک ہزار کے تھے کہ رہے اوسی میدان مین کشتہ گئے اور سیاوش بے گناہ زخمی ہوکر مونہہ کے بل زمین پر گرا مثنوی

چو رزم میان سخت پیوستہ شد	سیاوش بیجگاہ اندر خستہ شد
بہ تیر و بہ نیزہ بشستہ شاہ	نگون اندر آمد ز پشت سیاہ

اسیسی حالت مین عام دستور یہ ہے کہ زخمیون کو آہستہ زمین سے اوٹھا کر کسی آرام کی سواری مین سوار کرتے ہین اور حتی المقدور اوسکے بدن کو کسی قسم کی ٹھیس نہین لگنے دیتے لیکن یہان برخلاف اوس رسم کے سیاوش کے گرتے ہی گرویزرہ نے چھاتی پر چڑہ کے مشکین باندہ لین اور شاید دشمن گنگارون کیطرح میدان کا رزار سے کھینچتا ہوا اوس یادگار رسل فریدون کو اشکبون اژدہا سیاب کے پاس لے گیا اور سوقت کا عالم عجب ہوگا کہ ابتک اوسکے بیان سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہین مگر افسوس افراسیاب نے مطلق رحم نہ کہایا دیکھتے ہی حکم دیا زندہ ہمارے سامنے لائیگی کچھ ضرورت نہین ہے ہم صرف اسکا سر دیکھنا چاہتے ہین یہہ سنکر فرنگیش ننگے سر ننگے پاؤن محلون مین سے دوڑی ہوئی اور زار زار روکر افراسیاب سے کہنے لگی۔

کہ گیتی سپیج است برماودرم	یکے را بجاہ افگند با کلاہ
ز افسر بسنگ مذاک اندرم	یکے بے کلہ بر نشاند بگاہ
بیاورد از بہر تو شاہ را	سیاوش کہ باد بہشت ایران زمین
بیامد ترا کرد پشت و پناہ	ہمی بر تو کرد از جہان آفرین
کہ با تاج بر تخت ماند بسے	کنون زو چہ دیدی کہ بر تو زبان
بگفتار کرسیوز بدگمان	در خشمی کمن خویشتن در جہان

لیکن افراسیاب نے مطلق اوسکی فریاد و زاری پر خیال نہ کیا حکم دیا اس بیحیا کو یہان سے لیجاکر کسی مکان مین بند کردو اور سیاوش کو ہمارے آگے سے ہٹاکے ایسجگہ دبے گڑہا لو قصہ مختصر فرنگیش وہان سے ہٹادی گئی اور سیاوش کو گرویزرہ نے سہارکر اوسکے گلے پر خنجر پھیر دیا مثنوی

ز شرم آمدش زان سپہبد بآب	بیفگند پیل ژیان را بخاک
یکے طشت بنہاد زرین برش	بخنجر جدا کرد از تن سرش
چو خواہے کہ چندین زمان بر گذشت	سر شہریار اندر آمد بخواب
نہ جنبیدہ ہرگز نہ بیدار گشت	

آن یہہ کہنا مین بھول گیا جسوقت سیاوش ذبح کیا گیا ہے اوسوقت پیران کا بھائی پیلسم افراسیاب کی پس پشت کھڑا ہوا آہستہ آہستہ اظہار حسرت کے طور پر اپنے ہونٹہ چبا رہا تھا سیاوش نے اوسکی صورت دیکھکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا اے پیلسم اپنے بھائی پیران بن ویسہ کو ہمارا سلام پہونچانا اور کہہ دینا ہمکو تمہاری ذات سے

یہہ امید نہ تھی کہ اسطرح وقت پر سونہہ چھپا جاوگے افسوس ہم نے تمہاری باتون مین اگر مفت اپنی جان گنوائی اور تمنے ہماری بات بھی نہ پوچھی دولاکھ سوار کہ ہر گئے جنکا تمنے ابتدا مین وعدہ کیا تھا اور کہا تھا وقت پر یہہ تمہارے ساتھ اپنی جان اڑائین گے کیا اس سے زیادہ کوئی اور وقت بھی آنیوالا ہے کہ طشت و خنجر رو برو رکھا ہے اور ڈاڑھی ہماری دشمنون کے ہاتھہ مین ہے بہتات لاکھہ سوار چھوڑ اسوقت تمام توران مین ایک آدمی ایسا نظر نہین آتا کہ جسکی طرف مین ہمدردی کی امید پر نظر اوٹھا کر دیکھہ سکون بلکہ یقین یون ہے لاش گور و کفن کی محتاج ہوگی اور دشمن بجاے عاقد ماتم میرے سرہانے بیٹھہ بیٹھہ کے قہقہے لگائین گے خیر مجھہ پر جو گذرنا تھا گذر گیا اب فرنگیش کو مین تمہارے سپرد کرتا ہون ممکن ہو تو اوسکی خبر کھنا ایسا نہو غم فراق مین اپنی جان تلف کردے اور میری نسل ہمیشہ کے لیے دنیا سے قطع ہو جائے شعر

لطف خاص و کرم عام تو ام در کار است	کار من خواہ درست آید و خواہ غلط

اس نوحہ جگر پارنے اکثر لوگون کے دل مین ایسا اثر پیدا کیا کہ اوسکے ذبح ہوتے ہی ایک خنجر سا دیکھنے اور سننے والون کے جگر کے پار ہو گیا خصوصاً فرنگیش نے جو اپنا حال بنایا وہ بیان کرنے کے قابل نہین ہے اول تو اوسپر عالم غشی ایسا طاری تھا کہ بیچاری خود دین و دنیا کی خبر نہ رکھتی تھی اور جو کبھی ہوش مین آتی تھی تو نالہ جانکاہ کھینچکر یا افراسیاب کی جان کو کوستی تھی یا دروازہ بند دیکھکر نہایت حسرت سے یہہ قطعہ پڑہتی تھی قطعہ

شرمندہ ام از انکہ درین تعزیت مرا	رخصت نشد کہ خدمت آن آستان کنم
اما بعذر خواہی این شعلہ ہاے آہ	قندیل وار جانب قبرش روان کنم

قضا عنہ اللہ کہین افراسیاب کے کان تک بھی اوس دل جلی کے رونے پیٹنے کی آواز پہنچگئی کر حسب سوز سے کہا معلوم ہوا فرنگیش کے دل سے ابھی سیاوش کی محبت دور نہین ہوئی اور سنا ہے پانچ چھہ مہینے کا حمل بھی رکھتی ہے ہماری دانست مین ایسی تکلیف دینا چاہیے کہ حمل اوسکا گر جاے اور طبیعت سیاوش کی محبت سے پھر جاے مثنوی

بگو تا بگیرند سوے سرش	بدرند برتن ہمی چادرش	ز تارک سرش بسے چوبہ تا تخم کین	بریزد برین بوم توران زمین
نہ خواہم ز پیچ سیاوش دخمت	نہ تاج و نہ برگ و نہ تخت و نہ بخت		

یہہ حکم سخت سنتے ہی فرطریج والم سے پیلسم کا دل کانپ اوٹھا اوسیوقت دو سوار تہماک اور فرشید ورد اپنے ہمراہ لیکر پیران کیطرف چل نکلا کہ سیاوش کے حال سے اوسے مطلع کرون اور کہون ایسی حالت یکسی مین بموجب وصیت شاہزادہ کے فرنگیش کی مدد تمہارے ذمہ لازم ہے خدا

کی قدرت سے پیران بن ویسہ خود اس معرکہ کا حال سنکر بیقرار چلا آتا تھا راستہ مین پیلسم نے ملاقات کرکے تمام وکمال سیاوش کے مقتول ہونے کا حال اوسکے روبرو بیان کیا اور کہا

مثنوی

کہ دوزیخ بہ از سخت افراسیاب	نشاید برین بوم آرام وخواب
سیاوش سیاوستہ بہ ہونگ	فگندہ بگردنش بر پا لہنگ
تن پیلوارش بہ آسنحاک گرم	فگندند وشستند از دیدہ نرم
برید آن سرا جدا رش ز تن	فگندش چو سرو سہی در چمن
ستمگارہ چوپان بدشت تلو	ہمانا نبرد بہ انسان گلو

یکے زاری رفت کاندر جہان	نہ بیند کسے از کہان ومہان
پیادہ ہمی تاخت او را کروی	سرش پر زخاک وپر از آب روی
یکے طشت بنہاد پیش کروے	بہ بیہید چون گو سفندش بروے
ہمہ شہر پر زاری ونالہ گشت	بچشم اندرون آب چون لالہ گشت
چنان کو سر شاہ ایران بریدہ	کسے آن ندیدہ نہ گرگ شنیدہ

پیران اب تک اس امید پر چلا آتا تھا کہ مین سیاوش کی سفارش کرکے افراسیاب کو اس حرکت سے روک دونگا پر جو کچھ جو سنا قصہ تمام ہوا یکبارگی ہوش اوڑ گئے گھوڑے پر سے گر کے بسمل مثال کیطرح تڑپنے لگا اور کہا افسوس شیخ زادہ ہمارا صبر وقرار لوٹ لیگیا اب زندگی کا مطلق لطف باقی نرہا

شعر

واحسرتا کہ رشتۂ دولت گسستہ شد
پشت رجل زبار مصیبت شکستہ شد

پیلسم نے کہا وہ تو جو کچھ ہونا تھا ہولیا اب جلد خبر بھیجو کہ فرنگیس بھی ہاتھ سے جاتی ہے حکم تھا اوسے محلون سے باہر نکالا اسقدر مارو کہ جل کا گمان غلط ہو جائے

مثنوی

بدرگاہ آرند سویش کشان	ہمہ روز یانان مردم کشان
ہمی رخ دارد وبگردن تباہ	تو بایہ کہ جستی از ینجا بگاہ

آخر کار پیران خاک سے اوٹھ کر افراسیاب کی خدمت مین حاضر ہوا اور بعد زمین بوسی وساجت اس شرط پر اوسکا قصور معاف کرایا کہ جب فرنگیس وضع حمل کرچکے فوراً حضور کو اطلاع کردیجائے گی اوسوقت بادشاہ کو اختیار ہے جو چاہے اوسکے حق مین حکم صادر فرمائے بعدہ فرنگیس کو اپنے وطن یعنی ختن مین لے گیا اور گلشہر کو واسطے اوسکی نذر کے مقرر فرمایا

بخدمت آمد بایوان بہ گلشہر گفت	کہ این خوبرو را بیابد بہ گفت
ہمی باش پیشش بر ستار وار	بہ بین تا چہ بازی کند روزگار

لیجئے سیاوش کے حق مین دعائے خیر کیجئے اوس بیچارہ کا قصہ تو آپکی عنایت سے تمام ہوا اب کیخسرو کا حال بیان کرتا ہون جسکو جناب سلطنت امریکہ کا رواج دینے والا تصور کرتے ہین اوساتھہ ہی رستم کے حملہ کی کیفیت بھی سنانا منظور ہے جو اوسنے

بعد مرگ سیاوش کے توران پر کیا تھا لیکن آپ جانتے ہین دو بلکہ بے انتہا حادثون
کا ایک ہی وقت مین واقع ہونا ممکن ہے اور اونکا اوسی حالت مین اکٹھا بیان کرنا
ناممکن اسواسطے سلسلہ قایم رکھنے کے لیے پہلے مین کیخسرو کے پیدا ہونے کا حال مع
اوسکی پرورش پانے کے گذارش کرتا ہون بعدہ رستم کی داستان چھیڑونگا اب
آپ اپنے دلمین یہہ خیال کر لیجیے گا کہ ان دونون معاملون کے ایک ہی وقت
مین ظہور پایا ہے گو ثریا جاہ اپنی بے استعدادی کے سبب ایک توتیا بیان نہین کر سکا
مختلف کتب تواریخ کے دیکھنے سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ بعد قتل سیاوش کے افراسیاب کو کرسیوز کی فتنہ پردازی
کا حال بخوبی معلوم ہوگیا تھا کیونکہ وہ اپنی حرکت سے ہرگز باز نہ رہتا تھا اور کرسیوز کی صورت
دیکھنا نہین چاہتا تھا اوسی زمانہ مین خدا کی قدرت سے کیخسرو پیدا ہوا اوپر کہنا چاہیے کہ فرنگیس کے حمل کا نقطہ ظہور
مین آیا پیران دیسہ تو ایک مزاحیدان آدمی تھا سو جاکہ ایسے وقت مین اسے چہ پارہ کہنا مغل دور اندیش کے نزدیک
بالکل خلاف ہے فوراً افراسیاب کو خبر پہونچائی اگر آو دوبارہ اسیاوش نے ملک عدم سے ساحت حدوث مین قدم
رکھا اسکی پرورش یقینی سیاوش کا داغ بادشاہ کی خاطر سے مٹا دیگی اور چشم بد دور آنکھون کو وہ نور حاصل ہوگا کہ سودابے دل تک رسائی نہ پائیگا دانستہ اسکا نہین مہر سپہر حسن و جمال ہے از سر نا پا صورت اقبال ہوگا

شاہد بخوبی بہ کسی تو نگوئی کہ گمراہ ماہ بہ ست و پسی	اگر تو در را روز باز آمدی بدیدار درویش نیاز آمدی
فریدون گرو ہست گوئی کہ بہ ست و بہ پای	بہ ایوان نہ بیند چنو کس نگاہ بدو نازہ شد فرّہ شہریار

افراسیاب کچھہ تو آپ ہی بہ نسبت پہلے کے ملایم ہوگیا تھا کچھہ پیران کی تقریر نے اثر کیا خوب غور و تامل کرکے کہنے
لگا اگرچہ اوسی را کشتن و بچہ اش را نگاہ داشتن کار عقلمندان نیست لیکن ایک بچے بد پدر کے خون سے کیا باتہ
سرخ کیا جائے غیر بالفعل اوسے گلہ بانان کوہ تجلو کے سپرد کرو تاکہ وہ اپنی [illegible] ے واقف ہوکر پیشہ از زندگی
خون سیاوش کے عوض لینے کا ارادہ نکرے مثنوی ہمارید ش اندر [illegible] ز سینہ نزد شبانان کوہ

بدان تا ندانند کہ من خود کیم	ببینند ہان سیرہ زہر جہیم	نیا موز داز کس خرد یا نژاد	از کار گذشتہ نیا یدش یاد

چیران توصف اوسکی جان ہی سپنا چا ہتا تھا اس حکم کو از بس غنیمت سمجھ کر پہلے سجدۂ شکر بجا لایا بعدہ کیخسرو کو شبانان کوہ قلو کے سپرد کرکے یہ حکم سنا دیا کہ یہ رشک قمر زمینہ کا تاج وچتر کیکاؤس کا لخت جگر اور آزاد سرو کاونظر ہے خبردار کسی قسم کی اسے تکلیف نہ ہونے پائے تمہارے سپرد فقط اس نظر سے کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی نسل سے واقف ہو کر خون سیاوش کا دعوی دار نہ بن بیٹھے نہ اسواسطے کہ خدانخواستہ تم اس گنج گرانمایہ کو اپنی غفلت سے مفت مین ضائع کردو مثنوی

نگاہش بدارید چون جان پاک	نہ باید کہ بیند ورا باد وخاک		
برارید کاش بہ نیکی تمام	بپرستش کنید ش ہمہ چون غلام	القصہ کیخسرو نے بموجب ہدایت افراسیاب کے ایک ایسی وحشی قوم مین پرورش پائی شروع کی ہو بقول شخصے الف کے نام بے بھی نہین جانتے تھے لیکن آپ جانتے ہین شعر	
جوہر اصلی نہ دارد احتیاج تربیت	صورت آئینہ را نقاش کے پرداز کرد	شنو زدہ نو نہال بوستان سلطنت	

پورا پانچ برس کا ہوا تھا کہ خود بخود اوسکی طبیعت مین ایک طور کی امنگ پیدا ہو گئی اکثر گوشۂ تنہائی مین بیٹھ کر سوچنے لگا نہین معلوم میرے ماباپ نے یہ پیشۂ دنی کیون اختیار کیا ہے ہمت تو یہ چاہتی ہے کہ اپنی ہمقوم پر حکومت کیجیے اور جو یہ نہو سکے تو خیر آزادی کیا بری چیز ہے لیکن مین انکو برخلاف اپنے خیالات کے بے زبان جانورون کی تابعداری کرتے دیکھتا ہون بھلا یہ مجھ سے کسطرح ہو سکے گا شعر

ہمتم ہست رسا بخت اگر کوتاہ ہست	پشت باہم رسمار دست بدنیا نرسد		

آخر کار قریب سات برس کے ہو پہنچا بحکم کل انار یتر شیخ بمافیہ فن سپہ گری کی طرف مایل ہوا آٹھوین سال ہرن کا چوزنگ اوڑایا دسوین مین ہرن رکھا تو شیر سے ہاتھا پائی کرنے لگا پر تو تمام بہادر اوسکا رعب چھا گیا اور مجبور ہو کر ہر ایک کو یہ اقرار کرنا پڑا کہ بیشک نطفہ کا اثر پرورش کے امتحان سے کسیطرح زایل نہین ہو سکتا شعر

دہ ہنر زرگ وریشہ درخت خبر	نفتماے پدر از پسر غود پیدا	رفتہ رفتہ جب پیران ویسہ کو یہ خبر پہونچی	

تو وہ بکمال مسرت خود کیخسرو کے دیکھنے کو بہاطر پر تشریف لے گیا شاہزادہ نے موافق راہ رسم تربیت یافتہ لوگون کے چند قدم استقبال کرکے اوسکے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا مجھے بڑا تعجب ہے کہ آپ ایک ادنی شاہزادہ کی ملاقات کو اس خلوص محبت سے کیونکر تشریف لائے یہ امر تو وزرا کی شان وشوکت سے نہایت بعید ہے شعر

عجب کہ شمع شبے در سرائے من سوزد | من آن نیم کہ کسے از برائے من سوزد | پیران نے یہ سنتے ہی گھوڑے سے کود کر کیخسرو کو گلے سے لگا لیا اور کہا شعر | اشبان نیست از گوہر تو کسے | و زین داستان ہست با من بسے

بعدہ اوسے اپنے ہمراہ افراسیاب کے پاس لے گیا اور بیان کیا کہ یہ وہ ہی فرنگیس کا لڑکا ہے جو پیدا ہوتے ہی کوہ قلو پر بھیجا گیا تھا افسوس اسے پہاڑ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی چند روز تو وہاں جاکر اچھا رہا بعدہ مرض جنون میں گرفتار ہو گیا اب جیسا اسکی نسبت ارشاد ہو عمل کیا جائے میری دانست میں اسکے ہوش و حواس اس قابل نہیں ہیں کہ ضماخواستہ جہان پناہ کے ساتھ کسی قسم کی بدی کرے آیندہ حضور کو اختیار ہے اور کیخسرو کو پہلے سمجھا دیا تھا کہ افراسیاب تمہاری جان کا دشمن ہے وہاں جاکر ہرگز کوئی بات عقلمندی کی زبان سے نہ نکالنا ورنہ تم بھی مارے جاؤ گے اور میں بھی باغیوں میں شمار کیا جاؤنگا چنانچہ امتحاناً افراسیاب نے جو ایک دو سوال کئے تو کیخسرو نے ایسا جواب دیا کہ جسکا ٹھکانا زمین پر نگے نہ آسمان پر آخرش افراسیاب نے ہنسکر پیران سے کہا یہ تو اپنے سر پاؤں کا بھی ہوش نہیں رکھتا ہم سے عداوت کیا خاک کریگا جاؤ اسے فرنگیس کے سپرد کردو ہم نے اسکا قصور معاف کیا بلکہ گنگ دژ کے مکانات مدت سے ویران پڑے ہوئے ہیں اگرچہ یہ اور فرنگیس دونوں اوسجگہ اپنے سکونت اختیار کرینگے تو یقین ہے وہ بھی آباد ہو جائیں گے اور سیاوش کی بھی روح تازہ ہوگی پیران دیسے نے شکریہ اداب بجالا کر عرض کیا غلام کی بھی یہ ہی تمنا تھی الحمد للہ بادشاہ عالم پناہ خود رحم و کرم کی صفات سے بخوبی آگاہ ہے اور اپنی ضعیف رعیت پر کسی حال میں سختی کرنا نہیں چاہتا فی الواقع ایک سودائی لڑکا جسکے پاؤں میں زنجیر احسان بھی ڈالدی گئی ہو کیونکر جرمہ فرسایان آسمان ملایک آشیان کے مقابلہ میں سر اوٹھا سکتا ہے حکما کا قول ہے شعر

دشمن خونخوار را کوتہ بہ احسان ساز دست | ہیچ زنجیرے بہ از سیری نباشد شیر را

یہ کہکر کیخسرو کو مع فرنگیس کے اپنے ہمراہ گنگ دژ میں لے گیا اور فوراً تمام سامان ضروری قابل شاہزادوں کے مہیا کردیا **مثنوی**

در گنجہاے کہن باز کرد	ز ہر گونہ شاہرا ساز کرد	ز اسپ و سلاح و ز تاج و کمر
ہم از نخت و ہم بدرہا درم	ز گستردنیہا دا ز بیش و کم	بداد و دہش آفرین برفزود
ہمہ خار آن شہر خشک و گشت	گیا در چمن سرو آزاد گشت	ببا بر اندر آمد یکے سبز بند
بر آمد درخت از اسنجا یگاہ	ز خون سیاوش فرخندہ شاہ	ہمی بوے مشک آمد از مہ اوے

ز شاہ جہان چشم بد دور باد	روان سیاوش پر از نور باد

اب مین کیخسرو کو چھوڑے
اسی قلعہ مین چھوڑ کر حسب وعدہ کیکاؤس کے مطلع ہونیکے بعد رستم کے حملہ کا بیان
شروع کرتا ہون آپ سے اگلے نئی بیان کے شامل تصور فرمالین یعنی یون سمجھین کہ
کیخسرو پیدا ہو کر کوہ قلو یہ بھیجا گیا ہے تو اس لڑائی کی تدبیرین شروع ہو گئی تھین

مورخین نے لکھا ہے کہ بعد قتل سیاوش کے جب کیکاؤس نے سنا کہ وہ اختر برج جہانداری ہمارے اوج کا مگاری
اس بیدردی اور ذلت وخواری کے ساتھ افراسیاب خانہ خراب کے روبرو کرو ہی بد ذات کے ہاتھ سے ذبح کیا
گیا تو فرط محبت سے یکبارگی نعرہ مار کر تخت کے نیچے گر پڑا اور کہا ہر چند بالفعل سیاوش کی طرف سے میری
طبیعت پر گونہ ملال تھا لیکن اسوقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا جگر کو کسی نے پاش پاش کر کے بجاے خون کے نمک
بھر دیا افسوس وہ اس بیکسی کے ساتھ ذلکسون کے ہاتھ گرفتار ہو کر بیگناہ قتل ہو جائے اور ہم چین سے گہر نگار کے نیچے
آرام سے بیٹھے سلطنت کے مزے اوڑایا کرین یہ ہرگز نہین ہو سکتا ایسے وقت مین انسان فوج اور سرداران لشکر
کو بلا تامل اپنی شرافت ذاتی کے جوہر دکھانے چاہئین مگر بہیات رستم سا نامی پہلوان کہان کہ بجاے پسینے کے اپنا خون
گرائے اور خون سیاوش کے عوض ترکون کے لہو سے ملک توران مین خون کا دریا بہائے وہ جسدین سے رنجیدہ
ہو کر گیا ہے آجتک خبر بھی نہین لی کہ سیاوش کہان ہے اور اوسپر کیا گذر رہی ہے خیر قضا و قدر سے چارہ نہین

جو مودا دیکھ لیا اور جو ہونا دیکھ لیا	جو مدہوشی کہ از مالیدن اضداد ہیچ نیست

اس نالہ سیاہ گدازنے اراکین سلطنت کے دلون پر ایسا اثر کیا کہ دفعتاً سب کے گریبان دامن تک چاک کر ڈالے
اور رعیت مین سے جس کسی نے سنا اوسی نے اوس آفتاب عالمتاب کے فراق مین شب ظلمانی کی مانند سیاہ ماتمی لباس
پہنکر اکثر ملک ایران کے معمور کو تنگ ظلمت کدہ ظلمات بنا دیا آخرش رفتہ رفتہ تہمتن یعنی رستم کو بھی سیستان مین
خبر ہو پہنچی کہ جس نونہال خوبی کو تونے اپنے آغوش مین پرورش کیا تھا وہ دشمنان بیشۂ ضلالت کے تیشۂ عداوت
سے قطع ہو گیا وہ تو سیاوش کا عاشق زار تھا سنتے ہی کلیجہ کو پکڑ کر اسطرح بیٹھ گیا جیسے کوئی نماز پر رو وہ میدان
کارزار مین زخم شمشیر آبدار کھا کر بیٹھ جاتا ہے اور اشک دریا شک طوفان آنکھون سے بہا کے کہنے لگا جس

مینے سہراب اپنے لخت جگر کی چھاتی پر چڑھ کر سینہ گنجینہ پر سہارز بر یغاں کے دھوکے مین خنجر خفا چلایا ہے اور بعد آگاہی کے اوسکی لاش خون آلودہ پر ماتم زدون کی صورت بنا کر بیٹھا ہون تو مینے خیال کیا تھا کہ اس سے بڑھکر کوئی صدمہ روزازل کو کسی بندۂ گنہگار کے حق مین تجویز نکیا گیا ہوگا اور اگر مین یہہ کوہ غم اوٹھا کر سلامت رہا تو یقین کرتا ہون کہ آیندہ تمام عمر کسی درد کی شکایت میری زبان پر نہ آئیگی لیکن واللہ اسوقت خیال مرگ سہراب کا دل اندوہ منزل یہہ جواب دیتا ہے کہ سیاوش سے شاہزادہ کی جان بچانے کے واسطے اگر ہزار سہراب ایک وقت مین مجھے اپنے ہاتھہ سے ذبح کرنے پڑتے تو ہرگز اُف کا کلمہ میری زبان سے نہ نکلتا بلکہ ایسا آسان خون بہانے ازبس غنیمت سمجھتا کیونکہ وہ ناز و نعمت کا پروردہ یا فتہ یون دور از دیار بے یار و مددگار مارا جائے اور مین باوجود دعوی تہمتنی کے اوسکا عوض لینے پر کمر نہ باندہون یہہ کہکر اوسیوقت جوشن و درہ کے بدلے عبا و نیلگون پہنکر دارالسلطنت آیران کو روانہ ہوگیا اور عہد کیا کہ بغیر توران کے خاک سیاہ کئے ہرگز اپنا ماتمی لباس اوتار دونگا

کہ تا کینۂ شاہ باز آورم	سر دشمنان زیر کاز آورم
نہ توران بجائم نہ افراسیاب	زخون شہر توران کنم رود آب
ہمہ جنگ باچشم گریان کنم	جہان چون دل خویش بریان کنم

کلہ خود و تیغ و سنان و زرہ	ہمہ زخم خادم ہمہ رزم من است
مگر کین آن شہریار جوان	بخواہم ازان ترک تیر و کمان

اسی جوش و خروش مین حسب ترتیب دارالسلطنت کے ہونچا تو گیو کاؤس نے حسب ضابطہ قدیمی چند سرداران لشکر کو اوسکی پیشوائی کے واسطے روانہ کیا لیکن پہلے فوجی لباس اور برچھی باجون سے پیشوائی ہوتی تھی ایکے سینہ زنی اور سیاہ پیرہنی سے ملاقات ہوئی جسکو دیکھتے ہی رستم کا دل اندہی سے بھر آیا گویا بھری ہوئی رگ مین کسی نے نشتر لگا دیا روہان سے تخت کاؤس تک اسطرح گیا جیسے طایر زیرک بسمل شوق شہادت مین تڑپتا ہوا تیغ قاتل کیطرف جاتا ہے نوک زبان پر درد آہ و فغان تھا اور آنکھون سے خون کا دریا روان نہ سرکی غیرت باؤن کا ہوش دین و دنیا دونون فراموش ایسے وقت مین کہان کا ادب کیسا لحاظ جاتے ہی بے باکانہ سینہ سے سر رے اور کہا دیکھا اپنی کرتہ اندیشی کا نتیجہ یہ سلیقہ جس سے دیران انجمن کا کلیجہ کانپتا تھا کیا ہوا اور وہ رونق بزم جہانبانی جس سے کلاہ کیانی کو سرافرازی حاصل ہوتی کہان گیا افسوس ایک عورت ناقص العقل کی محبت نے بادشاہ کی آنکھون پر ایسا غفلت کا پردہ ڈالا کہ طرفۃ العین مین تمام جہان سیاہ ہوگیا اور کیقباد کا تخت

کسے کو بود مہتر انجمن	کفن بہتر او راز فرمان زن
سیاوش ز کردار زن شد بباد	نجستہ زنے کو زمادر نزاد

دریغ آن رخ و برز و بالا و یال | دریغ آن خسرو آرا و | دریغ آشیان نامور شهریار | که چون او نه بیند دگر روزگار
چو برگاه بودی بهاران بدی | به بزم فسر شهریاران بدی | برزم اندرون شیر و بیر پلنگ | ندیده است کس همچو دیو چنگ
کنون بن دل و مغز تاز ندام | به کین سیاوش آگنده ام | تهمینه کهتا جاتا تها اور متصل هر آنسو آنسو ایسا خون کا دریا جاری

تها جس سے یہہ معلوم ہوتا تها کہ عنقریب اعضاے رئیسہ لہو ہو کر دیدہ بلا دیدہ کی راہ بہہ جائینگے یہہ حال دیکھکر کیکاس نے مارے شرم و حیا کے مطلق کسی بات کا جواب مدیا خاموش سرنگون جسطرح بیٹها تها اوسیطرح بیٹها رہا تب رستم نے جو موافق اپنے منشا کے جواب نہ پایا سیدها اوٹهہ کر سودابہ کے محل مین چلا گیا وہ اوسوقت نہایت تکبر و غرور سے تخت زرنگار پر بیٹهی ہوئی قہقہے لگا رہی تهی رستم نے پہونچتے ہی بالون سے پکڑ کر کهینچ لیا اور ایک ہی خنجر مین دو ٹکڑے کرکے شکار زبون کی طرح اوندہے موندہ فرش خاک پر ڈال دیا وہان سے نکلکر ایک پہاڑ پر برابر رو سار ایران کے ساتهہ نالہ و بکا مین مصروف رہا بعدہ آٹهوین روز لشکر فیروزی اثر از اسپدہ و یلرسیدہ کرکے توران کی جانب کوچ کیا جسمین شمل گیو و گودرز و فرہاد و رہام و شاپور و طوس و گرگین و فرامرز و فریبرز و بہرام و رستم و زنگہ شاوران و شیدوش وغیرہ کے بہت سے نامی گرامی اور آزمودہ کار سردار شامل تهے اور فرامرز رستم کا لڑکا اوس تمام لشکر کا سپہ سالار غرض پہلے مورچہ پر دراز دامن نے جو خاص توران کی سرحد پر واقع ہے اوس لشکر کا مقابلہ کیا اور تهوڑی سی کوشش مین فرامرز کے ہاتهہ سے نیزہ کها کر خط مستقیم دار البقا کو کوچ کر گیا اوسکے بعد کسی نے موصلہ جان دینے کا نہ کیا منتشر ہو کر پیٹهہ دکهاگئے اور افراسیاب کو کسی قاصد تیز گام کی معرفت کملا بهیجا کہ رستم مورو ملخ سے زیادہ سوار و پیادہ اپنے ہمراہ لئے ہوئے سیاوش کے انتقام لینے شیر گرسنہ کی مانند چلا آتا ہے عین موقع سرحد پر دراز دامنے نہایت جوانمردی سے مقابلہ کیا لیکن کچهہ نہو سکا آخر شہ جہان شہریار بادشاہ پر تصدق کر گیا اب یہہ سیل فنا بغیر اقبال شاہی کے کسیطرح رکتا نظر نہین آتا جلد خبر لیجئے ورنہ ملک توران مین کسی کا نام و نشان باقی نرہے گا یہہ خبر وحشت اثر سنتے ہی افراسیاب نے سرخہ نامی پہلوان کو جو خاص اوسکے نطفہ سے تها مع تیس ہزار جنگی سوار کے رستم کے مقابلہ کو روانہ کیا اور چلتے وقت سمجها دیا کہ خبردار رستم اور اوسکا بیٹا فرامرز دونون آتش کابر کالہ ہین آپ بهی نہایت ہوشیاری سے لڑنا اور اپنی فوج کو بهی بہت احتیاط کے ساتهہ لڑانا ایسا نہو کسی موقع پر دہوکہ کها جاؤ اور بہکو ناحق خون جگر پینا پڑے

مثنوی

فرامرز پور رجہان پہلوان	دلاور ستہ بیدار رنجم گوان	نباید کہ ایمن شوی رو بجنگ
دلیری کن و رزم شیال سیج	مشو ایمن از کار ایشان ہیچ	لیکن یہہ تمام صعیفین بیفائدہ تہین لڑائی کے ڈھنگ

کچھ ایسے مختلف ہین کہ کبھی کیسان واقع نہین ہوتے جسوقت دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا فرامرز برق جہندہ کیطرح مصمام آشام کہنچکر بلا تامل میدان کارزار مین کود پڑا اور تہوڑے سے عرصہ مین چارون طرف خرمن ہستی اعدا کو جلا کر خاک سیاہ کے ڈہیر لگا دیئے یہہ جو بستی وچالاکی دیکھی سرخہ کی رگ حمیت بہی حرکت مین آگئی فوراً فرامرز کے مقابلہ مین آکر اشعار رجز پڑہنے لگا فرامرز نے کہا بس بس اس بیہودہ گفتگو سے زبان روک ہان اگر کچھ قوت بازو رکہتا ہے تو سامنے آ پہر تو دونون طرف سے چوٹین ہونے لگین اور ایسی چوٹین ہوئین کہ دیکھنے والون کے بی چوٹ گئے یہہ چند سرخہ بہی تمام ملک تورا مین اپنا ثانی نہ رکہتا تہا مگر کہان پہلوان کہان شیر ژیان دو چار حملون کے بعد فرامرز نے زندہ گرفتار کرکے رستم کی خدمت مین حاضر کیا اور کہا اسکو دعوی پہلوانی حد سے زیادہ تہا اسواسطے سر میدان فوج حریف کو دیئے یہہ ہزو کہایا کہ بلا تردد پر کاہ کیطرح تنکہ زمین سے اوٹہا لایا رستم نہایت خوش ہوکر بیٹے کی پیٹہ ٹہونکی اور طوس کو حکم دیا کہ اگرچہ ایک ناچیز ترک کے قتل سے (گو وہ افراسیاب کا بیٹا ہی کیون نہو) خون سیاوش کی تلافی نہین ہوسکتی لیکن خیر شت و خنجر لیکر مثل اوسی شاہزادہ پاک روان کے اس ناپاک سرشت کے بہی سر تن مین تفرقہ ڈال دینا چاہیے آخر کچہ تو افراسیاب کے کلیجہ کو بہی چوٹ لگے

شعر	
بہ بندند دستش بخم کمند	بالند بر خاک چون گوسفند
بسان سیاوش سرش راز تن	بہ برند و کرگس بپوشند کفن

جب طوس واسطے تعمیل اس حکم کے سرخہ کو کشان کشان رستم کے سامنے سے لے چلا تو اوسنے رو کر کہا اے یادگار نوذر و منوچہر مین قسمیہ کہتا ہون کہ مجہکو ہرگز سیاوش کے ساتہہ کچھ بہی پرخاش نہ تہی بلکہ ابتک اوسکے فراق مین آنکہون سے خون کا دریا بہایا کرتا ہون رہ گیا لشکر ایران کے مقابلہ مین آنا یہہ امور سلطنت سے متعلق ہے اسکو کوئی برا نہین کہہ سکتا پر ناحق مجکو تشنہ کام پر خنجر چلانے سے کیا حاصل خدا کیواسطے میری جوانی پر رحم کہا اور اس ذلت و خواری کے ساتہہ مرا قتل کرنا گوارا نکر

شعر	
من بخود معذرت جرم ندارم لیکن	چشم دارم کہ تو الطاف تو دارد معذور

یہہ سنکر طوس کو تہوڑا سا رحم آگیا رستم سے اوسکے حق مین سفارش کرنے لگا اور کہا

قطعہ

چو قدرت داد ایزد برگنهگار	بعفو خویش بند کن نابنده گردد	که جرم کشتهٔ افعال خویش است	چو بخشی عفو یابد زنده گردد

رستم نے اس بیت موقع ترجمہ سے نہایت برہم ہو کر جواب دیا یہ میدان جنگ ہے نہ محفل رود و چنگ یہاں تیغ و تیر سے کام نکلتا ہے نہ اس قسم کے رحم و کرم سے اور جو اب ماہی تمہارا نرم دل ہے تو وہ وقت کیوں نہیں یاد کرتے کہ جب وہ ماہ و ہفتہ یعنی شیاوش نیچر نظر و ستم سے حلال ہو کر از سر تا قدم دریائے خون میں شامل لہو شفق کے غرق کر دیا گیا تھا

بجان و سر شاہ ایران زمین	سر افراز کاؤس با آفرین	کہ تا من بگیتی بوم زندہ ام	نہ ترکان را شاہ و گر زندہ ام
ہر آنکس کہ با ہم سرش راز زن	بیاورم زآمل دو زان انجمن	بعقدہ زوارہ کیطرف اشارہ کیا اور اوسنے فوراً وسنہ	

خون تشنہ سرخہ کے گلے پر پہیر کر چیر دون میں ہمیشہ کے لئے اوسکے سروں میں تفرقہ ڈال دیا جب یہ خبر افراسیاب کو پہونچی تو وہ سنتے ہی درد فرزندی سے ایک آہ سینہ سوز کھینچکر مصیبت زدوں کی طرح تخت پر اوندھا ہو گیا لیکن دشمن سر پر پہونچ گیا تھا اتنی فرصت کہاں تھی کہ دل کھول کر بیٹے کو رو سکتا دو چار روز تو موافق رسم اہل تمنا کے گریہ و زاری کرتا رہا بعدہ مجبور لشکر بے قیاس لیکر خود رستم کے مقابلہ کو روانہ ہوا تاریخ کہتا ہے میری دانست مین یہہ وہ زمانہ ہوگا کہ کیخسرو جب تجویز پیران ویسہ قلعہ گنگ دژ بھیجا جا چکا تھا ورنہ ایسے موقع پر یقینی اوسکے لئے کوئی اور جگہ تجویز کی جاتی بہرصورت ادہر سے رستم بڑھا اور ادہر سے افراسیاب یہہ دونون لشکر توران زمین کے کسی خاص حصہ مین پار ہائے ابر غلیظ کی مانند ایک تاریخ جمع ہوئے اور برق و باران کے عوض پولاد و خشندہ چمکنے اور تیرون کا مینہ برسنے لگا چونکہ فصل اس میدان کی مختلف لڑائیون کا حال بیان کرنے سے سوائے سمع خراشی کے کچھ حاصل نہین اسواسطے بطور اختصار کے گذارش کیا جاتا ہے کہ انجام کار افراسیاب رستم کے متواتر حملون کا جواب نہ دے سکا ناچار توران سے بھاگ کر پوشیدہ ملک چین کی مشرقی سرحد کیطرف اتر گیا اور رستم نے بفراغت تمام اوسکا تخت و تاج سنبھال لیا لیکن افراسیاب کو کیخسرو کا ہر دم دغدغہ لگا رہتا تھا جب یہہ توران چھوڑ کر دریائے چین کے کنارے پہونچا تو پیران سے کہا میری دانست مین اوس سبز قدم لڑکے کو جسکے باپ کے سبب ترکون کو یہہ روز سیاہ نصیب ہوا اسی دریائے ناپیدا کنار مین لاکر غرق کر دینا چاہئے ایسا نہو رستم پتہ لگا کر اوسے لیجائے اور ہم سرخہ کا کینہ حسب دلخواہ لینے سے محروم رہ جائین پیران ویسہ ایسے وقت مین کچھ دم نہ مار سکتا تھا مجبور کیخسرو کو مع فرنگیش کے بلوا کے سامنے کھڑا کر دیا اور کہا یہہ گنہگار موجود ہین لیکن میری عقل ناقص مین یون آتا ہے کہ

مواافضال اس مقدمہ کے انکی نسبت ایسا حکم صادر نہ فرمایا جائے کہ جسکے باعث خواہ مخواہ آتش مشتعل اور بہی بہر کہ

اوشی شعر	اخواہی زبان تیغ شود موج خوان تو
	شادی بہ قتل دشمن بے دست و یا مکن

افراسیاب نے بھی اس رائے کو بہتر سمجھا کہا اچھا بالفعل انکو دریاے چین کے پار کسی جزیرہ مین اوتار دیا جائے آیندہ جیسا موقع ہوگا دیکھا جائیگا چنانچہ کیخسرو اور فرنگیس دونون دریاے چین کے اوس پار کسی خاص جزیرہ مین پہونچا دیے گئے (جسکا نام کسی مورخ نے تحریر نہین فرمایا) اور افراسیاب سونہ چپا کے کسی گوشہ مین بیٹہہ رہا

شعر

آہ ازین گردون کم فرصت کہ میکند دسیر | در سر شب ہر کہ را چون شمع افسر میدہد

کہتے ہین رستم نے سلطنت توران پر قابض ہوجانیکے بعد اوسکے کئی ٹکڑے کر ڈالے تھے جنمین سے ملک چاچ طوس کو دیا تھا سنجاب و سغدی گودرز کو ختن گیو کو پنگل فرابرز کو اور تخت چین پر آپ بیٹہا تھا کیونکہ وہان کی آب و ہوا اوسے نہایت پسند تھی لیکن ہر ایک سردار کو قطعی حکم دے رکھا تھا کہ جہان کہین کوئی ترکی نژاد نظر آئے فوراً قتل کردیا افراسیاب کی خبر ملے تو بلا تامل اوسے گرفتار کرکے میرے پاس بھیجدو مگر اوسکی زندگی تھی کہ سات برس برابر رستم اوس جگہ حکومت کرتا رہا اور کہین افراسیاب کا پتہ نہ لگا آخر اوس خیال سے کہ کیکاوس ایران مین اکیلا ہے ایسا نہو افراسیاب دہوکا دیکر کسی اور طرف سے اوسپر جا پڑے اور ایران کو اپنے قبضہ مین لے آئے شروع سال رستم مین رستم سلطنت توران کو سرداران لشکر کے سپرد کرکے آپ سیستان چلا گیا اور باقی فوج اور افسرون کو ایران کی جانب روانہ کردیا وہ مرشد یعنی افراسیاب تو خاص اسی وقت کا منتظر تہا رستم کے جاتے ہی خدا جانے یکایک کہان سے نکل پڑا کہ نکلتے ہی اپنے تمام ملک پر بھی قبضہ کرلیا اور ایران کی سرحد کے بھی بہت سے حصے دبالیے

مثنوی

برآراست از ہر سوی تاختن	نبود و بیچ ہنگام پرداختن	باسپ و سلیح و رہ مردان مرد	بہ کینہ زایران برآورد گرد
ہمہ سوخت آباد بوم و درخت	برایرانیان برشد اینکار سخت	ازباران خشک شد ہفت سال	دگرگونہ شد رنگ و برگشت حال

خدا کی قدرت سے اوسی زمانہ مین گودرز نے عالم رویا مین دیکہا کہ کوئی شخص تخت زر پر بیٹہا ہوا کہہ رہا ہے اگر گودرز افراسیاب کیطرف سے کیا تشویش کرتا ہے اگر ایران کا سچا منصور ہے تو اپنے بیٹے گیو کو توران کی جانب روانہ کرو تاکہ کیخسرو خلف سیاوش اوسکا منتظر ہے بغیر اوسکے قدوم میمنت لزوم کے ذہار اس ترک اہرمن نژاد سے تم لوگونکی نجات نہین ہوسکتی وہ ہی اپنے باپ کا بدلا لیگا اور اوسی کے ہاتہہ سے یہہ قصہ فیصل ہوگا یہہ خواب دیکھتے ہی

گودرز کی آنکھ کھل گئی اور سیوقت گیو کو بلاکر سارا حال بیان کیا اور کہا جسطرح اور جہان سے ہو سکے کیخسرو کو ڈھونڈھ کر اپنے ہمراہ لا نہین رستم سیستان مین بیٹھا ہے بیشک یہہ ملک افراسیاب کے ہاتھ سے برباد ہو جائیگا اوسے جانے مین کیا عذر تھا صبح ہوتے ہی سلاح حرب اپنے جسم پر سجا کر تنہا اسپ صبا رفتار پر سوار ہو تورآن کیطرف چل نکلا

مثنوی

بفرمان او گیو بستہ میان	بیامد بکردار شیر ژیان
بتنہا ہی رفت و کس را نبرد	تن نازدیدہ بہ یزدان سپرد

القصہ گیو نے سرحد تورآن مین پہونچتے ہی ہر ایک سے کیخسرو کا پتہ پوچھنا شروع کیا لیکن اتنی دانائی کی کہ جو شخص تنہا سر راہ ملتا تھا اوسی سے زبان ترکی مین پوچھتا تھا کہ کیخسرو کہان مقیم ہے جب وہ لاعلمی بیان کرتا تھا یا موافق اپنے علم کے کسیقدر نشان دیتا تھا تو فوراً اوسکے دوڑکے پکڑوا لیتا تھا کہ مبادا کہ کسی پر افشا ہو جائے اسیطرح پتہ لگاتے لگاتے مدت دراز بعد کیخسرو سے جا ملا نہین نہین بڑی غلطی ہوئی معاف فرمائیگا مین اصل بات بیان کرنا تو بھول ہی گیا

وہ یہہ ہے کہ جب افراسیاب نے دوبارا اپنے ملک پر قبضہ کیا اور تھوڑا سا ایران بھی دبا لیا تو بالکل بے خطر ہو کر کیخسرو کا اوس جزیرہ مین رکھنا مناسب نہ سمجھا جہان وہ ابتدا مین بستم کے خون سے بھیجہ بھر گیا تھا اسپواسطے بعض آدمی معتبر روانہ کر کے حکم دیا کہ اوسے تورآن مین ہمارے پاس لے آؤ اس بلا لانے مین شاید کوئی ملکی مصلحت سمجھی ہوگی یا قتل کر دینے کا ارادہ ہوگا بہرطور کسی خاص وجہ کے سبب کیخسرو بوضع فرنگیش سبا ایماے افراسیاب دریا پر چین عبور کرنے کے بعد خطا و ختن وغیرہ طے کر کے تورآن کی سرحد مین پہونچایا تھا کہ دفعۃً ایک چشمہ خوشگوار پر گیو ہمارے سے دوچار ہو گیا ورنہ البتہ اوس جزیرہ مین جہان وہ قید کیا گیا تھا گیو کا پہونچنا گو دشوار تھا اس فقرہ بیان کرنے سے میرا صرف یہہ مطلب تھا کہ کیمن آکیو یہہ شبہ نہو کہ کیخسرو دریاے چین کے پار بھیجدیا گیا تھا تورآن مین وہ کہان سے آگیا غرض گیو نے کیخسرو کو دیکھا تو باوجودیکہ اوسکے ہمراہ شاہزادون کا سا ساز سامان بالکل تھا بلکہ قیدیون کیطرح پلا اسا تھا لیکن ذکیائی اور دیدۂ جہانبانی کے سبب جو اوسکے بشرہ سے ہویدا تھا دیکھتے ہی پہچان لیا کہ ہو نہو یہی ہمارا مطلوب ہے پوچھا کیا آپ جگر گوشہ سیاوش ہین کیقباد کی اولاد مین کیخسرو نے گردن اوٹھا کر کہا کیا تو گودرز کا بیٹا گیو ہے کاؤہ آہنگر کی نسل سے اوسنے عرض کیا اے شاہزادۂ عالی تبار اگر مین نے حضور کو پہچان لیا تو کچھ تعجب نہین ہے کیونکہ آفتاب کی شناخت کو صرف روشنی ہی کافی سمجھی جاتی ہے البتہ یہہ

حیرت کا مقام ہے کہ آپنے مجھ سے گمنام کو کیونکر پہچانا کیخسرو نے جواب دیا میرے باپ سیاوش نے قلعہ گنگ دژ مین تمام نامی سرداران ایران کی مثل رستم و طوس و فرامرز وغیرہ کی تصویرین کھچوائین تھین اور مفصل اونکا نام و نشان بھی اونکے ذیل مین درج کردیا تھا و مین نے تیری تصویر بھی دیکھی تھی اسلیے بصورت دیکھکر خیال آگیا ہے کہ شاید یہ وہی شخص ہے گیو نے یہ سنتے ہی بے تابانہ قدمون پر سر رکھدیا اور کہا سچ ہے بیشک مین وہ ہی گیو آپکا غلام ہون اور آپ ہی کے لینے کو مجھے گودرز نے بھیجا ہے بسم اللہ تشریف لیجئے اور تخت ایران کو اپنے قدم سراپا کرم سے رونق بخشئے لیکن گستاخی معاف ہو اپنے اطمینان کے واسطے دست راست کا بازو دیکھا چاہتا ہون کہ اوسپر نسل کیان کی نشانی ہے یا نہین کیخسرو نے بازو کھولا تو اوسپر سیاہ داغ نشانی نسل کیانی کی موجود تھی گیو نے اوس داغ کو بوسہ دیکر پہلے محافظان کیخسرو کا قصد پاک کیا پھر اوس گلبن حدیقۂ کامرانی کو مع فرنگیس کے بودے گل کی مانند وہان سے لے اوڑا یہہ خبر پیران ویسہ کو جو پہونچی اوسنے افراسیاب کے خون سے فوراً کلاہ اور نشتین نامی پہلوانون کو تین ہزار سوار ہزار کی ہمراہی سے اونکے تعاقب مین روانہ کیا کہ بطرح ممکن ہو کیسکو اونمین سے ایران تک زندہ نہ پہونچنے دینگے ایک اکیلے گیو کے جسکو مازندران کا دیو کہنا چاہیے سبکا مونہہ پھیر دینا صرف دو پار کشتون کے پشتے اور سرون کے ڈھیر لگے رہگئے باقی سب ہوا ہوگئے شعر

چنان بازگشتند ہر کس ز ریست	کہ بریان و پرشان بباید گریست

آخرش پیران ویسہ نے خود نصف راستہ کے قریب چھ ہزار سوار کی جمعیت سے اون تینون کو جا گیرا کیونکہ وہ فرنگیس کے سبب آہستہ آہستہ کوچ کرتے تھے اور پیران قریب سو سو کوس کے یلغار جاتا تھا جسوقت پیران نے مع اپنی فوج کے اونکا مقابلہ کیا گیو نے سر میدان نہایت چستی و چالاکی سے اوسے کمند مین پھنسا کے کیخسرو کے حوالہ کردیا اور آپ بھی کیطرح چمک کر اسطرح لشکر پر گرا کہ ایک ہی حملہ مین سبکے سب پیٹھہ دکھا گئے جب وہ لوٹ کر کیخسرو کے پاس آیا اور پیران ویسہ کو بدستور کمند مین پھنسا دیکھا تو عرض کیا اے شاہزادۂ جوان بخت بلند اقبال اس پیر بد خصال کو اب تک زندہ کیون رکھا شعر

دشمن چو بدست آمد و مغلوب تو شد	حکم خرد آنست کہ دانش ندہی

فرنگیس نے کہا اسنے ہمارے ساتھ کوئی بدسلوکی نہین کی ہے بلکہ میری اور کیخسرو کی جان بچائی ہے اسکے خون سے ہمین اپنے ہاتھ نہ رنگنے چاہئین شعر

چنین مان کہ این پیر بہر بہانہ	فرومند و دارا و استور دشمن کشد
ببین از دو رہا کہ ستور دشمن کشد	بہان کور رہا نیہ مار از دخون

گیو نے نیچے گردن کرکے نہایت مائل ہو جانیکا شعر

کیے تخت سوگند خورد و بماہ	نہانی و بتخت سرافراز شاہ
کہ گردست یابم بروز کمین	انتقام نیاکان بخونش زمین

کیخسرو نے فرمایا اگر ایسا ہی مصمم کا بابس ہے تو میرے نزدیک اسکے کان اپنے خنجر کی نوک سے چھید کر تھوڑا سا لہو زمین پر ٹپکا دو زیادہ کچھ ایذا نہ پہونچاؤ آخر فرنگیس کو رنجیدہ کرنا بھی تو قتل سے نہایت دور ہے مجبور گیو کو اسی پر عمل کرنا پڑا یعنی اوسے حلقہ گیوش کیطرح آزاد کر دیا اور آپ اپنے دادا کیخسرو کے ہمراہ آگے کو روانہ ہو گیا چند بعد پیران کے افراسیاب نے بھی انکا تعاقب کیا لیکن باوجود تیز رفتاری کے اپنی سرحد میں نہ پکڑ سکا

شعر

چنان برگذشتند ہر سہ سوار	کہ گفتی ہوا داشت شان در کنار

نقشہ مختصر کیخسرو بفضل یزدان اس سے نجات

سے بیکار چھپے و سلامت خاص و عام اراسلطنت ایران میں پہونچگیا اور گیکاؤس نے پہونچتے ہی اپنے ہاتھ سے اوسکے سر کا تاج شاہنشاہی رکھ کر تمام ارکین سلطنت سے تذرین ولوا دین

مثنوی

چو تاج بزرگی بسر بر نہاد	از و شاد شد تاج دادو نیز
فرستادہ آمد ز ہر کشورے	ز ہر نامدارے و ہر مہتر ے

بگستر گرد جہان داد را	ایمنداز زمین بیخ بیداد را
جہان گشت چشمہ داد و آب	سر کمنان اندر آمد بخواب

یہہ خبر فرحت اثر سنتے ہی زال و رستم بھی سیستان سے نہایت تزک و شان سے رسم تہنیت ادا کرنے حاضر ہوئے کیونکہ مدت مدید سے اونھوں نے کیکاوس کی بدزبانی کے سبب کہ (جسکا مفصل حال پہلے بیان کر چکا ہوں) ایران کا رہنا چھوڑ دیا تھا لیکن کیخسرو انکے ساتھ اس خوش خلقی سے پیش آیا کہ وہ تمام کدورت ایکدم ہی ملاقات میں اون دونوں کے دلوں سے دور ہو گئی بلکہ بدستور اوسکی نیابت کا دم بھرنے لگے یہہ کیخسرو کی دانشمندی کا پہلا کام تھا جو اوس سے تخت پر بیٹھنے کے بعد ظہور میں آیا بعدہ سب ایسے کیکاوس و رستم انتقام خون سیاوش کیواسطے کمر ہمت بستہ بادلہ و کرہ سیاہ لیکر خواہ افراسیاب خانہ خراب کی جانب روانہ کی کہنے تھوڑے ہی عرصہ میں بہت سا عرصہ توران کا خاک سیاہ کر کے ہزاروں نامی پہلوان مثل پشنگ و اماد افراسیاب) اور ارژنگ و اشکبوس و گلباوس کشانی وغیرہ کے دریاے خون میں غرق کر دئے یہانتک کہ مجبور افراسیاب کو خاقان چین اور پولادوند سے باری باری مدد لینی پڑی اور انجام کار وہ بھی رستم کا لوہا مان گئے یعنی خاقان چین زندہ گرفتار ہوا اور پولادوند سر میدان اوس ہزبر بیشہ شجاعت سے لوہا ہی کیطرح دم دبا کر بھاگ گیا لیکن افراسیاب کی جاں توں سے تمام ارمانہ واقف ہے وہ بالجملہ جیتے ہی کب لڑنے بھڑنے سے باز آتا تھا باوجود ایسی ہزیمت فاش کے مطلق طبیعت پر سیل

نہ لایا چھپکے ہی جیکے کسی گوشہ مین بیٹھا ہوا اطراف وجوانب سے لشکر کے فراہم کرنے مین کوشش کرتا رہا جب یکبارگی کہ ہان جمعیت معقول ہوگئی ہے تو یکبارگی فتنہ خوابیدہ کیطرح چونک کر پچاس ہزار چیدہ سوار سے اپنے بیٹے شنبیدہ کو خوارزم کی جانب روانہ کیا اور پچاس ہزار سے پیران کو ایران کیطرف بھیجکر کہا ایکبار کیطرح ٹوٹکر گیرکا مین اس سرے سے اوس سرے تک ایسی آگ لگا دینی چاہیے کہ روز مشرتک دست قدرت کے بجھائے سے بھی نہ بجھ سکے اب ہم ایرانیون کے ہاتھ سے بہت تنگ آگئے ہین جب تک انکا سر پر غرور خاک مذلت پر نہ جھکایا جائیگا ہرگز یہ اپنی قساوت قلبی سے باز نہ آئینگے شعر

تبہ دست ایران بتوران نہ	ز ہنگام رزم سنوچہر باز		
گوزن اندر آمد بیالین شیر	دلاور شد آن مرد ناوبر		
شبیخون کنون تا درخان من	زایران بسازند بریان من		
برین کینہ گر کار سازیم زود	وگر نہ برآرند ازین مرز دود		

غرض ادہر سے پیران روانہ ہوا ادہر سے گیو طوس اور گودرز وغیرہ کو بھیجا یہ چھین کسی خاص مقام پر حد ایران اور توران کے آس پاس ان دونون لشکرون کا مقابلہ ہوگیا پہلے ہی میدان مین ہوا ویسا ہی کہ ہان کا بھائی گیو کے بیٹے بیژن کے ہاتھ سے نہایت بیکسی کے ساتھ مارا گیا جسکے سبب لشکر تہمتن نے جملہ کر دوسرے روز بے خبری مین آدھی رات کے قریب لشکر ایران پر شبخون مارا اگرچہ انجام کار تہمتن بھی اوسی رات کو بیژن کے ہاتھ سے جان بحق تسلیم ہوا لیکن فوج طرفین کی اسقدر بیدریغ قتل مین آئی کہ میدان کارزار کشتون سے کوہ بمعشوق کیطرح کہیں کہیں بھر گیا اور نیمے دونون جانب کے سینۂ عشاق کی مانند بالکل خالی ہوگئے حتی کہ پیران کو افراسیاب سے مدد مانگنی پڑی اور کیخسرو خود بہ نفس نفیس لشکر فیروزی اثر اپنے ہمراہ لیکر گودرز کی امداد کو تشریف لیگیا بعد پہونچنے کیخسرو کے یون تو کئی لڑائیان ہوئین اور بہت سے دریا خون کے بہ گئے لیکن بارزہ رخ کی لڑائی ایسی بیحد سب لڑائیون سے ہوئی کہ جو اب تک مشہور چلی آتی ہے اسمین ایک ہی دن گیارہ نامی گرامی سردار افراسیاب کے ایرانیون کے ہاتھ سے قتل ہوگئے جنکی تفصیل اسطرح بیان کی گئی ہے فریبرز (خلف گاؤس) کے ہاتھ سے گلباد نامی پہلوان مارا گیا گیو کے ہاتھ سے کروی زرہ (قاتل سیاوش) گرازہ کے ہاتھ سے سیامک - نوذر کے ہاتھ سے زنگلہ - رہام کے ہاتھ سے ہاران - بیژن کے ہاتھ سے رومین (پسر پیران) ہجیر (پسر گودرز) کے ہاتھ سے شیدم - گرگین (پسر میلاد) کے ہاتھ سے اندریمان - برتہ کے ہاتھ سے کرم - زنگہ شاوران کے ہاتھ سے اغوشت - اور گودرز کے ہاتھ سے پیران بن ویسہ جسکی ذات پر تمام کاروبار لڑائی کا بلکہ

تورانی کی فرمانروائی کا منحصر تھا اب افراسیاب کو البتہ سنبھلنا مشکل ہوگیا لیکن پہلے مجھے یہ بیان کرنا چاہیے کہ کیخسرو نے پیران کی لاش کے ساتھ کیا سلوک کیا پھر افراسیاب کا حال گذارش کروں گا مورخین کا مسلمہ ہے کہ جب کیخسرو کے روبرو مشرح یا دوہ رنج کی کیفیت بیان کی گئی اور وہ تمام لاشین بھی فخریہ اوسکے سامنے لاکر رکھی گئین تو چونکہ وہ ایک خدا پرست آدمی اور بغض وکینہ سے بالکل مبرا تھا لاشوں کو چشم عبرت سے دیکھکر نہایت متاسف ہوا خصوصاً پیران کی لاش پر اسقدر رویا کہ روتے روتے گلے مین پھندہ پڑگیا آنرش اوسکے جسم بے حس کو مشک وگلاب سے غسل دلواکر اپنے روبرو دیباے رومی مین لپیٹ کر دفن کروادیا اور حکم دیا کہ یہان ایک عالیشان مقبرہ بنادیا جائے تاکہ اوسکی مشت خاک گردش افلاک سے ہماری موجودگی مین یکایک برباد نہ جائے یہ وہ شخص تھا کہ جسنے ہمین پرورش کیا تھا اور سیاوش کیواسطے ہردم دم سرد بھرتا تھا لیکن افسوس افراسیاب کی خبث باطنی نے اوسے بھی زندہ نہ چھوڑا آہستہ آہستہ ہر وقت کی صحبت نے یہانتک تاثیر کی کہ اخیر کو خلاف اپنے جوہر ذاتی کے ہم سے جنگ و پیکار کا قصد کرکے اس بیکسی کے ساتھ میدان کارزار مین مارا گیا خیر خدا مغفرت کرے مثنوی

چنین است کردار چرخ نژند	بدام اندر و شیر نر زنده بدم	بمردی نیابد بکسے زور ها	چنین آمدان نیز جنگ آزمای
کشیدی همه سالها تیمار من	میان بسته بودی ببر کارزار	ز خون سیاوش پراندوده بود	بدان کار کس دنیازرد بود
مرا و ترا برسر من دل زجای	دگر گونه پیش آمد آورد را	نداندیشهٔ آسمن درگذشت	فلک بر سرش برد گونه گشت
تبه کرد مهر دل پاک را	بزهر اندر آمیخت تریاک را	ز توران سنجیده آمد مان	بزد و بین گو در زبودش زمان

تبہ تو کچھ تعوذ اسا کیخسرو کے ملال وکلال کا حال تھا جو اوسکے دل پر شاید مدت مدید تک طاری رہا ہوگا اب افراسیاب کی کیفیت سنئے اوسکو جو معلوم ہوگیا کہ حصین کے پیران ویسہ کے مارے جانے کی خبر پہونچی یک بیک تاج شاہی سر سے اوتار کر پھینکدیا اور کہا اب میری زندگی کا کچھ لطف باقی نہین رہا بھائی بیٹے اقربا رشتہ دار سپہ سالار سب کے سب اوس دیو خونخوار کے ہاتھ سے قتل ہوگئے مین تن تنہا تخت پر بیٹھکر کیا کرون گا بھلا مین نے تو سیاوش کا گلا کٹوایا تھا اسواسطے کیخسرو میرے خون کا پیاسا ہوگیا پیران ویسہ نے کیا کیا تھا کہ بیمہار گی اوسکے تمام عقیق دل سے بھلا کر ناحق بیچارہ کو زمین کا پیوند کردیا خیر ایک دفعہ اور قسمت آزمائی کرتے ہین جاہی گئی یا کمنگا آقا مقام موبری ہوگی

بہ یزدان کہ بیزارم از تخت عاج	سر مہ نیز بیزار باشد ز تاج	اتابا جوشن و اسپ و تخت سریر	کلہ خود و نیزہ و رخت من است

ازین پس تخواهم جریده و چرید	دگر خون شیرین تاج را پرورید	مگر کین آن نامداران من	جهانجوی و خنجر گذاران من
بخواهم ز کیخسرو شوم زاد	که تخم سیاوش نگیرتی بباد	خیه کمکرد ولالهه کی جمعیت سے مع سرداران باقی ماندہ کے	

کیخسرو کیطرف کوچ کیا اور نہایت طہور سے بطور حرج کے سپاہ کے دلیر کرنے کو یہہ کلمہ زبان پر لایا **مثنوی**

شود کوہ آہن چو در یا آب	اگر بشنود نام افراسیاب	زمین بر نتابد سیاہ مرا	نہ خورشید تابان کلاہ مرا
نیامد ز شاہان کسے پیش من	جز ازین بہ گھر بے بد خویش من	کنون گاہ کیسی ستد خون ریختن	بشیریں روان اندر آمیختن
ہمہ رنج گھرست و ہم رنج کین	زیران و از شاہ ایران زمین	سر آنرا بباری بروں آورم	بچوے اندرون آب خوں آورم

اسی زور و شور سے جیسہ لشکر حریف کے مقابلہ مین پہونچا اور سے علم کیخسروی کا پرچم دیکھتے ہی ہوش اوڑ گئے بجاے جنگ و جدال کے خوبی اقبال کا خیال کر کے پیشگی عرف شیدہ اپنی نوردیدہ کی معرفت کیخسرو کو پیغام بھیجا کہ آیندہ ہم دونون کو آپسمین صلح کر لینا سب معلوم ہوتا ہے کیونکہ سیاوش کے مقدمہ مین جو کچھ یزدان پاک کو کرنا منظور تھا وہ کر چکا اب ناحق فساد بڑہانے سے کیا فایدہ اگر تجھے بھی یہہ امر قرین مصلحت نظر آتا ہو تو شیدہ اور جنین میرے دونون نورالعین ہمیشہ تیری خدمت مین بطور شرط عہدنامہ کے حاضر رہینگے بلکہ سر حد ایران سے جو قطعہ تجھے پسند آیگا ادسی سے سہی مین دریغ نکرونگا لیکن یہہ پیغام مجھ کو انکسار مجہول نہ کیا جائے تو تو جانتا ہے مین وہ بلاے بے درمان ہون کہ جن والس میرے نام سے پناہ مانگتے ہین صرف اس بات کا خیال ہے کہ ہماری آپس کی لڑائی سے بندگان خدا جو خالق بے چون و چرا کی کامل مصنوعون مین سے ہین بیحد ضایع ہوے جاتے ہین انکا خون بیشک ہمارے نامۂ اعمال مین لکہا جائیگا بس ہمکو کسی حالت مین انجام کار سے غافل رہنا نہ چاہیے اور جو شاید تجھے اپنی درشت خوئی کے سبب یہہ فیصلہ منظور نہو تو خود میدان مین کل ہم دونون تن تنہا آپس مین تخفیہ چکا لین کسی دوسرے کو کیون تکلیف دین یا شیدہ تمام سرداروں کا برگزیدہ آتا ہے اسی سے بخت آزمائی کر لیجیے

جو بے مارلے وہ ہی اوسکے تخت پر بیٹھہ جائے **شعر**	بہینم تا این سپہر بلند	کرا خوار دارد کرا ارجمند	
بہ کام کہ امروز گردد سپہر	کرا بر نہد بر سر از تاج مہر	چونکہ کیخسرو ہی فن سپہ گری مین عاری نہ تہا دوسرے	

شیدہ بموجب ایما اپنے باپ کے خواہ مخواہ سر ہو جاتا تہا ناچار کیخسرو کو اوسکی شرط منظور کرنی پڑی لیکن اسطرح کہ پہلے روز موافق دستور شاہزادون کے رسم مہمانداری نہایت خوش گواری کے ساتھہ ادا کی دوسرے دن

سلح ہو کر تن تنہا سامنے کھڑا ہو گیا کہ اگر تجھے اپنے زور بازو پر گھمنڈ ہے تو بسم اللہ مین بھی انکار نہین کرتا آؤ جو کچھ تیرے دل کا حوصلہ ہو وہ پورا کر شنیدہ نے خیال کیا ہتیارون کے ساتھ لڑنا صرف چستی و چالاکی کا کام ہے ایسا نہو کہ خسرو کا کوئی وار زیادہ چل جاے کہا مجھے تیغ و تیر کے ساتھ دعوی نہین ہے فقط کشتی لڑنا چاہتا ہون اگر ہزار بار زور ہی ہو تو گھوڑے سے اوترے اور میری التجا قبول کیجیے ورنہ آپ جانتے اور افراسیاب کیخسرو سے کہا

زتخم کیان بیگمان کس نبود	کہ ہرگز پیادہ نبرد آزمود
ولیکن ترا گر چنین است کام	ازکام تو ہرگز نپیچم لگام

یہ کہکر فورا گھوڑے پر سے کود پڑا اور اوسیوقت دونون مین باہم زور آزمائیان ہونے لگین آخر کار کیخسرو نے شعر

بزد ماربر شیر سے بر گرز سر	ز دندہنگ و گور اندر آز دسر
گرفتش بچپ گردن و راست پشت	برآورد و زد بر زمین بر درشت
بہ مہره بپشت او بہپو نے	یکے تیغ تیز از میان بر کشید
سر اسر دل نامور بر درید	شد از در دریان گسست پے
بر و کرد جوشن بہ چاک چاک	ببر انگاہ بر نا کش بخت خاک

دعوی تھا کہ جسے مارلے وہ ہی اوسکے تخت پر بیٹھے جائے یا کل باغی سیاہ سے (جسکا بیان مین ابھی کر چکا ہون) دیوانون کی طرح سوگ بسر مین کیخسرو پر آن پڑا لیکن لڑنے کے واسطے دل چاہیے فوج کی زیادتی سے کیا ہوتا ہے وہ تمام ٹیڑھی دل رستم وغیرہ کے آگے سے تھوڑی دیر مین اسطرح سے بھاگ نکلا جیسے بکریون کا گلہ شیر کے آگے سے بھاگ نکلتا ہے اور لطف یہ ہے قلعہ بہشت گنگ تک (جو کوہ گنگ پر واقع ہے) کسی نے پیچھے مڑکر بھی نہ دیکھا آگے آگے افراسیاب مع اپنی فوج کے تھا اور پیچھے پیچھے کیخسرو کا لشکر وہان جاتے ہی جان شیرین کے خوف سے قلعہ بند ہوا اور دو بار انہین برادر رشیدہ کی معرفت صلح کا پیغام بھیجا لیکن کیخسرو نے منظور نکیا فرمایا اول سے آخر تک تمام تیرے سلوک و عہد و پیمان مجھے اچھی طرح یاد ہین مین ہرگز تیرے دم مین آنا نہین چاہتا شعر

ازین پس سراجز بشمشیر تیز	نباشد سخن تیز بار ستیز
بگوشم بہ نیروے گنج و سپاہ	بہ نیک اختر و گردش طالع و بخت
ہمی پیش یزدان بنالم بزار	نخواہم بہ گیتی جز او رہنماے

ایسا جواب صاف سنکر بالکل افراسیاب کی امید منقطع ہو گئی مجبور قلعہ سے باہر نکلکر مقابلہ کرنا پڑا لیکن ہمت ہار جانے کے سبب کچھ بس نہ سکا باغین اور کرشیوز جو دونامی سردار یا دلسوز رشتہ دار باقی رہ گئے تھے وہ بھی اب کی بار رستم کے ہاتھ سے زندہ گرفتار ہوئے اور آپ شکستہ فاش کہاکر چین کیطرف بھاگ گیا پسر سیاوش نے اوسید نامہ فیروزی ماحا کے نام تحریر کیا اور آپ افراسیاب کے

پیچھے پیچھے آگے کو روانہ ہوا یعنی کیخسرو نے چین مین ہی اوس دل شکستہ کو چین سے نہ بیٹھنے دیا فغفور وخاقان و کران وغیرہ جس جس نے اوسکی دستگیری کی سب نے سونہ کی کہائی آغرث سیاہ توران نے روز کی دوا و دوش سے عاری ہوکر کیخسرو کی متابعت قبول کرلی اور افراسیاب برگشتگی طالع سے بیتاب تن تنہا بوم شوم کیطرح کسی

ویرانہ مین روپوش ہوگیا	شعر	جو افراسیاب آشیان دیدگار	ز برگشتن چرخ اخلسنہ نگار
بہ کیبار راہ بیابان گرفت		ہمہ کشورش ماندہ اندر شگفت	نشانے نداوش کس اندر جہان

قصہ مختصر کیخسرو اس فیروزی و فتح مندی کے بعد ایران واپس آیا اور سرداران لشکر کو حکم دے آیا کہ دوبارہ ملک افراسیاب آباد کیا جائے کیونکہ متواتر ان لڑائیون نے توران کی حیثیت اسقدر ریگاڑ دی تھی کہ انسان کو صرف اوسکے خیال کرنے سے عبرت پیدا ہوتی تھی کوئی شہر اور قلعہ ایسا نہ تھا جو ویران نہ پڑا ہوا ور جس جس باغ و بوستان مین ہمیشہ بلبل خوش ہو ہوکے چہچہاتے تھے وہان زاغ سیاہ رو ہر ہر سو ٹوٹی ٹوٹی منڈیرون پر پر سیلائے ہوئے افراسیاب کے وامانے دل کی شبیہ دکھا رہے تھے سچ ہے لڑائی کا انجام یہی ہے اور انتقام کینہ کی خواہش اسی بدبختی کے ساتھ پوری ہوتی ہے شعر نگہ کن کہ تا چند شہر فراغ | پر از باغ و میدان و ایوان کاخ

شدہ اندرین کینہ جستن خراب	بہانہ سیاوش و افراسیاب	اب یہہ پوچھئے افراسیاب کا بھی کہین پتہ لگا یا نہیں	

کہتے ہین ملک برزع مین کوئی پہاڑ ہے رفعت مین ہمت جوانمردون کی مانند بلند اور سبزہ مین چرخ مینا رنگ سے دھنسا ہوا اوسی کے کسی غار مین (جو ہنگ افراسیاب کے نام سے مشہور ہے) وہ توران کا تاجدار دنیا و اہل دنیا سے مونہ چھپاکے بیٹھا رہا تھا قضا عند اللہ وہین آس پاس کسی غار مین ہوم نامی ایک پہلوان بھی رہتے اکثر لوگ فریدن کی نسل سے بتاتے ہین) ہمیشہ اپنے یزدان پاک کی پرستش کیا کرتا تھا ایکبار آدھی رات کے قریب کیا سنتا ہے کہ کوئی شخص ترکی زبان مین اپنے تخت و تاج کے واسطے رو رو کر اس مضمون کی رباعیان پڑھ رہا ہے **رباعی**

افسوس کہ گشت عمر بیہودہ تلف		دنیا بہ تعب گذشت و دین رفت ز کف	
زنجید خدا و خلق راضی نشدند		ضایع کردیم پارۂ آب و الف	
ایام شباب و وقت عشرت بگذشت	رباعی	دوران طرب زمان راحت بگذشت	
از رفتن ہر چہ رفت غم نیست مرا		افسوس زعمرے کہ بغفلت بگذشت	

تہوم نے کہا میں نہ ہوا تو افراسیاب کے پاس جاکر دیکھا تو فی الحقیقت اپنے زعم کو درست پایا چونکہ یہ بھی کسی زمانہ میں اوسکے ہاتھ سے کچھ بگڑا پایا تھا فوراً کمند گلوگیر میں پھنسا کر کیخسرو کے پاس لیگیا اور کہا یہ قاتل آنحضرت و نوذر و سیاوش حاضر ہے فلانے خارتیرہ و تاریمن سے اس اژدر نوشخوار کو گرفتار کرکے لایا ہوں حضور بالا میں اپنی شہنشہ جانگیر کو اس ملعون کے خون سے سرخرو فرمائیں دشمن کو مار دم کو بریدہ کی مانند چھوڑ دینا کسی حالت میں جایز نہیں

درختے کہ تلخ است اور اسرشت	گر بش در نشانی بہ باغ بہشت
سرانجام گوہر بکار آورد	ہمان میوۂ تلخ بار آورد

در از جاے خلد بش بنگاہ تم	بیخ انگبین ریزی و شہد ناب
بیان موعظین کہ در مقولے ہمین بعضے تو کہتے ہمین کہ خسرو نے اپنے نانا سے اوسیدوقت افراسیاب کو مع اوسکے ہمائی کرسیوز کے (جو صرف اسی انتظار میں اب تک قید کیا گیا تھا) قتل کر ڈالا اور بعضوں کا قول ہے نہیں کیخسرو کا ارادہ ہوا تھا کہ درگذر کرجاے لیکن گودرز نے یہ امر مصلحت ملکی کے خلاف سمجھکر بغیر اجازت بادشاہ کے آپ اون دونوں کا سر تن سے جدا کردیا بہرصورت آخر افراسیاب کا قصہ پاک ہوگیا ملک کام آیا نہ مال کام آیا شعر	نہی مانماز و تخت مشاہنشہی
زکردار بد برنیش بد رسید	سرآمد ہمہ روزگار بہی

بجواے پسر بند بد را کلید	اتش بنگاہ کے تھوڑے ہی دن بعد کیکاوس نے بھی

ملک ہستی سے عالم جاودانی کو کوچ کیا گویا وہ افراسیاب ہی کے مرنے کا انتظار کر رہا تھا بعد اوسکے کیخسرو نے ملک توران افراسیاب کے بیٹے جبین کو دیدیا اور آپ نہایت دہوم و دہام سے ساٹھ برس برابر بے خلل و خوش ایران کی سلطنت کرتا رہا جب ضعف پیری نے حواس ظاہری و باطنی پر غلبہ کیا تو خدا جانے کیا سوجھکر ایک روز دربار عام میں تاج شاہی اپنے ہاتھ سے کیکاؤس کے داماد لہراسپ کے سر پر رکھدیا اور فرمایا مجھے ملہم غیبی نے عالم رویا میں اپنے وصال کا مژدہ سنایا ہے اور کہا ہے بس بہت دن بادشاہت کرچکا اب ہماری درگاہ کیطرف سرجھکا ہوے تیری مہمانی کے واسطے اسنے بھی بہتر سامان مہیا کر رکھا ہے یعنی کوہ البرز کی فلانی چوٹی پر آکے ہمکو تلاش کر ہم تجھے ملینگے اسیواسطے عنقریب میں تم سب سے جدا ہوا چاہتا ہوں میرا کہا سنا معاف کرنا اور تم سب آپس میں خوش و خورم رہنا یہ کہکر یکبارگی حکومت سی چیز چھوڑ چھاڑ کوہ البرز کی جانب چل نکلا ہر چند تمام عمایدین سلطنت نے سمجھایا مگر کسیکا کہنا نہ مانا ناچار زال عرف دستان اور رستم اور گیو و گودرز و بیژن و گستہم (پسر نوذر) و فریبرز اور طوس وغیرہ تمام سرداران ایران نہایت دلسوزی کے اسطرح اوسکے ساتھ ہولئے جیسے کوئی کسیکو دفن کرنے جاتا ہے وہاں پہاڑ

خاص اوس چوٹی کے اوپر جہان کی نسبت اوسے ہدایت کی گئی تھی بعد غروب آفتاب کے سکو شفقانہ بہبودی عنایت کی نصیحتین کین اور کہا قبل طلوع آفتاب کے مین تم سے جدا ہوجاؤنگا پر یقین نہین کہ روز قیامت تک سوائے عالم خواب یا خیال کے دوبارا تم مجھکو دیکھ سکو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صبح اوسکو نہ کہا تو کہین کیخسرو کا پتہ نہ تھا اور نہ پھر کبھی

چو او کوہ خورشید سر بر کشید	ز مہتر نہان شاہ شد ناپدید	بجستند از انجا کہ شاہ بود	بر یک بیابان نہاد ند رو کے
ز خسرو ندیدند جائے نشان	ز رہ باز گشتند چون بے نشان	ہمہ تنگ دل گشتہ و نا فت	بسپردہ زمین شاہ نا یافت

یہہ داستان تھی کیخسرو بن سیاوش کی جسکی نسبت آپ گمان کرتے ہین کہ وہ سلطنت ارمکیہ کا روانی دہندہ ہے اور جو شاید آپ سیاوش کے دوسرے بیٹے کو کیخسرو سمجھے ہوئے ہین جسکا نام فرود تھا یعنی پیران ویسہ کا نواسا وہ ان تمام جھگڑون سے پہلے ہی قلعہ کلات پر قلعہ سر کے ہاتھہ سے مارا گیا غرض سیاوش کے تخم سے ہرگز میری دانست مین کوئی اسطرح نہین آیا واللہ اعلم آپ کس دلیل سے اوسکا اوہر آنا اپنے ذہن مین جمائے ہوئے ہین اشتوخ شاہ نے کہا آپ اپنی کہہ چکے اب میری سن لیجئے استاذ کے نزدیک آزمایش نقد سخن کے واسطے صرف دو طریقے مقرر ہین ایک معرض بیان مین لانے والے کی حالت اصلی کیطرف رجوع کرنا کہ آیا یہہ کون ہے اور اپنے کلام خالص ہونیکی کیا دلیل رکھتا ہے دوسرے خاص اوس جوہر لطیف یعنی نکتہ پر نظر غور و تعمق دیکھنا کہ ظاہرا اسکا مقبول خاطر ہونا کیطرح ممکن ہے یا نہین پس اس صورت مین قبل ظاہر کرنے دقیقہ دیرینہ کے دو چار فقرون مین بطور اختصار کے مجھے اپنا حال بیان کرنا ہی ضرور لازم آیا تاکہ سلسلہ کلام مین آپکو یقہ دینے کی ضرورت باقی نرہے یہہ کہکر اپنے سید ہے بازو پر ایک چھوٹا سا سیاہ داغ دکھایا اور کہا یہہ وہی مہر کیانی ہے جسکو گیو نے دیکھکر کیخسرو کا بازو چوم لیا تھا یعنی میں بھی اوسی کی اولاد مین سے ہون لیکن واللہ باللہ اس بیان سے مجھے کسقسم کا فخر جتانا منظور نہین ہے صرف آپکو یہہ یقین دلوانا چاہتا ہون کہ کسی خاص شخص کے اصلی حالات سے جیسا کہ اوسکے خاندان کا کوئی ادنی آدمی واقف ہوگا ویسا ہرگز کوئی دوسرا نہین ہوسکتا اور چونکہ محروم الارث رہنے کی وجہ سے آخواہش تحصیل علوم غریبہ اور کوئی کام بیان نہین کرسکتا سو یہہ تخصیص بھی میرے واسطے نہین ہے میرے خاندان کے اگلے بزرگون کیواسطے تھی تفصیل اس اجمال کی بطور اختصار کے یہہ ہے کہ کیخسرو کی چوتھی پشت مین سیاوش نامی ایک بزرگ جسکی نسل مین یہہ بندہ گنہگار ہنوز زندہ ہے اسی زمانہ مین ملک ایکوڈر کا فرمانروا ہوچکا ہے اوسکو مسایل علم حکمت کی تحقیقات کا

ازبس شوق تھا اسکو تدن مختلف تصانیف حکما سے قدما کی دیکھنہ دیکھنہ کر اپنا دل بہلایا کرتا تھا اور جب طبیعت اوسکی
باربکیون کیطرف خوض کرنے کرتے گھبراجاتی تھی تو چند روز کے واسطے صید و شکار سے اپنے مزاج سخت کو شوق اصلاح
کرلیا کرتا تھا ایک دن کا ذکر ہے کہ شنبیدوش اسی چوٹی کے قرب وجوار مین کہین شکار کھیلتا پھرتا تھا کہ ناگاہ دور سے
ایک ایسا شخص ضعیف البنیہ اوسے نظر آیا کہ جسکو وہ اپنی اصطلاح مین عجیب الخلقت کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے اور یہہ
بھی کہتا ہے کہ اوسے دیکھکر یکبیک مجھے یہہ خیال آیا کہ شاید یہہ مخلوق خالق ہیئت دہ ہزار عالم النسل ہی آدم مین سے
نہین ہے کسیطور سے اسے زندہ گرفتار کرکے یا تیر وغیرہ کسی ایسے چوٹے آلہ سے مارکے کہ جسکے زخم سے اسکے کسی عضو
مین زیادہ تبدل واقع نہو ملاحظہ ناظرین کیواسطے عجائب گھر مین رکھہ چھوڑا جاہیے لیکن جب اس خیال سے مین
اپنے گھوڑے کو جولان کرکے اوسکے نزدیک پہونچا تو معلوم ہوا کہ گو ہماری اور اوسکی شکل مین زمین و آسمان کا فرق
ہے لیکن ان خلق الانسان فی احسن تقویم کی تمام صفتین اوسکے اون مختصر اعضا مین بھی بخوبی پائے جاتے ہین
پھر تو شنبیدوش اپنے اگلے ارادہ سے دانستہ باز آیا اور یہہ چاہا تو کون ہے اور کہان کا قصد رکھتا ہے اوس نے
مطلق اسکا جواب نہ دیا بلکہ ایک طور کی حیرت سے مونہہ تکنے لگا جسکے صاف یہہ معنی تھے کہ مین تمہاری زبان
نہین سمجھتا مجبور شنبیدوش نے دوبارہ اوسی مطلب کو اپنے اشارات مقررہ مین ادا کیا لیکن افسوس وہ اون
اشارات کو بھی نہ سمجھ سکا کیونکہ شنبیدوش کے ہاتھون کی حرکت دیکھکر اوسنے اپنا دایان پاؤن زمین پر دے مارا
اُس سے اوسکی صرف یہہ غرض تھی کہ ہماری تمہاری ہر ایک قسم کی اصطلاح مین بہت بڑا فرق ہے ہم ہرگز اپنا مطلب بیگانے
آپسمین ایک دوسرے کو نہین سمجھا سکتے" مگر یہہ معاملہ کئی دن بعد حل ہوا تھا اوسوقت تو ایک ایسی عجیب صحبت تھی
جیسے دو دیوانے کسی خاص مقام پر جمع ہوکر بلا لحاظ اس امر کے کہ ہم کیا کہتے ہین اور کیا کہنا چاہیے ناحق بڑبڑا لگا
کرتے ہین نہ شنبیدوش اوسکی سمجھتا تھا نہ وہ شنبیدوش کی لیکن حتی المقدور دونون زبان اور اشارون سے
اپنا اپنا مطلب سمجھانے مین کوشش کیے جاتے تھے آخر شنبیدوش اوسی شخص نے اپنے ذہن کی رسائی سے شنبیدوش کے
مختلف اشارون کو تھوڑا بہت سمجھکے اور اونکا خلاصہ نکال کے اوسی حرکت کے موافق اس بات کے سمجھانے مین
سعی کی کہ مین کرۂ زمین کا رہنے والا نہین ہون اور رفتہ رفتہ اوسکا مطلب شنبیدوش کی سمجھ مین بھی بخوبی آگیا
چونکہ شنبیدوش بموجب فوائد علم حکمت کے اچھی طرح جانتا تھا کہ جسقدر سیارات کرۂ زمین سے آفتاب کے گرد گردش کرتے

ہوئے دکھائی دیتے ہین ان سب کا بہت سی عقلی دلیلون سے آباد ہونا جی ممکن ہے اسواسطے اونسے اسبات کا کچھ زیادہ تعجب نکیا بلکہ نہایت خوش ہوکر اوسے اپنے ہمراہ دارالسلطنت مین لے آیا تاکہ حکما کی فرضی تحقیقات کو جو اونہین صرف عقل کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہے ایک معتبر گواہ کی گواہی سے ثابت کرلے جب دو تین مہینے بعد اوس شخص کو تھوڑا بہت یہان کی زبان پر عبور ہوگیا تو اوسنے اپنا نام شمدون بتایا (جسکا حکماے یونانی کے راصدین معرب کرلیا ہے) اور کہا مین یہ کرۂ قمر سے تمہارے اس ستارے کی اصلیت و ریافت کرنے آیا ہون باقی اور تمام کیفیت جو اپنے اس سفر کی مع دیگر حالات متعلقہ کے مفصل شمید وش کے روبرو بیان کی اور نہایت خواہش کے ساتھ یہ جتایا کہ مین یہان مختلف مخلوقون اور ملکون وغیرہ کی سیر کیا چاہتا ہون اگر آپ میری اس تمنا کے پورا کرنے مین کسیقدر مدد دے سکین تو بیشک طرز زندگی کرۂ قمر مین پہونچکر مین آپکی مسافر نوازی کا اپنے ہم جنسون کے روبرو اسقدر وصف بیان کرون گا کہ یقین ہے اوسکے قایم رہنے کے دن تک جسے یوم آخرت بھی کہہ سکتے ہین ہر مرد وزن کی زبان پر کمال نیکی کے ساتھ آپکا نام جاری رہیگا اور یہ اتفاقیہ امر ہے کہ شمید وش وقتی واقعہ کی زبان مین چکنے والی چیز کو کہتے ہین اور باشندگان کرۂ قمر یہ سکون و اواسی لفظ کو مسافر نوازی کی جگہ استعمال کرتے ہین پس ہرطرح قابل اسکے ہین کہ ہمیشہ آپکا نام پردہ دنیا پر آفتاب کی مانند روشن رہے اور یہ میری نسبت خاص وہ ہی صفت ظہور مین آئی کہ جسکے معنی مین ابھی گذارش کرچکا ہون

شعر

مارا بس است گوشۂ ابروے التفات | این صید رام را بہ گمان میتوان گرفت

اتفوغ کہتا ہے شمید وش تو ایسے شخصون کی صحبت کا ہمیشہ ہی سے شوق رکھتا ہے یہ کلمہ سنتے ہی بلا تامل اپنا تمام ملک و مال اراکین سلطنت کے سپرد کرکے خود اوسکے ہمراہ ہولیا ہر چند شمدون نے منع کیا کہ اس قسم کا سفر آپکے واسطے ہرگز مفید نہوگا لیکن اوسنے مطلق ناصح مشفق کا کہنا نہ مانا آخر کار اوسیکا کہنا درست ہوا کہ شمید وش کی ثبیت مین جسکا زمانہ قریب پچیس برس کے بیان کیا گیا ہے کوئلہ والون نے ایکو ڈر کو دبا کر اپنا قبضہ کرلیا پھر جو چند متوسل اور اقربا تھے وہ خاص اس چوٹی پر یہان اسوقت ہم تم باہر بیٹھے باتین کر رہے ہین آن سے جسہ سر زمین یونان سے شمدون اپنے کرۂ اصلی کو روانہ ہوگیا تو شمید وش نے خاص آمریکہ مین واپس آکر اپنا ملک دوسرون کے تصرف مین دیکھا اور یہ بھی سن لیا کہ میرے اہل رعیال جبوری چوٹی پر جا بسے ہین اس خبر کے سننے سے بجاے رنج و تشویش کے

اوسے نہایت مسرت حاصل ہوئی بلکہ اوسی خوشی کی حالت مین یہ کلمہ اوسکی زبان سے نکلا مدت مدید بعد خداوند کریم نے وہ خواہش آزادی جسکا مین ابتداسے آرزومند تھا مجھ اپنے رحم وکرم سے پوری کی پہلے مین دوسرون کا غم کھاتا تھا اب میرا غم دوسرون کو کھانا پڑا افکر ہے کہ خادم محمد ومحمد ومحمد خادم شعر

شکر ایزد کہ باقبال گلہ گوشۂ گل | نخوت بادیۂ وشوکت خار آخر شد

اور دوسری وجہ خوشی کی یہ بھی تھی کہ اس عرصہ مین علم ہیئت کے بہت سے مسایل شیدوش نے حل کر لئے تھے اور رشیدون کی زبان سے یہ بھی سنا تھا کہ عمدہ موقع رصد کا اس کرہ سے یا بابل کا سیدان ہے یا چمبوری کی چوٹی پس اوہر ہیئت کی حفاظت سے سبکدوشی حاصل ہوگئی اور ہرچہ بہ بنائے مکان مل گئے اس سے زیادہ اور کیا خوشی کی بات اوسکے واسطے ہوتی غرض یونان سے لوٹکر رشید وش نے اسی مقام پر اپنی باقی عمر رصد وغیرہ لگانے مین تمام کی اور بعد اوسکے اوسکی اولاد ہی نسلاً بعد نسلاً علم حکمت کے شوق مین بہت سی معقول کوشش کرتی رہی اب البتہ دو تین پشت سے بالکل وہ سلسلہ منقطع ہوکر صرف تسبیح اور زیبہ کا شوق رہ گیا ہے سو سے یہ بھی نہیں

سوے مسجد ندہد نفس بدم راہ ہنوز | گرچہ از بارگنہ ساخت چو محراب مرا

یہ جملہ معترضہ تو صرف اسلئے تھا کہ آپ میرے قول کو غلط نہ سمجھین باقی کیخسرو کا حال جسکے ثبوت کی نسبت مین گستاخانہ دعوی کر بیٹھا ہون آگے بیان کیا جاتا ہے مین یہ نہین کہتا کہ آپنے خدانخواستہ کیخسرو کا حال غلط بیان کیا فی الواقع یونین ایشیا کی تحریر کا یہ ہی منشا ہے کہ وہ چین مین پیدا ہوا اور کوہ البرز پر غائب ہوگیا لیکن نسیب فسروی دیکھنے سے (جسمین اوسنے اپنے ہاتھ سے تمام اپنے سفر وحضر کی کیفیت رقم کی ہے) بخوبی ظاہر ہوسکتا ہے کہ وہ دوبار ملک آرمینیہ مین آیا اور اخیر کو اسی جگہ انتقال بھی کیا اگر بلاالحاظ آبکی خفگی کے مین یہ سوال کرون کہ کیخسرو بعد عبور کر جانے دریاے چین کے کہان گیا اور برابر عرصہ آٹھ سات سال تک وہان کیا کرتا رہا یا یہ کہ کوہ البرز سے غایب ہونیکے بعد وہ کب تک زندہ رہا اور اوس زندگی مین کیا کیا حوادث اسے پیش آئے تو بیشک آپ یہ ہی جواب دینگے کہ مورخین نے اس معاملہ مین کچھ تحریر نہین فرمایا پس غور کرنے کا مقام ہے کہ جب آپ اپنی زبان سے اپنے وقایع نگارون کی کوتاہ قلمی کے قایل ہون تو دوسرون کے قول کو اگر وہ قابل اطمینان نہو) آپ کس سناد پر سے باطل کر سکتے ہین ان یون فرمانے کو کوئی تاریخ اس قسم کی آجتک ہماری نظر سے نہین

گذری جس سے من وعن حال کیخسرو کا معلوم ہوجائے یہ نہ کہئے وہ امریکہ مین نہین آیا ورنہ اپنے دعوی کو ثابت کرنا پڑیگا اس تقریر کے بعد افنوغ نے اپنے مطلب اصلی کیطرف اسطرح رجوع کیا کہ کیخسرو کی تحریر سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ فرنگیش اوسے عہد طفولیت مین کیخسرو کے عوض اکثر کیفر کہا کرتی تھی اور یہی نام کیخسرو کی کوشش سے ملک امریکہ مین بھی مشہور ہوا صرف اتنا فرق ہے کہ باشندگان امریکہ نے کیفر کو اپنے لہجہ کے موافق کے فیروس کرلیا ہے (جسکے معنی کلید گنجینۂ نور کے ہین) اور فرنگیش کا مطلب اس لفظ کے استعمال سے علاوہ تسکین خاطر یا داش طلب کے اہل ایران و توران دونون کو دونین کے عندیہ کے موافق راضی رکھنا بھی منظور تھا کیونکہ ایرانیون کے نزدیک کیفر کے اور فر و لفظون سے مرکب ہے جسکے معنی باعث فرکیان سمجھے جاتے ہین اور تورانی بجاے کاف کے ہمیشہ کاف استعمال کرتے ہین جس سے صاف فرنگیش کی نفرت ثابت ہوتی ہے بہرصورت کیخسرو اور کیفر دونون نام صحیح سمجھنے چاہئین گو مورخین ایشیا نے دوسرے نام کا (مشہور ہونے کے سبب) اپنی تصانیف مین ذکر نہین کیا آپ اپنے اس قول کو یاد کیجئے جو ابھی آپ فرما چکے ہین کہ کیخسرو بعد حملہ رستم کے دریاے چین کے پار کسی جزیرہ خاص مین بھیجا گیا تھا اور اوسین اسقدر ریبی خاطر سے اور ترمیم کردیجئے کہ اوس زمانہ مین کیسپین کیٹ کا سلیکر ملایا تک تمام مشرقی حصہ سمندر کا دریاے چین ہی کے نام سے مشہور تھا اب تربیت یافتہ قومون نے تسہیل بیان کے سبب اوسکے مختلف نام مقرر کرلئے ہین غرض یہانتک فریقین کا اتفاق ہے کہ افراسیاب نے رستم کی دہشت سے کیخسرو کو مع اوسکی ماں فرنگیش کے ایک جزیرہ مین بھیجدیا تھا جو دریاے چین کے اوس پار واقع ہے اسکے آگے مجھ سے سنئے بالفعل وہ جزیرہ کیورل کے نام سے مشہور ہے (جو کیو اور رل سے مرکب ہوکر گنجینۂ کیان کے معنی بخشتا ہے) اگر چین کی شمالی سرحد سے تھوڑا سا اوپر ہوکر سیدھا مشرق کیطرف جہاز چلایا جاے تو سب سے پہلے اوسکی زمین نظر آئیگی قبل تشریف لیجانے کیخسرو کے وہ جزیرہ بالکل غیر آباد تھا حتی کہ چرند و پرند کا بھی کہین نام و نشان نہ پایا جاتا تھا صرف جنگلی درختون کی سرزمین اور خودرو پھولون کی بوقلمونی کسیقدر طایر نگاہ کی وحشت دور کرکے کوہ و شام سبز باغ دکھا دیا کرتے تھے باقی اوس سے آگے بڑھیے تو سواے سمندر کی جنون خیز موجون کے کچھ نظر نہ آتا تھا کیخسرو جو وہان پہونچا دو چار ہی دن مین گھبرا کر ہجوم افکار سے انتشار طبیعت کی شکایت کرنے لگا کیونکہ وہ کوہ قلو اور کوہ گنگ پر برستے

بسبب بیکاری کے شکار کا از حد عادی ہو گیا تھا اور وہاں تمام جزیرہ مین جانور بقول شخصے عنقا کا حکم رکھتا تھا پہول لگتا تو کیونکر لگتا اور طبیعت بہلتی تو کسطرح بہلتی رفتہ رفتہ یہہ وحشت یہانتک بڑہی کہ خود بخود وحشون کے سے آثار پیدا ہو گئے کہانا پینا تو درکنار آہستہ آہستہ ہوا خوری بھی چھوٹ گئی اوسوقت دو چار دلسوز رفیقون نے رنگ بیرنگ دیکہہ کر یہہ صلاح دی کہ ناحق عمر عزیز کو رنج و درد مین برباد کرنے سے کیا فائدہ ہماری دانست مین کبھی کبھی جہاز مین سوار ہو کر ریل جانورون کے شکار سے اپنی عادت پوری کر لیا کیجئے اگر جنگل مین کوئی وحشی نظر نہین آتا نہ آئے سمندر تو حیوانات آبی سے خالی نہین ہو گیا یہہ تدبیر کچھہ رونے بھی نہایت پسند کی اور فی الواقع اس علاج سے تھوڑے ہی دن مین اسقدر فائدہ ہوا کہ معجون مفرح سے شاید برسون مین ہوتا پھر تو یہہ معمول ہو گیا کہ مہینے مین ایک ہفتہ فرنگیش کے پاس رہتا باقی تین ہفتے مع رفقا سمندر مین بسر کرتا ایکبار کا ذکر ہے کہ کیپٹن وہ کیور اسے گوشۂ جنوب و مشرق مین قریب دو سو میل کے حسب معمول جہاز کو لنگر کیے شکار کھیل رہا تھا اور ہوا بھی کچھہ تیز چل رہی تھی کہ ناگاہ رات کیوقت عالم بیخبری مین جہاز لنگر توڑ کر موجون کے تھپیڑون سے سید ہا اوسی سمت مین جدہر ہم بیان ہو چکی ہے صبح ہوتے ہوتے کچھہ اوپر پانچسو میل راستہ طے کر گیا جبتک لوگ ہوشیار ہوئے اور وہ علامات مصنوعی و قدرتی جو اونہون نے اپنی سمجھہ کے موافق بنا رکھی تھین نظر آئین تو منزل مقصود پر پہونچنے کے لیے جہاز کا رخ پھیرنے مین یکایک کوئی جرات نہ کر سکا کیونکہ اوس زمانہ تک جہاز رانی کا فن ایسا کامل نہوا تھا کہ جدہر چاہین اپنی کشتی کو بلا تکلف لے جائین اور یہہ اتفاقیہ اور سُننے کہ شام کو ہوا گوشۂ شمال و مغرب کی تھی رات کو اوسکے برعکس گوشۂ جنوب و مشرق کی ہو گئی جس نے تمام آدمیون کو ششدر و ہکا و بکا کہ جہاز دوسری سمت قایم رکھنے کے سبب) کئی دن بعد یونن ایشیا کے کسی شمالی جزیرہ مین جا لگا اون نوآن مین شناسے وہ جزیرہ بھی ویران پڑا ہوا تھا کیپٹن نے اوسکا نام ہوائی تجویز کیا اسواسطے کہ ہوا نے اوسطرف لیجانیمین ارادہ پہینکا دیا تھا وہان سے آگے بڑہے تو تین روز متواتر طوفان باد کی اسقدر شدت رہی کہ جسکے خیال سے انسان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہین برخلاف اوس آفت ناگہانی سے جہاز کو کسی قسم کا ظاہری صدمہ نہین پہونچا لیکن راستہ ایسا گم ہوا کہ باوجود تلاش کے پھر کہین پتہ نہین لگا ایک مہینا کامل یا کچھہ کم و بیش سبکے سب ایسی مصیبت مین گرفتار رہے کہ نہ کسیکو کہانے کا ہوش رہا نہ پینے کی خبر اگر کہاتے تو دریا سے ناپیدا کنار کے طمانچے

کھاتے تھے اور پیتے تھے تو نہایت پشیمانی سے دو چار آنسو بیکر پیچھے ہو رہتے تھے جہاز پہلی مست کی مانند ہوا کے گھوڑے پر سوار تھا نہ کوئی اوسے اپنے قابو مین کرنا چاہتا تھا نہ وہ کسی کے قابو مین ہو سکتا تھا تمام لوگ فنار خاموش صورت مقصود پر بیٹھے خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھ رہے تھے کہ دیکھیے رشتۂ زندگی کہان ہوکر منقطع ہوتا ہے اور بعد موت کے کوئی دنیا والا بھی میسر آتا ہے یا نہین کہ اوسی حالت مایوسی مین خود بخود جہاز ایک خاکنارے سے جا لگا جو بہت بڑے دو جزیرون کو آپس مین ملاتی تھی اوسے دیکھتے ہی فرط انبساط سے سبکے مونہہ پر شفق پھول گیا مدت مدید بعد زمین کا نظر آنا گویا تو دہ اکسیر کا ملجانا تھا نہایت خوشی سے جہاز کو ایک معقول جگہہ لنگر کیا تمام اہل جہاز کنارے پر آئے اور بیرنگ سجدۂ سپاس کے بہانہ سے اپنی اپنی آنکھین اور پیشانی سطح خاک پر رگڑنے کے بعد کیتھسر و مع اپنے چند رفقا کے ایک سمت اس تلاش مین روانہ ہوا کہ آبادی جزیرہ کی ہی آیا نہین تھوڑی دور ایک میل کے نہ پہونچا ہوگا کہ دور سے کچھ آدمی وحشی مزاج سمندر کے کنارے مچھلیان پکڑتے ہوئے نظر آئے لباس اونکے پتون کے تھے اور ہتیار خلک درختون کے نوکدار شاخون کے کیتھسر و نے جلدی جلدی اوسطرف قدم بڑھایا کہ ان لوگون سے یہان کی آبادی کا ضرور مفصل حال معلوم ہو جائیگا لیکن اونھون نے ایسی صورت شکل کے کبھی آدمی کا بیکو دیکھے تھے خصوصاً اونکی پوشش کا تو کبھی خواب مین بھی نام و نشان تھا دفعتاً باؤن کی آہٹ پاکر سبکے سب حیرت زدہ کیتھسر و اور اوسکے ساتھیون کو اسطرح کھڑے ہو ہو کے گھورنے لگے جیسے ہرون کا ڈل اپنے شکاری کو دیکھتا ہے اور تھوڑی دیر دیکھکر بعینہ اوسیطرح (اپنے اپنے لٹھہ کندھون پر رکھکر) بلا تماشے جنگل کیطرف بھاگ نکلے کیتھسو اپنی قبیل سے نہایت پشیمان ہوا کہ مینے ناحق اُنکے کام مین بھی مخل ہوا اور بیسبب مطلب بھی کچھہ نہ نکلا اب سوائے اسکے کہ تنہا بہ لطف و مدارات ان وحشیون کو رام کیا جائے اور کوئی تدبیر ملاقات کی بہم مین نہین آتی شعر

از زبان نرم صورت می پذیرد کار سخت	خامۂ نقاش کے باشد رام موئے می کشد

سو مجبور اپنے تمام رفقا کو جہاز کیطرف روانہ کر دیا اور آپ بہ نفس نفیس آگے کو چل نکلا تھوڑی دور جا کر کیا دیکھتا ہے کہ آٹھہ دس آدمی اوسی رنگ و ڈھنگ کے ایک صاف میدان مین نہایت خوشی کے ساتھہ آفتاب کی حرارت سے اپنے جسم خس پوش کو بیٹھے سینک رہے ہین کیتھسر و پہلی مرتبہ اونکی وحشت کا تماشا دیکھہ ہی چکا تھا اب کے وسی خوف سے آہستہ آہستہ درختونکے پیچھے چھپا ہوا اسقدر اونکے نزدیک پہونچ گیا کہ اگر وہ بھاگنے کا ارادہ کرین تو یہہ ہی

بخوبی اونکا تعاقب کرسکے لیکن آپ جانتے ہین حکما کا قول ہے شعر | وقت ضرورت چو نماند گریز | از ست گبرد شیر شریہ تیز
اگرچہ وہ لوگ بہ لحاظ عادت ظاہری کے جانورون سے کچھ کم نہ تھے لیکن اپنا نفع نقصان تو ہر طور سمجھتے تھے
کیخسرو کو جو دبے پاؤن اپنی طرف آتے دیکھا سمجھ گئے بیشک یہ ہمارا کوئی دشمن ہے اور ساتھ ہی یہہ بھی خیال
گذرا کہ اگر اب ہم بھاگتے ہین تو یہہ بھاگنے بھی نہ دیگا اسواسطے مجبور سب لوگ وہین بیٹھے بیٹھے اپنی زبان مین
زیادیون کی مانند شور وغل مچانا شروع کیا وہ آواز سنتے ہی طرفۃ العین مین اوسی قسم کے بہت سے آدمی آس
پاس کے غاروغیرہ سے نکل کلکر جمع ہوگئے اور کیخسرو کو بیچ مین گھیر کر آپس مین اوسکے ایذا پہونچانے کی تجویزین
کرنے لگے اگر کیخسرو چاہتا تو باوجود تنہائی کے اونکی تمام جماعت کو ایک دم مین اپنی شمشیر برق دم کی خونباری
دکھاکر تتر بتر کردیتا لیکن وہ اپنی طرح جانتا تھا کہ جوانمردی اور شجاعت سے بجز اپنی جان بچا لینے اور دوسرون
کی جانین ضایع کردینے کے اور کسی قسم کا کام نہین نکل سکتا اور وہ موقع اون وحشیون کے رام کرنے کا تھا نہ یہ
جفاسے تمام کرنے کا اس خیال سے کیخسرو نے اونکی وحشیانہ جماعت دیکھکر بجاے حملہ کرنے کے صلحتاً نہایت عاجزی
سے بذریعہ اشارون کے یہہ سمجھایا کہ مجھے تمہارے ساتھ کسی قسم کی خصومت نہین ہے مین ایک غریب مسافر آدمی ہون
صرف بھوک کی شدت سے تمہین اس جگہہ کا رئیس سمجھکر دستگیری کی امید پر چلا آیا ہون اگر شل آفتاب کے تمام
جہان مین اپنا نام روشن کرنا چاہتے ہو تو ایک قسم جو مین سے بشرط موجودگی میری آتش مشتعل کو ٹھنڈا کردو شعر
ز احسان بیشہ و صاحب کرم را دولت افزون تر | بلے ہر جا چاہ را آب از کشیدن بیش میگردد | تیہا شارہ دیکھکر
اوسمین سے ایک پیر مرد سفید ریش نے اپنے دونون ہاتھہ اونچے کردئے جسکے باعث اوس مخول بیابانی نے ذہنا
کیخسرو کا محاصرہ چھوڑکر تھوڑے سے ایسے الفاظ ملایم اپنی زبان مین بیان کئے جسکے ادا کرنے کے طریقہ سے معاف
عذر تقصیر کے سمجھے جاتے تھے (کیونکہ وہ چھوٹی سی جماعت وحشیون کی اوس پیر مرد کو اپنا حاکم تصور کرتے تھے)
بعدہ وہ ہی بڈھا کیخسرو کو اپنے ہمراہ ایک ایسے قدرتی سطح مایل دیوار کے قریب لیگیا کہ جسپر دور سے تشبیہاً خانۂ زنبور
کا گمان ہوتا تھا یا یون کہنا چاہیے کہ جا بجا مشبک ہونے کے سبب وہ کسی وقت کی پرانی چاندماری معلوم ہوتی
تھی یعنی چھوٹے چھوٹے متعدد سوراخ اس قسم کے اوسمین کھدے ہوئے تھے کہ اگر ایک ایک مناسب اندازہ کا پتھر
اونکے موندہ پر رکھہ دیا جاے تو ہرگز آمد و رفت کی جگہہ باقی نہ رہے بلکہ شاید ہوا کا بھی گذر نہوسکے آپ جانتے ہین

وہ سوراخ کیسے تھے وہ اون وحشیون کے سکونت کے مکان تھے لیکن اندر سے اسقدر وسیع تھے کہ دو یا تین آدمی مع اپنے پٹون کے بفراغت پاس پاس لیٹ سکین اور جو ضرورتاً بیٹھنے کی حاجت ہو تو چھت اونکے سر سے نہ لگنے پائے باوصف اس تنگی کے اونکے ہر ایک گوشہ مین اسقدر آزادی کے ڈھیر لگے ہوئے تھے کہ جنکا گننگ دشوار ہے کیقسرو نے عشر عشیر بھی نہ دیکھا ہوگا فی الحقیقت اگر قصہ کے اصلی معنی کیطرف رجوع کیجائے تو ضرور تاویل ہونا پڑیگا کہ جو مکان کی صفت اختصار مین ہے وہ طوالت مین ہرگز نہین حاصل کلام اوس پیر مرد نے اپنے مکان کے دروازے پر پہونچتے ہی تکلفاً تھوڑی سی سوکھی گھاس بچھاکر کیقسرو کو اوسپر بٹھادیا اور ایک بڑے پتے پر چھوٹی چھوٹی خشک مچھلیان آگے رکھکر اشارہ کیا کہ تو شخان زمانے

شعر

خشم است خوردن من و صید است پوشش من | انیست از زمانہ لباس و خذام را

نہیب خسروی کے مطالع سے قیاساً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ پھوس کا فرش وہان بہت ہی بڑے تکلف مین داخل تھا کیونکہ اکثر لوگ اوسکے دیکھنے کو نہایت ذوق و شوق سے کیقسرو کے پس و پیش جمع ہوگئے تھے اور وہ بیچارہ اس تردد مین گردن جھکائے ہوئے بیٹھا تھا کہ مین اس لطیف غذا کو اپنے مونہہ تک کیونکر لیجاؤن اور اگر لیجاؤن تو حلق کے نیچے کون اوتاریگا اسی اثنا مین خدا کی قدرت سے ایک عورت نے جسکی عمر تخمیناً پندرہ سولہ برس کی ہوگی) کچہ تازہ میوہ اوسیوقت کا توڑا ہوا جنگل سے لاکر اوس پیر مرد کو دیا اوسنے وہ بھی اپنے مہمان عزیز کے آگے رکھدیا لیکن اب کہان کا میوہ کیسی مچھلیان وہان تو کارخانہ ہی کچھ اور ہوگیا کیقسرو اوس آفتاب محشر کا حسن جہان سوز دیکھتے ہی ایسا از خود رفتہ ہوا کہ مطلق نیک و بد کی تمیز باقی نہین رہی وہ سبز پتون کا ہرا ہرا لباس اور اوسپر وہ گل سا سرخ سرخ چہرہ (حسن پرستون کی قوت نظر کا عجب نسخہ) جسکے دونون طرف زلف سیاہ سنبل تر کی مانند ایڑیون تک پڑے پیچ و خم کہا رہے تھے یکبارگی جو دو بدو نظر آگیا ایسا معلوم ہوا جیسے حضرت رضوان نے کمال صنعت سے باغ جنان کا گلدستہ بناکر سامنے رکھدیا یا ماہ شب چہاردہم افق پر مرغ مینار رنگ سے برج سنبلہ مین ہوکر باہر نکل آیا اوس لطافت اور نزاکت پر ایک ایک گچھا چمیلی کی کلیون کا بھی کسی درجہ کی باریک پھال مین گتا ہوا اس انداز سے اوسکے کانون مین پڑا ہوا تھا کہ جسکی تمنائے حلقہ بگوشی مین عقد پروین کو تمام عمر ستارے ہی گنتے گذر جائے اور اگر گوہر سفتہ جگر گیتی اوسکی جھلک دیکھ پائے تو کبھی بہولکر درج صدف سے باہر مونہہ نکالنے کا قصد نکرے لیکن اللہ رے کیقسرو کا جگر

ایسی معشوق طرحدار کا خنجر نگاہ کہا کہ ایک بھی بوند لہو کی آنکھوں سے نہ ٹپکنے دی نیچے گرون کرکے اوسی میوہ سے جو خاص دست ولدار کے ہرق عنبر بو مین بسایا گیا تہا آہستہ آہستہ جی بہلانے لگا اور بہدر باعی زبان پر لایا ربا ع

بلبل نیم کہ نالہ کنون درد سر کنم ۔ قمری نیم کہ طوق بگردن در افگنم ۔ پروانہ نیستم کہ بگیرم شوم عدم ۔ آنعم نہ ام کہ سوزم و دم بر نیارم

یہان بلا لحاظ تقدیم و تاخیر کے یہہ بہی ضرور بیان کر دینا چاہیئے کہ اوس پیر مرد کا نام پانامہ تہا اور وہ عورت جو حقیقت مین پانامہ کی لڑکی تہی آمریکہ نام سے مشہور تہی جسکی رعایت سے اس تمام براعظم کا نام آمریکہ رکہا گیا اور خاص اوس خاکنائے کا نام جہان کیفسرو کا جہاز جا لگا تہا پانامہ مشہور ہوا علاوہ ازین یہہ بہی واضح رہے کہ یہہ تصرف لفظی صرف عشق کی رعایت کے سبب اپنی طرف سے کیا گیا ہے ورنہ کیفسرو کی تحریر کے یہہ الفاظ ہین "کہ مجہے اوس زمرد ین پوش یاقوت رخسار کے ساتہہ جوش جوانی کے باعث خود بخود ایک قسم کا انس پیدا ہو گیا مگر چونکہ اون لوگون کی راہ و رسم سے مین اچہی طرح واقف نہتا اسواسطے یک بیک اس راز کا افشا کرنا مناسب نہ سمجہا تہوڑا سا میوہ کہا کر بسبب ضعف کے اوسی گہاس پر جو خاص میرے واسطے بچہائی گئی تہی لیٹ رہا اور وہ تمام تماشائی سوائے اوس عورت کے ملکا میرے آس پاس سے ہٹا دیئے گئے" یہہ بے موقع لیٹ رہنا اور ضعف کا طاری ہو جانا صاف اس بات کی دلیل ہر کہ کیفسرو اوس آفت روزگار کو دیکہکر اپنی طبیعت نہ سنبہال سکا میوہ سے شغل کرتے کرتے بے اختیار رچکر کہا کر فرش خاک پر گر پڑا جیسا کسی تجربہ کار نے لکہا ہے شعر نمی باشد عنان اختیار دل ضعیفان را بدنبال نگاہ خود رود ناتوانی را ۔ بقولہ جب وہ بقول اپنے قیلولہ کرکے اوٹہا (جسے میری راے مین عالم غشی سے تعبیر کرنا چاہیئے) تو پانامہ سے پوچہا یہہ عورت کون ہے اوسنے ہاتہون کی حرکت سے بتایا یہہ میری لڑکی ہے اور بالون کی طرف اشارہ کیا کہ ہنوز اسکی شادی نہین ہوئی کیونکہ ہماری قوم مین جب تک کوئی عورت کسیکے ساتہہ منسوب نہین ہو جاتی اوسکے بال اپنے ہی طرز خاص پر لٹکتے رہتے ہین سوائے اسکے ایک یہہ بہی پہچان ہے کہ انگشت ارکیان سوائے چہرہ کے اپنے اون اعضا کو جو تنون سے نہین چہپ سکتے ہمیشہ ایک قسم کا سبز رنگ ملکر چہپائے رکہتی ہین اگرچہ مین یہہ نہین کہہ سکتا کہ کیفسرو اس تمام عبارت کو پہلے ہی دن سمجہ لیا ہوگا لیکن اتنا بیشک معلوم ہو گیا کہ یہہ اسی پیر مرد کی لڑکی ہے اسیواسطے پانامہ کے حق مین کسیقدر سلوک کرنا چاہا اور کہا اگر آپکو تکلیف نہو تو دریا کنارے تک میرے ساتہہ تشریف لیچلئے وہ بے تکلف مع دس بیس آدمیون کے

(جو ایسیوقت اوس دیوار قلعہ سے آواز دیکر بلائے گئے تھے) ساتھ ہولیا راستہ مین کیخسرو نے دلولۂ شوق سے دل کڑا کرکے اوسی حیلہ کیطرف اشارہ کیا کہ اسے مجھے دیدیجئے پانامہ سمجھا شاید اسکا نام پوچھتا ہے اسواسطے دوتین مرتبہ امر امر کہکر خاموش ہورہا البتہ امر کیونکر خود سمجھ گئی کہ یہہ میری درخواست کرتا ہے کیونکہ حضرت عشق ایسے رہنما ہین کہ وحشی تو وحشی پتھر کو بھی اپنی راہ پر لے آتے ہین لیکن اوسنے دانستہ اس امر کا اظہار مناسب نہ سمجھا اسلئے کہ اون لوگون مین مرد کیطرف سے عورت کی درخواست گزرنے کا دستور نہ تھا ہم اوسنے اتنا اپنے باپ کو بتادیا کہ یہہ مرد مثل میرے ناکتخدا معلوم ہوتا ہے اگر اسنے ہمین کی سکونت اختیار کی تو مین اسکی نسبت کچھ عرض کرونگی اس پیش بندی سے اوسکا یہہ مطلب تھا کہ کوئی دوسری عورت اسکی درخواست نکرے اور کیخسرو کو بھی اپنی دانست مین کنایتاً سمجھا دیا کہ تو اس معاملہ مین دوبارا گفتگو نہ کیجیو مین آپ ہی سمجھ لونگی اگر میرا سینہ میرے نور محبت سے لبریز ہے تو مین بھی تیری الفت سے خالی نہین ہون شعر

چشمان من برویت در عاشقی چنانند	کز رشک یکدگر را دیدن نمی توانند

اسیطرح آپس مین رمز وکنایہ کرتے ہوئے آہستہ آہستہ جب وہ لوگ جہاز کے قریب پہونچے تو دفعتاً جہاز کو دیکھتے ہی ایسا تحیر اون نے اپنے چہرون سے ظاہر کیا کہ جسکا نفس الفاظ روزمرہ کے ذریعہ سے ہو بہو مین آپکے روبرو نہین کہہ سکتا ہان اتنا کہہ سکتا ہون یہہ وہ ہی لوگ تھے جنکے نزدیک پہوس کا فرش بچھا تھا، روزگار مین داخل تھا آگے آپ خود قیاس کرلین کہ جہاز کو دیکھکر اونکی کیا حالت ہوئی ہوگی بہرصورت اوس جہاز نے چند لمحہ کے لئے اون سبکو از سرتاقدم پیشمرصرعی بنادیا نہ کوئی بولتا تھا نہ ہاتھ پاؤن ہلاتا تھا گویا جامد تھے مین سو تون کی نقل کررہے تھے تھوڑی دیر مین جب خود بخود وہ کیفیت دور ہوگئی تو کیخسرو نے ایک نفیس فرش پر بٹھاکر سبکو عمدہ عمدہ کھانے کھلائے اور پانامہ کو مع اوسکی لڑکی کے ازبس تکلف لباس پہناکر یہہ درخواست کی کہ چند روز آپ ہمین تشریف رکھین تاکہ مین یہان کی زبان سیکھکر بخوبی آپ لوگون سے گفتگو کرسکون اوسنے جواب دیا رہنے کا مضایقہ نہین لیکن مین یکایک ایسے بڑے مکان مین آرام سے بسر نہین کرسکتا اگر اجازت ہو تمام دن آپکی خدمت مین حاضر رہون بڑی رات گئے اپنے خانۂ تاریک مین جاکر پڑ رہا کرون کیخسرو کو تو اپنے ہی مطلب سے مطلب تھا کہا جسطرح آپکی مرضی یہان رہئے خواہ وہان لیکن دل سے دور نہوجئے شعر

قرب و صفائی اگر هست میان من و دوست | چه تفاوت کند ار بعد مکانی باشد | غرض دوسرے روز سے کچھ

لے اوسے جنگلی قوم کا پائامہ کی سرفت جمع کرکے لب دریا ہر قسم کے مکانات بنوانے شروع کئے اور آپ بذات خود ہر وقت اونکے سر پر موجود رہنے لگا تاکہ مختلف لوگون کی باتین سنے سے جلد اوس زبان پر عبور ہو جائے چنانچہ کچھ کم ایک مہینے مین بغیر مدد اشارون کے بخوبی اپنا مطلب ادا کرنے لگا اور وہ لوگ بھی رفتہ رفتہ کسیقدر مانوس ہو گئے اوسوقت اوسی معشوق زمردین پوش کو موافق اپنی راہ و رسم کے حبالۂ عقد مین لاکر قریب بانو خطاب عنایت فرمایا اور بعد ہنگام عاشقی کے شائع طربانی اوسکا نام رکھا بلکہ سنا ہے عین نکاح کے روز اوس نونہال خوبی نے یہ شعر اپنے معشوق سے پڑھا کہ سبزہ پوشا کہ پہنا کہ کمال مسرت سے مطربان خوش الحان کو (جو بطور جوگی کے ہمراہ تھے) حکم دیا کہ اس شعر کا مضمون اپنے ترانہ مین ادا کرین شعر لباس سبز در بر کردہ ماہ من برغنا برآمد آفتاب طالعم از برج زنانی و او آپ اکثر شب وصل مین یہ شعر ورد زبان رکھتا تھا شعر

لباس سبز در بر شیوہ خنیاگران دارد | بحمد اللہ کہ آخر سبز شد نخل مراد من

بعد دو رہ جانے تجویز سجود کے فوراً اپنے پیشوا بابا کی طرف رجوع ہو گیا یعنی نکاح کے دوسرے یا تیسرے روز پائامہ سے فرمایا تمہین اس جزیرہ کا کچھ حال معلوم ہو تو بیان کرو وہ اوسوقت اتفاقیہ مغرب کیطرف منہ کئے ہوئے بیٹھا تھا اپنے دونون ہاتھ دونون طرف کے کنارے کہنے لگا ہماری اس چھوٹی سی زمین کے ادہر اور ادہر ویسے بڑے بڑے جزیرے واقع ہین کہ اگر دو جوان آدمی صبح سے شام تک متواتر کئی روز برابر چلے جائین تو یقین ہے کچھ اوپر تین تین مہینے مین دونون طرف کے کنارون کو چھو لین ایکبار رمال شباب مین مجھے دائین طرف جانے کا اتفاق ہوا ہے اگر زمانۂ قیام کو میرے منزلون مین سے نکال ڈالا جائے تو قریب قریب اسی عرصہ کے میرا یہی سفر ختم ہوا تھا اور یہ مین نے اکثر اپنے بزرگون سے زبانی سنا ہے کہ دائین طرف کا جزیرہ بائین طرف کے جزیرہ سے کمتر تین یا چار ہی منزل چوڑا ہے غرض ان دونون کا مختلف مقامون پر مختلف طور کا بیان کیا گیا ہے اوسکا اندازہ ٹھیک ٹھیک مین التماس نہین کر سکتا ہان اتنا جانتا ہون دائین طرف کے رہنے والے مہمان نواز آرام دوست اور خوش خلق آدمی ہین پیشہ تو ٹوکری دوری تک تو اسی قسم کا بنا تاتی لباس ہے اور خوراک بھی یہی ہے جو ہماری ہے اوس سے آگے بڑھیے تو اکثر لوگ زمین کی جھاتی پھاڑ کر کئی قسم کا دانہ بوتے ہوئے نظر آتے اور درختون کی چھال اپنا کپڑا بنانے کے استعمال

مین لاتے ہین ہر جو زمین ملتی ہے وہان کے لوگ بسبب شدت سردی کے زیادہ محنت نہین کرسکتے یا شل ہمارے چھلیان کھاتے ہین یا بھنگلی چوپایون کے گوشت پر اپنا گذارہ کرتے ہین اور پوشش بھی اونکی اونہین جانورون کی کھال ہے جو شکار مین خوراک کیواسطے مارے جاتے ہین اس جزیرہ کا سب سے اگلا سرا اوس طرف سے جدہر آفتاب غروب ہوتا ہے ایکسا اور جزیرہ سے ملا ہوا ہے صرف تھوڑا سا پانی بیچ مین پڑتا ہے مین تو اوسطرف نہین گیا لیکن سنا ہے بعض بعض لوگ اودہر سے آکر اکثر کسی چیز کے تبادلہ مین وہان کے جانورون کی کھالین لے جاتے ہین ہر طرح اودہر کے رہنے والے جبتک اونہین اپنی محنت سے اپنی ضرورت کی چیزین میسر ہوسکین دوسرون کی محنت پر نظر نہین ڈالتے برخلاف بائین طرف کے رہنے والون کے کہ کبھی اپنی محنت سے کوئی چیز پیدا کرنا نہین جانتے دوسرے لوگ جو اپنے قوت بازو سے کوئی شے اپنے یا اپنے بچون کے واسطے جمع کرتے ہین وہ اوسی زبردستی چھین لیتے ہین حالانکہ آپ مین بھی اونہین بہت ہی محنت کرنی پڑتی ہے یہانتک کہ سیکڑون جانین مفت مین ضایع جاتی ہین اور وہ شے بھی اونکے پاس دوسرے زبردست آدمیون کے ہاتھ سے بچنے نہین پاتی لیکن عقل کی کوتاہی سے مجبور ہین لڑائی کو بھلا جانتے ہین صلح کے نام سے ناک بھون چڑہاتے ہین رباعی

این اہل زمانہ در ذاکر دند	این مہیچ عبثہ عبث ہلاکر دند
از چار طرف غبار دلہا چندان	برخاست کہ زندہ در بلاکر دند

اس رباعی کا مطلب یہ ہے کہ ہم بھی مدت مدید سے اسی آفت مین مبتلا ہین اب بمشکل صرف آیندہ کے لئے کسیقدر چھلیون وغیرہ کا ذخیرہ تیار کیا ہے سو حساب کی رو سے دو تین ہی دن بعد وہ حضرات تشریف لاکر (اگر غالب ہوگئے تو) سبکو سمیٹ کر لیجائین گے شعر

روزے کہ مانشود آخر نصیب دیگران	طالع برگشتہ بخون آسیا دارید ما

اے کیفروس ظاہر ہم لوگ اون سے کسیطرح طاقت مین کم نہین ہین لیکن جیسے ہماری لڑائیون مین قدرتی لوگ مکلتی ہوئی ہے اوسیطرح کی وہ لوہے کی بناکر اپنی لڑائیون پر پڑہا لیتے ہین جسکے زخم سے ہماری طرف کا آدمی دوبارا حملہ کرنے کے کام کا نہین رہتا کیونکہ تو نے پوچھا تمہارے اس چھوٹے سے زمین کے ٹکڑے مین کسقدر آدمی ہونگے اوسنے جواب دیا عورتین اور مرد ملاکر قریب دس ہزار کے ہین لیکن لڑائی کے وقت عورتین بھی مثل مردون کے اپنے حریف سے مقابلہ کرتی ہین جان دینے مین اونہین کسیطرح دریغ نہین ہوتا اور یہہ سب آدمی آپکی عنایت سے میرے ایسے مطیع ہین کہ اگر ایکبار آگ کی طرف اشارہ کردون تو بے محابا کود پڑین مطلق دیر نہ لگائین شعر

مراجع است اسباب تعلق لیکہ آزادم | سراپا پنجہ ام چون سرد مانی نمیگیرم | یہہ سنکر کیخسرو نے کہا آدمی شمالی امریکہ
کیطرف روانہ کئے اور وہان سے سامان کشاورزی لاکر خاکنائے پانامہ کے قرب وجوار مین قلعہ رانی کے ذریعہ سے
مختلف قسم کے اجناس پیدا کی اور آپ مع پانامہ کے سو آدمی کی جمعیت سے جنوبی امریکہ کی جانب کوچ فرمایا
ہنوز قریب پچاس کوس کے زمین نطے کی ہوگی کہ ناگہان ایک غول تخمیناً دس ہزار آدمی کا سامنے سے آتا ہوا
دکھائی دیا پانامہ نے اپنے آدمیون کی قلت پر خیال کرکے باواز بلند کہا آج انکے ہاتھہ سے ضرور بے موت اس
میدان مین مارے گئے خدا جانے کیخسرو کو کیا سوجھا کہ کل سو آدمی لیکر ایسے بڑے غنیم کے مقابلہ کو اوٹھہ کھڑا ہوا
اب دیکھین گے ان سے بھاگ کر کہان جاتا ہے شاید اسکے دل مین یہہ سمایا ہوا ہے کہ بسطرح عجز وانکسار سے
ہم وحشیان رم خوردہ کو رام کرلیا ہے اوسیطرح اونہین بھی دم دیکر تہ دام کرلیگا سو یہہ خیریت ہے شعر

نتوان بروز دشمن بہ تواضع جان را | قامت خم نہ نہاند زاجل پیران را | کیخسرو نے ہنسکر فرمایا ہم جانتے تھے ترسے
لڑائی کے وقت ہمین بہت کچھہ مدد ملیگی مگر افسوس تم تو مرگ سے پہلے ہی داویلا مچانے لگے کینے لگا ہے مثنوی

چو پیکر کین گردد آزردہ پشت | ز نیزہ عصا بہ گیرد بہ پشت | ز پیری نمونہ شود پایہ نغز
ز پیران دو چیز است بایستہ دانا | یکے در ستوران یکے در نہاد | تن ناتوان کے سواری کند
سلاح شکستہ چہ یاری کند

غرضکہ اپنے تمام ہمراہیون کو ایک صف مین کھڑا کرکے آپ تن تنہا اوس غول بیابانی کیطرف تشریف لیگیا اس عرصہ
مین وہ بھی بہت نزدیک آگئے تھے کیخسرو کو نیزہ سنبھالے ہوئے سے جاپنے طرف آتے دیکھا یکبارگی سب نے اسطرح حملہ کردیا
جیسے کہ میان شہد پر پرانبوہ کرٹوٹ پڑتی ہین اوسوقت کیخسرو کو خیال آیا اگر خدانخواستہ ان وحشیون نے جان سے
ہاتھہ دہوکر نقطہ پر کار کیطرح مجھے بیچ مین گھیر لیا تو اکیلے دو ہاتھہ پاؤن سے مین کیا کرسکون گا حکما کا قول ہے قطعہ

پشہ چو پرشد بزند پیل را | باہمہ تندی وصلابت کہ اوست | مور دریگان راچو بود اتفاق شیر ژیان رابدر آرند پوست
یہہ سوچکر آگے جانیکا قصد نکیا وہین سے اشہب برق خرام کو بجلی کی مانند چمکا کر کچھہ کم ایک پرتاب سے اسقدر
تیرون کا مینہہ برسایا کہ جو غبار بادل کیصورت اوسکے سر پر چھایا ہوا نظر آتا تھا چشم زدن مین وحشیون کا ابر پراگندہ ہوگیا

رسن تیر باران کہ آمد بجوش | فگند ابر بارانی خود دروش | ہوا بر در آمد کمان را شکیخ
زپولاد پیکان پیکر شکن | تن کوہ لرزید بر خویشتن | شتابان شدہ تیر چون اژدہا
تہلا اون بیچارون کو اس قسم کی لڑائی کا کبھی کام سے

اتفاق ہوا تھا ایک جوان کے ماتھہ سے جو اپنے پاؤن کے نیچے خون کا دریا بہتے دیکھا گھبرا کر کہنے لگے اول تو ممکن ہی نہین اور جو بالفرض کسی حکمت علی سے اس پر کالہ آفت کو ٹنڈا بھی کر دیا تو اوسکے ساتھیون کو جو وہ سامنے ملک الموت کی مانند پر پھیلائے کھڑے ہین کون جواب دیگا واللہ یہہ آدمی نہین بلائے ناگہانی ہے اسکے مقابلہ کرنا سخت اپنی جان گنوانی ہے شعر

نہ آید بکار سلاح استعداد می باید	ہر دین کار بالش نیست کہ چہ پرو بالست

اس عرصہ مین سفہبار اجل نے دس بیس کو جو اور گرا دیا بلا تکلف سب کے پاؤن اوٹھہ گئے یعنی میدان کارزار سے بھاگ نکلے لیکن اب کیخسرو کسے جانے دیتا تھا فوراً تلوار آفتابر کھینچکر شعلۂ جوالہ کیطرح ایک ہی سرے سے وہ آگ لگانی شروع کی کہ آب دم شمشیر سے شہاب ثاقب کی مانند چنگاریان جھڑنے لگین پھر تو کسیکا کچھہ پیس نہ چلا مجبور اپنے اپنے ہتھیار پھینک کر بیخود سے کیطرح زمین پر گر پڑے کیخسرو چونکہ اونکے اس اشارہ سے واقف نتھا گھوڑے کو جولان کرکے بارگاہ کے پاس آیا وہ کیخسرو کا کمال فن سپہ گری دیکھکر اپنے ہی جوش و خروش مین متوالا سا کھڑا اتھا صورت دیکھتے ہی سینہ پر ہاتھہ رکھکر کہنے لگا یقین ہے آجتک رستم و اسفندیار کی تصویر کسی نے نہ دیکھی ہوگی لیکن اگر اسوقت پہلو چیر کر میرا دل نکال لیا جائے تو بجاے تصویر کے وہ خود اس آئینہ خانہ مین موجود ہے بلا تکلف دیکھہ لے یہہ زور یہہ بازو دیکھنے مین کیا کبھی سنے مین نہین آیا ایک آدمی تن تنہا دس ہزار کا سونہ پیرے سنبھالکسی کے آگے بیان کیجئے تو یقین نہ لائیگا شعر

فلک چون فاقت زیر نگین باد کلید عالمت در آستین باد	

کیخسرو نے فرمایا شیر شرزہ کے نزدیک دس چھوٹے پچاس ہزار بکریون کے گلہ کا سونہ میرے نزدیک کچھہ بات نہین ہے تم ناحق تعجب کر رہے ہو یہہ بتاؤ اب یہہ لوگ کیا کہتے ہین اوسنے حلقہ رکاب ظفر انتساب کو آنکھون سے لگا کر عرض کیا تربانت شوم پناہ مانگتے ہین کیخسرو نے کہا بالفعل پناہ منظور ہے لیکن تم جاکر سمجھا دو آیندہ کیواسطے اس شرط پر ہو سکتی ہے کہ نا اطمینان کامل ہمیشہ ان کا سرگروہ مثل تابعداروں کے ہماری خدمت مین حاضر رہے ورنہ خیر

اب جائین پھر سمجھا جائیگا رباعی	ما عادت خود بہانہ جوئی نکنیم جز راست روی نیکنوئی نکنیم
آنہا کہ بجاے ما بدیہا کردند	گر دست دہد بجز نکوئی نکنیم

پیامبر نے بموجب فرمان واجب الاذعان کے اس شرط کو اون لوگون کے روبرو بیان کیا اونھون نے بدل و جان قبول کرکے اپنے سرگروہ کو بخوشی کیخسرو کے سپرد کر دیا اور وہ سرزمین بھی اوسی کے قبضہ مین آگئے واضح ہو کہ رفقاے کیخسرو مین سے ایک شخص ہرتر ہمی لہب اپنی لیاقت

ذاتی اور جوہر مردانہ دیشی وجان نثاری کے کیخسرو کی خدمت مین بہ نسبت اور رفیقون کے زیادہ ممتاز تھا اوسنے
اپنے آقا کی ایسی بھیڑ جوڑت دیکھکر نہایت خوف پیدا ہوا کہ ابھی ظاہرا جنوبی امریکہ مین بہت سی لڑائیان ہونیوالی
ہین ایسا نہو شاہزادۂ ثریا جاہ اسیطرح ہر جگہہ دلیری کو کام فرماکر آپ بمقابلہ پیش آئے اور نصیب اعدا ان دشمنان
بہایم صفت کے ہاتھہ سے اتفاقیہ کسی مقام پر روح سیاہ کو صدمہ پہونچے یہہ سوچکر اوسنے بعد صلح ہوجانے
کے دست بستہ گذارش کی حضور کو ایک ادنیٰ قوم کی گوشمالی کیواسطے ہم جان نثارون کی موجودگی مین اپنی بھیڑ
خون آشام میان سے باہر نکالنی نہین چاہیئے اسکو تو اقبال خداوندی سے ہم ہی سمجھہ لینگے شمالی امریکہ کا ہنگامہ
وسبب اسکے کہ وہ کسیقدر تربیت یافتہ ہین البتہ ہمارے قابو سے باہر ہے اگر یہہ ہم ہمارے سپرد فرماکر خود بدولت
اوسطرف تشریف لے جائین تو یقین ہے بہت جلد ان دونون ملکون کا فیصلہ ہوجائے آیندہ جیسی مرضی مبارک شعہ
تاکہ از جانب خورشید نباشد گشتے | کوشش ذرہ بیچارہ بسے نرسد | کیخسرو نے اوسکے نشاندلی سے واقف
ہوکر فرمایا بہت اچھا ہم نے تمہاری اس التجا کو قبول کیا جاؤ خدا حافظ وناصر لیکن پانچ نصیحتین ہماری یاد رکھنا
اول جو کوئی پناہ مانگے اوسپر ہول کر ہاتھہ نہ اوٹھانا دوم جسنے پناہ دی واسکی ذات پر یکایک اعتماد نکرنا سوم جس
گروہ سے صلح کرو اوسکے ہتھیار کو گرفتار کرکے جزیرۂ پاناما مین بھیجدینا چہارم جو قلعہ فتح ہوجائے اوسکی رعیت کو
مثل اپنے فرزندون کے سمجھنا پنجم جو زمین تمہارے قبضہ مین آجائے اوسکی آبادی کے لئے مثل زراعت وغیرہ کے ہمیشہ
کی کوشش کرتے رہنا بعد اس تقریر کے ہتھیار کو پانچہزار کی جمعیت سے جنوبی امریکہ کی جانب روانہ کیا اور آپ
پاناما کو لیکر شمالی امریکہ کیطرف تشریف لیگیا شاید مین یہہ پہلے بیان کرچکا ہون کہ ادہر کے لوگ جہال وقتال
کو پسند نہین کرتے بلکہ صلح اور امن وامان کو ازحد عزیز رکھتے ہین اوسکا ثبوت یہہ ہے کہ جب کیخسرو نے جزیرۂ
پاناما کی شمالی سرحد پر پہونچکر پاناما کی معرفت یہہ پیغام بھیجا کہ مجھے اس ملک کا اپنے طور پر انتظام کرنا منظور ہے
اگر بخوشی تم لوگ میری متابعت قبول کرتے ہو فبہا مین بھی تمکو اپنے لخت جگر سے زیادہ سمجھتا ہون اور جو نہین تمکو
حوصلہ ہو وہ مقابلہ کی تیاری کرے مین ایسے شریر بالذات کو جسکی شرارت عموماً باعث فتنہ وفساد عالم وموجب
تخریب ذات بنی آدم ہے ہرگز زندہ رکھنا نہین چاہتا تو اوس تمام قطعہ کے رہنے والون نے (جنکی راہ ورسم پاناما
نے مثل اپنے بیان کی تھی) بخوشی کیخسرو کا فائقیہ اطاعت اپنے دوش پر اوٹھالیا اور زبان حال سے یہہ کہا ہے

روز بابے تو سیاہ است بیا | احوال ما بے تو تباہ است بیا | دیدہ ہا بسکہ بدو دوختہ ایم | جادہ یک بند نگاہ است بیا

وہان سے آگے بڑکر جب اون لوگون کو یہہ ہی پیغام بھیجا گیا جو یقول بادشاہ کے کچھہ زراعت وغیرہ کے فنون سے بھی آگاہ تھے تو اونھون نے جواب دیا ہم بابت سے اسی تمنا مین ہین کہ کوئی لایق اور مدبر شخص حکومت کے قابل اس بار گران کو اپنی گردن پر اوٹھاکر ہمین رات دن کے رنج و تردد سے آزاد کرے لیکن افسوس آجتک ہماری یہہ آرزو پوری نہین ہوئی اب اگر تم انتظام ملک کا دعوی کرتے ہو تو ہم شرطیہ تمہاری متابعت قبول کرسکتے ہین یعنی چند روز تمہارے قوانین معدلت یا صناعات ملک کے امتحاناً پابندی کرینگے اگر اوسمین کسی قسم کی خرابی نظر آئی تو بحان اللہ گویا گھر بیٹھے خداوند کریم نے دولت بیدار بیعہدی اور جو نہین چند روز بعد ہم آپکو اطلاع دین گے اوسوقت یا آپکو یہہ ملک چھوڑ دینا پڑیگا یا بزور شمشیر از سر نو ہمکو مطیع کرنا ہوگا کیا سُنا نہین

شعر

صحبت ناجنس آتش را بفریاد آورد | آب در روغن جوشاند میکند شیون چراغ

اگرچہ رنے اونکی یہہ شرط سنکر نہایت لطف سے فرمایا مین اچھی طرح جانتا ہون کہ خداوند کریم نے بادشاہ کو رعیت مین بجاے دل کے پیدا کیا ہے بس جو رعیت کو تکلیف پہونچی وہ خاص بادشاہ کی ایذاے تن کا باعث ہے انشاء اللہ تعالے نظام سلطنت کی بابت مین حتی المقدور کوئی دقیقہ مجھسے نرگذاشت نہوگا اول عدل و داد کو اپنا ہادی و رہبر بناؤن گا دوم اصناف خلایق کو رشل ارباب علوم و اہل سیف و تجار و مزارعہ وغیرہ کے) ہمیشہ بمابر و مساوی سمجھون گا سوم رعیت کے احوال و افعال پر نظر کرکے حسب استحقاق و استعداد اون کے ترقی مراتب مین روز و شب کوشش کرتا رہونگا چہارم اپنے تو ابعین کو کسی صورت مین محتاج و درماندہ نہونے دونگا کہ یہہ بھی ایک بڑا جزو حکمرانی کا ہی کسی دیگر کا تو

شعر

چو شاہین ترازد بہر کہ رفعت در نظر دارد | نیازد با نشانہ گان را با دو دست از خاک بردارد

چنانچہ بعد تکمیل عہدنامہ باہمی کے اوسنے رعیت کے ساتھہ وہ رعایت کی کہ چند روز مین تمام ملک آنکھہ کی مانند روشن ہوگیا

کہین ظلمت ظلم کا نام کبھی نشان باقی نرہا مثنوی | جہان را خلعت امن آسمان داد | کہ تیغ از تنگ عریانی نشد آزاد

زمدلش جہان مظلومان بحرگاہ | فراوش کردہ تیر انداز آہ | اسیطرح آہستہ آہستہ دو سال مین تمام شمالی امریکہ پر اپنا قبضہ کرلیا اور تیسرے برس جنوبی امریکہ سے بھی ہر ایک مقصد کے نفع ہونیکی خبر آگئی قصہ مختصر تھوڑے ہی عرصہ مین کیخسرو نے خوبی اقبال و رعایت ذوالجلال سے اس تمام براعظم مین اپنی فرمانروائی کا جھنڈا گاڑ دیا اور

بہبودی خلایق کی ترقی مین ایسی کوشش کی کہ چھ برس کے اندر اندر تمام لوگ تربیت یافتہ قوموں سے ہمسری کا دعوی کرنے لگے سچ ہے شعر اما قاصر انہ لطف مزنی آب و رنگے برگنند ۔ الیتوان کردن بگرمی پختہ نارس چیدہ را۔

آن یہ کہنا مین بھول گیا۔ کیخسرو کو امریکہ پہونچنے ہی مختلف تجربات تاثیر مقناطیسی کے ذریعہ سے یہہ امر تحقیق ہوگیا تہا کہ اگر ایک چھوٹی سی سوئی مقناطیسی کی (یا اوس لوہے کی جو خوب آگ مین سرخ کرکے پانی کے اندر اون سے مقناطیس مصنوعی بنالیا گیا ہو) کسی باریک ریشم کے تار مین باندہ کر لٹکائی جائے یا کسی نوکدار چیز پر برابر ہموار رکہہ دی جائے تو اوسکا ایک سرا ہمیشہ شمال کیطرف پر جائیگا اس تجربہ کی رہنمائی سے اوسنے ایک ایسا آلہ تیار کیا تہا کہ جو سارے ربعہ جہات عالم یعنی مشرق، مغرب و جنوب و شمال کے اور جی تمام گوشے بخوبی بتا سکتا تہا اور ربعہ غور کرنے گردش آفتاب کے یہہ بہی معلوم کرلیا تہا کہ اگر کوئی جہاز گوشہ شمال و مغرب کے ایک خاص درجہ پر جزیرہ پاتا مہ سے چھوڑا جائے تو ٹھیک اوسیجگہہ پہونچ جائیگا جہان سے ہماری حماقت ہمکو یہان لائی ہے مگر چونکہ جہاز اوس زمانہ مین ایک ہی تہا اسواسطے مصلحتاً امتحان اس امر ظنی کا مناسب نہ سمجہا جب بخوبی تمام امریکہ پر تسلط ہوگیا اور جہاز بہی رہان کے کاریگرون کی مدد سے کئی ایک بنالئے گئے تو موافق اپنے خیال کے مخفی طور پر یہ گوشہ شمال و مغرب کیطرف روانہ کیا اوسنے پورے برس دن بعد آکر خبر دی کہ رستم ملک توران کا تخت نشین ہوا اور افراسیاب اوسکے خون سے خدا جانے کہان روپوش ہوگیا یہہ ذکر اوس زمانہ کا ہے کہ کیخسرو کے نطفہ سے ملک امریکہ مین دو لڑکے پیدا ہوچکے تہے جنمین چھوٹے کا نام کیومرس تہا اور بڑے کا نام ریمس کیخسرو ان دونون کو تربیت کے سپرد کرکے آپ اوسی روز شکار کے بہانے بکمال شوق مغربی بر عظم کی جانب روانہ ہوگیا اور حکم دیا کہ جہاز پہلے کیورل جزیرہ سے لگایا جائے تاکہ سب سے اول والدہ ماجدہ کی قدمبوسی حاصل ہو خدا کی قدرت دیکھئے کیخسرو اوسوقت جزیرہ کیورل مین داخل ہوا کہ افراسیاب (بقول آپکے) دوبارہ اپنا ملک ایرانیون سے چھین کر کیخسرو اور فرنگیس کی طلبی کا حکم پہر آن دیسہ کو دے چکا تہا بلکہ ایسا اتفاق ہوا کہ ہرکیخسرو فرنگیس کے پاس پہونچا اور ہرطرح مین افراسیاب کے آدمیون کو گرفتار کرلیا آپس مین دو گہڑی بہی ماپیٹے جی کہولکر اپنا درد دل عدیہان کرنے پائے ایسے موقع پر کہ تمام خوشیان یکبارگی رنج و غم کے ساتہہ مبدل ہوجاتین ظاہر ہے کہ کیخسرو کا کیا حال ہوا ہوگا لیکن وہ نہایت صاحب حوصلہ تہا باوجود اس صدمہ کے مطلق طبیعت کو دگرگون نہ ہونے دیا خاموش سر تسلیم جہکا

طالمون کے ساتھ ہولیا البتہ درگاہ قاضی الحاجات مین اوسیوقت سے چپکے چپکے مناجات کرنی شروع کی کہ اے پروردگار عالم ہرچند میرے گنہگار اور سزا کے سزاوار ہونے مین کسیطرح شک نہین لیکن تو تو ستار وغفار ہے اپنی کریمی کے صدقے مین میرے گناہون سے درگذر اور کوئی ایسا سبب بنا کہ مین آوارۂ خانمان ان جفا پیشون کے ہاتھ سے رہا ہوجاؤن

رباعی

دریا گنہ شد دل سکینم پستہ | یارب چہ شود اگر اگیری دستہ
اندر کرمت انچہ مرا باید ہست | اندر کرمت انچہ ترا شاید نیست

شان کریمی سے اس مناجات نے ایسا اثر بخشا کہ اوسی رات کو گودرز عالم رویا مین کیخسرو کے حال سے مطلع کیا گیا اور اوسکا بیٹا گیو موافق ہدایت اپنے باپ کے حاضر سرحد توران مین سے دونون گرفتاران پنجۂ غم کو چھڑا لیگیا جیسا کہ ابھی آپ بیان کرچکے ہین اور باقی واقعات بھی جو کچھ کیخسرو کی نسبت ایران مین پہونچنے کے بعد آپنے ارشاد فرمائے وہ سب درست ہین اونکے اعادہ کی مجھے ضرورت نہین البتہ اخیر کے دو ایک فقرون کو دوبارہ کہنا پڑیگا لیکن اسطرح کہ مہم از اسباب سے فارغ ہونے کے عرصۂ بعید بعد کیخسرو نے ایک روز خواب مین دیکھا کہ شاخ طوبیٰ بہار تازہ کی مانند کسی حسن گلستان رشک روضۂ رضوان مین ایک تخت زمردین پر بیٹھے ہوئے اپنے دونون لڑکون سے (جو دست بستہ اوسکے سامنے کھڑے ہین) کمال تاسف کہہ رہی ہے افسوس کیفروس کی آتش مفارقت سے میرا سینہ تنور کیطرح بھبک ہی رہا تھا کہ تم دونون کے فساد باہمی نے اور بھی کلیجہ مین آگ لگادی اب مین اپنا دردوغم کسکے آگے بیان کرون اور وہ کہان ہے جو میرے حال زار پر رحم کھاکے تم دونون کی آپسمین صلح کرادے یہ دیکھتے ہی تپش دل سے کیخسرو کی آنکھ کھل گئی سمجھا شاید ملک امریکہ مین کچھ فتور واقع ہوا کہ بعد سالہا سال کے شاخ طوبیٰ اسقدر تشویش مین مبتلا دکھائی دی اب یہان قیام کرنا مصلحت دور اندیش سے نہایت بعید ہے جسطرح ہوسکے اپنے آپکو وہان پہونچانا چاہیے ورنہ یقینی تمام ملک برباد ہوجائیگا یہ سوچکر علی الصباح روسائے ایران سے فرمایا رات کو مجھے علم غیبی سے ہدایت ہوئی ہے کہ بس بہت دن بادشاہت کرچکا اب ہماری طرف رجوع کرنا ہے اس جہانبانی کا وہ صلہ عنایت فرمائینگے کہ تو سلطنت کا آرام بھول جائیگا بس اب یہین تم لوگون سے علیحدہ ہوکر ایکگوشہ عافیت مین اپنے معبود حقیقی کی عبادت کرنا چاہتا ہون کہ بغیر اسکے دولت عقبیٰ کا حاصل ہونا کسیطرح ممکن نہین شعر

بیک دل کے توان اندیشہ دنیا و دین کرد
کہ نتوان ہر دو دست خویش در یک آستین کردن

پھر سکر رستم و زال و گیو و گودرز وغیرہ نے ہرچند اپنے طور پر

سمجھایا کہ ہم لوگوں کو بغیر تقاضائے شدید ملک الموت کے عمداً درگاہ بے نیاز کا قصد کرنا زنہار لازم نہیں ہے لیکن کیخسرو نے شاخ طوبیٰ کی محبت سے کسیکا کہنا نہ مانا دوسرے روز تخت کیانی لہراسپ کے سپرد کرکے آپ کوہ البرز کو چلا گیا خدا کی قدرت سے اوسی رات کو پہاڑ پر اسقدر برف گرا کہ جو لوگ اوسکے ہمراہ گئے تھے اونہیں اپنے تن بدن کا بھی ہوش باقی نرہا کیخسرو کو تو اپنا غایب ہی کرنا منظور تھا ایسے موقع کو از بس غنیمت جانکر فوراً گوہ البرز سے نیچے اوتر گیا پھر لباس و ہیئت تبدیل کرکے چند روز میں جنگل ہی جنگل ملک روس کی سیر کرتا ہوا رودبار پیرنگ کی راہ شمالی امریکہ کے شمال میں جا نکلا وہاں پہونچتے ہی سنا کہ شاخ طوبیٰ نے جنت الماوی کو کوچ کیا اور کیموس و کے ریس دونوں بھائی جنوبی امریکہ میں باہم سرگرم سرکہ جدال و قتال ہیں تفصیل اس اجمال کی پوچھیے تو راوی نے یوں بیان کی کہ جب نابالغ ہو جانے دونوں شاہزادوں کے ہر یرنے اپنے ملک کی راہ و رسم کے موافق جنوبی امریکہ (جو شمالی سے کسیقدر بڑی ہے) بڑے شاہزادہ کے رئیس کے سپرد کردی اور شمالی امریکہ چھوٹے شاہزادہ کیموس کے دامن دولت سے باندھدی لیکن یہ ظاہر ہے کہ جنوبی امریکہ کے رہنے والے نہایت سرکش اور کم عقل آدمی ہیں کے ریس باوجود کوشش و محنت شاقہ کے مدت مدید تک اونہیں اپنی راہ پر نہ لاسکا اور شمالی امریکہ میں باشندگان ملک کے حسن لیاقت کے سبب روز بروز وہ ترقیان ہوئیں کہ آج جسکا نظیر روے زمین پر پیدا نہیں ہو سکتا چونکہ جنوبی امریکہ کی آب و ہوا کے مزاج میں بہت اثر کر گئی تھی اسلئے اوسنے اپنے چھوٹے بھائی کی حکومت پر رشک کھا کر ہرمز یر کو پیغام بھیجا کہ میں اپنا ملک شمالی امریکہ کے سامنہ تبدیل کرنا چاہتا ہوں تمہیں یہ فیصلہ کیموس کو سمجھا کر اسطرح کرا دینا لازم ہے کہ باہم کسی قسم کی نزاع واقع نہو ہرمز نے لکھا آپ کا یہ سوال آئین ملک داری کے بالکل خلاف ہے اگر آپکو جنوبی امریکہ کی حکومت منظور نہ تھی تو تقسیم کے وقت فرمایا ہوتا اب میرا کیا کہنا نہیں ہو سکتا یہ جواب دیکھتے ہی کے ریس بے انتہا فوج لیکر شمالی امریکہ پر بڑھ آیا لیکن یہاں کی تھوڑی سی تربیت یافتہ سپاہ نے ایک ہی مہینے کے اندر اوسے پس پا کر دیا اس امر سے اور بھی اوسکی آتش غضب مشتعل ہو گئی دوبارہ پھر جمعیت کثیر سے حملہ آور ہوا مگر شل شہور ہے دزد نما بیتوان زد باوجود کوشش کے پہرا پہنچنے کے پہلے ہی طور پر شکست فاش کھا کر بھاگ گیا اسیطرح چھ بھینہ تک ہنگامہ کارزار گرم رہا لیکن سوائے جان سی عزیز چیز ضایع ہونیکے کوئی عمدہ نتیجہ کسی لڑائی کا ظہور میں نہ آیا آخرش قدسیہ بانو نے چھوٹے شاہزادہ کیموس سے فرمایا ناحق بندگان خدا کے گلے کٹوانے سے کیا فائدہ تم ہرمز

کو لیکر خود کے ریس کے پاس چلے جاؤ اور کہو مجھے بہر طور آپکی رضامندی منظور ہے اگر صرف شمالی امریکہ کیواسطے یہ تمام ظلم و تعدی ہے تو بسم اللہ اسے لیجئے غریب رعیت کو مفت میں برباد نہ کیجئے اس تدبیر سے تعجب نہیں کہ شمالی امریکہ کا خیال اوسکے دل سے جاتا رہے اور آپس کا فتنہ و فساد بھی دور ہو جائے آخر تمکو تو خداوند کریم نے جو ہر عقل عنایت فرمایا ہے تم ماداتوں سے بجز لطف و مدارا کرنے بھڑنے کا کیوں قصد کرتے ہو

شعر

بادان کار دانا مہربانی است | اول بینا بنا بینا بہ سوزد

ہر چند کیموس جانتا تھا کہ انتہاے عداوت کے بعد دشمن کے آگے سر تسلیم جھکانا عقل کا کام نہیں ہے لیکن مجبور بحکم جب حکم والدہ ماجدہ کے ہتھیار کو ہمراہ لیکر کے ریس کے پاس تشریف لیگیا اوس ناعاقبت اندیش نے جاتے ہی کیموس کو قید کر لیا اور ہتھیار کو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا ملکہ معظمہ تو خنجر مفارقت کے زخم کاری سے پہلے ہی کوچ کی تیاری کئے بیٹھی تھیں اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی کلیجہ ایسا طبیعت کو صدمہ ہوا کہ اوسی روز بیمار ہستی سے سبکدوش ہو گئیں لیکن عالم نزع میں کے ریس کو ملکہ یہ کہلا بھیجا کہ تمہاری آتش عداوت اور شعلہ مفارقت نے آج ہماری مشت استخوان کو جلا کر خاک کر دیا اور آیندہ نہیں معلوم اس خاک کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے یعنی عالم باقی میں بھی تمہارے ہاتھ سے ہماری روح کو آرام ملے یا نہ ملے اگر اپنے نومہ تولد ابہت بھی ہمارا حق سمجھتے ہو تو للہ اس کینہ دیرینہ سے باز آؤ نہیں خیر ہم جاتے ہیں تم جانو اور تمہارا کام جانے

شعر

بخانہ زیست در چپ ہجران زتپ مرا | از فرقت تو خنجر زد وہ جان بلب مرا

یہ وصیت نامہ دیکھکر کے ریس نے کیموس سے کہا اگر چہ والدہ ماجدہ صاحبہ کی خاطر سے میں تمکو چھوڑے دیتا ہوں لیکن یہ یاد رہے جب تک شمالی امریکہ پر اپنا تسلط نہ کر لوں گا مجھے چین نہ آئیگا کیموس نے جواب دیا میں تو خود ہی یہ پیغام لیکر آیا تھا کہ میں بھی حاضر ہوں اور ریمل ملک و مال بھی حاضر ہے پھر بار بار اسکے زمانے کی کیا ضرورت ہے کے ریس نے کہا تمہارا دیا ہوا ملک میرے کسیکام کا نہیں میں بزور شمشیر اوسپر قبضہ کرنا چاہتا ہوں جاؤ اور اپنی فوج آراستہ و پیراستہ کر کے میرے حملہ کے منتظر ہو انشاء اللہ تعالے ایکے شمالی امریکہ میں وہ خون کے دریا بہائے ہونگے کہ رنگ شفق جسکی حسرت میں تمام عمر لہو روئے گا کیموس نے کہا جناب ملکہ معظمہ رونق افروز اور رنگ مفارقت کی وصیت کا ہوں یہ نشا بھی ہے کہ جاے فساد باہمی کے سبب رعیت کی جان و مال کا کسیطرح نقصان نہو پس میں ہرگز بندگان خدا کی خونریزی میں جرأت نہیں کر سکتا ہاں اگر آپکو صرف اپنی تلوار کا لوہا آزمانا منظور ہے تو بسم اللہ کاروے ہو جائے ایک جان کے

ضایع ہونے مین یقینی دونون ملکون کا تصفیہ ہوجائیگا یہ رائے کے رئیس کو بھی بہت پسند آئی اوسیوقت دونون بہائی مسلح ہوکر دشمن جانی کیطرح آپس مین خون کے فوارے اوچھالنے لگے سب سے پہلے نیزہ بازی ہوئی پھر گرز گران سنگ کے حملے دکھائے گئے اوسکے بعد تلوار جو چلی طرفۃ العین مین دونون شاہزادون کے جسم نازنین زرہ بکتر کے نیچے گل صد برگ کی مانند زخمون سے پور پور ہوگئے یہانتک کہ اوپر کے رئیس بیہوش ہوکر گھوڑے سے نیچے گرا اور یہ کمبخت عالم غشی مین فانۂ زمین سے فرش زمین پر آرہا اوسوقت جو کوئی انھین خاک وخون مین آلودہ دیکھتا تھا کمال افسوس سے انگشت حیرت دانتون مین دبا کر یہ شعر پڑھتا تھا شعر

فلک بجنگ فگندہ است تاجداران را ۔۔۔ خروس بازی این پیر اتماشاکن

المختصر اسقدر مجروح ہونے کے بعد دونون گلشن سلطنت کے نہال کامرانی بصد ہا نفشانی قطرہ ہاے اشک چشم عاشقان خونین پیرہن کی مانند میدان جنگ سے اوٹھائے گئے اور علحدہ علحدہ دونون کا باحتیاط تمام علاج ہونا شروع ہوا جب کچھ اور دو مہینے مین دونون نے غسل صحت کیا تو پھر مشق سابق کے میدان کارزار مین وہ ہی تیغ وخنجر کی تقریب باہم ملاقات نصیب ہوئی اور بدستور کمال فن سپہ گری دکھانے کے بعد دونون دریاے خون مین غرق ہوکر جدا جدا جراحون کے سپرد کئے گئے اسیطرح آج گیارہ مہینے مین چار مرتبہ مقابلہ ہوچکا ہے لیکن ہنوز دونون مین سے کوئی غالب یا مغلوب نہین ہوا آیندہ دیکھئے کیا ہوتا ہے اور کیونکر یہ فیصلہ قرار پاتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم جانتے ہین شعر

فلک باہر دو ممتاز خصمے ۔۔۔ بیشتر دارد کمان اول کند آوارہ پیرو ترکش را

القصہ یہہ داستان غم والم اتمام فرما کر بیت دیر تک شاخ طوبیٰ کے فراق مین چشمۂ سلسبیل کیطرح آب صفا آنکھون سے بہاتا اور یہ شعر زبان پر لاتا رہا شعر

آہ این چہ حال بود کہ عالم خراب شد ۔۔۔ دلہاز آتش غم وحسرت کباب شد

پھر یہہ خیال کرکے کہ کہین لڑکے بھی میرے تغافل مین ضایع ہوجائین اوسیوقت یلغار جنوبی امریکہ کو روانہ ہوگیا جس دن وہان پہونچا اوسی روز شاید پھر میدان کی تیاری تھی لیکن اوسنے جاتے ہی دونون کو اپنے روبرو بلوا کر فرمایا افسوس تمہین دولت دنیوی کیواسطے آپس مین ایکدوسرے پر ہاتھ اوٹھاتے ہوئے شرم نہین آتی شاید تمہارے قتل کرنے مین اپنی جان کا ضایع ہونا تمہین جوانمردی خیال کرتے ہو حالانکہ یہہ بالکل غلط ہے اسکا طالب دونون جہان مین ذلیل اور خاص اس قحبہ کی آنکھون مین حقیر ہے کیا سنا نہین شعر

تا بہ شد بجواب در نگرے	تو بدیدنیا بصورت بگرے	گفت زاہد کہ توبہ زینت و زر
گفت دنیا کہ با تو گویم راست	کہ ترا ہر کہ زر بود نخواست مرا	آنکہ نامرد بود خواست مرا

اور یہہ تو خیال کرو ملک یا مال نے کسکے ساتھ وفا کی ہے جو تمہارے ہی ساتھہ کریگا یا تو ڑے عرصہ مین کسی وجہ سے یہہ خود تمہین چھوڑ دیگا یا تم آپ اسے چھوڑ کر عالم جاودانی کو روانہ ہوجاؤگے پھر ایسی ناپایدار اور بیوفا چیز سے دل لگانا کس مذہب و آئین مین درست ہے رباعی تا کے طلب روزی ہر روزہ کنی | اسباب طرب بصل و فیروزہ کنی
در چشمہ حیوان اگر آید اجلت | حسرت ندہد کہ آب در کوزہ کنی | علاوہ اسکے حکومت کا بوجھہ تمہاری گردن پر صرف بندگان خدا کو آرام پہونچانے کے لئے رکھا گیا ہے نہ اپنا تزک و شان بڑہانے کیواسطے ہان اگر کوئی غنیم اپنے ملک پر حملہ کرے تو کیا مضایقہ ہے بیشک لڑنا چاہیے ورنہ جنگ و جدال وہ قہر ذوالجلال ہے کہ جسمین اول گوہر جان نثار کرنا پڑتا ہے بعدہ آنکھین کھولکر دیکھئے تو تمام ملک مین سوائے ویرانی اور بربادی کے کچھہ نظر نہین آتا پھر نتیجہ اس جانفشانی کا وہ ہی دو دن کی حکومت ہے باقی پیغام اجل پہونچا تو ہرگز اوسکا علاج کسی تدبیر سے ممکن نہین رباعی

تا قعر گل سیاہ تا اوج زحل	کردم ہمہ مشکلات عالم را حل	بیرون جستم ز قید ہر کو دجل
ہر بند کشودہ شد مگر بند اجل		

اُس قسم کی نصیحتین سنتے ہی دونون لڑکون نے بیخود ہوکے قدمون پر سر رکھدیا اور کہا بیشک اغوائے اہرمن کے سبب ہم سے وہ جرم سرزد ہوا ہے کہ ہرگز قابل بخشایش نہین لیکن امید ہے آپ محبت پدری سے ہماری تقصیر معاف فرمائینگے اور آپکی دعاے یزدان پاک بھی بلا محاسبہ ہمین بخشدیگا شعر آنجا کہ کنہا ہرگم نامت خود برآرد عصیان چہ غبار ریست کہ ناید بدامنش
کیخسرو نے دونون کو چھاتی سے لگا کر اپنے پاس بٹھالیا اور فرمایا اگر تم صدق دل سے توبہ کی تو بیشک تمہاری توبہ قبول ہوگئی اب جاؤ اور اپنے اپنے ملک کی پاسبانی مین کوشش کرو ہم باقی انفاس کو شغل عبادت مین بیٹھہ کر تمام کرنا چاہتے ہین لیکن تمکو یہہ نصیحت کرتے ہین کہ آیندہ اپنی ماؤں کے نامون کے ساتھہ لفظ کے داخل نکرنا اور رعیت کو اسقدر آرام پہونچانا کہ وہ تمہاری شفقت کے سبب ہمارا نام ہو لکر بھی اپنی زبان پر لانیکا قصد نکرے سبب اسکا یہہ ہے کہ مین مشرق بر عظم کا رہنے والا ہون اور وہان کے باشندے آجکل اسقدر جوانمرد اور شجاع مشہور ہین کہ تمام زمانہ انکے آگے گردن تسلیم خم کئے ہوئے ہے اگر خدانخواستہ آیندہ کسی زمانہ مین اونکو تمہاری اولاد کے نام سے کر معلوم ہوگیا کہ امریکہ بھی اسکل

کیقباد سے کیکے قبضہ مین ہے تو وہ بیشک اسے اپنے ملک کے ساتھ ملانیکا قصد کریگا اسیواسطے ہم نے آج تک ایران کو اپنے ملک کا جزو اعظم کی حقیقت سے آگاہ نہین کیا اور تم سے اپنا اصلی حال اسلیے چھپاتی ہے کہ تمہین بعد ہمارے ملک و مال کی طمع سے جیسا کہ ابھی ظہور مین آچکا ہے) ایران و توران کو اپنے قبضہ مین لانیکا خیال پیدا ہو کر مفت مین یہ بھی ملک تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے بہرصورت مصلحتاً یہ راز آجتک پوشیدہ رکھا گیا تھا اسوقت صاف ظاہر کردیا کہ تم اب بخوبی دنیاے دنی کی بیوفائیون سے آگاہ ہوگئے ہو آیندہ یقین نہین کہ بے سبب تمہارے تلوار میان سے باہر نکلے اور اگر نکلے تو خود پشیمان ہوگے ہمارا کیا جائیگا یہ کہکر نیب خسروی (کہ جسکا ذکر مین پہلے کرچکا ہون) اپنے چھوٹے لڑکے کیموس کو عنایت فرمائی اور آپ دونون ملکون کی سرحد پر ایک چھوٹا سا مکان بنوا کر عبادت پروردگار مین مشغول ہوگیا شاید آپکو یہ بھی سننے کا اشتیاق ہو کہ وہ بارا کیخسرو ملک امریکہ مین پہونچکر کب تک زندہ رہا اور بعد اوسکے کیربس اور کیموس نے وصیت پدری پر کیا عمل کیا اسلیے مین خود بیان کرتا ہون کہ بعد ترک سلطنت کے وہ سرو بوستان مملکت پانچوین برس عازم گلگشت گلشن فردوس ہوکر بلا تکلف شاخ طوبیٰ سے واصل ہوگیا یعنی کیخسرو نے دوبارا ملک امریکہ مین پہونچکر پانچوین سال جہان فانی سے عالم جاودانی کو کوچ فرمایا اور اوسکا خمدہ وہی مکان تجویز ہوا جہان وہ مکروہات دنیوی سے موقوف ہو کر عبادت الٰہی مین مشغول ہوتا بعد اوسکے کیربس اور کیموس دونون بھائی قریب چالیس چالیس برس کے اس محبت اور سلوک کے ساتھ حکومت کرتے رہے کہ گویا دونون حکمرانون پر ایک ہی بادشاہ کا حکم جاری تھا اور یون بھی سنا ہے کہ اخیر عمر مین یہ دونون بھی اپنے اپنے ملک اپنی اپنی اولاد پر تقسیم کرکے جیتے جی مثل اپنے باپ کے یزدان پاک کیطرف رجوع ہوگئے تھے لیکن کسی معتبر مورخ نے اس امر کا تذکرہ نہین کیا پر ہان یہ بخوبی ثابت ہے کہ کیربس نے ایک سو سترہ برس کی عمر مین عہد اپنا چھوڑکر انتقال کیا اور کیموس نے ایک سو اکیس برس کی عمر مین تین لڑکے چھوڑکے رحلت فرمائی جنکے نام بموجب وصیت کیخسرو کے اسی ملک کی راہ و رسم کے موافق رکھے گئے اور جو قطعات زمین بطور ترکہ پدری باسبانی وصیت کیواسطے اونکے حصے مین آئے وہ اونکی نیک نیتی اور داد و دہش کے سبب اونکے نامون سے ایسے مشہور ہوئے کہ آجتک اسی طرح برابر مشہور چلے جاتے ہین چنانچہ کیموس کے بڑے لڑکے کا نام جیلی فیکس تھا جسنے کاربنیا اور چھوٹے کا میکسی کو اور وہ ہی ٹکڑے زمین کے اونکے حصے مین آئے تھے جو آجکل خود انہین نامون سے مشہور ہین اور کیربس کے بڑے

اوسکے کا نام پریزل تھا باقی اوس سے چھوٹے پانچ اور تھے کولمبیا - لاپلاٹا - پیرو - بولیویا - اور پاٹی گونیا -
جبکی ہر کا اصلی حال زمین کے ٹکڑون کی حیثیت سے بخوبی واضح ہوسکتا ہے یعنی کون چوڑا تھا اور کون بڑا اور
پتلی کی نسبت (جو جنوبی حصے کے مغرب مین واقع ہے) بعضون کا یہہ قول ہے کہ وہ کیوس کی لڑکی تھی بولیویا
کے ساتھ منعقد ہونیکے سبب یہہ ٹکڑا رونمائی کے طور پر اوسے دیا گیا تھا جسکے باعث اوسکے نام سے مشہور
ہوگیا اور بعضے کہتے ہین نہین وہ بی خاص کیریبس ہی کی لڑکی تھی اگر موافق رسم پارسیون کے اپنے بھائی
بولیویا کے ساتھ منعقد کیگئی ہو کیا تعجب ہے غرض بالفعل جو نام ملکون کے مشہور ہین وہ اصل مین کیریبس
اور کیوس ہی کی اولاد کے نام سمجھنے چاہئین جو حقیقت مین آمریکہ یعنی قدسیہ بانو کے بطن سے پیدا ہوئے ہین
اور یہہ بی واضح ہو کہ کیریبس اور کیوس کی نسل ابتک جنوبی اور شمالی آمریکہ مین موجود ہے گو نطفہ ضعیف ہوجانے
کے سبب اکثر آوارہ اور اوباش لوگون مین وہ داغ جسکے باعث وہ کے مشہور تھے باقی نہین رہا اور یہہ بی
سب جانتے ہین کہ اصل مین یہہ لوگ براعظم ایشیا کیطرف سے یہان آکر آباد ہوئے ہین اسلئے خاص باشندگان آمریکہ
کو ہندی کہتے ہین کیونکہ ہندوستان براعظم ایشیا مین سبسے زیادہ مشہور ملک ہے اگر کیخسرو بقول آپکے اوسہی
آملا تو آپ ہی زمانے کیریبس اور کیوس یہہ دونون فومین کس بادشاہ کیافی کی نسل سے ہین اور ہندی یہہ لوگ
کیون کہلاتے ہین اے فریاد جاہ بے محابا کسی امر کا دعوی کر بیٹھنا بہت آسان ہے اور اوسکا ثابت کرنا بس مشکل
کیا خوب ہوتا کہ آپ بجز اس امریکہ کا حال تحقیق کرلیتے پھر مجھپر اعتراض فرماتے شعر سخن گفتہ دگر بار نیاید بدہان
اول اندیشہ کند مرد عاقل باشد - رفقانے یہہ سنتے ہی بسبب ندامت کے نیچی گردن کرکے نہایت شرمسار جوابدہی
فی الواقع کیخسرو کے حال سے فضل آپکے واقف نہ تھے بڑی غلطی کی کہ بغیر تحقیقات آپ سے اولجھ پڑے مگر آپکی خوش
اخلاقی کے ساتھ اگر ہم اپنی اس تھوڑی سی گستاخی کا موازنہ کرتے ہین تو امید کامل ہوتی ہے کہ بلاعذر ہماری تقصیر
معاف ہوجائیگی شعر پیشانی عفو تر ابر چین نسازد چو جرم ما | آئینہ کے برہم خورد اندشتی نمانما
اسکے بعد
وہ مجلس برخاست ہوئی یعنی رفقا بسبب رات ہوجانیکے وہان سے اوٹھکر اوس مکان عالیشان کیطرف تشریف
لیگئے جو اوقوغ شاہ کی جانب سے اونکے رہنے کو تجویز کیگیا تھا اب وہ کلے امیرزادہ تیمور کی نسبت بیان کئے
جاتے ہین وہ بھی قابل سننے کے ہین قاعدہ کلیہ ہے کہ عشاق کہ مرض عشق مین مبتلا ہونیکے سبب سوا اپنے قصہ کے

اور کسی کی بات اچھی نہیں معلوم ہوتی کیونکہ وہ رات دن ظاہر و باطن اپنے ایک اسی خیال کے سمجھنے کرنے میں مصروف رہتے ہیں جو آہستہ آہستہ اخیر کو اونکے تمام جسم میں روح کے عوض حلول کر جاتا ہے چنانچہ امیرزادہ تیمور بھی جس روز سے سیلان کا خیز گاہ کہا بیٹھا ہے صرف دو باتیں پسند کرتا ہے یا موافق اپنے عقیدے کے عشق و محبت کی تعریف سنتا یا تصور دلدار میں پیچ و تاب کھاکر تنہا گردن جھکائے بیٹھے رہنا سو آج یہاں یہ دونوں باتیں میسر نہ تھیں اور وہ ہر سیاوش کا ذکر ہوتا تھا اور پاس کے طفیل پر خنجر سا چل رہا تھا مگر مجبور کیا کر سکتا ہار ہار حیرت سے اخنوخ شاہ اور فریاد جاہ کا مونہہ تکتا تھا اور اندر ہی اندر دل میں پیچ و تاب کھا کھا کر کہتا تھا واللہ علم ان لوگوں کو کیا سودا ہو گیا ہے کہ خاک ایک ادنی بات پر ایران و توران کے پرانے مُردے بیٹھے اوکھاڑ رہے ہیں کیخسرو ملک آمریکہ میں آیا تو کیا آیا تو کیا وہ ذکر کیوں ہمیں کرتے جس سے دل مغموم کو گونہ زحمت حاصل ہو یعنی یا میگستی کو کا حال بیان کریں جہاں میری بیماری معشوقہ سیلان رہتی ہے یا بمبہ سے میرے سفر کا قصہ چھیڑیں جو ۲۸ راکتوبر تک کا وقایع بطور اختصار کے دو فقروں میں ختم کر کے آیندہ کا حال ایسا مفصل و مشرح بیان کروں کہ بغیر افشاے راز کے تمام میرے دل کی ہڑک زبان کے راستے نکل جائے لیکن

شعر

کرمی آید بسر وقت دل اجزہ پریشانی | کہ دمی پرسد بتقریب سبیل راہ منزل را

پھر آپ ہی کہتا نہیں نہیں رقابت کی چشم پوشی کا شکوہ بالکل بیجا ہے میں خود اپنا حال بیان کرتا ہوں تو وہ بیچارے کیا کریں آخر اخنوخ شاہ کے ساتھ بھی میری ہی پاس خاطر سے مباحثہ ہو رہا ہے اگر میں اپنی محبت کا حال صاف صاف انپر ظاہر کر دیتا تو کیا میری تیمارداری میں سعی نہ فرماتے لیکن جیسا میں نے کیا ویسا میرے آگے آیا بلکہ میں جانتا ہوں جو شخص یار ان ہم سے بے سبب کسی ایسے امر کو چھپائے گا جسکے پوشیدہ رکھنے میں سواے نقصان کے کسی قسم کا فائدہ نہو اور سکا یقینی میری ہی طرح تمام دنیا کی تکلیفوں پر صبر کرنا پڑیگا جیسا کوئی بیمار کہ اگر اپنا اصلی حال طبیب کے روبرو بیان کرنے سے پرہیز کرے اوسے شما بیمار ضرور متحمل ہونا چاہیے بلکہ دواے تلخ کا استعمال بغیر امید منفعت کے اوسپر دوسرا راہ ہے مثلاً اسوقت کیخسرو کی داستان (کہ جسے سوبان روح سے تشبیہ دینی چاہیے) خاص میرے فائدہ کے لئے بیان کی جاتی ہے اور جو فائدہ اوس سے مترتب ہے وہ میرا ہی دل خوب جانتا ہے واللہ اگر یہ وحی جنوں کا خیال نہوتا تو ابھی اخنوخ شاہ کی جاتی پر چڑھ کے گدی کی راہ اوسکی زبان نکال لیتا اور کہتا

شعر

طبع خاموشان مکدر میشود از گفتگو | میشود با نفس بردل غبار آئینہ را | غرض امیرزادہ تیمور بعد ملاقات اخوین شاہ کے تمام دن اسی حیص بیص میں بتلا رہا رات کو جب وہان سے لوٹ کر اپنے ٹھکانے پر ہو پہنچا تو البتہ کسیقدر دل مضطر نے قرار پایا اور زیادہ تر تسکین اور سوقت حاصل ہوئی کہ تمام احباب سے خیر اپنے اپنے بستر پر پڑ کر سو رہے کیونکہ محراب ابرو میں سجدہ کرنیوالوں کی عبادت کا خاص یہہ ہی وقت مقرر ہے یہہ تنہائی کو تصور دلدار کا قاصد جانتے ہیں اور خاموشی کو مالا خیال میں دو بدو گفتگو کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں ابھی وہ ہی امیرزادہ جو آدمیوں میں بیٹھا ہوا شیوں کیطرح اپنے کپڑے پھاڑ رہا تھا لوگوں کے آرام کرتے ہی نہایت خوشی سے سجدہ بیعت عشق کا سامان کرنے لگا یعنی لذت درد زخم تازہ کی راقفیت کے باعث آنکھیں بند کرکے از سر ابتداے گرفتاری دل کے خیالات میں مصروف ہوا اسطرح کہ گویا انیس الملک بر کوہ صبح سیالف اگر ڈیڈرک میدان میں تشریف لائی ہے اور یہہ جریح دشتہ محبت آہستہ آہستہ اپنا گھوڑا بڑھا کر اس امید پر اوسکے قریب ہو پہنچا ہے کہ اوسی گردش چشم کا (جسکے باعث ہنوز سینہ گنجینہ میں سوراخ پڑے ہوئے ہیں) دوبارا لطف حاصل کرے آہستہ سے کنایتاً یہہ شعر سنائے شعر

دل در خیال چشم تو از دست دادہ ام | یک شیشہ را بدست ردی بدست دادہ ام

کہ یکایک تصور کامل بندہ جانے کے سبب سوتا ترچھا تیر مژگان کی بوچھار سے ایسی کلیجہ پر چوٹ لگی کہ بہ اختیار بسمل بیتاب کیطرح بستر پر لیٹے لیٹے اوچھل پڑا اور بآواز بلند آہ کا نعرہ مار کر کہا شعر

بکہ بر سینۂ من تیر چنیں تیر آید | نفس از دل چو کشم نالۂ دلگیر آید

ناگاہ اس آہ و زاری سے سفتاح الملک کی آنکھ کھل گئی گھبرا کر کہنے لگا اے دوست فیر تو ہے کیا کوئی خواب پریشان دیکھا کہ دفعتاً جو جون کی مانند سوتے سوتے چیخ مار کر اوچھل پڑے امیرزادہ تیمور کو اوسوقت کسیکا بولنا کیون اچھا معلوم ہوتا تھا پہلے تو سوچا اسے اپنے راز سربستہ سے آگاہ کرکے تھوڑی دیر کے واسطے خاموش کر دینا چاہیے تاکہ اوس کیفیت حالی میں جو مدت مدید بعد حاصل ہوئی ہے کسیطرح کا خلل واقع نہو پھر خیال آیا نہیں ایکبار کسی خاص امر سے انکار کرکے دوبارا اوسکا اعتبار کھونا بڑی بدنامی کی بات ہے خیر جو ہونا تھا ہو لیا اب وہ تدبیر کیجئے کہ اس بلا سے جلدی نجات ملجائے بزرگوں کا قول ہے شعر

رفیق اہل غفلت عاقبت از کار می ماند | چو یک پا خفت پائے دیگر از رفتار می ماند

یہہ سوچکر نہایت تامل و تحمل سے جواب دیا اے سفتاح الملک کہیں سوتے اور جاگتے بھی برابر ہوئے ہیں ہنوز ہجوم افکار سے میری آنکھ بھی نہیں لگی پھر خواب کہاں سے دیکھا اور بغیر خواب دیکھے ظاہر ہے کہ بیہوشوں کی مانند بسر راحت

بر او چل پڑنا بالکل ناممکن ہان یہہ معلوم ہوتا ہے آپ عالم رویا مین میری یہہ کیفیت دیکھکر ایسے مضطر ہوئے ہین کہ باوجود آنکھہ کھل جانے کے اب تک وہ ہی خیال ہے کہ تمور اپنے بچھونے پر پڑا تڑپ رہا ہے اگر یہہ صحیح ہے تو مین آپکے اس خواب کی تعبیر البتہ موافق اپنے ذہن کے تھوڑی بہت بتا سکتا ہون اوس وہم کی دوا میرے پاس نہین جو بالفعل آپکے دشمنون کو لاحق ہوا ہے اور سب سے بہتر تو یہہ ہے کہ اسوقت آرام فرمائیے مجھے بھی نیند آرہی ہے صبح اوٹھکر جیسا ہوگا دیکھہ لیا جائیگا شعر | بیدلا غان را نرنجاند دمی بصحبت است است | پیش عرلت دوستان تقصیر صحبت است

فتاح الملک نے ہنسکر کہا اگر یہہ ہی حال ہے تو آپ اپنی نیند آپکے دیوہ کے مین نرہیے صبح جبوڑ صبح قیامت تک آنکھہ لگ جائے تو غنیمت سمجھئے شعر | فراق دوست اگر اندک است اندک نیست | درون دیدہ اگر نیم موست بسیار است

اور میرے خواب کی نسبت جو آپنے تعبیر بتانے کا وعدہ کیا ہے اوسکی تکلیف مین اوسوقت تک نہ دے سکتا تھا کہ مجھے اپنی بیداری کا احتمال تھا اب جو آپنے مجھے میری غفلت پر آگاہ کر دیا تو کچھہ دریافت کرنے کی ضرورت نرہی کیونکہ اگرچہ مین نے اس قسم کا خواب کبھی نہین دیکھا لیکن اور دیکھنے سننے سے شاید خواب نرلینیوالی انہین صفات سے موصوف تھا مگر استغفر اللہ ہم جیسے انسان ضعیف البنیان اپنے خوابون کی سچی تعبیر کے کب متحمل ہوسکتے ہین شعر

عشق را با ہر دلے نسبت بقدر جوہر است | قطرہ بر گل شبنم و در صدف دریا گوہر است

اے امیرزادہ تیمور ظاہر احال تا مین تمہارا تڑپنا ہوا دیکھکر ہی دنیا صاف اس امر کی دلیل ہے کہ تمہارا دل تمہارے سینہ مین کسی ایسی جراحت کے سبب بری طرح تڑپ رہا ہے کہ اوسکا آرام یا اتنیام بغیر ایک خاص قسم کے مرہم کے ممکن نہین لیکن اگر تم ہی جیسے مریضون کے حال پر نظر کیجائے تو اوس مرہم کا دستیاب ہونا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے چشمۂ حیوان کی تلاش مین مفت جان عزیز کو برباد کرنا یا پارۂ کمندکے ذریعہ سے بام فلک پر پہونچنے کی امید کرنا ہان دوسرا سہل علاج اوسکا صابر و بردبار ہوکر سوتم سے ایسی دوائی تلخ کا استعمال کب ہوسکا بلکہ ایسے موقع پر اگر تم یہہ شعر پڑہ دو تو کچھہ تعجب نہین ہے شعر

دل کہ آتیم دادیم جان بود عرض کردیم | چیز یکہ دوست خواہد جصلاست ما نداریم

امیرزادہ تیمور نے جھلا کر کہا شاید ہنوز خواب شیرین کی کیفیت آپکی طبیعت سے زایل نہین ہوئی کیونکہ از سرتا پا آپکے کسی فقرہ کا مضمون سمجھ مین نہین آتا یا دانستہ کوئی ایسا دقیق معما بیان کرنیکا ارادہ ہے کہ جسکا افشا ہونا آپکو خوشنظور نہین ہے اے صاحب صاف صاف فرمائیے کہ جسکو دوسرا شخص بھی سمجھکر جواب شافی دے سکے کیا اس عبارت سے آپکا وہ ہی

منشا ہے جو بعد ملاقات ملکہ سیگ گیو کے بیان کیا گیا تھا پس اوسکا جواب مین پہلے ہی دے چکا ہون اور اب ہی گذارش کرتا ہون کہ اگر اتفاقیہ مین دام محبت مین گرفتار ہو جاتا تو اب لوگون سے ہرگز پوشیدہ نہ رکھتا اول تو اسواسطے کہ یہہ امر اختیاری نہین ہے دوم اسلیے بھاری بوجھ کو اوٹھانے اپنے دوستون سے مدد نہ لینا بہت بڑی کم عقلی کی بات ہے تیسرے یہہ زمانے عشق مین کیا عیب ہے کہ جسکے چھپانے کو مین ہنر جانتا اور اپنی جان جانیکا طوق

افسوس نکرتا بخدا عشق محبوب پروردگار عالم ہے عشق باعث فخر بنی آدم ہے ر باعے

گردون صدف گوہر یکتا عشق است	خورشید جہانتاب نگین خانہ عشق است	خود طرفہ یقیناست کہ کندو ملخ جانرا	از سرکشان نیست
یار آہنگ عشق بازی کرد	حسن نہانش آشکارا شد	مطرب عشق خواند یکنغمہ	در دو عالم چنین چنغوغا شد

قصہ مختصر اس قیل وقال مین طرفین سے اس قسم کے جھگڑے واقع ہوئے کہ آہستہ آہستہ اور رفقا کی بھی آنکھ کھل گئی پھر تو تمام رات کسیکو نیند نہ آئی آپس مین باتین کرتے ہی کرتے صبح ہو گئی پھر چند اخنوخ شاہ کل شام کو اپنا حال بطریق اجمال خود رفقا کے روبرو بیان کر چکے ہین لیکن جو امر خاص راوی کو ناظرین باتمکین کی خدمت مین گذارش کرنا منظور ہے اوسے وہ دانستہ زبان پر نہین لائی اسلیے ایک جملہ مین اوسکی توضیح اسمقام پر ضرور لازم آئی تاکہ آیندہ کا خلجان جاتا رہے بعدہ انکا تشریف لانا رفقا کی ملاقات کو اور امیرزادہ تیمور کا سوال کرنا سلطنت سیگ گیو کی نسبت بیان کیا جائیگا واضح ہو کہ یہہ شاہ صاحب جو کچھ اپنی نسبت اوپر بیان کر چکے ہین وہ سب درست و بجا ہے فی الواقع چند پشتون کے بعد کیخسرو سے انکے خاندان کا سلسلہ جا ملتا ہے اور شیدوش کے زمانہ سے بعد ترک سلطنت یہہ ہی پہاڑ انکا مسکن و ماوا مقرر ہو گیا ہے لیکن یہہ بذات خود حکیم اقالیموس الٰہی صاحب سلطان الحکما سے واسطہ شاگردی رکھتے ہین نام انکا مانوش ہے اور خطاب اخنوخ شاہ کیونکہ جب سے انکے بزرگون نے حکمت کو درویشی سے ملا دیا ہے موافق عام قاعدہ کے دو نام رکھنے پڑتے ہین ایک خواص وقت ولادت کے برج طالع کو دیکھکر دوسرا جو مرشد کامل عنایت زمانے غرض یہہ حضرت بسبب واسطہ شاگردی کے مدت مدید سے اپنے اوستاد نیک نہاد کی خدمت فیضدرجت مین حاضر رہکر دونون نعمتین ایک ہی ساتھ حاصل کیے رہتے تھے جب جناب ممدوح یعنی حکیم اقالیموس الٰہی صاحب بطریق دورہ یا بطور سیاحت جمہوری پر تشریف لائے حکیم سقلاط صاحب حرف شناس الحکمت کو شہر نیویورک کی جانب روانہ فرمایا (جیسا کہ پہلے حسب موقع و محل

کئی مرتبہ ذکر ہو چکا ہے) تو اخوند شاہ کو حکم دیا کہ تم براے چندے اس جگہ قیام کرو زاہیچہ کی رو سے یا عام اشراق کے ذریعہ سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ شاہزادہ کشریا جاہ فلک بارگاہ منصور الزمان تاج بخش گیتی ستان خلد اللہ ملکہ کے رفقا تھوڑے دن کے واسطے یہاں آکر ٹھیریں گے انکی مہمانی اور مدارات تمہارے ذمہ واجب ہے بلکہ اور بھی بہت سی باتیں سمجھا لیں کہ جنکا ذکر انشاء اللہ تعالے آیندہ کیا جائیگا لیکن شاہزادہ موصوف کے حالات سے آگاہ کر دینی مصلحتاً ممانعت کلی کر دی گئی تھی اسلیے اخوند شاہ نے اصلی سرگذشت اپنی بیان نہیں کی صرف یہہ ہی کہہ دیا کہ درویشانہ مین اس چوٹی پر بسر کرتا ہون اور لوازمات مہمانداری موافق اوسکے مرتبہ کے پہلے ہی سے مہیا کر لیے گئے تھے یعنی ایک باغ علحدہ امیرانہ طور پر تیار سجا و پیراستہ کر رکھا تھا بعد ملاقات کے وہی اونکے رہنے کو خالی کرا دیا اور کہدیا جس چیز کی ضرورت ہو بلا تکلف یہان سے لیکر اپنے استعمال مین لائیے مین ہی آپ ہی کا ہون اور یہہ مکان بھی آپ ہی کا ہے شعر

میان اہل محبت تعارف از لی است	کہ بے وسیلہ نام و نشان نشان منست

حاصل کلام بالفعل وہ تمام رفقا اوسی باغ مین فروکش تھے اور سواے امیرزادہ تیمور کے سب اخوند شاہ کے مہمان تھے کیونکہ بغیر اونکی ذات کے ایسے ویران پہاڑ پر اسطرح کا آرام ملنا ہرگز ممکن نہ تھا اسیواسطے کہا ہے شعر

بے ابر صدف قطرہ از بحر نیاید	در عالم امکان نتوان کس سبب کرد

اب یہہ سنئے کہ اخوند شاہ انہین دو چار سے دوسرے روز علی الصباح بعد ادا کے نماز فجر بطور بازدید کے رفقا کی ملاقات کو تشریف لیگئے اوسوقت تک وہ سب ایک ہی مصلے پر بیٹھے ہوئے ورد و وظایف مین مشغول تھے امیرزادہ تیمور نے جو دور سے اونہین آتے دیکھا اپنے پہلے ہی خیالات کے موافق ایسا بدحواس ہوا کہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھتے پڑھتے آواز بلند لاحول ولا قوت لاحول ولا قوت پڑھنے لگا جسکے باعث کسی رفیق سے ہنسی ضبط نہو سکی بعدہ اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہا اے دل اگر یہان کی نماز کا یہی انجام ہے تو میرا ایسی نماز کو سلام - ہم سنا کرتے تھے جہان خدا کا نام لیا جاتا ہے وہان نیکی کے فرشتے نازل ہوتے ہین یہہ خلاف قیاس مذہب کا فرشتہ کدہر سے آ ہو نپڑا کہ جسکی صورت دیکھتے ہی باوجود تسبیح روح ٹھکانے ہونے لگی بیشک اگر مجھے پہلے سے ان حضرت کی تشریف آوری کا حال معلوم ہوتا تو یا دوسرے جا کر علحدہ کسی گوشہ مین پڑ رہتا یا یہان سے اوٹھکر کہین اور چلا جاتا اب تو اسکے کہ مفت کی بک بک سے دماغ پریشان ہو اور کوئی بات سمجھ مین نہین آتی کیون میرے اللہ کیا یہہ بلا خاص میرے ہی لئے پیدا کیگئی تھی ہر چند میرے

گنہگار ہونے مین کیا شک نہین لیکن ایسے عذاب سخت کا تو مستوجب نہین ہون کہ ایک غیر جنس سفید ریش کی صحبت سے میری زندگی مجھپر حرام کردی جائے یہہ لوگ بزرگ منش جہنین اکثر زاہد و متقی بھی کہتے ہین باین شکل نورانی وداع پیشانی اس قابل ہین کہ بہشت کے عمائب خانہ کو ان سے زیب و زینت بخشی جائے نہ کہ ہم جیسے رندان بد اعمال کے زیر شق ہون کہ جہان جبہ و دستار کے بھی نہ ہو جانیکا کچھ خوف نہین بھلا ہم سوا بے ادبی کے ان کی کیا خدمت کرسکتے ہین اور ان سے بجز دل شکستگی کے ہمین کیا فائدہ ۔ رباعی

زاہد بخشک بستہ اندر جب و قبا	من سرخوش و فرد باغ زاہد کوتاہ
او عالم خاک جست و من عالم آب	او ماند خشک و من بگذشتم ز سما

اتنے مین دہم عقدہ قریب ہو پہنچکے کہ زبان سے ان خیالات کے بیان کرنے کا موقع جاتا رہا مفتاح الملک سترجاہ بہرام رودی ۔ اور رشاد بن رشیہ وغیرہ نے تالب فرش استقبال کرکے خاص مقام صدر اونکے بیٹھنے کو تجویز کیا لیکن امیرزادہ تیمور اپنی جگہ سے نہ ہلا صرف تسبیح کے چند دانے دونون ہاتھون سے پکڑ کر دکھادئے کہ ہنوز مجھے ہوا سا وظیفہ باقی ہے تعظیم و تکریم معاف فرمائیگا اور اپنے دل کے پھپولے پھوڑنے کو آہستہ آہستہ یہہ شعر پڑھنے لگا شعر

من از چہ پیش مردہ دلان سر خود برم	چون سجدہ بر جنازہ نباشد نماز ما

جب وہ بیٹھ گئے تو خیال آیا کہ مین یہ خاموشی مین کل کیطرح آج بھی کوئی ایسی بے معنی داستان نہ چھیڑ دین جو میرے حق مین یہ سب سے بڑھکر ہو جائے اسلئے فوراً ہی موقعہ ہو چکا کہ قبلہ کیطرف پیٹھ موڑ بیٹھا اور اپنی تسبیح کیطرف اشارہ کرکے کہا شعر

دانۂ بسیار در کار است ہر صید خلق	تق بدست زاہد است ار سبحہ را صد دانہ ساخت

بعدہ اپنی سیہ کاری اور رندانہ مغزلی کی تھوڑی سی ندامت بیان کرکے عرض کیا کل حضرت سیاوش اور کیخسرو کی داستان مین ایسے مصروف تھے کہ ہم غریبون کو بات کرنے کی بھی نوبت نہ پہونچی لیکن شکر ہے کہ آجکے لئے وہ جگڑا باقی نرہا ور نہ یہون بھی قیامت کے دن سے کچھہ نہ نگذرتا اب مین ایک عقدہ حضور کے ذریعہ سے حل کرنا چاہتا ہون اگر ناگوار خاطر نہو تو گذارش کرون اضوع شاہ نے جواب دیا ملئے امیرزادہ تیمور نے کہا اوتیس ۲۹ اکتوبر ۱۳۶۶ء کا ذکر ہے کہ ہم لوگ بذریعہ سے بطریق تعجل چپوری کی جانب چلے آتے تھے کہ راستہ مین سرحد ایکو سیڈر کے نزدیک اتفاقیہ دو اسی حسین عورتون سے ملاقات ہو گئی کہ جنکا گرزا ہر خشک و دماغ دیکھہ لیتا تو بیشک حور جنان کے دھوکے مین تسبیح وجبہ چھوڑ چھاڑ اپنی عبادت و ریاضت کے قبول ہو جانے کا خیال کر بیٹھتا لیکن ہم دنیا داروں کی نظر سے چونکہ ایسے نرم و

صورتین اکثر گذرتی رہتی ہین اسلئے اونکے حسن وجمال کیطرف چندان توجہ نہوئی البتہ یہہ دل چاہا کہ انکا اصلی حال کسیطرح دریافت کرنا چاہیے پس ایک شخص سے جو محافظون کے طور پر اونکے ہمراہ تھا شاید ہمراہ روی نہ ہوا یہہ کون ہین اونسے ایسی واہیات نقل بیان کی کہ جسکا مخصصہ ہنوز دلپر باقی ہے یعنی کہا یہہ دونون ماہیٹیان ہین انمین سے بڑی کا نام غرورہ ہے اور چھوٹی کا سیلان ابھی چند روز ہوئے کہ سیگ کوئی رعیت نے اپنے اگلے بادشاہ کو معزول کرکے غرورہ کے خاوند کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا ہے جو پہلے وہان کی مجلس قانونی کا ممبر اعلیٰ تھا اور اوس سے پہلے شہر آمادار السلطنت ملک پیرو مین معماری کا کام کیا کرتا تھا یہہ سنکر مجھے نہایت تعجب پیدا ہوا کہ رعیت کی بادشاہ کی معزولی وتقرری سے کیا علاقہ اور پھر بادشاہ بھی بنایا تو ایسے رذیل شخص کو کہ جو کسی زمانہ مین اونی اونی آدمی کا دست نگر ہوگا اگر آپکو کوئی وجہ خاص اس تبدیل تغیر کی معلوم ہو تو براہ عنایت ہمین بھی مطلع فرمائیے کہ طبیعت کا خلجان دور ہوجائے کیونکہ یہہ امر آئین جہانداری کے بالکل خلاف ہے خصوصاً تاریخ سلطنت کیانی مین آجتک ایسا وقایع میری نظر سے نہین گذرا بعدہ اون عورتون کے طریق پرستش کی نسبت بھی تھوڑی سی گفتگو کرون گا آخر شاہ نے جواب دیا پہلے یہہ سمجھ لیجئے کہ جو حال آمریکہ کا نسبت خسروی کی رو سے کل مین نے آپکے روبرو بیان کیا تھا اوسکو کئی ہزار برس کا عرصہ گذشتہ ہوچکا اب بجز اسکے کہ کہے ریس اور کیموس دو قومین شمالی اور جنوبی آمریکہ مین بطور یادگار کے موجود ہین یا ویلی خنیس - درجینا - برزیل - اور کولمبیا وغیرہ ملک بعض بعض واقعان اسرار کو اونکی اولاد کے نام یاد دلاتے ہین کہین سلطنت کیانی کا تمام آمریکہ مین نشان بھی باقی نہین رہا بلکہ مین جانتا ہون اگر خاص خاندان کیانیہ اور کیموس سے پوچھا جاے کہ تم کسکی اولاد مین سے ہو تو وہ ہرگز اپنا اصلی ٹھکانا نہ بتا سکین گے سبب اسکا مین نے اپنے بزرگون سے یون سنا ہے کہ کیقبرو کے اس انتظام نے کہ ہر ایک ملک بعد انتقال صاحب ملک کے اوسکی اولاد پر موافق سلسلہ عمر کے تقسیم کردیا جائے اوسی زمانہ مین ملک کی حیثیت کو بگاڑ دیا تھا کیونکہ اولاد کی کثرت سے روز بروز ہر ایک حصے کے ایسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہوتے چلے گئے کہ کسی رئیس کو بجاے خود اپنی ریاست کے انتظام کی بھی قوت باقی نرہی اور جب شمالی آمریکہ والون نے قومی ہمدردی کے خیال سے یہہ تدبیر نکالی کہ بڑا لڑکا تخت پدری پر جلوس فرمائے اور چھوٹون کو موافق مرضی رئیس کے خواہ گذارہ ملے خواہ سلطنت

کے عمدہ کام بطور ماتحتی کے تفویض فرمائے جائیں تو رسم جدید کے باعث یہ امر اور بھی زیادہ خرابی ملک کا باعث ہوگیا یعنی اول طمع نفسانی اور اغوائے شیطانی کے سبب برادران حقیقی میں تلوار کھینچنے کی نوبت پہونچی بعد ہم جدی بھائی سرحدات کے تصفیہ پر اپنی اپنی فوج لیکر کھڑے ہوگئے جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑے ہی دن میں جنگ وجدال کی کثرت سے ہر ایک فریق اسقدر کمزور ہوگیا کہ چھوٹی چھوٹی سرکش قوموں نے جو مدت مدید سے ایسے ہی موقع کی منتظر بیٹھی تھیں اطراف و جوانب سے اور ٹھکر حصہ رسد تمام ملک دبا لیا اور کے ریس و کیموس کی اولاد کو غارا ور پہاڑ کے کہیں اتنی جگہ میسر نہ آئی کہ فقیرانہ طور پر بھی اپنا گذارہ کر سکیں آخر ش تین ہاجار سو برس کے اندر اندر پورا امریکہ وہی آمریکہ ہوگئی جو قبل تشریف آوری کنجسہ وکے تھی یعنی سوائے چند قوموں کے نہ کہیں علم و ہنر کا چرچا باقی رہا نہ کوئی زراعت کرتا ہوا نظر آیا وہ ہی مچھلی یا میوے کی خوراک تھی اور وہ ہی سبز پتوں کی پوشاک بقول شیخ

شعر

سخت جانا نرا بہ گریوہ گرمی نرم کردن مشکل است | آب گردد گر حیوآہن بارہ آہن میشود ہ

(الغرض جیسا کہ میری دانست میں) اول امریکہ قریب دو ہزار برس کے ایسی آفت جہل میں مبتلا رہے کہ اپنی پچھلی تاریخ کا یاد رکھنا تو درکنار کہ کنجسہ کو بھی ہوش نرہا کہ ہم کون ہیں اور اپنی بہبودی کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے لیکن یہ ظاہر ہے کہ ہمیشہ کسی ملک کی یکساں حالت نہیں رہتی جیسا یوں بھی ایک زمانہ گذر گیا تو خود بخود دبا شندگان درجینیا سے (جو خاص منطقہ معتدلہ کے رہنے والے ہیں اور بالفعل وہ تمام قطع سلطنت جمہوری (یا یونائیٹڈ اسٹیٹ) کے نام سے مشہور ہے) آدمیت نے خروج کیا اور آہستہ آہستہ انتظام ملکی کا قدم اونکی کوشش سے آگے بڑھنے لگا یہانتک کہ دوبارہ تمام امریکا یکبارگی کی مانند چمک اوٹھا البتہ بعض بعض قوموں پر نہ اونکی تقریر نے اثر کیا نہ زبان شمشیر سے کچھ کام نکلا حتلا پائے گو نیا والے کہ آجتک اپنی اوسی وحشت میں گرفتار ہیں بلکہ خلاف عقل و نقل شایت قوموں کو ایسا برا جانتے ہیں کہ اونکی تربیت قبول کرنا نہیں چاہتے چنانچہ آیندہ اونکا حال انشاء اللہ تعالے مع ایک عجیب و غریب نقل کے بیان کرونگا بالفعل مجھ صرف یہہ بتانا منظور ہے کہ کنجسہ وکے زمانہ سے اب تک یہہ بزم اعظم کئی رنگ بدل چکا ہے نا کہ میکسیکو کے بارہ میں آپکا وہ اعتراض رفع ہوجائے کہ تاریخ سلطنت کیانی میں آجتک ایسا وقایع میری نظر سے نہیں گذرا اور یہہ بھی واضح رہے کہ ہر چند صاحب تخت و تاج کے حکم سے کسی فرد بشر کو کھنے کی مجال نہیں لیکن اسے امیر زادہ تیمور کوئی بادشاہ بغیر مرضی رعیت کے حکمرانی نہیں کر سکتا کیونکہ بادشاہت

کچھ مخصوص نہین ہے خلقت کو اپنی محافظت کا اختیار ہے جسکی ذات پر نظم و نسق کا بخوبی بھروسا ہوا سیکو بادشاہ بنالے چنانچہ کتب اخلاق مین مسطور ہے کہ انسان کا کام بغیر ایک دوسرے کی مدد کے نہین چل سکتا اور مدد کیواسطے اجتماع اور اطمینان درکار ہے پس ہر ایک فرقہ کو لازم ہے کہ اپنے ادنیٰ اور اعلیٰ انتظام کیواسطے (مثل تصفیہ معاملات امید و بیم اور دفعہ فتنہ کے) کسی ایسے شخص کو بطور حاکم یا بادشاہ کے مقرر کرے جو تمام قوم مین کامل تر و عادل تر و فاضل تر ہو تاکہ صناعات ملک مین کسی طور کا خلل واقع نہو اور احکام اوسکے بلا عذر و حیلہ و حوالہ مانین جائین گو کوئی حکم اپنی طبیعت کے خلاف ہی کیون نہو کیونکہ بعد تقرری کے اوسکی متابعت فرض ہوجاتی ہے کما قال اللہ تعالےٰ اطیعو اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اور حدیث شریف مین آیا ہے اسمعوا و اطیعوا و ان استعمل علیکم عبد حبشی (یعنی سنو اور فرمانبرداری کرو امیر کی اگرچہ تم پر حاکم کیا جاے غلام حبشی) البتہ خلاف شرع اوسکا کوئی حکم ماننا نہ چاہیے جیسا کہ فرمایا ہے فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع و لا طاعۃ (یعنی اگر بادشاہ یا امیر حکم کرے واسطے گناہ کے تو جایز نہین سماعت اور اطاعت اوسکی) اس تقریر سے بخوبی ثابت ہے کہ حاکم رعیت کا بنایا ہوا ہے نہ رعیت حاکم کی بنائی ہوئی اور یہی جملہ آپکے اوس شبہ کو رفع کرسکتا ہے جو ابھی آپنے حاکم میگسیکو کی نسبت فرمایا تھا کہ یہ امر آئین جہانداری کے بالکل خلاف ہے" اب مین بعد اس تمہید کے مختصر حال میگسیکو کا بیان کرتا ہون جسکے واسطے آپ دریے کان کھولے ہوئے بیٹھے ہین سنئے حضرت گوتیمالا اور میگسیکو دونون ملک مدت مدید سے ایک ہی قلمرو مین داخل ہین طول انکا شمال سے جنوب کو دو ہزار آٹھ سو میل کا ہے اور عرض سو میل سے آٹھ سو میل تک کا (یعنی کہین کم ہے کہین زیادہ) آبادی میان تخمیناً ایک کرور آدمی کی ہے اور معدن سیم خام اس جگہ اس کثرت سے ہین کہ جسکی سالانہ آمدنی سوا دو کرور روپیہ سے کچھ اوپنی شمار کی گئی ہے میرے خیال مین یہ دونون ملک ساڑھے تین سو برس کے قریب ایک ہی خاندان کے زیر حکم رہے ہین جسمین سب سے پہلے بادشاہ کا نام آزاد بہن ہے اور خطاب وآرا ے گونہ (جسکو اہل امریکہ گوتا کہتے ہین اور جو شہر اس نام کا خلیج کیلی فورنیا کے شرقی کنارہ پر واقع ہے اسیکا آباد کیا ہوا بتاتے ہین) مذہب اسکا اگرچہ اختراعی تھا مگر ظاہراً پارسیون کے دستور العمل سے بہت ملتا ہوا تھا اور اسکے نام اور خطاب سے یہ بھی بخوبی غایت ہے کہ یہانے زمانہ مین حکمت کے رتبہ کو پہونچ چکا ہے کیونکہ آزاد بہن کے معنی جو ہرخرد کے ہین اور وآرا ے گونہ رب النوع کو کہتے ہین بعد آزاد بہن کے گیارہ پشت تک برابر سلطنت کا سلسلہ منقطع نہین ہوا یعنی نسلاً

بعد نسلاً اوسی کی اولاد حکومت کرتی چلی آئی اب البتہ پورے دس برس نہین گذرے کہ ۱۷ جون ۱۸۵۶ء بجا مرم سنہ ۱۲۷۳ھ بجری روز جمعہ کو مراس نامی بادشاہ کے لاولد مرجانے سے (جسکو امریکہ والے میٹی مور اس کہتے ہین اور جو شہر اوسنے اپنے نام پر ظلیج میکسیکو کے مغرب مین آباد کیا تھا اوسے بھی اوسی نام سے مشہور کرتے ہین) یہ سلطنت دوسرے خاندان مین منتقل ہوگئی تفصیل اسکی یہہ ہے کہ بعد انتقال مہراس کے اراکین سلطنت نے خاندان شاہی مین کسیکو اس قابل نہ پایا کہ بلا تکلف ایسا بھاری بوجھ اوسکی گردن پر رکھدیا جاتا اسواسطے یہہ صلاح ٹھہرائی کہ اپنے اوپر بیگانہ پر نظر کرنا چاہیے جسکو اکثر روسا رملک اور اہالیان مملکت منظور کرین اوسیکو تخت میکسیکو پر بٹھادیا جائے چنانچہ موافق دستور عام کے خاص خاص لوگون سے اسبارہ مین راے طلب کیگئی قضا عند اللہ ایک شخص پابند شریعت عیسوی کولمبس نامی اپنے بزرگون کے وقت سے اس سلطنت مین عہدہ سپاہ لاری سے ممتاز چلا آتا تھا اور بادشاہ مہراس کی نظرون مین اسنے اور اسکے خاندان نے بسبب بردباری اور علم و دیانت کے اسقدر وقعت پائی تھی کہ کوئی کام ملکی یا مالی بغیر اوسکے مشورہ کے نہ کیا جاتا تھا بنا بر علیہ اکثر دانشمندون کو ایسے عالم مجبوری مین اوسکی صفات ظاہری کے ساتھ بھی مبالغہ کرنا پڑا جب کولمبس کو کسی آشنائے قدیم کی زبانی یہہ خبر پہونچی کہ تو بعض بعض کے نزدیک تخت نشینی کے قابل سمجھا جاتا ہے تو اوسنے نہایت ہوشیاری سے اپنے اخلاق حامیہ کو گونہ وسعت دیکر تمام افسران جنگی کو اسبات پر راضی کر لیا کہ ہم سوا تیرے ہرگز کسیکو حکمرانی کیواسطے منظور نکرینگے بلکہ دس بیس روسا سے سلطنت کو بھی آہستہ آہستہ ایسا اپنی مٹھی پر چڑھایا کہ وہ بدل و جان اوسکی طرفداری کو مستعد ہوگئے اور خود ایک روز اوس دربار عام مین جو بالمرہ اس تجویز خاص کیواسطے منعقد ہوا تھا کولمبس نے ایک ایسی معقول تقریر کی کہ حاضرین مجلس کا وہ چندان اوسکی نسبت اعتقاد زیادہ ہوگیا خلاصہ

اوس تقریر کا یہہ ہے بادشاہ کون و مکان نے سلطنت کا رتبہ ایسا عالی بنایا ہے کہ باوجود حرص و طمع کے کسی فرد بشر کے کمند خیال بھی وہان تک نہین پہونچ سکتی پس جہان وسعت خیال کا یہہ حال ہو وہان خود انسان کا پہونچنا بغیر دستگیری ہمت بلند کے بسیط سمجھ مین نہین آسکتا بلکہ میری دانست مین اوس رتبہ کے لایق کسی خاص شخص کو تجویز کرنا یہہ بھی طاقت بشری سے باہر ہے کیونکہ مین جن حقوق کے ادا کرنے کی شرطین صاحب تاج و تخت کے ذمہ واجب کرنی چاہیئین اوسکا احاطہ قوت فکری کے ذریعہ سے (گو اوسمین ارباب عقول کا اجتماع ہی کیون نہو

ہرگز ممکن نہیں نہ کسی متنفس کے ظاہر و باطن اور حال و مآل کے یکساں ہونیکی نسبت کوئی دعوی کرسکتا ہے اس سے بہتر ہے کہ ایسے معاملون مین جزئیات پر نظر کرکے ماحی وقت کو بانتہ سے نہ دیا جائے اگر باوجود تمام فہمون کے ایک آدھ عیب بھی کسی مین پایا جائے تو چندان اوسکا خیال لازم نہین کیونکہ بجز ذات پاک اوس وحدہ لاشریک لہ کے آجتک کوئی بے عیب پردۂ دنیا پر سے تشریف نہین لایا اور یہ بھی بزرگون کا قول ہے کہ جو شخص سعادت بخت سے پایۂ بلند پر پہونچتا ہے وہ خود بخود اپنا آتالیق ہوکر وہ کام کرنے لگتا ہے جو خاص اوسکی ذات کے واسطے لایق و شایان ہین البتہ جو ہر علم و مدار اور اسے رئیس کی ذات مین ہونا چاہیے کہ حکمانے اسکو عدل و انصاف وجود و سخا و شجاعت وغیرہ سب پر ترجیح دی ہے اور فرمایا ہے عدل مخصوص ہے مظلومون کے واسطے سخاوت محتاج ہے محتاجون کے لئے شجاعت برسون بعد غنیم کے مقابلہ مین کام آتی ہے عفت متعلق ہے اپنی ذات خاص سے یعنی ہر ایک فضیلت جدا جدا موقع و محل پر صاحب فضیلت کو عمل پر مجبور کرتی ہے برخلاف علم و مدار کے کہ اسکی ضرورت ہر وقت پڑتی ہے اور یہ ہر متنفس کے مقابلہ مین کام آتی ہے اگر بالفرض رئیس کی سخاوت مین قصور اور شجاعت وغیرہ مین فتور رہے تو بھی وہ علم اور مدار سے رعیت کو رام کرکے اپنا کام نکال سکتا ہے مگر معاذ اللہ علم مین ناکارہ ہو تو زنہار کوئی تدبیر لہین بن پڑتی اسیواسطے کہا ہے

شعر

ہیچوتار سبحہ گر ہوسازی خویش را	میتوان در یکدم از صدعقدہ مشکل گذشت

اور یہ بھی واضح رہے کہ شیخ نے ان صفات کے سوائے صفات متذکرہ بالا کے آجتک کسی رئیس کے مذہب کی نسبت مباحثہ نہین کیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ رعیت کو اپنا ہم مذہب بادشاہ تلاش کرنے کی چنداں ضرورت نہین صرف عقیدۂ استقام سلطنت درست دیکھ لینا چاہیے یعنی مدبر و منتظم ہو مذہب خواہ کیسا ہی رکھتا ہو اور بادشاہ کو یہی لایق ہے کہ حق اللہ و ترمیم عدالت سے غرض رکھے و تبلیغ رسالت سے ہر چند بعض بعض موقع پر یہ امر گو نہ نفس کو ناگوار گذرے لیکن جب یہ خیال کیا جائیگا کہ کونسے حقوق ادا کرنے کو مجھے یہ رتبہ عطا فرمایا گیا ہے تو بیشک کیفیت تعصبی اوسکی طبیعت سے زایل ہوجائیگی اور اگر بر تقدیر پابندی شریعت کسی وجہ سے قوت حمیت کا مغلوب ہونا قبول نکرے تو یہ خیال کرنا لازم ہے کہ حق تعالے نے بادشاہ کو اپنی ذات سراپا صفات کا مظہر بنایا ہے پس جسطرح وہ اپنی مخلوق مختلف المذاہب کے ساتھ بالفعل عالم اسباب مین حقوق مالکیت ادا کرتا ہے بعینہ اوسیطور سے ہمکو بھی ادا کرنے چاہئین تاکہ

الملک یبقی مع الکفر ولا یبقی مع الظلم صادق آئے اور رعیت کی طبیعت میں کسی قسم کا فتور واقع نہو شعر

ازان رہ بشکل داغ یانت ابرو	کہ بگشایدگرہ از جبہ سخنورش

یہانتک سلسلۂ کلام کو پہونچا کر کہا یا ایہا الاخیار مین بلا شائبۂ نفسانیت مین اپنی تقریر کا یہ نتیجہ نکال سکتا ہون کہ اس تمام سمع خراشی سے میری غرض صرف اتنی ہے کہ ایسے وقت مین عاقل و فرزانہ پر لازم چاہیے کہ خویش و بیگانہ پر جیسا کہ حکمانے کہا ہے شعر

سفلہ را منظور نتوان ساختن گو خوبرو است	مرغ را دردیدہ نتوان کوفتن گو از زند است

تقدیر الٰہی سے اس تقریر نے لوگون کے دلون پر ایسا اثر پیدا کیا کہ نصف سے زیادہ ضرکار جلسہ نے کونسل کے نام پر دستخط کر دیئے آخر کار کثرت رائے کی وجہ سے سبکو منظور کرنا پڑا اور بائیس ۲۲ اگست ۱۸۵۶ء روز دوشنبہ کو کونسل تخت سلطنت پر بٹھا دیا گیا بعد جلوس کے (مین یہ نہین کہہ سکتا) کہ کونسل نے تالیف قلوب یا آئین معدلت کا خیال نہین کیا لیکن البتہ بہ نسبت بہبودی خلائق کے ترقی ملک و مال کیطرف اوسنے زیادہ توجہ پیدا ہوئی اور یہ ایک بات شاید تقاضائے بشریت سے رہ گئی کہ جو روسا شہر سے حالت سپاہ گری مین وعدے کئے گئے تھے وہ فوراً پورے پورے ادا نہین ہوسکے اس سے کسیقدر اوسکی بدنیتی کا لوگون مین چرچا ہونے لگا اور ابتدا مین عوام کے خیالات بگڑ جانے سے آپ جانتے ہین کہ انجام کار کسی خاص قسم کی ایسی خرابی پیدا ہوجاتی ہے کہ جسکی اصلاح پھر کسی صورت سے ممکن نہین موافق قول دانشمندون کے شعر

چو سر بریدہ شود سایہ ہمچو کند	چو سعادت طالع دمی کہ نرصت رفت

الحاصل کونسل نے بعد تخت نشینی کے اگرچہ اپنا اعتبار بڑھانے مین کوشش نہین کی لیکن ملک اسقدر بڑھا یا کہ میری دانست مین ہمیشہ کے لئے تاریخ امریکہ کو اوسکے ساتھ ایک قسم کی نسبت پیدا ہوگئی یعنی جلوس کے دوسرے سال سے ساتوین سال تک صرف چھ برس کے عرصہ مین تقریباً میکسکو کو کوڑا بلڑکے دو چند کر لیا پھر گوئیمالا کا وہ جنوبی حصہ جو کسی زمانہ مین کولمبیا والون نے دبا لیا تھا اپنی حسن تدبیر اور زور شمشیر سے میکسیکو مین شامل کیا بعدہ ورجینیا پر حملہ کرکے نہایت جوانمردی و جانفشانی سے قریب پانچ میل کے اپنی سرحد کو شمال کیطرف بڑھایا پھر اپنی مشرقی جانب کے کئی جزیرے مثل کیوبا اور ورجن وغیرہ کے فتح کئے جو ابین چوڑے اور چھ بیس شمالی خط الارض اور ساٹھ اور پچاسی مغربی خط طول کے واقع ہین ان مختلف لڑائیون مین یہ کسی محقق کی زبانی نہین سنا کہ روپیہ کسقدر صرف ہوا لیکن قیاس کہتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید سلطنت مقروض ہوگئی ہوگی کیونکہ اول زبردست بادشاہون سے مقابلہ

تہاد وم کو کمبس خود بیع عشم وخدم ہر ایکہم پر جدا کر اپنے طور پر میدان کارزار کا بندوبست کرتا تاکہ فتح وشکست دونون صورتون مین تا استمرار شاہی تدبیر مناسب مین تعویق واقع نہو اور یہہ بھی اوسکا قول تہا شعر

مرد کامل در وطن ہرگز نمیگیرد قرار	میوہ چون پختہ شود ناچار شاخ میگزد دمیدا

حکیم مانوش یعنی اخنوخ شاہ فرماتے ہین اگر کو کمبس اس سے زیادہ ملک بڑہانے کی ہوس نکرتا تو میری دانست مین کسی قسم کا فتور اوسکی حکومت مین واقع نہوتا اب باوجود اس کوشش اور کامیابی کے اگر مین دفعتاً کہدون کہ ایسا جفاکش بادشاہ اخیر کو ترک سلطنت کیواسطے مجبور کیا گیا تو سوائے تعجب کے یقیناً آپ تاسف بھی کیجیے گا اسلئے بالتفصیل بیان کرتا ہون تاکہ بخوبی واضح ہوجائے کہ بغیر عیت کی دلجوئی کے ہرگز کوئی بادشاہ ظاہر یا باطن کسیطرح کا اقتدار حاصل نہین کرسکتا۔ امیرزادہ تیمور ہر چند مین نے گذشتہ اوراقون کا مطالعہ عام داستان گویون کے مانند اسطرح نہین کیا کہ فلان بن فلان نے ایک طرف سے نکلکر اشعار رجز پڑہنے کے بعد مبارز طلب کیا اور دوسری طرف سے فلان بن فلان خود وزرہ وجوشن وبکتر وغیرہ پہن کر اور تیر وکمان وگرز وشمشیر وغیرہ لگاکر اوسکے مقابلہ کو نکلا اور بعد کشش وکوشش بے نہایت کے فلان مقام پر زخم کاری کہاکر رسیمان سے فراہوا یا فلان نامی عیار اوسکی نعش کو خون آلودہ لیکر بہاگ گیا لیکن ہر ایک معرکہ رزم کے خیال کرنے سے خود بخود سمجھ مین آسکتا ہے کہ ایسے مقام مین بجز جانفشانی یا سیل خون کی طغیانی کے دوسرا نتیجہ نہین نکل سکتا پس محور کرنے کا مقام ہے کہ جہان چہہ برس برابر یہہ ہی ہنگامہ دارو گیر برپا رہا ہو وہان کسقدر سپاہ کام آئی ہوگی اور اخیر کو باقیماندہ کے خیالات مین کسقدر تبدل واقع ہوگیا ہوگا یعنی باوجود ہر شجاعت کے آپکی دانست مین کوئی ایسا شخص ہے کہ مدت مدید تک متواتر تیر بلا سینہ پر روکے اور تہوڑے دن آرام سے بیٹہنے کی خواہش نکرے نہین ہرگز نہین ہے" خصوصاً میگسی کو کی سپاہ (جسنے سوائے میدان قواعد کے کبہی حربگاہ کا نام بہی نہسنا تہا) از نہار ایسا نہین کرسکتے تھے چنانچہ ہزار ہا درجن وغیرہ قتل کرنے کے بعد جب کمبس کا لشکر دارالسلطنت کو واپس آیا تو اوسنے یہہ گمان کیا تہا کہ آیندہ خطابہ تمام عمر کے لئے ہمکو وہ ہی آسایش دیگی جو پہلے کسی زمانہ مین مل چکی ہے لیکن خلاف اوسکے عندیہ کے کمبس کو جشن فتح سے فارغ ہوتے ہی مخفی اراکین سلطنت سے کہا شکر ہے خدائے بلندوبرتر کا کہ اسکے فضل وکرم سے

تھوڑے عرصہ مین مجھ جیسے ناچیز کے ہاتھہ سے وہ کارنمایان ظہور مین آئے کہ جنکا پچھلے تین سو برس کی تاریخ مین کہین نام و نشان بھی نہین پایا جاتا اور یاوری بخت سازگار سے یقین کامل ہے کہ آیندہ بھی جو کچھہ قصد کرونگا انشاء اللہ تعالے وہ پورا ہوگا اسلئے بالفعل کو تمہیدا والون سے مین اوس کینہ دیرینہ کا عوض لینا چاہتا ہون جو پہلے کسی زمانہ مین کوتیمالا کے جنوبی حصہ و بانے مین اونکی طرف سے ظہور مین آچکا ہے آیا تم لوگون کی اس باب مین کیا رائے ہے

امید ہر چنان شد بہ پیر و بہ بخت	کہ بتا زد ز شمشان تاج و تخت	شمار یکان ادسر یاوری	چہ گویند و چون باشد این داوری

اونھون نے دعاے ترقی عہد و دولت کے بعد گذارش کیا

مثنوی

ترا این کلاہ آسمان دوختہ است	ستارہ ہر نخ تو افروختہ است	تو شاہی قیاس تو افزودہ کم	سحاب تو با و یگران چون کنم	

فی الحقیقت جو بندگان عالی نے ارشاد فرمایا وہ درست و بجا ہے شاہ گوئاما کے وقت سے یعنی اور اس کے زمانہ تک کوئی صاحب تاج و شمشیر ایسا نہین ہوا کہ جسنے اسقدر اپنے ملک کے بڑہانے مین کوشش کی ہو اب فضل لایزال اور حضور کے اقبال سے میگیکیو وہ میگیکیو ہے کہ اگر تمام شاہان امریکہ اوسکے حال پر حسد کرین تو زیبا ہے لیکن ترقی خواہان ملک و مال کی عقل ناقص مین محض واسطے تکمیل آرزوے جہانگیری کے اسقدر نفوس پر چیر زنا لازم نہین چھ برس برابر شمشیر جہانگیر کا میان سے باہر رہنا بہت ہے اب تھوڑے دن جنگ و جدال کو موقوف کرکے ملک کی اصلی حالت پر غور فرمائے کہ رعیت والی ملک کی غیبت مین توہمات بے معنی کے سبب اکثر بے اطمینان ہوجاتی ہے اور عموماً اہل لشکر کے اخبار جو ستے مین آئے تو ظاہر اون کا منشا یہی چندے آرام ہی کرلے کا معلوم ہوتا ہے کوتیمس نے جواب دیا سلاطین کو استیصال دشمن کے باب مین ہرگز عواقب امور پر نظر کرنا یا سیمان رنج کی تکلیفون سے ڈرنا نہ چاہیے میری دانست مین جو عروس مملکت کی سچی خواہش رکھتا ہوگا اوسے پہلے حراب آبرو کے شمشیر مین گردن جھکانی پڑیگی پھر کہان کا آرام اور کیسی راحت کیونکر بغیر تلخی ہجر کے معشوق کا وصل حاصل ہوا ہے جو عین عیش و عشرت مین مشغول رہکر یہ اسپر رکھون کہ فلان ملک خود بخود بلانون کی دعا سے مفتوح ہوجائیگا واللہ میرا آرام یہ نہین ہے

شعر

کہ صمصام خون آشام ہاتھہ مین ہو اور سامنے سے برابر تیرون کی بوچھار مونہہ پر پڑ رہی ہو

آنرا کہ زور بازو و کسب ہنر بود	دست بر آبد صدف پر گہر بود		

یہہ کہکر افسران جنگی کو طلب کیا اور کہا ہم نے سنا ہے تمہارا لشکر آرام کرنے کی خواہش رکھتا ہے لیکن آرام دو طرح کا ہے ایک وہ جو معشوقان گلپیرہن کیساتھہ

مخصوص ہے یعنی رات دن بہولوں کی سیج پر پڑا رہنا اور دوستوں کی نظر محبت کو ایسا سمجھنا جیسا کسی شمن نے تیر مارا
بقول کسی شاعر کے شعر | ابو دزاکت او آنقدر کہ بیگردو | زبادہ جنبش مژگان کبود یا سمنش | دوسرا وہ جو مردان شیشہ
زن کے واسطے بنایا گیا ہے یعنی میدان کارزار کو کوچہ دلدار سے بہتر تصور کرنا اور دشمن کے خنجر آبدار کو اطرح سینہ
پر رکھنا کہ گویا کسی محبوب کو بکلاہ کی ترچھی نگاہ سے پس اسوقت بفضل ایزد دشمان سیہ دونوں آرام میرے اختیار میں ہیں
جسکی زیادہ تمنا ہو وہ ہی عنایت کیا جائے شعر | نہان نمی نمایم چون غنچہ من زر خویش | چون گل بر کطالب ما رم بگذرم شتاب
آخرون نے ملکر جواب دیا ہماری سپاہ استعارات شاعرانہ اور کنایات معشوقانہ سے بالکل بے بہرہ ہے اگر کسی مہم
کی تیاری ہے تو صاف صاف حکم ہو کہ دو چار دن پہلے اونہین مطلع کر دیا جائے ورنہ بستر خاک پر بجائے بالش
اپنی کلائی سر کے نیچے رکھکر پڑ رہنا سپاہی کے حق مین بہولوں کی سیج سے بہتر ہے اور کسیکی غیبت ہی بات بے سبب حضور
(امیر ہو خواہ غریب) تیر کیا نیزہ سے بدتر اسیواسطے کہا ہے قطعہ | بد میاموز نیک خوبان را | تا ہان بد تر انفر سایند
نیک را چون تو باز گو نہ کنی | کین شود سیئہ تو بگردایند | کولمبس نے کہا جزاک اللہ فی الدارین خیرا فی الحقیقت فوجی آدمی
اسی کلمہ دو جملہ کے ہونے چاہئین اب ہمکو تمہاری ذات سے یقین ہوا کہ ہم جس مہم کا قصد رکھتے ہین وہ انشاء اللہ تعالیٰ
بہت جلد تمہاری ہمت سے سر ہو جائیگی بعدہ اوس راز سربستہ سے آگاہ کیا یعنی کہا بالفعل ہمیں کولمبیا والون کو زک
دینا منظور ہے اور چونکہ خاکنائے پانامہ کیطرف سے بسبب انتظام سرحد کے یکایک فوج کا گذرنا گو نہ دشوار نظر آتا ہے
اسواسطے ارادہ ہے کہ خلیج سیگسیکو کی راہ دریا اور دریا خاص گوآنا کی مشرقی سرحد مین ہو کر اوترجلین تاکہ تمکو بھی رد و قدح
کے کوچ و قیام سے آرام ملے اور دشمن بھی دفعتاً اپنے ملک کو ہمارے حملہ سے نہ بچا سکے بس جاؤ اور مخفی سامان جنگ
مہیا کرنے مین کوشش کرو عنقریب ہم کوچ کا حکم دیا چاہتے ہین ایسے دور و راز سفر کا نام سنتے ہی تمام سپاہ کے حواس
باختہ ہو گئے لیکن بحکم الامور معلق بمشیۃ اللہ سوائے سر تسلیم جھکا دینے کے اور کچھ نہ بن پڑا فقط یہ شعر پڑھکر خاموش ہو رہے
شعر | سمت دل کے سیر سانم پیر خود را بکام | آب پیکان تر نمی سازد لب سوفار را | قصہ مختصر بلا رضامندی یا بالیاں
حکومت شروع سال ہشتم مین کولمبس چالیس ہزار جنگ آزمودہ سپاہی چالیس جنگی جہازون مین سوار کر کے خلیج سیگسیکو
کی راہ گوآنا کی جانب روانہ ہو گیا (جو خاص دینی زیولا کے مشرق مین اور بریزیل کے شمال مین واقع ہے) راوی کہتا ہے
اوس زمانہ مین سوائے ایکوڈر گرینڈ اور دینی زیولا کے یہ قطعہ بھی سلطنت کولمبیا ہی سے تعلق رکھتا تھا اور

اب یہان ڈچ - انگریز اور فرانسیسی وغیرہ حکومت کرتے ہین لیکن آباد اسمین ہمیشہ سے مرہٹہ وہ ہی ٹکڑے ہین جو سمندر کے کنارے سے لگے ہوئے ہین یا جنکو دریا نے ایسے کوئی بوار اور سری نام وغیرہ سیراب کرتے رہتے ہین باقی جنگل ہی جنگل پڑا ہے جہان یکایک انسان کا گذر ہونا بھی محال ہے غرض بقول حکیم مانوشی کے کولمبس نے وہان پہونچتے ہی قریب بندرگاہ کے اپنے جہازون کو لنگر کرکے اوسی طرف سے ملک کا دہانا شروع کردیا یہانتک کہ شاہ کولمبیا کے جنیلے سنیلے (جسکو یولمانام ہی اور ظاہر اکیوان کا معرب معلوم ہوتا ہے) تمام گوانا کو فتح کرکے دینی زیولا کی بھی چند شرقی حصون پر اپنا قبضہ کرلیا جب یہہ نوبت پہونچی تو کیوان خود لشکر بے انتہا لیکر دارالسلطنت بوگوتا سے کولمبس کے مقابلہ کو سوار ہوا اور شاہ برزیل کو لکھا کہ ایک گرانبہا دشمن بالفعل دست یگیر ہوکے ہمارے ملک مین آگیا ہی ہر چند ہم نے اوسکے شکار کا قرار واقعی بندوبست کرلیا ہے لیکن اگر برادر دوستی آپ بھی تھوڑی سی مدد کرین تو نہایت مناسب ہے کیونکہ دشمن سے لگا ہوا (آپ جانتے ہین) بُرا ہوتا ہے ایسا نہو ہماری شمشیر جانگیر سے وہ دہاکا آپکی طرف اور ہوجائے اور پھر یہہ موقع جو اب حاصل ہے (یعنی دو طرف سے گھیر لینے کا) مفت ہاتھ سے جاتا رہے شعر

علاج واقعہ قبل از وقوع باید کرد | کہ ریخ سود ندارد چو کار رفت از دست

سنکر شاہ برزیل نے یہہ پیغام سنکر اپنے دلمین خیال کیا مبادا کولمبس کا یہ تبدیل ہیئت اس مجلس مین موجود ہو اور کولمبس ہمارے مشورہ سے آگاہ ہوکر کوئی اور صورت اپنے بچاؤ کی نکالے اسلئے ظاہر برسر دربار مدد دینے سے انکار کردیا بلکہ نہایت عاجزی سے کہا ہم بے سبب ایسے جوانمرد بادشاہ سے جنگ و جدال کا ارادہ نہین کرسکتے مگر کا قول ہے شعر

ہزاران کہتر با ہتر ستیزند | چنان افتد کہ گہ گہ بر نخیزند | لیکن در پردہ اوسکے استیصال مین ایسی کوشش کی کہ فی الواقع قابل تحسین و آفرین کے ہے یعنی ستارہ یا سیارہ اپنے بحری سپاہ کے نام پر شیدہ ایک فرمان واجب الاذعان اس مضمون کا لکھا کہ کولمبس کے تمام جہاز جو گوانا کے شرقی کنارہ پر صرف چند آدمیون کی محافظت مین کھڑے ہین بلا تامل تباہ کردو اور اپنے شمالی فوج کے سرداران لشکر کو خفی حکم دیا کہ جہان کہین مناسب سمجھو اپنی تمام سپاہ (خواہ مرد خواہ سوار) جمع کرکے دفعتاً دینی زیولا کی شرقی سرحد سے غنیم پر جا پڑو ہم بھی فقرب معقول بجیت سے تمہاری مدد کو پہونچتے ہین چنانچہ ان دونون حکمون کی اس طور پر تعمیل کیگئی کہ باوجود ہوشیاری اور بیدار مغزی کے مطلق کولمبس کو خبر نہوئی اور سوقت آنکھ کھلی کہ لشکر برزیل اور کیوان نے ہر چہار طرف سے

لقطۂ پرکار کی مانند گھیر لیا لیکن تاہم اوسنے اپنے اوسان نہ بگڑنے دئے نہایت مستقل مزاجی سے لشکر کے دو کڑے کر کے دونوں کے مقابلہ کو موجود ہوگیا اور افسران فوج سے کہا خبردار حریف کی جمعیت دیکھکر گھبرا جانا یہ سمجھنا کہ خداوند کریم یہ سامان محض ہماری نام آوری کیواسطے پیدا کرتا جاتا ہے کیا معنی مقابلہ کیواسطے طرفین کی قوت برابر ہونی چاہیئے اور جس حالت مین ایک کیواسطے دس چھ ہوجائین تو شکست کی بدنامی اوسکے ذمے سے دور ہوجاتی ہے پس مین شکر کرتا ہون خالق جہان آفرین کا کہ جسنے میرا رعب دشمن کے دل مین ڈالدیا ہے کہ جسکے خوف سے روز بروز وہ اپنی جمعیت زیادہ کرتا جاتا ہے بلکہ بایں ہمہ وہ اپنے آپکو ہمارے مقابلہ کے قابل نہین سمجھتا اور نہ اُنہین بلانے کیواسطے بیزل سے مدد مانگنے کی کیا ضرورت تھی واللہ ایسی صورت مین اگر تمام بادشاہان آمریکہ سمٹ کر ایک جگہ جمع ہوجائین تو بھی مین مطلق اونکی اصل وحقیقت نہین سمجھتا **مثنوی**

نہ بینی کہ یک ضربت تیغ تیز	کند چرم صد گاؤ باریز میز
یلے گرگ را کو بود دشمنا کہ	ز بسیاری گوسپندان چہ باک

اُس دم ولاساسے فوج کی کچھ ایسی ہمت بندھی کہ کئی روز برابر مردانہ وار لشکر حریف سے مقابلہ کرتے رہے لیکن ساتھ ہی اسکے آہستہ آہستہ مشرق کیطرف (جدہر جہاز کھڑے تھے) قدم بڑہانے شروع کئے تاکہ وقت پر اونکا لینا مشکل نہ پڑجائے اتنے مین کسی مخبر نے کولمبس کو خبر دی کہ سیارہ سالاربیزل نے فلان تاریخ چالیسون جہاز سمندر مین غرق کرڈالے اور اوسیوقت دو سوار مخبر کی زبانی یہ بھی سنا گیا کہ کیوان نے خاکنائے پاناما کا ایسا بندوبست کرلیا ہے کہ نہ ادہر کی فوج ادہر جاسکے نہ ادہر کی ادہر آسکے یہ دونون متوحش خبرین ایک ہی مرتبہ سنکر تمام مرد انگی کولمبس کی ختم ہوگئی نہایت پریشانی سے غرقہ گردن جھکا کر کرسی پر بیٹھ گیا

شعر سینہ کندن پر عبث از غم برائے عرو جاہ	چون نگین شد ہر کہ نام آور بود در رویش سیاہ

افسوس نہ ملک بڑہانے کی ہوس میرے دلمین پیدا ہوتی نہ ان ناشدنیون کے زبانی ایسا افسانہ ہوش ربا سنکر آج مجھے خون جگر پینا پڑتا فی الحقیقت دنیا اسی کا نام ہے اور حرص وطمع کرنیوالون کا یہی انجام شعر از ہر جمع زر چو شود آرزو مرا افتد بسان کیسہ رسن در گلو مرا آخرش وہ تمام دن اسی فکر وغصہ مین تدبیرین سوچتے اور رمونہ نوچتے گذر گیا رات کو اتفاقیہ عالم رویا مین کیا دیکھتا ہے کہ چند آدمیون نے جمع ہوکر زبردستی تاج سلطنت میرے سر سے اُتار لیا ہے پہرتا کہ بھی ہوش وحواس جاتے رہے اوسیوقت تمثیلہ کرکے افسران فوج سے کہا بالفعل اس لڑائی کا نتیجہ مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا بہتر ہے کہ تم چند روز اپنے طور پر ضمنی سے حیلہ وحوالہ کرتے رہو مین تن تنہا (ایک دو رفقا کے ہمراہی مین)

بہ تبدیل لباس ہمگیکو جا کر لشکر کو ہر ممکن لانیکا بندوبست کرتا ہوں سوائے میرے اور کسی سے یہ کام نہ ہوسکیگا اور اس خراب پریشان کی نظر سے میں اپنا بیان کا ٹھہرانا سب ہی نہیں سمجھتا غرض با ایں ہمہ لان و گذان کولمبس بادی رات کو اپنی جان بچا کر مینداروں کے بھیس میں خشکی کی راہ اپنے تخت گاہ کو روانہ ہوگیا اور بعضوں کا یہ بھی قول ہے کہ نہیں اوس نے کسیکو اپنے نشان سے مطلع نہیں کیا پوشیدہ لشکر سے نکلکر بھاگ گیا بہرطور کولمبس خدا کا نام لیکر کے کسی غیر متعارف راستے سے ہو کر چند روز بعد قریب شہر گری کے جا نکلا جو گوٹیالا کے جنوبی حصہ میں مشرق کی جانب واقع ہے وہاں کسیکو گمان بھی نہ تھا کہ بادشاہ کولمبیا سے ادھر ہو کر تشریف لائیگا تمام حکام ضلع اپنے اپنے کام میں مصروف تھے جب کولمبس نے خود ایوان عدالت میں پہونچکر حاکم شہر سے کہا کہ ہمکو فلاں مقام تک ڈاک کی ضرورت ہے تب معلوم ہوا کہ اے لو بادشاہ سلامت تشریف لائے ہیں پھر تو سب کے دوڑ دوڑ کر بجائے پایۂ تخت کے خاک سم توسن بادپا کو آنکھوں سے لگایا اور حسب دستور مذہبی وغیرہ کی کمال شکر موجودہ میں سلامی کا حکم بجا دہان سے دو گھنٹہ بعد بسہیل ڈاک کولمبس آگے کو روانہ ہوا اور تیسرے پاچوتھے روز بآرام تمام منزل مقصود پر پہنچ گیا لیکن بسبب عجلت کے پیشوائی یا سلامی خاص دارالسلطنت میں بھی موقع سے نہو سکی بلکہ اکثر عام لوگوں نے جو دفعتاً شہر میں خبر سنا (بادشاہ آگیا بادشاہ آگیا) اونہیں مہمگان ہوا کہ شاید کسیکا نیل بگرا ہے بادشاہ نہیں آیا کیونکہ جس تزک و شان سے کولمبس چالیس ہزار نامی پہلوان نیکر کولمبیا کیطرف روانہ ہوا تھا اور ہر ایک موج سمندر خوشی سے اوچھل اوچھل کر اوسکے دل کا حال بتاتی جاتی تھی وہ جلسہ ہنوز نابل شہر کی آنکھوں میں پھرا تھا اور سب کا یہ ہی اتفاق تھا کہ جب بادشاہ کولمبیا سے واپس آئیگا تو یقینی اس سے کئی حصے زیادہ جلوس اوسکے ساتھ ہوگا برخلاف اونکے زعم کے وہ اس حیثیت سے تشریف لائے کہ کسیکو یقین ہوا کسیکو نہوا اور جب اصلی کیفیت اونکے تشریف آوری کی معلوم ہوئی تو جسقدر خوشی ہر ایک کے دل میں بھری ہوئی تھی وہ طرفۃ العین میں زایل ہوگئی علی الخصوص اہل لشکر کا یہ ارادہ ہوا کہ اگر بادشاہ اپنی زبان سے ہمیں کولمبیا جایکا حکم دے تو فوراً استعفا دیدیجئے اور اپنے چالیس ہزار آدمی کے لون کا مردانہ وار اس سے دعوی کیجئے شعر

سخت گفتن بہمل بہ ز خوشاہ باشد | ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد۔

سوائے اسکے ایک اور تقدیری معاملہ سنئے۔ کولمبس کو جب کبھی کسی امر پر ظن کا اتفاق ہوتا تھا تو انتظام سلطنت چند ملایو اراکین مملکت کے سپرد کر دیا جاتا تھا کہ وہ متفق ہو کر بجائے بادشاہ کے خاص خاص کاموں میں حکم دیتے رہیں اب کے (کولمبیا جاتے وقت) فاست ۱۴۸۹ء سے آرنس نامی اپنے ایک رفیق بے توفیق کو (جو بسبب عیاشی اور شراب

مہاری کے اکثر لوگون مین مُے وآتشہ کا قرابہ مشہور تھا) نایب سلطنت قرار دیکر بھیجدیا گیا تھا کہ کوئی کام بغیر اجلاس کامل کے نہ کیا جائے اور اجلاس کامل اوس اجلاس سے مراد کہی گئی تھی کہ جسمین تمام شرکا مع لارنس کے شامل ہون فقط اتفاقاً بعد روانہ ہوجانے گورنر کے تین یا چار مہینے بعد ایک سنگین مقدمہ مین کسی معزز پارسی کی ناگہانی موت کی تہمت نامی مصلحتاً واسطہ حاضری عدالت کے مجبور کیگئی اور کوئی خاص نشان دیکھنے کے لیے پردۂ نقاب بھی اوسکے چہرہ سے اوٹھا دیا چونکہ لارنس اوسوقت بھی موافق اپنے معمول کے نشے مین چور بیٹھا تھا وحسن تو یہ شکن اور چشم فتنہ ور دیکھتے ہی کہہ اٹھا ایسا ستوا ہوا کہ مقدمہ چھوڑ چھاڑ بلا لحاظ اپنے اور بیگانہ کے اوسکی آنکھون مین آنکھین گاڑکر کہنے لگا

شعر

گہہ چون سبو بسیکدہ بردوش من درآ	گاہے چو مے بشیشہ در آغوش من درآ
آنجا کہ بوسہ گاہ لب نوش من درآ	آنجا کہ بوسہ گاہ لب نوش من درآ

اور جب اوس نے شرما کر اپنا چہرہ دوبارہ پردۂ نقاب سے چھپالیا تو یہ شعر پڑہا

شعر

ہرچند کہ دور گردن از رخ نقاب را	ہر پردہ کس نمان نکند آفتاب را

یہ کلمات خلاف تہذیب سنکر رون شاے ہر چند نے اوسوقت تو توہین عدالت کے خوف سے مطلق دم نہ مارا لیکن دوسرے روز اوسی عدالت عالیہ مین جو اجلاس کامل کے نام سے مشہور تھی لارنس پر ہتک عزت کا استغاثہ کیا اور کنایۃً ایسے الفاظ اپنی عرضی مین درج کیے جس سے صاف اس شعر کا مضمون سمجھ مین آتا تھا

شعر

من از بیقدری خار سر دیوار دشتم	کہ ناکس کس نگردد ہرگز از بالانشینی

اوس گیدی نے بجاے استمالت کے خلاف قانون مجریہ سنگسی کو بغیر اتفاق راے شرکا رجلسہ صرف اپنے حکم سے تمام مستغیثہ کو قید کردیا اور کما خاص ہمارے مقدمہ مین سواے بادشاہ کے کسیکو تجویز کا اختیار نہین اگر دوبارا کمیٹی اس معاملہ مین جرأت کی تو ہم نہین کہہ سکتے کہ کیا حکم ہماری زبان سے نکل جائے اسپر تمام قوم پارسی متفق ہوکر بغاوت پر مستعد ہوگئے لیکن شرکاے عدالت عالیہ کے کمال دانشمندی سے مصلحتاً بڑے چندے مستغنی ہوکر سبکو سمجہا یا کہ سیہ وقت آپس مین ایک دوسرے سے دشمنی کرنیکا نہین ہے اگر خدانخواستہ تمہارے سبب انتظام سلطنت مین کسی قسم کا فتور واقع ہوا اور قرب وجوار کے بادشاہون کو خبر پہونچی کہ بالفعل والی ملک اپنے مقام پر موجود نہین اور رعیت بگڑی بیٹھی ہے تو اودہر بادشاہ مع چالیس ہزار سپاہ کے یقینی کام آئیگا اور ادہر ہمارے گھر بار دوسری قومون کے ہاتھہ سے غنت خاک سیاہ ہوجائینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ چندے صبر کرو ہم تمہارے ساتھہ ہین انشاء اللہ تعالے بادشاہ کی تشریف آوری پر اسطرح تمہارا انصاف کیا جائیگا کہ ہرگز کسی کے دل مین کدورت کا نام بھی باقی نرہیگا اس تدبیر سے خدا خدا کرکے وہ آتش فتنہ وفساد ٹھنڈی ہوئی یعنی بمنکل پارسیون کو سمجہا بجہا کر اوس

بہو وہ ارادہ سے باز رکھا آخرکار جب کولمبس دارالسلطنت مین واپس آیا تو سب سے پہلے یہہ ہی مقدمہ پیش ہوا کہ وہ اپنے کو کولمبیا کے جھگڑے مین پھنسا ہوا تھا ظاہر اوس نے اس معاملہ کو خفیف جانا کہ کچھ توجہ نہ کی بلکہ بہ سرور آ کہا بالفعل ہمکو ایسے واہیات افسانے سننے کی فرصت نہین بہتر ہے کہ مستیغث دوبارا اپنی کب کب سے ہمارا دماغ پریشان نکرین یہہ سنکر تمام پارسی (جو اصل باشندے اوس ملک کے ہین) آگ بھولا ہوگئے دوسرے روز بیشمار آدمیون نے متفق ہوکر کولمبس کے ٹکڑے ٹکڑے اوڑادئے اور بادشاہ کو خاص غسل خانہ مین گھیرکر کہا یا تو یہ کولمبس کی سلطنت ترک کیجیے ہم جیسے چاہین گے اپنے طور پر حاکم بنالین گے یا آپ شمشیر بوجود ہے سر حاضر کیجیے کہ ہم اپنے ہاتھ سے دریاے خون مین نہلا کر ہمیشہ کے لیے آپکو ٹھنڈا کردین شعر

خوش ہست سفلہ کہ باخاک سہ بوسکین ۔ زبان بریدن بہ از سپاس بیغرض

اوسوقت تنہا بادشاہ کیا کرسکتا تھا ناچار لکین سلطنت آپکو بگڑے بیٹے تھے افسران لشکر آپکو موجودون پر ناوہ دے رہے تھے مجبور کولمبس نے ترک سلطنت منظور کرکے درخواست قلع ریاست پر دستخط کردئے اور یہہ آرزو بیان کی کہ اگر مجھکو نظر رکھنا منظور ہے تو کسی دوسرے جزیرے مین بیعہدہ و بعدہ حکومت کے اس ذلت و خواری کے ساتھ مین ہرگز رہنا قبول نہین کرسکتا پارسیون نے اوسکی یہہ درخواست پذیرا کرکے اوسیدن حراستا جزیرۂ کوبا کو روانہ کردیا (جو کسی زمانہ مین خود اوسی کی قوت بازو سے سر ہوا تھا) اور ایک ہفتہ کے اندر اندر یہہ امر بھی طے ہوگیا کہ تیس لاکھ روپیہ سالانہ خزانہ رقم سے بطور خرچ کے اسے دیا جائے اور چار ہزار آدمی سے زیادہ کسی حالت مین یہہ اپنے پاس رکھنے کا مجاز نہو بعدہ تمام رؤسا ملک نے جمع ہوکر (جسمین اہل سیف و قلم وغیرہ سب شامل تھے) چند لایق آدمیون کے نام ترقیہ پہنچکا اونمین خدا کی قدرت سے اوسی شخص کا نام نکلا جسپر آپ اعتراض کرتے ہین کہ ایسے نااہل کو کیون بادشاہ بنایا یعنی غورہ کے خاوند (مہرانیزد کا جو اصل مین پیرو کا معمار ہے اور اب بہت دن سے میکسی کو مین مجلس قانونی کا مددگار تھا لیکن یہہ شرط ہوگئی ہے کہ اگر تمہاری اولاد لایق اور قابل نکلے تو البتہ متخت سلطنت کی مستحق سمجھی جائیگی ورنہ بعد تمہارے ہم ملک کا مثل دوجینا یا ہیلی نکس کے بندوبست کرلین گے تمہاری اولاد کو تخت پر نہ بٹھائین گے دلچسپی یہہ ہے کہ ظاہر مہرانیزد کا لڑکا زندہ بارجود بالفعل موجود ہے بسبب جوش جوانی کے کسیقدر تلون مزاج معلوم ہوتا ہے ابھی پرسون سنا تھا کہ بغیر اجازت ماباپ کے تن تنہا کمین نکل کھڑا ہوا ہے ہر چہار طرف آدمی ڈھونڈھنے پھرتے ہین کہین پتہ نہین لگتا باقی مہرانیزد کے لایق و فایق ہونے مین کسیطرح شک و شبہ نہین باوجودیکہ اوسکے جلوس کو

آٹھ مہینے سے زیادہ نہین ہوئے مگر اسی عرصہ مین تمام رعیت کا دل اسطرح اپنے ہاتھ مین لے لیا ہے کہ ہر ایک اوسکا کلمہ پڑہتا ہے اور سب سے زیادہ فوج اوسکی شکر گذار ہے کیونکہ اوسنے تخت پر بیٹھتے ہی بادشاہان کو لمبیا و برزیل سے صلح کرکے اپنی اوس تمام فوج کو صحیح وسلامت نکال لیا جسے کو لمبس پہنچا آیا تہا اور پھر کعبین چڑہائی کا بھی اتفاق نہین ہوا مرنے سے رات دن سب کے سب اپنے اپنے بستر پر پڑے ایڑیان رگڑا کرتے ہین یہہ داستان تہی سلطنت میکسیکو کی بدل جانے اور مہارپیرو کے بادشاہ ہوجانیکی اب تو آپکا تردد رفع ہوا ہنوز امیرزادہ تیمور کچھ جواب نہ دینے پایا تہا کہ فرمایا جاہ نے کہا کیون جناب شاہ صاحب درجینیا اور ہیلی فیلس کے انتظام کا کیا دستور ہے اگر بار خاطر نہو تو تہوڑا سا حال وہان کا بہی سنا دیجے علم شے بہ از لہبل شے ہم آپکے ممنون احسان ہونگے ۔ جکرناتوش نے فرمایا درجینیا مین اوس ملک کے امراء رکہتا ہون جو میگیکو کے اوتر مین ماہین چوتہے اور پانچوین عرض الارض شمالی کے واقع ہے پہلے وہان کی حکومت مثل اور ملکون کے ایک مستقل بادشاہ کے اختیار مین تہی اب نوے برس سے وہان کا دستور العمل بالکل بدل گیا ہے سبب اوسکا یہہ ہے کہ ۱۶۰۷ء کے شروع مین جب دستور نامی وہان کے بادشاہ نے ایک پنجسالہ لڑکا نوشاد نام چہوڑ کر دارفانی سے کوچ کیا تو ہیربد اوسکا وزیر اعظم (جو بہر صفت موصوف تہا) موافق وصیت سلطان مغفور کے شاہزادہ نوشاد کو اپنی گود مین لیکر تخت سلطنت پر بیٹہہ گیا قضائے الٰہی سے نوشاد نے قبل پہونچنے سن بلوغ کے کسی مرض مہلک مین مبتلا ہوکر انتقال کیا جسکے باعث بادشاہت بلا تردد وخاندان ہیربد مین منتقل ہوگئی لیکن ہیربد نے صرف اپنی ذات سے درجینیا کی سلطنت کی اوسکے بعد کوئی اوسکا وارث جانشین نہوا اسلیے کہ ہیربد کا لڑکا ذوذنا بہ نام گرانے باپ کی آنکہون کی پتلی کا تارا تہا لیکن حکمرانی کی لیاقت کسیطرح نہ رکہتا تہا یعنی بدمزاج تندخو غافل اور کینہ ور آدمی تہا اور ہیربد باوصف مہرورزندی کے رعیت پروری اور خدا ترسی کے سبب یہہ ہرگز نہین چاہتا تہا کہ درجینیا کی مخلوق بعد مرنے ایسے بدنفس آزار مجسم کے ہاتہہ مین گرفتار کی جاے جسکے باعث مجہے ہمیشہ روز قیامت تک لعن وطعن کا تختہ ہونا پڑے اسواسطے اوسنے اپنے انتقال سے دو برس پیشتر تمام اختیارات سلطنت رعیت کو تفویض کردیے حتی کہ منصب تخت نشینی بہی خاص کسیکی ذات پر منحصر نرکہا رعیت کو اختیار دیدیا جسے وہ چاہے بادشاہ بنالے جسے چاہے معزول کردے تاکہ بعد اوسکے ذوذنا بہ کسیطرح سلطنت کا دعوی نکرسکے اور یہہ بہی اوسنے تجویز کردیا کہ تکمیل

ان احکام کی کیونکر ہونی چاہیئے اوسکے واسطے ایک بہت بڑا قانون بہ قیود و شرایط بنایا گیا تھا جسکا منشا یہ ہے کہ تمام رعایا بالاتفاق رو سا ملک سے ۲/۳ آدمی ایسے لائق ہوشیار دانا آزمودہ کار راست گو امین خدا ترس شریف اور خلیق تجویز کرے جو دو طرح انتظام ملک مین مدد دے سکین ایک فریق ۱/۳ آدمی کا اوسمین ایسا ہو کہ ہمیشہ بہبودی خلائق کے لئے آئین معدلت و معاہدہ و تجارت و خراج گیری وغیرہ حسب رواج ملک و استرضاے رعیت بناتا رہے اور نئی نئی چیزون کے ایجاد سے (جسمین علم و فن کو ترقی ہو) کبھو وقت اپنے تئین غافل نہونے دے۔ دوسرا فریق ایسا ہونا چاہیئے کہ اوس قانون مجوزہ کے اجرا مین کوشش کرے اور بادشاہان قرب و جوار کو اپنی سرحد سے آگے قدم نہ بڑھانے دے لیکن ہر ایک نیا قانون یا حکم صلح اور جنگ کسی ایک ایسے شخص کی منظوری کے بعد جاری ہونا چاہیئے جسے اون بیالیس آدمیون نے (یا انصف سے زیادہ نے) صرف پانچ برس کے لئے بطور رئیس سلطنت یا بادشاہ کے اپنا حاکم ان لما ہوا تعین سے پہلا (فریق رعیت کا خیر خواہ اور دوسرا ملک کا تھامنے والا کہلاتا ہے اور دونون ملکر عہدۂ وزارت سے تعبیر کئے جاتے ہین) بعد منقضی ہو جانے میعاد معین کے پہلا بادشاہ معزول کیا جائیگا اور بجاے اوسکے وہ شخص مقرر ہوگا جسپر شمار سابق کے اکثر فکر جلسہ کا اتفاق ہو اس تدبیر سے رعیت کو اسقدر آرام ملا کہ کوئی وضیع یا شریف اب تک تیر بد کو کسی حال مین بنیز و عاے مغفرت کے یاد نہین کرتا گویا وہ دنیا مین اپنے واسطے ایک ایسا خزانہ جمع کر گیا ہے کہ جسکا منافع بغیر نقصان اصل کے رات دن اوسکو پہونچتا رہتا ہے اور ہیلی نیکس چونکہ دو سو برس پیشتر خاص و رعیتی کی سلطنت سے متعلق تھا اور خیالات اون لوگون کے آپس مین از بس مطابقت رکھتے تھے اسواسطے بعد تیر بد کے اون نے بھی آزادی کی قدر معلوم کر کے اپنے ملک کا انتظام مثل و رعیتیا ہی کے کر لیا یعنی پانچ برس کے بعد وہ بھی اپنے بادشاہ کو محض اپنے اختیار سے بدل دیتے ہین صرف اتفاق ہے کہ اہل و رعیتیا بشرط اظہار لیاقت بعض اوقات مکرر اور سکر ایک ہی شخص کو اپنا حاکم بناتے چلے جاتے ہین اور ہیلی نیکس مالے کہتے ہین بعیر مجبوری ہمین اپنا قانون توڑنے کی کیا ضرورت ہے جب تمام ملک مین کوئی دوسرا لائق نہ ملیگا تب دیکھا جائیگا **راوی کہتا ہے**۔ ناظرین با تمکین کو یاد ہوگا جب شاہزادہ سبحان نقاب پوش نے بادشاہ پرلینڈ کے روبرو اپنی مصنوعی سرگذشت بیان کی تھی تو مصلحتاً اپنے باپ کو ہیلی نیکس کا بادشاہ قرار دیا تھا اور کہا تھا جب دانشمندان ہیلی نیکس نے اپنے قانون کے سراسر خلاف میرے باپ کو معزول کر دیا تو اوسنے سلطان روم کی ملازمت اختیار کر لی) اوس تقریر کو اگر اسوقت یاد کیا جائے تو بلاشبہ شاہزادہ معدوح

کی عقل کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کیا معنی درجنیا اور ہیلیے فیکس دونون ایک ہی قانون کے پابند ہین اگر وہ اپنے باپ کو ملک درجنیا کا حاکم قرار دیتا تب بھی اوسکا مطلب پورا پورا حاصل تھا لیکن البتہ اوسکے باپ کی لیاقت محدود ہوجاتی اب کوئی نہین کہہ سکتا کہ وہ دوبارہ تخت پر بیٹھنے کی لیاقت رکھتا تھا یا نہین اور یہہ معما بھی حکیم مانوش صاحب کی توجہ سے حل ہوا ورنہ ہم کیا جانتے تھے ہیلیے فیکس کے تعین مین کیا نکتہ ہے اور یہہ شاید اب تک کسیکو نہ معلوم ہوگا کہ ہیلیے فیکس کس ملک سے مراد ہے اسواسطے مجھے یہہ بھی نکلنا لازم آیا کہ اخیر کو حکیم صاحب موصوف نے فرمایا ہیلیے فیکس اگرچہ ایک مشہور بندرگاہ کا نام ہے جو اسکوشیا کا دارالسلطنت کہلاتا ہے لیکن مین اس لفظ سے تمام اوس ملک کا احاطہ کیا چاہتا ہون جو درجنیا کے شمال مین ۴۵ خط الارض شمالی سے دایرہ قطبی تک پھیلا ہے یہان تک فرخ شاہ یا حکیم مانوش نے بیان کرکے کہا چونکہ آپنے صرف انتظام سلطنت درجنیا و ہیلیے فیکس کی نسبت استفسار فرمایا تھا اسلئے مین نے وہان کا تاریخی قصہ چھیڑنا مناسب نہین سمجھا اگر یہہ کسی وقت سننے کو جی چاہا تو انشاء اللہ تعالی مفصل بیان کیا جائیگا بالفعل حسب وعدہ تھوڑا سا حال باشندگان پاٹے گونیا کا گذارش کرتا ہون سنو صاحبو جو ملک جنوبی ارجنتینو مین ۴۲ و ۵۴ خط الارض جنوبی کے واقع ہے اوسے پاٹے گونیا کہتے ہین اگر بالفرض آپ اوس ملک مین اس سرے سے اوس سرے تک سفر کرین تو نہ کہین آپ کو کوئی شہر نظر آئیگا نہ کسی پرفرباغ کو دیکھکر آپ کے دل و دماغ کو تازگی حاصل ہوگی صرف دو ایک دریا مثل نیگرو اور چبٹ وغیرہ کے مشرق کی طرف بہتے ہوئے ملینگے یا مغرب کی طرف اونچے اونچے پہاڑ آسمان سے باتین کرتے ہوئے دکھائی دینگے اس سے یہ ہرگز مطلب نہین ہے کہ وہ تمام قطع ویران پڑا ہوا ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ وہان ایسے جاہل اور ناتربیت یافتہ آدمی بستے ہین جو فوایدِ تمدن سے واقف ہونا تو درکنار خدا کی قدرت سے سلیقے کے مکان بھی بنانا نہین جانتے اکثر تو اونہین مثل جانورون کے چھوٹے چھوٹے بٹے اپنے رہنے کو زمین مین کھود لیتے ہین اور جو ذرہ اپنی دانست مین شائستہ ہین وہ بڑے بڑے درختون کے نیچے گھاس یا پوس جمع کرکے اس قسم کے جھونپڑے بناتے ہین جنسے صاف یہی سمجھ مین آتا ہے کہ انہون نے کسی پرندکے گھونسلے کی نقل کرنا چاہا تھا مگر پوری پوری نہ سکی ہان لوٹا کھسوٹنا اچھی طرح جانتے ہین لڑنے بھڑنے کے قاعدون سے بخوبی واقف ہین آدمی کا مارڈالنا اونکے نزدیک ایسا ہے جیسے کسی آزار دہندہ جانور کو مثل پشہ وغیرہ کے مسل ڈالنا پر اسپر بھی کوئی اپنا

یا بیگانہ حصے کے وقت دونو کیسان ہین اور ظاہرا اونکی لڑائی کا سبب سوائے اسکے کہ دو مختلف قومین آپسمین اپنا زور آزمائین یا تفرچا اسکے ذریعہ سے دو چار گھڑی دل بہلائین اور کچھ سمجھ مین نہین آتا لیکن اس دل لگی کی لڑائی کا بھی انجام یہہ ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے دشمن کو زیر کرکے اوسے حلال کرتا ہے تو تبرکاً دو تین ٹکا ایک گھونٹ اور اسکے لہو کا نوش پی لیتا ہے اور اوسکی نعش سمیت کراوس بت کے آگے پہنچکے دیتا ہے جسکی پرستش اوسنے اپنے ذمہ فرض کر رکھی ہے کیونکہ وہ تمام لوگ متفرق قومون کو پوجتے ہین اور اونمین کو اپنا فتح و شکست دینے والا تصور کرتے ہین باوجود اسکے ہمدردی کا یہ حال ہے کہ اگر اونکے ملکی آدمی کو کسی غیر شخص کے ہاتھ سے ایک ذرا سی بھی نقصان پہونچ جائے تو مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک تمام قومین کمر باندھ کر اپنی جان دینے کو مستعد ہو جائینگی اور جب تک خاطر خواہ اوسکا عوض نہ لے لینگے کہانا پینا اپنے اوپر حرام سمجھینگے اسی سبب سے بعد زوال سلطنت کیانی آج تک وہ لوگ کسی سے مغلوب نہین ہوئے جب کوئی غنیم اونکے ملک کا قصد کرتا ہے سب مردانہ وار جمع ہوکر مرنے مارنے کو تیار ہو جاتے ہین اور خداوند کریم نے اوس خطہ کی آب و ہوا کو بھی یہ تاثیر بخشی ہے کہ وہان کا ساقوی ہیکل جوان نہ کبھی امریکہ کے کسی دوسرے حصے مین پیدا ہوا ہے اور نہ شاید آیندہ کبھی پیدا ہوگا خصوصاً چلی کے جنوب مین جو آوارہ کنعان ایک قوم رہتی ہے اوسکے قد و قامت اور زور و قوت کا یہ حال سننے مین آیا ہے کہ خاص باشندگان پاٹے گونیا بھی اور سے آنکھین چراتے ہین پہر اور کسی کی کیا حقیقت ہے جو اوس سے مقابلہ کرے اور اس زور و قوت اور قد و قامت کی نسبت دو صحیح قول مشہور ہین ایک یہ کہ اصل مین یہہ لوگ عوج بن عنق کی اولاد مین سے ہین پہلے ملک کنعان مین رہتے تھے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مصر کو فتح کرکے کنعان مین دخل کیا تو یہہ لوگ ایلبا و بلقا و تماحصیون و اردی وغیرہ مین متفرق ہو گئے لیکن اونکے جانشینون نے وہان ہی انہین تین سے نہ بیٹھنے دیا یعنی بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یوشع بن نون اور کالوت بن یوفنا دا نے تمام ملک شام پر قبضہ کرکے اسقدر قلع قمع کیا کہ ایک بت پرست کا بھی کہین نام و نشان باقی نہ رہا یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملت مین داخل ہو گئے یا مکانات چھوڑ چھوڑ کر دور دراز ملکون مین نکل نکل گئے چنانچہ یہ لوگ بھی وہین کے بھاگے ہوئے ہین اور اسیواسطے آوارہ کنعان کہلاتے ہین دوسرا یہہ کہ مازندران اور یہ سرزمین (دو چار درجے کم یا زیادہ) ایک ہی خط الارض مین واقع ہین صرف اتنا فرق ہے کہ وہ خط استوا کے شمال مین ہے اور یہہ جنوب مین موسمائی علم طبعی سے بخوبی

ثابت ہے کہ اس وجہ سے آب وہوا میں مطلق تغیر وتبدل واقع نہیں ہوسکتا رہ گئی مازندران کی تعریف وہ آپ نے
بھی سنی ہوگی مشہور ہے شعر زمازندران ایدالا دو چیز | یکے دیو مردم دوم دیو نیز | بہرصورت اونکے قوی ہیکل زور آور
اور شجاع ہونے میں کسی طرح کا شک نہیں اگر کوئی تلوار کے زور سے اونمیں زیر کرنا چاہے تو میری دانست میں بالکل
ناممکن ہے اونکو معرکہ جدال وقتال میں ایسا سمجھنا چاہئے جیسے رستم وزال وسام ونریمان وغیرہ پہلے کسی زمانہ
میں گذر چکے ہیں بلکہ رستم اپنے ایک سفت کے لڑکے سہراب کو قتل کرکے مدت دراز تک خون کا دریا آنکھوں سے بہاتا رہا تھا
وہ تمام اعزا کو حلال کرڈالیں اور اُف کا کلمہ زبان سے نہ نکالیں اونکا قول ہے رحم مخصوص ہے واسطے عورتوں کے
مرد ہوکر اپنی نسبت اس قسم کا حمل کرنا بڑی بیہودہ اور لغو حرکت ہے شعر | ہرکہ باشد در جہان مشتاق ہمدم خود است |
کاہ در پرواز می آید چو بیند کہ باد | علاوہ مردوں کے وہاں کی عورتیں بھی فن سپہ گری میں ہماری نہیں چکا تو گویا
اونکا ہمیشہ ہی کا شغل ہے وقت پر میدان کارزار میں وہ ہتیار کرتی ہیں کہ اچھے اچھوں کا جی چھوٹ جاتا ہے
اور پہراونکی نزاکت ولطافت اور موزونی قد وقامت قابل اسکے ہے کہ آدمی آٹھوں پہر بیٹھا دیکھا کرے شعر
بقامت از قیامت مژدہ دادہ | بہ بالا از بلا حرفے زیادہ | اگر آپکو ملک امریکہ میں تشریف لائے بہت دن ہوئے
تو افقایہ شاہزادہ لاپلاٹا کے تشنہ کے گیت عام لوگوں کی زبان سے کہیں نہ کہیں ضرور سنے ہونگے وہ گیت
وہیں کی ایک عورت صیفورہ نامی کے حسن وجمال کا نتیجہ ہیں ہر چند بڑے آدمی کو داستان تشنہ جوانوں کے روبرو
اپنی زبان پر لانا زیبا نہیں مگر چونکہ میں عادات باشندگان پاتے گونیا کی نسبت اپنے قول کو تصدیق کرنا چاہتا ہوں
اور تصدیق اوسکی اسی قصہ سے تعلق ہے اسواسطے مجبور صیفورہ کے حال سے شروع کرتا ہوں غور فرمائیں اور نتیجہ
نکالیں آپ کے اختیار میں ہے اے ہادیان سبیل مراقبت ورہنمایان طریق موافقت پاتے گونیا کی شمالی سرحد
مشرق کی جانب لاپلاٹا کی جنوبی سرحد سے ملی ہوئی ہے قریب بیس یا بائیس برس کے ہوئے کہ خاص اسی سرحد
پر دریائے نیگرو کے شمال میں سمندر کے قریب بت پرستوں کا ایک بہت بڑا معبد ہیئت الہبط کے نام سے بنا ہوا تھا
جہاں اکثر قریہ وجوار کی قومیں خسوف وکسوف کے دن جمع ہوکر اپنے طور پر کچھ عبادت کیا کرتی تھیں جب سے وہ سمندر
دریا برد ہوگیا ہے قصداً کوئی وہاں جانیکا ارادہ نہیں کرتا البتہ اتفاقیہ اوس طرف گذر جائے تو غسل کرلینا اب بھی
اوس مقام پر بہتر سمجھا جاتا ہے اور شاہزادہ آئمین ہوش لاپلاٹا کے ولیعہد نے (جو بالفعل تخت پدری پر متمکن ہے)

اوسی کے قریب یا مین دریاے کولوریڈو اور نیگرو کے ایک معقول رمنا اپنے شکار کیلئے کونار کہا تھا ایکبار ۴۸ کا ذکر ہے کہ صیفورہ بنت آذر رئیس قوم آوارہ کنعان معدوس پانچ عورتون کے بیت المبوط کی زیارت سے فارغ ہوکر اپنے مکان کو واپس جاتی تی اور آئین ہوش موافق معمول کے اوسی شکارگاہ مین جہان کہ ابھی ذکر کرچکا ہون شکار کھیل رہا تھا کہ ناگاہ ایک ہرن شاہزادہ کے ہاتھ سے اوچٹتا ہوا زخم کھاکر پانی کی تلاش مین خاص صیفورہ کے سامنے ہوکر گذرا چونکہ وہ بھی شکار کا ازبس شوق رکھتی تھی ہرن کو زخمی دیکھتے ہی اوسکے پیچھے ہولی اور جنگل مین گھستے ہی شست و شکستہ ملا ایک ایسا تیز جانگیر اوسکے اگلے جوڑ پر لگایا کہ ہرن اوسی جگہ قلابازی کھاکر اوندھے مونہہ زمین پر گر پڑا یہ تو صیفورہ نے گھوڑا چھٹا کر بآسانی اوسے کمند پر پیچ و خم مین پھنسا لیا اور گردن اونٹھا اونٹھا کر اس امید پر اوہر اوہر جھکنے لگی کہ کہین کوئی آدمی چلتا پھرتا نظر آئے تو اوسے بلاکر بخوبی اسے اپنے قابو مین کرلون کیونکہ جو عورتین اوسکے ہمراہ تھین وہ بسبب دواندوش کے بہت دور رہ گئین تھین اور ہرن باوجود زخم کاری کھانے کے تڑپ تڑپ کر کمند کے ٹکڑے کئے ڈالتا تھا اتنے مین آئین ہوش بھی آہستہ آہستہ علامات خون ملاحظہ کرتا ہوا اوسی طرف جا نکلا صیفورہ نے دور سے دیکھتے ہی آواز دی اوجوان جلد قدم اوٹھا ہم تجھ سے کچھ مدد لیا چاہتے ہین شکار را بے گمانی سے نکلا جاتا ہے شعر

دریاب کنون کہ بیدہد دست	فرما کرمے چو دست رس ہست

شاہزادہ نے یہ گفتگو سنکر سیلے تو بہت پیچ و تاب کھایا کہ یہ کون شوخ چشم ہمارے شکار کو اپنا کیا چاہتا ہے لیکن جب پاس جاکر وہ طلعت زیبا صورت نازنین شکار را بروے خمار مژگان تیز نگاہ خونریز دیکھی تو یک بیک یہ شعر پڑھ کر دو تو اتھون سے کلیجہ کو تھام لیا شعر

کدامین سخت جان راصید مین کردۂ ظالم	دوم برگشتۂ و از مژہ خنجر ہاے مژگانت

بعدۂ اپنے دل کو سنبھال کر کہا اے صید افگن مرہم زخم عاشقان خونین پیرہن ایک طائر بیباک قابل زیب فتراک آرزوے آپ بیکان مین ادہر بھی مرغ بسمل کی مانند در پردہ بال و پر مار رہا ہے اگر دانستہ ایک دو اور کا غمزہ اوسکی طرف ہی چھوڑ دیجائین تو تا ابد الآباد اوسکا احسان میرے ذمہ رہیگا شعر

رخصت اگر نشتی بروہ غمزۂ غمخوار را	تا مہربان دل کن نزکس سر مرساے را

صیفورہ نے کبھی اس قسم کے کنائے کا بیکو سنے تھے جواب دیا ہمکو اسوقت زیادہ فرصت شکار کھیلنے کی نہین ہے یہ ہرن جو میری آنکھون کے سامنے پڑا تڑپ رہا ہے اگر ہو سکے تو دو ٹکڑے

کرکے ہمارے مرکب پر رکھ دے ورنہ انصاف جواب دے کہ ہم بجائے خود کوئی اور تدبیر سوچیں آئین ہوش نے کہا

شعر صیدت پتان نہ بہر خلاصی زبند تست | می قصد از نشاط کہ صید کمند تست

صیفورہ سمجھی شاید یہ کوئی دیوانہ ہے میں کچھ کہتی ہوں یہ کچھ کہتا ہے اس سے ہرگز مدد کی امید رکھنا نہ چاہئے یہ سوچکر آپ گھوڑے پر سے کود پڑی اور بہ لحاظ حمیت صیادی کہ اونکے طریق میں صیدگاہ سے خالی ہاتھ پہنچنا بالکل ناروا ہے اوسکی دونو آہن کا تکرشکار بند سے باندہ لین اور سوار ہوکر طرفۃ العین میں چلتی پھرتی نظر آئی شاہزادہ ششدر و حیران ہیگئے تصویر پشت آئینہ بنکر رہ گیا تھوڑی دیر بعد جب آثار پیخودی دور ہوئے تو پہلے آہ سرد سینہ پر رد سے کہنیلگے

رباعی یہ اشعار پڑہے

دلم رحلقۂ زلف سیہ آویختی رفتی | یک جلوہ ہزاران فتنہ ما انگیختی رفتی
زدی بستی شکستی خون ما حق ریختی رفتی | بعدہٗ دل کیطرف مخاطب ہوکر کہنے لگا اے دل اب بتا تجھے کیا کرنا چاہئے وہ تو بیخبر

عشق و محبت کے طریقہ سے بالکل بے خبر معلوم ہوتا ہے اگر اوسکے ساتھ جانے کا قصد کرتا ہوں تو جو الفاظ اظہار درد

محبت کیواسطے قدمانے مقرر کئے ہین وہ اوسکی سمجھ مین نہین آتے پھر تشخیص مرض کی کیا صورت نکلیگی اور جو نہین جانتا

تو بغیر طبیب حاذق میرا بچنا معلوم - **رباعی** از گریۂ سینہ ام نفس می سوزد | بر نالۂ من دل جرس می سوزد

در دام محبت ستم آموز اسیر | گر شعلۂ آہ من نفس می سوزد

علاوہ ازین جو تند خو التجائے ناوک جگر دوز کے

جواب مین آنکھین نیچی کرکے یہ فرمائے "ہمین زیادہ تکرار کیلئے فرصت نہین" اوسنے رحم و کرم کی امید

کیونکر ہوسکتی ہے **شعر** ستم از نگاہ آن کل سیراب می چکد | زان تیغ الحذر کہ از و آب می چکد

شاہزادہ آہین ہوش ابھی اسی تشویش مین اپنی جگہ پر کھڑا ہوا دل سے مختلف قسم کے مباحثے کر رہا تھا کہ ناگہان ایک رفیق

شاد کیش نام ہپی دہونڈتے دہونڈتے اوس طرف جا نکلا دیکھتا کیا ہے شاہزادہ عالم سکوت مین انگشت حیرت

دانتون کے نیچے دبائے گوشۂ جنوب و مغرب کی طرف (جدہر صیفورہ گئی تھی) نگاہ حسرت و یاس دیکھ رہا ہے

اور رنگ رخسار بھی سیقدر متغیر ہے دعا دیکر ملتمس ہوا خداوند نعمت خیر تو ہے حضور کے دشمن اسوقت اس قدر

پریشان کیون معلوم ہوتے ہین شاہزادہ نے اوسی ہرن کی طرف انگلی اوٹھاکر جواب دیا اے شاد کیش بیہودہ نوبت

قابل ترحم ہے یا نہین اوسنے کہا بیشک ہے فرمایا یہ اسی کو دیکھکر زیادہ پریشانی کا حال پوچھو شاد کیش نے

ہوش کی اے جہان بنا دیہ معما تو میری سمجھ مین نہین آیا جواب دیا یہ اور مین دونو ایک ہی ستم بجاد کے مجروح

کئے ہوئے ہین پس اگر اسکی پریشانی کا حال بغیر استفسار تجھپر منکشف ہوسکتا ہے تو مجھسے سوال کرنیکی کیا ضرورت ہے
البتہ اتنا فرق ہے یہہ مجروح دشنۂ عنایت ہے مین گشتۂ تیغ تغافل ہون اسنے صرف بدن پر نوک پیکان کے ایک
یا دو چبھے کہائے ہین میرا دل ناوک مژگان سے از سر تا پا چور چور ہوگیا ہے اسکے جراحت مرہم زنگاری سے
دود نہین خشک ہوسکتے ہین میرے زخم سوزن مسیح سے بھی قیامت تک نہین سل سکتے اوسپر ایک دنیا تماشا سنے
مین دیدۂ حسرت سے غبار سم توسن باد پا کا عالم خیال مین تصور کر رہا ہون اور نہین دکھائی دیتا اور اسکے
دو عضو اس حیثیت سے زیب فتراک ہین کہ یقینی ہر جوان ہین حلقۂ رکاب کو بوسے دیتے جاتے ہونگے یہہ تمہین بتا
مین پریشان نہون تو اور کون ہو یہہ کہکر خود بخود بانہٹے گونیا کی طرف سر جھکا دیا اور کہا شعر

منم چون صید بر فتراک او آن مہ عراق خون گشتہ	بپائے بوسیدن بائے سمندش سر نگون گشتہ

اسکے بعد مفصل اپنی گرفتاری کی داستان اوسکے روبرو بیان کی یعنی کہا ایک عورت پانزدہ سالہ رشک حور غیرت بدر بدور
(جسکا لباس ظاہرا باشندگان پاٹنے گونیا سے از بس مشابہت رکھتا ہے) بیت الہبوط کی طرف سے تشریف
لائی اور خنجر نگاہ سے میرے طایر دل کو مجروح کرکے گوشۂ جنوب و مغرب کے جانب چلی گئی غزل

بر لبود دام عشوہ گرے آفت جانے	یاقوت لبے سنگدلے تنگ دہانے	جادو فگنے رنج تنے فتنہ پرستے	زرین کمرے سیمبرے موے میانے
ہے نفسے خنجر بیدادگرے یوسف محمدے	جمعیتہ تاجورے شاہ نشانے	سنگے شکر پنجے چو شکر دل خلقے	شوخے کہ نگہنے چو نگاہ تو رجانے
بیداد گرے کج کلہے عربدہ جوئے	لشکر شکنے تیر قدے سخت کمانے	آور سبب زیادہ خرابی کی یہہ بات ہے کہ معشوق ہے مگر	

راہ و رسم عشوقی سے بالکل ناواقف ہے اتنا ہی نہین جانتی کہ تیر جفا عاشقون کی اصطلاح مین کسے کہتے ہین اور
اوس کہنے سے اونکی اصلی غرض کیا ہے آیا حقیقت مین کمین گھات پڑجاتا ہے یا اس ذریعہ سے کسی خاص مرہم کی
خواہش جتانا منظور ہوتا ہے نہین نہین یہہ تقریر میری قابل اعتبار کے نہین خداوند کریم نے حسن دیا ہے تو اوسکے
لوازمات ضرور عنایت فرمائے ہونگے البتہ یہہ کہنا چاہئے رحم و کرم اوسکی ذات مین مطلق پیدا نہین کیا گیا چنانچہ
یہہ صید بے خطا سے دعوی کا گواہ موجود ہے اور یہہ بھی اسکی شہادت سے بخوبی ثابت ہوسکتا ہے کہ بعد قتل
کے خون بہا دینا اوسکے نزدیک ادائے دیت سے بہتر ہے اور خنجر جفا گلوے تشنہ کام پر چلا کر دانستہ خبر نہ لینا
اوسپر دوسرا طرہ شاد کیش نے عرض کیا پھر حضور نے اوس ستم شعار آفت روزگار کے وصل کی کیا تدبیر کی

ہنسکر جواب دیا عشاق کے نزدیک نکہ وہ در و فراق سے بہتر وصل کی کوئی مدہ نہیں جب زیادہ طبیعت گھبراتی ہے ہائے فراق ہائے فراق زبان کے لئے تسبیح ہوجاتی ہے اگر ہم اسکے سوائے کسی اور لائق ہوتے تو آج ہجر کا نام پردۂ دنیا پر کیوں باقی رہنے دیتے شاید تمنے کبھی ریحان محبت کی تیمارداری نہیں کی اور جو کی ہے تو حالت نیم طرار مین اونکی زبان سے یہ اشعار نہین سنے اشعار

مبادکس چو من خستہ مبتلائے فراق	کہ عمر بیہودہ گذشت در بلائے فراق
فراق را فراق تو مبتلا سازم	کہ داد بر کسے تا نداد ہرگز فراق
چنانکہ خویش بکارند زدیدۂ فراق	بجارہ چہ خاص خود کرا کو یم

بعدہ فرمایا اے شاد کیش میرے اس بیہودہ جواب دینے سے تم یہ خیال نکرنا کہ تمہارا سوال میرے سمجھ مین نہین آیا واللہ تم کیا کہتے ہو مین خود اقرار کرتا ہون ایسے بیدرد سے کہ جسمین سے شربت وصال کی امید رکھنا اپنا ظلم ہے آب حیات تلاش کرنا ہے لیکن ابھی پند و نصیحت سے معاف رکھو تازہ زخم کلیجہ پر کھایا ہے یک بیک خون بند نہ ہوسکیگا آہستہ آہستہ جیسا ہوگا دیکھا جائیگا شاد کیش نے عرض کیا استغفر اللہ غلام کی کیا طاقت کہ حضور کے کسی فعل پر اعتراض کرسکے وہ کون کام ہے کہ جسکے ایک دو پہلو ہزار مشکل ہم تابعداروں کی سمجھ مین آئین اور رضا و مرضی کے تسلیم پر تمام اوسکے نکات پہلے سے حل نہو لئے ہون البتہ کمترین یہ گذارش کرنا چاہتا تھا کہ اگر اس جنگل بیابان سے حضور پر نور دار السلطنت کو تشریف لے چلین تو عجب نہین کہ وہان کوئی معقول تدبیر اس غم کی سمجھ مین آجائے یا سیر و تماشے مین طبیعت بہل جائے لیکن اب مین اپنے اوس خیال کی نسبت بھی معافی کی درخواست کرتا ہون انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ اس قسم کا واہمہ ہرگز طبیعت پر نہ گذرنے پائیگا شعر تقصیر کے کا رخدمتش دارم خجالت ازشفیع خویش دارم شاہزادہ نے کہا مین ہم تمہاری اس رائے کو پسند کرتے ہین بسم اللہ یہان سے کوچ کی تیاری کرو لیکن دیکھو خبردار شیخی مین آکر یہ داستان کسی کے آگے نہ لے بیٹھنا ہمین جتی المقدور اپنا راز افشا کرنا منظور نہین آیندہ تقدیر کے ہاتھ ہے شاد کیش تو خدا سے یہ چاہتا تھا اوسی روز شاہزادۂ آئین ہوش کو شکارگاہ سے شہر جوش دار السلطنت ملک لاپلاٹا کی طرف واپس لے گیا مگر عاشق مزاج اچھی طرح جانتے ہین یہ مرض نسبت ویرانہ کے کسی خاص سبب سے آبادی مین بہت جلد ترقی پکڑتا ہے شاہزادہ دار السلطنت مین پہونچتے ہی ایسا تپ فراق مین مبتلا ہوا کہ یک بیک اٹھ پاؤن ڈال کر صاحب بستر ہوگیا اور طرفہ یہ کہ مسبقہ علاج کیا گیا اوسی قدر طبیعت زیادہ بگڑتی گئی یہانتک کہ چھ مہینے کے عرصہ مین خود شاہزادہ کو اپنی زیست کی

امید باقی نہیں ایک دن شاد کیش کو تخلیہ میں بلا کر کہا اے شاد کیش ہماری ناطاقتی کا حال دیکھتے ہو روز بروز کیا صورت پیدا کرتی جاتی ہے بعد اجس دل پر مجھکو یہ گمان تھا کہ کوہ غم بھی اوٹھا لینا اسکے نزدیک کچھ مشکل نہیں ہے وہ خیال فرو ہوا سے اب پیروں اپنے قابو میں نہیں رہتا اور سانس لینا تو ایسا ہے جیسے کسی بھاری مہم کا سر کرنا شعر زضعف رشتہ آہم گسستہ می آید | نفس زسینہ بصد جانکشتہ می آید شاد کیش نے عرض کیا پہر جو حضور ارشاد فرمائیں تابعدار بسر و چشم بجا لائے جواب دیا بس یہ ہی فرمانا ہے ایک بار یہ شت غبار کسی طرح دردلدار تک پہونچ جائے تو بہتر ہے ہمنے سب طرح سوچ لیا سوائے دیدار یار کے کوئی تدبیر جان بچنے کی نظر نہیں آتی پہر ناحق بستر فراق پر پڑے پڑے گوہر جان نثار کرنے سے کیا فایدہ شاد کیش نے کہا بہت بہتر مبارک ہو تشریف لے چلئے غلام سایہ کی مانند حضور کے قدموں کے ساتھ ہے جواب دیا بے شبہ ہم تمکو اپنے ساتھ لے چلتے مگر چونکہ بالفعل ہمارا ارادہ بہ تبدیل لباس پوشیدہ جانے کا ہے اسلئے تمہارا اس جگہ رہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شاید پیچھے جہان پناہ در و فرزندی سے ہماری نسبت کچھ تردد فرمائیں تو تم معقول دلیلوں سے تا واپسی تسکین دیکر سنبھالتے رہو اور جو یوں نہ مانو تو یہ سن رکھو شعر انجو اہم کہ باشد بایہ بنال حیف بود کہ تر سم گرد از تربت سیاوہم بتیغ من | قصہ مختصر شاہزادہ آئین ہوش ۲۰ جون ۱۸۴۳ عیسوی کو شکارگاہ کا بہانہ کر کے پہلے اوسی میدان میں پہونچا جہاں خبر محبت کہا کر کہیت رہا تھا بعدہٗ کسی خاص قسم کے لباس میں تن تنہا پائے گونیا کی جانب اوتر گیا اور خوبی قسمت سے رفتہ رفتہ اوسی سرزمین میں جا نکلا جہاں قوم آوارہ کنعان آباد تھے (خواہ اسے کشش محبت سے تعبیر کیجئے خواہ ایک امر اتفاقی سمجھ لیجئے) وہاں پہونچکر شاہزادہ کیا دیکھتا ہے ایک پیر مرد خضر صورت قریب دامن کوہ کے ایک گلہ مویشی کا چرانا پتہ لیتے شاہزادہ نے دور سے اوسکو سلام کیا اور کہا اے بزرگ منش اگر یہاں کوئی غریب الوطن اقامت گزیں فلکی سے آنکلے تو چند روز آرام سے بیٹھنے کے لئے اوسے کوئی جگہ معقول دستیاب ہو سکتی ہے یا نہیں اوس بڈھے نے کہ جسکا نام سامری تھا پوچھا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے شاہزادہ نے کہا میں ایک غریب آدمی لاپلنڈ کا رہنے والا ہوں بہت دن سے امراض مزمنہ میں گرفتار ہوں ہر چند اطبا نے علاج کیا کچھ فایدہ نہ بخشا اب بعضے اکثر دانشمندوں نے اس ملک کی آب و ہوا میری صحت کے واسطے تجویز کی ہے اگر آپ بندہ نوازی

فرماکر تھوڑی سی جگہ اسی قرب وجوار مین میرے پڑرہنے کو بتادین تو گویا دوبارہ ایک مردہ آپکی مسیحائی سے زندہ ہوتا ہے سامری نے یہ سنکر پہلے تھوڑا سا دودھ شاہزادہ کی نذر کیا بعدہٗ اپنے ہمراہ ایک وسی قسم کی جھونپڑی مین لیجاکر (جسکی تعریف مین پہلے بیان کرچکا ہون) کہا کہ یہ خانہ بے تکلف موجود ہے جتنے دن چاہئے آرام سے اسمین بسر کیجئے ہم دو تین آدمی آپ کی خدمت کو موجود ہین حتی المقدور کسی قسم کی تکلیف آپکو نہ پہونچنے دینگے شاہزادہ چونکہ ہر دم خیال یار مین مبتلا رہنے کے سبب کسی کا بولنا یا اپنے پاس رہنا پسند نہین کرتا تھا اور اوس فقر مکدہ مین سوائے سامری کے ایک اور بڑھی نی نی اور دو چھوٹے چھوٹے لڑکے اور بھی رہتے تھے اور نصف سے زیادہ جھونپڑا اونکے ایک مصنوعی معبود نے گھیر رکھا تھا اسلئے شاہزادہ کو رہنا کہنا اچھا نہ معلوم ہوا کہا مین آپکو زیادہ تکلیف دینا نہین چاہتا فلان درخت کے نیچے جو یہان سے سامنے نظر آرہا ہے اپنا بستر لگائے لیتا ہون جب آپ یاد کیا کیجئیگا بلا تکلف چلا آیا کرونگا سامری نے کہا یہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ مہمان درخت کے نیچے رات کو شبنم کے اور دن کو دھوپ کے صدمے اوٹھائے اور ہم مزے سے اپنے مکان مین پاؤن پھیلائے سویا کرین ان اگر آپکو ہمارے پاس رہنا منظور نہین تو خیر ہم ایسجگہ آپکے لئے ایک مکان تیار کئے دیتے ہین یہ کہکر اون تینون چارون نے اپنا تمام کاروبار چھوڑ بہاڑ شام ایک مختصر جھونپڑا اوسی درخت کے نیچے شاہزادہ کے لئے تیار کردیا اور کہا شعر

کے منزلوا طلب شان زیر کاہ نیست
گر خود از لطف قدم رنجہ کنی خانہ نیست

شاہزادہ نے اونکو اسقدر سرگرم لطف ومدارات دیکھکر کہا گستاخی معاف ہو ہم اپنے گھر بیٹھے سنا کرتے تھے باشندگان پاتے گونیا از حد یہ حرص خونخوار کینہ ور اور مردم آزار آدمی ہین اب جو اپنی آنکھ سے دیکھا تو بالکل اوسکے برعکس پایا نہین معلوم کہ ایک وہ عادتین آپ کی بدل گئین یا شائستہ قومون نے بسبب بغض وحسد کے ناحق آپکو بدنام کررکھا ہے للہ تھوڑا بہت اسکا سبب بیان کیجئے کہ طبیعت کا خلجان دور ہوجائے سامری نے مسکراکر کہا البتہ ہم لوگ حسب قدر دوستون کے مقابلہ مین نرم ہین اور سیقدر دشمنون کے مقابلہ مین سخت ہین لیکن یہ تمام الفاظ توصیفی جو آپنے ہمارے نسبت بیان کئے صرف ایک وسی کلمہ کے معنی بخشتے ہین جسکو تربیت یافتہ قومین اپنے لئے شجاعت کے لفظ سے تعبیر کرتے ہین پھر ہمپر ناحق الزام دینے سے کیا فایدہ فرض کرو فقرا اپنا دل خوش کرنے کو کاہلی کا نام توکل مجبوری کا نام قناعت اور اولوالعزمی کا نام حرص وغیرہ رکھلین تو بیشک ممکن ہے لیکن معنی تو کسی صورت سے نہین بدل سکتے اے میرے پیارے مہمان

کیا تمہاری شایستہ قومین کبھی ترقی ملک کے لالچ سے یا کسی اور سبب سے ایک دوسرے پر حملہ نہین کرتین اور اوس حملہ مین کیا ہزارون آدمیون کا لہو پانی کی طرح میدان کارزار مین نہین بہایا جاتا پھر بڑے افسوس کی بات ہے وہ ظلم تو تمہارے نزدیک انتظام یا عدل مین داخل ہوا اور ہمارے ہاتھ سے اتفاقیہ کبھی ایک دو خون ہوجائین تو اوسکا نام بیرحمی خونخواری مردم آزاری جو تمہارا دل چاہے رکھ لو اگر ہم ہی خدانخواستہ اپنا ملک بڑہانا چاہتے یا تمہاری طرح گلے کٹوانیکے لئے فوجین بہرتی کرتے تو واللہ اعلم ہمارے واسطے کیا کیا خطاب تجویز کئے جاتے ریاضی

اے درطلبگیل سرگرم شتاب	درصورت کس مبرو معنی دریاب	ہرچیز یقین است بآتش ہرنگ

اور دبدان تشنہ خاصیت آب

یہ جواب دندان شکن سنکر شاہزادہ نے نیچی گردن کرلی اور کہا فی الواقع مختلف قومون کے مختلف اوضاع و اطوار بازار و رعایت دیکھنے یا سننے سے بخوبی ثابت ہوسکتا ہے کہ کوئی قوم ایسی نہین ہے جسنے اپنی عادت کے موافق توڑے یا بہت تہذیب اخلاق کے قاعدے نہ مقرر کرکے ہون لیکن وہ قاعدے چونکہ ہمارے طریقون سے مطابقت نہین رکھتے اسواسطے مجبور ہمین اونکو وحشی کہنا پڑتا ہے اور یہ بھی اسوقت مین ولیز نہ کہہ سکتا ہون کہ کسی زمانہ اور کسی ملک مین اسقدر شایستہ کوئی قوم نہین ہوسکتی کہ اصلا ناشایستگی کی بو اوسمین نہ پائی جائے اور اسکے خلاف کسی ایسی جاہل قوم کا ہونا ممکن ہے جسنے کبھی تہذیب کا نام ہی نہ سنا ہو حتی کہ حیوان مطلق ہی اس تعریف مین شامل ہوسکتے ہین اے سامری سچ تو یون ہے اگر ہم تمہاری عادتون کے ساتھ اپنی عادتون کو ملائین تو تمام ناشایستگی کا نام ہی زبان پر نہ لائین چنانچہ میرا سوال خود میری ناشایستگی کا گواہ ہے مگر تمہاری عیم الاخلاقی سے امید کامل ہے کہ تم اوسے معاف فرماؤگے شعر

لطفے نمودہ کہ ندارم زبان عذر	این عذر را حوالہ لطف تو میکنم

سامری نے کہا مین ایک جاہل قوم کا آدمی ہون زیادہ چنان وچنین نہین جانتا جو میری زبان پر آیا بلا تکلف کہہ دیا اب آپ اوس قصہ کو جانے دین یہ فرمائین اگر ہم آپکو مشل آپکے گھر کے آرام پہونچانا چاہین تو کس کس ضروری چیز کے مہیا کرنے مین ہمکو کوشش کرنی چاہیئے شاہزادہ نے کہا سبحان اللہ شاید آپکی دانست مین میرے آرام پہونچانے کی ابھی کوئی چیز مہیا نہین ہوئی بجز اسے لایزال جو سامان عیش و آرام مجھے اسجگہ نظر آتا ہے وہ کبھی اپنے گھر خواب مین بھی نہین دکھائی دیا پس اب آپ زیادہ تکلف نہ فرمائین جس چیز کی مجھے ضرورت ہوگی مین آپ ہی بیان کردونگا شعر

چون محبت درمیان باشد تکلف گو مباش	شیر مادر در حلاوت بے نیاز از شکر است	غرض تم مین سب

سلطنت سی جیز بھوڑ کر اس امید پر اوس ویرانہ مین سامری کے دروازہ پر جا بیٹھا کہ شاید اوس گنجینۂ مراد کا اتفاقیہ کسی سے پتہ لگ جائے یا جذب الفت کے اثر سے خود وہ آہوئے وحشی کسی دن رم خوردہ اپنے کشتۂ چشم مخمور کی طرف آنکلے لیکن افسوس وہان سوائے خاندان سامری کے عرصہ دراز تک کسی کی پرچھائین بھی نظر نہ آئی دیدۂ امید طلب روتے روتے بے نور اور حلقہ ہائے چشم الماس اشک کی تیزی سے خانۂ زنبور ہوگئے جو آنسو کی بوند آنکھون سے ٹپکتی تھی بوندی کی کٹاری تھی اور جو آہ شرربار اوسکے ساتھ کلیجہ سے نکلتی تھی تیغ اصفہانی پر بھاری پر اوسپر نہ وہان کوئی رازدار تھا جس کو طبیعت کا حال سناتا نہ کوئی صلاح کار تھا جس سے وصل دلدار کی تدبیر پوچھتا آپ ہی آپ اپنی تنہائی پر آہ و فغان کرتا تھا اور یہ رباعی پڑھ کر خاموش ہو رہتا تھا **رباعی** گر بوس و کنار نیست دیدے یا قطعے | در آتش غم سوختنے سرتا پا | در دیدہ اگر نمے نہ یا قطعے | اور جو کبھی آہ جگر سوز کے ساتھ زوجہ سامری مرہم ہمے یا قطعے

اوس نے خانہ کا خیال آجاتا تھا (جو اوسکے رہنے کے لئے تجویز کیا گیا تھا) تو کہتا تھا یا الٰہی تیری قدرت کا تماشا ہے کہ تو نے آگ کو پھوس مین لپیٹ رکھا ہے ورنہ یہ نالۂ آتشین (جسکا سنگ خارا مین رکنا محال ہے) اس مشت خاشاک کی کیا اصل و حقیقت سمجھتا ہے مین تیرے عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہون **شعر** اگر دست از دمان آہ آتشبار بردارم | مشبک ہمچو محمل نتوانم ساخت گردون را | اور جو کبھی ضعف و نقاہت کے سبب اوٹھنا بیٹھنا مشکل معلوم ہوتا تو براہ مطتر حضرت دل سے مخاطب ہو کر کہتا تھا **شعر** اگر آنکہ فراج یفتد زرخ دانۂ اشکیم مارا گردش چشم آسیاست | اسی طرح رفتہ رفتہ جب بہت حالت ردی ہوگئی اور صبر و استقلال نے بالکل دست مفقت اوٹھالیا تو ایک دن شاہزادہ نے سامری سے کہا کیون نہ ہم لوگ آپس مین مہربان کیا تمہاری قوم مین باہم ایک دوسرے سے ملاقات کرنا کچھ عیب مین داخل ہے مجھے آپکی خدمت مین نیاز حاصل ہوئے قریب تین مہینے کے ہوگئے اس عرصہ مین نہ کبھی کوئی دوست تمہارے مزاج پرسی کو آیا نہ ظاہرا کہین آپکو آتے جاتے دیکھا واللہ اعلم یہ کیا معاملہ ہے شاید آپ لوگون کا کسی وحشی مزاج کے اس شعر پر عمل درآمد ہے **شعر** یا دار نگاہ گیر طریق سلوک را | در عین آشنائی مردم رمیدہ باش | سامری نے کہا مین کبھی یقین نہین کر سکتا کہ آپنے کسی وحشی کو اپنے ہم جنس سے بھاگتے ہوئے دیکھا ہو البتہ تربیت یافتہ لوگ ایسا کرتے ہون تو تعجب نہین کیونکہ اونمین ہر فرد بشر کو اپنے علم و ہنر کے زعم مین دوسرون سے ایک قسم کی غیریت حاصل ہو جاتی ہے

اور غیر شخص کی صحبت ظاہر ہے کہ عقلمند تو عقلمند بیوقوف بھی پسند نہین کرتے جیسا کہ عوام مین وحشیون کی نسبت مشہور ہو رہا ہے اور آپ لوگ یون کہتے ہین شعر | اہل صحبت نا اہل زیانہا دارد | آب در کوزہ ناپختہ گل آلودہ شود

اور جنکا علم و ہنر محدود ہے یا جو ہماری طرح جاہل مطلق ہین وہ (میری دانست مین) کسی طرح گوشہ تنہائی مین بیٹھکر خواہ مخواہ اپنے تئین مفید نہین کر سکتے پس ہماری وحشت یا جہالت خود آپکے اس اعتراض کو رفع کر سکتی ہے رہ گیا یہ امر کہ مین کسی کے مکان پر کیون نہین جاتا یا کوئی میرے مکان پر کیون نہین آتا اسکا سبب یہ ہے کہ ہمارے ملک کے آدمی اگرچہ آپ صاحبون کو نہایت اشتیاق سے اور اسی تعجب کی نظر سے دیکھنا چاہتے ہین جسطرح کہ وہ گاہ بے گاہ آپکے ملکون مین آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھے جاتے ہین لیکن یہ امر چونکہ ظاہرا تہذیب اخلاق کے خلاف معلوم ہوتا ہے اسلئے آپ کی موجودگی مین دانستہ وہ ادہر آنیکا قصد نہین کرتے اور مین اسواسطے نہین جا سکتا کہ ہماری قوم مین اپنے مہمان عزیز کو تنہا چھوڑ دینا بہت بڑی کج اخلاقی مین داخل ہے بلکہ جو کوئی ایسا کرے اوسے برا جانتے ہین اور کہتے ہین شعر | اعتبار پست نظرت یک سیر است و دو | بیش نیست | اگر دو آخر تہ نشین دُرد یکے شد بالا نشین

اب آپ یہ فرمائین کہ اس استفسار سے آپکا کیا مطلب ہے تاکہ مین اوسی قسم کا جواب عرض کرون شاہزادہ نے کہا مین نے ایکبار اپنے وطن مالوف مین اتفاقیہ اسی ملک کے ایک آدمی کو دیکھ لیا تھا اوس سے ملاقات کرنا چاہتا ہون سامری نے پوچھا اوسکا نام کیا ہے جواب دیا نام تو نہین جانتا البتہ صورت دیکھکر پہچان سکتا ہون یہ سنکر اوس غریب میزبان نے تھوڑی دیر کے لئے اپنی آنکھین بند کر لین بعدہ کچھ انگلیون پر شمار کر کے کہا آج سے بیس روز بعد فلان پہاڑ کی چوٹی پر ہماری قوم کے چند آدمی ایک شادی کی تقریب سے جمع ہونے والے ہین اگر آپ وہان تشریف لے چلین تو شاید یہ عقدہ حل ہو جائے شاہزادہ یہ فقرہ اوسکی زبان سے نکلتے ہی دفعتاً مارے خوشی کے اوچھل پڑا مگر پھر بیس روز کا خیال کر کے کہنے لگا شعر | گفتہ آیمت بسیر دگر | آہ اینہم بعید افتادہ | اور فی الحقیقت

مژدۂ وصل یار کے ساتھ ایک میعاد خاص کا مقرر ہو جانا عشاق کے لئے وہ سوہان روح ہے جو ہر سانس مین دل اور جگر کے ٹکڑے اوڑا تا رہتا ہے پہلے تو فقط غم ہجر یار ہی کا رونا تھا اب خلش خار انتظار نے شاہزادہ کو ایسی آفت مین مبتلا کر دیا کہ اوس گریہ وزاری اور اختر شماری کا بھی لطف جاتا رہا رات دن

بستر فراق پر سیل بیتاب کی طرح تڑپتا تھا اور کہتا تھا باعی | شب قصۂ ہجران جگر سوز کنم | روز آرزوے وصال ان افروز کنم
القصہ کہ بے تو من بصد خون جگر | روزے بشب آرم و شبے روز کنم | اسی طرح خدا خدا کر کے وہ بیس دن جب بیس برس کی کیفیت دکھا کر گذر گئے تو آمین ہوش امید و یاس کے مخمصہ مین پھنسا ہوا سامری کے ساتھ اوس قلعۂ مین تشریف لے گیا وہان جا کر کیا دیکھتا ہے عورت و مرد ملا کر قریب پچاس یا ساٹھ آدمی کے جمع ہین مگر اوس برباد کندۂ خانمان کا کہین پتہ نہین بس یہہ دیکھتے ہی ہوش اوڑ گئے پہلے تو سینہ پر ہاتھہ مار کر یہ شعر پڑہا شعر | مرا عشق تو گاہے پرورد گہہ استخوان سوزد | ہمان آتش کہ در دشمع ار روشن ہمان سوزد
بعدۂ سامری سے کہا اے شفیق حال ستمدیدان وائے رفیق طریق دردمندان وہ زینت انجمن غیرت نسرین و نسترن آپکی اس محفل مین نہین ہے اب فرمائیے مین اوسے کہان تلاش کردن سامری نے کہا آپ علیحضرت کے روبرو اوسکا حلیہ بیان کرین شاید انہین سے کوئی اوسے جانتا ہو شاہزادہ نے بموجب اس ہدایت کے اوس جماعت کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے صاحبو مین مدت مدید سے ایک شخص کا متلاشی ہون اگر آپ براہ مہربانی میرے حال زار پر رحم فرما کر اوسکے گہر کا پتہ بتا دین تو تا قیام قیامت مین آپکا ممنون احسان رہون گا اونمون نے پوچہا اوسکا نام کیا ہے جواب دیا اوسکے نام سے تو واقف نہین لیکن تصویر اوسکی ہہ جو آئینۂ دل پر کھنچی ہوئی ہے اگر ممکن ہو نیز اسینہ چیر کر دیکہیے لیجئے نہین چند اشعار اوسکے سراپا مین ایسے سناتا ہون کہ یقینی اوسکی صورت آپکی آنکھون کے آگے پھر جائیگی اور یہہ بھی مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ اسی سرزمین کا رہنے والا ہے البتہ اوسکے سراپا پر تھوڑا سا غور آپکو ضرور کرنا پڑیگا سنیئے اشعار

قدش نخلے زرحمت آفریدہ	بہ بستان لطافت سرکشیدہ	بفرقش سایہ دام شہ مندان	از و قامتشک فرق امانہ چندان
فراوان موشکافی کردہ شانہ	نہادہ فرق نازک در میانہ	زفرق او در و نیمہ نافہ راول	وزو در نافہ کارمشک مشکل
فرود آویختہ زلف سمن سای	فگندہ شاخ گل را سایہ در پای	دو گیسوئش دو ہندو بچہ باز	زشمشاد و افرازش رسن باز
فلک درس جلالش کردہ تلقین	نہادہ از جبینش لوح سیمین	زطرف لوح سینش نمودہ	دو نون سرنگون از مشک سودہ
بزیر آن دو نون طرفہ دو صادش	نوشتہ کلک صنع اوستادش	زحد نون او تا حلقہ میم	الف واری کشیدہ بینی از سیم
فزودہ بر الف صفر دہان را	یکے دہ کردہ آہ شوب جہان را	شدہ پیدش عیان از لعل خندان	کشادہ میم را عقدہ بدندان

زبستان ارم روئش نمونہ | درو گلہا شگفتہ گونہ گونہ | بر و ہر جانب از خانے نشانے | چو زنگی بچگان در گلستانے
زنخدانش کہ سیمیں بے زکوہ است | درو چاہے پر از آب حیات است | بزیر غبب او دانا بر د راہ | بود گر آمدہ شیخ از ان چاہ
قرار دل بود دنیا ب آنجا | کہ ہم چاہ است و ہم گرداب آنجا | بیاض گردنش صافی تر از عاج | بگردن آورندش آہوان باج
برد و دوشش زندہ طعنہ بہ سیمن را | گل اندر جیب کرد و یاسمن را | د لستان ہر یکے چون قبۂ نور | حبابے خاستہ از عین کافور
د و نار نازہ بر سرتہ زیک شاخ | کف امید شان نا سودہ گستاخ | زبا زو گنج سیمین در بغل بود | عیار سیم پیش او د غل بود
پئے تعویذ آن پاکیزہ چون دُر | د ل پاکان عالم از د عا پر | پر یرویان بجان کردہ سپندش | رگ جان ساختہ تعویذ بندش
زتاراج سران تخت و دیہیم | د و ساعد استینش کردہ پیہم | گفش راحت دہ محنت اندیش | نہادہ مرہمے بر ہر دل ریش
د ل از ہر ناخنش بستہ نیائے | فرو دہ بر سر ہر دے ہلالے | بہ پنج انگشت سہ را بر د پنجہ | ز زور پنجہ مہ را گر د رنجہ
میانش سو بسو مو سے بمو مے | زبا ریکی بر د از مو ئے بمو مے | نیا رستے کمر از مو سے بستن | گران مو بود نشش سیم گستن
شکم چون تختۂ قاقم کشیدہ | بہ نرمی دایہ نافہ او ر بیدہ | سرینش کوہ اما سیم سادہ | چو کوہے کز کمر زیرا و فتادہ
سخن را نیم ساقے را کہ گفتند | بنائے حسن را اسپیستے د نستند | بہا شعار سنتے ہی یکبارگی وہ جماعت کی جماعت فقط مدہوش

اوپر پڑھے اور کہے اور سنے ہوئے لفظ ہیں کہ اس قسم کا آدمی کبھی پردۂ دنیا پر پیدا ہوا ہوگا اور اگر پیدا ہوا ہو یا آیندہ پیدا ہو تو اوسے آدمی کہنا ہماری دانست میں بالکل عقل کے خلاف ہے بہلا اگر ایک خیالی تصویر اسی ہیئت کی جسکی کمر بال سے باریک تر اور سرین کوہ سیمین کی برابر ہون عالم خیال میں اپنے روبرو بنا کر کھڑی کیجائے تو اوسکو کوئی عقلمند ہمارے اعضا سے مل سکتا ہے یا نہین "وظاہر اہر گز نہین مل سکتا" پھر فرمائیے اوسے آدمی کیونکر کہہ سکتے ہین اور جو کہہ سکتے ہین تو ضرور اس بات کا اقرار کرنا پڑیگا کہ ہم آدمی ہونیکی قابلیت نہین رکھتے سامری نے کہا بس بس تم میرے مہمان عزیز کو ناحق کیون شرمندہ کیا چاہتے ہو اصل یون ہے تربیت یافتہ لوگون کو جب کسی حسین عورت یا مرد کا ذکر کرنا منظور ہوتا ہے تو وہ اوسکا حلیہ اکثر اسی قسم کے استعارات مین بیان کیا کرتے ہین نا کہ الفاظون کی موزونی اور عبارت کی شیرینی سے کانون کو زیادہ پیارا معلوم ہو گو عقل اوسے تسلیم نہ کرے یا آنکھین اوسکے دیکھنے کی گواہی نہ دے سکین ہان ہم یو تو پہرہ کو سوائے چہرہ کے کچھ نہین کہہ سکتے اور نہ قد و قامت کی تشبیہ سرو و شمشاد سے سنکر

بغیر سوشاخسانے نکالے خاموش رہ سکتے ہین اسیواسطے کہا ہے شعر یعنی رنگین بناز کدل رسا نذخویش را | بادہ گلگون ندارد بہتر
ازینقاب | اسکے بعد شاہزادہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا اے جوان رعنا ہم صحرائی آدمی تیرے ان معمون کو ہرگز نہین سمجھ سکتے
اگر سوا اسکے کوئی اور وصف اوسکا تجھے معلوم ہو تو بیان کر شاہزادہ نے کنایتاً اپنی طرف اشارہ کرکے کہا اور اوسکا
وصف یہہ ہے کہ شکار کرتا ہے اور شکار کو جنگل مین پہنچکر چلا جاتا ہے شعر | میشود صیاد پنہان میکند آنگاہ صید
میکند آن ماہ صید انگاہ پنہان میشود | یہہ تعریف سنتے ہی ایک عورت اوسی جماعت مین سے بولی آہا مین سمجھگئی شاید یہہ
صیفورہ بنت آذر کو دریافت کرتا ہے اے جوان وہ ہمارے رئیس کی لڑکی ہے مگر افسوس آج کل بہت شدت سے
بیمار ہے تو اوس سے ملاقات نہین کرسکتا شاہزادہ نے گھبراکر پوچھا کیا بیمار ہے اوس نے جواب دیا مفصل یون ہے
پارسال وہ بیت المیوط کی زیارت کو گئی تھی مین بھی ہمراہ تھی چند روز تو ان کے اوسکے ہمراہ تھی لوٹتے وقت دریاے نیگرو
کے قریب ناگہان ایک ہرن زخم خوردہ اوسکے آگے ہوکر نکلا وہ شتاقانہ تیر و کمان سنبھالکر اوسکے پیچھے ہولی جب
وہان سے واپس آئی تو صرف دو رانین ہرن کی اوسکے شکار بند سے بندھی ہوئی تھین اور آپ کچھ گھبرائی ہوئی سی
بار بار پیچھے مڑکر دیکھتی جاتی تھی مجھنے جانا شاید اسکا شکار کسی نے چھین لیا ہے یا تنہائی کے سبب اوسے اوٹھاکر
اپنے مرکب پر نہین رکھسکی اسلئے اس حالت مین مبتلا ہے خیر تھوڑی دیر بعد آپ ہی یہہ خیال جاتا رہیگا لیکن برخلاف
ہمارے قیاس کے اوسکا اضطراب آہستہ آہستہ اور زیادہ ہوتا گیا اور گردن کے پھرنے کا یہہ عالم تھا کہ گویا کسی نے
کل لگادی ہے جسکے سبب ایک حالت پر قایم نہین رہ سکتی یہانتک کہ قریب دو کوس کے چلکر پہلے اپنے سینے کو دل کے
مقام پر دونو ہاتھون سے خوب دبایا بعدہٗ پیچھے کیطرف گھوڑے کی باگ موڑکر خاموش صورت تصویر کیطرح ہو رہی پھر تو
ہم ساتہ الیون کو بھی خلجان پیدا ہوا پوچھا اے صیفورہ اسوقت تیرا کیا حال ہے آیا شکار کے رہجانیکے سبب آگے
چلنے کو جی نہین چاہتا یا کسی نے کچھ برا بھلا کہا ہے جواب دیا نہین شکار کا تو کچھ خیال نہین نہ کسی نے برا بھلا کہا البتہ
جس جگہ یہہ ہرن تیر کہاکر گرا ہے وہان اتفاقیہ ایک دیوانہ آنکلا تہا اوسکی صورت اتبک میری آنکھون کے آگے
پھر رہی ہے اور خواہ مخواہ یہہ بھی دل چاہتا ہے کہ ایک بار پھر اوسے کسی طرح دیکھنا چاہیے مجھنے کہا وہ تو دیوانہ نہین تہا
مگر تمہارے دیوانہ ہونے مین کچھ شک نہین کہ ناحق اپنا راستہ کھوٹا کرتی جاتی ہو بس چلو جانے دو خدا جانے کون تہا
کون نہین اپنے مطلب سے مطلب رکھو پرایا دیس ہے اگر خدانخواستہ کسی آفت مین پھنس گئے تو گھر والون کو خبر ہوتے ہوتے

کام تمام ہوجائیگا صیفورہ نے کہا سو آسکے اور سنو کبھی تمنے کبوتر شکار کرکے اوسے تڑپتے دیکھا ہے ہمنے کہا ہان بارہا دیکھا ہے کہا بس اوسی طرح میرے سینہ مین کوئی جانور تڑپ رہا ہے ہر چند دونو ہاتھون سے دباتی ہون مگر اوسکا اچھلنا موقوف نہین ہوتا ہمنے کہا یہان ہماری ہی عقل حیران ہے نہ کبھی ہمارا یہ حال ہوا نہ کسی دوسرے کا یہ حال ہوتے ہوئے سنا ہر طور تمہین اپنے گھر جلد پہونچنا چاہیے تاکہ بزرگون سے یہ ماجرا بیان کرکے کچھ علاج معالجہ کیا جائے صیفورہ مول ہی صورت بناکر ہمارے ساتھ ہولی راستہ مین یہ حال ہوا کہ ہم اوسکا دل بہلانے کو ہنستے تھے تو وہ اپنے ہونٹھ چبانے لگتی تھی ہم کچھ بات پوچھتے تھے تو وہ مُنہ دیکھکر رہجاتی تھی شام کو منزل پر پہونچکر موافق معمول کے اوسکے آگے کھانا رکھا تو کہا پیٹ بھرا ہوا ہے پانی پینے کو پوچھا تو جواب دیا جی نہین چاہتا آخر ہمنے اوسکے لیے بچوکر دیا کہ تم چپکی ہوکر سو رہو شاید نیند آنے سے طبیعت سنبھل جائے مگر واللہ اعلم کیا سبب ہوا کہ باوجود راستہ کی ماندگی کے رات بھر اوسنے پلک سے پلک ہی نہین جھپکائی یا جلدی جلدی ادہر اودہر کروٹین بدلتی تھی یا آسمان کو دیکھکر کہتی تھی خدا جانے صبح کتنی دیر مین ہوگی ہم مین سے ایک ایک عورت باری باری اوسکے ساتھ جاگتی رہی باقی مجبور سب کی سب بیخبر ہوکر سو رہین قصہ مختصر اسی مصیبت سے بمشکل ہم اوسے گھر لیکر پہونچے یہان اوسکی حالت دیکھتے ہی سب نے کہا شاید اس سے بیت الہبوط مین کوئی بے ادبی ہوگئی ہے وہان دوبارہ جاکر اسے اپنی تقصیر معاف کرانا چاہیے ہمنے کہا نہین بیت الہبوط مین کچھ بے ادبی نہین ہوئی اصل قصہ یون ہے کہ فلان جنگل مین یہ ایک دیوانہ کو دیکھکر دیوانی ہوگئی ہے اسپر اکثر عقلمندون نے جادو تجویز کیا اور اوسی قسم کے علاج بھی ہونے لگے لیکن صیفورہ روز بروز بگڑتی ہی گئی حتی کہ ہوتے ہوتے اوٹھنا بیٹھنا بھی مشکل ہوگیا اور جب کبھی اوسکی طبیعت کا حال پوچھا گیا یہ ہی کہا دد اور تومین کچھ نہین جانتی مگر اوس دیوانہ کی صورت کسی وقت دل سے نہین بھلائی جاتی" اے جوان جب یہ نہین قریب چھ سات مہینے کے گذر گئے تو ایک بڈھے آدمی نے اوّل سے آخر تک اوسکا قصہ سنکر کہا میری دانست مین یہ وہ مرض ہے جو اکثر گرم ملکون مین صفراوی مزاج والون کو خشکی اور حرارت کی زیادتی سے کبھی کبھی ہوجاتا ہے اور ایک سے دوسرے پر اسقدر جلد عود کرتا ہے کہ جسکی سرعت کسی طرح سمجھ مین نہین آسکتی وہ شخص جسے تم دیوانہ بتاتے ہو یقینی اسی مرض مین مبتلا ہوگا اور اوسی کی مخالطت یا مجالست نے اس بیچاری ناتجربہ کار کو بھی دین و دنیا کے کاون سے کھو رکھا ہے اب یہ دونو جب تک آپسمین ملکر اپنی حرارت کو درجۂ اعتدال پر نہ پہونچائین ہرگز آرام کی صورت

پیدا نہین ہوسکتی گویا یہ اعتقاد نہین ہے کہ سوائے اس علاج کے حرارت کا کسی دوسری دوا سے زایل ہونا ممکن نہین لیکن البتہ اس مسئلہ پر سب کا اتفاق ہے کہ بغیر اعتقاد اور توجہ کامل کے دوا کا موثر ہونا محال ہے اور یہ مرض خاص حواس ظاہری و باطنی کو اسقدر اپنے قابو مین کرلیتا ہے کہ کسی وقت طبیعت کو کسی دوسرے کام کی طرف مایل نہین ہونے دیتا اسلئے اطبا نے اس مرض خاص کا علاج سوائے مقاومت کے دوسرا تجویز نہین کیا اور یہ بھی اوسی بزرگ کا قول ہے کہ یہ مرض ہر چند اقسام مالیخولیا مین داخل ہے لیکن تربیت یافتہ لوگ اسے مرض عشق کے نام سے تعبیر کرتے ہین اور اسمین مبتلا ہونا کسی خاص سبب سے اپنے نزدیک وہ اسقدر فخر سمجھتے ہین کہ اگر اتفاقیہ اس رسوا کنندۂ جہان کے پنجہ سے بچ رہین تو حالت تندرستی کو برا جانکر حتی المقدور طلاقت لسانی سے دوسرون کو یہ جتانا چاہتے ہین کہ ہم بھی اوسی علت مین گرفتار ہین جسکا نتیجہ سوائے بدنامی کے دوسرا کچھ نہین آیا بلکہ اونکا مقولہ ہے **شعر**

بے ملامت نشود آینۂ دل روشن ‖ تا خم طرۂ زیبا صنمے نگذارد دل است

غرض اسی دن سے صیفورہ کا علاج معالجہ بند کردیا گیا ہے اب سوائے ذات لات و منات دوسرے سے صحت کی امید نہین ہے **شعر** کسے کہ رشتۂ کارت بدست تدبیر است

خیال فاسد اوچون برآب تصویر است ‖ حکیم مانوش فرماتے ہین یہ افسانہ اوس سرگشتۂ وادی محبت کے حق مین افسون سے زیادہ اثر کرگیا ایک بیک دل نے کلیجا کر سینہ مین بر ہمی شروع کی اور زبان سے بکلا **شعر** سینہ از دم چاک کہ از ناخنہا شم

فریاد کہ از بہر من آن ہم قفسے شد ‖ لیکن شاہزادہ نے بشکل دل کو تھام کر سامری سے پوچھا کیون حضرت آذر کا مکان یہان سے کتنی دور ہے اونسے جواب دیا اگر کوئی آرام سے جانا چاہے تو دو منزل سے زیادہ نہین ہے کہا اگر اجازت ہو تو مین وہان تک ہوآؤن سامری نے کہا بہت اچھا تشریف لے جائیے مین آپکو نہین روک سکتا بلکہ حکم ہو تو مین خود ہمراہ رکاب چلون شاہزادہ نے کہا نہین آپکو تکلیف کرنیکی چندان ضرورت نہین جب وہ یہان کا رئیس ہے تو مین اکیلا ہی نام پوچھتے پوچھتے پہونچ سکتا ہون یہ کہکر اوسی وقت چل نکلا کہ لو خدا حافظ و ناصر اب میرا اس جگہہ قیام کرنا کسیطرح ممکن نہین **شعر** دنیا خوش است لیکہ باندازۂ دل است ‖ پیراہن زیادہ ز قامت بریدہ نیست

خدا کی قدرت سے جب دولت سرائے خاص قریب پانچ چہیل کے رہ گئی تو دفعتاً اضطراب دل نے صیفورہ کا دامن استقلال جبگل کیطرف کھینچنا شروع کیا کہ اوٹھہ تھوڑی دیر لالۂ صحرائی کے داغ جگر کا تماشا دیکھہ گوشۂ تنہائی مین کب تک پڑی پڑی سینۂ مہر گنجینہ کو ہدف غم کا نشانہ بناتی رہیگی جو باندہ پردۂ ننگ و ناموس کی دھجیان اوڑانیکو بنائے گئے ہون

اونمین کتاب متبرک کی طرح بغل مین دبا کر کہ چھوڑنا کب زیبا ہے اور جو باؤن وحشت مین خارغیلان کی تیزی آزمانے
کو عنایت فرماے گئے ہون اونہین کو جیکشش سے باہر نہ نکالنا کس ملت مین روا ہے شعر خبر آمدن لشکر غارت برشت
خیمۂ آبا بگردست دہد برپا کنن | ناچار صیفورہ کشش محبت کے اثر سے اوس ضعف و نقاہت پر لڑکھڑاتی ہوئی اوٹھی
اور ایکا سپ صبا رفتار پر بوے گل کی طرح سوار ہوتن تنہا طبیعت کی رہنمائی سے ایک طرف کو چل نکلی تھوڑی دور
جاکر کیا دیکھتی ہے وہ ہی میرا دیوانہ چلا آتا ہے بس پہر کہان تاب تہی فوراً گھوڑے سے گھوڑے کو ملا کر کھڑی
ہوگئی اور نہایت سادگی سے کہنے لگی اے جوان ہمارا دل تیرے دیکھنے کو بہت چاہتا تہا بارے یہ بیان کر اوس
مرض مہلک مین تو اب تو گرفتار نہین ہے جسمین ہم دیکہہ آئے تب شاہزادہ نے بہزار دقت طبیعت کو اپنے قابو
مین کر کے جواب دیا شعر خواہم کہ بہ آن سینہ نہم سینۂ خودرا | تا دل بہ تو گویدنم دیرینۂ خودرا صیفورہ نے کہا
معلوم ہوا ابہی وہ جہک مٹی نہین اور تعجب ہے کہ تو بہی علاج مین کوشش نہین کرتا افسوس ہین تیری صورت دیکہکر
یہ خواہش پیدا ہوئی تہی کہ چند روز تجھے اپنے پاس سے جدا نہ کرین لیکن ایسے از خود رفتہ کی صحبت سے کیا طبیعت
کو حظ حاصل ہوسکتا ہے شاہزادہ نے اپنے دلمین کہا یا الٰہی اچھے بھولے بھالے معشوق سے پالا پڑا جو ہوش و
حواس کی باتون کو بہی دیوانگی پر محمول کیے جاتا ہے خیر اس سے اسی کے ڈہنگ پر گفتگو کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا
اے مسافر نواز سچ یون ہے کہ مین سواے مرض عشق کے کسی مرض مین مبتلا نہین اور ہماری اصطلاح مین بدرجہ
افراط باہم انس پیدا ہو جانیکو عشق کہتے ہین مثلاً آپکا یہ کلام کہ ہمارا تیرے دیکھنے کو بہت دل چاہتا تہا
ایک قسم کی محبت مین داخل ہے اگر اسی خواہش دلی کو ایسے درجۂ اعلی پر پہونچا دیا جائے کہ اوس سے زیادہ
کسی قسم دلبشہ کے امکان مین یا خیال مین نہو تو ہم اوسے عشق کہینگے اور اوسکی خواہشون کو ایسے الفاظون مین
بیان کرینگے کہ سننے والا سمجھے دیوانگی کے اور کچھ قیاس نہ کرسکے پس اگر میرا کوئی کلام خاطر عاطر پر ناگوار گذرا ہو
تو اوسے براہ عنایت و مہربانی معاف فرمائیے کہ مین اپنے روزمرہ سے مجبور ہون یعنی کیا یکا یک اوسے ترک نہین کرسکتا
صیفورہ نے پوچہا پہر تو اس قسم کا انس کسیکے ساتھہ رکہتا ہے شاہزادہ نے کہا بہمات آپ مجھے میرے محاورہ کے
موافق گفتگو نہین کرنے دیتین ورنہ مطراق سے کہدیتا شعر مرکجا یکا قاتل نرالا ڈب نکالا ہے | مجھی سے پوچہتا ہے مجکو
لینے مارڈالا ہے یا یون کہتا شعر تفاقل تو مرا خوش نمیدارد لطفت | کہ این ہر کس و آن خاصہ ز بہر آنست

یا زیادہ گستاخی کا لحاظ نہ کرنا تو اس طرح ہی کہ سکتا تھا شعر | سر نوشت ہیں ز ل کو یہ مضمون است
قسمت ما زجہان غیر پشیمانی نیست

اب تبجر اسکے کیا عرض کروں کہ میں وہ اُنس آپ ہی کے ساتھ رکھتا ہوں اور آپ ہی کی بدولت اپنا گھر بار چھوڑ کر یہان حاضر ہوا ہوں صیفورہ نے کہا اچھا اگر ہم سے وہ اُنس رکھتا ہے تو اسوقت اپنی طبیعت کا حال بیان کر کیا ہے شاہزادہ نے کہا گویا ہفت اقلیم کی سلطنت مل گئی یا حیات جاودانی کا کسی نے مژدہ سنا دیا اور جو آیندہ کی تمنا پوچھتی ہو تو یہ جی چاہتا ہے کہ اب یہ صحبت قیامت تک اسی طرح برقرار رہے صیفورہ نے کہا البتہ میری اور تیری حالت کا نتیجہ ظاہرا ایک ہی معلوم ہوتا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ تو تھوڑی سی تعلی کی لیتا ہے اور میں مطلق مصیبت پر فخر کرنا نہیں چاہتی یا یہ سبب ہے کہ بہت دن ایک قسم کا صدمہ اوٹھاتے اوٹھاتے مجھے عافیت کا لطف یاد نہیں رہا اور مجھے بجز بی یاد ہے اسواسطے میں اچھی طرح خیال کر کے کہہ سکتی ہوں کہ اسوقت میرے دل کا وہ ہی عالم ہے جو تیرے دیکھنے سے پہلے کسی زمانہ میں تھا اور اسمیں بھی کسی طرح کا شک نہیں کہ جو نوبت ابھی ان چند روز میں میرے اوپر گذر چکی ہے دوبارہ میں اوسمیں مبتلا ہونا ہرگز نہ چاہتی کیونکہ وہ حیات چند روزہ کے واسطے نہایت مضر ہے خیر اب یہہ بتا تو مجھسے شادی کرنا چاہتا ہے یا نہیں شاہزادہ نے کہا دل وجان سے بلکہ اگر یہہ معاملہ نہوا تو آپکے روبرو خنجر سے اپنا گلا کاٹ کر جان دیدونگا شعر

سایۂ اقبال و لشکر لیف ہما سے وصل تو | آفتاب طالع بخت ہمایوں نیست

بعد اس گفتگو کے صیفورہ شاہزادہ کو اوسی حینیت سے اپنے مکان پر لیگئی اور باپ سے ملاقات کروا کے کہا یہہ وہ ہی دیوانہ ہے جسکا ذکر اکثر حالت مرض میں آپنے میری زبان سے سنا ہوگا اب میں نہایت ادب سے اسکے ساتھ اپنی شادی ہو جانے کی خواہش آپ کی خدمت میں ظاہر کرتی ہوں کیونکہ اس سے بہتر دوسرا علاج اوس مرض گمنام کے استیصال کا میری سمجھ میں نہیں آتا ابھی صبح تک آپنے ملاحظہ فرمایا ہوگا مجھے اپنے بستر پر بسبب ضعف و نقاہت کے کروٹ بدلنے کی بھی مجال نہ تھا اسوقت دیکھئے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کبھی بیمار ہی نہیں ہوئی تھی یہہ فقط اسی کی صورت دیکھنے کی تاثیر ہے پھر مجھے ناحق اس سے جدا ہو کر کسی دوسرے طبیب کی التجا کرنے سے کیا فایدہ اور التجا تو جب کروں جب دس بارہ دنیے خوب تمام جہان کی خاک نہ چھان لی ہو یہ سنکر آذر نے شاہزادہ سے پوچھا آپکا نام کیا ہے شاہزادہ نے جواب دیا میں ولیعہد لاپلاٹا کا ہنام ہوں یعنی آئین ہوش مجھے کہتے ہیں

اور اس امید پر یہان حاضر ہوا ہون کہ آپ مسافر نواز آدمی ہین مجھے اپنی غلامی سے ضرور سرفراز فرمائینگے شعر

گرچہ من حاجت طلب از شرمساری نیستم | لیکن از خرخالی از امیدواری نیستم

آذر نے کہا بس بیہودہ ہمین دریافت کرنا تھا کہ تم ہی صیفورہ کی درخواست قبول کرنا چاہتے ہو یا ہمین اب ہم کسی طرح کا عذر نہین کرسکتے جاؤ اسے اپنے تصرف مین لاؤ ہماری رسم و آئین کے موافق ایجاب و قبول ہو گیا پھر ہنسکر کہا ہان تصرف سے پہلے مرد کو اپنی حیثیت کے موافق دوستون کی دعوت معہ تھوڑی سی خوشی کے ضرور کرنا چاہئے سو تم مسافر ہو ہم تمکو اس بارہ مین مجبور نہین کرسکتے خیر ایک شادی یون ہی سہی شاہزادہ ہنوز اسکا کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ صیفورہ اوسکا ہاتھ پکڑ کر ایک علیحدہ مکان مین لیگئی اور کہا اے میرے پیارے اگر تجھے کسی چیز کی ضرورت ہو تو بلا تکلف بیان کرین بشرطیکہ موجود گی ہرگز اوسکے حاضر کرنے مین دریغ نہ کرونگی شاہزادہ نے کہا شعر

دو دوست است کہ یکبار آزردہ ام | تو در کنار من و شرم از میان رفتہ

صیفورہ نے کہا میری یہ غرض نہین ہے مین اوس ضرورت کی نسبت گذارش کرتی ہون جسکی فرمایش آذر نے کی ہے یعنی کچھ روپیہ پیسا درکار ہو تو ارشاد فرماشاہزادہ نے کہا بیشک مین آپکا خزانہ اپنا ہی تصور کرتا ہون لیکن تقصیر معاف ہو مین اوسپر ایکایسا طلسمی بٹیہا یا چاہتا ہون کہ جسکے باعث یکبیک خیال کا بھی اوسمین گذر نہ ہوسکے یہ نہین چاہتا کہ خواہ مخواہ تصرف بیجا سے اوسکا قفل جھوٹا کر دیا جائے یہ کہکر یکبیک ہنس پڑا اور اوسی حالت تفرج مین صیفورہ کو چھاتی سے لگا کر پہلے بہت دیر تک کچھ مذاق عاشقانہ کرتا رہا بعدہٗ کہا اے جان من آپکے احسانات اسقدر میرے ذمہ ہین کہ مین اوسکا شکریہ روز قیامت تک بھی ادا نہین کرسکتا اب اور زیادہ آپ مجھے محجوب کرنا کیون چاہتی ہین البتہ اگر آپکو اپنے باپ کے حکم کی تعمیل منظور ہے اور میرا بھی ندامت سے آزردہ کرنا مرکوز خاطر نہین تو جو مین عرض کرون وہ قبول فرمائیے صیفورہ نے پوچھا وہ کیا جواب دیا براہ عاشق نواز غریب خانہ تک تشریف لیچلئے کہ مین خاطر خواہ اپنے دل کا حوصلہ پورا کرسکون شعر سایہ خاکم اگر چون سنبد خاکم بسر

سر بر اہل نظر کن خاک راہ خویش را

صیفورہ نے کہا واہ کیا اچھی عرض کی ہے اے میرے دل کے ٹکڑے مین تو پہلے ہی تیرا حکم کسی طرح رد نہین کرسکتی تھی اور اب تو بقبول شخصے ناخریدہ کنیز ہون جہان چی چاہے لیچل پوچھنے کی کیا حاجت ہے شعر آنقدر آزردے سجدۂ کویت کہ راست | در ہمہ روئے زمین نبود کنجائے

البتہ آزردہ کی اجازت لے لینی چاہیے کہ وہ اپنے دل مین آزردہ نہو حالانکہ مجھے اوسکے آزردہ ہونیکی ہی چندان پروا نہین یہہ کہکر اوسی وقت اوٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے باپ پاس جاکر بآئین شائستہ آئین ہوش کی درخواست بیان کی اوسنے تہوڑی دیر سوچکر جواب دیا اگر اوس پانچ روز اپنے اس ارادہ کو ملتوی رکھو تو اچہا ہے کہ ایسی جلدی مہمان کے رخصت کردینے کا دستور نہین آیندہ تمہین اختیار ہے اب مین تمہارے معاملات مین دخل دینا مناسب نہین سمجہتا صیفورہ نے کہا بہتر ہے مین آئین ہوش کو سمجہائے دیتی ہون وہ پھر آپکے خلاف مرضی کوئی کام کرنا نہین چاہتا القصہ شاہزادہ ایک مہینہ کامل اوسی جگہ مقیم رہا بعدہٗ وان سے چلکر دو روز سامری کے مکان پر ٹھہرا پھر سامری سے رخصت ہوکر ۱۴- اکتوبر ۱۸۴۳ء کو بخیریت تمام معاودت بسیار دستم پیشہ کے جسنے بے اندیشہ ایسے غزال وحشی کو نخچیر بنالیا تہا اپنے شکارگاہ مین داخل ہوا اب تہوڑا حال ادہر کا سنئے کہ وہ بی لطف سے خالی نہین ہے کہتے ہین شاہزادہ ہنوز اوس مقام تک نہین پہونچا تہا جہان اس صحرا نوردی کا سلسلہ منتہی ہوتا تہا (یعنی جس جگہ صیفورہ نے اپنے ناوک مژگان کو خون چٹایا تہا) کہ یکایک دور سے شاد کیش آتا ہوا دکہائی دیگیا شاہزادہ نے خوش ہوکر صیفورہ سے کہا الحمد للہ کہ مدت مدید بعد آج ایک دوست کی صورت نظر آئی اے برادر گمشدہ خانمان یہہ وہ شخص ہے جسنے ابتدائی عرض مین ہمارے زخم جگر پر مرہم لگایا تہا اگر یہہ تمہاری جدائی مین ہمارے دل مضطر کو تسکین نہ دیتا یا تسکین کے قاعدے تلقین نہ کردیتا تو آج دوبارہ اس تزک وشان سے ہمارا اس شکارگاہ مین داخل ہونا ممکن نہ تہا گو مسیحائی خاص تمہارے ہی لعل شکرفام سے ظہور مین آئی لیکن مسیحا کے قدم لہا یہو نچانے والا مین اسی کی ذات والا صفات کو تصور کرتا ہون اور اب بہی دیکہ لو ہماری دوری مین کسطرح جنگل کی خاک چھانتا پہرتا ہے گویا ہماری ہی طرح یہہ بہی ہوش وحواس سے جاتا رہا ہے اتنے مین شاد کیش نے پہچان کر گہوڑا جہپٹایا اور نہایت تپاک سے خاک سم توسن باد پا کو بوسہ دیکر دونو طالب ومطلوب کو نذرین دکہائین شاہزادے نے گلے سے لگاکر کہا اے شاد کیش تمہاری خیریت تو معلوم ہوگئی اب یہہ کہو محل سجاتی اور ملکہ زمانی کا کیا حال ہے اوسنے حسب قاعدہ بعد دعاے عمر ودولت کے عرض کی اے باعث رونق بزم جہانبانی والے موجب زینت مسند کامرانی خلاصہ اون دونو ہماے چتر سلطنت کی اضطرابی اور بیتابی کا یہہ ہے کہ جس روز سے حضور پرنور کے غائب ہوجانیکی خبر سنی ہے تمام کاروبار سلطنت چہوڑ چہاڑ اسی ویرانہ مین

تشریف لے آئے ہین اگر غلام عقیدت التیام بدلائل روشن جناب اقدس کی صحت مزاج سراپا ابتہاج سے روزمرہ مطلع نہ کرتا رہتا تو واللہ اعلم آج تک پیش دل سے کیا نوبت پہونچی ہوتی با این ہمہ ہردم آپ ہی کا ذکر رہتا ہے اور دو نو وقت بلانا غ جہان پناہ حضور انور کے خیمہ خاص مین تشریف لاکر ایسے کلمات حسرت و یاس زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرماتے ہین کہ مطلق جنکے سننے کی طبیعت کو تاب نہین ہوسکتی الحمدللہ کہ حضور عین موقع پر تشریف لے آئے ورنہ خاکسار رنجہ گذارش نہین کرسکتا کہ آج ہی کل نصیب دشمنان اس دوری و مہجوری کا کیا نتیجہ ظہور مین آتا شہزادہ نے فرمایا اسوقت جہان پناہ بدولت و اقبال کہان تشریف رکھتے ہونگے التماس کیا حضور کے خیمون سے شمال کی جانب پانچ چھ میل کے فاصلہ پر خیام فلک احتشام نصب کئے گئے ہین اسوقت اوسی جگہہ زیارت نصیب ہوسکتی ہے پوچھا اسقدر فاصلہ پر قیام فرمانیکا کیا سبب ہے جواب دیا اراکین سلطنت نے دانستہ وہ مقام اسواسطے تجویز کیا ہے کہ ہر وقت خداوند نعمت کا جاہ و حشم مدنظر رہنے سے زیادہ طمع نازک کو صدمہ نہ پہونچے اب حضور جلد تشریف لیچلین کہ یقینی بادشاہ عالم پناہ کو ایک ایک ساعت کاٹنا ایک ایک سال سے زیادہ مشکل ہورہا ہے شاہزادہ نے کہا اس صورت مین یکایک ہمارا رو برو جانا مصلحت نہین معلوم ہوتا بالفعل ہم اپنے خیمہ گاہ مین قیام کرتے ہین تم جاکر ہماری طرف سے بعد ادائے آداب کورنشات گذارش کرو کہ وہ مشتاق دیدار فیض آثار بی آستانہ اقدس ہمپایہ بیت المقدس پر حاضر ہوجکا ہے عنقریب حاشیہ نشینان بساط سراپا انبساط کے سجدۂ غلامی سے مشرف ہوا چاہتا ہے کسل راہ کے باعث تھوڑی دیر کے لئے اپنے خیمہ مین اوتر پڑا ہے شادکیش نے بسبب سلسلہ خادمی و مخدومی کے اس تقریر کا جواب دینا مناسب نہ سمجھا حسطرح ارشاد ہوا تھا بعینہ اوسی طرح بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کردیا ہلا بادشاہ کو استدرا انتظار کی کہان تاب تھی وان تو یہ حال تھا مصرع

سکیم مسی کہ خود را گر آنجا نیافتم	یکقرۂ جان بخش سنتے ہی خود سوار ہوکر بے تابانہ شاہزادہ کے دیکھنے کو چلا گیا آمین ہوش نے جو دفعتاً آمد آمد کی خبر سنی پہ تشکل در خیمہ تک استقبال کیا اور مجبو باندگردن جہکا کر خطاوارون کی مانند دست بستہ تخت کے روبرو کھڑا ہوگیا بادشاہ نے محبت پدری سے فوراً ماتھہ پکڑ کر کلیجہ سے لگالیا اور کہا واہ اچھے گئے کہ تمام دنیا کے عیش و آرام ہمارے اوپر حرام کرگئے بارے یہہ تو کہو کہان گئے تھے اور کیون گئے تھے شاہزادہ نے پایہ تخت کو

بوسہ دیکر پہلے صیفورہ سے نذر دلوائی بعدہٗ باادب تمام اوّل سے آخر تک موبموا پنی سرگذشت بیان کی اور کہا اگر یہ کمترین عقیدت آئین اسطرح پوشیدہ نہ چلا جاتا تو جہان پناہ یقینی تصور فرمائین کہ آج تک اس مشت استخوان کا زندہ رہنا کسی صورت سے ممکن نہ تھا کیا معنی حضور انور کمترین کا تنہا جانا منظور نفرماتے اور وہ قوم ایسی سخت ہے کہ وہان زور و زر سے کسی طرح کام نہ نکل سکتا پہ بجز اسکے کہ تلخی ہجر سے مفت گنوا بیٹھے جان شیرین برباد جاتی اور کچھ بھی حاصل نہوتا اب حضور کے اقبال سے بلا خلش وہ کانٹا سینے سے نکل گیا صرف ایک وہ ہی طعن آذر کا باقی رہ گیا ہے جو اوسنے عقد کے وقت دعوت احباب کی نسبت کیا تھا سو اب ظاہرا اوسکا بھی دور ہو جانا مشکل نہین ہے جہان یہ مرحلہ طے ہوا ہے انشاء اللہ تعالی وہ بھی ہو جائیگا شعر

خدا سازاست ہر کارے کہ ازدم نمی آید | الجا ہم ہیچ چیز آسان تراز مشکل نمیدانم

بادشاہ نے وہ داستان رنج والم پھر دوبارہ شاہزادہ کو جھاتی سے لگا لیا اور کہانی الواقع تو نے اس چھوٹی سی عمر مین محبت کے باعث وہ صدمے اوٹھائے ہین کہ ہمارے خاندان مین آج تک کسی نے کسی کی دشمنی کے سبب بھی نہ اوٹھائے ہونگے مگر شکر کرنیکی جا ہے کہ بہت جلد یہ قصہ فیصل ہو گیا ورنہ اس بحر نا پیدا کنار کے ڈوبے ہوئے نہنے قیامت تک اوچھلتے نہین سنے رباعی

پیچیدن سر از دو جہان اے پسر عشق | از خاستن از جان علم اشتر عشق
گلگونہ خضاب گہر گرد یتیمی است | خواری و غریبی ہمہ برد وادر عشق است

صیفورہ بولی اے بادشاہ جو کچھ آئین ہوش نے ہمارے ملک کی سختیان بیان کی ہماری بے اعتنائیان بیان کین وہ سب درست ہین لیکن آذر نے جو دعوت کی نسبت ایک کلمہ کہا تھا وہ صرف ہنسی کی راہ سے تھا نہ اسواسطے کہ شاہزادہ اوسے طعن تصور کرکے آج تک اپنے دل سے دور نہ کرے خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب خواہ مخواہ اوسکے ذکر سے کیا فایدہ بادشاہ نے کہا اے صیفورہ بہت بڑی خوشی کا مقام ہے کہ دوبارا خداوند دوجہان نے اس طالب دیدار کو شاہزادہ آئین ہوش سے ملایا اور زیادہ تر خوشی کی یہہ بات ہے کہ دو چند کرکے طایا یعنی تمہارا دیدار بھی نصیب ہوا جسکے باعث ہمین اس قدر بکر کی حلاوت موافق اپنی رسم و آئین کے ایک جشن شاہانہ مین حاصل کرنی لازم ہو گئی اور جشن کے معنی یہہ ہین کہ تمام احباب کسی مقام پر جمع ہو کر اپنی اپنی خوشی ایک دوسرے پر ظاہر کرین تاکہ زیادہ تر طبیعت کو مسرت حاصل ہو لیکن تمکو بخوبی معلوم ہے کہ اس عنایت بے غایت کے بعد آذر سے بڑھکر ہمارا دوست دنیا مین کوئی نہین ہو سکتا پس اگر وہ بھی براہ نوازش و کرم اس تقریب مین شامل ہو تو کیا بری بات ہے اوّل تو اوسکے سبب

ہمارے حبشن کی رونق دوبالا ہوجائے گی دوم اگر آئین ہوش اوس ہنسی کو طعن ہی سمجھے ہوئے ہے تو اوسکا چھپانا ہے وہ
کدورت ہی جاتی رہیگی بقول کسی النشنہ کے شعر جامۂ دستی اریا رہ شود باز بروز | میوۂ خوش دہد آن نخل کہ پیوند کند
صیغورہ نے کہا اگر آپکی یہہ ہی مرضی ہے تو مین منع نہین کرسکتی لیکن اتنا یہہ ہی سنا دیتی ہون وہ ذرا موٹی عقل کا
آدمی ہے دوسرے اپنی قوم کا رئیس بھی ہے تعجب نہین کہ پاٹے گونیا کی سرحد سے آگے قدم بڑہانیکا ارادہ نہ کرے میری
دانست مین حتی الامکان اس حبشن کے واسطے ایسا مقام تجویز کرنا چاہیئے کہ آپکو خوشی کے ساتھ پانچ اوٹھانا نہ پڑے
بادشاہ نے اوسکی اس رائے کو پسند کرکے اوسی وقت حکم دیدیا کہ دریائے نیگرو کے کنارے (جو دونو ملکون کی سرحد
پر واقع ہے) کسی میدان پر فضا مین بہت جلد سامان حبشن مہیا کیا جائے اور دوسرے روز خوب سوچ سمجھکر دو معتبر
ابلکار جداجدا آذر اور سامری کے پاس معہ ایک ایک نامہ محبت شمامہ کے روانہ کئے جنکے مضمون کا خلاصہ
یہہ ہے آپ صاحبون نے شاہزادہ آئین ہوش پر بغیر معرفت سابقہ اسقدر عنایت و مہربانی فرمائی کہ ہم اوسکا شکریہ
اگرچہ گل صدبرگ کی مانند سو زبانین پیدا کرکے بھی ہزار برس تک ادا نہین کرسکتے تاہم آپکے احسانات خاص سے جو ہمارے
دل محبت منزل پر اثر پیدا ہوا ہے ہم اوسکو ایک دربار عام مین بالمشافہ ظاہر کرنا چاہتے ہین اگر آپ سرحد پاٹے گونیا
تک معہ دیگر رؤسا مملکت کے قدم رنجہ فرماوین تو یہ سمجھنا چاہیے کہ ہرگام پر گویا آپنے اپنے احسانات پر ایک صفر
زیادہ کردیا شعر بیا اے نوگل خندان و نگین ساز باغم را | بزنگ غنچہ کن لبریز بوے خود دماغم را حسوقت یہ تحریر
آذر اور سامری کی نظر سے گذری اونھون نے اوسیوقت نہایت آدمیت سے اوسکے جواب مین لکھہ بھیجا شعر
بشوق بزم وصالت دویدہ می آیم | زہر دیدن رویت بدیدہ می آیم قصہ مختصر بعد رسم پیغام وسلام کے تاریخ
معین پر (جو اسوقت حلت پیری کے سبب مجھے یاد نہین رہی) اودہر سے آذر اور سامری معہ دیگر رؤسا اقوام
مختلفہ کے مقام معہود پر پہونچے ادہر سے بادشاہ معہ صیغورہ و شاہزادہ آئین ہوش وغیرہ کے بعد جلوس شاہانہ
تشریف لیگیا ایک ہی دن بلکہ ایک ہی وقت دونو ملکون کے رئیس دریائے نیگرو کے کنارے مجمع البحرین کی طرح
مل گئے جنکے اختلاف عادات کا حال ہی اسی مثال سے بخوبی ثابت ہوسکتا ہے اب یہہ سننا چاہیے نتیجہ اوس
جلسہ کا کیا نکلا کہتے ہین بادشاہ نے بعد ادائے رسومات معمولی (جسکی تکمیل مین شاید پانچ چہ روز سے زیادہ
نہ صرف ہوئے ہونگے) ایکدن ہر سہ دربار آذر و سامری کے ایک ایک احسان کا ذکر کرکے پہلے معقول الفاظون مین

اورنکا شکریہ ادا کیا بعدۂ کہا گو ان احسانات کا عوض نہیں دے سکتے نہ دینا چاہیں لیکن اپنی سچی محبت اور خلوص نیت جتانے کو دو باتون کی آپ صاحبون سے درخواست کرنا چاہتے ہین اور یقین ہے آپ اپنی عنایت بے غایت سے اون دونو کو منظور فرمائینگے اوّل یہ کہ تمام باشندگان پاٹے گونیا کم سے کم ایک مہینے کے لئے ہماری دعوت قبول کرین دوم کچھ چندہ انتظام مدارس کے واسطے ہمارے بیت المال سے علٰحدہ کیا گیا ہے اسوقت ہمارا جوش ہمدردی اس بات کی ہمکو رغبت دلاتا ہے کہ وہ روپیہ اسی کار خیر مین خاص آپکے ملک مین صرف کیا جائے تو بہتر ہے یعنی ہمارا یہ جی چاہتا ہے پاٹے گونیا کے مختلف مقامون پر موافق آپکی صلاح و مشورہ کے چند مدرسے ایسے مقرر کئے جائین کہ جہان ہمیشہ کے لئے خاص ہماری نگرانی مین آپکے لڑکے تربیت یافتہ قومون کے علوم و ہنر کی تعلیم پاتے رہین تاکہ آپکے جوہر ذاتی کو ایک سے دس حصہ رونق زیادہ ہوجائے شاید آپنے سانہین کسی حکیم نے بطور نصیحت کہا تھا بیٹا علم سیکھو کہ بغیر اسکے حیوان ناطق و مطلق مین مطلق تمیز نہین ہوسکتی اور اخیر کو اس قول پر اپنا قول ختم کیا تھا

شعر

آدمی زادۂ نادان بچہ ماند و انی	نسخۂ معتبر و خوش خط و بسیار غلط

رؤسا پاٹے گونیا نے اس تقریر کے جواب مین تھوڑی دیر تامل کرکے کہا دعوت کے باب مین جو آپنے ارشاد فرمایا وہ محض تکلف مین داخل ہے جب ہم آپکے خوان نعمت سے لذت یاب ہو چکے تو تمام باشندگان ملک کے مدعو کرنیکی کیا ضرورت ہے اور اگر ایسا ہی آپ کو اپنے نام کا خیال ہے تو خیر ہم بطور خود اسکا سر انجام کرلینگے آپ ناحق تشویش نفرمائین رہ گیا دوسرا امر تعلیم اور تربیت کا اوسکی نسبت ہم نہایت خوشی سے اوسی قدر آپکا شکر ادا کرنا چاہتے ہین جسقدر اس حکم کی تعمیل کے بعد ہمارے ذمہ واجب ہونا چاہئے کیونکہ ہم اچھی طرح جانتے ہین جو علم یا ہنر آپ ہمکو سکھایا چاہتے ہین وہ آپکے نزدیک بدرجہ غایت آدمی کو اوجلا کردینے والے ہین اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے امر عظیم کی تکمیل علاوہ محنت و جانفشانی کے بغیر صرف کثیر کے ممکن نہین پس اگر ان تمام مدارج پر غور کیا جائے تو بہت آسانی سے آپکی سچی محبت کا اثر ہمارے دل تک پہونچ سکتا ہے اور وہ اثر خود بخود ہمکو اس بات کی ترغیب دلاتا ہے کہ ہم کسی عمدہ قسم کے الفاظ مین اپنا شکر و ممنون ہونا آپ پر ظاہر کردین لیکن خدا کی عنایت سے آپ شائستہ قوم کے ایک اعلی رکن ہین آپکو بخوبی معلوم ہوگا کہ مختلف قومون کے خیالات بھی مختلف ہوتے ہین اور اوکا اختلاف اگر سوچا جائے تو بہر گر مصلحت سے خالی نہین اس صورت مین اگر ہم صاف صاف کہدین کہ آپکے طریقہ تعلیم سے ہماری رائے اتفاق نہین کرسکتی تو یقین ہے

آپ اس کلام کو ناشائستگی پر محمول نفرمائینگے اسپر ہمکو ایک نظیر بیان کرنی پڑی تاکہ یوجہ احسن آپکو ہمارے انکار کا سبب ظاہر ہوجائے کچھ مدت اوپر سو برس کا عرصہ ہوا کہ ایک شخص تھیبان نامی جزیرہ مڈاڈیل فیگو کا رہنے والا جو ہمارے ہی ملک کے جنوبی حصہ مین واقع ہے اتفاقیہ اوائل عمر مین اپنے خاندان کے کسی معزز آدمی سے ناراض ہوکر ملک برزیل کی طرف چلا گیا تھا اوس زمانہ مین جمشاسپ نامی بادشاہ وہان کی فرمانروائی کرتا تھا اور پانڈا اور یونس یہ دونو علاقے بھی اوسی کے قلمرو مین شامل تھے جب تھیبان چند روز بعد اپنا غصہ دور ہوجانیکے باعث وہان سے واپس آیا تو اوسنے اپنے شوقین دوستون کے روبرو باشندگان ملک برزیل کی ایسی ایسی عجیب و غریب تلقین بیان کین کہ جنکو سرگزاون ہولے بہالے آدمیون کی محدود عقل باور نہین کرسکتی تھی ازانجملہ ایک دن اوسنے تذکرہ کیا ایک مجمع کثیر مین یہہ کہانی چھیڑی کہ ایک بار مین شہر پرتو سے ریچاناداراسلطنت ملک برزیل کیطرف جاتا تھا کہ ناگہان دور سے دیکھتا کیا ہون چار شخص ایک چھوٹی سی رنگی ہوئی گاڑی کو ٹھہری نہایت ذوق وشوق سے اپنے کندہون پر اوٹھائے ہوئے جلدی جلدی جنوب کی جانب چلے جاتے ہین اور اوس کوٹھری کے دائین بائین دو دو رایہ بھی ہین جنمین ایک قسم خاص کے دو پردے پڑے ہوئے ہین مین سمجھا شاید یہہ کوئی تماشا ہے کیونکہ آٹھہ دس آدمی اوس کوٹھری کے چارون طرف اور بھی لپٹے ہوئے چلے جاتے تھے اونکی دیکھا دیکھی مین بھی اپنا راستہ چھوڑ کر اوسی خانہ بے تکلف یا تقسر اپاسف کے ساتھہ ساتھہ ہولیا تھوڑی دور جاکر اون تماشائیون مین سے چار آدمیون نے زبردستی اوس کوٹھری کو پہلے آدمیون سے چھین لیا اور اونھون نے بھی اوسکے دینے مین کچھ حجت نہ کی تب تو مجھے اور بھی زیادہ خلجان پیدا ہوا کہ واللہ اعلم یہہ کیا شے ہے اور یہ اس ہیئت سے کہان لئے جاتے ہین ابھی وہ خلجان دور نہوا تھا کہ اون چارون آدمیون سے بھی وہ کوٹھری چھین گئی اسی طرح باری باری چار آدمی اوسے اوٹھاتے تھے اور چار دور کر پھر چھین لیتے تھے جب کئی مرتبہ یہہ ہی معاملہ میری نظر سے گذرا تو یہہ خیال مین آیا کہ شاید اسکے کندہے پر رکھنے سے کوئی عجیب کیفیت محسوس ہوتی ہے ورنہ ظاہر بہ آدمی سودائی نہین معلوم ہوتے کہ اس ذوق وشوق سے اسکے اوٹھانے کا ارادہ کرتے چلو تم بھی چلکر تھوڑی دیر کے واسطے آزما دیکھو لیکن جب اس ارادہ سے مین بہت نزدیک پہونچا تو اون پردون مین سے اوس کوٹھری کے اندر ایک آدمی لیٹا ہوا نظر آیا جسکے دیکھتے ہی فوراً میری سمجھ مین آگیا کہ یہہ شخص بیمار ہے اور یہہ کوٹھری کسی خاص قسم کی سواری ہے جو بیمارونکو

ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانیکے لئے اس ملک مین استعمال کیجاتی ہے تاہم تفتیش حال کے لئے مین نے اوسکا پیچھا نہ چھوڑا جسطرح ہوسکا اوسی کے ساتھ ساتھ بھاگتا ہوا چلا گیا قریب پانچ چمیل کے پہونچکر ایک نہایت سرسبز باغ نظر آیا اوس باغ کے بیچ مین چھوٹا سا ایک بنگلا تھا اور بنگلے کے برآمدہ مین ایک بہت مکلف پلنگ بچھا ہوا تھا وہ کوٹھری اوسی پلنگ کے قریب جاکر زمین پر رکھدی گئی مین اپنے دلمین سوچا اب ضرور یہ عقدہ کھلنے والا ہے کہ اتنے مین ایک جوان آدمی اوسمین سے نکلکر اوسی پلنگ پر پاس کے پاس لیٹ گیا اور دو شخص دائین بائین بیٹھکر آہستہ آہستہ اوسکے پاؤن دبانے لگے اوسوقت نہایت ہمدردی سے میری آنکھون مین آنسو بھر آئے کہ واللہ اعلم یہ کس مرض مہلک مین گرفتار ہے کہ باوجود ایسے آرام کی سواری کے صرف پانچ چمیل مین اسقدر مضمحل ہوگیا ہے کہ اگر تندرست ہوتا تو شاید پیادہ یا پچاس میل چلکر بھی اس نوبت کو نہ پہونچتا اب اسکی عیادت میرے ذمہ واجب ہوگئی یہ سوچکر مین نے اوسکے ساتھ والون سے کہا اے صاحبو تم جانتے ہو اگر خالق کون و مکان چاہے تو مردہ صد سالہ کو ایک دم مین زندہ کردے اوسکے نزدیک اس جوان کو کہ ابھی فضل الٰہی سے جسکے سانس آتی جاتی ہے اچھا کردینا کیا بڑی بات ہے بہرطور تمہین اسکی طرف سے کسی طرح مایوس ہونا نہ چاہیئے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی عنقریب تندرست ہوکر اپنے پاؤن سے دوڑتا پھریگا اور تمہاری محنت کا ثمر حاصل ہوجائیگا لیکن ظاہر اتمہاری تیمارداری میری سمجھ مین نہین آتی چنداے لایزال اسطرح ہاتھ پاؤن دبانے اور کندھون کے لئے پھرنے سے مرض کا دور ہونا بہت مشکل ہے میری دانست مین کسی طبیب حاذق کو دکھاؤ تاکہ وہ نبض و قارورہ دیکھکر اسکے واسطے کوئی مجرب نسخہ تجویز کرے یا مجھ سے کہو مین اپنی سمجھ کے موافق کوئی جڑی بوٹی بتادون اس کلمہ خیر کے جواب مین وہ ایسی دشمنی سے میرے ساتھ پیش آئے کہ گویا مین نے اونکے کلیجہ مین برچھی ماری اور بڑی دلت و خواری کے ساتھ لات مکا کرتے ہوئے مجھے باغ کی حد سے باہر نکال آئے مین مجبور ایک جگہ بیٹھکر بڑی دیر تک رویا کیا اور پھر ایک سے اپنا قصہ بیان کرتا کسی نے توازستر تا پا میری رام کہانی سنکر کہا یہ پہیلی ہماری سمجھ مین نہین آتی کوئی بولا شاید یہ دیوانہ ہوگیا ہے اخیر کو ایک شخص نے کہا اے بیوقوف وہ جوان بیمار نہین ہے اپنی قوم کا رئیس ہے یہان کے امرا اپنے ہاتھ پاؤن کو کسی قسم کی تکلیف دینا نہین چاہتے اور اس حرکت سے اونمین صرف اپنی نزاکت جتانا منظور ہوتا ہے نہ یہ کہ کوئی بیمار سمجھے تونے بڑا جھک مارا جو

اوسکی عبادت کی خیر آیندہ ایسا نہ کیجیو اب جا اپنا راستہ پکڑ جیسا تو نے کیا تا ویسا تیرے آگے آیا یہ سنکر مین بھی اپنی بیوقوفی پر بہت نادم ہوا اور چپکا ہی اوٹھکر وہان سے ریحانا کو چلا گیا اے فرہنگ پژوہ (بادشاہ دلا پان) اس داستان حیرت بیان کے سنتے ہی ایک شخص عُرفی نامی امرائے برنزل کے دیکھنے کا اسقدر مشتاق ہوا کہ وہ اوس مجلس عالی سے برخاست ہوتے ہی سیدہا دار السلطنت ملک جیشاسپ کی جانب روانہ ہو گیا چونکہ در اصل ہمین ان لوگون کی سرگذشت بیان کرنے سے صرف اپنے مطلب کی طرف رجوع کرنا منظور ہے اسلئے ہم یہ پہلے جتائے دیتے ہین کہ آپکو ہماری تقریر کے سلسلہ پر نظر رکھنی نہ چاہیئے یعنی یہ اعتراض نہ فرمائیگا کہ عُرفی جس اشتیاق مین برنزل گیا تھا وہ کیفیت کیون نہین بیان کیگئی ہم بطور اختصار کے فقط اوسی حال کا خلاصہ سنانا چاہتے ہین جو تھوڑا بہت ہمارے مطلب سے تعلق رکھتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ جب عُرفی اپنے وطن مالوف سے سخت متنفر ہو کر نا ہوا بگل ہی جنگل شہر ریحانا مین پہونچا (جیسے اکثر اہل تحقیق یہ جائیدادی کہتے ہین) تو اوسنے وہان کے ایک بھلے مانس سے اپنے ملک کے قاعدے کے موافق کہا اے صاحب مین اس شہر مین نیا آیا ہون ایک اجنبی آدمی ہون اور چند روز اسی جگہ قیام کرنا چاہتا ہون اگر آپ براہ مہربانی اس بارہ مین مجھ غریب کی دستگیری فرمائین تو مین نہایت تمنا سے ایسے موقع کا متلاشی رہونگا کہ اسی قسم کی ضرورت مین بادر خواست مین آپکو مدد دے سکون اور جو بالفرض ایسا موقع پیش نہ آیا تو آپکا یہ احسان ہمیشہ کے لئے مین اپنی آنکھون پر رکھون گا اوس اخلاق مجسم نے اس تمام لجاجت کے جواب مین بڑی مہربانی سے فرمایا یہان سے سیدہے بازار ہی بازار چلے جاؤ آگے بڑھکر دائین ہاتھ کو ایک راستہ موڑیگا وہان ایک مہمانسرا آستان مہ آباد کے نام سے مشہور ہے (جسکے دروازہ پر سنہری حرفون کا ایک بہت بڑا تختہ لگا ہوا ہے) اوسمین بلا تکلف تم جاکر اوتر پڑنا وہان کی برابر لکھین اور میری دانست مین مسافر کو آرام نہین مل سکتا عُرفی اسمجما شاید یہ آباد اسی بزرگ کا نام ہے اور وہ مکان اسنے اپنی پیر چشمی کی نظر سے مسافرون کیواسطے ہموار کیا ہے حالانکہ آستان مہ آباد ایک بہت بڑا مسافرخانہ تھا جسمین بہ نسبت تمام شہر کے کرایہ زیادہ لیا جاتا تھا اور اسی لئے اکثر غریب غربا کا اوسمین کم گذر ہوتا تھا تو گویا اوس بزرگ صورت نے اپنی دانست مین عُرفی کے ساتھ دل لگی کی کیونکہ اوسکی ظاہری لیاقت وہان ٹھہرنے کے قابل نہ تھی اوّل تو اوسکا لباس ہمارے عام ملکی آدمیون کے رواج کے موافق نہ

جسکو وہان کے لوگ یقینی ایسا معیوب سمجھتے ہونگے جیسا ہم اونکے لباس کو دوم سفر دور و دراز کے باعث
کسی قدر میلا ہی ہو رہا تھا تیسرے ایک بہت بڑی بھاری گٹھری اوسکے سر پر رکھی ہوئی تھی جسمین علاوہ دو چار
کپڑون کے کچھ پیٹ کا بھی دھندا تھا تاکہ حاجت کے وقت ادہر ادہر دوڑنا نہ پڑے غرض غرمی اوسی ہیئت گدائی
سے ایک رہنمائے شایستہ کی ہدایت کے موافق پوچھتا پوچھتا آستان سہ آباد مین پہونچا وہان کے لوگ تو
اپنی عادت سے مجبور ہی تھے ایک اجنبی حیدر اسا سادہ آدمی دیکھکر خواہ مخواہ اوسے مسخر ابنانے لگے لیکن اوس
غریب نے کسی کے رمز و کنایہ پر خیال نہ کرکے صاف صاف اپنا مطلب بیان کیا اور اخیر کو یہہ بھی کہدیا مجھے خود
سہ آباد نے اس مکان سے ٹھہرنے کی اجازت دی ہے اگرچہ اس کلمہ سے غرمی کی نسبت دروغ گوئی
کا الزام عاید ہو سکتا ہے لیکن فی الواقع اوسے اس ذریعہ سے کسی کو دہوکا دینا منظور نہ تھا بلکہ یہہ صرف
اوسکے ذہن کی غلطی تھی کہ اپنے سہ آباد کے پیش پیرا بالغ کو زبردستی اپنے گمان مین سہ آباد بنا بیٹھا تھا بہر طور
منتظمان مسافرخانہ نے سہ آباد کا نام سنتے ہی یہہ قیاس لڑایا کہ شاید آقائے نعمت نے دو گھڑی اپنا دل
بہلانیکے واسطے اس جاتور کو میان ٹھہرنے کی اجازت دی ہے اس لحاظ سے جبراً و قہراً ایک ایسی جگہ بتا دی
جو کسی قدر اوسکے میلے کپڑون سے مناسبت رکھتی تھی اور پوچھا اے پاگے گونیا کے وحشی کہانا تو اپنا کہا ئیگا یا
اوسکا بھی ہم بندوبست کردین غرمی نے اپنے دل مین خیال کیا ہر چند مہمان سے ایسے امور کے پوچھنے کی کچھ ضرورت
نہین ہوتی مگر شاید یہان کا یہی دستور ہوگا اسواسطے بلا تکلف کہدیا مان کہانے کا بھی آپ ہی صاحون کو
بندوبست کرنا پڑیگا قصہ مختصر غرمی پورے ایک مہینے باشندگان ریچانا کا سیر و تماشا دیکھتا رہا یا یون
کہنا چاہیے وہ خود اونکا تماشا بنا رہا کیا معنی جدہر وہ جاتا تھا لوگ جوق جوق اوسکے دیکھنے کو جمع ہو جاتے
تھے اور اکثر ایسے اول جلول سوال کرتے تھے کہ اگر اونکو عقلمند سمجھا جاے تو اون سوالون کی نسبت ضرور کوئی
نہ کوئی تاویل کرنی پڑیگی آخرش غرمی نے اونکی عادات بے معنی سے گھبرا کر اپنے وطن کا ارادہ کیا اور بدستور
گٹھری بغچی باندہ منتظمان مسافرخانہ سے کہا لو حضرات مین آپکا شکریہ ادا کرتا ہون اور امید رکھتا ہون آپ
بخوشی مجھے یہان سے کوچ کرنیکی اجازت عنایت فرمائینگے اونہون نے کہا بیشک تمکو کوچ کرنیکا اختیار ہے
مگر پہلے دو روپیہ روز کے حساب سے اپنی خوراک وغیرہ کے دام ادہر رکھدے پھر جدہر منہہ اوٹھے ادہر چلا جا

یہ سنکر غرمی کے ہوش اوڑ گئے کہ این یہ کیا معاملہ ہے ہمارے ملک مین کوئی مسافر جاتا ہے تو ہم اوسپر اپنی جان تک نثار کردینے کو بڑی بات نہین سمجھتے یہ کیسی شایستہ قوم ہے کہ صرف ایک مہینے کا کہلایا پلایا حلق مین اوسکی ڈالکر زبردستی باہر نکالنا چاہتی ہے اور جو یہ کہئے ہر ملک دہر سمے تو واللہ سردست میرے پاس اسقدر دینے کی گنجایش نہین معلوم ہوتی البتہ پہلے سے یہان کا یہ طریقہ معلوم ہوتا تو کسی قدر زر نقد اپنے ہمراہ گھر سے لیتا آتا اب دیکھئے انکے ماتھہ سے کیونکر نجات ملتی ہے کیونکہ جن لوگون کو مہمان سے خوراک کے دام مانگتے ہوئے شرم نہین آتی اونکے نزدیک کسی کی عزت بگاڑ دینی کیا بڑی بات ہے اس تشویش نے آہستہ آہستہ یہان تک غرمی کے حواس ظاہری پر غلبہ کیا کہ بلا تحاشا اوسکی زبان سے نکل گیا "خدا ایسی ہر جرم قوم سے کسی کا پالا نہ ڈالے" یہ کلمہ حق اون کارپردازان باجیا کو ایسا ناگوار گذرا کہ اوس بیچارے بیچی کو زبردستی گرفتار کرکے عدالت مین لیگئے اور علاوہ اپنے اپنی دعوی کے براہ خبث باطنی دغا فریب مداخلت بیجا ازالہ حیثیت عرفی وغیرہ خدا جانے کیا کیا جرم اوسکی نسبت ثابت کھڑے کردئے کہ جسکی پاداش مین غرمی ایک میعاد معین کے لئے قید ہوگیا اور اسباب اون مظلوم کا عدالت سے جبراً نیلام کرادیا گیا لیکن کہتے ہین غرمی نے باوجود جہالت کے تردید دعوی مدعی مین برسرا جہالت ایسی معقول تقریر کی تھی کہ اچھے اچھے قانون دان جسکا جواب دیتے ہوئے آنکھین نیچی کرتے تھے اسی لئے اوسکے مقدمہ نے معرکہ کے ایسی جلد شہرت پائی کہ تھوڑے ہی دن مین برّیل سے لاپلاٹا ہوپنچی لاپلاٹا سے چلی گئی اور چلی سے آفاقیہ تمام قوم آوارہ کنعان مین مشہور ہوگئی چونکہ باشندگان پاٹے گونیا ابتدا سے اپنے کسی دوست کو آفت سخت مین مبتلا نہین دیکھ سکتے اسلئے فوراً رؤسا وقت نے متفق ہوکر یہ صلاح کی کہ غرمی کو کسی طرح اس بلائے ناگہانی سے سلامت نکال لانا چاہئے اور ساتھ ہی آستان سہ آباد از سرتاپا منہدم کردیا جاے کہ اوسکی وجہ سے دوبارہ کسی شریف کو ذلت نہ اوٹھانی پڑے چنانچہ اس مشورہ کے دو یا تین ہی دن بعد چار ہزار آدمی ایسے جری اور تجربہ کار روانہ کئے گئے جو بہت عرصہ قلیل مین محبس شاہی توڑ کر غرمی کو بھی نکال لائے اور آستان سہ آباد کا بھی نام و نشان مٹا آئے اے فرہنگ پژوہ اگر حمنا سپ تھوڑا سا عقل کو کام فرما کر یہ خیال کرتا کہ پاٹے گونیا کی طرف سے یہ معاملہ بطور پاداش کے ظہور مین آیا ہے نہ بطریق عداوت کے تو بس یہ قصہ یہین تک طے ہوگیا تھا زیادہ قلع و قمع کی نوبت نہ پہونچتی لیکن افسوس اوسنے بجاے خود اس امر کو ایک گناہ عظیم

قرار دیکر اوّل چیلتا رؤسا ر ملک سے شرکا ارجم کو طلب کیا اور جب اودہر سے جواب صاف ملا تو اپنے زور وزر کے گھمنڈ پر بذریعہ شمشیر جانگیر انتقام لینے کو اوٹھہ کھڑا ہوا ہر چند باشندگان پاٹے گونیا اوسکے اس ارادہ کا نرا خاص اوسی کے ملک مین چکھا سکتے تھے لیکن مصلحتاً اونھون نے ایسا نہ کیا بلکہ اپنے ملک مین ہی دانستہ تھوڑی تھوڑی جگہہ دیتے چلے گئے کیونکہ ہم لوگ کوئی جائداد اس قسم کی نہین رکھتے جسکے چھوڑ دینے کا ہمکو غم ہو یا غنیم اوسپر قبضہ کرکے اپنی فتح مندی تصور کرسکے حد کو یہہ ہے جس جھونپڑے مین رہتے ہین اوسے آگ لگا دی یا جسکے پاس کچھہ مویشی ہوے اونسے جنگل مین ہانک دئے اسی طرح آہستہ آہستہ جب جمشاسپ معہ اپنی فوج ولشکر کے وسط ملک مین پہونچ گیا تو دلاوران پاٹے گونیا نے ایک ایسے میدان خشک مین چارون طرف سے اوسے گھیر لیا کہ جہان دانہ پہونچ سکے نہ پانی اور سرحد کا اس طرح بندوبست کر دیا کہ اپنے ملک سے ہی کسی قسم کی مدد نہ منگا سکے اس تدبیر سے خود بخود حریف ایسا قبضہ مین آگیا کہ دو چار ہی مہینے مین تمام اوسکا پیچ وخم نکل گیا لڑنے کی طاقت تو درکنار بھاگنے کی بھی قوت باقی نرہی البتہ پہلے پہلے خوب اوچھلا کودا اور ہر ایک طرف سے نکل جانیکا بھی ارادہ کیا مگر استغفر اللہ ستارہ رہن مین پھنسکر بکریون کا گلہ کب جان سلامت لیجا سکتا کچھہ تو تلوارین کھاکر سیر ہوگئے کچھہ بھوک کی شدت سے مرگئے اخیر کو مجبور ہوکر جمشاسپ نے صلح کا پیغام بھیجا اور کہا ہم ہمیشہ کے واسطے عہد کرتے ہین کہ برّیزل کسی حال مین پاٹے گونیا پر حملہ نہ کریگا بلکہ بالفعل جو ہماری فوج کشی سے تمہارا نقصان ہوا ہے وہ بھی ہمارے ہی ذمہ ہے جسقدر زر نقد کہو تمہارے خزانہ مین داخل کردین لیکن للہ اتنی جگہہ دو کہ ہم اپنے ملک کو واپس چلے جائین یہ پیغام سنتے ہی رؤسا ر وقت نے شمال کی طرف اوسے راستہ دیدیا اور کہلا بھیجا ہمکو اپنے نقصان کے عوض روپیہ لینے کی کچھہ ضرورت نہین اور نہ ہمیشہ کے لئے ہم صلح کرنا چاہین ہم ایک آزاد آدمی ہین کسی قسم کی پابندی اپنے واسطے بہتر نہین سمجھتے شاید ہمارے ہی کسی بھائی کو کسی زمانہ مین برّیزل پر حملہ کرنیکی ضرورت پڑی تو ہم کیونکر وعدہ کرسکتے ہین کہ وہ ہماری صلح کے لحاظ سے اپنی ضرورت کو ملتوی کردیگا اور ایسا ہی آپکو اپنے جانشینون کا حال تصور کرلینا چاہیے بہرصورت ہم بغیر کسی شرط کے نہایت خوشی سے آپکو راستہ دیتے ہین بسم اللہ جدہر چاہئے تشریف لیجیئے اب ہمارے ملک مین آپکی کوئی مزاحمت کرے تو ہم ذمہ دار ہین اسپر جمشاسپ نے دوستانہ رؤسا ر پاٹے گونیا

سے ملاقات کی اور موافق قاعدہ شرفا کے اونکے احسانات کا شکریہ ادا کرکے یہہ ہی کلمات بیان کئے جو اس وقت آپ فرمارہے ہین یعنی بعد ایکطول طویل تقریر کے کہا اے پاٹے گونیا کے رہنے والو ہمارا علم و ہنر سیکھنے مین کوشش کرو تاکہ روز بروز تمھاری قوم ترقی پکڑتی جاے اور رفتہ رفتہ تم بھی مثل ہمارے ایک شایستہ ملک کے رہنے والے مشہور ہو چونکہ اوسوقت تک اس قسم کے امور کا تجربہ حاصل نہوا تھا اسلئے استعانا دو چار طالبعلم جہاز صاحب کے ساتھ کر دئے گئے کہ بعد انکی تربیت کے جیسا کہ سنا ہوگا ولیسا بندوبست کیا جائیگا لیکن افسوس جب وہ پورے دس برس بعد تمام علوم مروجہ مین کامل ہوکر واپس آئے تو اس قابل نہ تھے کہ باشندگان پاٹے گونیا اونسے کسی طرح کی راہ و رسم رکھ سکتے اول تو ایک قدرتی ذریعہ ہماری اور اونکی جدائی کا یہہ ہوگیا تھا کہ وہ پاٹے گونیا کی زبان اچھی طرح بول سکتے تھے دوم اونکے دماغ مین خود پسندی کی بو اسقدر سما گئی تھی کہ معاذ اللہ ممکن نہ تھا کہ کوئی اونہین سلام کرے اور وہ خوش ہوکر جواب دین یا کوئی اونکی ملاقات کو جاے اور وہ اوسکے ساتھ آدمیت سے پیش آئین ہمیشہ خاموشی سے ربط تھا یا گوشہ نشینی کا خبط جیسا کہ اب بھی بعض بعض نودولت اسی مرض ملک مین گرفتار نظر آتے ہین اور جو قضا عند اللہ کبھی ہوا خوری وغیرہ کو نکلتے بھی تھے اور اپنے کسی ہمجنس کیطرف مخاطب بھی ہوتے تھے تو سوائے نصیحت بے معنی کے یہہ خیال ہرگز نہین کرتے تھے کہ یہہ کس مصیبت مین گرفتار ہے اور اسکی دستگیری ہمکو کیونکر کرنی چاہیے علاوہ اسکے براخلاقی کے ہنے اپنے بزرگون سے یہہ بھی سنا ہے کہ وہ جنگل مین رہنے کے قاعدے سے بالکل ناواقف ہوگئے تھے یعنی بمثل ہمارے ووڑنیکی عادت رکھتے تھے نہ متواتر سردی یا گرمی کی برداشت کرسکتے تھے نہ یہہ جانتے تھے دشمن کو کیونکر مارتے ہین نہ یہہ سمجھتے تھے ہرن کسطرح پکڑتے ہین یہانتک کہ اپنے ہاتھ سے اپنے رہنے کا جھونپڑا بھی نہ بنا سکتے تھے پھر اوسپر یہہ فخر تھا کہ ہم علامۂ روزگار ہین غرض ہمارے نزدیک وہ دو بول پڑھکر ایسے جانورون مین داخل ہوگئے تھے جو سوائے کھانے یا پینے کے کسی قسم کا کام نہین دے سکتے اسی لحاظ سے ہمارے بزرگون نے اونہین جزیرۂ فوک لینڈ مین اوترو ادیا تھا جو ہمارے ملک سے مشرق کی جانب قریب پالنسوئیل کے واقع ہے تاکہ اونکی خرابیان دفعتہ رفتہ دوسرے لوگون مین اثر نہ کرین پس اے ہمارے سچے مہربان بادشاہ لاپلاما غور کرنیکا مقام ہے کہ ہم ایسے عمدہ تجربہ کے بعد کیونکر آپکی رائے سے اتفاق کرسکتے ہین البتہ اگر آپ اپنے ملک کے دو چار لڑکے ہمارے سپرد کردین تو ہم وعدہ کرتے ہین کہ آپکے اس احسان کے عوض ہم بہت جلد اونمین آدمی بناکر آپکے پاس واپس بھیجدینگے فرہنگ پژوہ نے

اسکے جواب مین کنایتاً اپنی طرف اشارہ کرکے فرمایا شعر کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را
بعد اس تقریر کے وہ مجلس برخاست ہوئی اور دوسرے یا تیسرے روز مہمان اور میزبان اپنے اپنے ملک کو تشریف لے گئے
یہانتک حکیم مانوش نے یہ قصہ بیان کرکے فرمایا افسوس باشندگان پائے گونیا حق ایک خبط بے ربط
مین گرفتار رہو گئے ہین ورنہ ظاہرا اونکا جوہر ذاتی اس قابل معلوم ہوتا ہے کہ بہت تھوڑی سی توجہ مین مثل آئینہ کے صاف اور
مجلی ہو کر تمام ملک امریکہ کو اپنی روشنی مین دیکھ سکتا ہے کیونکہ آمیزہ بنت صیفورہ جو اکتوبر ۱۴۴۲ عیسوی مین آئین ہوش کے
نظر سے پیدا ہوئی ہے (سنا ہے) صرف زبانی تربیت کی وجہ سے علم حکمت مین اوسنے وہ ملکہ بہم پہونچایا ہے کہ آج دور دور
اپنا جواب نہین رکھتی اور حسین بھی اس درجہ ہے کہ اکثر حسن پرست نادیدہ اوسکے دیدار کے مشتاق ہین خصوصاً شاہزادہ
چلی بسبب محبت دلی کے کئی بار اوس سے شادی کی درخواست کر چکا ہے مگر آئین ہوش نے اسوجہ سے منظور نہین فرمائی
کہ آمیزہ موافق راہ و رسم پائے گونیا کے خود اس مرحلہ کو طے کرنا چاہتی ہے امیرزادہ تیمور جو بڑی دیر سے حکیم صاحب
کو اپنی طرف مخاطب کرنا چاہتا تھا اور صرف اتنی تمہید کہنا تھا کہ کسی بہانہ سے دو چار بار سیلان کا نام اپنی زبان سے لیکر گفتگو
بہت دل مضطر کو تسکین بخشے ایسا موقع دیکھکر خاموش نہ رہ سکا دانستہ کہنے لگا اجی جناب شاہ صاحب ذرہ سنیئے
تو سہی گو آپکا قطع کلام ہوتا ہے لیکن آپ ہی اچھی طرح جانتے ہین جب تک آدمی بخوبی ہر ایک رمز و کنایہ سے واقف نہ ہو
اوسے تاریخ کا لطف حاصل نہین ہوتا اسواسطے مین نہایت ادب سے گذارش کرتا ہون کہ آمیزہ کا وجہ تسمیہ میری سمجھ مین
نہین آیا بلکہ یہ بھی نہین معلوم اسکے معنی کیا ہوئے البتہ صیفورہ کی نسبت کہہ سکتا ہون کہ یہ عوج بن عنق کی ماں کا
نام ہے اگر قوم آوارہ کنعان نے تبرکاً و تیمناً اپنے خاندان مین کسی کو اس نام سے پکارا ہو تو کچھ تعجب نہین ہے
آپ خدا کے واسطے آمیزہ کے حسن و جمال کی تعریف ہم جوانون کے روبرو نہ کیجئے صرف یہ سمجھا دیجئے ان عصمت مآب کے
معنی کیا ہوئے اخنوخ شاہ نے جواب دیا اے صاحبزادے آمیزہ زبان دری مین آمیختہ کا مترادف ہے اور چونکہ
بنت صیفورہ دو مختلف قومون کی آمیزش سے پیدا ہوئی ہے اسلئے اوسکا نام آمیزہ تجویز کیا گیا ہے امیرزادہ تیمور نے
یک بیک بشاش ہو کر کہا سبحان اللہ یہ تو عجیب سماں آپنے حل کیا مین جانتا ہون شاید ملک امریکہ مین بالفعل اور نام ہی اسی قسم کی
رعایت سے رکھے جاتے ہونگے بہلا غورہ اور سیلان کی نسبت کچھ تحقیق ہوا ہو تو ارشاد فرمائیے آخر وہ بھی ایک مشہور
خاندان کی عورتین ہین اخنوخ شاہ نے فرمایا مین نے ایک محقق کی زبانی سنا ہے کہ غورہ کا باپ کیعی شتراب انگوری کا

اسقدر شوقین تھا کہ رات دن جام و صراحی اپنے ہاتھ مین لئے ہوئے یہ شعر پڑہا کرتا تھا شعر ہرچند کہ دریا ہمہ کس کرد بدریا ہمہ کس کرد اگر پیر شود در نکشم جامے صہبا کردن مینا باشد اور اگر کوئی اپنا یا بیگانہ نصیحتاً یا دوستانہ اس حرکت سے اوسے باز رکھنا چاہتا تھا تو کہتا تھا

رباعی زاہد ز منے مناب نخواہیم گذشت | زین گونہ نیاب نخواہیم گذشت | ہرچند کہ ازین آب گذشت است سرما | از سر سر آب نخواہیم گذشت

حضرت عند اللہ اسی عالم مین اوسکے ایک لڑکی پیدا ہوئی اوسنے نہایت محبت سے بنت العنب اوسکا نام رکہا شعر

ذوق لبھوی گرد بادہ و جام است ایجا | شیشہ پیمانہ و معشوق مدام است ایجا | لیکن سنا ہے بنت العنب لڑکپن مین ایسی

تند خو اور بدمزاج تھی کہ کوئی بچہ اوسکے ساتھ کہیلتا نہین چاہتا تھا اسواسطے اکثر اہل محلہ اوسے غورہ کہا کرتے تھے (جسکے معنی انگور ترش کے ہین) اور رفتہ رفتہ یہ نام زبانون پر چڑھ گیا کہ خاص گھر والے بھی بنت العنب کے بجاے غورہ ہی کہنے لگے آتش جب وہ جوان ہوئی اور خداوند کریم نے اوسی کی صورت ایک لڑکی اوسے عنایت فرمائی تو بعض بعض سوزون طبع لوگون نے سیلان اوسکا نام رکہدیا (جسکے معنی بکیہ و انگور کے ہین) اور ایک دو کا یہ بھی بیان ہے کہ غورہ کی آنکھین حسن کے نشے مین ایسی چور ہین کہ یک بیک اوپر نہین دیکہ سکتا آدمی اپنے ہوش مین نہین رہ سکتا اور سانولا ہی اوسکے پیشانی مین ہمیشہ تہوڑی سی عین ہی پڑی رہتی تھی اسی لئے لوگون نے اوسے غورہ مشہور کردیا ہے آئینہ الغیب عند اللہ تیمور نے کہا غورہ کو تو مین نے غور سے نہین دیکہا جو عرض کرسکون البتہ سیلان کی آنکھون کا یہی حال ہے جو آپ ارشاد فرماتے ہین بجا شعر اغیر بادہ ہی اوس شوخ خود پرست کی آنکھ | نشے مین جسکے ایسی ڈبڈبائی ہے کہ آنکھ

اخذ خواجہ شاہ نے کہا غورہ یا سیلان پر کیا منحصر ہے میری دانست مین کسی شماسی کی آنکھ اس صفت سے خالی دیکھنے مین نہین آئیگی اسی لحاظ سے مین نے اس قول کو ضعیف طور پر بیان کیا ہے کہ تمام وصف خاص شخص کے نام کی شہرت کا باعث نہین ہوسکتا امیرزادہ تیمور نے پوچہا شماسی کسے کہتے ہین جواب دیا پارسیون کا ایک فرقہ ہے جو آفتاب کی پرستش کرتا ہے جیسا کہ آپ غورہ اور سیلان کو دیکہہ چکے ہین مگر جو بت پرست اونکی دیکہا دیکہی سورج کی پرستش کرنے لگے ہین وہ بہ اصول ہونے کے سبب شماسی نہین کہلاتے امیرزادہ تیمور نے کہا کیا پارسی سوا اسے آگ کے ستارون کی بھی پرستش کرتے ہین حکیم مانوش نے فرمایا ہان یہ آگ کو توزردشت کے زمانہ سے پوجنے لگے ہین (جسے آتش یزدانی و خشور سیماری یعنی نبی رمز گو بھی کہتے ہین) ورنہ قبل اسکے سب ستارون ہی کی پرستش کرتے تہے اور اب بھی از روے اصول مذہبی ستارون کی عظمت خصوصاً آفتاب کا جلال یہ ہرگز اپنے دل سے دور نہین کرسکتے شاید کتب

مذہب پارسیا کی نظر سے نہین گذرین اہیلوسیلے ابتدا مین ارشاد ہوا تھا مین خورہ اور سیلاف کے طریق پرستش کی نسبت بہ بیوقت
وصت کچھ گفتگو کرونگا اب امیرزادہ تیمور کو اخوند شاہ سے گفتگو مین مشغول رکھکر شاہزادہ سبحان
کے سفر انگلستان کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ اوسنے مع دوستان خوشحال وہان پہونچکر
کسطرح بزور شمشیر دوکنندگان فراق مجروحان وشنہ اشتیاق کا علاج کیا شعر بسا رویہ ام کہ یکبارہ دلدار
تیغ ہاے تیغ عشق مین کہ دوتن را یکی کند و یکی کشد بعد واپس جانے ابوسعید ابن سلیم ترک کوہ پایہ کے ۱۱ اگست ۱۸۶۵ء روز پنجشنبہ
کو شاہزادہ سبحان والا دودمان نے ملک فراسیس کا انتظام فیوزن آستفتہ حال کے سپرد کرکے بہ تبدیل لباس
معہ تمامی یاران حق شناس ایک سوداگری جہاز مین کالیوال کی راہ لندن کو کوچ فرمایا جب رود بار انگلستان کو طے
کرکے پلائی موتہ مین پہونچا تو سنا کہ فایرہل مہد لیس ہی چند روز سے یہین ملک انگلستان مین موجود ہے اور اب
شاید کنگ ولیم کو نصف ملک پر راضی کرکے اپنی مدد کے واسطے آمادہ کرلیا ہو کیونکہ ابھی کل یا پرسون پرنس نفکارلوز
کو حکم ہوا ہے کہ پچاس جہاز جنگی اوسکے ہمراہ لیکر فراسیس کو جاوے اور حتی المقدور بادشاہ آیران کے خون کا
فراسیسیون سے عوض لیوے یہ خبر موحش سنتے ہی شاہزادہ سبحان کا رنگ فق ہوگیا فرمایا فیوزن ناہنجار
ہے اور ہم مین سے کوئی ملک فرانس مین موجود نہین دیکھئے انجام اس مہم کا کیا ہو ابوسعید نے عرض کیا
بالفعل فضل الٰہی سے اسقدر فوج ظفر موج ہمارے قبضہ مین ہے کہ مورد یورش سے بھی ہو سکے تشبیہ یہ ہے ہوسے
بدشگونی معلوم ہوتی ہے ظاہرا اسمین نہین آتا کہ کوئی اودہر کا ارادہ کرسکے یا الی فوج کا مقابلہ کا دم بھر سکے
اور جو بر تقدیر کسی کی موت دامنگیر ہو کرلے ہی گئی تو گو فیوزن کبھی کسی مہم پر تن تنہا نہین بھیجا گیا لیکن یہ کب ہو سکتا
ہے کہ غنیم حملہ کرے اور وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہے آخر شش حضور ہی کے قدمون مین پرورش پائی ہے اور
متواتر لڑائیون کے رنگ ڈھنگ دیکھتا رہا ہے البتہ دشمن کے ارادہ سے اوسے مطلع کردینا ضرور چاہیے کیونکہ
یکایک غنیم کے پہونچ جانے سے بعض وقت آدمی کے ہاتھ پاؤن پھول جاتے ہین اور پھر کوئی تدبیر پیش نہین جاتی
مبادا یہی حال اوسکا بھی ہو جاے حالانکہ بڑی قوی دلیل اقبال وظفر کی یہ ہے کہ ہم قبل حملہ غنیم کے یہان
پہونچکر اوسکے ارادہ سے آگاہ ہو گئے ورنہ آج تک کسے معلوم تھا کہ فایرہل کہان گیا اور اب وہ کیا جدوجہد
کررہا ہے شاہزادہ نے فرمایا اگر فیوزن کو مطلع کرنیکا ارادہ ہے تو پہلے یہ بات دریافت کرنی چاہیے کہ غنیم

کسطان ہوکر اپنی فوج فراسیس پر لیجائیگا کہ اوسی مقام پر اوسے لام باندہنے کا حکم بھیجدیا جائے ابراہیم نے گذارش کیا مین جانتا ہون پرنس اوف کارنوال نے ہنوز اس راز سے کسی فرد بشر کو آگاہ نہ کیا ہوگا اور شاید اخیر تک آگاہ نہ کرے البتہ آبوسعید کی ذرہ ڈاڑہی دہوکا دینے والی ہے اگر یہ کسی ترکیب سے اوسکے پاس پہونچ جائین اور کوئی پیام دیکر دریافت کرلین تو کچھ تعجب نہین آبوسعید نے کہا مین نے یہان پہونچتے ہی پرنس کی ملاقات کا ارادہ کیا تھا لیکن ایک معتبر شخص نے بیان کیا کہ جب سے پرنس کا ایک لوتا بیٹا ڈیوک اوف ڈیون مرض عشق مین گرفتار ہوکر بحالت جنون لندن چلا گیا ہے اوسنے مطلق اپنے اور بیگانہ کی ملاقات ترک کردی ہے رات دن گوشۂ تنہائی مین پڑا رویا کرتا ہے اور خداوند کریم کی درگاہ مین اوسکی صحت کے واسطے دعا کرتا رہتا ہے اسیواسطے باوجود تاکید اکید کے ہنوز فراسیس جانیکا کچھ بندوبست نہین ہوا افسران فوج اپنے طور پر تیاریان کررہے ہین جب مہینے دو مہینے بعد سارا سامان مہیا ہوجائیگا یہ بھی جبراً و قہراً ساتھ ہولیگا شاہزادہ نے فرمایا پھر اسقدر تردد کرنیکی کچھ ضرورت نہین صرف اتنا ہی فیوزن کو لکھ بھیجنا چاہئے کہ فی الفور اہل بادشاہ انگلستان کی حمایت سے عنقریب فراسیس پر حملہ کرنا چاہتا ہے تم ردوبار انگلستان کے تمام بندرگاہون پر مثل ڈوایپ چربورگ اور برسٹ وغیرہ کے اسقدر فوج جمع کرسکو کہ یکبارگی مقابلہ نہ چل سکے اور بہتر ہوگا کہ وکٹورس بھی اوسکی مدد کے واسطے بھیجدیا جائے کیونکہ یہ ملک فراسیس کی راہ و رسم سے بخوبی واقف ہے بشرطیکہ شاہزادہ فیچرسن کو اوسکے جانے سے کسی طرح کی تکلیف نہ پہونچے فیچرسن نے کہا استغفراللہ حضور کے قدمون مین رہکر سوائے راحت کے تکلیف کس بات کی۔ بیشک بھیجدیا جائے بالفعل اوسکے چلے جانے سے میرا کچھ ہرج نہین ہے چنانچہ اوسی روز کہ شاید ۲۱۔ اگست کی تھی وکٹورس کو فراسیس روانہ کرکے آپ شاہزادہ عالی تبار نے لندن کی طرف کوچ فرمایا راستہ مین ٹوٹ ہیس۔ ایکیسٹر۔ سیلس بے۔ اینڈوور۔ اور کنگسٹن وغیرہ کی سیر کرتا ہوا دسین روز مع الخیر شہر لندن مین داخل ہوگیا وہان پہونچکر ابراہیم ترک اور آبوسعید وغیرہ تو موافق حکم محکم کے اہل سیف و اہل قلم کے حالات دریافت کرنے مین مصروف ہوے اور فیچرسن نے سب سے علیحدہ ہوکر تولین کے خیال مین رونے کی عادت بڑہانی شروع کردی یہانتک کہ پانچ چار ہی روز مین ایسا کمال بہم پہونچایا کہ جاگتے سوتے ہر وقت آنکھون سے آنسو جاری رہنے لگے یہ حال دیکھکر شاہزادہ سبحان نے فرمایا دیکھو آدمی بنو ہوش مین آؤ

دل کو سمجھاؤ یہ کیا واہیات ہے رونے کے واسطے ہی ایک حد چاہیئے اگر اسی طرح دریائے اشک طوفان رشک کا بہا دونو چشمون سے اُمڈتا رہا تو زورق دل کا ساحل سینہ پر کا ہے کو پتہ لگیگا آخر یہ ساری تدبیرین تمہارے ہی وصل کے واسطے کیجاتی ہین تمہین چاہیئے ہماری کچھ مدد کرو نہ کہ یون رو رو کر اور رہے سہے اوسان باختہ کرو

شعر

آن پس کہ تو کار خویش توانی ساخت	کارے دگرے چگونہ خواہی پرداخت

فیچرسن نے کہا اے شاہزادے مین خود اپنی حرکت سے نادم ہون مگر کیا کرون طبیعت نہین مانتی آپ ہی آپ دل اُمڈا آتا ہے خفقان کا زور ہے کلیجہ چاہتا ہے کسی طرح تڑپ کر مُنہ کے باہر نکل آؤن آنکھین کہتی ہین ہر لوک مژہ سے خون کا فوارہ جاری ہو جائے تو اچھا ہے پر مین اکیلا ان بلاؤن کو کہان تک سنبھالون ہان اگر ایکبار رو زن دیوار سے بھی وہ پری رخسار اپنے عارض پر انوار کی جھلک دکھادے تو عجب نہین کہ یک لخت یہہ رونا موقوف ہو جاوے سوائے اسکے اور کوئی تدبیر تو میری سمجھ مین نہین آتی جیسا کہ کوئی رونے والا مجھسے پہلے کہہ گیا ہے

شعر

سماکن نمی شود بہ سخن آب چشم من	کین درد عاشقی بملامت فزون شود

شاہزادہ سبحان بن ماجد بن محمد کی طرف دیکھکر فرمایا بہلا تمہاری دانست مین کسی تدبیر سے فیچرسن بلا مضرت اپنی تمنا پوری کر سکتا ہے یا نہین اگر کر سکتا ہے تو تمہین کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ بالفعل ہم جس کام کی طرف متوجہ ہین اوسے ادہورا چہوڑنا نہین چاہتے ماجد بن مجید نے عرض کیا خداوند نعمت اگر شاہزادہ فیچرسن زیادہ ہوس کو کام نہ فرمائین فقط تسکین خاطر کے واسطے ایک نظر دیکھ لینا کافی سمجھین تو البتہ کمترین ایک معقول تدبیر گذارش کر سکتا ہے فیچرسن یہہ سنتے ہی اوچھل پڑا اور کہنے لگا واللہ اگر ایکبار سے زیادہ دزدیدہ نگاہ سے بھی دیکھنے کی ہوس کرون تو جو حال چور کا وہ میرا آپ جلد براہ مہربانی اوسکی ملاقات کی صورت بیان فرمائین کیا ہے ماجد بن مجید نے کہا مین یکشنبہ گذشتہ کو اتفاقیہ بیان کے بڑے کلیسا کی طرف جا نکلا تھا اوس جگہ بولیس اور ایلزبتہہ کو آتے ہوئے دیکھہ آیا ہون کسی قدر تزک و شان سے ایک جم غفیر کے ساتھہ چہرون پر نقابین ڈالے برق رفتار گھوڑون پر سوار آتی ہین اور نماز پڑہ کر چلی جاتی ہین لوگ کہتے تہے ان دونو کو سوا گرجا گہر کے کہین آنے جانے کی اجازت نہین ہے کیونکہ ایلزبتہہ تو اس شخص پر عاشق ہے جو گرجا گہر کی دیوار سے پیٹہہ لگائے ہوئے بیٹہا ہے (یہہ ڈیوک اوف ڈیون کی طرف اشارہ تہا) اور بولین شاید کسی شاہزادہ سے

محبت رکھتی ہے پس اگر آپ صرف قامت دلجو دیکھنے کی آرزو رکھتے ہین تو بسم اللہ پرسون اتوار کے روز میرے ہمراہ چلکر شل ڈیوک آف ڈیون کے دور سے ایک نگاہ دیکھ آئیے فیچرسن نے کہا جب ایک نگاہ کی شرط ٹھہر چکی تو اب نزدیک و دور کی قید لگانی کیا ضرور ہے مین چاہتا ہون کسی ایسے موقع پر چلکر کھڑا ہون کہ بولین کی نظر ہی مجھ پر پڑ جائے تاکہ آیندہ وہ بھی میری پریشانی و جانفشانی سے غافل نرہے غرض تیسرے روز اتوار کے دن گیارہوین ستمبر کو فیچرسن فقیری لباس زیب تن کرکے معہ ماجد بن مجید نماز کے وقت سے تھوڑی دیر کے پہلے عین گرجا گھر کے دروازہ مین جا بیٹھا جسوقت دونو شاہزادیون کی سواری نزدیک آئی فیچرسن فوراً ٹوپی اوتار کر کھڑا ہوگیا اور اپنی آواز سنانے کو یہ دعائیہ اشعار ہی زبان انگریزی مین پڑھنے لگا لیکن اوسکی ہیئت اور آواز ضعف و نقاہت کے باعث اسقدر تبدیل ہوگئی تھی کہ بولین اچھی طرح نہ پہچان سکی صرف شاہزادی نے ذرا نگاہ غور دیکھتی ہوئی چلی گئی جب نماز سے فارغ ہوکر ہیکل سے باہر نکلی تو فیچرسن یہ خیال کرکے کہ شاید بولین نے لباس ظاہری بدل جانے کے باعث پہچانا نہین کنایتاً انجیل لوقا کے چوبیسوین باب کا اوننتیسوان درس یعنی فقرہ باآواز بلند پڑھنے لگا جسکا مضمون یہ ہے تیرے ہاتھون اور پاؤن کو دیکھو کہ مین ہی ہون اور مجھے ٹٹولو اور دیکھو کیونکہ روح کو جسم اور ہڈی نہین جیسا دیکھتے ہو کہ مجھکو ہے۔ بعدہٗ جو ماجد کے مکاشفات کے باب دوم کا چوتھا فقرہ سنایا جسکی عبارت یہ ہے۔ تاہم تجھ سے مجھکو کچھ گلہ ہے کہ تو نے اپنی اگلی محبت چھوڑ دی۔ ان دونو فقرون کے سنتے ہی بولین نے پہچان لیا کہ بیشک یہ فیچرسن ہی ہے فقط میری کشش محبت اسے تخت سلطنت سے اوٹھا لائی ہے مگر وہ موقع چونکہ لطف و مدارات کا نہ تھا اسواسطے صرف جتانے کے لئے ایک گوشہ نقاب چہرۂ رشک آفتاب سے اوٹھا کر کن انکھون سے اوسکی طرف دیکھا اور اظہار حسرت کے طور پر ہونٹھہ دانتون کے تلے دبا کر سیدھی آگے کو چل نکلی بہلاوہ انداز معشوقانہ عاشق خستہ جگر کو کب اپنے قابو مین رہنے دیتے ہین فیچرسن تمام عہد و پیمان جو شاہزادہ سیجان کے روبرو کئے گئے تھے طاق نسیان پر رکھکر ایک حالت مدہوشی مین سواری کے ساتھ ہولیا ہر چند ماجد بن مجید نے منع کیا مگر مطلق اثر نہوا تھوڑی دور جاکر بولین کی جواد سیر نگاہ پڑ گئی خوف سے تھرتھر کانپنے لگی کہ کہین ایسا نہو اضطراب طبیعت کے باعث اسکے مُنہ سے کوئی محبت انگیز

کلمہ نکل جاے اور لوگ ہم دونوکی جان کے دشمن ہوجائین فوراً ایک خواص کو حکم دیا کہ اس فقیر کو ہماری
سواری کے ساتھ نہ آنے دو اور سمجھا دو کہ اگر یہہ درد افلاس مین مبتلا ہے تو یکشنبہ آیندہ کو اسی کلیسا مین
حاضر ہو کر بموافق اس ملک کے راہ و رسم کے اپنا علاج کرے ہم خلاف قانون ایک حبہ کسی کو نہین دلا سکتے
فقیر مین اس حکم سے مطلع ہو کر ملول و مغموم اوسی جگہ بیٹھ گیا اور ماجد بن مجید سے کہنے لگا کہ شاید شاہزادی
نے مجھے پہچانا نہین اور جو پہچان لیا ہے تو وہ محبت نہین رہی خیر ہمکو کسی کی محبت اور عداوت سے کیا غرض
اگر اب کے تو از رنگ زہر غم مفارقت نے اثر نہ کیا تو انشاء اللہ تعالی ہم خود اسی میدان مین اپنا سر او سکے
خاک کف پا پر نثار کر کے حق وفا سے سبکدوش ہو جائینگے شعر

دل چہ باشد کان بپاے دلبرے نتوان فگند ۔ جان چہ مقدار است کاورا نتوان کرد نثار

ماجد بن مجید نے اس بیہودہ گفتگو کا سوا سے اسکے مطلق جواب
نہ دیا مناسب نہ سمجھا کہ زبردستی فقیر مسکین کو وہان سے اوٹھا کر شاہزادہ سبحان کی خدمت مین لے گیا شاہزادہ
نے صورت دیکھتے ہی فرمایا کہو کیا حال گذرا فقیر مسکین نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر عرض کیا شعر

آنچہ دارم کہ بر آب روان سوز دمرا ۔ اشکے چشم باعث تسکین سوز دل نشد

اے شاہزادہ تریاچاہ جنکی
خدمت مین ہم قدردانی کی امید پر یہہ صورت بنا کر حاضر ہوئے تھے اونھون نے ہمین اس قابل ہی نہ سمجھا کہ دو قدم
اپنی سواری کے ساتھ چلنے دین دیکھتے ہی حکم دیدیا کہ اس فقیر سے کہدو اگر کچھ روپیہ پیسہ کی خواہش رکھتا ہے
تو یکشنبہ آیندہ کو یہان کے طریقہ کے موافق سوال کرے یہہ دستور مانگنے کا نہین ہے اب سوا سے اسکے کچھ
سمجھ مین نہین آتا کہ اگلے اتوار کو بموجب حکم کے جائے اور یہہ دل غمگین اونہین کے سپرد کر آئے آخر کیا
اس صورت مین جان کا بچنا تو ممکن نہین ہر مطلوب ہی کے قدمون پر نثار کر دی جائے تو کیسا۔ شاہزادہ نے
مسکرا کر فرمایا ہان صلاح تو میری بھی یہہ ہی ہے کیونکہ جب تک عاشق معشوق کا حکم رد کرنیکی کامل قدرت
حاصل نہ کرے عاشقی کے درجۂ اعلی تک نہین پہونچ سکتا اگر پولین کا یہہ مطلب ہے کہ آپ گرجا مین حاضر
ہو کر اپنی خواہش کے موافق اوس سے سوال کرین تو بیشک جواب اوسکا یہی ہے ہمارے نزدیک
معشوقون سے سوال کرنا بڑی ننگ و عار کی بات ہے ہم خدا کی عنایت سے خود اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین
کہ آج جان سی عزیز چیز تمہین دیدینے کا ارادہ رکھتے ہین اے فیچرسن افسوس ہے تمہاری عقل و دانش پر

کہ ایسا بیہودہ کلمہ زبان سے نکالتے ہو معلوم ہوا یہ عادت تمہاری آیتی کی محبت نے بگاڑ دی ہے مگر اتنا تو سوچنا چاہیے کہ آیتی عاشق تھی اور بولین معشوق۔ عاشقون کا کام ہے سر تسلیم و رضا جھکانا معشوقون کا احترام ہے خنجر ظلم و ستم آزمانا۔ بھلا جب ایتی حکماً فراسیس سے جلاوطن کی گئی تھی تو کیا وہ شدت غم و الم سے اپنی جان آپ پر نثار نہین کر سکتی تھی لیکن وہ جانتی تھی کہ عاشق مجبور ہے اور معشوق ممتاز زمین محکوم ہون اور شاہزادہ حاکم با اختیار اگر مین نے کچھ بھی اوسکے حکم مین چون و چرا کی تو میشک دفتر عشاق سے میرا نام نکال ڈالا جاے گا پھر بڑی شرم کی بات ہے کہ ایک ادنی عورت اسطرح میدان عاشقی مین تمہارے ماتھ سے گوے سبقت لے جائے اور تم بیٹھے ڈنڈے بجاتے رہو شاید

سنا نہین شعر	بہ دُرد و صاف ترا کار نیست دم درکش / کہ ہر چہ ساقی ما ریخت عین الطاف است

فیجر سن نے یہ لعن وطعن سنکر مارے شرم کے گردن نیچی کر لی اور عرض کیا فی الواقع مین ہرگز بولین کے حکم مین کمی بیشی کرنیکا مجاز نہین ہون یہ بھی ایک سودے کی جبک تھی جو حضور کی عنایت سے مٹ گئی اب انشاء اللہ تعالے جیسا ارشاد ہوا ہے بسر و چشم اوسی طرح بجا لاؤنگا شعر

سر ارادت ما آستان حضرت دوست / گر ہر چہ بر سر ما میرود ارادت اوست

قصہ مختصر یکشنبہ آیندہ کو فیجر سن دوبارہ ماجد بن مجید کے ہمراہ اوسی گرجا مین جہان بولین نماز ادا کرنے آتی تھی گیا اور ایک خادم کلیسا سے بیان کیا کہ مین یہ سبب غریب الوطنی اور سقیم الحالی کے صاحبان جود و سخا کی خدمت مین اپنی دستگیری کی نسبت کچھ گذارش کیا چاہتا ہون امیدوار ہون کہ آپ براہ مہربانی یہان کی گدائی کا طریقہ بوجہ احسن مجھے تعلیم فرماوین وہ بیسنکر فیجر سن کو صدر دروازہ کے قریب لیگیا جہان کئی ایک چھوٹے چھوٹے مکلف برج علیحدہ علیحدہ بنے ہوئے تھے اور اونمین ایک ایک سوراخ اس قسم کا رکھا ہوا تھا کہ اندر سے آدمی کھڑا ہو کر بآسانی اپنے دونو ہاتھ اوسکی راہ باہر نکال سکے خادم کلیسا نے جسکا آرچ ڈیکن نام تھا اونمین سے ایک برج کی کنجی فیجر سن کو دیکر کہا اسمین کھڑے ہو کر اندر سے دروازہ بند کر لینا اور ہاتھون پر سیاہ تیلیان ابریشم کی چڑھا کر (جو برج کے اندر اسی مطلب کیواسطے رکھدی گئی ہین) دونو ہاتھ سوراخ سے باہر نکال دینا جو کوئی شخص اس ہیئت سے تمکو کھڑا دیکھیگا موافق اپنے مقدور کے روپیہ ہو خواہ اشرفی ایک کاغذ کے پرچہ مین لپیٹ کر تمہارے ہاتھ پر رکھدیگا

اس احتیاط سے صرف یہ غرض ہے کہ سائیل کا حال کسی پر منکشف نہو اور یہ بھی نہ معلوم ہو کہ مین نے کیا دیا اور تمنے کیا دیا
جب وہ یہ طریقہ بتا کر چلا گیا فیچرسن ماجد بن مجید کے پاس آن بیٹھا اور کہنے لگا میرا ارادہ ہے کہ ایکبار شاہزادی کو
آتے ہوے دیکھ لون تب اس برج مین داخل ہون کیونکہ گرجا سے لوٹتے وقت پر مجھے دیدار میسر نہوگا ماجد بن مجید نے
کہا آمین البتہ میری بھی رائے متفق ہے اسواسطے کہ شاید بوکلین نے درپردہ اس حکم مین کوئی مصلحت سوچی ہو تو پہلے ایکبار
اوسے اپنی صورت دکھا دینا ضرور چاہیے بلکہ جس برج مین داخل ہونیکا ارادہ ہے اوسکے طرف بھی اشارہ کر دینا لازم ہے
تاکہ اوسے اپنا منشا ظاہر کرنے مین کسی قسم کا تردد لاحق نہو آہی یہان یہ بھی باتین ہو رہی تھین کہ دفعتہً اوس
رشک پری کی سواری تخت سلیمان کی طرح آن پہونچی فیچرسن تو اپنے دل مین سمجھا ہوا تھا کہ شاید شل پہلے روز کے آج بھی
گوشہ نقاب اوٹھا کر جہان آرا سے مشرف کیا جاویگا لیکن ظاہرا اوسنے یہ بھی نہ دیکھا کہ کوئی ہمارا طالب دیدار یہان
بیٹھا بھی ہے یا نہین بیگانہ وار آتے ہی کلیسا مین داخل ہو گئی یہ امر گو فیچرسن کو حد سے زیادہ ناگوار گذرا مگر ماجد بن مجید
کے باعث دم نہ مار سکا چپکا ہی اوٹھکر برج مین جا کھڑا ہوا اور اندر سے دروازہ بند کر کے دونو ہاتھ موافق تعلیم کے سوراخ
سے باہر نکالدیے بعد ادائے نماز جو شخص اوس برج کے قریب ہو کر نکلا موافق اپنی توفیق کے کسیقدر زر نقد ایک کاغذ
مین لپیٹ کے فیچرسن کو دیتا ہوا چلا گیا اسی طرح بوکلین نے بھی اپنی باری پر ایک کاغذ کی گولی بنا کے اوسکے ہاتھ پر رکھدی
لیکن ساتھ ہی موڑا سا ہاتھ کو دبا بھی دیا جسکے باعث فیچرسن نے پہچان کے اپنے دونو ہاتھ اندر کھینچ لئے اور فوراً وہ
گولی جیب مین ڈال کر پھر بدستور ہاتھون کو باہر نکال دیا تاکہ شاہزادی کو معلوم ہو جائے کہ ہماری امانت پہونچ گئی
غرض جب شاہزادی چلی گئی اور کوئی اور بھی متنفس گرجا گھر مین باقی نرہا تو فیچرسن خوشی خوشی برج سے باہر نکلکر بعد ماجد
بن مجید شاہزادہ سبحان کی خدمت مین حاضر ہوا اور جاتے ہی وہ گولی آنکھون سے لگا کر شاہزادہ کے آگے رکھدی کہتے ہین
اوس پرچہ کاغذ مین ایک انگوٹھی لپٹی ہوئی تھی اور یہ عبارت مندرج تھی — اے میرے پیارے اوّل مین اپنی اوس
گستاخی کی نسبت معافی چاہتی ہون جو کیشہ گذشتہ کو دانستہ آپکے حق مین مجھسے صادر ہوئی تھی بعدہٗ کمال اعتقاد و اتحاد
کے ساتھ سر تسلیم خم کر کے اپنے اون خیالات کی طرف رجوع کرتی ہون جنھون نے تمام میری زندگی کے لطف کو کدر کر رکھا ہے اور تو
مین کیونکر کہون کہ آپنے اوّلاً مجھے آفت ہجر مین مبتلا کر کے آج تک خبر نہین لی لیکن ہان اسمین شک نہین کہ آپ قریب
قریب اسقدر دل کے سخت ہین جسقدر مین طبیعت کی نرم ہون نہین نہین آپ تو اپنی مہر و وفا کا ذکر پہلے ہی آپنی کے قصہ مین

بیان فرما چکے ہین یہہ کچھہ میری ہی ایما سون کی گردش ہے کہ فرانسیس ہوئچکا آپکو مطلق کوہ پیکا کا وعدہ یاد نہین رہا اسلئے مجھے وہ تکلیف گوارا کرنی پڑی کہ میری دانست مین ہرگز انسان کے سینے کے قابل نہتی بلکہ مین یقین کرتی ہون کہ اگر یہہ بُوجھہ کسی پہاڑ کی چھاتی پر رکھدیا جاتا تو بیشکا اوسکی کمر کے ہی دو ٹکڑے ہوجاتے اب یہہ پوچھنے مین اس بارگران کو اوٹھا کیون صحیح وسلامت بیٹھی رہی " صرف وصل کی امید پر " مگر اے کاش اگر پوری پوری وصل کی امید ہی ہوتی تو مین اوسکی خوشی مین یکایک اس حالت کو نہ پہونچ جاتی جسمین دو بار آپ ملاحظہ فرما چکے ہین اس بیان سے میرا یہہ مطلب نہین ہے کہ مجھے خدانخواستہ اپنے اوس حسن وجمال کا خیال یا ملال ہے جو آپکی فرقت مین برباد کرچکی ہون بلکہ یہہ غرض ہے کہ آپکی محبت نے رفتہ رفتہ ہمین بھی بہن الیزبتہہ کے ساتھہ سودائی بناکر اسیر کرادیا اب دل مین خیال زلف گرہ گیر ہے اور پاؤن مین ہماری لوہے کی زنجیر صرف آج کے دن یعنی اتوار کو اسقدر حرکت ملتی ہے کہ گرجا گھر تک آئین اور اپنے رشک مسیحا کی یاد مین زلف چلیپا کا تصور کرکے صلیب کو بوسہ دیجائین ہا اینہمہ مجھے ہرگز افسوس نہین کہ انجام کار میری جان حزین پر کیا نوبت گذریگی ہان رنج ہے تو اس بات کا کہ آپ ناحق اس جگہہ کیون تشریف لاے کیونکہ میرا باپ بالفعل فایرہل کے بھکاے سے (اور مجھے میرے خیال سے) آپکی جان شیرین کا دشمن ہوگیا ہے رات دن اراکین سلطنت سے یہی مشورے رہتے ہین کہ کسی طرح فیتچرسن گرفتار ہو یا نصیب دشمنان تر تیغ آبدار ہو کہ تمام ملک فرانسیس معہ آلیمان کے بلا عذر و مشقت ہمارے ہاتھہ آجاے جسمین سے نصف ہم لین اور نصف فایرہل کو بخشدین اس صورت مین ہرگز آپکا یہان رہنا مناسب نہین جسطرح ہوسکے آج ہی یہان سے تشریف لیجائیے بس ایک ہمکو شربت دیدار کی تمنا تھی سو خدا نے پوری کردی اب اوقتیکہ بالکل اس دوا کی کیفیت طبیعت سے زایل ہوجاے مطلق مرض مفارقت کے عود کرنیکا خوف نہین اور یہہ انگوٹھی میری بہن کی جو اس پرچہ مین ملفوف ہے اسے براہ مہربانی ڈیوک اوف ڈیون کو دیکر الیزبتہہ کا سلام کہنا اور اوسکی طرف سے یہہ پیغام پہونچا دینا کہ بالفعل ہمکو سواے اس رنج کے کوئی رنج نہین کہ ہمیشہ آپکو ایک حالت جنون مین دیکھتی ہین اور متواتر آپکی پریشانی و سرگردانی کے اخبار وحوش سنتے رہتے ہین اگر بدل ہمسے محبت رکھتے ہو تو تمہین ہماری چشم نرگسین کی قسم یک لخت اس وحشت کو اپنے جی سے نکال ڈالو اور ہوش و حواس مین آکر یہہ بدنامی اپنے ذمہ سے دور کردو تاکہ ہم بھی تمام رنج و ملال صفحہ خاطر سے مٹ جانے کے بعد طبیعت کو یکسو کرکے کوئی وصل کی تدبیر نکالین اور تمہاری عنایت سے اپنے مقصود اصلی کو پہونچ جائین باقی سب ہجر کی داستان اگر جامع المتفرقین نے دل کا ارمان

پورا کردیا تو بالمشافہ گذارش کیجائیگی - یہ رقعہ پڑھکر شاہزادہ سبحان نے فیچرسن سے فرمایا اب تمہارا آفیسیس ہی چلا جانا مناسب ہے کیونکہ اوّل تو معشوق کی عدول حکمی لازم نہین دوم ایسی صورت مین کہ غنیم حملہ کا ارادہ رکھتا ہو تو والی ملک کو اپنے مقام پر موجود ہونا ضرور چاہیئے سوم یہان رہنے مین ایک طور کا خدشہ جو تمہاری جان کا متصور ہے وہ بھی جاتا رہیگا فیچرسن نے کہا معشوق کے حکم کی تعمیل اوس شخص کی ملازمت پر مقدم نہین ہے جسکے وسیلہ سے معشوق کا دیدار نصیب ہوسکے اور ملک کا انتظام اس رنج و آلام مین ظاہر ہے کہ مجھ سے ہو نہین سکتا رہی جان کی حفاظت وہ خاص آپکی ذات پر منحصر ہے پس جہان آپ وہان مین البتہ اس خیال سے کہ مبادا میرے ظاہر ہوجانیکے باعث آپکے دشمنون کو کچھ ضرر پہونچے مین وعدہ واثق کرتا ہون کہ انشاء اللہ تعالےٰ آج سے بغیر حضور کی اجازت حاصل کئے ہرگز گھر سے باہر قدم نہ نکالونگا چونکہ شاہزادہ عالی تبار کو فیچرسن کی دل شکنی کسی حالت مین منظور نہ تھی فرمایا خیر آپکو اختیار ہے جو بہتر سمجھئے وہ کیجئے بعدہٗ ابوسعید اور ماجدین مجید وغیرہ کی طرف متوجہ ہوکر کہا اب آپ صاحب دیان کے معاملہ مین کیا ارشاد فرماتے ہین یہ تو بخوبی ثابت ہوچکا کہ بادشاہ اس ملک کا آئین ریاست اور نظام سیاست سے کسی طرح غافل نہین خدا کی عنایت سے اراکین بھی قابل تحسین رکھتا ہے فوج بھی جرار ہے افسر بھی آزمودہ کار اور رعیت جسکی ذات پر تمام ملک کی رونق اور بہبودی منحصر ہے بادشاہ کی خوش نیتی کے باعث ایسی مطیع اور فرمانبردار ہے کہ ہرگز کسی غیر شخص کی متابعت قبول کرنا جائز نہین رکھتی پھر جہان یہ تدبیر کام دے سکے یہ شمشیر وہان ایسے کارد شوار کی عقدہ کشائی کیونکر ممکن ہے یہ سنکر سب نے عالم سکوت مین اپنی گردنین نیچی کرلین کسی کا یہ حوصلہ نہوا کہ تیغ زبان نیام دہان سے نکالکر اپنی عقل و دانش کا جوہر ظاہر کرے آخر شاہزادہ سبحان نے فرمایا میری دانست مین پرنس آوف کارنوال کی دوستی اس عقدہ کو بآسانی حل کرسکتی ہے کیونکہ وہ فوج بحری کا افسر ہونیکے سبب کسی قدر صاحب قوت بھی ہے اور بادشاہ کی طرف سے گونہ مال بھی رکھتا ہے ابوسعید نے عرض کیا اوسکا دوست بنانا کونسا آسان ہے جواب دیا دیکھو ہم انشاء اللہ تعالیٰ ڈیوک کے ذریعہ سے دوست کیسا اوسے اپنا تابعدار کئے لیتے ہین یہ کہکر تینون ڈیوک آف ڈیوین کی تلاش مین دریاے ٹیمس کی جانب تشریف لیگیا اوسکا قاعدہ تھا ہمیشہ دریا کنارے آبادی سے دور ایک خیمہ کے خیال مین سر جھکائے بیٹھا رہتا تھا نہ کسی سے بولتا تھا نہ کوئی مارے خوف کے اوسکے پاس جاتا تھا یہانتک کہ پرنس اوف کارنوال نے جو دس بیس آدمی اوسکی حفاظت اور ضروریات کی خبرگیری کی مقرر کرکے تھے

وہ بھی ہر وقت دور ہی بیٹھے اوسکے تیور دن کو دیکھا کرتے تھے شاہزادہ سمجھ ان نے جاتے ہی بے تکلف موافق وہان کی راہ ورسم کے ہاتھ سے ہاتھ ملا کر فرمایا اے ڈیوک مین تیرے حال پر رحم کھا کے ایلزبتہ کے پاس سے ایک پیغام لایا ہون ذرہ ہوش مین آ اور میری ملاقات کو غنیمت سمجھ وہ ایلزبتہ کا نام سنتے ہی اوچھل پڑا اور تعظیماً اپنا سر قدمون پر جھکا کر ملتمس ہوا فرمائیے کیا ارشاد ہے شاہزادہ نے جواب دیا معشوقون کا پیغام ایسی ہلدی اور ایسے بیہودہ مقام پر مجھے زبان سے نکالتے ہوئے شرم آتی ہے اگر اوسکے سننے کا تو سچا اشتیاق رکھتا ہے تو میرے ساتھ چل اور غسل کر کے یہ کثیف پوشاک اپنے جسم زار سے دور کر تا کہ تیرا ظاہر و باطن معشوق کا کلام لطیف سننے کے قابل ہو جاوے ہان اگر اطمینان خاطر کیواسطے کوئی نشانی چاہئے تو لے یہ موجود ہے یہ کہکر وہ ہی انگوٹھی جو ایلزبتہ نے بھیجی تھی ڈیوک کے حوالے کردی وہ اوسے دیکھ کے ایسا خوش ہوا گر گویا تخت سلیمان ہاتھ آگیا فوراً حلقۂ دلدار کے تصور مین نگین آسا اوسے اپنے سینہ سے لگا کر کہنے لگا اب دل بیقرار کو مطلق ضبط کی تاب وطاقت باقی نہین رہی للہ پیغام زبانی سے بھی جلد شرف فرمائیے مین بہر طور تابعداری مین موجود ہون جہان حکم ہو ساتھ چلا چلون شاہزادہ نے اوسوقت اوسے اپنے مکان پر بھیج کر جہان کہین وہ ٹھہرا ہوا تھا) پہلے اوسکی پوشاک تبدیل کروائی بعدہٗ کھانا کھلا کے نہایت شفقت و دلداری سے پوچھا سچ سچ کہنا بالفعل اصلی کیفیت تمہارے دل کی کیا ہے ڈیوک نے موافق قاعدۂ عشاق کے بڑی تعلی سے اپنی بیتابی بیخوابی صحرا گردی کوہ نوردی نالہ فرسائی خانہ بدوشی تشنہ لبی گریۂ نیم شبی وغیرہ کا حال بیان کرنا شروع کیا شاہزادہ نے فرمایا مین یہ نہین پوچھتا یہ بتاؤ کچھ وصل کی آرزو بھی رکھتے ہو یا نہین جواب دیا اگر وصل کی آرزو ہوتی تو ان ساری بلاؤن مین جو ابھی گزارش کر چکا ہون کیون مبتلا ہوتا شاہزادہ نے فرمایا بلا تمکو یہ بھی معلوم ہے دولت وصل کا میسر آنا معشوق کی رضامندی پر منحصر ہے یا ان بلاؤن کے التزام پر جھنین تم گرفتار ہو عرض کیا مین صرف معشوق کی رضامندی پر شاہزادہ نے فرمایا پھر اس رونے پیٹنے سے کیا حاصل خصوصاً لباس درویشی پہننے سے کیا فایدہ آخر دل کی کیفیت تو کسی طرح تبدیل نہین ہو سکتی خواہ تخت شاہی پر بیٹھے خواہ بوریا ے گدائی پر یعنی معشوق کی یاد مین فرق آتا ہے نہ اپنے نالہ و فریاد مین کاہش اگر یہ بھی ہوتا کہ اس تبدیلی کے باعث کچھ لذت دیوار کی کیفیت بڑھ جاتی نالہ و فغان کا زور و شور کم ہو جاتا تو کیا مضائقہ تھا ہم خود تمام جہان مین منادی کروا دیتے کہ تجربہ کی رو سے ثابت کیا گیا ہے جو شخص اپنی اصلی حالت کو چھوڑ دیگا

وہ ہی جلد معشوق کے وصال سے کامیاب ہوگا جانتک ہوسکے کپڑون کی دھجیان اوڑائے گریبان کو تار تار کرکے دامن سے ملائے مگر یہہ صرف لوگون کی خام خیالی ہے اس بیرہ پہ کے بہرنے سے میری دانست مین ظاہر اسوا اسکے کچھ حاصل نہین کہ معشوق بیچارہ ناحق بدنام ہوا اور آپ دیوانہ مشہور ہوکر مطعون خاص وعام ہو ڈیوک نے تھوڑی دیر تامل کرکے عرض کیا بیشک حضور کا فرمانا درست وبجا ہے ہم ناتجربہ کارون کو سوائے ٹنڈی سائنین بہنے کے اور معشوق کی نکایت کرنیکے کچھ نہین آتا جو لوگ عاشقی کے قاعدون سے بخوبی واقف ہین وہ ہرگز اس طریقے کو پسند نہ فرماتے ہونگے خیر آدمی بغیر بہتائی کے راہ راست پر نہین آسکتا آیندہ مین اس معاملہ مین حضور سے بیعت کرتا ہون جیسی ہدایت ہو اوسپر عمل کرون شاہزادہ نے وہ ہی پرچہ نکالکر ڈیوک کے سامنے رکھدیا اور فرمایا آلیز بیتہ تمہاری اس نامعقول وضع سے نہایت رنجیدہ ہے تمکو چاہیے اس دیوانہ پن کو چھوڑ کر آدمیت کے برقع مین آؤ اور وہ تدبیر کرو جس سے مطلوب کا وصال حاصل ہو ڈیوک یہہ سنتے ہی رونے لگا اور ملتمس ہوا اے ہادی وصل کی تدبیر تو تا دم اخیر ہی مجھسے ممکن نہین اگر اسی قابل ہوتا تو ابتک اس مصیبت مین کیون پھنسا رہتا شاہزادہ نے فرمایا جسنے ایک بہت سہل وصل کی تدبیر بموجب ارشاد آلیز بیتہ کے نکالی ہے بشرطیکہ تم بھی اوسمین کچھ مدد کرو جواب دیا ہان مدد کے واسطے مین بسر وچشم موجود ہون یہانتک کہ جان بھی مانگے تو حاضر ہے شاہزادہ سجان نے کہا پہلے تم اپنی اصلی ہیئت شاہزادگی مین آلیز بیتہ سے ملاقات کرو تاکہ اوسے یقین ہوجائے کہ میرے عاشق نے میری نصیحت کو قبول کرلیا بعدہٗ جو تدبیر ین وصل کی اوسنے بیان کی ہین وقتاً فوقتاً اونپر عمل کرنیکی تمکو عہد آتے کیجائیگی ڈیوک نے کہا بہت بہتر اور اوسی روز سے یک لخت ظاہری گریہ وزاری موقوف کرکے شش روز سارا لندن دنو وقت ہوا خوری کو جانے لگا لوگ یہہ معاملہ دیکھکر تاڑ گئے کہ دفعتہً ڈیوک کا سودا کیونکر جاتا رہا خصوصاً اوسکے محافظین کو تو یہہ گمان ہوا کہ شاید یہہ طبیب رومی (یعنی شاہزادۂ عالیجاہ) کچھہ کرامات رکھتا ہے ورنہ ایسی جلدی ایسے بگڑے ہوئے مریض کا سنبھل جانا ممکن نہین ہے اسیواسطے اون لوگون نے شاہزادہ سجان کی تابعدت اپنے اوپر فرض عین کرلی اور پرنس آوف کارنوال کو لکھبھیجا کہ اب صاحبزادہ خدا کی عنایت سے ایسا تندرست ہے کہ کسی طرح بیماری کا اوسپر شک نہین ہوسکتا جب اسی صورت سے پانچ چھہ روز گذر گئے اتوار کے روز ڈیوک اور اوسکے ڈیون کو حسب ہدایت شاہزادۂ عالی تبار گرجا گھر جانیکا اتفاق ہوا تو آلیز بیتہ جو ہمیشہ اوسکی صورت دیکھکر

آنسو بہر لاتی تھی دو نو مرتبہ آتے جاتے ایسی خوش ہو کر مسکرائی کہ ڈیوک اپنی اگلی حالت سے بالکل متنفر ہو گیا بلکہ عہد کیا کہ اب ہرگز لباس درویشی کی طرف آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھوں گا ناتہ لگانیکا تو کیا ذکر ہے اور بجنبہ تمام وہ ماجرا شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہو کر گزارش کر دیا شاہزادہ نے فرمایا اب اگر وصل حقیقی منظور ہے تو برائے چند سے اس صورت پرستی کو موقوف کر کے پلائی موتہ اپنے والد کے پاس تشریف لیچلئے کیونکہ ملاقات کی دو ایک تدبیرین خاص اونہین کی ذات پر منحصر ہین اور وہ اسنا ہے) عنقریب فرانسیس جانیوالے ہین ڈیوک نے بکمال اعتقاد اس حکم کو بھی منظور کر لیا چنانچہ دوسرے روز ۲۶ ستمبر کو شاہزادہ وسیحان نے معہ تمام اپنے رفقا کے پلائی موتہ کیجانب کوچ فرمایا جب بندرگاہ صرف ایک منزل رہ گیا تو ڈیوک آف ڈیون نے پرنس کو اپنے آنے سے مطلع کیا اور لکھا کہ وہ طبیب حاذق بھی جسکی عنایت سے مین نے دوبارہ زندگی پائی ہے میرے ساتھ تشریف لاتا ہے بہرصورت آپکو تعظیم و تکریم اوسکی واجب ہے یہ مژدہ سنتے ہی پرنس اوف کارنوال خاص ڈیون پورٹ تک پیشوائی کر کے نہایت عزت و توقیر سے اوس تمام قافلہ کو پلائی موتہ لیگیا اور اپنے بیٹے کو حالت تندرستی مین دیکھکر اسقدر شاہزادہ کا ممنون و مشکور ہوا کہ تحریر و تقریر مین نہین آسکتا سنتے ہین کہ جسروز شاہزادہ پلائی موتہ مین داخل ہوا اوسکے دوسرے روز پرنس اوف کارنوال بسبب مہیا ہو جانے سامان جنگ اور تقاضائے شدید اوس بے نام و ننگ (یعنی فایر ہل کے) فرانسیس کیجانب کوچ کرنے والا تھا لیکن شاہزادۂ بلند اقبال کے پہونچ جانے سے ایک ہفتہ اور اوسنے اوس جگہ مقام کیا بعدہٗ اپنے مہمان عزیز سے رخصت چاہی اور کہا ہر چند آپ سے جدا ہونیکو جی تو نہین چاہتا لیکن فایر ہل نہایت عجلت کر رہا ہے اسواسطے مین مجبور ہون امید ہے کہ آپ میرے عذر کو قبول فرمائینگے شاہزادہ نے فرمایا بسم اللہ آپ تشریف لیجائے لیکن اپنے صاحبزادہ کے زندہ رہنے کی بھی کوئی صورت نکالی یا نہین جواب دیا ہم تو اوسکی زندگی سے اوسی روز ناتہ دھو چکے تھے جسروز اوسنے اپنی عنان اختیار ایزبتہ کے ناتہ مین دی تھی مگر تمکو خدا سلامت رکھے کہ کسی حکمت عملی سے اوس ظالم بیرحم کے پیچ سے نکال لائے اب ہمکو کس بات کا خوف رہ گیا شاہزادہ نے فرمایا ڈیوک کی اس چند روزہ صحت کا اعتبار کرنا نہ چاہیے کیونکہ عشق کا پھندہ وہ پھندہ ہے جسکا لگا ہوا قیامت تک نہین نکل سکتا کیا عجب ہے کہ یہ بچا یک وہ ہی مرض عود کرے اور سر دست اوسکی دوا ہم پہونچا نا ممکن نہو پرنس نے کہا اگر ہنوز یہ اندیشہ باقی ہے تو ہم ہرگز

اوسکے علاج مین مبالغت نہین کرسکتے کیونکہ مرض عشق کی دوا سارے زمانہ مین ایک ہی ہے یعنی وصل محبوب اور اوسکے حاصل کرنیکی تدبیر یہہ ہی تھی کہ ابتدا مین بادشاہ انگلستان کو بھیجنے شادی کا پیغام بھیجا تھا مگر اوسنے ازروے تکبر وغرور سلطنت منظور نہ فرمایا ایکبا معقول سا عذر کردیا پھر دوسری صورت ہم اوسکی زندگی کی کیا لگالین شاہزادہ نے فرمایا تعجب ہے کہ ولیم آپکو سلطنت کی دھمکی دکھائے اور آپ اوسکا غرور کم کرنیکی کوئی تدبیر نکرین حالانکہ میری دانست مین آپکے والد بزرگوار نے ولیم کو تخت انگلستان پر بٹھانے اختیارات فوج بحری صرف اسواسطے آپکے سپرد کئے ہین کہ بادشاہ کسی حال مین آپ پر ازراہ نفسانیت دست تعدی درازنہ کرسکے اور جو مبادا کرے تو آپ اپنی قوت ذاتی سے اوسے جواب دے سکین پرنس نے کہا گئی بار ارادہ تو ہوا تھا کہ بزور شمشیر اس رشتہ کو قایم کیجئے لیکن پھر خیال آیا لوگ کہینگے ایک ادنی بات پر پرنس اپنے بھائی سے بگڑ بیٹھا اسواسطے خاموش ہورہا شاہزادہ نے کہا کہ اوّل تو جس بات مین اپنے لخت جگر کی جان جانیکا خوف ہو اوسکو ادنی کیونکر سمجھنا چاہئے دوم بنا شر کی خاص بادشاہ ہی کی طرف سے ہوئی ہے یعنی بلا سبب اوسنے رشتہ سے انکار کیا اور یہہ بھی مشہور ہے کہ بادشاہ اوسی عداوت کے باعث اکثر آپکو مہمات سخت پر بھیج چکا ہے چنانچہ اب بھی مہم فرانسیس پر بھیجنا خالی از علت نہین ہے کیونکہ جس غنیم نے اوسے سر کیا ہے وہ ایک عالم کو تہ تیغ بیدریغ کرچکا ہے بلکہ آپنے بھی سنا ہوگا کہ تمام اہل یورپ ڈراون سورڈ کے نام سے اوسے مشہور کرتے ہین پر ایسے دشمن جانی سے غافل رہنا اور خلق خدا کے طعن وتشنیع کا خیال کرنا کس مذہب وآئین مین روا ہے علاوہ ازین کیا لوگ یہہ نہین جانتے کہ اگر بادشاہ کو اپنے بھائی اور بھتیجی کی جان عزیز ہوتی تو بلا عذر ایلیٹ کو ڈیوک کے حوالہ کردیتا جب اوسنے ایسا نہ کیا تو مجبور حفاظت نفس کے واسطے پرنس کو صمصام خون آشام میان سے نکالنی پڑی اسمین بدنامی اور بغاوت کی کیا بات ہے خدا کی قدرت سے یہہ تقریر سنتے ہی پرنس کا دل دفعتہً بادشاہ کی متعالبت سے پھر گیا کہنے لگا بہرطور مین آج سے تمہارا تابعدار ہون جسطرح حکم ہو بجالاون شاہزادہ نے کہا اوّل تمہارا دشمن فایرہل ہے جو زبردستی گلا کٹوانے کو فرانسیس لئے جاتا ہے سب سے پہلے اوسی پر ہاتھ صاف کرنا چاہئے اور سہل ترکیب ہاتھ صاف کرنیکی یہہ ہے کہ یہان سے دس میل کوس نکل جائینگے بعد طاعان متعینہ جہاز فایرہل کو حکم دیدیجئے کہ اوسکا جہاز معہ اوسکے توابعین کے سمندر مین غرق کردین

بعدہٗ آپ واپس آتے ہی بلا دغدغہ اون ملکون پر جو سمندر کے کنارہ پر ہین اپنا قبضہ کرکے خشکی کی لڑائی شروع کر دیجئے اسمین ایک یہہ بھی فایدہ ہے کہ اکثر وہ افسر اور سپاہی جنکو آپ اپنے خلاف سمجھتے ہون خاص فایر ہل کے جہازمین سوار کرکے بآسانی تباہ کئے جاسکتے ہین پرنس اوف کارنوال نے اس مشورہ کو بدل جان قبول کرکے فایر ہل کو معہ دیگر مخالفین بلا تامل ایڈسٹون کے قریب غرق کروادیا اور آپ اوٹتے ہی پندرہ اکتوبر تک تمام جنوبی اضلاع پر مثل کارنوال - ڈیون - ڈورسیٹ اور سسکس سیکس وغیرہ کے قبضہ کرلیا کیونکہ اسطرف فرانسیس کے خوف سے کسی قدر جہازی فوج زیادہ رہتی تھی بعدہٗ لندن کو چھوڑکر اوسکے شمال مین سف فولک اور نورفولک کو جا دبایا جنکا انتظام خاص پرنس ہی کی ذات پر منحصر تھا اور ساتھ ہی ایک افسر کلان سیلر نامی کی ماتحتی مین تیس جہاز جنگی بھیجکر تمام اون مغربی اضلاع پر جو رہ دبا ربرسٹل کے شمال مین واقع ہین اپنا تھانہ بٹھا دیا یعنی گلیمورگین پیم بروک کارڈیگن اور منگمری وغیرہ سے لیکر فلیٹ تک اپنے تحت مین کرلیا ہر چند بادشاہ نے ہاتھ پاؤن مارے مگر دفعتہً اسقدر فوج بگڑ جانیکے باعث کچھ پیش نہ چل سکا آخر ش ۲۷ اکتوبر کی کمیٹی مین یہہ ہی صلاح ٹھہری کہ ان بغاوت پیشہ لوگون کی تنبیہ کیواسطے تین لام مختلف مقامون پر باندھنے چاہئین ایک صوبہ ویلز مین مغربی کنارہ کے انتظام کیواسطے دوسرا گلیمرجن مین سف فولک اور نورفولک کے آتش فتنہ وفساد فرو کرنیکے واسطے تیسرا اولڈ شایر مین جنوبی کنارہ کا حملہ روکنے کے واسطے اور احتیاطاً والئ ملک اسکاٹلینڈ سے بھی تھوڑی بہت سپاہ مدد کیواسطے منگائی جاے یہہ اخبار سنکر پرنس اوف کارنوال کو کونہ تشویش پیدا ہوئی شاہزادہ ہجان سے کہنے لگا اگرچہ ہمنے انگلستان کے اکثر حصون پر قبضہ کرلیا اور اسی طرح چاہین تو اور بھی کنارے کنارے دباتے چلے جائین لیکن اب انکا ہاتھہ مین رہنا ذرا مشکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہماری سپاہ میدان کی لڑائی مین فوج شاہی کا مقابلہ ہرگز نہین کرسکتی البتہ کسی کنارہ پر اتفاق ہوجاے تو ایک لاکھ آدمی کے واسطے (مین جانتا ہون) صرف ایک جہاز کافی ہے جسمین کلہم اجمعین ہزار آدمی ہوتے ہین مگر ایسا موقع کیون پڑنے لگا شاہزادہ نے فرمایا بغیر لڑے بھڑے آپکو اسطرح حوصلہ پست کردینا چاہئے کیا جنسے ہمکو ان حصون پر قبضہ دلایا وہ انکے محفوظ رکھنے کی کوئی فکر نہ کرینگا آخر جو فوج شاہی کے چار ہاتھہ پاؤن ہین وہ ہی ہمارے بھی ہین

اور جب آدمی جان دینے پر مستعد ہو گیا تو تری و خشکی سب اوسکے نزدیک یکسان ہے آپ خدا کے واسطے اسقدر تردد نفرمائیے دیکھئے خداوند کریم کیا کرتا ہے ابھی یہاں یہ ہی باتین ہو رہی تھین کہ کشتی جہازون کے ایک افسر اعلی نے پرنس کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا عنقریب ملک فراسیس سے چالیس جنگی جہاز انگلستان مین پہونچا چاہتے ہین اوسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے یہ سنتے ہی پرنس کے اور ہی ہوش و حواس جاتے رہے کہنے لگا اب کیسی ہو گی شاہزادہ نے فرمایا مصرعہ ہر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد - اور تو شاہزادہ کی زبان سے یہہ صرعہ سنکلا اودہر فیچر سن مارے ہنسی کے بیتاب ہو گیا کیونکہ شاہزادہ سجان بعد فتح ہو جانے اضلاع جنوبی کے فیونن کو لکھ بھیجا تھا کہ جسقدر سوار بالفعل رودبار انگلستان کے مختلف بندرگاہون پر قریب قریب موجود ہون اون سب کو فوراً ہماری طرف روانہ کرو اور آیندہ جس جس جگہ سے ممکن سمجھو دو لاکھ سوار جمع کر کے وقتاً فوقتاً بغیر طلب یہان پہونچاتے رہو یہہ سنکر غنیم کے روکنے کا بندوبست کر لیا ہے اب تمہین صرف یہہ ہی محنت اور کرنی پڑیگی ہے چنانچہ فیونن بموجب حکم محکم کے چالیس ہزار سوار چالیس جہازون پر روانہ کر چکا تھا اور یہہ وہی جہاز تھے جو برابر دہائے ہوئے چلے آتے تھے مگر چونکہ پرنس کو بالکل یہہ حال معلوم نہ تھا اسواسطے فیچرسن کی بے موقع ہنسی کو اپنی تحقیر کا باعث سمجھا اور کہنے لگا

رباعی

عیب است بزرگ تر کشیدن خودرا | وز جہل بحساب برگزیدن خودرا
از مرکمتر نخیم باید آموخت | دیدن ہمہ کس را و ندیدن خودرا

اوسوقت شاہزادہ سجان کو مجبور اپنا حال بیان کرنا پڑا اور کہا یہہ ملک فراسیس کے نرمازدا ہین عین وقت پر مدد پہونچ جانیکے سبب شاید انبساط طبیعت کے باعث ہنسی کو ضبط نکر سکے آپ للہ رنجیدہ خاطر نہون اور ہماری کوشش کا حال یہہ ہے کہ صرف دو عاشق و معشوق کو ملانا چاہتے ہین ملک خدا کی عنایت سے خود ہمارے پاس آتا ہے کہ دوسرون کو بانٹتے پھرتے ہین یہہ سنکر پرنس نے شاہزادہ سجان کے دونو ہاتھ چوم لئے اور عرض کیا آج مین اپنی خوبی قسمت پر ناز کرتا ہون کہ جس دولت بیدار کی ہر شب شام سے صبح تک تمنا کرتا تھا وہ خدائے بزرگ و برتر نے گھر بیٹھے مجھے پہونچا دی اب یقین ہے ڈیوک اون ڈیون ہی اپنی مراد کو پہونچ جائیگا اور مین ہی مخالفون کی امداد سے بچ رہونگا

شعر

بعد از نیم چو غمزہ تیرے انداز خسود | چون بہ محبوب کمان ابروے خود پیوستم

اسکے دوسرے ہی روز یکم نومبر کو وہ جہاز بھی پہونچ گئے شاہزادہ نے اونمین سے پچیس ہزار سوار ممالک مقبوضہ کے مختلف مقامون مین پھیلا دئے اور پندرہ ہزار ابراہیم ترک کی ماتحتی مین بحیرہ ارش کی راہ نورتھمبر لینڈ کو روانہ کر دئے تاکہ اسکاٹلینڈ کی فوج چیویاٹ پہاڑی سے انگلستان کی طرف نہ اوترنے پاوے ابراہیم نے جاتے ہی پہاڑی کا بندوبست کر کے کمبر لینڈ اور ڈرہم کو بھی

اپنے قبضہ مین کرلیا جسکے باعث بادشاہ انگلستان کو یورک شایر مین بھی کسی قدر فوج جمع کرنیکی ضرورت پڑگئی لیکن فوج کے جمع ہوتے ہوتے چالیس ہزار سوار اور اسیس سے اور پہونچ گئے جنمین سے پندرہ ہزار سوار شاہزادہ عالی تبار ابراہیم کی مدد کو بھیجدیے اور پچیس ہزار اپنے ہمراہ لیکر دہم نومبر کو صوبہ ویلز کی جانب کوچ فرمایا (جہان بادشاہی لام نہدہ چکا تھا) خدا کی قدرت سے دو تین ہی لڑائیون مین یہ سارا حصہ شاہزادہ کے قبضہ مین آگیا مطلق افسران لشکر انگلستان کا کچھ زور نہ چلا وہان سے شاہزادہ نے مون موتھ کی راہ گلوسیسٹر ہوکر ورلٹ شایر پر حملہ کیا اور وہ بھی باقبال کی یاوری سے ایسی جلدی فتح کرلیا جیسے ویلز کو کیا تھا بلکہ اوسکے ساتھ ہی برگ شایر۔ سمری اور کینٹ کو دباکر ۲۴ نومبر تک شہر لندن کے قریب خاص گرین وچ مین اپنا لشکر پہونچا دیا جہان ہوکر اول خط معدل النہار انگریزی نقشون کا گذرتا ہے جب یہانتک نوبت پہونچ گئی تو کنگ ولیم نے خواب غفلت سے جاگکر بذات خود اس مہم کا بندوبست کیا اور ایسا بندوبست کیا کہ باوجود لندن کے نیچے پہونچ جانیکے ایک قدم غنیم کی فوج کا آگے نہ بڑہ سکا یعنی لندن سے لیکر گلوسیسٹر تک دریاے تیمس کے کنارے کنارے دوہری اور تہری ہاڑ توپون کی لگوا کر ایک صورت قلعہ کی بنالی اور حکم دیدیا کہ برابر رات دن غنیم پر گراب کی بوچھار ہوتی رہے اسی طرح دریاے ڈو اور رینٹ وغیرہ کے مختلف کنارون سے لیکر تہمر کے دہانہ تک اردوے آتش فشان کی بانبیان گمدوا کے مغربی اور شمالی فوج کے حملے سے بھی اطمینان حاصل کرلیا اس بندوبست کے بعد البتہ شاہزادہ بیکان نے خود حریف پر حملہ کرنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ اوسکی سپاہ صرف تیر جانگیر یا شمشیر برق تنویر چلانیکی مشاق تھی نہ وہان اجل مین اپنے پاؤن سے جانیکی مشتاق ہرچند بسبب شدت سردی کے دریا ہی جکر عبور کے قابل ہوگیا لیکن شاہزادہ نے ایک مہینے تک ہرگز فوج کو آگے بڑہنے کی اجازت نہ دی جب کسی نے

اس معاملہ مین گفتگو کی یہ ہی فرمایا شعر	چو در طاس خرشندہ افتاد مور
	رہا نندہ را چارہ باید نہ زور

وفات پانا کنگ ولیم کا ڈاکٹرون کی کلہاڑی سے اور فتحیاب ہونا شاہزادہ سیجان کا ملک انگلستان

ابنائے زمانہ مایۂ شور و شر اند	ابنا پشتہ اتفاق و عین ضرر اند
مانند قطار شتران فرقہ دون	با یکدگر اند و در پے یکدگر اند

لکھا ہے کہ بادشاہ انگلستان نے اس ہنگامہ کے ابتدا مین اراکین سلطنت کے مشورہ سے احتیاطاً اپنی بی بی کو مع ایلچی نہید اور توپخانہ کے اپنے پھوپھی زاد بھائی کنگ ریچارڈ کے پاس آیرلینڈ بھیجدیا تھا کہ اگر خدانخواستہ لڑائی نے طول کھینچا اور پہلے پہلے یہ آگ خاص لندن تک پہونچ گئی تو اوسوقت ان لوگون کا سنبھالنا سب سے زیادہ مشکل پڑجائیگا

لیکن بادشاہ کو ملکہ کے ساتھہ اسقدر محبت تہی کہ رات دن اوسی کے خیال مین غلطان و پیچان رہتا تہا یہانتک کہ مفارقت
کا صدمہ اوٹہاتے اوٹہاتے ریمی ٹینٹ فیور یعنی اوس بخار مین جو ہر وقت رہتا ہے اور شدت غم و الم سے پیدا ہوتا ہے مبتلا
ہوگیا ہر چند ڈاکٹرون نے زور لگایا مگر کچہہ فایدہ نہ بخشا روز بروز مرض ترقی ہی کرتا گیا آخر کار ایک دن بادشاہ نے
اپنی زندگی سے بیزار ہوکر حالت کرب و شدت بخار مین یہہ حکم دیا کہ اگر ہفتہ آیندہ تک ہم غسل صحت نہ کرینگے تو حسب مقدر ڈاکٹر
ہمارے ملازم ہین اون سب کو سولی چڑہا دینگے اور ساتھہ ہی یہہ بہی فرمایا کہ اب ہمکو ڈاکٹرون کا کچہہ اعتبار نہین رہا آج سے
کوئی دوا کہانے یا پینے یا مالش وغیرہ کی استعمال مین نہ لائی جاے اس حکم سخت کے سنتے ہی تمام ڈاکٹرون کا رنگ
فق ہوگیا کہ اوّل تو یہ مرض کسی غلط کے فساد سے معلوم نہین ہوتا ہم پہلے ہی اوسکے علاج مین متحیر تہے دوم جب دوا کا
استعمال نہ کیا گیا تو فایدہ کیونکر ہوگا خیر بادشاہ زبردستی ہمکو حلال کرنا چاہتا ہے کر ڈالے مظلوم سوا سر تسلیم جہکانے
کے اور کیا کرسکتا ہے مصرع گر گناہ ایست توان کرد استغفار ازو۔ فقضا عند اللہ یہہ خبر ایک مخبر کی زبانی عین
وقت پر پرنس اوف کارنوال کو بہی پہونچ گئی اوسنے بجاے خود ایک تدبیر سوچ کے شاہزادہ فیچرسن کو اس کیفیت
سے مطلع کیا اور کہا مین نے سنا ہے کہ ایک ڈاکٹر ٹریزن نام آپکے فراسیس کا رہنے والا خاص لندن کے پاگل خانہ
مین ملازم ہے اگر ایسے وقت مین وہ آپکے لحاظ سے ہمکو کچہہ مدد دے سکے تو بعد طے ہو جانے کنگ ولیم کے بہت سہل
مین ملک انگلستان پر اپنا قبضہ ہوسکتا ہے اگرچہ بدل مین اس بات کو پسند نہین کرتا لیکن جب تک اوسکی جان یا
میری جان ضایع نہوے گی ہزارون بلکہ لاکہون جانون پر نوبت پہونچ جائیگی یہہ ایک جان کا جانا اچہا یا لاکہون کا
فیچرسن نے کہا بیشک بات تو معقول ہے آج پوشیدہ میری طرف سے اوسے پیغام بہیجنا چاہیے دیکہئے کیا جواب دیتا ہے
یقین تو ہے بلا تکلف منظور کرے کیونکہ اوّل تو وہ ہماری رعایا مین سے ہے دوم بالفعل تمام ڈاکٹر اپنی زندگی سے ہاتھہ
دہوے بیٹہے ہین خدا سے چاہتے ہونگے کہ ہم کسی طرح اسکے ہاتھہ سے مخلصی پاوین لیکن آپ ابہی فرما چکے ہین کہ بادشاہ
نے ہر ایک قسم کی دوا کا استعمال چہوڑ دیا ہے پر اگر اوسنے ہمارے حکم کو قبول ہی کر لیا تو بادشاہ پر قابو کیونکر پا سکیگا یہ
سنکر پرنس نے اپنی گردن نیچی کر لی کچہہ جواب نہ دے سکا اتنے مین ابو سعید اور ماجد بن مجید بہی ٹہلتے ٹہلتے اوسی طرف
آنکلے پوچہا آپ دونو صاحب متردد کیسے بیٹہے ہین فیچرسن نے وہ تمام کیفیت اون دونو کے روبرو بہی بیان کی ماجد بن مجید
نے کہا مین ایک تدبیر تو ایسی بتا سکتا ہون کہ نہ دوا کہائی جاے نہ پی جاے نہ لگائی جاے اور بہر اپنا پورا اثر دکہا جائے

مگر شاہزادۂ عالی تبار کی خفگی کا خوف ہے وہ ہرگز اس بات کو پسند نہ فرمائیگا اور بیشک کسی ملک کو دغا سے دبالینا جو انگریز کے بالکل خلاف ہے شاہزادۂ فیجرسن اور پرنس اوف کارنوال نے کہا ملک گیری اور کشور کشائی کے واسطے دغا اور فریب اور ظلم وستم سب کچھ جائز کیا گیا ہے اگر آپکو یقین نہو تو ہم ابھی بیسیون تواریخ کی رو سے ثابت کردین ممکن نہین کہ شاہزادہ ہماری اس تجویز سے اُشفتہ خاطر ہو مطلب تو صرف دشمن کے زیر کر لینے سے ہے خواہ کسی تدبیر سے ہو جسے آپ دغا کہتے ہین خواہ آپ شمشیر سے جسکا نام تھوڑی دیر بعد ظلم وستم رکھا جائیگا علاوہ ازین یہہ کیا ضرور ہے کہ ہم شاہزادہ کو یہی اپنے عندیہ سے اسی وقت مطلع کردین جب سب طرح کام ٹھیک ٹھاک ہو جائیگا موقع دیکھینگے گذارش کر دینگے نہ دیکھینگے نہ کرینگے یہ سنکر ماجد بن مجید نے ابوسعید کی طرف دیکھا ابوسعید نے کہا ہان درست ہے مین بھی انکی راے سے اتفاق کرتا ہون اب آپ وہ تدبیر بتائیے جس سے یہ عقدہ حل کیا جاے ماجد بن مجید نے کہا مین نے ویڈیا پہاڑی پر حکیم سقلیمون صاحب کی زبانی سنا ہے کہ سطح جہان کی ہوا دو ہواؤن سے مرکب ہے جسمین سے ایک اوکسیجن ہے دوسری نائیٹروجن اگر پانچ حصہ سطح جہان کی ہوا لیجاے تو اوسمین ایک حصہ اوکسیجن نکلیگی اور چار حصے نائیٹروجن اور یہہ دونو ہوائین علم کیمیا کے ذریعہ سے جدا جدا ہی کیگئی ہین اور خواص ہی ان دونو کے علیحدہ علیحدہ ہین چنانچہ نائیٹروجن کے خواص بالکل ہمارے مطلب کے موافق ہین یعنی یہہ ہوا شفاف بیرنگ بے بو اور بے ذائقہ ہے جو کسی طرح کسی فرد بشر سے پہچانی نہین جاسکتی اور ساتھ ہی اسکے قاطع روح بھی ہے یعنی جو کوئی ذی روح خالص اس ہوا کو سونگھ لے فوراً مرجاے ہان یہہ خالق برحق کی شان ہے کہ جب اوکسیجن کے ساتھہ مقدار مذکورہ بالا مین ملجاتی ہے تو زہر کا اثر نہین بخشتی بلکہ اولٹا خون کو صاف کرکے باعث حیات انسانی ہوجاتی ہے کیونکہ جب خون شریانون کی راہ تمام بدن مین گردش کرکے بذریعہ ورید کے دل کی طرف لوٹتا ہے تو اپنا لب لباب مختلف مقامون مین خرچ کر دینے کے سبب کمزور اور بدرنگ ہو جاتا ہے اور اس قابل نہین رہتا کہ دوبارا گردش کرکے جسم کے کسی حصہ کو تازگی بخشے اسواسطے وہ آہستہ آہستہ دوسرے راستون سے ہوکر پھر دل کی طرف چلا آتا ہے جہان نائیٹروجن اوسکو اپنے زہریلے اثر سے (جو اندرونی سانس لینے مین سطح جہان کی ہوا کے ساتھہ پھیپھڑون کے ذریعہ سے دل تک پہونچتی ہے) ویسا ہی صاف کر دیتی ہے جیسا وہ پہلے تھا اور وہ صاف ہوتے ہی پھر مثل سابق کے شریانون کی راہ گردش کرنیکو تیار ہوجاتا ہے لیکن اس فعل کے پورا کرنے مین اوکسیجن بالکل صرف ہوجاتی ہے اور نائیٹروجن کسی قدر مقدار مین کم ہوجانیکے بعد

بیرونی سانس کے ساتھ مُنہہ یا نتھنوں کے راستے کھنچکر پہ سطح جہان کی ہوا مین ملجاتی ہے اسیواسطے اگر کسی تنگ مکان مین جہان کوئی ذریعہ باد کشی کا نہو بکثرت آدمی جمع ہوجائین تو آخر کار دم گھٹنے لگتا ہے کیونکہ جسقدر آکسیجن اوس مقام پر سطح جہان کی ہوا مین شامل ہوتی ہے وہ متواتر دم کشی کے باعث خرچ ہوجاتی ہے اور نائیٹروجن مقدار معینہ سے زیادہ رہ کر طبیعت کو پریشان کرنے لگتی ہے اسواسطے کہ بسبب سمیت کے ہمپٹرے اوسکا پینا قبول نہین کرتے اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ اگر بادشاہ کو تھوڑی دیر کے واسطے ایک حمام مین بند کروا کے یہہ سطح جہان کی ہوا کے ساتھ بکثرت ملادی جاے تو وہ کسی جراح جان پر نہین ہوسکتا پرنس نے پوچھا یہہ سطح جہان کی ہوا کسے جا اہو کر جمع کیونکر کیجاے جواب دیا بہت سہل ترکیب سے یعنی ایک برتن مین پانی بھر کر اوسکے اوپر ایک ظرف چپالے وغیرہ کی قسم سے تیرا دیا جاے اور اوس پیالے مین گندھک جلا کر اوسپر ایک گلاس اس قسم کا اوندھا دیا جاے کہ وہ پیالہ اوسکے اندر آجاے تو جسقدر اوکسیجن اوس بند کی ہوئی ہوا مین ہوگی گندھک مین جل ہوکر سلفورس ایسڈ بناویگی (جو خود بخود پانی مین جذب ہوجاویگا) اور خالص نائیٹروجن گلاس مین بھری رہجاویگی جسکو کسی نلی کے ذریعہ سے پانی کو دبا کر شیشے مین بھر سکتے ہین۔ یہہ تدبیر سب نے پسند کرکے اوسی روز ایک شیشی خالص نائیٹروجن کی تیار کی اور شاہزادۂ فرانس کی طرف سے ایک مخبر کی زبانی ڈاکٹر مرٹین کو کہلا بھیجا کہ تم چونکہ ملک فرانس کے رہنے والے ہو اور ہمیشہ سے تمہارے بزرگ خاندان شاہی کی عہدہ خدمتین کرتے رہے ہین اسواسطے تمکو خاص اپنا خیر خواہ سمجھکر پوشیدہ ایک امر کی فرمایش کی جاتی ہے اگر تمنے بخلوص نیت اوسے پورا کردیا تو اچھی طرح یقین رکھو کہ انجام علاوہ خلعت بے بہا عنایت فرمانیکے ایک معقول جاگیر تمہارے واسطے ملک فرانس مین تجویز کرینگے باجزا آئین سلطنت عطا فرمائینگے جو ملک برطانیہ کے شمالی جانب بحر اطلانٹک مین واقع ہے جسکا طول دو سو اسی میل کا ہے اور عرض دو سو دس میل کا ہے باینہمہ فرمایش صرف اتنی ہے کہ تم کسی حکمت عملی سے بادشاہ کو ایک گرم حمام مین بند کروا کے یہہ شیشی جو سر بمہر بھیجی جاتی ہے کھلی ہوئی اوسکے قریب رکھدو پھر جو کچھ کرنا ہوگا ہم آپ ہی کرلینگے یہہ پیغام سنتے ہی مرٹین نے وہ شیشی لیکر اپنی جیب مین رکھ لی اور کہا میری طرف سے دست بستہ شاہزادۂ فلپ سن کی خدمت مین گذارش کردینا کہ مین حضور کی ایک ادنی رعیت مین سے ہون اگر اس حکم کی تعمیل مین میری جان بھی جاتی رہیگی تو انشاء اللہ تعالی دریغ نہ کرونگا بعدہٗ اوسی وقت بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر گذارش کیا

خداوند نعمت یہ بخار جو ٹای فواڈ نیور کے نام سے مشہور ہے بغیر محوب پسینا آئے ہرگز مفارقت نہین کرسکتا اور پسینا آنیکی تدبیر بلا استعمال کسی دوا کے یہ ہی سمجھ مین آتی ہے کہ جہان پناہ دو گھنٹے کامل ایک گرم حمام مین قیام فرمائین آیندہ جیسی حضور کی مرضی خدا کی قدرت سے بادشاہ کو بھی اوسکی یہ تجویز پسند آگئی اور بادشاہ کی مرضی دیکھکر کے دوسرے ڈاکٹرون کو بھی بحکم اس شعر کے شعر اگر شہ روز را گوید شب است این بباید گفت اینک ماہ و پروین مجبوراً ان مین ہان ملا دینی پڑی غرض ٹرین نے کنگ ولیم کو ترغیب دے دلاکر ۲۸ دسمبر کو اوسی ترکیب سے جو اوپر بیان کیگئی ہے ایک گرم حمام مین بند کروادیا اور آپ گھوڑا دوڑاکر دریائے تیمس کے پار جہان فرانسیس کی فوج پڑی ہوئی تھی شاہزادہ فیجرمن کو خبر دی کہ مین حضور کے حکم کی تعمیل کر آیا اب جو کچھ آپ سے ہوسکے آپ کیجئے اوسنے فوراً شاہزادہ سبحان کی خدمت مین عرض کیا کہ ابھی ایک مخبر کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ بادشاہ حالت نزع مین ہے اور تمام ارکین سلطنت اور افسران فوج اوسی کے گرد و پیش جمع ہین اگر ایسے وقت مین حملہ کا حکم دیدیا جاے تو یقین ہے کسی طرح وار خالی نہ جاے شاہزادہ سبحان تو اصل معاملہ سے بالکل ناواقف تھا اوسی وقت پچاس ہزار سوار لیکر آفت آسمانی کے طرح غنیم پر ٹوٹ پڑا ہر چند طرفانی نے بھی حتی المقدور کوشش و جانفشانی کی مگر سبب پریشانی و بے سروسامانی کے مطلق کسی کی پیش نہ گئی ایک دو فیرمین جو گرگئے وہ گرگئے باقی سب کے سب خاص شہر لندن مین داخل ہوگئے اوسوقت تک (کہتے ہین) بادشاہ نے انتقال نہین فرمایا تھا یکایک جو دارو گیر کی آواز سنی آنکھین کھول دین اور فرمایا یہ کیسی چارون طرف سے شور و غل کی آواز چلی آتی ہے ارکین سلطنت نے عرض کیا خداوند نعمت ڈراون سورڈ پچاس ہزار سوار لیکر لندن مین داخل ہوگیا یہ کلمہ استماع فرماتے ہی ایک ٹھنڈی سانس بھرکر کہا بس اب بندگان خدا کا ناحق خون بہانے سے کچھ فایدہ نہین مین ہرگز اپنے بچنے کی امید نہین کرسکتا اور نہ یہ تمنا رکھتا ہون کہ دوبارا تخت سلطنت پر بیٹھکر تم لوگون پر حکومت کرون فقط ڈراون سورڈ کو میرا سلام کہکر یہ پیغام پہونچا دینا کہ افسوس میری تقدیر مین یہ نہین لکھا تھا کہ ایک ڈاکٹر اپنی فکحامی سے دہوکا دیکر میرا کام تمام کرڈالے ورنہ معلوم ہوجاتا کہ ملک اسطرح فتح کیا کرتے ہین اب اگر تجھسے ہوسکے تو میرے ہی خاندان مین سے کسی کو تخت پر بیٹھایو اور ٹرین سے میرے خون کا عوض لیجیو تاکہ آیندہ کوئی اس قسم کا حوصلہ نکرے یہ کہکر آنکھین بند کرلین اور طایر روح قفس کالبد سے پرواز کرگیا آنے مین

شاہزادہ بھی اوسکے سراہنے جا پہونچا حاضرین مجلس کو روتا دیکھکر پوچھا کیا بادشاہ انتقال کرگیا اونہون نے عرض کیا ہان بھی انتقال فرمایا ہے اور یہہ پیغام ہمارے معرفت حضور کو دے گیا ہے شاہزادہ نے کمال افسوس سے بادشاہ کا سُنہ کھولا اور کہا اے ولیم خدائے لایزال کو گواہ کرکے کہتا ہون کہ مجھے مطلق اس معاملہ کی خبر نتھی ورنہ ہرگز یہانتک نوبت نہ پہونچنے دیتا کیا تجھے نہین معلوم کہ مین ملک ومال کی خواہش نہین رکھتا اور جسکو ملک ومال کی خواہش نہوگی وہ کیون کسی بادشاہ کا خون بہانا جائیز رکھیگا البتہ دو مرتبہ جان در دھمہا جرت کے خیال سے یہان آیا تھا سو تیرے انتقال نے ایسا صدمہ میرے کلیجہ کو پہونچایا کہ شاید روز قیامت تک بھی اسکا علاج مجھسے نہوسکے خیر جو ہوگیا سو ہوگیا اب میری کوشش چونکہ تجھے زندہ نہین کرسکتی اسواسطے تیری روح پاک کو خدا کے سپرد کرتا ہون اور قبل اسکے کہ تو پردۂ دنیا سے ناپید ہو جب تیری وصیت کے تیرے دشمن کو ناپید کرنے کا پیمان باندھا یہہ کہکر ترپزن کے دو ٹکڑے کرڈالے اور دونو ٹکڑے بادشاہ کے دفن ہونے سے پیشتر اوسکی قبر کے سراہنے اور پائینتی دفن کروادئے بعدۂ دوسرے روز ابوسعید کی معرفت ملکۂ انگلستان کو جو ملک ایرلینڈ مین موجود تھی بولین اور ایلز بتہہ کی شادی کا پیغام بھیجا اوسنے جواب دیا اگر زبردستی شادی کرنا منظور ہے تو دونو لڑکیان موجود ہین بسم اللہ آپ لیجائیے جسکے ساتھ چاہئے عقد کردیجئے اور جو میری رضامندی کا خیال ہے تو اوسکا حال یہہ ہے کہ پہلے جب پرنس اوف کارنوال نے ڈیوک کی طرف سے ایلز بتہہ کا پیغام بھیجا ہے تو بادشاہ خلد آرامگاہ نے صرف ڈیوک کی دیوانگی کے باعث منظور نہین فرمایا تھا اب سنا ہے کہ ڈیوک تندرست ہوگیا اسواسطے مین ایلز بتہہ کی نسبت کچھہ عذر نہین کرسکتی ہان ایلز بتہہ خود یہہ کہتی ہے کہ جب تک میری بہن بولین کی شادی فیمچرچ کے ساتھہ نہو لیگی اپنا عقد نہ کرونگی اور اوسکے عقد کی شرط کنگ ولیم نے ایسی سخت مقرر کی ہے کہ مین جانتی ہون بولین کی اخیر عمر تک بھی فیمچرچ سن سے پوری نہو سکیگی "یعنی ملک ہندوستان کی فتح" جسکو مین بعد انتقال والد بادشاہ کے اپنے جیتے جی رد نہین کرسکتی اور شاید آپ بھی اس معاملہ مین زیادہ مجبور نظر آئینگے البتہ یہہ کرسکتی تھی کہ اگر شل کنگ ولیم کے میرا بھی قصہ پاک کردیا جاوے تو بادشاہ کی نصیحت ووصیت کی پابندی بعد میرے کسی دوسرے کے ذمہ واجب نہین رہ سکتی لیکن مشکل یہہ ہے کہ بولین نے بجاے خود اپنے عقد کی ایک ایسی شرط مقرر کررکھی ہے کہ اوسکا پورا ہونا بھی کسی طرح سمجھہ مین نہین آتا یعنی وہ کہتی ہے جب تک اینی میرے پاس نہ آجائیگی

اور مین اوسکا عقد موافق اپنے وعدہ کے فیجر سن سے نکر لونگی پر گز اپنی شادی کے واسطے راضی نہونگی اور ایسی کا یہ حال ہے کہ مین نے اوسے ماہ جون ۱۸۶۳ء مین خفا ہوکر سینٹ ہلینا بھیجدیا تاہم جو بولین کی اضطرابی و بے تابی دیکھکر سر لوزن حاکم سینٹ ہلینا کو لکھا گیا تو اوسنے جواب دیا کہ ایسی یہان روز بروز فساد آپ ہوا کے باعث زرد پڑتی جاتی تھی اسواسطے مین نے اوسے ضایع ہوجانیکے خیال سے اوسی زمانہ مین آس قیولانی کی جانب روانہ کردیا تھا (جو افریقہ کے عین جنوب مین واقع ہے) پھر تلاش کیا گیا تو وہان اوسکا پتہ نہین لگا واللہ اعلم مر گئی یا کوئی بردہ فروش پکڑ کر لیگیا اب کہو مین بولین یا ایزبیتہ کی شادی اپنی مرضی سے کیونکر کردون ابو سعید نے کہا ہمارا شاہزادہ کسی کے ساتھ زبردستی کرنا نہین چاہتا خصوصاً خاندان شاہی کا تو اسقدر لحاظ واپس رکھتا ہے کہ مین کچھ عرض نہین کرسکتا آپ بلا دغدغہ یہان سے لندن تشریف لیجائیے اور شاہزادہ سے ملاقات کرکے صاف صاف اپنا عذر بیان کردیجئے یقین ہے یا وہ آپکی شرطین پوری کریگا یا پرنس وغیرہ کو سمجھا کر باہم صفائی کرادیگا یہ سنکر ملکہ نے کرنگ ریچارڈ والی ملکہ آیرلینڈ سے صلاح لی اوسنے کہا بیشک آپکا لندن تشریف لیجانا نہایت مناسب ہے بلکہ مین بھی ارادہ رکھتا ہون کہ آپکے ہمراہ رکاب چلکر شاہزادہ سبحان کی قدمبوسی حاصل کرون کیونکہ سنا ہے جارج والی اسکاٹلینڈ بھی بعد فتح انگلستان کے وزیرون کی صلاح سے لندن تشریف لیگیا ہے غرض ملکہ کو اوسکے سمجھانے سے مجبور ابو سعید کے ساتھ لندن جانا اور ریچارڈ بھی اوسی کے ہمراہ ہولیا جب شاہزادہ سبحان کو ملکہ کی تشریف آوری کی خبر پہونچی تو وہ آپ بہ نفس نفیس اوسکے سفر تک استقبال کرکے بتعظیم و تکریم اوسے لندن مین لے آیا اور لاتے ہی ۲۲ جنوری ۱۸۶۸ء کو تخت شاہی پر بیٹھا کے تمام ارکین سلطنت سے نذرین دلوادین ملکہ نے اوسکے اس احسان واکرام سے نہایت مشکور ہوکر کہا اگرچہ مین بولین اور ایزبیتہ کی نسبت بہت سے معقول عذر رکھتی ہون جیسا کہ پہلے ابو سعید کے روبرو بیان کرچکی ہون لیکن اب آپکو اختیار دیتی ہون جیسا آپ اونکے حق مین مناسب سمجھیے کیجئے شاہزادہ نے فرمایا اگر آپ مجھے اونکا اختیار دیتی ہین تو مین بغیر سوچے سمجھے اس معاملہ مین دست اندازی نہین کرسکتا انشاء اللہ تعالے اپنے رفقا سے بخوبی صلاح و مشورہ کرکے آپ کو جواب دونگا یہ کہکر فرمایا ساتھ ہے کنگ جارج اپنے ملک سے آتے وقت چیویاٹ پہاڑی کے ایک غار مین گھوڑے سے گرکے مر گیا اگر آپکی مرضی ہو

تو پرنس اوف کارنوال کو اسکاٹ لینڈ کی حکومت سپرد کر دیجاے اور والی ملک آیرلینڈ چونکہ اولاد نرینہ نہیں رکھتا اسواسطے میرا ارادہ ہے کہ اوسے اپنی طرف سے تاج بخشی کر کے یہ حکم دیدون کہ بعد انتقال کرنے ریچارڈ کے آیرلینڈ انگلستان مین شامل کر لیا جاے ملکہ نے کہا بہت بہتر ہے مجھے یہہ دونو حکم بدل وجان منظور ہین چنانچہ اسی طرح وہان کا بندوبست کر کے شاہزادہ اپنے ذاتی پے سبکدوش ہوگیا **اب فیچرسن کا** حال سنیے کہ اوسکے قصد نے کیونکر فیصلہ پایا اور شاہزادہ عالی تبار لندن سے کہ ہر **تشریف لیگیا** کہتے ہین کہ اوس سرگروہ عاشقان قبلۂ امن وامان یعنی شاہزادہ سبحان بعد انتظام ملک انگلستان کے اپنے تمام رفقا کو تخلیہ مین جمع کر کے فیچرسن سے فرمایا کہو اب تمہاری کیا مرضی ہے آیا کچھ درد والم کم بھی ہوا یا نہین اوسنے جواب دیا اے شاہزادہ ذرا جاہ بلند بار گاہ حضور کی عنایت فرمانے مین تو کچھ شک نہین لیکن ہم بدقسمت اپنے ستارہ کی گردش کو کیا کرین جو تدبیر اپنی بہبودی کی کرتے ہین وہ ہی اولٹی پڑجاتی ہے آج تک ملاحظہ فرمائے کیا کیا اور پھر کچھ تواسعر

بخت بد بنگر کہ دوش از نیکوی در بزم وصل	صد سخن گفتیم و آخر مدعا ناگفتہ ماند

اب یہ ہی ارادہ ہے کہ سنگ در یار کو اپنا تخت بناؤن اور خاک کف پا بجاے تاج شاہی زیب سر کر کے یہہ زندگی دو روزہ اسی آستانہ پر کاٹ ڈالے **رباعی**

تا کے غم این خورم کہ دارم یا نہ	این عمر بخود شدلی گذارم یا نہ
پر کن قدح بادہ کہ معلوم نیست	الکین دم کہ فرو برم برآرم یا نہ

شاہزادہ سبحان نے فرمایا شاید آپکو ایلزبیتہ کے وہ فقرے یاد نہین رہے جو اوسنے ڈیوک کی نسبت آپکی چٹھی مین تو لین سے لکھوا دے تھے افسوس تم جیسا عقلمند ایسی مایوسی کے کلمے اپنی زبان سے نکالے اگر آستانۂ محبوب پر پڑے رہنے سے وصال یار نصیب ہو جایا کرتا تو ایسا آسان طریقہ چھوڑ کر لوگ اپنے تئین زیادہ دقت مین کیون ڈالا کرتے میری دانست مین محبت کرنے کے واسطے عاشق کا کلیجہ ایسا سخت پتھر سا ہونا چاہیے جیسا معشوقون کا دل ہوتا ہے تاکہ سنگ مہاجرت کے صدمے ہرگز خیال مین نہ لائین واللہ یہہ بہت کڑی منزل ہے اور اسکا کاٹنا بھی سخت ہے جگر والون کا کام ہے بس بس طبیعت کو سنبھالو اور وہ تدبیر کرو جس سے یار بھی خوش ہو اور اپنی مٹی بھی نہ کھانے لگے فیچرسن نے کہا وہ تدبیر تو صرف ہندوستان کی فتح پر منحصر ہے اور ہندوستان کی فتح آپ جانتے ہین میرے اختیار مین ہے نہین شاہزادہ نے فرمایا یہ شرط تو آپ دوسری بیان کرتے ہین جسکو بالفعل کوئین ریڈس معاف بھی کر سکتی ہے مقدم آپ آئینی کی تلاش سمجھے جو خاص حضور انور کا حکم ہے اور کسی طرح ٹل نہین سکتا مگر مین اوسکے ٹالنے کی بجاے خود یہہ تدبیر سوچا ہون کہ آپ بولین کو ایک چٹھی انتہا قبہ اس مضمون کی تحریر کرین کہ مین مبتلاے درد مہاجرت اپنی اس حیثیت سے جو بالفعل آپکی دوری مین رکھتا ہون ہرگز امید نہین کر سکتا

کہ بموجب فرمان واجب الاذعان کے اپنی کو ڈبونڈہون اور وہ مجھے ملجاے ان اگر شربت وسال (جو میرے مرض خاص کے واسطے اکسیر کی خاصیت رکھتا ہے) آپ براہ مہربانی عنایت فرمائین تو کیا عجب ہے کہ اپنی اصلی تاب وطاقت حاصل کرکے جہان کمین پر وہ زمین پر اپنی کاپتہ پاؤن بیدا کرلاؤن یعنی عقد ہوجانیکے بعد اس شرط کے پورا کرنیکی قید لگائی جاے تو بہتر ہے لیکن اگر یہ چٹھی اسی جگہ بیٹھکر لکھی گئی تو بولین کو یہ گمان ہوگا کہ شاید فیجر سن نے اس خیال سے یہ سوال کیا ہے کہ اگر بسہولیت میرا کام نکل آئے تو بہتر ہے ورنہ بزور شمشیر جیسا کہ ملک کو سر کیا ہے اسی طرح بولین کو بھی چھین کر فرانسیس لے چلون فیجر سن نے کہا یہ حضور کی کیا راے ہے فرمایا فرانسیس ہوٹیکر یہ چٹھی لکھی جاے تو مناسب ہے انہین سارے شک وشبہے بھی جاتے رہینگے اور دردِ مفارقت کا بہانہ بھی درست ہوجائیگا عرض کیا بہت اچھا مین حضور کے ہمراہ ہون جہان چاہیے تشریف لے چلیے شعر

چون ذرہ بہ خورشید رخت مہر بہ بستم
گر تیغ زنی از تو نجوانم بریدن

ہنوز یہ گفتگو ختم نہوئی تھی کہ لارڈ کوی انگ بادشاہان پرتگیز وہسپانیہ کیطرف سے عرضی لیکر حاضر ہوا جسکا مضمون یہ تہا کہ ہم دونو حضور کی قدمبوسی کا اسقدر اشتیاق رکھتے ہین کہ تحریر یا تقریر کے ذریعہ سے بیان نہین کرسکتے اگر اجازت ہو خلیج لسبکی کی راہ دو ایک روز کے واسطے خدمت اقدس مین حاضر ہوکر اپنی تمنا پوری کرجائین اور سبب اس عرضی کے لکھنے کا یون بیان کیا گیا ہے کہ شاہزادہ سبحان والا دودمان نے بعد فتح ملک فرانسیس کے لارڈ ویچپر متعینہ مہم کوہ پرنیز کو لکھ بھیجا تہا کہ بادشاہان پرتگیز وہسپانیہ ہمارے دوست ہین اونکے مقابلہ مین اب فوج رکھنے کی کچھ ضرورت نہین تم بھی چلے آؤ اور افسران لشکر راس روکا کو بھی ہماری طرف سے حکم بھیجدو کہ اپنی فوج بدستور خلیج لسبکی مین ہوکر لے پوتی کی جانب لے آوین جب لارڈ ویچپر نے اخیر ماہ اکتوبر تک اس حکم کی تعمیل کرکے بادشاہان پرتگیز وہسپانیہ کو مطلع کیا کہ شاہزادہ سبحان سرتاج خسروان نے تم دونو کو اپنے دامن حمایت مین لے لیا ہے اب اس طرف سے بے فکر ہوکر باطمینان تمام اپنے اپنے ملک کے انتظام مین مشغول ہوجاے تو اس عنایت بے غایت کے عوض مین بادشاہان پرتگیز وہسپانیہ نے خود شاہزادہ سبحان کی خدمت مین حاضر ہوکر قدمبوسی حاصل کرنا چاہا لیکن جب اس ارادہ سے دونو ایک جگہ میدرو مین جمع ہوگئے تو وزرا نے عرض کیا کہ بغیر اجازت آپکو ایسے وقت مین کہ وہ خود ایک مہم کے باعث متردد ہے تشریف لیجانا مناسب نہین اسلئے چند روز اون دونو کو اوس جگہ قیام کرنا واجب ٹھہرا یہانتک کہ انگلستان فتح ہوچکا تو چند حوائف بطریق نذر لارڈ کنوی انگ کی

معرفت شاہزادۂ بلند اقبال کی خدمت مین روانہ کرکے لکھا کہ ہم دونو حضور کی خدمت اقدس مین حاضر ہونا چاہتے ہین امید کہ براہ پرورش ہماری درخواست قبول فرمائی جائے اس عرضی کو شاہزادہ سبحان نے ملاحظہ کرکے اپنے رقعہ سے فرمایا کہ اگر فیچرسن اور ڈیوک کی جلدی کا خیال نہو تا تو ہم خود بادشاہان پرتگیز و ہسپانیہ سے ملاقات کرکے پہلے اونکی تمنا پوری کردیتے بعدہ فرانسیس تشریف لے چلتے تاہم چونکہ مجید نے عرض کیا خداوند نعمت صرف اتنی سی بات پر اپنے عزم بالجزم کو ملتوی کرنا کیا ضرور ہے حد کو بوسہ ہے کہ وہ چٹھی جسکا مضمون حضور نے ابھی ارشاد فرمایا تھا جہاز پر سوار ہوتے وقت فیچرسن سے لکھوا کر بوآلین کی خدمت مین روانہ کردی جائے اس رائے کو سب رفیقون نے پسند کیا بالکہ فیچرسن و ڈیوک بھی اس سبب سے کہ قریب کے قریب شاہزادی کو چٹھی پہونچ جائیگی راضی ہوگئے پھر تو شاہزادہ عالی تبار معہ یاران غمگسار جنمین ڈیوک اون ڈیون ہی شامل ہوگیا تہا بلا تکلف ۲۴ جنوری ۱۸۶۸ء کو لندن سے رخصت ہوکر ۲۵ کو پورٹس موتھ مین پہونچا اور ۲۶ کو وہان سے بوآلین کے نام چٹھی لکھوا کر خلیج لیسکی کی راہ بندرگاہ جہازون کے ہسپانیہ کی جانب روانہ ہوگیا **پہونچنا شاہزادہ سبحان** والا دودمان کا شہر میڈرڈ دارالسلطنت ملک ہسپانیہ مین اور پہنچنا ابوسعید کا شاہزادی لارڈلی کے پاس تشنیس مرض کے واسطے لکھا ہے کہ شاہزادہ شرماجاہ عالم پناہ ۲۶ جنوری ۱۸۶۸ء کو پورٹس موتھ سے روانہ ہوکر بارہوین روز شہر مل بوا مین پہونچا اور مل بوا سے موافق التماس لارڈ کنوی انگ کے چھوٹی چھوٹی منزلین کرتا ہوا دسوین روز گوڈیکسیا مین داخل ہوا (جو خاص دارالسلطنت سے مشرق کی جانب قریب پچیس میل کے واقع ہے) یہان بادشاہان پرتگیز و ہسپانیہ پہلے سے بطور استقبال کے آگئے تہے شاہزادہ سبحان کے پہونچتے ہی شرف دیدار سے مشرف ہوئے اور اوسی وقت اوسے اپنے ہمراہ لیکر میڈرڈ کو روانہ ہوگئے یون تو الیان ہسپانیہ نے وہ تمام راستہی باغ عالم کا نمونہ بنا دیا تہا مگر میڈرڈ سے ایلو لانگ جو قریب دس میل کے ہے وہ تجمل کیا تہا کہ دیکھکر انسان کی عقل حیران ہوتی تہی یعنی گذرگاہ خاص مین محل کا شانی کا فرش بچھوا کے اوسپر ریشمی سائبان کپھوا دئے تہے اور سایبانون کے گرد تازے پھولون کے ہار اس خوبصورتی سے ڈلوا دئے تہے کہ بالکل قدرتی چہار دیواری کا گمان ہوتا تہا اون مین کہین گنبدہی ہوتی کلیون سے دعائیہ اشعار کے عمارت پیدا ہوتی تہی اور کہین پھولون کے گچھون سے قریب قریب شاہزادے کی تصویر کھچی ہوئی معلوم ہوتی تہی اونکے دونو طرف برابر برابر جنگی فوجون کے پرے جمے ہوئے تہے

اور جابجا انگریزی باجے والے کمرین کسے ہوئے اپنے اپنے مقام پر مختلف قسم کی مبارکبادیان گا رہے تھے اوسوقت چونکہ شام ہوگئی تھی چارون طرف سیاہ کا ہجوم دیکھکر یہ شبہہ ہوتا تھا کہ شاید رنگ برنگ کے بادل زمین پر پانی پینے اوترآئے ہین اور یہ باجون کا شور وغل نہین ہے صرف انکے گرجنے کی آواز ہے اوسپر ننگی تلوارون کی سلامی بعینہ ابر غلیظ مین بجلی چمک جانیکا عالم دکھاتی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب مینہہ برسا چاہتا ہے شاہزادہ سبحان نے یہ سارا سامان ملاحظہ فرماتا ہوا غروب آفتاب کے بعد شہر پناہ کے اندر داخل ہوا لیکن روشنی کی کثرت اور عمارت کی صفائی سے وہان اوسوقت بھی گویا ٹھیک دوپہر ہورہی تھی کوئی دوکان ایسی رہتی جہان کم سے کم دس بیس ہنڈا گیس کے نہ جل رہے ہون اور کوئی گلی ایسی نہ تھی جسکو گلاسون کی چمک دمک نے کہکشان سے بہتر نہ بنا دیا ہو کہین کوئی روشنی کے غبارے چھوڑ رہا تھا کہین کوئی آتشبازی کا سامان کر رہا تھا اور خلقت کا تو یہ حال تھا کہ باوجود پولس کی روک ٹوک کے شاہزادہ کے دیکھنے کو چارون طرف سے سڑک پر ٹولی پڑتی تھی اور صدائے تحسین سے یہ ارادہ تھا کہ آج ہی آسمان کو زمین پر گرادیجئے غرض اسی دھوم دھام سے آہستہ آہستہ سواری نو بجے کے قریب خاص ایوان شاہی مین پہونچی وہان اوترتے ہی پہلے تو ارا کین سلطنت سے شاہزادۂ عالی تبار کو تندین دلوائی گئین بعدہٗ کھانا کھلوا کے تھوڑی دیر تفنن طبع کے واسطے مختلف قسم کے تماشے ہوتے رہے پھر بادشاہان پرتمیز دہ بہ پانیہ رخصت ہوئے اور شاہزادہ بلند اقبال خوابگاہ مین تشریف لیجاکر حسب معمول تصور دلدار مین خاموش پلنگ پر لیٹ رہا نا گہان قریب صبح کے کروٹین بدلتے بدلتے آنکھ جو لگ گئی تو عالم رویا مین دیکھتا کیا ہے کہ ایک شخص نہایت نحیف ونزار فقیرون کی شکل بنائے ہوئے میرے پائینتی بیٹھا یہ اشعار پڑھ رہا ہے مطلع

یار بے غم ہیچ جہانان نکہ گویم	جان از غم او رفت غم جان نکہ گویم
گویند طبیبان کہ بگو درد خود اما	در دیکہ گوید ہست دوا نکہ گویم

شاہزادہ نے اوسی حال مین نہایت مہربانی سے فرمایا اے شخص تو کون ہے اور کیون میرے دل مجروح کو پاش پاش کر رہا ہے اوسنے جواب دیا اے قبلۂ عالم حضور اپنے خادم باوفا کو اتنے ہی دن مین بھول گئے مین وہ ہی دیلکم ہون امریکا کا رہنے والا جو موافق ارشاد حکیم تھیاس الامراض صاحب کے جزیرہ سیلان مین حاضر ہوا تھا اور حضور نے ازراہ پرورش سرشار پر قران مرحمت فرمایا تھا لیکن باوجود اس لطف وکرم کے ہنوز وہ خار الم میرے کلیجہ سے نہین نکلا بلکہ اب تو اوسکی خلش نے

اسقدر ترقی کی ہے کہ جان کا بچنا ہی دشوار معلوم ہوتا ہے دیکھئے کبھی حضور کو غریبوں کی طرف توجہ ہوتی ہے یا نہین یہ سنتے ہی شاہزادۂ سبحان کی ایسی طبیعت بے چین ہوئی کہ مارے بیقراری کے اوسی وقت آنکھ کھل گئی گھبرا کر ماجدین مجید کو بلوایا اور فرمایا اے ماجدین نے ابھی ویلکم کو خواب مین دیکھا ہے اور ایسے کلمات پاس اوسکی زبان سے سُنے ہین کہ بے اختیار کلیجہ مُنہ کو چلا آتا ہے نہین معلوم وہ کہان ہے اور کس مصیبت مین گرفتار ہے کوئی ایسی تدبیر بتاؤ کہ اوسکی شکایت ہمارے ذمہ سے دور ہو جاے لیکن ہم کسی کے کام مین کوشش کیا خاک کرین پیش تو ایک بھی نہین جاتی دیکھو ابتداے ۱۲۵۲ ہجری سے اب تک کس کس کے لئے کمر ہمت باندھی اور ایک کی مراد پوری نہوئی نہ فیوزن کو مس روزی کی ملاقات میسر آئی نہ شمعون کو لیا خاتون کی نہ ایلین کو مس ورڈم کی نہ ڈکو کو آئیما کی نہ آنونشاط کو مٹیلڈا کی نہ مسٹا کو بریس کی نہ اینی کو فیچرسن کی نہ فیچرسن کو تو لین کی نہ ڈیوک کو ایلزبتھ کی نہ ویلکم کو لارڈلی کی نہ ٹکو خورشید لقا کی نہ سہکو اپنے محبوب بے وفا کی بلکہ اکثر تو انمین سے ہماری کوشش کے بعد ایسے غایب ہوئے ہین کہ آج تک اونکا پتہ ہی نہین لگا جیسے مس روزی - ٹنبیم - بریس اینی مٹیلڈا - شمعون اور لیا خاتون وغیرہ - ماجدین مجید نے عرض کیا انمین سے کوئی ایسا نہین ہے جو ایک ایک یا دو دو مرتبہ اپنے محبوب کے قدمبوسی سے معزز و ممتاز نہو چکا ہو البتہ واجب الرحم ہین تو ہم دو آدمی ایک ویلکم جو علاوہ صدمۂ مہاجرت کے لارڈلی کی بے التفاتی کا چرکا بھی کلیجہ پر کھاے بیٹھا ہے دوسرا مین کم بخت کہ باوجود معشوق کی نظر عنایت کے چوروں کی طرح مُنہ چھپا کر زمین سے بھاگ آیا اور لطف یہ ہے کہ حضور کو بھی غیرون کی مدارات سے کبھی اتنی فرصت نہین ملی کہ خدام کے حال زار پر توجہ فرمائی جاتی شاہزادہ نے مسکرا کر فرمایا یہ شکایت تمہاری جب لازم آتی کہ ہم اپنا علاج کر لیتے اور تمکو بھول جاتے آخر تم تو ایک بار صورت بھی دیکھ آئے ہو یہان تو ابتک نہ نام سے واقف ہین نہ نشان سے پھر کہو تمہین ہماری تسکین کرنی چاہئے یا ہمین تمہاری ماجدنے عرض کیا یہ سب سچ ہے لیکن ظاہر احضور کی ذات پاک مین تمام جہان کا صبر و سکون و تحمل و قرار و ثبات و وقار پیدا کر دیا گیا ہے وہم گمان سے لائین جو بلکل بابل تصویر رات دن خاموش بیٹھے رہین یہ بھی غنیمت سمجھئے کہ آج تک اوروں کی طرح شور و غل نہین مچایا ورنہ دل شوریدہ کا سینہ سوزان مین یہ حال ہے جیسے گرم دیگ مین پارا بھر دیا ہو واللہ نہ بیٹھتے چین ہے نہ اوٹھے آرام اب بھی اگر خبر لینی ہے تو لیجئے نہین حضرت دل خدا جانے کیا کیا کہتے

برپاکرینگے شعر | مرہمے نہ بردل افگارمن بہر خدا | بیش ازان روزیکہ کارمن زمرہم بگذرد | شاہزادہ نے فرمایا
جب تبسم خود تمہارے دیدار کی مشتاق ہے پھر تم کیون ایسے بے چین ہوے جاتے ہو ذرا صبر کرو آج ملاقات
نہو ئی کل ہوجائیگی کل نہ ئی پرسون ہوجائیگی البتہ ویلکم بیچارے کی مشکل ہے کہ لارڈ لی سبب غرور حسن کے
مطلق اوسکی صورت دیکھنا نہین چاہتی بلکہ دوبار صرف محبت کے جرم مین ایسی سخت سزا ئین دے چکی ہے کہ اگر
تم ہوتے تو شاید مرتے دم تک بھی ہوں کر اوسکی گلی مین قدم نہ رکھتے یہ کہکر ابوسعید کو بلوایا اور سارا قصہ ویلکم
کا از الف تا یا اوسکے روبرو بیان کرکے فرمایا ہم چاہتے ہین کسی تدبیر سے تم لارڈ لی کے پاس جاؤ اور یہہ دریافت
کرو کہ وہ ناحق اپنے عاشق صادق سے کیون اسقدر پرخاش رکھتی ہے اگر کوئی بے معنی سبب ہے جیسے ملک مال
کا غرور یا حسن وجمال کا خیال تو اوسے سمجھانا چاہیے کہ یہہ دونو نعمتین ایک نہ ایک روز فنا ہوجانے والے ہین
انپر گھمنڈ کرنا صرف حمقا کا کام ہے جہان تک ہوسکے ویلکم پر مہربانی کیجیے کہ محبت کرنیوالا اگر مہر و ماہ کا چراغ
لیکر ڈہونڈہے تو دونو جہان مین نہین مل سکتا علاوہ ازین لطف وکرم ایسے بےدل عزیز چیز ہے کہ تمام انبیاسے
مرسلین اور بادشاہان روے زمین نے اوسے پسند فرمایا ہے تم کس لیے ناحق نفرت کرتی ہو کیا سنا نہین کسی نے
کہا ہے قطعہ | گر روے زمین سراسر آباد کنی | زان بہ نبود کہ خاطرے شاد کنی | گر بندہ کنی بلطف آزاد ے را
بہتر کہ ہزار بندہ آزاد کنی | ابوسعید نے عرض کیا بہت بہتر غلام ابھی جاکر جہانتک ہوسکتا ہے اس معاملہ مین پیروی
کرتا ہے آیندہ ویلکم کی قسمت یہہ کہکر اوسی وقت چارلس والیٔ ملک ہسپانیہ کی خدمت مین پہونچا اور کہا شاہزادۂ ایران
سرتاج خسروان نے بعد سلام کے فرمایا ہے ہمارا ایک دوست ویلکم جسکو ہم مثل اپنے بھائیون کے سمجھتے ہین آپکی
غلامی سے سرفراز ہونا چاہتا ہے اگر ازراہ کرم اوسکی یہہ درخواست منظور فرمائی جاے تو تادم واپسین آپکا یہہ احسان
ہماری گردن پر رہیگا چارلس نے جواب دیا مین بھی شاہزادہ کا ہون اور لارڈ لی بھی اوسی کے ہے مجھے اوسکے حکم سے
کسی طرح عذر نہین جیسے چاہے بلا تکلف بھیجدے لیکن وہ کم بخت اوّل تو شادی کے نام سے نفرت رکھتی ہے دوم
تین یا ساڑہے تین برس سے ایسی سخت بیمار ہے کہ مطلق کسی کو اوسکے بچنے کی امید نہین خدا جانے کیا بیماری ہے
کہ جون جون علاج کیا جاتا ہے زرد پڑتی جاتی ہے ابوسعید نے کہا شاہزادۂ عالم پناہ تو فرماتے تھے کہ شاہزادی
مرغ عشق یرقان مین مبتلا ہے پھر آپ ایسے کلمات یاس کیون فرماتے ہین جواب دیا ان تانے کو تو سب یرقان ہی

بتاتے ہین مگر فایدہ کسی کے علاج سے بھی نہین ہوتا ابوسعید نے کہا اگر اجازت ہو تو مین بھی کہہ کر دیکھ لون ایک نظر اوسے دیکھ آؤن گو فن طبابت میرا پیشہ نہین ہے مگر شاہزادہ دام اقبالہ کے فیضان صحبت سے بالکل ناواقف بھی نہین ہون شاید میرے ہی ہاتھ سے خدا وند کریم نے شفا لکھی ہو اور ساتھ ہی اس قطعہ کا مضمون بھی سنا دیا **قطعہ**

گہ بود کز حکیم روشن رائے	بر نیاید درست تدبیرے	گاہ باشد کہ کودک ناداں	بغلط بر ہدف زند تیرے

چارلس نے یہ تقریر سنکر صرف اس خیال سے کہ شاید مرض یرقان کا کوئی مجرب نسخہ اسکے پاس ہو فوراً ابوسعید کو لارڈلی کی خدمت مین پہونچا دیا لیکن وہان یرقان کا یا خفقان کا کیا کام تھا وہ بیچاری تو صرف عشق مین مبتلا تھی یعنی جو زردی شدت تپ ہجرت کی باعث اوسکے چہرہ پر پھوٹ نکلی تھی اوسی کو ڈاکٹرون نے اپنی بیوقوفی سے یرقان تجویز کر رکھا تھا ابوسعید نے یہ صورت دیکھکر اطبا کی تشخیص پر نہایت تعجب کیا اور اپنے دل مین کہنے لگا افسوس شاہزادۂ عالی تبار کو تو یہ گمان ہے کہ لارڈلی غرور سلطنت کے باعث ویلکم کی طرف متوجہ نہین ہوتی اور یہ دل افگار خود کسی کے خنجر ظلم وستم کی ایسی مجروح ہے کہ شاید اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہ رکھتی ہو اب مین کرون تو کیا کرون اگر حسب منشاء آقا مے نامدار ویلکم کا ذکر اسکے آگے چھیڑتا ہون تو شاید یہ مجھ سے بات بھی نہ کرے اور جو بغیر تحقیقات کامل یہان سے لوٹنے کا ارادہ کرتا ہون تو سراسر میری حماقت ثابت ہوتی ہے بہرحال پہلے کسی تدبیر سے یہ دریافت کر لینا چاہیے کہ یہ کسکے دام الفت مین اسیر ہے پھر جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا یہ سوچکر لارڈلی کے پاس جا بیٹھا اور کہا اے شاہزادی ظاہرا آپکو میڈرڈ کی آب وہوا موافق نہین ہے اور بیشک یہان کی آب وہوا ایسی ناقص ہے کہ اکثر لوگ اس سرزمین کا رہنا پسند نہین کرتے واللہ اعلم آپ کیا سمجھکر یہان پڑی ہوئی ہین اس چھپڑ چھاڑ سے ابوسعید کا صرف یہ مطلب تھا کہ اگر باشندگان ہسپانیہ مین سے کسی پر لارڈلی مفتون ہو گئی تو بیشک اسکو یہ گفتگو ناگوار گذریگی لیکن اوسنے برخلاف اسکے ابوسعید ہی کے کلام کی تائید کی یعنی بڑی حسرت سے کراہ کر جواب دیا ہر مجبور کمان جائیے آخر جہان کی مٹی لکھی ہوتی ہے ومین انسان رہتا ہے بقول شخصے **شعر**

پابند ہوس حاجت زنجیر ندارد	دام است ہمین بوے عسل پاے مگس را	چونکہ اس	

جواب سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ اہل ہسپانیہ مین سے کسی کے ساتھ اسکو تعشق نہین ہے اسواسطے ابوسعید نے اچھی طرح چہرہ پر نظر جما کے تقریباً اوسکے روبرو اور ملکون کے نام لینے شروع کئے تاکہ خاص مقام معشوق پر کلیجہ کے

دھرکنے اور نبضون کے پہرکنے سے باسانی چور پکڑ لیا جائیگا یعنی کہا اے شاہزادی آپ ماشا اللہ ایسی عقلمند ہو کر یہ کیا فرماتی ہین کیا حضرمین کسی قسم کی تکلیف ہو تو سفر کرنا کچھ بُری بات ہے البتہ ہند کے باشندے اس طرح اپنی مجبوری بیان کرین تو ہوسکتا ہے کیونکہ اونکے مذہب مین شاستر کی رو سے خاص حدود اربعہ کو چھوڑ کر دوسرے ملک مین جانا بالکل منع ہے نہ وہ بیچارے شمال مین ہمالیہ کے پار ملک چین و تبت و تاتار وغیرہ کی سیر کرسکتے ہین نہ مشرق مین برہما۔ سلمٹ۔ سیام۔ جاپان و ملاکا مین قدم رکھ سکتے ہین نہ مغرب مین دریاے سندہ کو عبور کرکے ملک فارس کے کسی حصے کو شمل افغانستان۔ بلوچستان۔ ایران و تورات وغیرہ کے دیکھ سکتے ہین اور جہاز پر سوار ہونا تو بالکل ہی دشوار ہے پہر اون ملکون مین جانا کہان نصیب جنکو سمندر نے جدا کر دیا ہے باوجود اسکے مین نے اپنے ایک دوست روسی کی زبانی ایک ایسا عجیب وغریب قصہ سنا ہے کہ شاید آپ بھی اوسے استماع فرماکر نہایت متعجب ہونگی وہ کہتا تھا مین نے کسی تاریخ مین لکھا دیکھا ہے کہ بھارت برش کا راجہ چندرسروپ (جو کسی زمانہ مین بہت بڑا راجہ ہوگیا ہے) اپنی ایک رانی مدہ مالتی نام سے اسقدر محبت رکھتا تھا کہ رات دن اوسکی ناز برداری کرتے کرتے اکثر ہندوستان کے بڑے بڑے حصون مین تریا سیو کے نام سے مشہور ہوگیا تھا اور وہ رانی غرور حسن کے باعث کبھی بھی طرح اوس سے بات بھی نکرتی تھی التفات کرنیکا تو کیا ذکر ہے بلکہ بجاے خود محبت کے نام کو ایسا بڑا جانتی تھی کہ اگر حیانا کوئی کسی عاشق و معشوق کا ذکر اوسکے روبرو کر بیٹھتا تھا تو وہ ناک بھون چڑہا کے اپنے پاس سے اوٹھا دیتی تھی اتفاقیہ ایک روز اوسی خرد ماغ کی سواری کہین باہر سے محلون مین آتی تھی کہ ایک بہروپیا کا یا پلٹ نام اوسی راج کا ملازم کسی رومی جوان کا بہروپ بھر کر عین راستے مین آن کھڑا ہوا اور موافق دستور بہروپیون کے خوش طبعی کی راہ سے کہنے لگا اے مہارانی مین ایک غریب سوداگرزادہ ہون عرب کا رہنے والا ترکی نژاد قلبا بیت میرا نام ہے بہت دن ہوے کچھ اسباب انگلستان سے لیکر یہان آیا تھا وہ مہاراج نے پسند فرماکر خرید ہی لیا ہے مگر ہنوز قیمت عنایت نہین فرمائی امیدوار ہون کہ حضور سے حال زار پر رحم فرماکر اپنی جیب خاص سے اوسکی قیمت دلوادین اس آواز کے لگاؤ پر یکایک رانی کی نظر جو اوسپر جا پڑی بس پڑتے ہی دل کے سو ٹکڑے ہوگئے گویا پہلو مین شیشہ تھا کہ محبت نے پلکون سے اوٹھا کر دور سے پتھر پر چھوڑ دیا یا آنکھون مین جادو بھرا ہوا تھا کہ ایک آئینہ رو کا سہارا پاکے اپنے ہی اوپر لوٹ پڑا اپنی مدہ مالتی باوجود اس تکبر و تنفر کے اوسکی مصنوعی صورت پر ایسی فریفتہ ہوئی

کہ محلون مین پہونچتے پہونچتے سارے عشق کے آثار اوسکے چہرہ پر نمودار ہوگئے ہر چند طبیعت کو روکا دل کو سمجھایا مگر مطلق پیش نہ گئی سینے مین آگ کے شعلے بھڑکنے لگے اور آنکھون سے (روکتے روکتے) دو ندیان گنگا اور جمنا کی طرح پھوٹ بہین اوسوقت سوائے اسکے کچھ بن نہ آیا کہ لوگون سے علالت طبع کا بہانا کرکے ایک گوشہ مین چارپائی اور قلب ماہیت کی یاد مین اسقدر پھوٹ پھوٹ کر روئی کہ دیدہ بلا دیدہ ہین ایک بوند آنسو کی باقی نرہی ہوتے ہوتے قریب شام کے راجہ کو بھی خبر پہونچ گئی کہ آج رانی صاحبہ کی طبیعت نہایت بے چین ہے اوسنے گھبراکر بیدرن کو وکہلایا اونھون نے دوچار ہی پہر کی تپ مہاجرت کو پورانی جوری سمجھکر مالتی بسنت وچندراوتی اور چورنکس وغیرہ کو تجویز کیا لیکن کسی سے بانشتہ سے ایسے کشتہ فراق کو کیا خاک فایدہ ہوتا تھا جون جون دوا کی گئی آپ ہی کی طرح اوسکی بھی طبیعت طاق ہوتی چلی گئی یہانتک کہ آٹھہ دس روز کے عرصہ مین کروٹ بدلنا تو درکنار رہچاری کو آہستہ سے کراہنا بھی دشوار ہوگیا پہر تو مجبور کسی طرح اوسنے اپنے راز کو چھپانا مناسب نہ سمجھا چپکے سے اپنی ایک سہیلی سن موہن کو تخلیہ مین بلاکر ساری اپنی لمبی داستان اوسکے روبرو بیان کی اور کہا اے من موہن جب سے مین نے اوس سوداگرزادہ کو دیکھا ہے میرا دل میرے قابو مین نہین معلوم ہوتا نا تہ تو کہتے ہین کہ گریبان کے ٹکڑے اوڑائے اور کلیجہ اوچھل رہا ہے کہ میری تسکین منظور ہے تو انھین سینہ پر سے نہ اوٹھائے اب پرمیشر کے لئے کوئی ایسا بچار کر کہ یہ پردے کی لگی ہوئی آگ ٹھنڈی ہوجائے نہین یہ میری آتما کو میرے ہی سریر کی چتا بنا کر ایک نہ ایک روز ضرور بھسم کردیگی **دوہرہ** جیون اب سنگت پنڈوان بیو ہم نہ جور ۔ تس بر بس پر کاہو دوا کیجے

برنبہ سور اوسنے عرض کیا اے مہارانی آپ یہ کیا فرماتی ہین ایسے دشٹ سے پریت کرنا کونسے دیس کی ریت ہے وہ تو آپ جہ تیری اوچیارے اور اندھیرے کی کیا برابری اگر ایسا ہی سہما سے من اوچاٹ ہے تو اپنے نرنکار سے چت لگائیے جو دین و دنیا دونو سنسارمین اوسکا پھل پائیے جواب دیا **شعر** سنکے پہیرت جگ گیو تو ڈن من کو پھیر ۔ کرکے سنکے چھانڈ کے من کے مٹکے پھیر اے پاپن تو نے اپنی ساری عمر مالا جپنے مین گنوائی مگر افسوس من کا پھیرا نہ بنا نہ آیا بلا یہ وقت کتا سانے کا ہے یا دیکھتی ہوئی آگ بجھانے کا مین دیکھتی ہون اپنی جان سے تنگ بیٹھی ہون تجھے دل لگی سوجھی ہے دیکھئے ایسی بیکلپی اور بے بسی مین کونسی منتری میرا ساتھ بھی دیتا ہے یا نہین **دوہرہ** ہاے دئی کاسے کہون میری مورے بھاگ ۔ پرایدی جیو مت ہے یہ پردے کی آگ غرض دوچار باتین ایسی

یہ ہی سنا ئین کہ تن موہن اپنی نصیحت سے شرمندہ ہو کر سیدہی قلعہ پاہیت کی تلاش مین کاروان سراے کی طرف دوڑی گئی قضا عند اللہ سراے کے دروازہ پر وہ ہی کایا پلٹ بہروپیا کھڑا تھا من موہن نے جاتے ہی پہلے توسی قلعہ پاہیت کا حال دریافت کیا اوسنے کہا مان ایک سوداگر اسی نام کا ٹھہرا ہوا تھا مگر کئی روز ہوے اپنے اسباب کی تیمت راجہ سے وصول کر کے فرنگستان کی طرف چلا گیا من موہن نے بجنسہ یہ ہی تقریر مدہ مالتی کی خدمت مین جا ظہر کر گذارش کردی وہ سنتے ہی فرط غم سے پچھاڑ کھا کر گر پڑی اور کہا دوہہ بہر تری بھوا پنکلا آہ کرت جیو دینہ ہون پاپن جو جیت ہون بھئی دوس ہم کینہ آے من موہن اب زندگی کا کچھ لطف نہین رہا یا تھوڑا سا زہر لا دے کہ مین کہا کرآرام سے سو رہون یا کوئی ایسی صورت نکال کہ مین بدنام ہی نہون اور ایک بار اوسکے قدمون تک پہونچ جاؤن اوسنے عرض کیا یہ تو مین نہین کہہ سکتی کہ عشق کر کے آپ بدنامی سے بچ رہین کیونکہ اگر بالفرض محال آپنے زبان سے اپنا حال نہ بیان کیا تو علامات عشق کا (مثل آہ وفغان وغیرہ کے) کیا علاج کیجیگا لیکن حتی المقدور مین وہ ہی تدبیر نکالتی ہون جسمین راز فاش نہو آیندہ گوسین کے ہاتھ ہے یہ کہکر دو ایک روز مین کسی خواص کی معرفت راجہ کے دل میں یہ بیٹھا دیا کہ مہارانی کو صرف آسیب کا خلل ہے اگر پیدون کے عوض سیانون کا علاج کیا جاتا تو اب تک کبھی کا آرام ہو گیا ہوتا اور آپ تمام سیانون کو کچھ لالچ دیکر یہ سمجھا رکھا کہ اگر مہاراج تمکو یا دفرمائین تو علاوہ دان کے اس روگ کا اُپاؤ گنگا ساگر کا اشنان تجویز کرنا چنانچہ یہ ہی ہوا کہ جب راجہ نے سیانون کو بلوا کے رانی کا حال سنایا تو اونمون نے موافق تعلیم تن موہن کے کیشل نی کے مندر کا اشنان تجویز کیا اور راجہ بھی ہم خرما وہم ثواب سمجھکر بلا تکلف اس علاج پر راضی ہو گیا یعنی بخوشی خاطر مدہ مالتی کو ہزار آدمی کی جمعیت سے گنگا ساگر کی طرف روانہ کر دیا لیکن اوس زمانہ مین چونکہ خشکی کا راستہ نہایت دشوار گذار تھا اسواسطے اکثر عمائدین اور رؤسا بہا کیرتی مین ہو کر پہلے چندر نگر جاتے تھے (جو اسی چندر سروپ کا بسایا ہوا ہے) بعدہٗ جہازون پر سوار ہو کر دو چار روز مین گنگا ساگر جا پہونچتے تھے تاکہ سندربن کی آفتون سے بھی محفوظ رہین کیونکہ انکے مذہب مین جہاز پر سوار ہونا اوسی حالت مین دوش ہے کہ کچی رسوئی وہان بیٹھکر کھائی جاے باقی جہاز کے مس کرنے سے کچھ گناہ لازم نہین آتا غرض جب مدہ مالتی اس تدبیر صایب سے جہاز پر سوار ہو کر قریب گنگا ساگر کے پہونچی تو من موہن نے ناخدا کو چپکے سے ایک توڑا ہزار اشرفی کا دیکر کہا مہارانی فرماتی ہین ہمکو ملک فرنگستان کے دیکھنے کی ازبس تمنا ہے

اگر تم ہمارے سامانہ والون کو کسی بہانے سے راستہ مین اوتار کے صرف ہم دونو کو مقام مقصود تک پہونچا دو تو ہم تمکو بہت کچھ انعام دلوائینگے لیکن کسی کو یہ ثابت ہو کہ خود مہارانی نے یہ حکم دیا ہے ورنہ لوگون کو مذہب ترک کرنیکا گمان ہوگا اوسنے تھوڑی دیر تامل کرکے جواب دیا بہت بہتر انشاء اللہ تعالیٰ کسی کے فرشتون کو بھی ثابت نہوگا اور وہین سے جہاز کا رُخ پھیر کر یکایک غل مچا دیا کہ باد مخالف کے باعث خود بخود جہاز جنوب کی طرف بہتا چلا جاتا ہے اب میرا کچھ بس نہین چل سکتا دیکھئے یہان سے صحیح سلامت نکلنا بھی ہوتا ہے یا نہین یہ سنتے ہی سب کے سب مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگے خصوصاً برہمن دیوتاؤن کا تو گویا مانا کی طرح دھوتیون مین پیشاب خطا ہو گیا یہ کسی کو بدن کا ہوش رہا نہ جنیو کا دو شب بار حیرت زدہ سطح آب کو دیکھتے تھے اور ہر گنگا ہر گنگا کا شور مچا مچا کے جہاز کو سر پر اوٹھائے لیتے تھے لیکن ایسے دریاے ناپیدا کنار مین گنگا بیچاری کا کیا بس چلتا تاہم وہ اپنا ہی بھجن گاتے رہے اور نا خدا دانستہ جہاز کو قریب جزیرہ نکوبار کے لے پہونچا (جو خلیج بنگالہ کے جنوب مین واقع ہے) کئی روز بعد جزیرہ مین کی صورت دکھائی دی سب نے گھبرا کر نا خدا کے قدمون پر سر رکھ دیا اور کہا اے ماہو یہی بھگوان کی مورت جو تم اپنی کرپا سے ہمین دو چار روز کے لئے ہی اس ٹاپو مین اوتار دو تو ہانو ایک پرتھی کے دیوتا کرنیکا گوسیان کے گھر سے پہل پاؤدہ تو آپ ہی اونکی فکر مین لگا ہوا تھا سوا سے مدد مالتی اور من موہن کے سب کو اوس جزیرہ مین اوتار کے سیدھا فرنگستان کی طرف ہو لیا اور بموجب ارشاد مہارانی کے چند روز بعد جہاز کو پہنچا کر کے ایک جنوبی راس ونسینٹ نامی لگا جا لگایا وہان پہونچکر دونو نے مردانہ بھیس بدلا اور دو یا تین برس تک برابر تمام فرنگستان کی خاک چھانی یعنی پرتگال - ہسپانیہ - فرانسیس - اٹلی - سوئٹزرلینڈ - جرمنی - بیلجم - انگلینڈ - اسکاٹلینڈ - آئرلینڈ - پرشیا - ڈنمارک - نورے - سویڈن - نیپ لینڈ - رشیا - پولینڈ - آسٹوریا - ترکی وغیرہ ایک ایک ملک مین قلب ماہیت کو تلاش کیا مگر کہین اوس کم بخت کا پتہ نہ لگا جس سے پوچھا اوسنے یہی جواب دیا ہم اوسے نہین جانتے شاید کوئی چھوٹی پونجی والا آدمی ہوگا آخرش یونان کے ایک ملک التجار ابو الفضائل نام نے کہا اے صاحبو مین جانتا ہون تمکو یہ نام کسی نے دل لگی سے بتا دیا ہے یا خود تمہین کو یاد نہین رہا کیا معنی ترکستان کے ایک ایک سوداگر سے مین واقف ہون اور افریقہ مین بربر مصر نوبیا ابا سینیا - زنجبار - نوبر نیلو - حبش - سنی گمبیا - گینگو - مراکو - کفرستان اور صحرا وغیرہ سارے ملک

میرے دیکھے ہوئے ہیں کہیں قلب ماہیت آج تک کسی کا نام سننے میں نہیں آیا بتر ہے کہ تم اوسکی ملاقات سے باز رہو میٹھو یا یہ کرو کہ چند روز کے واسطے مکہ معظمہ چلے جاؤ وہاں ایام حج میں اکثر کل قومیں جمع ہوتی ہیں خصوصاً عرب اور ترکستان کا کوئی ایسا سوداگر نہیں ہے جو وہاں نہ جاتا ہو کیا عجب ہے کہ تمہارا مطلوب بھی آجائے اور تم اوسکی صورت دیکھکر پہچان لو یہ سنے مدہ مالتی کو یہ بات پسند آئی اوسی روز یونان سے روانہ ہوکر دو مہینہ ابعد مکہ معظمہ میں پہنچی اور ایام حج تک طواف کعبہ میں مشغول رہی لیکن قلب ماہیت کی زیارت وہاں بھی نصیب نہوئی قصد مختصر جب سب جگہ تلاش کرلیا اور کہیں پتہ نہ پایا تو بوجود دونوں موافق رسم اہل ہند کے بوگیا لباس پہن کے شہر عدن کے کسی مشہور گماشتہ پر اس خیال سے ہو میٹھیں کہ اگر وہ بموجب اپنے قول کے عرب کا رہنے والا ہے تو کبھی نہ کبھی اس بندر پر بھی ضرور ہی تشریف لائیگا بقول کسی شاعر کے شعر

اوس سے مل ہی جائیگا جو کبھی تو جائیگا
شوق وصول و حیرات رندانہ چاہیے

اب راجہ چندر سروپ کا حال سنئے اوہر تو مدہ مالتی اپنے فرضی محبوب (قلب ماہیت) کی تلاش میں اس طرح دیس بدیس خاک چھانتی پھرتی تھی اوہر چندر سروپ مدہ مالتی کے فراق میں مرغ بسمل کی طرح تڑپ تڑپ کر ایک ایک گھڑی کاٹتا تھا خصوصاً جب سے یہ سن لیا تھا کہ جہاز بحر اعظم میں پڑکر بادخالف کے باعث کسی طرف کو بہہ گیا فرط رنج والم سے تمام سلطنت کا کاروبار چھوڑ دیا تھا یہ کھانے کا ہوش تھا نہ پینے کی خبر پرایا آنے جانے والے سے مدہ مالتی کا حال پوچھتا تھا اور رات دن رو رو کر یہ دوہرہ پڑھتا تھا

دوہرہ | ایسی کس کو بیتی ہے جیسی تم بیتائے پیو | جیسے کمال لوہار کی سانس لیت بن جائے | اور کبھی کہتا تھا

دوہرہ | کاہے کو سب کنکری نینن میں سب رات | روتوں روتوں تن دہن ہوٹے کسوں تہا یہ بہات

جب اسی طرح کئی سال گذر گئے تو اوسکے نالہ بے اثر نے اثر کیا یعنی ایک سوداگر نخوزنام ملک عرب سے کچھ گھوڑے لیکر چندر سروپ کی خدمت میں حاضر ہوا راجہ نے حسب عادت اوس سے بھی مدہ مالتی کا حال دریافت فرمایا اوسنے جواب دیا مدہ مالتی سے تو میں واقف نہیں لیکن دو جوگی البتہ خاص ہند کے باشندے عرصہ دراز سے عدن کے کنارے دھونی رمائے بیٹھے ہیں واللہ اعلم اونمیں کوئی مدہ مالتی بھی ہے یا نہیں یہ حکایت سنتے ہی چندر سروپ نے اپنے ایک دیوان سہاسنگم کو حکم دیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو تم بذات خود اون جوگیوں کا حال تحقیق کرکے ہماری خدمت میں عرض کرو مبادا جہاز تباہ ہوکر اودھر جا لگا ہو اور مدہ مالتی نے کسی سبب سے اپنا لباس

تبدیل فرمایا ہو اگرچہ سہاسنگم عرب کا جانگداہ عظیم کا باعث سمجھتا تھا لیکن مجبور راجہ کے حکم سے سو چند ملازمین
کے روانہ ہوا اور عدن مین پہونچکر اون دونو جوگیون کو تلاش کیا دیکھا تو فی الحقیقت ایک مدہ مالتی ہے اور ایک
اوسکی چیری ہن سو مہن پوچھا اے مہارانی تم یہان کہان یہ سنسکار رانی صاحبہ کا تو خون خشک ہو گیا مگر من موہن سے
نہایت آداب سے ڈنڈوت کے لئے سر جھکا کے کہا اے دیوان صاحب سچ تو یون ہے آپکا وقت پر پہونچ جانا
ہماری زندگی کا باعث ہو گیا ہے مہاراج کے چرنون سے جدا ہو کر رانی صاحبہ نے آج تک جو جو مصیبتین اونہائین
مین کچھ عرض نہین کر سکتی خیر چندر نگر تک تو جو کچھ تکلیف ہوئی وہ قابل شکایت نہین ہے وہان سے جب جہاز مین
سوار ہو کے ہم لوگ آگے کو روانہ ہوے تو یکایک باد مخالف چل نکلی جسکے باعث خود بخود جہاز ایک جزیرہ غیر آباد
مین جا لگا آپ جانتے ہین ہم مین سے کبھی کوئی جہاز پر کا ہیکو سوار ہوا تھا مدت بعد جو زمین کی صورت دکھائی دی
سبنے نا خدا سے اوس جزیرہ مین اوترنے کی درخواست کی اوس بیچارے نے رحم کھا کے بلا عذر سب کو اوتار دیا
صرف ایک مہارانی اور ایک مین باقی رہ گئی تھی کہ دور سے ایک جہاز ہماری طرف آتا ہوا دکھائی دیا خدا نے
گھبرا کر کہا یہ جہاز سمندری ڈکیتون کا ہے اگر یہ لوگ قریب پہونچ گئے تو بیشک مال و اسباب بھی لوٹ لین گے
اور جہاز کو بھی تباہ کر دینگے مناسب یہ ہے کہ جہاز کا لنگر یہان سے اوٹھا دیا جاے آیندہ تمکو اختیار رہے
پہلے تو مجھے ساتھ والون کا خیال آیا پھر سوچی ہماری رانی صاحبہ سلامت رہین تمام ہم جیسے ایک نہین ہزار
ہو جائینگے یہ خیال کر کے مین نے جہاز کا لنگر اوٹھوا دیا تاہم اون کم بختون نے ہمارا پیچھا نہ چھوڑا کئی روز برابر
ساتھ ساتھ چلے گئے آخرش ایک مقام پر جہاز کو آملا یا اور تمام اسباب لوٹ کر ہم دونو کو بھی گرفتار کر لیا لیکن
اتنی خیر ہوئی کہ افریقہ مین پہونچکر ہمین ایک سوداگر عرب کے ہاتھ بیچ ڈالا اور اوسنے عدن مین آتے ہی ہمکو آزاد
کر دیا کیونکہ عین جہاز کے لنگر ہوتے وقت کسی نے اوسے لڑکا پیدا ہونیکا مژدہ سنایا تھا غرض پیشہ کی دیا سے
ہماری جانین تو بچ گئین لیکن اپنے ملک مین پہونچنے کی کوئی تدبیر نہین پڑی آخرش بیٹھے بیٹھے ایک روز یہ سمجھ مین
آیا کہ جوگیا لباس پہن کے سراندیپ ہو بیٹھئے شاید رفتہ رفتہ مہاراج کو خبر پہونچے اور وہ ہمارے شبہہ مین کسی معتمد کو
روانہ فرماے چنانچہ ایسا ہی کیا اور نتیجہ اوسکا یہہ نکلا کہ آج عرصہ دراز بعد آپکے چرن دیکھنے مین آئے اب جسطرح
ہو سکے مہارانی صاحبہ کو یہان سے لے چلیے کہ انکے مرض کا کچھ علاج کیا جاے ہنوز یہ اوسی آسیب مین گرفتار ہین

اور رات دن رو رو کر اپنی آدھی جان کھے ڈالتی ہین یہ سنکر سہاسنگم نے مدہ مالتی کو جہاز مین سوار کیا اور چند روز بعد اوسی لباس سے مہاراج کی خدمت مین پہونچا کے ساری سرگذشت جو سن موہن کی زبانی سنی تھی مو بمو اوسکے روبرو بیان کردی مہاراج نے اس کارنمایان کے صلہ مین ایک معقول جاگیر اوسے عنایت فرمائی اور ازسر نو بیدون کو طلب فرما کے مدہ مالتی کا علاج کرنا شروع کیا لیکن مرض عشق کی دوا آج تک سوائے وصل یا وصال کے دوسری پیدا نہین ہوئی بمقدور دوڑ دھوپ کیگئی اوسی قدر سودا اور بڑھتا گیا یہان تک کہ ایک ہی دو مہینے مین کھانا پینا اوٹھنا بیٹھنا ہنسنا بولنا سب کچھ چھوٹ گیا فقط ایک قلب ماہیت کا نام یاد رہ گیا سو بھی جب کبھی زبان پر آتا تھا پھر دن دل ناکام سینہ مین تڑپتا رہتا تھا جب رفتہ رفتہ یہ خبر عام ہوگئی تو کاپالیٹ نے اپنے دل مین کہا ظاہرا مہارانی اوسی خیالی تصویر کی محبت مین مبتلا ہین جبکا مین نے ہنسی سے قلب ماہیت نام بتا دیا تھا اگر پھر وہ ہی بہروپ بھر کر دکھایا جاے اور اوسکی اصلیت سے بھی آگاہ کردیا جاے تو یقین ہے یہ ساری بیماریان ایک ہی دن مین جاتی رہین یہ سوچکر راجہ صاحب سے عرض کیا آن داتا مجھے ایک آزمودہ عمل ہوت پلید اوتار نیکا یاد ہے اگر اجازت ہو مہارانی پر بھی اوسے آزما دیکھون ارشاد ہوا کیا مضایقہ ہے جسکے علاج سے آرام ہوجاے اچھا ہے غرض کاپالیٹ مہاراج سے اجازت حاصل کرکے دوسرے روز علی الصباح در دولت پر گیا اور ایک علیحدہ کمرے مین اوسی رومی جوان کا بہروپ بھر کر دفعتاً مدہ مالتی کے روبرو جا کھڑا ہوا چونکہ اوسے خواب وخیال مین بھی وصال محبوب کی امید نہ تھی آنکھ سے آنکھ ملتے ہی مارے خوشی کے کلیجہ پھٹ گیا صرف اتنا تو اپنی زبان مین کہنے پائی

شعر

وقت مرون دامن قاتل بدست آمد مرا	بیت یہ وقت آزمودے دل بدست آمد مرا

باقی یہ کیفیہ معلوم ہوا کہ کیا اوسکے دل پر صدمہ گذرا اور کیونکر وہ جہان فانی سے کوچ کرگئی جب یہ ماجرا راجہ سے بیان کیا گیا تو اوسنے اوسی وقت اوسکے غم مین جوگیا باس پہن لیا اور حکم دیا کہ کاپالیٹ کو بھی زندہ اوسی کی چتا مین چنکر پھونک دو قصہ مختصر عشق ناکام کا انجام یہ ہوا کہ دونون عاشق ومعشوق دم بہر مین خاک کی ڈھیری بنکر رہ گئے گو معشوق اصلی تھا مگر نام کی تاثیر نے اوسے بھی زندہ نہ چھوڑا سچ ہے

شعر

کشتگان عشق وارد نہ گذارد ت بدیسان	جنازہ گرہ آئی بہ مزار خواہی آمد

یہ حکایت عجیب اور ولیت غریب دل سے آخر تک سنگ لاروڈی نے منہ پھیر لیا اور کہا

شعر

عشق ازین بسیار کردست وکند	سحر ازنار کردست وکند

یہ حضرت عشق ہین انکی جہانتک تعریف کیجے تھوڑی ہے اور جسقدر انکو بڑھاتے چلے جائیے

ہمارے نزدیک بہت کم ہے کیا سنا نہیں **شعر** اگر عشق نبودے و غم عشق نبودے | چنین سخن نفتر کہ گفتے کہ شنیدے

اسپر ابو سعید کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ عورت باوجودیکہ از سر تا پا عشق مین ڈوبی ہوئی معلوم ہوتی ہے لیکن کسی طرح اپنے معشوق کا پتہ نہین لگنے دیتی سوائے امریکہ کے تمام ملکون کے نام اسکے سامنے لئے گئے اسنے کسی پر بھی گردن نہ ہلائی اسکا کیا سبب ہے شاہزادۂ عالی تبار کا یہ گمان غلط ہے کہ لارڈلی کو ویلکم کے ساتھ محبت نہین آو چلتے چلتے اوسکا بھی ذکر چھیڑ دیکھو جو کچھ معاملہ ہوگا آپ ہی ظاہر ہو جائیگا یہ سوچکر کہا بیشک آپ سچ فرماتی ہین عشق ہرگز نہین چھپتا مین روسیاہ بھی اوسی کے طفیل اس پڑاپے مین در بدر مارا پھرتا ہون لارڈلی نے سکر کہا شاید اللہ کریگا آپ ہی کسی کی زلف مسلسل مین گرفتار ہین جواب دیا مین تو نہین ہون لیکن جسکے واسطے مین امریکہ سے ہزار کوس کا سفر طے کرکے آیا ہون اوسے البتہ لوگ کسی کا عاشق بتاتے ہین بس امریکہ کا نام سنتے ہی دل بے چین ہو گیا کلیجہ اُلٹون اُچھلنے لگا لیٹے لیٹے گھبرا کر اوٹھ بیٹھی اور یہ شاہزادہ کون ہے جسنے لوگ عاشق مشہور کرتے ہین ابو سعید نے کمالے شاہزادی مفصل یون ہے کہ مین بیچارہ بڈھا تجارت پیشہ آدمی ہون تبولبرک کا رہنے والا خداوند کریم نے مجھے ایک لڑکا عنایت فرمایا ہے نہایت حسین زہرہ جبین رشک خورشید غیرت ناہید گل اندام ویلکم نام جسکی زلف عنبر کو شب دیجور کہون تو بجا ہے اور چہرۂ منور کو شمع نور سے تشبیہ دون تو روا ہے **نظم**

رخے چون گل و آب گل ریختہ	میان لاغر و سینہ انگبختہ	جمالے چو در نیمروز آفتاب
بشہر ہیچ از گل شکر نوشتر	کہ تمکین تر گس بہ خواب	پنرمی رکل از زک آغوش تر

قریب تین برس کے ہوے کہ وہ بیمار ہو کر بطریق سیر ملک فرنگستان مین وارد ہوا تھا نہین معلوم کیا ایر میر پڑا کہ خاص آپکے شہر ہیڈرڈ مین ہو پہنچکر بیمار ہو گیا اور ایسا بیمار ہوا کہ ساتھ والون کو بالکل اوسکے بچنے کی امید جاتی رہی جب یہ خبر مجھے پہونچی تو مین خود امریکہ سے آکر اوسے اپنے ہمراہ لیگیا اور اطبا حاذق کو جمع کرکے موافق اپنی استطاعت کے علاج معالجہ کرنا شروع کیا لیکن افسوس فایدہ ہونا تو درکنار کسی طبیب یا ڈاکٹر کی یہ بھی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ مرض کیا ہے دو یا ڈھائی برس تک برابر بستر پر شدید علالت مین پڑا رہا مگر مطلق صورت بہبودی کی نہ نکلی آخر کار مجھے ایک شخص نے صلاح دی کہ تم ملک یونان کو چلے جاؤ وہان ایک حکیم ہے اقاطدون اتھی کی نسل سے وہ صرف مریض کا کپڑا سونگھکر مرض بتا دیتا ہے اور جو کچھ دوا وہ تجویز کرتا ہے پراوسکے بدلنے کی نوبت نہین ہوتی ایک ہی دفعہ اوسی کے استعمال سے مریض تندرست ہو جاتا ہے مین یہ سنتے ہی یونان کی طرف روانہ ہوا اور ایک رومال بھی ویلکم کے اللہ کا

اپنے ساتھ لیتا گیا اوس یونانی حکیم نے رومال کے دیکھتے ہی فرمایا یہ شخص کسی کے خنجر ابرو کا مقتول ہے سوائے مریم دست دلدار کے کوئی اور دوا اوسکے حق مین تجویز نہین کرسکتا جاؤ ممکن ہو تو یہی علاج کرو ورنہ ناسور غم فرقت چند روز بعد اسکے کلیجہ کو خانۂ زنبور بنا کے دار فنا سے ملک بقا کی طرف متصد روزن کھول دیگا مجملاً وسکے اس کلام سے اور بھی زیادہ تشویش پیدا ہوئی اپنا سا منہہ لیکر وہان سے چلا آیا اب رات دن اس فکر مین ہون کہ اوسکے معشوق کا نام کس سے پوچھون اور کہان جاکر تلاش کرون اگر بالفرض محال کسی نے بتا بھی دیا اور وہ مل بھی گیا تو معشوقون کا مزاج (آپ جانتی ہین) چوتھے آسمان پر ہوتا ہے مجھ غریب کی طرف اسقدر توجہ کون کریگا کہ مین اپنا مطلب زبان تک لاؤن اور وہ قبول کرلے لارڈلی یہ سنتے ہی آنکھون مین آنسو بھر لائی اور بولی آپکا نام کیا ہے اوسنے کہا مجھے جیہود اکہتے ہین لیکن شاہزادۂ عالی تبار نے ابوسعید کا خطاب دے رکھا ہے فرمایا اے جیہود اشاید اوس حکیم یونانی سے مرض تشخیص نہین ہوسکا لاوہ رومال مجھے دکھا مین بھی اس فن مین تھوڑا بہت کمال رکھتی ہون خدا نے چاہا تو تجھ کو تیری تشفی کردونگی ابوسعید نے اپنی جیب سے اپنا ہی رومال نکال کے اوسکے حوالے کردیا لارڈلی نے ویلکم کے دھوکے مین پہلے خوب اوسے آنکھون سے لگایا بعد وہ کلیجہ پر رگڑنے لگی یہ شخص خود کہین عاشق نہین ہے بلکہ کسی عاشق کے تیر آہ نے اسکے کلیجہ کو مشک کردیا ہے اور ایسا مشک کیا ہے کہ طالب و مطلوب مین اصلا فرق نہین رہا بقول شخصے شعر

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

ابوسعید نے کہا یہ اوسکے عاشق کو کہان تلاش کرون جواب دیا وہ عاشق مین ہی ہون لیکن خود رفتہ ہون تلاش کرنے کہان جاؤنگے یہ کہکر بے اختیار ابر بہار کی طرح رونے لگی اور ایک رباعی اس مضمون کی اپنی زبان مین پڑھی رباعی

ہرچند بگریہ گشتہ شور انگیز — با چشم من آے سحاب دامن ریز
بر باد دہی ازین تمنای محال — اے اوسیہ آب خویش بر خاک بریز

ابوسعید نے کہا اے رشک آب خوش بر خاک بریز مین نے سنا ہے جب وہ مہمان آیا تھا تو آپنے اوسے تین روز متواتر برف کا پیاسا ایک گلاس سر پر رکھکر پانی مین کھڑا رکھا تھا اور دو بارا رات بھر اوسکے گرد آگ جلوائی تھی بیلا عشاق معشوقون کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہین لارڈلی نے کہا استغفار اللہ ہو کہا پیاسا رکھنے کے کیا معنی ہین خود اپنے سر پر خوان اوٹھا اوٹھا کے دو راتین برابر اوسے کھانا کھلاتی رہی ہون البتہ پانی مین کھڑا رکھنے کا جرم میرے سر عاید ہوسکتا ہے سو میری اصلی غرض اوس سے بھی تکلیف پہونچانی نہین تھی

واقعی امر یہ ہے کہ جب وہ پہلی دفعہ یہاں تشریف لایا ہے اور مین اوسکے تیر مژگان سے گھایل ہوئی ہون تو مجھے یہ خیال آیا کہ اسکی ایک صحیح تصویر پوشیدہ اپنے ہاتھ سے تیار کر رکھنی چاہیے تاکہ وہ ایام مہاجرت مین دل مجروح کے کام آوے ایسا نور فتہ رفتہ تپ جدائی سے گھبرا کر کوئی کلمہ بے موقع میری زبان سے نکل جاے اور لوگ کہین یا شاہزادی کو محبت کے نام سے متنفر تھا یا ایسی مبتلا ہوئین کہ اپنے بیگانون کا بھی لحاظ طبیعت سے نکال ڈالا یہ سوچکر مینے اورون کے دکھانے کو تعزیرًا اوسے پانی مین کھڑا کرکے ایک گلاس سر پر رکھوایا تاکہ ادہر ادہر حرکت نکرسکے اور خود سامنے دریچہ مین بیٹھ کر صرف چہرہ ہی چہرہ کی تصویر اوتار لی جب وہ تصویر تیار ہوگئی تو ایک بہت بڑا عیب اوسمین یہ رہ گیا کہ اوسکی آنکھین نیچے کو تھین اور مین چاہتی تھی ہمیشہ نگاہ سے نگاہ لڑی رہے اسلئے تیسرے روز داستہ گلاس اوسکے سر پر نہ رکھوایا جسکے باعث ولیکم نے گردن اونچی کی اور مینے خاطر خواہ اپنی تصویر پوری کرلی لیکن جب اوسکو تصویر کے بہروے پر رخصت کردیا تو معاذ اللہ منہا دیدہ بلا دیدہ نے یہ رونا مچایا کہ تمام کپڑے سر سے پاؤن تک ابر دیدہ کی طرح آنسوؤن مین تربتر ہوگئے اور وہ تصویر ہی جسے تسکین خاطر کے لئے سینے سے لگا کر کاتھا شاک دریار شک مین بھیگ کر داغون کی کثرت سے بعینہ میرے دل پژمردہ کا نمونہ بنگئی اب مجھے یہ فکر ہوئی کہ پھر اسے کسیطرح درست کرنا چاہیے لیکن بغیر ولیکم کے یہ ممکن کب تھا ہر چند عالم تصور مین اوسے روبرو بٹھا بٹھا کے فلر ہاتھ مین اوٹھایا مگر کچھ فائدہ نہ بخشا کئی روز اسی تردد مین پلنگ پر مونہ اوندھائے ہوئے پڑی رہی آخر شب ایک دن شام کے وقت دیکھتی کیا ہون کہ خود ولیکم میری کشش کے اثر سے چلا آتا ہے مجھکو تو ایک ایک گھڑی کاٹنی مشکل پڑی تھی اوسیوقت اوسکے چارون طرف لاکھ یان روشن کرواکے رات بھر مین تصویر کو درست کرلیا گو یہ امر خلاف محبت کے وقوع مین آیا مگر شکر ہے خدائے بزرگ و برتر کا کہ مجھے اپنا غشاپور اکرنے کے واسطے اپنا راز کسی پر ظاہر نکرنا پڑا بلکہ آجتک باوجود اس حال کے کوئی یہ گمان نہین کرسکتا کہ یہ کسی پر عاشق ہے صرف اسوقت آپکو ایک غیر ملک کا باشندہ اور بزرگ منش سمجھ کر اپنے درد دل سے آگاہ کیا ہے اور سچ یون ہے کہ اب ضبط کی طاقت بھی نہین رہی ابوسعید نے کہا اگر آپ اسقدر رابی طبیعت پر جبر نکرتین تو یقین ہے اس نوبت کو بھی نہ پہونچتین جواب دیا نہین ایسے جلد بگڑ جانے کا سبب یہ ہوا

ایک روز اونہین ایام مین مین دیدار یار کی بھوکی سب سے پوشیدہ مردانہ بھیس بدلکر ولیکم کے مکان پر گئی تھی وہان کسی ظالم نے کہدیا آج ایک ہفتہ ہوا کہ اوسکے رفقا اوسے امریکہ لیکر چلے گئے کیونکہ وہ شدت سے بیمار ہوگیا تہا اور کوئی صورت اوسکے بچنے کی نظر نہین آتی تہی" یہ کلمہ سنتے ہی میری روح صلب ہوگئی بدقت تمام روتی پیٹتی گھر تک پہونچی اور آتے ہی ایسی پلنگ پر گری کہ آجتک اوٹہنا نصیب نہوا ہلا اے جیہو وا جیکے دل مجروح کو یکایک ایسا صدمہ پہونچیگا وہ کیا خاک اپنے تئین سنبہال سکیگا پہر لطف یہہ ہے کہ سوائے تیرے آجتک کسی نے اوسکا نام بھی میرے سامنے نہین لیا ذکر کرنے کا تو کیا ذکر ہے ہان ایک بار خواب مین البتہ اوسے دیکہا تہا سو بات کرنے کی نوبت نہین پہونچی اوسعید نے پوچہا خواب مین کیونکر دیکہا تہا جواب دیا اہی چند روز ہوئے کہ مین تنہا ولیکم کے خیال مین اپنے پلنگ پر لیٹی ہوئی تہی ناگہان اوسی حال مین آنکہہ جو لگ گئی تو دیکہتی کیا ہون وسط دریا مین ایک خشک میدان ہے نہایت وسیع اوسکے چار و نطرف مختلف قسم کے مکانات بنے ہوئے ہین اور ہر ایک مکان مین علحدہ علحدہ شکل و شمایل کے آدمی آباد ہین لیکن گوشۂ شمال و مغرب اور گوشۂ جنوب و مغرب مین میدان کی حد دریا کے پانی سے ملی ہوئی ہے یعنی اودہر کوئی مکان نہین ہے اور صورت اوس مجموعہ کی قریب قریب تین شلثون کے معلوم ہوتی ہے بشرطیکہ جنوبی قطعہ علحدہ کرکے باقی ماندہ کے پہر دو حصے کردئے جائین اور ایک راستہ بہت تنگ گوشۂ شمال و مشرق سے کسی دوسرے میدان کیطرف جاتا ہے جسکی کیفیت ابہی طرح میری سمجہہ مین نہین آئی غرض اوسی میدان مین مشرق کی جانب ایک مکان ہے اور اوس مکان کی چہت پر ولیکم سرنگون بیٹہا ہوا میری طرف دیکہہ رہا ہے یکایک جو اوسکا چہرہ نظر میرے کلیجہ پر آکر لگا فوراً صدمہ سے آنکہہ کہل گئی پہر جتنا چاہا کسیطرح نیند آجائے لیکن استغفراللہ نیند کہان تہی مجبور تہوڑی دیر بعد اٹہہ بیٹہی تو پہر وہی اور اوس میدان کا نقشہ مع مکانات کے (جو اوسوقت تک جنسہ میری آنکہون مین پہرا تہا) تسکین خاطر کے لئے درست کرکے اپنے پاس رکہہ چہوڑا پہر کہکر ایک پرچہ کاغذ کا اپنے تکیہ کے نیچے سے نکالا اور کہا دیکہو وہ نقشہ یہہ ہے ابوسعید نے اوسے شاہزادۂ عالی تبار کے دکہانے کو مانگ لیا اور کہا آشنا شاہزادی اب وصل کا ہونا تو صرف آپکی رضامندی پر منحصر ہے کیا معنی شاہزادۂ سبحان والا درمان نے (جسے آپ لوگ ڈراون سورڈ کہتے ہین) اپنی کرن سے ولیکم کی شادی کا پیغام آپکے والد ماجد کو دیا تہا اوس نے

دو عذر بیان کئے ایک یہ کہ لارڈ ولی شدت سے بیمار ہے دوسرے یہ کہ اوسے شادی کے نام سے تنفر ہے اگر آپ میری بوڑھی ڈاڑھی پر رحم کہا کر کسی طرح بادشاہ سلامت کو اپنے منشا دلی سے مطلع کردین تو یقین ہے دو بندگان خدا کی مفت مین جان بچ جاے (ایک میری ایک ولیم کی) لارڈ ولی تو آپ ہی شادی کو تیار بیٹھی تھی اوسیوقت دوات قلم منگا کر ایک عرضی اس مضمون کی اپنے باپ کے نام تحریر کی اُسے پاپا جیہووا کی تعریف کیسطرح میری زبان سے بیان نہین ہوسکتی اسکے ایک تعویذ نے مجھے اسقدر فائدہ بخشا کہ مین جانتی ہون دو چار ہی دن مین یرقان کا (یا اوس مرض کا جسمین مین مبتلا ہون) کہین نام ونشان بھی باقی نرہیگا اب بہر طور مجھے اسکی خاطر منظور ہے یعنی جو کچھ اسنے ڈراون سورڈ کیطرف سے حضور کی خدمت عالی مین گذارش کیا ہے مین اوسے جبر اوقہراً قبول کرتی ہون بشرطیکہ آپکے خلاف مرضی نہو جسوقت یہ عرضی ابوسعید نے چارلس سے منظور کرواکے شاہزادۂ بلند اقبال کی خدمت مین پیش کی اوسنے نہایت مسرور ہوکر ابوسعید کو جہاتی سے لگالیا اور کہا ہے ہے

شعر

بر بوف وستے نداردیہ بے زور گمان	ہمت پیران جوانان را بنزل مے برد

بعدہ اوس نقشہ کو (جو لارڈ ولی نے اپنے خواب کے ذریعہ سے کھینچا تھا) ملاحظہ کرکے فرمایا اے ابوسعید مجھے اچھی طرح یاد پڑتا ہے کہ جب مین نے کوہ اطلس پر حکیم اسقلیمون صاحب سے ملاقات کی ہے تو وہ اسی قسم کا ایک نقشہ ملاحظہ فرما رہے تھے اور عندالدریافت اونہون نے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ خاص برعظم افریقہ کا نقشہ ہے جو اہی تاغوث وماغوص نے تیار کرکے دیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بیشک ولیم افریقہ کے کسی نکسی حصہ مین موجود ہے آؤ چند روز کیواسطے افریقہ ہی ہوتے چلین کہتے ہین یہاں سے اوسکا راستہ رود بار جبل طارق مین ہوکر بہت نزدیک ہے ہنوز کسی رفیق نے شاہزادۂ فرخندہ خصال کے اس سوال کا جواب نہین دیا تھا کہ ایک قاصد لندن سے شاہزادی بولین کی چٹھی لیکر آیا جب اوسکا لفافہ کھولا گیا تو اوسمین سے وہ ہی چٹھی نکلی جو ۲۶ جنوری کو پورٹس موتھ سے فیپرسن نے بولین کے نام تحریر کی تھی فقط اوسکی پشت پر بولین نے پنسل سے اتنا لکھدیا تھا "کوشش کر اے پیارے فیپرسن کوشش کر" یعنی بغیر اپنی کے تلاش کئے مین ہرگز عقد کا اقرار نہین کرسکتی اوسکو دیکھتے ہی شاہزادہ نے فرمایا بس اب افریقہ کے جانے مین کسی کا حیلہ وحوالہ پیش نہین جاسکتا

آپنی بیقینی نفعل کی تمین ریڈس کے اوسیجگہ موجود ہے جب ایک سفرمین دو گشتگان بحر فراق کی جان بچتی ہو تو اپنی طرف سے کوتاہی کرنا نہایت حیف ہے لیکن جب تک ہم آپنی کوشش کرین فیجرسن کو فراسیس کا بندوبست کرنا چاہیئے اور فیوزن کو ہمارے پاس روانہ کردے یہ سنکر فیجرسن نے عرض کیا اے شاہزادۂ عالم لطف وکرم یہ حکم میری نسبت نہایت سخت ہے کیا معنی اول تو میری ہمت تقاضا نہین کرتی کہ حضور صرف میری خاطر اسقدر تکلیف اوٹھائین اور مین موجود ہونے پر فراسیس مین بیٹھے رہون دویم آپکی دوری مین صدمۂ مجبوری بھی المضاعف ہوجائیگا اوسکا تحمل مجھسے کب ممکن ہے شاہزادہ نے فرمایا جب ہم تمہاری خاطر اسقدر تکلیف اوٹھاتے ہین تو تمکو ہماری خاطر فراسیس جانے مین کچھ عذر کرنا نہ چاہیئے رہی صدمۂ مجبوری کی شکایت یہ بالکل بے معنی ہے عاشق ہوکر ہجر سے ڈرنا کیسے نزدیک روا نہین اے بھائی جسقدر تپ فراق کے صدمے اوٹھائے جائینگے اوسیقدر شربت وصال کی لذت زیادہ ہوتی جائیگی مین کہانتک تمکو سمجھاؤن بس اسی گفتگو پر وہ مجلس ختم ہوئی اور شاہزادۂ سبحان سرگروہ عاشقان نے دوسرے روز اسکے فیجرسن کو فراسیس روانہ کرکے آپ افریقہ کی جانب کوچ فرمایا اللہ بس باقی ہوس شعر

نمی گردید کوتہ رشتۂ معنی رہا کردم	حکایت بود بے پایان بہ خاموشی ادا کردم

التماس مولف

اگرچہ اصلی مطلب اس قصہ کا ہنوز سامعین کی سمجھ مین نہین آیا ہوگا مگر چونکہ شاہزادہ سبحان والا دودمان مع یاران غمگسار و دوستان جان نثار براعظم یورپ سے افریقہ کی جانب تشریف لے گیا اسواسطے اس جلد کو اسجگہ ختم کردینا پڑا تاکہ براعظم افریقہ کا حال علیحدہ ہوجائے آیندہ انشاء اللہ تعالے عنقریب حکیم مقیاس الحکمت صاحب جنکا مشہور نام شقلاط ہے شاہزادۂ عالی تبار سے ملاقات کرکے تمام عقدے اس جلد کے حل کردینگے فقط

تمت

غلطنامہ وقایع شاہزادہ منصور الزمان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۸	عاد	ہود
۷	۱۷	جنوب	جنوب
۱۰	۶	جمال	جمال
۲۱	۳	تو	تو
〃	〃	بر	بڑ
۲۵	۴	لو	تو
۲۹	۱۸	طلدیٔ	چلدیٔ
۳۰	۱۵	ضروری	حضوری
۳۲	۱۹	کیاب	کباب
۳۳	۱	بکشت	یکمشت
〃	۲۱	سنے	سے
۴۳	۶	چلو	جلو
۴۸	۱	پس ہاہے	پس از ہاہے
۴۹	۹	پرنور	پُرنور
۵۸	۱۳	بدلنا	بدلتا
〃	۱۸	ہی	سی
۶۸	۱۸	مغزسے	مغزی
۷۵	۴	بحث	بحث
۸۴	۱۰	اپنے پاس	اپنے پاس
۹۱	۱۶	ضبط	خبط
۹۲	۳	اسی	اسے
۹۴	۱۷	بہ نسبت	بہ نسبت
۱۰۸	۴	افریقہ کی	افریقہ کے
۱۱۶	۱۸	تصویر	تصویر
۱۱۸	۱۰	ریگیر	زیگیر
۱۲۲	۱۸/۱۹	وسیع کے	وسیع کی
۱۳۲	۱۹	مرض	مرض
۱۳۴	۱۰	سیدہی	سیدہے
〃	۱۸	دیانت کا	دیانت کو
۱۳۶	۲	اکثر	اگرچہ
۱۳۹	۱	عظمی واصل کرے	عظمی حاصل کرے
〃	۱۷	ملا	ملاً
۱۴۹	۹	نہو	نہوا
۱۵۷	〃	راحیل کی	راحیل کے
〃	۱۱	تہی	تھے
۱۵۸	۲	باہر	بار

۳ — ۱۹ — رطلان۔ خلاف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۲	۲	غیعاب	عیعاب	۲۸۳	۱۴	نکرو	فکر کرو
۱۶۶	۲۰	نہ نکلالاور	نہ نکالا اور	۲۹۰	۱۵	کہہ سکتے	کہہ سکتے ہیں
۱۷۱	۱۸	کہیلتی کودتی	کھیلتے کودتے	۲۹۱	۱۴	جنگ آید	جنگ یا دآید
۲۲۱	۲۰	موجود تہا	موجود نہ تہا	۳۰۸	۱۷	نکلا	نہ نکلا
۲۲۷	۱۲	مانضر	حاضر	۳۱۱	۱۱	پڑے	بڑے
۲۴۲	۲۰	سیرد	سپرد	۳۴۱	۷	کرتے رہے	کرتی ہے
۲۴۵	۲	اسی	اسے	۰	۱۹	بجا پروری	بجان پروری
۲۵۸	۱۴	مزاعمت	مزاحمت	۳۵۸	۲۱	دو بایا	دوبارا
۲۶۷	۲	برابہ	برآر	۳۶۶	۱۴	خفقکان	خفقگان
۲۶۸	۱۵	آنا	آتا	۳۶۷	۱۴	چلی آنا	چلی آتا
۲۶۹	۱۳	کرد	کرو	۳۶۸	۰	اندر لے گیا	اندر لے لیا گیا
۲۷۱	۲۰	خاضی	خاصی	۳۷۰	۱۱	مہاجرت کے زخم	مہاجرت کا زخم
۲۷۲	۱	رفت	رفتہ	۳۷۶	۱	مہیا کرے	مہیا کرکے
۰	۱۴	فیجرسن	نیجرسن	۳۹۳	۴	بلکہ عین	بلکہ عین
۳	۲۱	سوسطہ	سوسطے	۴۱۲	۴	اسی طرح	اجی طرح
۲۷۸	۱۲	لو	کو	۴۲۱	۱۷	رشرم	نہ شرم
۲۸۱	۹	ہاف فیس	ابوٹ فیس	۴۲۲	۳	حسان	جان
۰	۰	اسلو	سلو	۴۲۶	۱۱	اگر چہ	اگر
۰	۱۶	ہافکو اتر فیس	اوٹ ورڈس فیس	۴۲۸	۵	سجالے	بچانے
۰	۲۱	ایوت ہافکو اوافیس	اسٹیپ بیک	۴۲۹	۵	کیکاس	کیکاؤس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲۹	۱۵	لینے	لینے کو	۴۹۵	۱۵	کہاہین	کہانہیں
۴۳۳	۱۵	اس فقرہ	اس فقرہ کے	۴۹۶	۴	لے	نے
۴۴۳	۹	پائے جاتے ہیں	پائی جاتی ہیں	״	۱۱	مناوالبسی	تناوالبسی
۴۴۶	۱۹	کرتے تھے	کرتو رہتی	״	״	نمانوتو	نمانوتو
۴۵۰	۱۶و۱۷	پڑسیچ دبل کہاجاتے	پڑی پیچ دبل کہاجاتی	״	۲۱	دبجور	مجبور
۴۵۱	۱۶	ہالون	باتون	۴۹۸	۶	تشتہ	تشنہ
۴۵۵	۴	ذس	دس	۵۰۵	۶	اتفاقیہ	اتفاقیہ
״	۷	جاما	جاتا	۵۰۶	۱۳	یون	تویون
۴۵۸	۱۲	بابت	باپ	۵۰۸	۶	دینے	نہ دینے
״	۱۸	تنگ	تنگ	۵۰۹	۱	آزردہ	آذر
۴۶۳	״	قتصہ	قصہ	״	״	آذردہ	آزردہ
۴۶۷	۱۳	بیجاسے	بیچارے	״	۳	ادس	دس
۴۶۲	۳	فوع	فرع	۵۱۰	۴	سینتے	سننے
۴۶۵	۲۰	ببلی	ببلی	۵۱۷	۳	گذائی	کذائی
۴۷۰	۱	میگ یگو	میگ سیکو	۵۲۲	۶	کہیاتا	کہیلنا
״	۱۳	״	״	۵۲۳	۵	بزور	بروز
۴۷۲	۱۱	سرخرد	سرفرو	״	۸	ہند	ہنڈ
۴۷۴	۲۰	سرتابے	سرتابی	״	۱۳	فوخ	فوج
۴۷۹	۱۴	بجنر	بجنر	״	۱۴	فوج کا	فوج کے
۴۸۱	۲۱	کریدا	گرویڈا	۵۲۶	۶	دیر کے پہلے	دیر پہلے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۳۵	۱۹	متعابعت	شابعت	۵۵۱	۱۴	ظاہرا	ظاہرا
۵۳۷	۳	اوکی	اونکی	۵۵۲	۱	پھرکنے	پھڑکنے
〃	۱۱	جلق	خلق	〃	۱۲	بڑا	بُرا
۵۴۵	۵	سبحان	سبحان نے	۵۵۳	۷	ہوناتہا	ہونا تہا
۵۴۶	۹	کوی انگ	کنوی انگ	〃	۲۰	سوجی	سوجھی
〃	۱۳	لارڈ ڈیچر	لارڈ ڈیچر	〃	۲۱	میت	لیت
〃	۱۵	〃	〃	۵۵۴	۶	بہی	یہی
۵۴۹	۳	پاس	پاس	۵۵۵	۱۴	پرنکال جالگایا	پرجا لگایا
〃	۲۱	بیٹھنے	بیٹھے	〃	۱۷	لڑکی	رڑکی
۵۵۰	۱	بیش	پیش	۰	۲۱	لورنیفو	نورنیفو
〃	۱۱	مرسلین	مرسلین	۵۵۶	۱۹	درار	دراز
〃	۱۲	گنی	کنی	۵۵۷	۱۸	ایک رور	ایک روز

اعلان

شایقین داستانہائے رنگین کو مژدہ تازہ ہو کہ یہ کتاب
لاجواب جسکا مدت دراز سے ہر شخص کو انتظار تھا دریغ لاچھپ کر
تیار ہوگئی ہے سیکڑون طرح کے فسانے نظر سے گذرے ہونگے مگر
اسکا طرز سب سے جداگانہ ہے بعد ملاحظہ خود حال معلوم ہوجائیگا
چونکہ اسکا حق تصنیف محفوظ ہے کوئی صاحب اسکے چھاپنے یا
چھپوانے کا ارادہ نکریں جسقدر کتابین مطلوب ہون مقامات
ذیل سے طلب فرمائین پٹیالہ۔ سید عنایت علی صاحب جرنیل فوج
آگرہ سید تصوف حسین خلف الرشید مصنف مرحوم مغفور
واضح ہو کہ یہ کتاب کاغذ ولایتی اور کاغذ سری رام پوری
دونون پر طبع ہوئی ہے اس کاغذ کے کتاب کی قیمت مع محصول
ڈاک عیضہ مقرر ہے

سنہ ۱۸۸۸ عیسوی

ماہ جنوری